دل مال و ملک سے اٹھا کر سلطان سنجر کی طرح کہ اتراک کے ہاتھ مین گرفتار تھا امیر برید کے ہاتھ مین اسیر ہوسے
نہ مردون مین تھے نہ زندون مین تھے کس واسطے کہ تمام کوتوال اور محافظ امیر برید کیطرف اسکی حفاظت کیواسطے
مامور تھے قصبہ کہتانہ کے سوا جو شہر سے دو فرسخ پر واقع ہے باقی امیر برید اپنے تصرف مین لے کر اکثر اوقات
قندھار اور اودیسہ کی حکومت پر اشتغال کرتا تھا اور کبھی کبھی تخت گاہ مین آن کر شاہ کو دیکھتا تھا اور اگر کبھی
شاہ تنگی معاش سے شکایت کرتا تھا تو یہ جواب دیتا تھا کہ وزرا اطراف کے کہ اصطلاح دکن مین انھین امرا
کہتے ہین چار طرف سے دارالسلطنت کے پانچ چھ کوس ادھر تک متصرف ہین اور قدرے علاقہ
جو میرے تصرف مین ہے زر حاصل اس کا خیل و حشم اور فیلان خاصہ کو کفایت نہین کرتا ہے اور اس سبب سے
کہ سلطان محمود شاہ اور اسکا بیٹا شاہزادہ احمد دونون بے رشد اور پست فطرت اور خفیف العقل و عیش دوست
اور فراغت طلب تھے کوئی انکو ایک لحظہ ہوشیار نہ پاتا آخر انھون نے شراب و کباب و معشوق اور ساقی اور
تخت گاہ اور قصر پر قناعت کی اور ۹۲۳ نو سو تیئس ہجری مین فرزند خداوند خان حبشی جو ماہور کا علاقہ رکھتا تھا جب
اس نے چند مرتبہ قندھار اور دیگر کو تاخت و تاراج کیا امیر برید سلطان محمود شاہ کو ہمراہ لیکر ماہور کیطرف گیا اور
خداوند خان حبشی کا بڑا بیٹا شرزہ خان جنگ مین مارا گیا امیر برید غالب آیا اور اسکے بعد علاء الدین عماد الملک نے لشکر فراہم
لا کر ولایت ماہور کی استخلاص کیلئے امیر برید سے جنگ کا عزم کیا تو شاہ نے ماہور کو غالب خان بن خداوند خان حبشی پر
مسلم رکھکر توابع علاء الدین عماد الملک سے کر کے مراجعت کی اور ماہ ذی الحجۃ الحرام کی چوتھی تاریخ ۹۲۴ نو سو چوبیس ہجری
مین خشونت شاہی سلطان محمود شاہ بہمنی کا منشی تقدیر کے ہاتھ مین بیچیدہ ہوا اپنے جام کامرانی عمر بادہ بقا سے لبریز ہو کر دست
اجل سے ٹوٹا واللہ الباقی ولیس کمثلہ شئی مدت اس کی بادشاہی کی ساتھ ایسے تزلزل اور انقلاب کے سینتیس برس اور
بیس روز تھی اور یہ بیت اس کے نتائج طبع سے ہے بیت زبحر غم فنادم وا موج بید دیدہ تا چند دست یا زنم یا علی مدد

ذکر احمد شاہ بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

امیر برید جو مملکت قلیل تصرف مین رکھتا تھا اور عدد اس کے نوکرون کے تین چار ہزار سوار سے زیادہ نہ تھے حکام اطراف
کے خوف سے کہ مبادا طمع احمد آباد بیدر مین کرین ناچار ہوا اور سلطان احمد شاہ ولد سلطان محمود شاہ بہمنی کو تخت احمد آباد
بیدر پر متمکن کر کے خطبہ اسکے نام پر پڑھایا اور احمد شاہ نے روش اپنے باپ کی اختیار کی نرگس اور لالہ کی طرح بے قدح پیالہ
لب نہین لے جاتا تھا اور امیر برید نے نام سلطنت کا اس پر اطلاق کر کے ایک مکان بعمارات شاہانہ اور آب روان
اور درختان موزون و دلکش اس کے رہنے کے واسطے مقرر کیا اور تاج مرصع ہمینہ اور طنبور اور بساط صراحی اور قدح
سلطان محمود شاہ کے کہ تمام مرصع تھے اسکے پاس رکھکر معین کیا کہ ہر روز اسباب عیش و ابتہاج بقدر احتیاج
اس کے پاس مہیا کرین اور ایک جماعت کو اس پر تعلینات کر کے حکم کیا کہ اور آدمیون کو اس کے پاس نہ
اور سلطان سیر و گشت کے واسطے برآمد نہ ہونے پاوے اور جو وظیفہ کہ امیر برید نے اسکے واسطے معین
نہ کرتا تھا اور قطب الملک ہمدانی نے بھی جو کچھ کہ ہر سال سلطان محمود شاہ کے واسطے بھیجتا

سوائے ساغر سے نلدرگ تک اپنے ضبط مین لایا اور اسی یورش مین شاہ اور امیر برید نے برہان نظام الملک بحری
اور قطب الملک ہمدانی سے مدد طلب کی اور بیس ہزار آدمی لے کر آب تہورہ سے عبور کیکے کوچ بکوچ کرتے ہوئے
بیجاپور مین آئے اور اسمٰعیل عادل خان صحرائے قصبہ اللہ پور مین کہ شہر بیجاپور کے کنارے واقع ہے لشکر
آراستہ کرکے جنگ مین مصروف ہوا اور امیر برید کو بحال ابتر میدان قتال سے ہزیمت دی اور سلطان
محمود شاہ کہ گھوڑے سے گر کر مجروح ہوا تھا مع شاہزادہ احمد معرکہ مین رہا اور اسمٰعیل عادل خان وہ تعظیم اور تکریم
جو بادشاہون کے لائق ہے بجا لایا اور چاہا کہ بادشاہ کو بیجاپور لے جاوے شاہ کمال انفعال سے انکار کرکے
قصبہ اللہ پور مین فروکش ہوا اور میرزا لطف اللہ ولد شاہ محب اللہ اس کے زخمون کی اصلاح مین مشغول ہوئے
اور وفاداری اور خدمات شائستہ مین کچھ کمی نہ کی اور شاہ بعد چند روز کے اسمٰعیل عادل خان کے ہمراہ احسن آباد
گلبرگہ مین گیا جشن طوی عظیم فرمایا اور بی بی ستی خواہر اسمٰعیل عادل خان کو کہ شاہزادہ کے عقد مین تھی اسکے سپرد کیا
اور چار پانچ ہزار سوار مغل اسمٰعیل عادل خان سے لیکر احمد آباد بیدر کی سمت توجہ فرمائی امیر برید شہر خالی
کرکے قلعہ اوڈیسہ مین گیا اور شاہ نے بخاطر جمع اپنے مرکز کی طرف قرار پکڑا اور امرائے اسمٰعیل عادل خان نے جب سنا کہ
امیر برید برہان نظام الملک بحری سے ملتجی ہو کر مع لشکر عظیم شہر بیدر کی طرف متوجہ ہوا ہے صلاح توقف مین نہ دیکھی
جلد مراجعت کی اور امیر برید نے بسبیل استعجال احمد آباد بیدر مین آن کر بدستور سابق شاہ کو نگاہ رکھا اور
اسمٰعیل عادل خان کی خویشی کے سبب اس کی ہوشیاری اور محافظت اور سخت گیری مین نہایت کوشش کرتا تھا
یہانتک کہ شاہ تنگ ہو کر احمد آباد بیدر سے بھاگا اور آپ کو کاویل مین علاء الدین عماد الملک کے پاس پہونچا کر اعانت
طلب کی اور علاء الدین عماد الملک اس کا اعزاز بہت کرکے اسکے ہمراہ امیر برید کے دفع کرنے کے واسطے روانہ ہوا
اور تخت گاہ کے حوالی مین پہونچا امیر برید قلعہ بند ہوا اور کمک کے واسطے آدمی برہان نظام الملک بحری کے پاس
بھیجے اور اس نے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان کو اسکی مدد کے واسطے روانہ کیا اور امیر برید اس سے جا ملا
اور باتفاق افواج آراستہ کرکے سلطان اور علاء الدین عماد الملک کی جنگ مین متوجہ ہوئے اور عماد الملک بھی
خیل وحشم کی ترتیب مین مشغول ہو کر عازم مصاف ہوا لیکن صف آرائی کے وقت سلطان غسل مین مصروف تھا
اور عماد الملک نے اپنے ایک معتمد کو شاہ کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ آتش جنگ افروختہ ہوا چاہتی ہے
آپ بھی تشریف لائیے ایلچی نے جب شاہ کو غسل مین مشغول پایا از روے اعتراض بولا جو بادشاہ کہ بوقت جنگ
غسل مین مصروف ہووے یقین کہ امرا کا دست نشان اور دست نگر ہو گا بیت ہر کہ با جہل و کاہلی پیوست ٭
از کار رفت و کار از دست ٭ جب یہ کلام شاہ کے گوش زد ہوا نہایت طیش مین آیا اور حالت غضب مین
سپر دکرکے گھوڑے پر سوار ہوا جب صف کے قریب پہونچا گھوڑے کو تازیانہ مار کر امیر برید کی صف مین ملحق ہوا اور
بیجاپور کی طرف اس قضیہ پر مطلع ہوا اپنی ولایت کی طرف بھاگ گیا اور امیر برید فائز المرام ہو کر باطمینان تمام
ہمراہ لیکر برار کی طرف بادشاہ کی محافظت اس طور سے کی کہ دوبارہ اسے مجال فرار نہ رہی اور آن حضرت

ترک نے ان کی کیفیت اتفاق پر اطلاع حاصل کی اور علاج واقعہ کے وقوع سے پیشتر کر کے میرزا شمس الدین
ور تغرش خان دکنی اور یوسف غلام دکنی کو مع تمامی معاند مقتول کیا اور پھر دوسرے ترکون اور دکنیو نکے
نل مین جو اس معاملہ مین شریک تھے مشغول ہوے اور شاہ نے خود سوار ہو کر آتش نہب و غارت اور قتل عام کو
ساکن فرمایا اور اس مبحث کے باعث اتراک سے رنجیدہ ہو کر ایک مہینے کامل ان کا سلام نہ لیا اور آخر شاہ محب اللہ
کے وسیلہ سے پاے بوسی کو حاضر ہوے اور معذرت کی اور شاہ نے جبرًا اور کرہًا ان کا جرم معاف کیا اور
وازم غفلت اور بیخبری مین کہ مراد شراب اور استماع نغمات اور معاشرت پریرویان سرو قد سے ہے مشغول ہوا
ور ایکبارگی اس کا رعب اور دبدبہ تمام ادنی اور اعلی کے دلون سے دور ہوا اور ۹۰۳ نوسو تین ہجری مین سلطان
محمود شاہ نے ارادہ کیا کہ بی بی ستی دختر یکسالہ یوسف عادل خان کو شاہزادہ احمد کے واسطے جو چار برس کا تھا
خواستگاری کرے اور بعد کہنے سننے اور آمد و شد مردمان جانبین کے یہ مقرر ہوا کہ حسن آباد گلبرگہ مین جشن شادی
طوی مرتب کر کے قواعد عقد وقوع مین آوین اس واسطے شاہ جمجاہ اور دہ خان والاشان گلبرگہ مین آن کر
اسباب مہمانی کے تہیہ مین مشغول ہوے اور اثناے جشن و سرور مین قاسم برید اوڈلیسہ اور داودگیر سے اور
فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان قلعہ پرندہ سے شاہ کی بساط بوسی سے فائز ہوے اور ان کے روبرو
قاضی عبد السمیع عسکر نے عقد مناکحت باندھی اور یون معین ہوا کہ جب عروس دس برس کی ہو شاہزادہ کے
سپرد کرین اور ابھی لوازم جشن وطوی درمیان مین تھے کہ دستور دینار اور یوسف عادل خان نے اقطاع گلبرگہ پر
نزاع کی کس واسطے کہ مقصود یوسف عادل خان کا یہ تھا کہ حسن آباد گلبرگہ والند اور گنجوتی اور کلیان اسکے قبضہ مین
رہے تا کہ اس کی ولایت اور سلطان سے فاصلہ اجنبی نہ رہے اور دستور دینار کا ارادہ یہ تھا کہ بیجاپور سے آب بہونہ
کے کنارے تک یوسف عادل خان کے تصرف مین رہے اور حسن آباد گلبرگہ اور انتگیر تلنگ کی سرحد تک
میرے قبضہ مین رہے اور چو شاہ کو اس قسم کے امور مین دخل مطلق نہ تھا اس واسطے دستور دینار قاسم برید کے پاس
پناہ لے گیا اور صحبت طولانی ہوئی اور قاسم برید اور یوسف عادل خان کے درمیان خشونت اور نزاع واقع ہوئی
ملک قطب الملک ہمدانی نے اتحاد مذہبی کے سبب یوسف عادل خان کیطرف میل کیا اور قاسم برید متوہم ہو کر اپنے بڑے
بیٹے جہانگیر خان اور دستور دینار اور خواجہ جہان کے ہمراہ بالند کی طرف روانہ ہوا اور یوسف عادل خان
اور ملک قطب الملک ہمدانی اور ملک الیاس اور عین الملک بساط جشن وطوی تہ کر کے شاہ کی ملازمت مین
حاضر ہو کر اس جماعت کی تادیب اور گوشمالی مین متوجہ ہوے اور گنجوتی کے اطراف مین فریقین کے درمیان جنگ
واقع ہوئی اگرچہ ملک الیاس اور عین الملک نے درجہ شہادت پایا لیکن قاسم برید اور فخر الملک دکنی المخاطب
بخواجہ جہان منکسر اور منہزم ہو کر اوڈلیسہ اور نربدہ کی طرف راہی ہوے اور یوسف عادل خان کا تسلط اور
استقلال افزون ہوا اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ شاہ اس کے روبرو تخت پر اجلاس نہ فرماتا تھا اور
میان محمد بڑا بیٹا عین الملک مقتول کا یوسف عادل خان کے التماس کے موافق جاگیر پر

کیے تھے شاہ گجرات کے متعلقون کے سپرد کئے اور سنہ ۹۰۱ نو سو ایک ہجری مین ملک قطب الملک ہمدانی
کو جو سلاطین قطب شاہیہ کا جد ہے تمام ممالک تلنگ کا طرفدار کر کے گلکنڈہ اور ورنگل کو اس کے
جاگیر قدیم پر افزون کیا اور دستور دینار حبشی جو قطب الملک دکنی کے مقتول ہونے کے بعد ورنگل کا
طرفدار ہوا تھا معزول ہوا اور سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد کے موافق حسن آباد گلبرگہ اور ساغر مع مضافات
اسکے جاگیر پائی اور چونکہ یہ مقدمہ شاہ کے سمع مبارک مین پہونچا یا تھا کہ منصب دار امراے کبار کی تقویت
کے سبب باغی گری کے باعث ہوتے ہین قاسم برید کی تحریک سے امراے سوا تمام منصبدار انکو جو دستور
دینار حبشی کی جماعت مین داخل ہوے تھے اس سے جدا کر کے خاصہ خیل مین جمع کیا اور اسوقت سے اب تک
منصب داران دکن داخل امرا نہ ہوے مثل سلحدارون کے سلک لشکر خاصہ شاہی مین رہتے ہین اور انھین
سرگروہ اور حوالہ دار کہتے ہین اور سید اشرف دکنی سے کہ جس نے سلطان محمود شاہ کی خدمت کی تھی مین نے سنا ہی
کہ بیستی سے پانصدی تک کو منصب دار کہتے تھے اور پانصدی سے جو بالاتر ہوتا تھا اسے امرا کے
زمرہ مین شمار کرتے تھے القصہ دستور دینار حبشی منصب دارون کے جدا کرنے سے دلگیر و ناراض ہوا اور
باتفاق عزیز الملک دکنی کے علم مخالفت کا ملبند کیا اور سات آٹھ ہزار حبشی اور دکنی فراہم لا کر بہت مملکت تلنگ کے
کہ ولایت گلبرگہ کے نزدیک تھی شاہ کے بلا حکم متصرف ہوا اور شاہ نے قاسم برید کی صلاح اور ہدایت سے
یوسف عادل خان سے کمک طلب کی اور یوسف عادل خان نے اس طرف لشکر بھیجا اور شاہ اور قاسم برید بھی
اس سے ملحق ہوے اور دستور دینار حبشی اور عزیز الملک باتفاق جمیع امراے دکنی اور حبشی قصبہ منہدری کے
قریب صفوف حرب آراستہ کر کے شاہ کے مقابل آے **بیت** دو لشکر بہم برکشیدند کوس ⁂ چو شطرنج
از عاج و ز آبنوس ⁂ اس کے بعد طرفین حرب و ضرب مین مشغول ہوے لیکن سیہزم الجمع دیولون الدبر کا
مضمون حبشیون کے چہرہ احوال پر چمکا یوسف عادل خان کے ترددہاے مردانہ کی برکت سے کہ سردار میمنہ تھا
باغیون پر شکست پڑی اور دستور دینار حبشی زندہ اسیر ہوا اور شاہ نے اسکے قتل کا حکم صادر فرمایا اور آخر کو
یوسف عادل خان کی سفارش سے اسکی جان بخشی ہوئی اور پھر اقطاع حسن آباد گلبرگہ اور ساغر و النددغیرہ پر
نوازش فرمائی اور اموال اسکے سے جو کچھ سرکار مین لاے تھے واپس دے کر قلعہ ساغر کی طرف روانہ کیا
لیکن چونکہ بعض سرداران معرکہ ہذا بھاگ کر اس قلعہ مین پناہ لے کر متحصن ہوے تھے انھین محاصرہ کیا
چنانچہ جوانان بیکار طلب نے حملہ اول مین حصار اولین کو فتح کیا پھر متحصنون نے آپ کو حصار بالا مین کھینچا لیکن
تاب مقاومت اپنی سے مفقود دیکھ کر بعد چند روز کے امان طلب کی اور قلعہ کو سپرد کیا اور شاہ اُسے
یوسف عادل خان کے تفویض کر کے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین یوسف غلام
دکنی اور میرزا شمس الدین اور نعمت الہی اور تفرش خان دکنی اور ایک جماعت جو سلطان کی ملازمت مین قرب اور
منزلت رکھتی تھی درمیان مین ایک دوسرے کے اور اتراک دولتخانہ کی بیعت کی اور قاسم برید اور دوسرے

دل زنگ خوردہ اس کا بصیقل پند و نصیحت سے پاک ہوا اور کسی کا ارشاد کام نہ آیا جب یہ بھی پلٹ آئے
مشرف الملک صدر جہان اور قاضی زین الدین نے بھی جاکر در نصائح اس سے دریغ نہ رکھے اور بہت فہمائش کی
لیکن جو وہ راہ حق سے بہت دور تھا اور اس کے اقبال نے مساعدت نہ کی دفع الوقتی مین مشغول ہوکر بولا کہ اگر
بادشاہ قلعہ مرج کی طرف معاودت فرماوے اور خواجہ پانے قلعہ پنالہ سے برخاستہ کرے بندہ وہان آنکر ملازمت
کرے گا سلطان محمود شاہ نے ناچار بعد مراجعت مخادیم فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان کو قلعہ پنالہ سے طلب کیا
اور بہ خلعت خاص اور پٹکہ مرصع اختصاص دے کر بہادر گیلانی کے واسطے مامور فرمایا اور خواجہ قطب الملک
ان امرا کے باتفاق جو ہم قلعہ پنالہ مین اس کے ہمراہ تھے روانہ ہوا اور شاہ نے اس اندیشہ سے کہ مبادا بہادر
آپکو پنالہ مین پہونچا دے اور محنت دراز ہو قطب الملک کو قلعہ پنالہ کے محاصرہ کے واسطے روانہ کیا لیکن
جب خواجہ بہادر گیلانی کے قریب پہونچا دوسرے دن فوج آراستہ کرکے اس کی جنگ مین مشغول ہوا اور بہادر بھی
نہایت غرور اور استکبار سے دو ہزار سوار کہ ان مین اکثر گیلانی اور مازندرانی اور عراقی اور خراسانی تھے اور
پندرہ ہزار پیادہ اور توپ اور تفنگ بسیار سے مقابل ہوکر نہایت شدت سے جنگ مین مصروف ہوا ناگاہ
ایک تیر شست قضا سے چھوٹ کر اسکے پہلو پر پہونچا کہ مرغ نیم بسمل کی طرح پھڑک کر سرد ہوا اس درمیان مین
زین خان خواجہ کا بھائی اور بقولے مینہ خان سپہ سالار ملک احمد نظام الملک بحری نے بضرب نیزہ اس کو
خانہ زین سے جدا کرکے خاک مذلت پر ڈالا اور خواجہ نے سر پر غرور اسکا کاٹ کر مظفر و منصور ہوکر علم مراجعت
بلند کیا اور شاہ نے اسے دوبارہ خلعت خاص اور کمر بند مرصع اور اسپ تازی اور ایک زنجیر فیل عنایت فرمایا اور
لفظ مخدوم اس کے خطاب مین زیادہ کی اور بعد دو تین دن کے قلعہ پنالہ مین گیا اور تماشا کرکے عین الملک کنعانی کو
بندر گوہ کی طرف بھیجا تو اس کے بھائی ملک سعید کو دلاسا کرکے مع مال اور جہات حضور مین لاوے اور قاسم برید
ترک کی صلاح سے جاگیر بہادر گیلانی کی ملک عین الملک کنعانی کے تفویض کرکے ایک جماعت مخصوصون سے
کہ قاسم برید بھی از انجملہ تھا بندر دابل کی طرف سوار ہوا اور سواحل دریا کا تماشا کرکے عازم مراجعت ہوا اثنائے راہ
مین جب اطراف بیجاپور مین پہونچا یوسف عادل خان نے ایلچی بھیجکر قدوم میمنت لزوم کی التماس کی اور سلطان نے
اردو کو دار الملک کی طرف روانہ کیا اور خود مع قاسم برید اور ایک جماعت مخصوصون سے بیجاپور مین آیا اور
کالا باغ مین جو ساختہ ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان تھا نزول کیا اور عیش و عشرت مین مشغول
ہوا اور خان معزی الیہ نے پیشکش گذراننے اور لوازم ضیافت مین نہایت کوشش کی اور سلطان بعد دو ہفتہ
کے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور قاسم برید کی صلاح سے سلطان محمود شاہ گجراتی کو گھوڑے تازی عالی نسب
اور نقد یعنے زر سرخ اور سفید مرحمت فرمایا اور مورخین کا اتفاق ہے کہ پانچ من مروارید بوزن دہلی اور
زنجیر فیل اور ایک خنجر مرصع برسم سوغات سلطان محمود شاہ گجراتی کے واسطے گجرات بھیجا اور کمال احسان سلطان ادا
صفدر خان اور تمام مردم گجراتی کو جو بہادر گیلانی کے مجلس مین تھے مع بیس جہاز کہ بہادر پنڈر پر سرفراز ہوا ہر ایک نے
فرماتا تھا اور

درجۂ قبولیت کو پہونچیں جب مکتوب خواجہ کا اسے پہونچا پھر زاغ غرور نے بیضۂ عجب و پندار کا اس کے کاخ دماغ میں رکھا اور اس معنے کو شاہ اور قاسم برید کے عجز و زبونی پر گمان کر کے پیغام دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ امسال خطبہ اپنا شہر احمد آباد بیدر میں پڑھوں اور سال آیندہ احمد آباد گجرات میں اور حالانکہ قاسم برید کا خیال فقط یہ تھا کہ اگر بہادر کو مستاصل کروں گا یوسف عادل خان بعد مراجعت شاہ اس ولایت پر بزور خود متصرف ہوگا الغرض شاہ یہ خبر سنکر پیادہ سے کلہر کی طرف آیا اور قلعہ کلہر کہ وہ بھی بہادر گیلانی کے آثار سے تھا مفتوح کیا اور قصبہ کو غارت کر کے اس کے اخراج میں راسخ اور جازم ہوا اور بہادر گیلانی قلعہ مرج اور کلہر کی فتح سے متحیر ہوا اور سمجھا کہ قلت تدبیر سے امر خطیر ارتکاب کیا ہے اور اس درمیان میں ملک شمس الدین طارمی جو بہادر گیلانی کی طرف سے حاکم دابل کا تھا قصبہ کلہر کی غارت کا سن کر باتفاق زمینداران اس حدود کے سلطان کی ملازمت میں حاضر ہوا اور بہادر گیلانی زیادہ تر دریاے اضطراب میں پڑ کر قلعہ پنالہ میں کہ اس حدود میں اس قلعہ سے محکم تر نہیں ہے در آیا چونکہ وہ جلد مفتوح نہیں ہو سکتا تھا سو واسطے سلطان کولاپور کیطرف متوجہ ہوا کہ وہاں سے دریاے بندر دابل کے تماشا کو روانہ ہووے بہادر گیلانی نے تبھور باطل قلعہ پنالہ سے برآمد ہو کر بسبیل استعجال اپنے تئیں کولاپور پہونچایا کہ سلطان کا سد راہ ہو کر تنور حرب گرم کروں اور آخر کو صولت شاہی سے ہراسان ہو کر بھاگا اور بہت آدمی اس سے کنارہ کش ہوے اور کچھ اس میں سے شاہ کی ملازمت میں حاضر ہوے اور بعضے یوسف عادل خان کے پاس گئے اور بادشاہ نے قاسم برید کی صلاح سے فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان حاکم پرندہ کو کہ اس سفر میں ہمراہ رکاب تھا مع عین الملک و مینہ خان سر لشکر احمد نظام الملک بحری کو قلعہ پنالہ اور اس نواح کے ضبط اور سر انجام کے واسطے بھیجا تاکہ بہادر گیلانی قلعہ پنالہ میں آپ کو نہ پہونچا سکے اور سلطان خود کولاپور میں پہونچا جو موسم برسات تھا وہاں مقام فرمایا اور بہادر گیلانی نے جب اس ارادہ سے اطلاع پائی اوج استکبار سے افتقار کے گڑھے میں گرا اور پھر خواجہ نعمت اللہ تبریزی اور خواجہ مجد الدین کے بذریعہ عریضہ بھیجکر پیغام دیا کہ اگر سلطان قولنامہ اپنی مہر اقدس اور ملک قاسم برید اور اعیان درگاہ کے دستخط اور گواہی سے صادر فرماوے باطمینان تمام حاضر حضور ہو کر باقی عمر جادۂ اخلاص سے تجاوز نہ کرے گا شاہ نے نائرۂ فساد کی تسکین کے واسطے اس مرتبہ بھی اس کی استدعا قبول کی اور موافق مدعا قولنامہ بھیجا بلکہ حسب التماس خواجہ نعمت اللہ تبریزی کے زیادتی اطمینان کے واسطے شرف الملک صدر جہان اور زین الدین حسن قاضی کو بھی ہمراہ کیا اور یہ جماعت ساحل آب پر کہ حائل تھا پہونچی خواجہ نعمت اللہ بیشتر پانی عبور کر کے بہادر گیلانی کے پاس گیا اور شاہ کے الطاف اور آنے شرفا و اعیان سے اطلاع بخشی پھر اس بد بخت کی رائے برگشتہ ہوئی اور نہ چاہا کہ قدم صواب کا بادیہ توفیق میں رکھے آخر خواجہ وہاں کے ہمراہیوں نے راست راست بیان کی اس عرصہ میں قدم خان اور قطب الملک نے بھی آب سے عبور کر کے شرمندہ ہو کر پاس پہونچایا اور بہادر گیلانی ان کے آنے سے خوش ہوا اور تعظیم و تکریم سے پیش آیا لیکن

اسے جاگیر عنایت فرمائی اور چند روز مین اس قلعہ کو امان دیکر مفتوح کیا اور یوسف عادل خان کے متعلقون کو
سپرد کرکے منگلیسر کی طرف جہان یوسف عادل خان کی مزاحمت کے خوف سے بہادر خود مقیم تھا متوجہ ہوا
لیکن ابھی فوج سلطانی قلعہ پر نہ پہونچی تھی کہ بہادر نے وہان سے راہ فرار نا پی اور سلطان نے اس قلعہ کو کہ
بہادر گیلانی اس کا بانی تھا اور اسی عرصہ مین اس کی عمارت اتمام کو پہونچائی تھی تین روز مین فتح کیا اور قاسم برید
کی صلاح سے مرچ کی طرف روانہ ہوا اور بعضے سردار بہادر گیلانی کے کہ اس تین روز مین قلعہ مین آکر متحصن
ہوے تھے پھر قاسم برید کے مدافعہ مین مشغول ہوے اور وہان کے حاکم نے میدان مین آن کر آتش جنگ کو
مشتعل کیا اور ان مین کے اکثر مقتول ہوے اور بقیۃ السیف سانپ کے مانند سوراخ قلعہ مین داخل ہوے
اس صورت مین قاسم برید اور تمام امرا نے یہ صلاح کی کہ مورچے قسمت کرکے اطراف سے چند سرنگ قلعہ کے اندر
لے جاوین تو قلعہ کا پانی خندق مین در آوے اور بے آبی سے حصاری ہلاک ہووین اور ہر برج کے مقابل ایک
برج باہر تیار کرین تو راہ فرار مسدود ہو آخر قلعہ دار نے حیران ہو کر امان طلب کی اور سلطان نے قاسم برید
کی استرضا سے امان دی اور دو سو گھوڑے عراقی اور عربی بہادر گیلانی کے نائب کے مع اسلحہ فراوان دستیاب ہوے
اور بہادر کے سپاہیون کو آگاہ کیا کہ جو نوکر ہووے اسے اہلکار وظیفہ اور جاگیر دیوین اور جو کہ بہادر گیلانی کے
پاس جاوے راہ دار اسکے گھوڑے اور اسباب سے متعرض نہ ہووین مغلون نے عرض کی کہ ہم کیونکر بہادر گیلانی کے
روبرو جاوین گھوڑے اور ہتھیار ہمارے ضائع ہوے اور قلعہ ہمارے قبضہ سے نکل گیا اس زیست سے مرنا
بہتر ہے اگر سلطان ہمارے قتل کا حکم کرے بہترین عنایت ہوگی سلطان کو اس جماعت کا اخلاص پسند آیا
اور محظوظ ہو کر فرمایا کہ تمام گھوڑے اور ہتھیار ان کے سپرد کرکے بہادر گیلانی کے پاس بھیجین اور اسی عرصہ مین مرچ
سے کوچ کرکے بنیادہ کی طرف سوار ہوا اس وقت بہادر گیلانی کے دوستون مین سے ایک جماعت نے جو
اردوے سلطانی مین تھی اسے یہ پیغام دیا کہ سلطان تیرے اوپر نظر عنایت مبذول رکھتا ہے اگر پیشکش بھیجکر
ابواب معذرت مفتوح کرے یقین ہے کہ یہ ممالک پھر تجھے ارزانی کرکے مراجعت فرماوے بہادر گیلانی نے
اول نصیحت دوستون پر عمل کرکے خواجہ نعمت اللہ تبریزی کو جو مرد مشار الیہ تھا اظہار بزرگی اور اخلاص کیواسطے
اردوے سلطانی مین روانہ کیا اتفاقاً جس روز کہ خواجہ نعمت اللہ آستان بوسی سے شرف یاب ہو کر حق رسالت
بجالایا بخشندہ بے منت نے اسی دن کہ ستائیسوین ماہ رجب سنہ مذکور کی تھی شاہ کو فرزند موسوم باحمد کرامت فرمایا
اور اس خسرو با اقتدار نے تاج اپنے نور بصر کے زیب فرق کرکے جشن کی بزم آراستہ کی اور قاسم برید کی صوابدید سے
خواجہ نعمت اللہ کی میمنت قدوم کا بہانہ کرکے بہادر گیلانی کی تقصیرات معاف کین اور یہ ارشاد کیا کہ وہ اگر اب
ہماری ملازمت کو حاضر ہووے اور دو زنجیر فیل اور مال مقرری ہماری کچہری تحصیل مین پہونچاوے قل[illegible]
بلاد اس کے جو اسکے تصرف سے بر آوردہ ہوے ہین پھر ساتھ اس کے مقرر اور مفوض رکھون خواجہ نعم[illegible]
یہ مژدہ سنکر بہادر کو خط لکھا کہ تو خط ہذا پڑھتے ہی آپ کو جلد شاہ کی خدمت مین پہونچا [illegible]

اپنے سرنوبت کمال خان دکنی کو پانچ ہزار سوار ہمراہ کرکے اس کی خدمت مین بھیجا اور ملک احمد نظام الملک بحری نے
مبارزخان ولد خواجہ جہان ترک کو جسنے اسکی ملازمت اختیار کی تھی اور احمدنگر مین رہتا تھا اسی قدر سپاہ سے
اردوے شاہ مین روانہ کیا اور اسی طرح سے فتح اللہ عماد الملک نے بھی اپنے ایک معتمد درگاہ کو مع لشکر قلیل شاہ
کی خدمت مین ارسال رکھا اور بہادر گیلانی جیسا کہ مذکور ہوا مخدوم خواجہ شہید کی سلک ملازمون مین سرفراز
تھا اور اس کے بعد شہادت کے نجم الدین گیلانی کا نوکر ہوا اور اس وقت نجم الدین گیلانی بندر گووہ مین
کشور خان غلام خواجہ شہید کی طرف سے بندر گووہ کے انتظام مین قیام کرتا تھا وہ اس شہر کی کوتوالی کے
سبب شجاعت اور مردانگی مین مشہور ہوا قضارا نجم الدین گیلانی بندر گووہ مین فوت ہوا اور بہادر کے دل مین
مخالفت کی ہوس جاگزین ہوئی اور ۸۹۸ آٹھ سو اٹھانوے ہجری مین بندر گووہ کے بندوبست مین مشغول ہوکر
کشور خان کے تمام علاقہ پر متصرف ہوا اور چند روز مین دابل اور چیول اور کلہر اور پنالہ اور کولاپور اور سروال
اور تلگوان اور مرچ کو اپنے قبضہ مین لایا اور بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار بہم پہونچائے اور جزیرہ مہائم کو جو شاہان
گجرات سے تعلق رکھتا تھا لیا اور کمال خان اور صفدر خان جو شاہ گجرات کی طرف سے مع لشکر جرار دریا کے رستہ
سے آئے تھے ان سے لڑا اور انھین گرفتار کرکے مقید کیا اور ان کا اثاثہ شاہی غارت کرکے اپنے اسباب شوکت
مین شامل کیا اور ملک احمد نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان سوائی کیا تھا نے بجز نے مین برابر رہتا
سر نہ جھکاتا تھا بلکہ قلعہ جام کھنڈی جو یوسف عادل خان کے وسط ولایت مین تھا حسن تدبیر سے اسے بھی
اسکے آدمیون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اس فکر مین ہوا کہ اسے بھی بیجا پور سے بیجا کرے اور چونکہ دفع اسکا
باسانی میسر نہ تھا دونون بزرگوار اس سے طریق مدارا اور مواسا سلوک رکھتے تھے یہان تک کہ سلطان
خود بنفس نفیس اس کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری دونون نے
اس امر کو اپنے اقبال سے تصور کیا اور جیسا گذرا سلطان کی مدد کے واسطے روانہ ہوئے سلطان محمود شاہ نے
اول بہادر گیلانی کو فرمان بھیجکر سلطان گجرات کے نوشتہ سے اعلام کیا اور لکھا کہ کمال خان اور صفدر خان کو
مع اُن اشیا کے جو جہازون مین تھی شاہ گجرات کی درگاہ مین بھیج بہادر گیلانی نے جب سنا کہ خدمتگار سلطان کا
فرمان لاتا ہے اپنے راہ دارون اور محافظو کو لکھا کہ اسے قصبہ مرچ سے آگے نہ بڑھنے دینا اور زبان جرأت کی
لاف وگذاف مین کھولی اور جب یہ خبر سلطان کے سمع مبارک مین پہونچی اور افواج ملکی بھی سب جمع ہوئی
بکوچ متواتر اسکے دفع مین متوجہ ہوا اور بعد قطع مراحل وطے منازل جب قلعہ جام کھنڈی مین پہونچا قطب الملک
دکنی کو جو طرفدار تلنگ تھا اس کی فتح کے واسطے مامور کیا اور جماعت گیلانی جو بہادر گیلانی کی طرف سے
[illegible] مین تھی بالاے برج آن کر جنگ مین مشغول ہوئی ناگاہ ایک تیر قطب الملک دکنی کے سینہ پر لگا اور
اور [illegible] مین اسے بیجان کرکے مقابل سے نکل گیا سلطان نے اس کا جنازہ دار السلطنت کی طرف روانہ فرمایا
[illegible] ہمدانی کو قطب الملک خطاب دیکر قصبہ کو تکرا ور درکی اور بعضے اور ممالک تلنگ سے

سائر امرا آپ کو عمدہ مردم دکن سے جانتا تھا اور نامہ راے بیجانگر کو لکھا کہ یوسف عادل خان نے بادشاہ سے
مخالفت کی اور خطبہ اور سکہ پر اپنا نام جاری کیا ہے اگر آپ ممد و معاون ہو کر لشکر اس مملکت پر بھیجین اور
شر اس کا دور کرین مدکل اور رایچور آپ کے تعلق رہیگا راے بیجانگر نے کہ طفل خرد سال تھا اپنے وکیل تیمراج
کو مع لشکر کثیر یوسف عادل خان کی ولایت پر بھیجکر انواع خرابی ظہور مین پہونچائین اور قلعہ رایچور اور مدکل پر
متصرف ہوا اور یوسف عادل خان کہ طاقت مقابلہ لشکر بیجانگر سے نہ رکھتا تھا ان سے صلح کر کے لقصد تادیب
قاسم برید روانہ ہوا اور اسنے ناچار ہو کر ملک احمد نظام الملک بحری کو پیغام دیا کہ یوسف عادل خان میرے اخراج
کیواسطے متوجہ ہوا ہے اگر وہ خداوند نعمت کمک کرین اور یہ بہلترین وجہ اسے درمیان سے دفع کرین تو قلعہ کووہ اور کوکن
اور پنالہ اور کلہر جو بہادر گیلانی کے تصرف مین ہے آپ سے رجوع کرون گا ملک احمد نظام الملک بحری اس کی مدد پر
متعہد ہوا اور باتفاق فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اس کے بھائی زین خان کے باشوکت تمام احمد آباد
بیدر کی طرف روانہ ہوا اور اس کے قریب پہونچنے سے قاسم برید قوی پشت ہوا اور شاہ کو جو کسی امر مین اختیار نہ رکھتا
تھا سوار کر کے صفوف جنگ کی آراستگی مین مشغول ہوا اور سلطان محمود شاہ کو قلب لشکر مین جگہ دیکر خود ہراول ہوا اور
میمنہ پر ملک احمد کو اور میسرہ پر فخر الملک دکنی المخاطب بخواجہ جہان اور اسکے بھائی کو مقرر رکھا اور اپنے فرزند کو ایک ہزار
سوار سے مدد کے لیے ایکطرف کیا اور یوسف عادل خان بھی ساتھ اس ترتیب کے کہ مذکور ہوگا افواج آراستہ کر کے
سیف وسنان کے استعمال مین مصروف ہوا اور بعد کوشش اور کشش فراوان سلطان اور قاسم برید اور فخر الملک
دکنی منہزم ہو کر احمد آباد بیدر کی طرف مفرور ہوے اور یوسف عادل خان اور ملک احمد نظام الملک بحری معرکہ مین
مقیم ہوے مگر مساعدت بخت بلند کے سلبب کوئی کسی پر حملہ آور نہوا اور اسی طرح آپس مین ایلچی بھیجکر موافقت اور اتحاد کے
بارہ مین گفتگو کر کے ہر ایک نے جنگ گاہ سے اپنے مکان کی طرف مراجعت کی اور سنہ ۸۹۹ آٹھ سو ننانوے ہجری مین
سلطان محمود شاہ گجراتی نے ہاشم تبریزی کو جو اس کے متعلقین سے تھا برسم رسالت سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر
پیغام دیا کہ بہادر گیلانی نے جو تمھارے امرا کی سلک مین منتظم ہے اور ساحل دریا پر تصرف رکھتا ہے چوبیس جہاز بنادر گجرات کے
جو مال تجارت سے مملو تھے غارت کیے ہین اور اس پر بھی اکتفا نہ کر کے یاقوت حبشی کو مع دو سو جہاز شبخون مردان کاری سے
مہایم مین بھیجکر بہت مصاحف اور مساجد مین آگ لگا کر خاک سیاہ کیا اور قتل و غارت مین بدرجہ نہایت کوشش کر کے
مصدر اعمال شنیعہ ہوا اور اس کے بعد داعیہ رکھتا ہے کہ دریا کے راستہ سے بندر سورت پر لشکر بھیجکر اس کی خرابی مین
کوشش کرے اور لشکر گجرات کا خشکی کے راستہ سے جا کر جبتک بارہ ولایت دکن سے خراب اور پائمال نہ کرے
بہادر کے مسکن تک نہین پہونچ سکتا اور لشکر عظیم دریا کے راستہ سے بھیجنا بھی متعذر اب مناسب یہ ہے
کہ آپ اس کے دفع اور منع مین کوشش فرماوین اور جو عاجز ہووین اعلام بخشین تو دوستان قدیمی جس
کہ ممکن ہو اسکا علاج ظہور مین پہونچاوین سلطان محمود شاہ اس پیغام سے نہایت آزردہ دل ہوا اور ہمراہ قا
بہادر گیلانی کے دفع کے واسطے لشکر روانہ کیا اور حسب الحکام دکن سے امداد طلب کی لیکن

اثنائے راہ سے جدا ہوکر ہر ایک اپنی ولایت کی طرف رجوع ہوتا تھا اور سفر میں بھی بادشاہ کے دربار میں حاضر نہ ہوتے اس خوف سے کہ بادشاہ کے دربار میں بطریق سابق سلام کرنے کا اتفاق ہوگا اور ملک احمد بحری کہ لشکر شاہ کو متواتر شکست دینے سے تمام جہان میں بدنام تھا کسی سفر میں ہمراہی نہ کرتا تھا شہر احمدنگر میں بنیاد استقامت کی ڈال کر طریق شاہانہ اور روش خسروانہ اختیار کی تھی اور ایلچی یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس بھیج کر خطبہ اور لوازم بادشاہی میں مبالغہ کر کے ایسا مقرر کیا کہ تینوں شخص بالاتفاق اظہار شعار بادشاہی میں مشغول ہوویں اور پردۂ حجاب سے برآمد ہوکر علانیہ پنج وقت نوبت بادشاہی پر چوب ماریں اسواسطے حضرات مذکور نے ۸۹۵ھ آٹھ سو پچانوے ہجری میں نام سلطان محمود شاہ کا خطبہ سے موقوف کر کے اپنے نام کیا اور ۸۹۷ھ آٹھ سو ستانوے ہجری میں قاسم برید ترک سرنوبت نے خواہی نخواہی منصب وکالت اور طرفداری اطراف اور اکناف تخت گاہ کا دستیاب کر کے قصبہ قندھار اور اوڈیسہ اور دگیرا اور کلیان اپنی جاگیر مقرر کی اور چاہتا تھا کہ جو قلعے ان پرگنوں میں واقع ہیں انھیں بھی قبضہ میں درلاؤں لیکن محافظان قلعہ نے انکار کر کے نہ دیا اور قاسم برید نے یہ امر شاہ کی تحریک سے تصور کر کے سر حلقۂ اطاعت ظاہری سے باہر کھینچا اور ایکبارگی پردۂ حجاب منھ سے اٹھایا اور اعوان و انصار اپنے ہمراہ لیکر قلعوں کی تسخیر میں متوجہ ہوا اور دو تین مرتبہ لشکر سلطان محمود شاہ کو شکست دیکر اسکے دفع میں آمادہ ہوا اور قریب تھا کہ شاہ کو شہر بیدر سے باہر کرے ناگاہ دلاور خان حبشی جو ملک حسن نظام الملک بحری کے خوف سے برہانپور کی طرف روانہ ہوا تھا مع لشکر مستعد دارالخلافت میں آیا اور حکم کے موافق قاسم برید کی دفع اور تنبیہ میں روانہ ہوا اور جنگ عظیم دونوں سرداروں کے درمیان واقع ہوئی اور قاسم برید شکست پاکر گلکنڈہ کی طرف راہی ہوا اور دلاور خان حبشی نے طالع کی نحوست سے اس کا تعاقب کر کے چاہا کہ ایک بارگی اسکی سلک جمعیت کو درہم و برہم کرے کہ ناگاہ شطرنجیان کارخانۂ تقدیر نے ایک منصوبہ تازہ ظاہر کر کے ایک فیل کنارہ سے عرصۂ بساط پر دوڑا کر حریف غالب کو مغلوب کیا بیان اس اجمال کا یہ ہے کہ حوالی کولاس میں طے مسافت کے درمیان ایک فیل مست دلاور خان حبشی کے لشکر سے سر فیلبان کی کجک سے کھینچکر اپنی فوج پر دوڑا اور بہت سپاہیوں کو ہلاک کر کے اصلاح پر نہ آتا تھا اسواسطے دلاور خان نیزہ ہاتھ میں لے کر مع جماعت جوانان کے فیل کی طرف متوجہ ہوا اور فیل اسپر حملہ آور ہوا اور سپاہی بھاگ گئے اور دلاور خان اسکے خرطوم اژدہا مثال میں گرفتار ہوکر ہلاک ہوا اور قاسم برید اس مہربانی غیبی سے اطلاع پاکر اپنی بخت بلندی کا آثار سمجھا اور اسی وقت معاودت کر کے تمام ساز و یراق اور اثاثہ شوکت پر اسکے متصرف ہوا اور اسی طرح عصابہ عصیان ناصیہ طغیان پر باندھکر حد سے زیادہ نشان غرور کا بلند کیا اور سلطان محمود شاہ نے اقتضائے وقت کے موافق صلاح ملائمت میں دیکھکر [illegible] کہ رسم دکن ہے مشعر عفو گناہ اور تفویض منصب وکالت اسکے پاس بھیجا اور قاسم برید مع جماعت خوب [illegible] کی طرف متوجہ ہوا اور مسند امیر جملگی پر جلوہ گر ہوکر ایسا مستقل ہوا کہ سلطان نام کو بادشاہ رہا اور [illegible] برید یہ کو اسی سال سے حساب کرتے ہیں اور جب روز بروز اس کا استقلال زیادہ تر ہوا بطریق

ملک الموت کے ملقب تھا قلعہ کے دروازہ کی محافظت کو مقرر کیا اور خان جہان ترک کو مع اپنے آدمیون کے
شہر اور بازار کی محافظت کو بھیجا اور بچھیڑے تازی نژاد جو اصطبل مین پرورش پاتے تھے لوگون کو تقسیم کئے
تو سوار ہو کر بلا کی روزگار تیرہ بختان قلعہ سے برلاوین اور جب شاہ خاور نے تیغ زر اندود نیام سیاہ فام سے
کھینچی اور جنود نامعدود شب کو متفرق اور پریشان کیا سلطان محمود شاہ نے تخت پر اجلاس کرکے جمیع مغل اور
ترکون کو حکم کیا کہ حرام خواران دکنی اور حبشی کے مکانون پر جاکر جسے پاؤ قتل کرو اور مال و اسباب ان کا
غارت اور تاراج کرو منقول ہے کہ تین روز تک اس شہر مین قتل و غارت کی آگ روشن اور افروختہ رہی اور
کوئی شخص شاہ سے التماس عفو نہ کر سکتا تھا آخر کو شاہ محب اللہ کے فرزند نے شاہ سے ان کی سفارش کی تو آتش
غضب اس کی فی الجملہ ساکن ہوئی اور قتل و غارت اور تاراج نے تخفیف پائی اور بعد اس واقعہ کے
سلطان محمود شاہ شہر و قلعہ کو آئینہ بندی کرکے چار دن عیش و عشرت مین مشغول رہا اور محفل نشاط اس طرح
آراستہ کی کہ خورشید عالم افروز ہزارون آنکھ فلک سے قرض لیکر اس کے تماشہ کو دوڑا اور بادشاہ نے شاہ برج
کے قریب کہ اپنے اوپر مبارک اور سعید جانتا تھا ایک قصر رفیع اور وسیع کی بنیاد ڈالی اور ہمت شاہانہ اُس
قصر رفیع کی تعمیر مین مصروف فرما کر چند عرصہ مین سقف بلند اس کی ایوان کیوان سے گذرانی اور زمانہ اس کی
صفت مین یہ اشعار پڑھکر مترنم ہوا **نظم** این گلستان است یا صحن ارم یا بوستان ٭ این شبستان ست
یا بیت الحرم یا آسمان ٭ آسمان ست این ولیکن آسمانے برقرار ٭ بوستانست این ولیکن بوستانے بیخزان ٭
چون سموات البروج و چون ارم ذات العماد ٭ چون جنان ذات السرور و چون حرم دار الامان ٭ اور بعد اتمام
اس قصر مشتری مقام کے خسرو سپہر احتشام بام سے شام تک شرب مدام مین دوست کام اور عیش و عشرت مین
بردوام قیام اور اقدام کرتا تھا اور عراق اور خراسان اور ماوراء النہر اور لاہور اور دہلی بلکہ ہر مقام ار او ہمیشہ
اور سازندہ یہ خبر سن کر دکن کی طرف متوجہ ہوے اور اسی طریق سے قصہ خوان اور شاعران اور ندیم اط
کے اس کی درگاہ مین جمع ہوے احمد آباد بیدر رشک ایران و توران ہوا اور دار الخلافت کی خلقت خرد
بمقتضائے الناس علی دین ملوکہم اسی کام مین مشغول ہوئی پیران خانقاہ جبہ اور خرقہ رہن کرتے تھے اور
پڑھنے والے سجادہ نشین معتکف خرابات ہوکر زیر خم خانہ بیٹھے اور حکام اطراف صورت حال حسب دلخواہ دیکھ
اپنے استحکام کی کوشش مین پڑے جو امرائے شاہی یا جو شخص باوصف سرداری سلطنت طرفدارون کا شریک اور
موافق ہوا معزز ہوا اور جس نے خلاف کیا رقم عزل اپنے چہرۂ حال پر کشیدہ دیکھی اور تھوڑے عرصہ مین بادشاہ کے
تصرف مین مملکت تلنگ اور نواحی اور حواشی احمد آباد بیدر کے سوا کوئی مملکت نہ رہی لیکن تمام طرفدار ملک
بحری کے سوا مدت دراز تک بحسب ظاہر اطاعت کرتے تھے اور اطاعت انکی منحصر اس پر تھی کہ اگر
ترک کی تکلیف کے سبب لشکر کسی طرف کھینچتا تھا اور یہ صرفہ ہمراہی مین دیکھتے تھے
شوکت سے کہ شاہ کا تجمل اسکے مقابل کچھ دکھائی

عظیم سے ایستادہ ہوا اتنے مین ایک جماعت دکنیان اور حبشیان غدار پردہ دارون کی ہدایت سے وہان پہونچی
عزیز خان ترک اور بھی چار غلامان ترک اور حسن علی خان سبزواری اور سید میرزائی مشہدی الملقب بہ بلوخان کہ
مردی اور شجاعت مین موصوف تھے اور باوصف اس کے کہ خالی ہاتھ تھے اسلحہ کی قسم سے کچھ پاس نہ رکھتے تھے
سلطان اور غدارون کے درمیان مین آن کر اپنی جان عزیز اپنے ولی نعمت پر نثار کی اور سلطان نے فرصت پاکر
اپنے تئین بام قصر پر پہونچایا اور سوائے حرم سرا اور شاہ برج کے تمام قلعہ مفسدون کے قبضہ اختیار مین تھا انھون نے
شاہ برج پر لڑائی ڈالی اور سلطان دروازے چار دیواری قصر کے بند کر کے باتفاق چند نفر مغلون اور ترکون کے
جو ہمیشہ ہم کاسہ اور ہم صحبت رہتے تھے ان کے مدافعہ مین مشغول ہوا چنانچہ بعضے تیر و کمان اور بعضے پتھر اور ڈھیلو سے
ان شیاطین رو سیاہ کو رجم کرتے تھے اس درمیان مین سلطان محمود شاہ نے جس حیلہ سے کہ ممکن تھا ایک شخص کو
باہر بھیجکر مغلون اور ترکون کو اس واقعہ سے خبردار کیا اس صورت مین فرہاد خان شیرین مقال و قاسم بریدا ور شیر خان
اردستانی اور محمود خان گیلانی اور کشور خان غلام خواجہ شہید تین سو یا چار سو ترک اور مغل ترکش بند لیکر قلعہ کی طرف
متوجہ ہوے اور جب دروازہ مسدود پایا شاہ برج کے کنگرون پر کمندین ڈال کر لاکھ محنت و مشقت سے آٹھ
آدمی چڑھے اور دار و گیر کی فریاد برپا کی الغرض بعضے مردم دکنی اور حبشی بخیال اس کے کہ لشکر مغل اور ترک کا
تمام قلعہ مین داخل ہوا بزدلی کر کے بھاگے اور حالت اضطراب اور اضطرار مین دروازہ کھولکر چاہتے تھے کہ باہر
نکل جاوین اس درمیان مین جو مرضی الٰہی کہ شاہ کی فتح سے متعلق تھی بچیس جوان سبزواری جو سلک سلحداران سلطانی
مین انتظام رکھتے تھے اور ہر معرکہ مین ان سے مردانگی وقوع مین آتی تھی دروازہ کے قریب پہونچکر بعضون نے تیر اور بعضون نے
شمشیر لے کر اس جماعت پر حملہ کیا اور پلٹ کر پھر قلعہ مین داخل ہوے اور ارادہ کیا کہ دروازہ بند کرین جوانان
سبزواری نے فرصت نہ دی خود بھی ان کے پیچھے در آئے اور مخالف اور موافق کے درمیان جنگ عظیم واقع ہوئی
ایک دوسرے کو کبھی اسطرف اور گاہے اسطرف دوڑاتے تھے کہ ناگاہ شیر بیشۂ شجاعت کشور خان یہ خبر سنکر
سو جوان مسلح سے برج کے نیچے آ پہونچا اور مخالفون کو زیر کر کے اس عمارت کی طرف کہ جسکو نگینہ محل کہتے تھے پسپا کر کے
مفرور کیا اور اس رات کو شہر مین غوغائے عظیم ہوا چونکہ کوئی شخص حقیقت حال سے مطلع نہ تھا اجلاف دکن ہجوم کر کے
بہت مردم مغل اور ترک کے مکانون کو تاراج کر لے گئے اور جب آدھی رات گذری اور ماہ عالم آرا نے زمانہ
کی سیاہ روئی کو صیقل عکس سے صاف کیا اور جاروب دار اور فراش اور بھی شاگرد پیشہ نے جو ابتدا مین
مخالفون سے ایک ہو کر انھین دولتخانہ کے اندر لائے تھے اس وقت اظہار دولتخواہی اور اخلاص کر کے
ے علفی کو آگ دی کہ خانہائے تاریک کو کہ جنمین مخالف پوشیدہ ہوے تھے روز سے روشن تر کر کے ان کو
تھے اور انکی حیات کا بیڑا تیغ کے گھاٹ سے پار اتارتے تھے اس عرصہ مین دریافت ہوا کہ روسائے دکن
بعضے محال قلعہ مین مسلح اور مکمل ایستادہ ہو کر انتظار کرتے ہین کہ جب روز روشن ہووے
ہ پر حملہ لا کر اور اسے کھول کر باہر نکل جاوین سلطان نے جہانگیر خان ترک کو کہ ساتھ

قیام کرتا تھا اسے شہر مین لاکر اطاعت کی اور ملک حسن نے آدمی اپنے فرزند ملک احمد اور لشکر کی طلب مین جنیر بھیجا اور سر گنج سلاطین بہمنیہ کھول کر دلپسند خان دکنی کے باتفاق فیل و حشم کے جمع کرنے مین مشغول ہوا اور ایک بار گی طبل مخالفت پر چوب ماری سلطان محمود شاہ نے یہ خبر سنکر قطب الملک دکنی کو تلنگ کا طرفدار کیا اور امراے اس حدود کے ہمراہ بسبیل تعجیل احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک حسن نے قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھ کر چاہا کہ خزانہ بادشاہی کو اٹھا کر اپنے فرزند سے ملحق ہو دلپسند خان نے مانع آنکر شاہ کو پوشیدہ پیغام دیا کہ بندہ مطیع اور فرمانبردار ہے اور از روے دولتخواہی ملک حسن کو آج تک نگاہ رکھکر انتظار وصول موکب ہمایون کھینچتا ہے سلطان محمود شاہ نے جواب دیا کہ جو تو اس بات مین صادق اور راست گو ہے تو اس کا سر کاٹ کر ہماری درگاہ مین بھیج کہ دولتخواہی اور یک رنگی تیری ظاہر ہووے دلپسند خان ملک حسن کے حقوق نمک کو طاق نسیان پر رکھکر پانچ سو جوان مردانہ لے کر اس کے پاس کہ قلعہ ارک مین تھا گیا اور یہ پیغام دیا کہ مین تجھ سے ایک مشورہ کیا چاہتا ہون اور کچھ باتین ضروری تخلیہ مین کہونگا ملک حسن اسی وقت اس کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ مین آیا اور دلپسند خان نے جو قوی دست تھا ہاتھ ملک حسن کے گلے پر کہ پیر و ضعیف ہوا تھا رکھکر ایسا گھوٹا کہ مرغ روح اس کا قفس تن سے پھڑک کر نکل گیا اسکے بعد سر اس کا جدا کر کے اور ہاتھ مین لیکر حجرہ سے برآمد ہوا اور حضار مجلس سے کہا کہ جو شخص اپنے ولی نعمت سے نمک حرامی کرے اسکی سزا یہ ہے پھر وہ سر ایک جماعت کو دے کر بہ تعجیل تمام اردوے شاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے شہر مین داخل ہو کر دلپسند خان دکنی او مغلون اور ترکون کو اپنا انیس اور جلیس کیا اور اسے مہمات شاہی کا مدار الیہ کیا لیکن بمقتضاے جوانی شرب شراب اور استماع نغمہ چنگ و رباب اور اختلاط پریرویان ذہبساز مین مشغول ہوا اور یہ علت اپنی طبیعت پر چھوڑ کر سوء مزاج ملک کے معالجہ مین مصروف ہوا اور اپنے حظ نفس کے واسطے بہت جواہر تخت فیروزہ سے برآوردہ کر کے کئی صراحی اور پیالہ مرصع تیار کرائے اور بساط شراب اور تنبور خاص کو بھی تخت فیروزہ کے جواہر سے مرصع کیا اور ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین آگ رشک و حسد کی مغلون اور ترکون اور حبشیون اور دکنیون کے دلون مین مشتعل ہوئی ہر چند سعی اور تدبیر کی کہ سلطان انھین نظر عنایت سے گرادے مفید نہ آئی اس سبب سے دلپسند خان اور تمام دکنیون اور حبشیون نے اتفاق کیا کہ سلطان محمود شاہ کو قتل کر کے دوسرے شخص کو اولاد خاندان بہمنیہ سے تخت دکن پر بٹھاوین اس واسطے تمام اہل قلعہ ارک یعنے فیلبان و چوبدار و دربان اور کوتوال اور پردہ داران وغیرہم کو ساتھ اپنے متفق کیا پس جسوقت کہ لشکر ہندو روم پر تاخت لایا یعنے دن گذرا رات ہوئی اور نیر اعظم یعنے آفتاب جہانتاب نے جو فلک چہارم پر ساکن ہے اپنی غیبت سے جہان کو تیرہ و تار کیا ان کافر نعمتون محسن کش نے ہزار سوار اور پیادہ سے مسلح اور مکمل ہو کر اس رات کو کہ اکیسوین شہر ذیقعدہ ۸۹۲ھ آٹھ سو بانوے ہجری تھی دفعۃً آپ کو قلعہ ارک مین جو سلطان محمود شاہ کا نشیمن تھا اور قلعہ کے اندر جا کر اس خوف سے کہ مبادا مغل اور ترک اسکی مدد کو آوین دروازون کو اندر سے محکم کیا اور عمارت شاہی کی طرف متوجہ ہوے سلطان محمود شاہ کہ اسوقت بساط نشاط بچھا

قضاے الٰہی سے مرگیا اور قوام الملک صغیر راجمندری سے بطور یلغار ورنگل مین آیا اور علم بغاوت ملبند کرکے
کل ولایت تلنگ پر متصرف ہوا ملک حسن نظام الملک سلطان کو ابہار کر ورنگل کی طرف متوجہ ہوا اور قوام الملک
صغیر نے راجمندری مین معاودت کرکے پوشیدہ شکایت ملک حسن کے غلبہ کی شاہ کو لکھی اور سلطان جو امرا سے
زبون ہو گیا تھا اسکے جواب مین ملتفت نہوا ترس و خوف سے حال عریضہ کو ملک حسن نظام الملک کے پاس بھیجا
اور جب لشکر سلطانی ورنگل مین پہونچا ملک احمد کا نوشتہ جنیر سے ملک حسن کے پاس اس مضمون کا آیا کہ بندر کووہ جو
سلطان محمد شاہ کے عہد مین کشور خان غلام ملک التجار محمود گاوان کو جاگیر مین دیا گیا تھا اور اس نے نجم الدین گیلانی کو
اپنا نائب کرکے اتنے عرصہ تک بندر کووہ کو نگاہ رکھتا تھا اس وقت مین جب نجم الدین گیلانی فوت ہوا بہادر گیلانی
کہ اس کا نوکر تھا سر گریبان بہادری سے برآوردہ کرکے بندر کووہ اور بندر دائل اور کھولا پور اور کلہر اور
پرتالہ تک متصرف ہوا ہے اور یوسف عادل خان کی تحریک سے روز بروز قدم جرأت کا بڑھاتا ہے اور بندر جیول
اور میری جاگیرون کو مزاحمت پہونچاتا ہے اور اسی طریق سے زین الدین علی جاگیردار چاکنہ باوجود قرب وجوار کے
میری اطاعت نہین کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جس وقت سلطان دولت و سعادت سے مستقل ہو کر مہمات سلطنت مین
بنفسہ مشغول ہوگا مین اطاعت کرون گا اس بارہ مین جیسا حکم ہو عمل مین لاؤن ملک حسن نے جواب مین لکھا کہ
اول زین الدین علی کو دفع کر بعدہ اورون کے دفع اور تدارک مین مصروف ہو اور فخر الملک دکنی اور
خواجہ جہان حاکم پرندہ اور ملک وجیہ سرلشکر دولت آباد کو اپنے بیٹے ملک احمد کی کمک اور امداد کے مقدمہ مین
مکتوب روانہ کئے اور زین الدین علی نے عریضہ لکھکر بیجاپور یوسف عادل خان کے پاس اس عبارت سے بھیجا
کہ آپ مجھے اپنے خدمتگارون کی سلک مین جگہ دے کر ملک احمد کے آسیب و مضرت سے محفوظ رکھئے
یوسف عادل خان نے رابطۂ آشنائی کے سبب کہ خواجہ شہید سے رکھتا تھا زین الدین کے درپے معاونت ہو کر
اول پانچ چھ ہزار سوار اس کی مدد کو بھیجے اور انھین حکم کیا کہ تم ظاہر قلعہ اندا پور مین فروکش ہو اور جس وقت
ملک احمد جنیر کی طرف سے زین الدین علی کے استیصال کے واسطے چاکنہ کی سمت توجہ کرے تم اس حدود مین جاکر
مانع آؤ اور جب یہ خبر ورنگل مین خلائق نے سنی ملک حسن نظام الملک کی شوکت و عظمت نے نقصان قبول کیا
اور مثل اول کے بادشاہ اور اس کے مقربون کی نظر مین وقار اور اعتبار نہ رہا چنانچہ قاسم برید اور دستور دینار حبشی
خواجہ سرا اور تمام امراے حبشی نے جو سلطان کی ملازمت مین تھے اس سے برگشتہ ہو کر باتین وحشت آمیز
شاہ کے سمع مبارک مین پہونچائین اور شاہ جو اس منصوبہ کی تمنا رکھتا تھا انکے روبرو اظہار رنجش ملک حسن
نظام الملک سے کرکے حکم دیا کہ جس وقت فرصت پاوین اسے قتل کرین ملک حسن نے اس ماجرے پر اطلاع پائی
رات کو اردوے شاہی سے بھاگ گیا اور چونکہ پیمانہ اسکی حیات کا آب بقا سے لبریز ہو گیا تھا اپنے فرزند
... مین نہ گیا اور خزانہ اور تختگاہ کے تصرف کی طمع مین احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور دلپسند خان
پرورش اور دستگیری کے باعث حضیض مذلت سے اوج امارت پر پہونچکر شہر کی محافظت مین

ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کو کہ مرد شجاع اور فاضل تھا امرائے ہزاری مین داخل کیا اور اس کے
فرزندون کو بھی منصب دیکر بخواجہ جہان مخاطب کیا اور فتح اللہ عماد الملک کو منصب وزارت اور سرلشکری دیکر اسکے بیٹے
شیخ علاء الدین کو باپ کی طرف سے برار کی سرلشکری پر بھیجا اور انھین اپنے انصارون مین شمار کیا اور قاسم برید کو
جو اس کا انصار تھا اور ایام ترک کشی مین تقصیر نہ کی تھی شہر کی کوتوالی دیکر سرنوبت کیا اور قوام الملک صغیر کو جاگیر
تلنگ کی رخصت دی اور چار برس تک ملک حسن نظام الملک بحری اور فتح اللہ عماد الملک ہر روز بلاناغہ
والدہ سلطان محمود شاہ کے پاس جاکر اس کے مشورہ سے امور مالی اور ملکی کو انجام دیتے تھے لیکن دلاور خان
حبشی نے ان پر حسد کرکے شاہ سے عرض کی کہ فلان فلان شاہ کو حساب اور شمار مین نہین لاتے اور آپکی والدہ کے پاس
خلوت مین بیٹھکر امور ملکی اور مالی کو اجرا کرتے ہین اور اب تک حضرت کو طفل صغیر تصور کرتے ہین اس بات نے
بادشاہ کے دل مین اثر کیا اور دلاور خان حبشی کو حکم ان کے قتل کا دیا اتفاقاً ایک رات دونون وزیر امور ملکی اور
مالی کے سرانجام کو اس کی والدہ کے پاس گئے تھے دلاور خان حبشی اور دوسرا اور شخص تلوار کھینچکر سرراہ جا بیٹھے
جب دونون آئے ہر ایک نے ضرب شمشیر رسید کی اس درمیان مین ملک حسن نظام الملک بحری مجروح ہوا لیکن چو
کہ دونون تلوار باندھے تھے اور شمشیر بازی مین بے نظیر ان دونون کو مغلوب کرکے بزور بازو راہ راست قلعہ
سے باہر نکل گئے اور ملک قاسم برید جو باوجود سرنوبتی کے تھانہ دار شہر بھی کیا گیا تھا اس کو آگاہ کیا کہ بادشاہ
تیرے قتل کا بھی ارادہ رکھتا ہے اپنی محافظت مین قیام کر پھر دونون مع لشکر سوار ہوکر شہر سے نکل گئے اور قاسم برید
دروازہای قلعہ ارک بند کرکے آدمیون کو بادشاہ کے پاس آنے جانے سے مانع ہوا اور سلطان عاجز و حیران ہوکر
اپنے فرمان سے نادم و پشیمان ہوا ابیت طریق عشق پر آشوب و آفت است اے دل ٭ بیفتد آنکہ درین راہ باشتاب
رود ٭ شاہ نے ناچار ہوکر آدمی ان کے پاس عذرخواہی کو بھیجا اور وہ کنانہ کے اطراف مین ساتھ آٹھ ہزار سوار
سے فروکش تھے انھون نے دلاور خان حبشی کے قتل کا اشارہ کیا اور دلاور خان یہ خبر سن کر مع اپنے لشکر
ولایت اسیر اور برہانپور کی طرف مفرور رہا اور ملک حسن نظام الملک اور اس کا بیٹا ملک احمد شہر مین آئے اور
فتح اللہ عماد الملک ولایت برار کی طرف گیا اور انھین دنون مین ملک حسن کہ شعبدہ بازی چرخ دوار سے واقف
تھا اپنے دولت کے استحکام کی فکر مین ہوا اور ملک وحید اور ملک اشرف دکنی کو جو پیشتر ملک التجار محمود گاوان
کے نوکر تھے اور اس کے بعد سلحداران سلطانی مین انتظام رکھتے مخفی تربیت کرکے دونون کو درجہ امارت پر
پہونچایا اور ملک وحید کو سرلشکر دولت آباد کرکے ملک اشرف کو اس کا تابع اور ماتحت کیا اور اپنے بیٹے ملک احمد سے
موافقت اور اتحاد کے بارہ مین سوگند اور عہد لیکر دولت آباد کی سمت روانہ کیا اور اسی طریق سے فخر الملک دکنی
المخاطب بخواجہ جہان کو جاگیر پرندہ اور شولہ پور دیکر ان سے بھی اس بارہ مین قسمین مغلظہ لین اسکے بعد قلعہ پرندہ
اور بعد دو مہینے کے سلطان سے رخصت حاصل کرکے اپنے فرزند ملک احمد کو مع سو فیل اور جمیع اموال [illegible]
اپنی نیابت کے واسطے جنیر کی طرف روانہ کیا اور رجب ۸۹۱ھ آٹھ سو اکانوے ہجری مین علاوہ [illegible]

جو سرشتہ ملک کا اپنے ہاتھ مین لاکر قوام الملک کبیر سادہ لوح کو غافل نگاہ رکھتا تھا اس سے یہ بات کہی کہ مین چاہتا ہون
کہ آج امراے دکنی کو بلاکر یوسف عادل خان کو درمیان سے دور کرون اور ہم تم اسکے دغدغہ سے خاطر جمع کر کے
اور امرا کو جو اس سے متفق ہین تھانون کی طرف رخصت کرین لیکن فتح اللہ عماد الملک اور امراے دکنی بوجہ خوف کے
جو امراے ترک سے انکے دل مین جاگزین ہے گھر سے باہر نہین آسکتے ہین اگر صلاح وقت ہو امراے ترک تھوڑے دنون
اپنے مکانون مین رہین قوام الملک کبیر نے یہ امر قبول کیا دوسرے دن ملک حسن نظام الملک بحری نے شاہ کو قلعہ ارک کے
برج پر بٹھاکر یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک دکنی کو پیغام دیا کہ اپنا لشکر آراستہ کر کے شاہ کے ملاحظہ مین
درلاوین تو خلعت پہنکر مراجعت جاگیر کی رخصت پاوین فرہاد الملک کوتوال نے اس امر سے واقف ہوکر قوام الملک کو
خبر بھیجی کہ ملک حسن نظام الملک تجھسے اور جمیع ترکون سے مقام عذر اور عداوت مین ہے اور یوسف عادل خان کے
دفع کے واسطے بہانہ کیا ہے ایسے دنون مین امراے ترک کو اپنے مکانون مین غافل بیٹھنا عقل سے بعید ہے قوام الملک کبیر
جو یوسف عادل خان کی عداوت مین مصر تھا ملک حسن نظام الملک کی دوستی پر اس نے کمال اعتقاد کیا جو کہ اس کی
قضا کا زمانہ قریب پہونچا تھا قبول نہ کیا اور عادل خان دکنی کہ اس مقدمہ سے باخبر تھا ملک حسن نظام الملک کے
اشارہ کے بموجب مسلح اور مکمل ہوکر مع لشکر تلنگ شہر مین درآیا اور اسی طور سے فتح اللہ عماد الملک سیاہ کاویل لیکر
داخل ہوا اور شاہ کے مجرے سے اختصاص پایا اور سلطان محمود شاہ جو حریفون کا دست خوش بلکہ موم کی ناک تھا
ملک حسن نظام الملک وغیرہ کی تکلیف سے دونون سرلشکر کو برج کے اوپر طلب کر کے فرمایا کہ غلامان ترک جادۂ
اطاعت سے قدم باہر رکھکر بے اندامی بہت کرتے ہین مناسب ہے تم ان کی تادیب اور تنبیہ کرو اور چونکہ
فتح اللہ عماد الملک یوسف عادل خان سے رابطہ خصوصیت اور مصادقت رکھتا تھا اسکو اسی مجلس مین نگاہ رکھا
اور لشکر کو مع عادل خان دکنی کہ شرکت خطاب پر یوسف عادل خان سے کمال عداوت رکھتا تھا ترکونکے قتل پر
مامور کیا عادل خان دکنی نے پہلے قوام الملک کبیر کو قتل کر کے فرہاد الملک کوتوال کو مقید کیا اور قلعہ کے دروازے
بند کر کے ترکون کے قتل مین کہ نہایت غافل تھے مشغول ہوا اور تغرش خان اور قدم خان اور بھی امراے ترک جو
یوسف عادل خان کے طفیل سے شہر مین تھے جنگ کنان و مردافگنان دروازہ شہر کی طرف متوجہ ہوے اور اسے
تیغ و تبر سے توڑ ڈالا اور دریاخان کو کہ خبر غوغا شہر مین سن کر فوجین آراستہ کی تھین بقیے بیس ہزار سوار اور بروایتے
دس ہزار سوار سے شہر مین درلائے اور منقول ہے کہ بیس روز تک بین الفریقین آتش حرب مشتعل رہی اور چند مرتبہ
درمیان یوسف عادل خان اور ملک احمد ولد حسن نظام الملک کے محاربات عظیم اور معرکہ ہاے شدید واقع ہوے
اور تین چار ہزار مرد طرفین کے مارے گئے اور معاملہ فیصل نہ ہوتا تھا آخر علما اور صلحا درمیان مین آئے اور حرف
صلح مذکور کیا چونکہ بہت ترک معتبر مقتول ہوے تھے یوسف عادل خان صلح پر راضی ہوا بعد چند روز کے باتفاق
لان و اتفاق کے شہر سے برآمد ہوکر بیجاپور گیا اور ملک حسن نظام الملک نے غلبہ تمام پایا اور ملک احمد
... اور اس طرف کے بہت پرگنات سے امتیاز اور اختصاص بخشا اور فخر الملک دکنی غلام زادہ

روبروآن کرمبارکباد کہی اور اپنے مقام پر ایستادہ ہوے اور جمیع امرا اور ملوک اور سلحدار جو شہر مین حاضر تھے شرف تسلیم سے مشرف ہوے اور اسی دربار مین بعضون نے مذکور کیا کہ مجلس رفیع مین یوسف عادل خان سوائی اور دریا خان اور ملو خان اور فخر الملک کہ امراے کبار ترک سے ہین حاضر نہین انکی غیبت مین کیون اجلاس کیا ملک حسن نظام الملک بحری نے کہا ہم سلطنت کو معطل رکھنا موجب فساد ہے جس وقت وہ بزرگوار دکن سے آوینگے ایکبار اور اجلاس کرکے مناصب اور خطاب ایک دوسرے کے درمیان قسمت کرینگے اور ملا عبد الکریم ہمدانی جو اس مجلس مین حاضر تھا لکھتا ہے کہ اہل معارفت یہ گفتگو روز اول جلوس کو شگون بد سمجھے اور آخر کو وہی ہوا اگرچہ اوقات شاہی سلطان نے امتداد پیدا کیا لیکن تمام عمر جنگ و جدل و نزاع و کلفت مین گذری اور سلطنت خاندان ہمنیہ سے منتقل ہوئی تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ صغر سن مین تخت دکن پر متمکن ہوا امراے درگاہ کو داعیہ شاہی اور سروری کا پیدا ہوا لیکن مخدومہ جہان اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کے ضبط و حراست کی برکت سے اس آرزو کا نشان انکے دل مین چھپا اپنا ارادہ کسی سے اظہار نکر سکتے تھے اور جب سلطان محمد شاہ سن رشد اور تمیز کو پہونچا اور اپنی والدہ اور خواجہ کی تاثیر تربیت سے وثوق تمام مہمات شاہی مین پیدا کیا اور اس جماعت کو باہستگی اور مروت و فوج عزت سے حضیض ذلت مین ڈالا اور غلامون کی پرورش و پرداخت مین مشغول ہوکر دو ہزار غلام گرجی اور چرکس اور قلماق وغیرہ بہم پہونچائے اور دو ہزار غلام حبشی اور ہندی جمع کرکے غلامان ترک سے نظام الملک کو کہ جو کھیرلہ مین قتل ہوا تھا بزرگ کیا اور غلامان حبشی دستور دینار خواجہ سرا کو اور جماعت ہندی سے ملک حسن کو کہ آخر مین خطاب نظام الملک بحری پایا تھا نظر عنایت کرکے سر افتخار انکا اوج فلک اعظم پر پہونچایا اور اس سبب سے کہ ملک حسن نظام الملک بحری سلطان محمد شاہ کو بایام طفلی آغوش مین لیتا تھا اور کاکا تھا امراے کلان سے ہوا اور شوکت اور استقلال اس کا اس نہایت کو پہونچا کہ سلطان نے اپنی خاص بحری جسکو کل جانوران شکاری سے انتخاب کرکے منصب ہزاری اور نقارہ اور علم دیا تھا اور اہتمام تمام اسکے حال پر رکھتا تھا نظام الملک کے حوالہ کی اور اس تقریب سے ملک نظام الملک بحری نے عزت تمام بہم پہونچائی اور مشہور بہ بحری ہوا اور یہ صاحب داعیہ تھا ایک جماعت کثیر غلامان ہندی کا دستگیر ہوکر انکو بزرگ کیا چنانچہ بعضون کو منصب دیا اور بعضین کو سلک امرا مین منسلک کیا چنانچہ جسوقت کہ سلطان محمد شاہ نے اسکو تلنگ کی طرفداری عنایت فرمائی تو اس تمام ملک مین غلامان ہندی کے سوا کوئی صاحب جاگیر نتھا اور خواجہ اسکے حرکات اور سکنات سے داخل مخالفت اور بغاوت سمجھکر ہمیشہ اس سے ہوشیار اور خبردار رہتا تھا اور اسکے مقابلہ مین یوسف عادل خان سوائی کو کہ اس نے کسی تقریب سے آپ کو غلامان ترک مین منتظم کیا تھا بعد فتح قلعہ کھیرلہ اسکی دستگیری کرکے بزرگ کیا اسی طرح سے بہت غلامان اتراک کو مثل قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور دریا الملک کو توال اور دریا خان تغر حسن خان کو امراے عظام کے گروہ مین شامل کیا اور انکے واسطے درگاہ بہم پہونچائی اور دستور دینار حبشی کے صاحب اعتبار کیا اور اسطرح سے اپنے ابناے جنس کی پرورش اور پرداخت مین کوشش کرکے

اور سلطان محمد شاہ خوب جانتا تھا کہ کار جنگ ساختہ ہوگا اور خرابی کے سوا دوسرا امر ظہور مین نہ آوے گا سکوت اختیار کیا اور دو تین مہینے فیروز آباد مین بسبب ظاہر لوگون کے دکھلانے کو عیش و نشاط مین مشغول ہوا اور دور ساغر کا خوب چلا اور باطن مین اندوہ و غم کے غلبہ سے روز بروز طاقت سلب ہوتی جاتی تھی اس واسطے شاہزادہ محمود خان کو ولیعہد کر کے ملک حسن نظام الملک بحری کو اس کا وکیل سلطنت کیا اور اس بارہ مین ایک محضر لکھکر اکابر و علما اور قضات کے دستخط اور مہر سے مزین اور مسجل کیا اور ان دنون مین سلطان مکرر زبان پر لاتا تھا کہ ظاہرا یہ دولت نہ والی ہے کس واسطے کہ امرا مجھ ایسے بادشاہ کی کہ سالہا سال بادشاہی کی ہے اور ضرب شمشیر سے اتنے ملک فتح کئے اطاعت نہین کرتے میرے بعد میرے لڑکے کی کیونکر اطاعت کرین گے پھر رفتہ رفتہ ضعف نے ترقی اور قوت نے تنزل کیا لیکن شافی مطلق کے فضل سے دار الملک احمد آباد بیدر مین جا کر صحت پائی اور اس بیت کے مضمون پر عمل کیا **بیت**

باز اعتدال یافت مزاج شہنشہی ❊ روز نشاط آمد و بگذشت شام غم ❊

اور ابھی ایام نقاہت باقی تھے کہ شراب عرقی جو ہندوستان مین ہوتی ہے بافراط پی اور جماع کر کے سو گیا حرارت حرکت جماع اور شراب اور خواب کی دل کی طرف متوجہ ہوئی شاہ بدحواس اور سراسیمہ خواب سے اٹھا اور شرف جہان طبیب نے عرق بید مشک سرد پانی مین شریک کر کے پلایا کچھ افاقہ ہوا حکیم اپنے مکان گیا اور سلطان نے اس کی غیبت مین اس غلط مشہور سے کہ شراب زدہ کی علاج شراب ہے فریب کھا کر مقربان بیوقت کی تجویز سے چند پیالے شراب کے نوش کئے کام این و آن سے درگذرا طپش دل سے الجھنے اور دم توڑنے لگا اور حالت سکرات اور بحالت جانکنی جس وقت ہوش مین آتا تھا یہ کلمہ زبان پر لاتا تھا کہ پوشیدہ خواجہ مجھے کھینچتا ہے اور غرہ صفر ۸۸۷ھ آٹھ سو ستاسی ہجری مین قدم اقلیم عدم مین رکھکر خرخشہ جہان سے چھوٹا اور سامعی نے اس کی تاریخ وفات مین یہ قطعہ موزون کیا **قطعہ** شہنشاہ جہان شاہ محمد ❊ کہ در بحر فنا ناگہ فرو شد ❊ دکن چون شد خراب از رفتن او ❊ خرابی دکن تاریخ او شد ❊ اور سلطان محمد شاہ نے بیس برس بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی عدل و داد کی خوب داد دی آخر رحلت کی۔ البقاء للملک المعبود

ذکر سلطان محمود شاہ بہمنی کے جلوس کا اور بیان اس کے واقعات کثیر الاختلال کا

ناظم مناظم اخبار اعاظم جواہر سخن کو رشتہ بیان مین یون منتظم کرتا ہے کہ محمود شاہ نے بارہ برس کی عمر مین مسند عاریتی شاہی کو بفر و شکوہ اپنے زیب و زینت بخشی اور اعیان سلطنت اور ارکان مملکت مثل حسن نظام الملک بحری اور قوام الملک کبیر اور قوام الملک صغیر اور قاسم برید ترک سر نوبت جو حاضر تھے سب نے بیعت کی لیکن صورت جلوس کی اس طور سے واقع ہوئی کہ تخت بہمنیہ جو موسوم بہ تخت فیروزہ تھا ابتدائے آفرینش سے اس وقت تک اس نفاست کا تخت بہت کم نشان دیتے تھے قصر تخت گاہ مین لے جا کر اس کے دو طرفہ دو کرسی نقرہ رکھین پھر شاہ محب اللہ اور محمد طبیب نے کہ افضل اور اصلح مشائخ اس زمانہ کے تھے فاتحہ خیر پڑھ کر تاج بہمنی سلطان محمود شاہ بہمنی کے دست راست و چپ پکڑ کے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور شاہ محب اللہ داہنی طرف کرسی پر بیٹھے اور ... کرسی پر متمکن ہوئے پھر نظام الملک اور قوام الملک کبیر و صغیر اور قاسم برید نے شاہ کے

سلطان نے کوچ کو ملتوی اور موقوف رکھا ملی الصباح آدمی ان کے پاس بھیجا اور نہ آنے کا سبب استفسار کیا
انھون نے جواب دیا کہ مقربان درگاہ نے افترا و بہتان کرکے خواجہ جہان سے شخص کو قتل کروا دیا اگر ہمین بھی
کسی تہمت مین مبتلا کرین کیا عجب ہے شاہ نے مخفی ان کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم باطمینان تمام حضور مین حاضر ہو
تو لوازم مشورت بجا لا کر خواجہ کے دشمنون کو سزا دون انھون نے معذرت کے بعد گذارش کی کہ جس وقت
یوسف عادل خان آجائے گا ہم اس کے باتفاق پابوسی کو حاضر ہونگے سلطان نے مدارا اور مواسا کے سوا علاج نہ
دیکھا فرمان طلب یوسف عادل خان کے نام بسرعت تمام روانہ کیا اور یوسف عادل خان بسبیل استعجال کوندپور طیبہ
مین آیا اور فتح اللہ عماد الملک کے پاس نزول کیا اور سب نے صاحب ارادہ ہوکر اپنے جمیع مدعیات
حسب دل خواہ بنائے اور خواجہ کی جاگیر بیجاپور وغیرہ تمام وکمال یوسف عادل خان کے مفوض ہوئی طرفدار
اس حدود کا ہوا اور دریا خان اور فخر الملک اور ملو خان اور اکثر امرائے مغل اور ترک اس کے تابع ہوئے اور
ممالک بیجاپور سے جاگیر پائی ملک حسن نظام الملک بحری نائب اور پیشوا ہوا اور نظام الملک دکنی نے دولت آباد کی
طرفداری پائی اور عماد الملک اور خداوند خان حبشی بھی فائز المرام ہوکر اپنی جاگیر قدیم پر معزز ہوئے اور قوام الملک کبیر
اور قوام الملک صغیر کہ غلامان ترک سے تھے اور ملک حسن نظام الملک سے اتفاق رکھتے تھے ورنگل اور راجمندری کے
سرلشکر ہوکر انھون نے سلطان کے ہمراہ رکاب کوچ کیا اور جب یہ سلطان کے ہمراہ باحتیاط تمام احمد آباد مین پہنچے
یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان شہر مین نہ آئے بیرون شہر وارد ہوئے اور سلطان
محمد شاہ نے جب جانا کہ کام ہاتھ سے گیا ستیزہ مناسب نہ جانکر ان سے کچھ نہ کہا اور رخصت جاگیر دیکر جوشن صبر گلے
مین ڈالا اور اس گمان سے کہ ملک حسن بحری خواجہ کی طرح ضبط لشکر کریگا پایہ اسکے مرتبہ کا روز بروز بلند تر کیا اور نہایت
التفات اسکی نسبت ظاہر کی اور یہ امر زیادہ تر نفرت طبائع کا موجب ہوکر کام ضائع تر ہوا اور بعد چند ماہ اس
اندیشہ سے کہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کو دام مین لا کر انتقام کھینچے سیر کے بہانہ قلعہ تلنگوان
اور دریا بار کے احمد آباد بیدر سے نہضت کی اور حکم کے موافق یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک اور
خداوند خان حبشی مع لشکرہائے آراستہ اس سے ملحق ہوئے لیکن اپنی قدیم روش پر عمل کرکے لشکرگاہ سے
دور فرودکش ہوتے تھے اور کوچ کے وقت سر راہ ایستادہ ہوکر دور سے سلام کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ
ایک ساعت مین ہزار مرتبہ خواجہ کو یاد کرکے اس کے قتل ہونے پر تاسف کھاتا تھا اور چونکہ خود کردہ کا علاج نہین
ہے صبر کرکے طیش کھاتا تھا یہانتک کہ تلنگانہ مین پہونچکر سیر نو شہر اور قلعہ کی سیر کی ہر چند امرا کو تکلیف سیر شہر کی
اور کوشش کی لیکن انھون نے قبول نہ کی اس سبب سے نہایت رنجیدہ اور محزون ہوکر عازم مراجعت ہوا اور اس
عرصہ مین خبر پہنچی کہ شہزادے حاکم بیجانگر لشکر عظیم جمع کرکے جنگ پر آمادہ ہے سلطان نے
یوسف عادل خان کو مع لشکر بیجاپور غریب و ترک اور دکنی سے ہمراہ کرکے کفار کے مدافعہ کو بھیجا اور منزل
متواتر طے کرکے فیروزآباد گیا لیکن فتح اللہ عماد الملک اور خداوند خان حبشی بلا اجازت برار کی طرف

اس خزانہ مین تین سو لاری اس کے بہر موجود ہین شاہ نے فرمایا یہ کیا بات ہے کہ خزانہ خواجہ جو شاہان اطراف کا
ہمسر تھا اسقدر قلیل کہ کچھ چیز نہین ہے خزانچی نے جواب دیا کہ جسوقت زر اسکی جاگیر سے پہونچتا تھا ایک دہلیے کا خرچ
اسپ و فیل وسپاہ کا جدا کر کے خزانہ شاہی مین بھیجتا تھا اور باقی خدا کی راہ مین فقرا اور مستحقین کو دیتا تھا اور اسمین
سے ایک حبہ اپنے خرچ خاص مین صرف نہ کرتا تھا اور مبلغ چالیس ہزار لاری کہ برسم تجارت ایران سے ہندوستان
مین لایا تھا ہر سال مملکت دکن سے متاع خرید کر کے ایک جماعت معتمد کی صحابت سے اطراف وجوانب
کے بنادر مین بھیجتا تھا اور جو کچھ فروخت کر کے لاتے تھے راس المال کو جدا کر کے ہر روز بارہ لاری اپنے خرچ
خاص مین اٹھاتا تھا اور اپنے کھانے پینے مین صرف کرتا تھا اور اس مین سے نصف خزانہ بحق درویشان نگاہ
رکھتا تھا اور اپنی والدہ اور عزیزون اور اکناف عالم کے گوشہ نشینون اور متوکلون کو جو منگام تجارت سے
اس سے آشنائی رکھتے تھے اور ہندوستان مین نہ آتے تھے انھین اس مین سے بھیجتا تھا سلطان متعجب ہوا اور
دشمنون نے فرصت پائی اور کہنے لگے کہ خواجہ مرد عاقل تھا اور جانتا تھا کہ تجارت سے میرا خرچ بہم پہونچے گا
سب احمد آباد بیدر مین چھوڑ کر نکل آیا خزانچی نے جوابدیا ان دو خزانون مین سے یہان اسقدر روپیہ بھی برآمد ہوا ہے
اگر وہان سے ایک لاری بھی برآمد ہوئے غلام کے سو ٹکڑے کرین سلطان نے خواجہ کے تمام کارخانون کے لوگون کو
طلب کر کے تحقیقات کی پہلے میر فراش نے کہا جو فرش کہ خواجہ رکھتا تھا اس سفر مین ہمراہ ہے اور شہر مین چند چٹائی
اور بوریے کے سوا کہ وہ بھی مسجد اور مدرسہ مین بچھے ہین دوسرا فرش موجود نہین ہے اور ہمیشہ خواجہ بوریے پر
استراحت فرماتا تھا پھر چاشنی گیر کہ مراد بکاول سے ہے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور زمین خدمت کو بوسہ دیکر
یہ گذارش کی کہ دیگ اور طباق اور ظروف مسینہ جو کچھ مال خواجہ کا تھا تمام اس سفر مین حاضر ہے اور خواجہ کے واسطے
خاصہ دیگ گلی مین پکاتے تھے اس گفتگو کے بعد کتب خانہ کے داروغہ نے بادشاہ کے روبرو جاکر سمع اقدس مین
پہونچایا کہ تین ہزار جلدین کتب خانہ مین حاضر ہین لیکن تمام کتب طلبا پر وقف ہین اور جب سلسلہ کلام کا یہانتک
پہونچا شاہ متفکر ہوا اور خزانچی نے موقع وقت کا پایا اور زبان مظلومانہ کھولی پہلے یہ دعا دی اور کہا اے سلطان محمود کا دامن
اور مثل اس کے سو ہزار تجھ پر فدا ہون تو کس واسطے اس کا حقوق خدمات منظور نہین رکھتا کہ جو شخص حامل مکتوب تھا
یعنی نوشتہ راے اوڈیسہ کے پاس لیے جاتا تھا اسے طلب نہین کرتا تاکہ ہم پر اور جمیع خلائق پر اسکی حرام خوری ظاہر ہو
شاہ اس کلام کے سننے سے متنبہ ہوکر خواب غفلت سے بیدار اور ہوشیار ہوا اور خواجہ کے دشمنون کو حکم دیا
کہ اس کاغذ کے دارندہ کو حاضر کرو اور یہ کہکر لرزان لرزان دربار سے برخاست کر کے حرم سرا مین گیا اور
یہ ماجرا تمام اپنی بڑی بہن حمیدہ سلطان جو مخدومہ جہان کے بطن سے تھی بیان کیا اور اپنے حکم بیجا سے نہایت
متحیر اور پشیمان ہوا اور خواجہ کا جنازہ احمد آباد بیدر مین روانہ کیا اور روز سوم کو جمیع امرا و ارکان دولت کو
[illegible] محمود خان کے ہمراہ اس کی زیارت کو بھیجا اور دوسرے دن کوچ کیا چاہتا تھا قضارا اس شب کو
[illegible] اور خداوند خان حبشی مع لشکر برار اور ماہور کوچ کر کے لشکر گاہ سے دو فرسخ پر فروکش ہوئے

معذرت خواہ ہوا لیکن سید محمد کاظم وقت مراجعت دریا کے راستہ سے فارس کی طرف گیا اور شیراز مین
رحل اقامت ڈالی اور اسی ولایت مین سفر آخرت کا عازم ہوا اور خانہ تن مہمان روح سے خالی کیا اور وہ
تحف وہدایا مقام مقصد مین نہ پہونچے درمیان مین ضائع ہوئے اور ایک قصیدہ شہر آشوب شہور نتائج طبع سید محمد کاظم
سے ہے اور یہ مطلع اس کا ہی **مطلع قصیدہ** شکر خدا کہ قاضی شہر ہمرے نیم ٭ در سلک آدمی صفتانم خرے نیم ٭ القصہ
اس کے بعد خواجہ عماد الدین محمود بخطاب خواجہ جہان مخاطب ہوا اکثر فرماتا تھا کہ یہ خطاب اس دولتخانہ مین
مین نہین رکھتا اول وہ شخص جو سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ کے عہد مین ساتھ اس خطاب کے معزز
اور مخاطب ہوا خواجہ مظفر علی استرآبادی تھا اور اس مظلوم نے ابھی بوستان دولت دکن سے ایک پھول نہ چنا
تھا کہ خواجہ محمد خان کی شمشیر خونریز سے دو نیم ہوا اور دوسرا خواجہ جہان ترک ساتھ اس حال کے پہونچا اب مین
نہین جانتا کہ میرے سر پر کیا آفت آوے گی اور وہ بہت پاک دین اور پاک اعتقاد تھا اور شیخین کو ساتھ بزرگی
اور تکریم اور تعظیم کے یاد کرتا تھا اور اخلاص تمام سلطان محمد شاہ بہمنی سے رکھتا تھا آوازہ اس کی سخاوت کا عالمگیر
ہوا کوئی شہر اور قریہ ربع مسکون مین ایسا نہ تھا کہ انعام اس کا وہان کے اہل اللہ کو نہ پہونچا ہوا اور حسن خلق کے ساتھ
لوگون مین زندگانی کرتا تھا اور کمال شگفتگی و اخلاق سے سلوک کرتا تھا منقول ہے کہ سلطان محمد شاہ نے بعد قتل
خواجہ حرم سرا سے برآمد ہوکر حکم فرمایا کہ منادی کرو کہ لشکر اور بازاری سے جو شخص کہ چاہیے اردوے خواجہ کو خزانہ
اور اسپ و فیل و اسباب خاص کے سوا تمام تاراج کرے غریبان نوکر خواجہ کہ متوہم ہوکر منتظر خبر تھے ہجوم عام دیکھکر
اسپان باد پا پر سوار ہوکر بطور تاخت و عجلت تمام یوسف عادل خان کے پاس روانہ ہوے اور اپنے تئین حوادث
کے دست برد سے نجات دی اور امراے تابع باوجود اس کے کہ نوکر شاہ تھے سوار ہوکر خیمہ اور خرگاہ سے باہر گئے اور
افواج بیشمار آراستہ کرکے ایستادہ ہوے اس درمیان مین انھین خبر پہونچی کہ اتفاق کرنا ہمارا خواجہ سے
بہ قصد روانگی گجرات شاہ کے گوش زد ہوا ہے اس واسطے تمھین بھی تیغ بیدریغ سے قتل کرے گا یہ سنکر وہ بھی خائف
اور ہراسان ہوکر اکثر نے آپ کو یوسف عادل خان کے پاس پہونچایا اور بعضے اور طرف روانہ ہوے پھر تاراجیون نے
اس بیچارہ کے اردو کو ایک ساعت مین تاراج اور غارت کرکے اس کا اثر باقی نہ رکھا اور جو سلطان محمد شاہ نے
خواجہ کے زر و جواہر کی بہت تعریف سنی تھی اس کے خزانچی نظام الدین حسن گیلانی کو کہ جس نے خواجہ کی خدمت مین
ایک عمر صرف کی تھی بلا کر نقود اور جواہر طلب کیا خزانچی نے حیران ہوکر عرض کی کہ اگر جان کی امان ہو تو بندہ راست
راست عرض کرے سلطان نے سمجھا کہ شاید اس نے کچھ خزانہ چرایا ہے اب حاضر کرنا چاہتا ہے اسکے لیے معافی
مانگتا ہے لہذا خوشی سے اسے جان کی امان دے کر قسم کھائی کہ اگر تو جو کچھ ہے پوشیدہ نہ رکھے گا تو مین سب تجھے نوازش
خسروانہ سے سرفراز کرونگا خزانچی نے عرض کی کہ اے سلطان میرا مالک دو خزانہ رکھتا تھا ایک کو خزانہ شاہی
موسوم کرکے اسکا روپیہ دواب اور باورچی خانہ اور سپاہیون کے مصارف مین خرچ کرتا تھا اور اس مین ہزار
اور تین ہزار ہون موجود ہین اور دوسرے خزانہ کا نام خزانہ درویشان رکھکر فقرا اور مساکین کا

وزراے شاہان گیلان کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور ہمیشہ معزز اور مکرم رہتے اور بخیت روز افزون کی اعانت کے باعث ایک ان مین سے تخت صوبہ رشت پر متمکن ہوکر صاحب خطبہ ہوا اور بروایت حاجی محمد قندھاری کے عہد شاہ طہماسپ صفوی بادشاہ ایران تک خاندان رشت کی حکومت نے امتداد پیدا کیا پھر شاہ طہماسپ کی عہد سے جاتی رہی اور جب اولاد بادشاہان رشت سے خواجہ عماد الدین محمود نے قدم اقلیم وجود مین رکھا تو بعد کسب علوم اور تحصیل کمالات کے رشک وحسد ابناے جنس ملوک سے خائف ہوکر اپنی والدہ کی تکلیف سے کہ وہ بھی خاندان مشائخ بزرگ سے تھی جلاے وطن ہوا اور بادشاہان عراق وخراسان نے تقریباً اٹھاکر منصب وزارت کی ہرچند تکلیف فرمائی علو ہمت سے قبول نہ کرکے برسم تجارت ربع مسکون کی سیر مین مشغول ہوا اس درمیان مین علما اور مشائخ عصر سے صحبت رکھتا اور ان کے فیض نظر سے صاحب خوارق عادات ہوا جس وقت کہ تینتالیس مرحلہ اس کے مراحل عمر سے طے ہوے دکن مین تجارت کے ذریعہ سے بقصد زیارت شاہ محب اللہ اور دیگر مشائخ کے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہوا اور بعد حصول مقصود چاہا کہ اسی لباس مین مشائخ دہلی اور اس حدود کے فقرا کی زیارت سے مشرف ہون سلطان علاء الدین بہمنی مانع آیا اور اس قدوۂ ارباب صفا کو اپنی صف اکابر و اعیان مین بتکلیف تمام منتظم کیا اور ہمایون شاہ ظالم کے عہد مین بخطاب ملک التجار کہ اس دولتخانہ مین اس سے بزرگ تر کوئی خطاب نہ تھا ملقب ہوکر تمام اراکین سلطنت سے ممتاز ہوکر وزیر اور حملۃ الملک ہوا اور خدمات شائستہ کے ظہور سے سلطان محمد شاہ کے دور مین کتنے منصب اور اس پر اضافہ ہوے اور بخواجہ جہان مخاطب ہوا اور دو ہزار سوار مغل سب قسم سے نوکر خاص رکھے اور دو ہزار اور سلطان کی طرف سے اس کے تابع تھے اور ولادت اس بزرگوار کی قریہ قاوان من اعمال گیلان مین ہوئی لیکن شہرت اس کی اقالیم سبعہ مین بگاوان ہونہ قاوان ایک دن خواجہ قصر ارک احمد آباد بیدر پر سلطان محمد شاہ کے دربار مین بیٹھا تھا ناگاہ ایک گاے یا بیل نے پائین قصر سے فریاد کی ایک حضار مجلس نے خواجہ سے پوچھا کہ یہ بیل کیا کہتا ہے فرمایا کہتا ہے کہ تو ہماری جنس سے ہے انجمن شاہ مین کیا کرتا ہے سلطان محمد شاہ نہایت شگفتہ اور خندان ہوا اس جواب سے آثار کدورت اصلا ناصیۂ حال پر ظاہر نہ فرمائے اور اسقدر اوصاف حمیدہ خواجہ اور شکر الٰہی بجا لایا کہ مزید اس سے متصور نہ تھا اور اسی مجلس مین فرمایا کہ مجھے شاہان بہمنیہ ماضیہ پر تفاخر ہے کیونکہ مین مثل خواجہ کے نوکر رکھتا ہون انھین ایسا شخص کہ خاصیت عنقا کی رکھتا ہے میسر نہ ہوا اور اس عرصہ مین سلطان حسین میرزا بادشاہ دار الملک ہرات نے مولانا سید محمد کاظم کو برسم رسالت قندھار اور لاہور کے راستہ سے خواجہ عماد الدین محمود کے پاس بھیجا اور بوعدہ ہاے شاہانہ خواجہ کی ملاقات کا شائق ہوا اور ہرچند جانتا تھا کہ مجھے سلطان سے رخصت نہ ملے گی لیکن سید محمد کاظم کے آنے کا سبب سلطان محمد شاہ کی [illegible] ہوپہنچا یا اور جب اس نے رخصت معاودت ایران نہ فرمائی خواجہ نے ناچار ہوکر سید محمد کاظم کو باعزاز و اکرام [illegible] و ہدایاے بسیار شاہ خراسان کی درگاہ کی طرف روانہ کیا اور ایک عریضہ تحریر کرکے

ابیات شد شکل ضرب تیغت بر دوش جان حمائل ✽ ہیکل زحرز سیفی وانگہ حراس اے دل ✽ تیغ تو آب حیوان مردم زحسرت آن ✽ آرے بعہد من شد آب حیات قاتل ✽ اور یہ واقعہ ہائلہ اور سانحہ جانکاہ ماہ صفر کی پانچوین تاریخ ۸۸۶ھ آٹھ سو چھیاسی ہجری مین واقع ہوا تھا ملا عبدالکریم ہمدانی صاحب تاریخ محمد شاہی جو تلامذہ بلکہ خواجہ کے مریدون سے تھا اس نے یہ قطعہ اس کی شہادت کا کہا **قطعہ** شہید بیگنہ مخدوم مطلق ✽ کہ عالم را ز جودش بود رونق ✽ وگر خواہی تو تاریخ وفاتش ✽ فرو خوان قصۂ قتل بناحق ✽ اور دوسری تاریخ یہ کہی **بیت** سال فوتش گر کسی پرسد بگوی ✽ بیگنہ محمود گاوان شد شہید ✽ ملا سامعی کہ مداح اور نوکر اور ندیم اس کا تھا یہ قطعہ تاریخ اس کا طبعزاد ہے **قطعہ** چون خواجۂ جہان را ہرگز حرام خواری ✽ در دل نبود می کرد پیوستہ جان سپاری ✽ گشت او شہید مغفور اے سامعی بہ تحقیق ✽ تاریخ کشتن او جو از حلال خواری ✽ آثار جمیلہ اس خواجہ آصف شعار کے زمین پر فتن دکن مین بہت ہین خصوصاً وہ مدرسہ کہ معمار ہمت اس کی نے شہادت سے دو برس پیشتر شہر خیر اثر احمد آباد بیدر مین اتمام کو پہونچایا تھا اور حسن قبول سے ربنا تقبل منا اس کی تاریخ ہوئی جیسا کہ سامعی نے قطعہ تاریخ کہا ہے گوش ارادت سے سنو **قطعہ** این مدرسہ رفیع محمود بنا ✽ چون کعبہ شدہ است قبلہ اہل صفا ✽ آثار قبول بین کہ شد تاریخش ✽ از آیت ربنا تقبل منا ✽ اور وقت تحریر اس حکایت تک کہ ۱۰۲۳ھ ایک ہزار اور تئیس ہجری ہین اب تک وہ عمارت اور مسجد اور چار طاق و بازار بزرگ باقی ہے اور اس کی لطافت اور پاکیزگی سے ایسا دریافت اور مشاہدہ ہوتا ہے کہ ابھی معماران چابکدست نے اس کی تعمیر سے ہاتھ کھینچا ہے اور ذات شریف اس آصف جاہ کی بانواع علوم عقلیہ ونقلیہ خصوصاً ریاضی اور طب مین اتصاف رکھتی تھی اور فن نظم ونثر اور انشا اور حساب مین بھی اپنے زمانہ مین بے نظیر تھا اور خط سیاق خوب لکھتا تھا اور رسالہ روضۃ الانشا اور دیوان اشعار اس کا بھی بعضے مرد صاحب حیثیت کے پاس بہم پہونچتا ہے اور ہمیشہ اپنے افاضل بھر کے واسطے خراسان اور عراق مین تحفہ اور ہدایا بھیجتا تھا اور سلاطین خراسان اور عراق کے غائبانہ اس سے التفات فرماتے تھے [illegible] عبدالرحمن جامی قدس سرہ مکاتیب اس کو بھیجتے تھے اور اظہار نیاز کرتے تھے اور حضرت مخدوم بھی نظر اس کے عقیدہ اور اخلاص پر رکھکر مفاوضات مرسول رکھتے تھے جیسا کہ اس کی انشا یعنے منشآت مین موجود ہے اور قصائد مولانا جامی کے درمیان ایک قصیدہ ہے کہ مخصوص بنام اس کے لکھا ہے اور مطلع اس کا یہ ہے **مطلع** مرحبا اے قاصد ملک معانی مرحبا ✽ الصلا کز جان و دل نزل تو کردم الصلا ✽ اور اس قصیدہ مین یہ بھی بیت ہے **بیت** ہم جہان را خواجہ وہم فقر را دیباچہ اوست ✽ آیت الفقر لکن تحت استار الغنا ✽ اور دوسرے قطعہ مین فرمایا ہے **قطعہ جامی** اشعار دلاویز تو جنسیست لطیف ✽ پرورش از حسن بود لطف معانی تارش ✽ ہمرۂ قافلہ ہند روان کن کہ رسد ✽ شرف عزو قبول از ملک التجارش ✽ اور ملا عبدالکریم نے ایک کتاب مشتمل اس کے حالات کی زمانۂ ولادت سے آوان شہادت تک تحریر کی اور راقم ابتا کا خلاصہ اس کا کہ لائق کتب تاریخ ہے درج کرتا ہے واضح ہو کہ آبا اور اجداد اس کے

طلب کے سبب پر مطلع ہوکر خواجہ کو آگاہ کیا اور عرض کی کہ اگر آپ آج بہانہ سے دربار کا جانا ملتوی رکھیں بہتر ہوگا خواجہ نے یہ بیت کہ ان دنوں اکثر اسکے ورد زبان رہتی تھی پڑھی **بیت** چون شہید عشق در دنیا و عقبی سرخرو ست ؁ خوش دمی باشد کہ ما را کشتہ زین میدان برند ؁ اور فرمایا کہ یہ محاسن جو ہمایون شاہ کی خدمت مین سفید ہوئی اگر اس کے فرزند کی بدولت خون سے مخضب اور رنگین ہووے سرخروی کا سبب ہی آئندہ خوف خدا البشر کو ضرور ہی برگشتگی قسمت سے انسان مجبور ہی سرنوشت سے احتراز نہین کرسکتا قضا سے سر نہین پھیر سکتا جیسا کہ کسی شاعر نے اس بارہ مین خوب کہا ہے **بیت** زندہ کنی عطاے تو ور بکشی فدلے تو ؁ دل شدہ مبتلاے تو ہرچہ کنی رضاے تو ؁ اس درمیان مین چند شخص امراے کبار نے کہ اس کے تابعون سے تھے آدمی معتمد خواجہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ ہم دربار مین باتین متوحش اور جانکاہ سنتے ہین ہزار سوار جرار آپکے پاس حاضر ہین آپ انھین ہمراہ لیکر گجرات کی طرف تشریف لیجائیے ہم بھی جلو مین فدویون کے مانند ہمراہ رکاب قدم با قدم چلین گے خواجہ نے جوابدیا کہ مین سالہاے دراز سے اس خاندان عالیشان کا نمکخوار ہون اور کسیطرح کی تقصیر مجھ سے وقوع مین نہ آئی اور شاہ بھی دفعتہً دشمنونکی تہمت سے بلا تحقیقات مجھے ساتھ بیوفائی کے منسوب فرماویگا اور اگر سیاست بھی کریگا بہتر نمک حرامی سے ہے پھر اسی وقت شاہ کے دربار مین گیا سلطان محمد شاہ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنے ولی نعمت سے بیوجہ حرام خوری کرے اور اسکا یقین ہوجاوے اسکی سزا کیا ہے خواجہ نے کہا اس بدبخت کے واسطے جو اپنے مالک کے ساتھ درپئے غدر ہووے اور غداری اس کی پایۂ اثبات کو پہونچے اسکی سزا تیغ آبدار کے سوا دوسری نہین ہے یہ سنکر سلطان نے وہ مکتوب خواجہ کو دکھایا خواجہ نے آیہ سبحانک ہذا بہتان عظیم پڑھکر جوابدیا کہ مہر کمترین کی ہی لیکن میرا خط نہین اور مین اس امر سے مطلق آگاہی نہین رکھتا اور قسم کھا کر مضمون اس مقال کا گذارش کیا **قطعہ** بخداے کہ جوہر امرش ؁ اہل معنی بجون دل سفتند ؁ کہ چو بہتان یوسف و گرگ است ؁ آنچہ از بند دشمنان گفتند ؁ ہرچند خواجہ نے اسطور کی باتین عرض کین سلطان جو شراب کے نشہ میں بیکر نجود اور قہر و غضب کی شدت سے مبہوت ہوگیا تھا دوسرے یہ کہ زوال اس خاندان کا بھی نزدیک پہونچا تھا مقام تجسس و تفحص مین نہوکر دربار سے اٹھا اور جوہر نام حبشی کو اس کے قتل کا حکم دیا خواجہ نے جواب دیا کہ اس پیرانہ سالی مین میرا قتل نہایت سہل اور آسان ہے لیکن تیرے ملک کی خرابی اور بدنامی کا باعث ہوگا سلطان نے کوتہ اندیشی سے اس کی بات گوش ارادت سے نہ سنی اور محلسرا کی طرف متوجہ ہوا اور جوہر حبشی شمشیر میان سے کھینچ کر اسکے قتل پر آمادہ ہوا اور خواجہ نے دوزانو قبلہ رو بیٹھکر کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور جب ضربت تلوار اسکی گردن پر لگی الحمد للہ علی نعمۃ الشہادہ کہکر جان بحق تسلیم کی اور اس درمیان مین بدرخان گیلانی کہ اس کا ہم قوم تھا اور امراے کبار کی سلک مین انتظام رکھتا تھا بحسب اتفاق دیوانخانہ مین آیا محمد غلام گرم سیاست تھے بے حکم اسے بھی تہ تیغ کیا اور خواجہ کی عمر اٹھتر برس کی تھی اور شہادت سے رشتہ ایک قصیدہ سلطان محمد شاہ بہمنی کی مدح مین موزون کیا تھا اس مین سے دو بیت یہ ہین

سے کمتر حاصل ہو مابقی غلامان خزانہ شاہی سے وصول کیا کرین اور اسی طور سے اگر امرا عدد مقرری سے ایک
سپاہی کم ملازم رکھتے تھے اہالی دفتر اس کی بازیافت اور پرسش کرتے تھے چنانچہ ان کامون کے سبب
ضبط لشکر و ولایت اور رفاہیت خلائق جیسا کہ چاہیے ظہور مین پہونچی اور رونق عظیم امور سلطنت مین ظاہر ہوئی
لیکن یہ امر ایک جماعت صاحب داعیہ کے موافق مزاج نہ آیا خواجہ کی نسبت اُنکا عداوت کا کمر جان پر باندھا اور
خواجہ بھی اسے سمجھا لیکن چونکہ تمام ہمت اسکی اپنے مالک کی دولتخواہی مین مصروف تھی ان سے کچھ پروانہ کرتا تھا
اور جو درمیان خواجہ اور یوسف عادل خان کے نسبت پدری اور فرزندی کی تھی آپس مین نہایت اخلاص رکھتے تھے
ہر ایک مقدمہ مین دونون ہوشیار رہتے تھے اور اس مدت دراز مین کسی طرح کا صدمہ اور گزند اس بزرگ صوری
اور معنوی کے وجود باجود پر نہ پہونچا سکے اب اس عرصہ مین جب یوسف عادل خان نرسنگھ کی سرحد پر متعین
تھا ایک جماعت دکنی اور حبشی نے جو خواجہ کی دستگیری اور میامن التفات کے باعث مراتب اعلیٰ کو پہونچکر
مشاہیر درگاہ سے ہوئی تھی مانند ظریف الملک دکنی اور مفتاح حبشی کے کہ ملک حسن نظام الملک بحری کیساتھ
اتفاق کیا تھا کہنے لگے کہ اسوقت یوسف عادل خان حاضر نہین ہے فرصت غنیمت ہی خواجہ کے دفع مین کوشش
کرنی چاہیے پھر ظریف الملک اور مفتاح حبشی اور غلامان ہندی مقرب نے خواجہ کے ایک غلام حبشی سے جو اُسکا
مہردار تھا دوستی اور خصوصیت پیدا کر کے بذل نقود اور جواہر اور امتعہ نفیسہ اور اقسام اسپان تازی وغیرہ سے
اُسے شرمندہ بلکہ بندہ اپنے احسان کا کیا ایک روز مجلس شراب مین کہ وہ بدست تھا ظریف الملک ور مفتاح حبشی
ایک کاغذ سفید پیچیدہ اپنے ہاتھ مین لیکر کہنے لگے کہ یہ کاغذ وظیفہ ہمارے فلان آشنا کا ہی اور اسپر مہر اکثر اہل دفتر کی
ہوچکی ہی اگر تم ازراہ مراحم قلبی اور اتحاد دلی کے اسپر مُہر خواجہ کی ثبت کر کے ہمین اپنا رہین منت کرو گے بعید نہوگا
غلام نے بے عقلی سے ان کے کلام کو یقین کر کے جس مقام مین اُنھون نے کاغذ کھول کر دکھایا بغیر دیکھے بھالے
خواجہ کی مُہر چھاپ دی ظریف الملک اور مفتاح حبشی تدبیر کو موافق دیکھ کر رات کے وقت ملک حسن نظام الملک
بحری کے مکان پر گئے اور حقیقت حال معروض رکھی اور سب نے متفق ہو کر خواجہ کی زبانی راے اوڈیسہ
کو اس کاغذ مین لکھا کہ ہم سلطان محمد شاہ کی مے نوشی اور اس کے ظلم سے متنفر ہوے ہین اور ارادہ توجہ سے
دکن مسخر ہوگا اسلیے کہ راجمندری اور اس سرحد مین کوئی سردار سلیقہ شعار اور جرار نہین ہے تم اپنا لشکر ہمراہ لیکر
بلا توقف ولایت دکن مین چلے آؤ جو اکثر امرا میرے کہنے سے باہر نہین ہین مین ہر ایک طرف سے نشان دشمنی کا
بلند کرونگا اور شاہ کے دفع کے بعد مملکت دکن علی السویہ تقسیم کر لینگے اور ظریف الملک اور مفتاح حبشی اسوقت کہ
ملک حسن نظام الملک بحری حاضر تھا کتابت مزور یعنے جعلی کاغذ کو سلطان محمد شاہ کے ملاحظہ مین در لائے اور جب
سلطان جو کہ مہر خواجہ پہچانتا تھا مضطرب اور سراسیمہ ہوا اور ملک حسن نظام الملک بحری نے فرصت [illegible]
کلام وحشت انگیز سے اس کی آتش قہر کو اس طرح افروختہ کیا کہ عنان اختیار اس کے دست اقتدار سے نکل گیا
اور بدون استفسار اور دریافت حقیقت حال کے آدمی خواجہ کی طلب کو بھیجا اور خواجہ سے

تقرب رکھتے تھے در کش کرکے تحریک اور ترغیب کرتے تھے کہ وقت بیوقت باتین وحشت انگیز خواجہ کی نسبت
مجلس سلطان مین مذکور کرتے ہین اور جماعت ناعاقبت اندیش اس بزرگوار کی غیبت اور خیانت مین عنان زبان
معطوف رکھکر اسکی خیانت وبدگوئی مین تقصیر نہ کرتی تھی یہانتک کہ کندپور پلی مین اس جناب کو بہتان عظیم
گرفتار کرکے بے صدور قصور قتل کروایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد مین
دائرہ مملکت بہمنیہ وسیع تر ہوا راے صائب خواجہ مقتضی اس امر کی ہوئی کہ سلطان علاء الدین کانکوی بہمنی کے
ضوابط مین کچھ تصرف کرے پھر سلطان محمد شاہ سے عرض کرکے معقول دلائل سے اسکے ذہن نشین اور خاطر گزین
کیا اور عمل مین لایا ازانجملہ ایک یہ ہے کہ مملکت کے پہلے چار حصہ تھے پھر آٹھ حصہ کیے اور آٹھ سرلشکر کہ
انکی اصلاح مین طرفدار کہتے ہین بہم پہونچائے اس طریق سے کہ مملکت برار کی دو قسمت کرکے کاویل فتح اللہ خان
عماد الملک کو دیا اور ماہور خداوند خان حبشی کے سپرد کیا دولت آباد یوسف عادل خان کو دیا اور جنیر مع دیگر محال
انندا پور وماہین وماں وبس وبندر گووہ دنلگوان کے فخر الملک کو کہ خواجہ جہان ترک کے عزیزون سے تھا
رجوع کیا اور بیجاپور اور بہت ممالک اسکے آب ہورہ اور رایچور اور مدکل تک آصف جم اقتدار خواجۂ جہان
گاوان کو ارزانی رکھا اور حسن آباد گلبرگہ اور ساغر ونل درگ اور شولاپور تک دستور دینار کو جو خواجہ سرا حبشی تھا
حوالہ کیا اور مملکت تلنگ تمام جو ملک حسن نظام الملک بحری کے ضبط مین تھی اسے بھی دو قسمت کی راجمہندری
اور نلکنڈہ اور مچھلی پٹن اور دراورپا اور بھی مواضع کثیر نظام الملک کو دیکر حکومت ورنگل کی اعظم خان ولد سکندر خان
بن جلال کے نام مقرر کی اور ہر اطراف ثمانیہ سے بہت قصبات اور پرگنات کو خاصہ کرکے خزانہ بادشاہی کے
تحت وتصرف مین قرار دیے اور دوسرے یہ کہ سلطان علاء الدین حسن کانکوی بہمنی کے عہد مین یہ دستور تھا
کہ جو شخص مملکت کا حاکم اور سردار ہوتا تھا وہی اس اطراف کے تمام قلعہ اپنے تصرف مین رکھتا تھا اور وہ جس
شخص کے واسطے مناسب دیکھتا تھا حوالہ کرتا تھا اسی وجہ سے بعض طرفدار مثل کوندیو اور بہرام خان اور
سکندر خان قلعہ متین اور سنگین کے سبب کبھی کبھی داعیہ سرکشی کرتے تھے اس واسطے آصف جم اقتدار نے یہ امر شرائط
احتیاط سے بعید جان کر مقرر کیا کہ ایک قلعہ سرلشکر کے قبضہ مین چھوڑ کر باقی اس طرف کے امرا اور منصبداران
معتبر کو بادشاہ کی جانب سے حوالہ کرین چنانچہ قلعہ دولت آباد وجنیر اور بیجاپور اور حسن آباد گلبرگہ اور ماہور اور
کاویل اور ورنگل اور راجمہندری طرفدارون کے سپرد ہوے اور باقی قلعہ حضور سے مردم معتبر کے تفویض ہوے
اور تیسرے تصرفات خواجہ سے ضوابط سلطان علاء الدین شاہ بہمنی مین یہ ہے کہ ایام سابق مین جب مملکت
تلنگ شاہان بہمنیہ کے حوزۂ تصرف مین نہ آئی تھی یون مقرر کیا تھا کہ پانصدی کو ایک لاکھ ہون اور ہزاری
کو دو لاکھ ہون نقد خزانۂ عامرہ یا جاگیر سے وصول ہوا کرین اور بعد تسخیر تمامی مملکت تلنگ نظر عطوفت
سپاہ پر مبذول فرماکر یہ مقرر کیا کہ امراے پانصدی کو ایک لاکھ اور پچیس ہزار ہون اور ہزاری کو
دو لاکھ پچاس ہزار ہون پہونچا کرین اور جاگیر اس صورت سے دیتے تھے کہ اگر پانصدی کی جاگیر کا ایک لاکھ ہون

کہ کنجے نام رکھتا ہے اور در و دیوار اور سقف اسکی زیور و جواہر سے آراستہ اور لآلی و گوہر نفیسہ سے پیراستہ
اور آج تک کسی شاہان اسلام نے اس کو نہین دیکھا بلکہ نام بھی اس کا نہین سُنا سلطان محمد شاہ چھ ہزار سوار
خنجر گذار لشکر سے جدا کر کے بطور یلغار اس طرف متوجہ ہوا اور شاہزادہ محمود خان اور خواجہ کو حکم کیا کہ کوندپور
پلی مین رہین اور مورخین کا اتفاق ہے کہ سلطان محمد شاہ نے ایسا گھوڑا سرپٹ دوڑایا کہ چالیس سوار سے زیادہ
اسکی ہمراہی نہ کر سکے اور یوسف عادل خان اور ملک حسن نظام الملک بحری اور تغرس خان ترک ازانجملہ تھے
اور جب حوالی بتخانہ مین پہونچا چند ہنود عفریت منظر برآمد ہوے اس درمیان سے ایک ہندو سیاہ فام دیو نژاد
ایک گھوڑے قوی ہیکل پر سوار ہوا اور شمشیر آبدار ہندی ہاتھ مین لے کر ایک لحظہ میدان مین ایستادہ ہو کر
نگاہ تیز سے دیکھا کہ محمد شاہ کے مانند دوسرا سوار میدان مین نہین ہے اس کی طرف متوجہ ہو کر گھوڑے کو جولان کیا
اور سر پر سپر کھینچکر تلوار کا ایک وار سلطان پر کیا محمد شاہ غازی نے ادھم بادپیما کو چمکا کے چستی اور چالاکی سے
اس کے وار کو رد کر کے اپنا اُس پر وار کیا مگر او چھا پڑا ہندو پھر سلطان کے مقابل آیا اور رخش کو ٹھہرا کر چاہا کہ
دست برد کرے محمد شاہ نے تلوار برق کی طرح چمکا کے ایسی ضرب اس خود سر کے فرق پر لگائی کہ اسے
خیار کی طرح دو نیم کر کے خانہ زین پر اتر آئی **بیت** دو نیمہ بگردش بیک زخم تیز ٭ برآورد از ہندوان رستخیز ٭
اس درمیان مین ایک اور ہندو کالا بھجنگا مہیب تر مقابل آیا اور چونکہ ساتھی چالیس سوار کفار کی جنگ مین
مشغول تھے کوئی اس کو دفع نہ کر سکتا تھا سلطان بہ نفس نفیس اس کے دفع مین مشغول ہوا اور شیر گرسنہ کی طرح
حملہ کر کے نعرہ مارا کہ اے بزدل سنبھل جا یہ کہکر شمشیر خارا شگاف برق کی طرح چمکا کے مثل اجل اس کے سر پر آیا
اور بسرعت تمام تراسے بھی آن واحد مین تہ تیغ کر کے دارالبوار مین پہونچایا پھر تو اس شہسوار جہان پناہ یعنے
سلطان محمد شاہ کی ضرب سے باقی ہندوون پر ایسا خوف چھایا کوئی مقابلہ کو نہ آیا بے لڑے بھڑے میدان
خالی ہو گیا بھاگ کر بتخانہ مین در آئے اس عرصہ مین فوج بازماندہ آپہونچی اور سلطان محمد شاہ بجبر و قہر
تمام بتخانہ مین داخل ہوا اور لوٹنے اور قتل کرنے اور باندھنے مین مشغول ہوا **نظم** ہمہ خانہ از گوہر و گنج پر ٭
ز زرین بتان ہم پر آمودہ دُر ٭ بہر یک صنم خانۂ دلپذیر ٭ نہ چندان گہر کاید اندر ضمیر ٭ صنم خانہا جملہ گشتہ خراب ٭
غنیمت چنان کس ندیدہ بخواب ٭ بجز زیور و گوہر و گنج زر ٭ نبی برد کس ہیچ چیزے دگر ٭ اور سلطان محمد شاہ
تاراج کر کے شہر کنجے مین داخل ہوا اور ایک ہفتہ استراحت اور آرام فرما کے علم مراجعت بلند کیا اور ملک
حسن نظام الملک بحری اور یوسف عادل خان اور فخر الملک کے بہ مشورہ بہت امرائے غریب کو مع لشکر
دولت آباد و جنیر کہ قریب پندرہ ہزار سوار کے تھے نہایت سامان اور شوکت و صولت سے نرسنگھ کی تادیب کو
مقرر کیا اور خود بدولت و اقبال مع افواج ظفر امواج مچھلی پٹن کی طرف کہ وہ بھی ممالک نرسنگھ سے تھے جا کر
اس حدود کو بھی مسخر اور مفتوح کیا پھر مظفر و منصور کندپور پلی کی طرف عنان شبدیز عزیمت منعطف فرمائی
اور حریفان کمین نشین ملک حسن نظام الملک اور ظریف الملک وغیرہ نے بعضے غلامان حضور کو

سمجھتا تھا اور اس کے بیٹے ملک احمد کو جس نے ایک حرم سرا کی عورت سے نکاح کیا تھا اور باپ سے رشید تر اور شجاع تر تھا نہین چاہتا تھا کہ دونون ایک طرف کے جاگیردار ہو وین اس واسطے کہ سنوات سابق مین جس وقت کہ ملک حسن نظام الملک بحری کو راجبمندری کی سپہ سالاری پر مقرر کرتے تھے ملک احمد کو سلطان نے کمسکہ غداوندخان حبشی کی توابع کر کے منصب سہ صدی دے کر جاگیر اس کی ماہور مین مقرر کی تھی اور ملک نظام الملک بحری اس امر سے بھی آزردہ خاطر رہتا تھا التماس کی کہ ملک احمد کو اپنے توابع مین منسلک کر کے جاگیر اسکو تلنگ مین عنایت فرماوین سلطان نے اس کی عرض پذیرائی اور خواجہ کو پروانگی دی اور خواجہ جو لاعلاج تھا فرمان طلب اس کے نام صادر فرمایا اور ملک احمد نے بہ سرعت تمام راجبمندری کی چار منزل سے اردوے شاہی مین پہونچکر منصب ہزاری پایا اور باپ کی طرف سے راجبمندری کی حکومت پر روانہ ہوا اور سلطان محمد شاہ نرسنگھ کی تسخیر مین ساعی ہو کر اس طرف متوجہ ہوا اور یہ نرسنگھ ایک راجہ قوی ہیکل اور عظیم الجثہ تھا اور کثرت مال اور وفور افواج مین موصوف اور ولایت کرناٹک اور تلنگ کے درمیان مقام رکھتا تھا اور سواحل سمندر کے نیچلی پٹن تک اسکے تحت حکومت تھے اور اس عرصہ مین قابو پاکر بہت ممالک راے بیجانگر کے بزور شمشیر اپنے ممالک مین شامل کیے تھے اور بہت قلعے سنگین اور مستحکم بہم پہونچا کر اکثر اوقات زمینداروں کو جنگ پر مستعد اور آمادہ کر کے اور خود انکا مددگار ہو کر شاہان بہمنیہ کی سرحد مین شور و غوغا برپا کرتا تھا اور امراے سرحد جو اس کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے ہمیشہ اسکی شکایت درگاہ مین تحریر کرتے تھے اور سلطان محمد شاہ نے اثناے طے مسافت مین ایک قلعہ بالاے کوہ اجاڑ اور خراب دیکھا جب دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بادشاہان دہلی کے آثار سے تھا کہ اس حدود کے انتظام کے واسطے تیار کیا تھا سلطان نے وہان مقام کر کے فرمایا کہ معمار جلد اسکی تعمیر مین مشغول ہون اور اہتمام اس کا خواجہ سے رجوع ہوا اس نے سعی بلیغ کر کے وہ کام کہ دو برس کے عرصہ مین انجام ہوتا چھ مہینے مین تمام کیا اور غلہ اور آذوقہ اور توپ اور ضرب زن اور جمیع آلات قلعہ داری مہیا کر کے مردم معتبر کے سپرد کیا اور سلطان کو اس قلعہ مین لیجا کر تمام چیزین اور سامان جو موجود کیا تھا ملاحظہ کروایا سلطان نے تحسین و آفرین فرما کر ارشاد کیا حق سبحانہ تعالیٰ کا ہمپر بڑا فضل و کرم ہے ایک شاہی اور ریاست خلق اور دوسرے ملازم تجھسا خواجہ اور یہ کہکر پوشاک خاص جو زیب بدن تھی اتار کر خواجہ کو پہنائی اور جو لباس کہ خواجہ پہنے تھا وہ برآوردہ کر کے آپ پہنا اور آجتک کسی کتاب مین نظر نہین آیا کہ کسی بادشاہ نے نوکر سے ایسا سلوک کیا ہو لیکن جو مرتبہ خواجہ کا بکمال کو پہونچ چکا تھا اور کمال علامت زوال ہے اثر اس کا جیسا کہ مذکور ہوگا انھین دنون مین ظہور پاکر دوسرون کی عبرت کا سبب ہوا الغرض سلطان محمد شاہ نے بعد تیاری قلعہ دو تین ہزار سوار ایک آدمی معتبر کی سرداری مین محافظت کے واسطے وہان چھوڑے اور مطمئن ہو کر آگے بڑھا اور جس مقام مین پہونچتا تھا لوازم قتل و غارت بجالا کر ہاں کی اس طرف کے باشندون سے بدلا تا تھا اور جب مین پہونچا ایک جماعت وہان کے متوطن نے معروض کیا کہ یہان سے دس منزل پر ایک تبخانہ ہے

اور اپنا لشکری لقب کیا اور قلعہ نلگوان کو مع مضافات خواجہ کے شامل محال کرکے اپنی دارالخلافت کی طرف
مراجعت فرمائی اور اسی عرصہ مین اسکی والدہ مخدومۂ جہان کہ اس یورش مین ہمراہ تھی اور کاروبار شاہی
اس سے رونق تمام رکھتا تھا فوت ہوئی اور سلطان نے اس کا جنازہ دارالسلطنت احمد آباد بیدر مین بھیجا اور
جب لشکر ظفر پیکر بیجاپور مین پہونچا حسب التماس خواجہ کہ وہ شہر اسکی جاگیر مین تھا کلفت رفع ہونے کے واسطے
وہان مقام کرکے عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور خواجہ اقسام ضیافت و مہمانی کہ مراد شراب و کباب و رقص و سرود
اور تحفہ کھانے سے ہے سب سامان مہیا کرکے شرط مہمان نوازی بجا لایا اور سلطان کو بیجاپور کی ہوا
پسند آئی اکثر کالا پاٹ مین جو خواجہ کا بنایا ہوا تھا اوقات مہام بادشاہی کے سرانجام مین صرف کرتا تھا اور
یہ ارادہ تھا کہ موسم برسات وہان بسر کرکے احمد آباد بیدر کی طرف روانہ ہو کہ قضارا اس سال تمام دکن اور
بیجاپور مین امساک باران ہوا اور تالاب اور کنوئین بیجاپور کے خشک ہوے اس سبب سے سلطان نے لاعلاج
ہوکر آپ کو دارالخلافت احمد آباد بیدر مین پہونچایا اور وہ قحط بقحط بیجاپور مشہور ہوا منقول ہے کہ دوسرے سال بھی
پانی نہ برسا اور قصبہ اور شہر اور موضع مین اثر آبادی کا نہ رہا اکثر آدمی مرگئے اور جو زندہ رہے ولایت
مالوہ اور گجرات اور جاج نگر مین پناہ لے گئے اور تلنگ اور مالوہ اور مرہٹ بلکہ جمیع قلمرو بہمنیہ مین
دو برس تک زمین تخم ریزی سے افتادہ رہی اور تیسرے برس نسیم عنایت ایزدی چلی اور باران ہوا
لیکن کوئی باقی نہ تھا کہ کشت و کار مین مشغول ہووے **نظم** ازان پس جہان رابگردید حال ٭ کہ قطعاً نبارید
باران دو سال ٭ برآمد کے ہاے و ہوئے ز دہر ٭ ز مردم تہی ماند بازار و شہر ٭ اور بہمن نامہ مین مسطور ہے
کہ جب آدمی قحط سے چھوٹے اور اثر آبادی کا دکن مین ظاہر ہوا خبر پہونچی کہ اہل قلعہ کندیر نے اپنے حاکم کو
کہ ظالم اور فاسق تھا اور آدمیون کے مال اور آبروریزی کا ارادہ رکھتا تھا قتل کرکے نشان مخالفت بلند
کیا ہے اور قلعہ ہمبر اوریا کے تصرف مین جو سلطان کا دست گرفتہ ہے چھوڑا اور ہمبر اوریا نے آدمی معتبر
راے اوڈیسہ کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جو تم ہمیشہ مملکت تلنگ کے استرداد کی فکر مین رہتے ہوا اور چاہتے ہو کہ
ملک موروثی وارثان کے تصرف مین آوے اب فرصت اور موقع ہے بندہ نوازی اور حق ہمسایگی ادا
کرکے اس طرف نہضت فرمائیے کس واسطے کہ دکن مین دو برس کے قحط کے سبب لشکر باقی نہین رہا
مملکت تلنگ کو بسہلترین وجہ لیکر اس مخلص کے سپرد کیجئے اور حق السعی مین قلعہ کندیر اور دیگر مضافات پر
اسکے متصرف ہو جیسے راے اوڈیسہ نے فریب کھا کر پانون اپنی حد سے آگے بڑھایا دس ہزار سوار اور
سات آٹھ ہزار پیادہ جمع کیے اور جاج نگر کے راجاؤن کو بھی بطور کمک ہمراہ لیکر مملکت تلنگ مین در آیا اور
نظام الملک بحری حاکم راجمندری اس جماعت کے مقابلہ کی تاب نہ لایا قلعہ بند ہوا اور عرضداشت شعر کیفیت
اور چگونگی حالات درگاہ مین ارسال کی اور سلطان محمد شاہ نے خواجہ کی تجویز اور ہدایت کے باعث اپنی
اس سفر کا متصدی اور عازم و جازم ہو کر خزانہ کا دروازہ کھولا اور تنخواہ ایک سال کی خیل و حشم کو

پہونچائی اور سلطان محمد شاہ نے اس طرف کے راجاؤن پر اظہار قدرت اور عبرت کے واسطے یہ امر قبول فرمایا
اور چاہا کہ اس قلعہ کو بجبر و قہر مسخر کرون پھر آتش بازون کو اپنے روبرو طلب کر کے ان سے یہ فرمایا کہ تم اپنی
سلامتی چاہتے ہو تو تمھین لازم ہی کہ دو ہفتہ مین اس قلعہ کے برج اور دیوارون کو سرنگ وغیرہ سے اڑا کر
بہادرون کے جانے کا راستہ پیدا کرو اور خواجہ کو یہ تاکید کی کہ خندق کو خاک ریز کر کے پاٹنا تجھ سے تعلق رکھتا ہی
اور جس روز کہ اہل ہنر یعنے گولہ انداز دیوار قلعہ کی توپ اور ضرب زن سے گرا دین چاہیے کہ خندق پٹ جاوے
تو لشکر بفراغت تمام اس سے عبور کر کے رخنہ سے قلعہ مین در آوین خواجہ ہر چند دن کو چوب و سنگ و خاک
خندق مین گراتا تھا مردم حصاری رات کو برآوردہ کر کے خندق بدستور اول صاف کرتے تھے اس واسطے خواجہ
نے سد مداخل اور مخارج کے واسطے ایک دیوار کھینچکر اس مین عمارت تعمیر کر کے مورچے قسمت کیے اور
دمدمہ اور نقب کی تیاری کے واسطے کہ اس زمانہ تک دکن مین اس کا چرچا نہ تھا حکم کیا اور رہنر مند
اپنے کام مین مشغول ہوے اور پرکتیہ خندق پرآب کے باعث پہونچنا نقب کا برج اور قلعہ کے نیچے دشوار سمجھ کر
باطمینان تمام مقیم تھا کہ ناگاہ نقب زنون نے سر نقب کا خواجہ یوسف عادل خان اور فتح اللہ عماد الملک کے
مورچے سے قلعہ کے نیچے پہونچا کر باروت سے پر کیا اور ایک بارگی آگ دے کر قلعے مین رخنے ڈالے اور
رائے پرکتیہ کی فوج رخنون پر آن کر جنگ پر آمادہ ہوئی کچھ دیر تک دار و گیر کی صدا بلند رہی اور دو ہزار آدمی
تخمیناً سلطان کی طرف کے مارے گئے اور قریب تھا کہ رخنون کو جسے مردم قلعہ کا تصرف تھا سنگ و چوب سے
مسدود کرین ناگاہ سلطان محمد شاہ خود بہ نفس نفیس تیغ ہندی حمائل کر کے سوار ہو کر تاخت لایا اور خندق سے
کہ جسے خاک سے پاٹا تھا عبور کر کے رخنون کو مردم قلعہ کے تصرف سے برآوردہ کیا اور قلعہ اول پر متصرف ہو کر
حصار ثانی کے لینے مین مشغول ہوا اور رائے پرکتیہ کے شاہ کی جرأت دیکھکر ہوش و حواس باختہ ہوے بید کی طرح
کانپنے لگا آخر کو رائے مذکور نے یہ تدبیر کی کہ لباس بدل کر بعینہ نامہ بر کی صورت بنا کر قلعہ سے برآمد ہوا اور
سلطان محمد شاہ کے مورچال مین جا کر یہ اظہار کیا کہ رائے پرکتیہ نے سلطان کی خدمت مین بھیجا ہے اور پیغام
زبانی میرے عرض کیا ہے مقربون نے یہ خبر سمع مبارک مین پہونچائی پرکتیہ نے احضار کی اجازت پائی
اول زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیا پھر پگڑی گردن مین ڈال کر دست بستہ عرض پرداز ہوا کہ رائے پرکتیہ
یہ خاکسار ہے بندہ زادون کو لے کر خاک بوسی کو حاضر ہوا ہے جرم بخشی اور گردن زدنی کا اختیار شاہ کو ہی
سلطان محمد شاہ کو اس کی عاجزی اور فروتنی پر رحم آیا جان کی امان دی اور بعضے کتب مین مسطور ہی کہ رائے پرکتیہ
نے جب دیکھا کہ حصار اول مفتوح ہو گیا اور سلطان اعیان سلطنت کے ذریعہ سے میرا گناہ نہین معاف کرتا
اپنے تئین برج کی ایک لکڑی مین باندھ کر گریہ و زاری کرنے لگا اور جان کی امان چاہی شاہ نے
حال پر اختلال بہ نظر ترحم مشاہدہ فرمایا جان کی امان دے کر سلک امرا مین منتظم کیا اور اس کی
مین کوشش کرتا تھا اور اسی دن سلطان محمد شاہ سوار ہو کر قلعہ مین داخل ہوا اور شکر الٰہی بجا لایا

خورشید انور کے مانند سایہ التفات خواجہ کے سر پر ڈالکر اس مکان مینو نشان مین رونق افزا ہوا فیض قدوم شاہانہ اور عاطفت خسروانہ سے اسے سعادت دارین حاصل ہوئی امراے نامدار سپہ سالار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق بادشاہ کے گرد بیٹھے مجلس شراب آراستہ ہوئی یوسف عادل خان کو اپنا ہم کاسہ کیا اور ساقیان سیمین ساق عشوہ و کرشمہ مین طاق جام زرین صراحی بلورین در دست نشاۂ حسن سے مست حاضر ہوے دور ساغر مثل چرخ اخضر چلنے لگا نشا اور سرور سے ہر ایک جھوم جھوم کر آنکھین ملنے لگا علاوہ اس کے خواجہ نے اور بھی تکلفات رسمی مین کوشش کی یعنی تحف و ہدایا ہفت اقلیم کا اسقدر سلطان کے ملاحظہ مین دلایا کہ ناظرین دکن اسکے مشاہدہ سے متحیر ہوے از انجملہ پچاس طبق طلا مع سرپوشہاے مرصع تھے اور ہر ایک طباق ایسا وسیع تھا کہ اس مین برۂ گوسفند بریان بخوبی سماتا تھا اور سو غلام چرکس اور حبشی اور دکنی کہ اکثر خوانندہ اور سازندہ اور صاحب حیثیت تھے اور ایک سو گھوڑے عراقی اور عربی اور ترکی مع ایک سو صحن اور کاسۂ فغفوری جو بادشاہون کی سرکار مین بہم نہین پہونچتے تھے مع تفصیل نقد و جنس جو کچھ اسکی سرکار مین تھا بادشاہ کی نظر سے گذرانا پھر جمیع شاہزادون اور امرا اور ارکان دولت کو بھی تحفہ ہاے لائق دے کر بادشاہ سے معروض کیا کہ یہ تمام دولت و حشمت شاہ کی دولت سے بہم پہونچی ہے حضرت اسکے مالک و مختار ہین جسے ارشاد ہو اسکے سپرد کرون بادشاہ اسکے حسن اعتقاد اور اخلاص سے نہایت محظوظ ہوا اور فرمایا ہم نے سب کو قبول کیا اور پھر تجھے بخشا پھر تو خواجہ کا حسن اعتبار اور یوسف عادل خان کا افتخار اس درجہ اعلیٰ کو پہونچا کہ دونون محسود امثال و اقران ہوے اور دکنی دیو صفت و دیو سیرت مثل مار دم بریدہ و سر کوفتہ بر خود پیچیدہ ہوے اور ٹیکا عناد کا کمر پر باندھا اور سنہ آٹھ سو ستر ہجری مین پرکیتہ راے قلعہ نلگوان کا مالک اجی راے فرماندہ بیجانگر کی تحریک سے عازم تسخیر جزیرہ گوہ ہوا اور سپہ سالار قلعہ نیکاپور بھی اجی راے کے حکم سے لشکر مور و ملخ سے زیادہ ہمراہ لیکر اس بندر کی طرف متوجہ ہو کر سنگ راہ ہوا اور دخول و خروج کا راستہ مسدود کیا سلطان محمد شاہ یہ خبر سنکر پریشان ہوا اور طیش مین آکر افسران سپاہ کے احضار کا حکم دیا **بیت** سران سپہ خواند از اطراف دہر ٭ بر آراست لشکر بسان سپہر ٭ پھر سلطان خداشناس مطیع اسلام صید افگنان اور شکار کنان اسکی گوشمالی کو نلگوان کی طرف روانہ ہوے پرکیتہ راے جو مقابلہ اور مقاتلہ کی طاقت نہ رکھتا تھا بادشاہ کی خبر عزیمت سنکر قلعہ بند ہوا اور نشان مدافعہ کا بلند کیا اور نلگوان ایک قلعہ نہایت سنگین ہے اور گچ و پتھر سے اسکے گرداگرد خندق پر آب تھی اور دو دیوارین مقابل ایک دوسرے کے کھینچکر راہین ایسی محکم کی تھین کہ پرندہ پر نہین مار سکتا تھا انسان کا بآسانی گذر محال تھا سلطان محمد شاہ وہان پہونچا اور قلعہ کو محاصرہ کیا اور راے پرکیتہ نے دوراندیشی اور مآل بینی سے آصف جم نشان اور بھی مقربون کے پاس ایلچی بھیجکر امان چاہی **نظم** بداندیش ترسیدز ان داوری ٭ بتدبیر جست از خرد یاوری ٭ شبانگہ بخاصان شاہ جہان ٭ بہ تلبیس و ساخت اندر نہان ٭ بگفتا کہ من بندۂ پر گناہ ٭ در آیم بدرگاہ چون عذ[...] خواجہ اور دوسرے مقربون نے راے نلگوان کی عذر خواہی اور امان طلبی بادشاہ کے سمع[...]

تو قاسم بیگ صف شکن کو قلعہ انتور کے محاصرہ کے واسطے مقرر کرکے دریا خان اپنے منھ بولے بھائی کو دیرہ کھرہ
کی طرف بھیجا اور جو ہندو کہ قلعہ انتور مین تھا جنگ و نزاع سے امان طلب کرکے قلعہ قاسم بیگ صف شکن کے
سپرد کیا اور راجہ دیرہ کھرہ نے جس کا نام جنیک راے تھا باوجود اس کے کہ پانچ چھ مہینے علم مدافعہ بلند کرکے
جنگ ہاے مردانہ کی تھین آثار ضعف اپنے ناصیۂ حال سے مشاہدہ کرکے ایلچی یوسف عادل خان کے پاس
بھیجکر یہ پیغام دیا کہ اگر آپ میرا گناہ معاف فرماکر جان کی امان دیوین تو جو کچھ کہ مین اپنے قبضہ مین رکھتا ہون
پیشکش کرکے مع اہل و عیال جریدہ قلعہ سے نکل جاؤن نظم بزنہار خواہی کشادہ زبان ٭ بدو دوے فرستا
برمرزبان ٭ کہ ما بندگانیم و فرمان تراست ٭ چہ باشد ہمہ چیز چون جان تراست ٭ یوسف عادل خان نے بشرط
مذکور امان دیکر دریا خان اپنے منھ بولے بھائی کو حکم کیا کہ اہل قلعہ کی جان و عرض و ناموس سے مزاحمت نہ پہونچا کر
انھین مطلق العنان کرین کہ جہان چاہین جاوین دریا خان برادر خواندہ نے اطاعت کی اور مع لشکر خود سوار ہوکر
ظاہر قلعہ مین ایستادہ ہوا اور یہ حکم کیا کہ جنیک راے با اہل و عیال حصار سے جریدہ نکل جاوے اور وہ بیچارہ
اپنے باپ دادا کا وطن مع خزانہ موروثی اور مکتسبی چھوڑکر باہر نکل گیا اور یوسف عادل خان بھی کہ اس روز بطور تاخت
وہان پہونچا تھا قلعہ مین داخل ہوا اور خزائن اور دفائن اور تحف نفیسہ پر متصرف ہوا اور اس ولایت کے زمیندار
اور مقدمون پر بہت استمالت اور نوازش فرماکر قلعۂ لانجی کی طرف متوجہ ہوا اور وہان کے راے زادہ نے بھی
کہ اس کا باپ اسی عرصہ مین فوت ہوا تھا عاجز ہوکر جان کی امان چاہی اور قلعہ مع لوازم حشمت اسکے سپرد کرکے
نکل گیا یوسف عادل خان نے اس مال و اسباب مین سے جو لائق سرکار تھا لیا اور راے زادہ کو امراے شاہی کی
سلک مین منتظم کرکے وہ قلعہ مع ولایت اسکی جاگیر مین مقرر رکھا اور خود سالماً و غانماً دار الخلافت احمد آباد بیدر کیطرف
راہی ہوا اور اس قدر ہاتھی اور گھوڑے اور زر و نقد و جواہر اور بھی اسباب نفیسہ بادشاہ کے پیشکش کیا کہ
راجہ مندری اور کندبیر کے غنائم اسکے مقابل ایک حقیر چیز تھی اس واسطے بادشاہ نے اسے انواع لطف و عنایت سے
نوازش فرماکر یہ ارشاد کیا کہ جو شخص خواجہ کے مانند پدر رکھتا ہو یقین کہ اس سے ایسی خدمتین واقع ہون گی
پھر حکم کیا کہ خواجہ یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لیجا کر ایک ہفتہ ضیافت کرے کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ ہووے اور تکلفات رسمیہ اور عرفیہ مین بدرجۂ نہایت کوشش کیے خواجہ زمین خدمت کو لب ادب سے
بوسہ دے کر عرض پرداز ہوا کہ یہ امر سلطان کے بدون رونق افزا ہوے صورت پذیر نہو گا بادشاہ نے
اس کا مقصد اور مطلب سمجھکر فرمایا کہ ضیافت مشترک کچھ مزہ اور لطف نہین رکھتی اول ایک ہفتہ یوسف عادل خان
کی ضیافت مین سر گرم ہو اس کے بعد ہماری مہمانی کے لوازم دوسرے ہفتہ مین بجالاوے خواجہ سر انقیاد
زمین اخلاص پر رکھکر یوسف عادل خان کو اپنے مکان پر لے گیا اور ایک ہفتہ اسکی ضیافت مین مشغول ہوا اور
جب ساتون دن کی تمام رسمین پیش ہو چکین پھر خواجہ باتفاق یوسف عادل خان شاہ کی مہمانی کا سامان
کرنے لگا اور مکان نگار خانہ چین کی طرح آراستہ کیا اور آٹھوین دن فجر کے وقت سلطان محمد شاہ بہمنی

چچیرے بھائی راے اوریا نے اس مضمون کا عریضہ سلطان محمد شاہ کو لکھا کہ راے اوریا فوت ہوا اور اس کا
پسر خواندہ منگل راے خود رائی سے تخت و تاج پر متصرف ہو کر آپ کو راے اوریا کہتا ہے امیدوار ہون کہ
لشکر بھیجکر اس ولایت کو اسکے قبضہ سے برآوردہ کر کے خیر سگال کے سپرد فرماوین اور وہ و تنخواہ ہر سال اسقدر مال
برسم باج و خراج خزانہ عامرہ مین داخل کیا کرے گا اور سلطان محمد شاہ جو ہمیشہ سے ملک اوریا اور راجمندری
اور کندیر کی تسخیر کی فکر مین رہتا تھا یہ منصوبہ اپنے حسب دلخواہ تصور کر کے ملک التجار محمود گاوان کی صلاح سے
ملک حسن بحری کو جو شاہان احمد نگر کا جد تھا اور شاہان بہمنیہ کے غلامون کے سلک مین انتظام رکھتا تھا
نظام الملک خطاب دے کر مع لشکر جرار اس طرف تعین کیا اور جب وہ راے اوریا کی سرحد پر پہونچا ہمبر ملک
حسن نظام الملک بحری کے استقبال کے واسطے آکر مقدمۃ الجیش ہوا اور منگل راے لشکر کثیر فراہم لاکر میدان کی طرف
روانہ ہوا جب صفین آراستہ ہو چکین بہادران طرفین اور مبارزان جانبین شمشیر میان سے کھینچ کر جنگ مین
مشغول ہوے اور بعد کوشش اور کشش فراوان لشکر ہنود شکست کھا کر بھاگا اور ہمبر راے تاج و تخت
اوریا کو بزور شمشیر سلطانی دستیاب کر کے مملکت موروثی پر متصرف ہوا اور انھین دنون مین ملک حسن
نظام الملک بحری ہمبر کی رہبری اور ہمراہی سے ممالک راجمندری اور کندیر کی طرف روانہ ہوا
اور بروایت صحیح دونون مملکت کو مسخر اور مفتوح کیا اور ملک بحیاب قبضہ مین آیا اور سلطان محمد شاہ کے
حکم کے موافق ممالک مفتوحہ کو امراے صاحب اعتبار کے سپرد کر کے ہمبر کو اس کے مقر کی طرف روانہ کیا اور
خود مع غنیمت وافر اور پیشکش لائق و تکاثر سلطان کی ملازمت سے مشرف ہوا اور پھر مخدومہ جہان کی توجہ
اور آصف زمان کی پرورش سے خلعت خاص سے سرفراز اور لشکر تلنگ کی سرداری سے ممتاز ہوا کس واسطے
کہ شاہان بہمنیہ کا داب تھا کہ طرفداران اربعہ کے سوا کسی کو خلعت خاص سے سرفراز نہ فرماتے تھے اور انھین
سنوات مین فتح اللہ عماد الملک کہ شاہان عماد شاہیہ کا جد تھا اور خانجہان ترک کے تمام متوسلون سے عقل اور
فہیم تھا خواجہ کے التفات سے لشکر برار کی افسری پا کر معزز اور مکرم ہوا اور بعد دو مہینے کے یوسف عادل خان
سوائی بھی کہ خواجہ اسے اپنے فرزندون سے شمار کرتا تھا بہ خلعت سپہ سالاری دولت آباد کہ اس خاندان مین
اس سے عمدہ تر کوئی خدمت نہ تھی مشرف ہوا اور دریا خان اور اکثر غلامان ترک کہ مسند امارت پر متمکن تھے
اس کے تابع ہوے جاگیران کی اس طرف قرار پائی اور قاسم بیگ والد قاسم بیگ صف شکن اور شاہ قلی سلطان
اور دوسرے امراے مغل کہ جنیر اور چاکنہ مین جاگیردار تھے وہ بھی یوسف عادل خان کے توابعین سے ہوے
اور یوسف عادل خواجہ کی عنایت کے سبب تمام طرفدارون سے قوی تر ہوا اور سلطان محمد شاہ نے جب
اسے قابل التفات اور شائستہ عنایات دیکھا مورد عنایات گوناگون کر کے دوسرون سے امتیاز بخشا اور قلعہ
دیرہ کھرہ کی تسخیر اور قلعہ اتور کے استخلاص کے واسطے کہ لودھیون کے عہد مین ایک مرہٹہ کے تصرف
درآے تھے اور وہ جادۂ اطاعت مین قدم نہ دھرتا تھا بھیجا اور یوسف عادل خان جب دولت آ

کرکے نوازشہاے موفورہ مبذول فرمائین منقول ہی کہ جب سلطان محمد شاہ بعد ایک ہفتہ کے خواجہ کے مکان سے اپنے
دولتخانہ مین تشریف لایا اور خواجہ اپنی دولتسرا کے حجرہ مین داخل ہوا اور دروازہ بند کرکے جامہ ہاے فاخرہ نفیس
تبدیل کیے اور گریہ وزاری وبیقراری مین مصروف ہوکر اپنے تئین زمین پر گرایا اور اس قدر تضرع و تخشع کی کہ رخسار
شریف اس کے خاک آلودہ ہوئے اور جب حجرہ سے برآمد ہوا درویشانہ لباس پہنا اور جمیع علما اور فضلا اور
سادات احمدآباد بیدر کو جو استحقاق رکھتے تھے طلب کیا اور نقد وجنس وجواہر اور متاع نفیسہ سے جو کچھ اپنی ملکیت
رکھتا تھا اور اس مدت دراز مین کہ مراد ایام تجارت وایام امارت سے ہی فراہم اور اندوختہ کیا تھا فیل اور اسپ اور
کتب کے سوا سب ان پر تقسیم کیا اور کہا الحمد للہ علی احسانہ کہ مین نے نفس امارہ کے ہاتھ سے رہائی اور اسکے وسوسہ
سے نجات پائی اور ایک عالم ملا شمس الدین محمد نام کہ اعیان جرجان سے تھے اور خواجہ کی مصاحبت مین رہتے تھے
انھون نے سوال کیا کہ اس مین کیا بھید ہی کہ تو نے تمام مالوف اپنا کہ مراد مال دنیوی سے ہی آدمیون پر تقسیم کیا اور گھوڑے
اور ہاتھی اور کتب کو نگاہ رکھا جواب دیا کہ جسوقت سلطان محمد شاہ میرے مکان مین تشریف لایا اور مخدومہ جہان
نے مجھے بھائی کہا نفس امارہ کی سرکشی اور تنک ظرفی سے یکایک بادہ نخوت کا جوش دماغ مین دفعۃً ہوا خود فراموش
ہوا پھر توفیق ایزدی سے اسی محفل مین اپنی طرف مصروف ہوکر نفس کی تنبیہ و تادیب مین مشغول ہوا اور بادشاہ کے
مکالمہ سے باز آیا سلطان نے اثر تغیر کا میرے چہرہ حال سے مشاہدہ کرکے استفسار کیا کہ حال کیا ہے مین نے
عرض کیا میرے دل مین درد ہی علامت خفقان کی پاتا ہون سلطان نے اس امر کو عوارض جسمانی پر گمان کرکے
مجھے استراحت کا حکم دیا اور خود بدولت واقبال اپنے دولتخانہ کو تشریف فرما ہوے اس سبب سے مین نے جمیع اسباب
تجمل کو کہ عجب و نخوت کا باعث ہی اپنے پاس سے مسلوب کیا اور تمام کتابین طالبعلمون کے واسطے وقف ہین میری
ملک نہین اور گھوڑے اور ہاتھی سلطان سے تعلق رکھتے ہین چند روز عاریۃً میرے پاس ہین آخر انھین سرکار مین لیجاوینگے
الغرض ملک التجار کاوان اسدن سے ہمیشہ لباس بے تکلفانہ پہنتا تھا جب مہمات مملکت سے فارغ ہوتا تھا اپنی مسجد
اور مدرسہ مین جاتا تھا اور فقرا اور صاحب دلون سے صحبت رکھتا تھا اور ان کے احوال مین مشغول ہوکر ان کی
غمخواری مین تقصیر نہ کرتا تھا اور شب جمعہ اور شبہاے متبرکہ مین کیسے زر سرخ اور سفید ہمراہ لے کر محتاجون کے لباس مین
تمام شہر کے محلہ بہ محلہ پھرتا تھا اور بھوکون اور عاجزون کی اعانت کرتا تھا اور کہتا تھا یہ عطیہ شاہ ہے اس کے لیے
ادعیہ ابقاے جاہ وجلال مین مشغول رہو الغرض باوجود ایسے اخلاص اور اعتقاد کے مردم فتنہ انگیز دکن نے
اس جناب کو حرام خوری مین منسوب کرکے درجۂ شہادت مین پہونچایا اسکی تفصیل عنقریب مرقوم خامۂ لطائف نگار
ہوگی اور سنہ ۸۷۶ھ آٹھ سو چہتر ہجری مین خبر پہونچی کہ راجہ اوریا کا مرض الموت مین مبتلا ہوکر اس جہان فانی سے سفری
و نظم پسر خواندۂ داشت زنار دار ٭ برآمد براورنگ گوہر نگار ٭ عموزادۂ داشت ہمبر بنام ٭ بمردانگی
ہمسر مردی تمام ٭ درمیان مین ان کے رد و بدل اور تکرار ہوئی بلکہ نوبت ہتھیار کی آئی چونکہ خزانہ اور تخت راوریا
[illegible] کے قبضہ مین تھا غالب آیا ہمبر کو ہزیمت دے کر کوہستان اور جنگل کی طرف مفرور کیا اور ہمبر

عہد و پیمان کیے اور مسلمانون کے قتل کو دخول بہشت کا موجب جان کر نہایت غلظت اور عجب و تکبر سے سرگھاٹ کا مسدود کیا ملک التجار محمود گاوان نے تعجیل نہ کر کے پائے گھاٹ مین کہ عبارت پشتۂ زمین سے ہے مع افواج وارد ہوا اور چندے توقف کیے حسن تدبیر سے باآہستگی گھاٹ کو کفار ناہنجار کے تصرف سے برآوردہ کیا جب دیکھا کہ سوار وہان کام نہین کر سکتا وہ لشکر کہ دارالسلطنت سے ہمراہ لایا تھا اسے رخصت دیکر تخت گاہ کی طرف روانہ کیا اور سعید خان گیلانی کو کہ اس کا ہم قوم تھا مع لشکر جنیر اور اپنے غلام خوش قدم کو با لشکر وایل اور کلہر طلب کر کے اسی پر اکتفا کی اور سپاہ کثیر ہم پہونچا کر تھوڑے عرصہ مین کہینہ کے جنگل کو کہ عبور اس سے دشوار تھا تبرداروں سے قطع کروایا اور اسمین آگ دیکر صحرائے مسطح بنایا اور پانچ مہینے کہینہ کو محاصرہ رکھا جب موسم برشکال آیا اور فتح میسر نہ ہوئی سرگھاٹ کا دس ہزار پیادہ توپچی اور کماندار کے سپرد کر کے خود آسایش خیل و حشم کے واسطے گھاٹی سے اتر کر پرگنہ کھولا پور مین چھاونی تن اور سرپت کی بنوائی موسم برسات مین وہان استقامت کی اور وہان بھی بیکار نہ رہا بلکہ قلعۂ رانگنہ کو جس طرح ممکن ہوا چندعرصہ مین قبضہ مین لایا بعد برسات کے پھر گھاٹی کے اوپر برآمد ہو کر اس مرتبہ بہت تدبیر و حیلہ اور زر خطیر صرف کر کے قلعہ کہینہ کو جو کسی زمانہ مین خسرانِ رفیع الشان کی کمند اس کے تسخیر کے کنگرہ پر نہ پڑی تھی مسخر کیا اور جب موسم برسات پہونچا بطریق سال گذشتہ قلعہ و گھاٹی پیادگان سخت جان کے کہ کوکن کی آب و ہوا سے خوف نہین رکھتے تھے سپرد کیا اور خود مع سوار و نکے سرگھاٹ سے نیچے اترا اور چار مہینے بارش کے آخر کر کے ولایت سنگیسر کی طرف متوجہ ہوا اور سہلترین وجوہ سے اس حدود کو بھی فتح کر کے ملک التجار خلف حسن بصری کا انتقام زمینداروں سے لیکر رعیت کو مطیع و منقاد کیا اور رحم کا آمد ہوشیار کے سپرد کیا اور خود جزیرۂ کووہ کی طرف جو بینا در مشہورۂ رائے بیجانگر سے تھا روانہ ہوا اور ایک سو بیس جہاز پر جوانان بیلتن صف شکن کو سوار کر کے دریا کی طرف سے بھیجکر خود خشکی کے راستہ سے مع عساکر نصرت مآثر وہان پہونچا اور جنگ مین مشغول ہوا اور جبتک یہ خبر رائے بیجانگر کے گوش زد ہو کر وہان سے مدد پہونچے بوستان الحمد للہ الذی نصر عبدہ واعز جندہ سے گل مراد چنے اور فتح اس جزیرہ کی بھی تمام جہان مین مشہور ہوئی اور سلطان محمد شاہ یہ خبر فرحت اثر سنکر نہایت خوش ہوا اور طبل شادی بجایا اور ملک التجار محمود گاوان نے جزیرۂ کووہ کو امرائے معتمد صاحب شوکت کے تفویض کیا اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا مہیا کر کے تین برس کے بعد دارالخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور سلطان محمد شاہ اسکے مکان پر رونق افروز ہو کر ایک ہفتہ وہان عیش و عشرت مین مشغول رہا اور ملک التجار محمود گاوان کے قامت قابلیت کو خلعت فاخرہ سے زیب و زینت بخشی اور مخدومۂ جہان نے بھی اس سے صیغۂ اخوت پڑھکر اسے اپنا بھائی کہا اور سلطان نے یہ فقرے اس کے القاب مین ایزاد فرمائے اور منشیان درگاہ اور طغرا نویسان بارگاہ فرامین اور مناشیر اس عبارت سے تحریر کرتے تھے حضرت مجلس کریم سید عظیم ہمایون اعظم صاحب السیف والقلم مخدوم جہانیان معتمد درگاہ شاہان آصف حشم نشان امیر الامرا نائب مخدوم ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان اور اسی ہفتہ مین اس کے غلام خوش قدم نام کو کہ اس یورش مین تین برس خدمات شائستہ مین اقدام کیا تھا بخطاب کشور خان سرفراز امرائے عظیم الشان مین داخل کیا اور قلعہ کووہ اور بیندوہ اور کوندوال اور کولاپور کو اضافہ اسکی جاگیر

جادۂ محبت و اتحاد پر ثابت اور راسخ ہین باوجودیکہ مملکت کرناٹک کہ ہر گوشہ مین کتنے قلعہ مثل کھترلہ کے رکھتی ہے
اور کفار بیدین سکے تصرف مین بھی ہین احتیاج قلعہ کھترلہ کی نہین اور الحمد للہ کہ نقض عہد خاندان بہمنیہ کی طرف سے
واقع نہ ہوا کس واسطے کہ میرے بھائی کے عہد مین کہ صغیر تھا اور ملازم آپس مین مقام نفاق مین تھے تم نے لشکر اس دیار
پر کھینچا اور وہ خرابی کہ افواج چنگیزیہ نے بھی بلاد اسلام مین نہ کی تھی بجا لائے قتل و غارت مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا
ہم گذشتہ کو صلوات کہکر اس کا تذکرہ اس سے زیادہ تر نہین کرتے آیندہ جو کچھ صدارت پناہ شیخ احمد صدر جو خیر خواہ عامہ
مسلمانان ہے قول و قرار کریگا ہمین قبول و منظور ہے اس سے تجاوز نہوگا و جب احمد صدر مندو کے اطراف مین پہونچا اعیان درگاہ
خلجیہ استقبال کرکے نہایت اعزاز و اکرام سے اسے شہر مین لے گئے اور اس نے سلطان محمود کی ملازمت مین مشرف
ہوکر ادائے رسالت کی اور جمیع علما اور فضلائے مندو کہ دربار مین حاضر تھے اسے تصدیق کرکے مقر ہوئے کہ فی الواقع
نقض عہد ہماری طرف سے ہوا اس صورت مین امید ہے کہ ارحم الراحمین فضل کاملہ سے ہمین ساتھ اسکے مواخذہ نکرے
اور سلطان محمود نے بھی کہا اگر از روے وساوس شیطانی کوئی امر غیر مرضی سرزد ہوا ہوا سے منظور نرکھو اور اسکے بعد
ایسا کرو کہ ہماری اولاد اور بہمنیہ کی اولاد مین کوئی امر کبھی خلاف شریعت اور مروت سرزد نہو پھر شیخ احمد صدر
سلطان محمد شاہ بہمنی کی سمت سے اور سید العلما سید سلام اللہ صدری سلطان محمود خلجی کی طرف سے وکیل ہوے پھر
دونون میثاق موکد اور سوگند مغلظہ درمیان مین لائے اور عہد نامہ علما و مشائخ اور امرا کی مہر سے مزین کرکے ہر ایک
نے دونون بادشاہون سے حاشیہ پر یہ عبارت تحریر کی کہ جو شخص اس نوشتہ سے تجاوز کرے لعنت خدا و نفرین سوگند
مین گرفتار ہو اور خلاصہ عہد نامون کا یہ تھا کہ طرفین دست تعرض ملک یک دوسرے سے کوتاہ رکھین اور جیسا کہ عہد فرخندہ
عہد سلطان احمد شاہ بہمنی مین مقرر ہوا تھا اسپر عمل کرکے قلعہ کھترلہ تصرف سلاطین خلجیہ مین چھوڑین اور ممالک اطراف کہ کفار
سے تعلق رکھتے ہین جس شخص کو کہ حق سبحانہ تعالی توفیق کرامت فرماوے بزور تیغ جہاد اپنی ولایت مین داخل کرے اسکا
وہ مالک اور مختار ہووے دوسرا اس کی طمع نہ کرے اور بعد دو تین مہینے کے جب عہد نامے درست ہوے
شیخ احمد صدر نے ان امرا کو جو قلعہ کھترلہ مین تھے لکھا کہ حکم سلطان محمد شاہ یہ ہے کہ قلعہ خالی کرکے مالوہیونکے سپرد کرین اور رجوع
انکے نام بھی فرمان صادر ہوا تھا کہ شیخ احمد صدر کی تحریر و تقریر سے خلاف نکرین اور اس کا حکم ہمارا حکم جانین اس واسطے
انھون نے قلعہ خالی کرکے سلطان محمود کے ملازمون کے تفویض کیا اور شیخ احمد صدر نے فائز المرام ہوکر دکن کیطرف
مراجعت کی اور پھر اس خاندان کے درمیان نزاع واقع نہوئی اور ابتدائے ۸۷۶ھ آٹھ سو چھہتر ہجری مین ملک التجار
محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان نہایت شوکت و حشمت سے لشکر بیجاپور ہمراہ لیکر رائے سنگیسر و کھینہ کی تادیب اور
بعضی قلاع کوکن کی تسخیر کو سلطان خدا شناس مطیع اسلام کے پاس سے روانہ ہوا اور لشکر تمیر و جاکنہ و کلہر و نگل و چیول
و مہائین وغیرہ اسکے ہمراہ تعین ہوا اور رائے کھینہ اور رائے سنگیسر علی الدوام تین سو کشتی مسلمانون کی قتل اور ان کے
بچہ کے نہب و غارت کے واسطے دریا کے سطح آب پر طیران او متردد رکھتے تھے اور خشکی مین بھی انواع فساد ظہور مین
لاتے تھے رسانی ایذا اور مضرت نہ بجالاتے تھے ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجہ جہان کی خبر توجہ سن کر آپس مین

اجساد سے بھر گیا تائید ربانی سے مالوہیون کو شکست فاش نصیب ہوئی اور ایک جماعت کہ قلعہ سے برآمد ہوکر انکی شریک ہوئی تھی بعد انہزام قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور نظام الملک اور تھوڑے بہمنیان دکن سپرین سر پر رکھکر اور تلوارین علم کرکے انکے تعاقب مین گئے اور مردم قلعہ نے انھین اپنی فوج تصور کرکے قلعہ کا دروازہ کھولدیا دکنی بھی مالوہیون سے مخلوط ہوکر قریب شام قلعہ مین در آئے اور قلعہ پر متصرف ہوے اور ایک روایت مین یہ بھی تحریر ہے کہ جب مفرور جاکر قلعہ مین متحصن ہوے دکنیون نے قلعہ کو بدستور سابق محاصرہ کیا اور اہل قلعہ نے عاجز ہوکر امان طلب کرکے قلعہ سپرد کیا بہر تقدیر بہمنیان نے اہالی قلعہ کو ضرر جانی نہ پہونچایا تکلیف قلعہ سے نکلجانیکی دی اس عرصہ مین اجلاف دکن حسب دستور زبان طعن دراز کرکے مالوہیون کو حرفہاے ناخوش کہنے لگے اور جملہ کفار راجپوت سے جو قلعہ کی محافظت مین قیام کرتے تھے دو شخص متفق ہوکر عازم ہوے کہ ہم اپنی شجاعت اور مردانگی دکنیون کو دکھاوین پس جسوقت اژدحام کم ہوا اور مالوہی زن و فرزند لیکر تمام باہر نکل گئے ان دونون راجپوت نے نظام الملک کے مجمع کی طرف متوجہ ہوکر باواز بلند پکارا کہ ہم نے اپنی عمر سپاہ گری مین صرف کی ہے اور مثل تیرے بھی ہم نے رستم وبہادر نہین دیکھا اگر حکم ہو ہم بھی آنکے تیرا قدم چوم کر نکل جاوین نظام الملک نے جب انھین غیر مسلح دیکھا اپنے روبرو طلب کیا اور انھون نے آتے ہی لبطور پابوسی کے قدم آگے بڑھایا اور ایک جماعت کہ نظام الملک کے قریب ایستادہ تھی بہ چستی و چالاکی تمام خنجر و شمشیر ان کے چھین کر دونون نے تلوارون کے وار سے نظام الملک کا کام تمام کیا اور پھر اورون کی طرف متوجہ ہوکر ایسا لڑے کہ دونون ہلاک ہوے اور نظام الملک کے دو برادر طریقت تھے ایک یوسف عادل خان سوائی جو شاہان عادل شاہیہ کا جد تھا دوسرا دریا خان ترک کہ مردی اور مردانگی مین ضرب المثل تھا دونون نے اس امر کا ارتکاب بزرگان قلعہ کی تحریک سے گمان کیا اور ایک جماعت کو انکے تعاقب مین بھیجا اور وہ کمال غفلت سے ایک کوس پر فروکش ہوئے تھے پہونچکر تمام صغیر و کبیر کو قتل کیا اور بخت بلند کی ہدایت سے دولتخواہی مین کمر باندھکر قلعہ کو مضبوط کیا اور سوار و پیادہ سے ایک جماعت کثیر کو وہان چھوڑکر نظام الملک کا جنازہ اور غنائم موفورہ لیکر درگاہ کی طرف روانہ ہوے اور احمد آباد بیدر مین پہونچکر غنائم بادشاہ کے ملاحظہ مین درلائے اور اس حسن خدمت سے بادشاہ خوش ہوا اور ہر ایک کو ہزاری کیا اور کھترلہ کی امارت بھی عنایت فرماکر امراے مقرب کی سلک مین منتظم کیا اور جب والی مندو نے دکنیون کی پرخاش ملاحظہ کی تو محبت اور اخلاص اظہار کرنے کو شریف الملک نامے ایک شخص کو مع تحف و ہدایاے نفیسہ سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر یہ پیغام دیا کہ سلطان احمد شاہ ولی بہمنی اور سلطان ہوشنگ نے لوازم عہود و مواثیق درمیان مین لاکر مقرر کیا تھا کہ ولایت برار بادشاہ دکن کے زیر نگین اور قلعہ کھترلہ مع مضافات اسکے والی مندو کے تعلق رکھکر دوبارہ کسی بارہ مین منازعت نہ ڈھونڈھین اب امراے سلطان قلعہ کھترلہ پر متصرف ہوکر مقام شدت و پرخاش مین رہتے ہین اب آپ ایسا کرین کہ نقض عہد نہ ہو وے اور مسلمان درمیان مین تلف نہووین بکمال دینداری اور برادری سے بعید نہ ہوگا سلطان نے شیخ احمد صدر مرد دانشمند اور فہمیدہ اور سلامت نفسی مین مشہور تھا شریف الملک کے ہمراہ مندو مین بھیج کر پیغام

اور اس کی مفسدی محمد شاہ کے ذہن نشین کر کے اسے آمادہ کیا کہ کل فجر کو جب خواجہ جہان ترک دربار مین آوے
اور مین کسی کو تیرے پاس بھیجون اسے بے تامل تہ تیغ بیدریغ کرنا دوسرے دن کہ ۸۷۰ آٹھ سو ستر ہجری تھے
خواجۂ جہان ترک بغفلت تمام دیوانخانہ مین آیا اور نظام الملک کو خلاف عادت مع جماعت جوانان مستعد
وہان دیکھ کر متفکر ہوا اور چونکہ لاعلاج اور مجبور تھا محمد شاہ کی دیوانداری مین مشغول ہوا کہ قضارا دو ضعیفہ مجلسرا
سے آن کر سلطان محمد شاہ سے باواز بلند عرض پرداز ہوئین کہ ساتھ اس امر کے جو قرار پایا تھا مشغول ہونا چاہیئے
سلطان محمد شاہ نے نظام الملک کی طرف متوجہ ہو کر یہ فرمایا کہ یہ مرد حرام خور ہے اسکی گردن مارا ور نظام الملک کہ دشمن جانی
اس کا تھا بے تامل خواجہ جہان کا ہاتھ پکڑ کر دیوان عام سے باہر لے گیا اور ضربات متعددۂ تیغ آبدار سے اسے شاہ
کے روبرو ہلاک کیا **نظم** بہ تدبیر زان پس خردمند زن ٭ بفرمان خود ساخت ملک دکن ٭ جہانی ز عدلش بآسودگی ٭
رخ دہر شستہ ز آلودگی ٭ اور بعد چند روز کے سلطان محمد شاہ نے مخدومۂ جہان کی صلاح سے ملک التجار محمود گاوان
کو خلعت فاخرہ دے کر بخواجۂ جہان مخاطب فرمایا اور منصب امیر الامرائی اور وکالت امور شاہی کو اسکے مناصب
سابق کا ضمیمہ کیا اور بموجب اس مصرع کے **مصرع** ہر کہ را پنج روز نوبت اوست ٭ ملک التجار محمود گاوان المخاطب
بخواجہ جہان نے مراتب دنیوی پر فائز ہو کر نقارہ اپنے دبدبہ کا بلند آوازہ کیا اور ابتدا مین القاب اس کا یون
لکھتے تھے مخدوم جہانیان معتمد درگاہ سلطان آصف جم نشان امیر الامرا نائب مخدوم خواجۂ جہان اور جب محمد شاہ ماہ
دو ہفتہ ہو کر بدر کامل اور جوانون مین شامل ہوا مخدومۂ جہان نے ایک لڑکی حسین نہر چہین خاندان ہمیشہ سے اسکے
واسطے خواستگاری کی اور ملک التجار محمود گاوان المخاطب بخواجۂ جہان کے اہتمام سے جشن شادی خسروانہ کہ صفت
اس کی تحریر و تقریر سے مبرا ہے ترتیب دیکر اسکے عقد ازدواج مین کھینچی اور مہمات سلطنت اپنے فرزند دلبند کو
تفویض فرما کر خود صلوٰۃ و صوم اور قرآن مجید کی تلاوت مین مشغول ہوئی لیکن سلطان محمد شاہ امور معظمات اس کے
بے مشورہ شروع نہ کرتا تھا اور اس کی تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیکے ہر روز سلام کو جاتا تھا
اور جب سلطان محمد شاہ نے عروس حجلۂ ناز کو بغل مین لیا اس وقت یہ فکر ہوئی کہ اعدا سے انتقام لیجیے خور و خواب
اس کا حرام کر کے عروس مملکت تازہ تر سے ہمکنار ہو جیسے بوستان خزان دیدہ سلطنت کو شاداب باب تاب کیجئے
اس واسطے نظام الملک کو سپہ سالار لشکر برار کر کے دلداری کے ساز و سامان سے مددگاری کی پھر ۸۷۲ھ
آٹھ سو بہتر ہجری مین لشکر عظیم الشان بیحساب کہ اس مین ہر ایک جوان جنگ دیدہ نبرد آزمودہ انتخاب تھا فراہم کر کے
قلعہ کھترلہ کی تسخیر کے واسطے جو سلطان مالوہ کے تصرف مین تھا روانہ کیا اور اس نے اس طرف جا کر قلعۂ مسطورہ کو
محاصرہ کیا اور چند مرتبہ لشکر والی منڈو کو جو محصورین کی مدد کے واسطے آیا تھا شکست دے کر متفرق کیا آخر مرتبہ شاہ
مالوہ کا سردار بارہ ہزار سوار راجپوت اور افغان وغیرہ لے کر بجوش و خروش تمام نظام الملک کے دفع کے
واسطے متوجہ ہوا جس دم ظاہر قلعہ مین مقابلہ ہوا اور صف کارزار تیار ہوئی جنگ عظیم فوج غنیم سے وقوع مین
آئی شمشیر و انبوہ غفیر نے طرفین سے قالب تن ارواح سے خالی کیا عرصۂ جنگ کشتون کے

سلطان محمود خلجی کہ ملک التجار محمود گاوان کی طرف سے دل مین رنجش رکھتا تھا سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین بہ ہدایت نظام الدین احمد نوے ہزار سوار لے کر پھر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور دولت آباد کی اطراف مین سامان جنگ درست کیا اور نظام شاہ بھی جنگ کے واسطے برآمد ہوا اور دوبارہ محمود شاہ گجراتی سے کمک طلب کی اور محمود شاہ نے بلا توقف لشکر آراستہ کر کے سلطانپور کی طرف نہضت فرمائی اور سلطان محمود خلجی کا سد راہ ہوا پھر سلطان محمود خلجی گونڈوارہ کے راستہ سے مندو کی طرف راہی ہوا اور ان دو بادشاہ خورشید طلعت یوسف چہر نے ایک دوسرے کو غائبانہ وداع کر کے آپس مین تحف و ہدایا بھیجے اور اپنی اپنی دار الخلافت مین معاودت فرمائی اور جو قاعدہ اور دواب شاہان بہمنیہ کا تھا کہ زوجہ اولی ملکہ جہان خطاب پاتی تھی درمالیکہ وہ خاندان بہمنیہ سے ہو اسواسطے مخدومہ جہان نے ایک دختر اپنے اقارب سے نظام شاہ کے واسطے خواستگاری کی اور جشن شادی شاہانہ کشش سکی احاطۂ تحریر سے باہر ہی ترتیب دیا اور اس شب کو کہ مجلس زفاف آراستہ ہوئی تھی اور بزم عیش و عشرت ترتیب ہونے سے ایک جہان شادی و خرمی مین مشغول تھا قضارا آدھی رات کے بعد نالۂ و زاری سے شور برپا ہوا کہ نظام شاہ بہمنی نے اس جہان سے رحلت کی اور اپنی جگہ اور دن کے واسطے چھوڑی **نظم** گلے ناشگفتہ از کیانی درخت ٭ یکایک فرو ریخت از باد سخت ٭ خط حسن بر گل نہ انگیختہ ٭ اجل خاک بر روے فرو ریختہ ٭ اور یہ واقعہ اجلاس کے دو برس دو ایک مہینے بعد یعنی شب سیزدہم ذیقعدہ سنہ ۸۶۷ آٹھ سو سرسٹھ ہجری مین واقع ہوا

ذکر شمس الدنیا والدین ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی کا

مورخین نے لکھا ہے کہ سلطان ہمایون شاہ بہمنی کے بطن مخدومہ جہان سے تین فرزند مہ جبین تھے نظام شاہ محمد شاہ احمد شاہ اور جب نہال حیات نظام شاہ آغاز نشو و نما مین صرصر حوادث سے اکھڑ گیا محمد شاہ نو برس کے سن مین تاج زرزیب سر کر کے سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اور سلطنت کا اہتمام اور رعیت کا انتظام بخوبی تمام کرنے لگا اور ابتداے سلطنت مین خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے زمانہ کی طرح مخدومۂ جہان امور سلطنت کو آغاز کر کے انجام دیتے تھے اور احمد شاہ جو سب بھائیون سے چھوٹا اور برادر اعیانی محمد شاہ اور خورد سال تھا جاگیر لائق پا کر محمد شاہ کا انیس و جلیس ہوا پھر خواجہ جہان نے محمد شاہ کی تربیت کے واسطے مخدومہ جہان کے حکم سے صدر جہان شوستری کو جو افضل فضلا اور اصلح صلحا تھا مقرر کیا اور محمد شاہ کتب علمی کے پڑھنے اور کمال حاصل کرنے مین مشغول ہوا اور تھوڑے عرصہ مین کتب درسیہ سے فارغ ہو کر صاحب حشمت ہوا اور خط نہایت پاکیزہ لکھتا تھا اور سلطان فیروز شاہ کے بعد خاندان بہمنیہ مین حسن و قابلیت مین اس سے بہتر سند فرما زوائی اور سروری پر کسی اور نے قدم نہ رکھا بیت ارسطو سخندان دیوان او ٭ بطلیناس طفل سبق خوان او ٭ اور خواجہ جہان ترک بکمال استقلال و حشمت خدمات مین مشغول ہو کر کسی کو خیال مین نہ لاتا تھا اور اکثر امراے قدیم کو بلا قصور معزول کر کے اپنی طرف سے امراے جدید نصب کرتا تھا اور دست تغلب و تصرف خزانون مین دراز کر کے ملک التجار محمود گاوان کو کہ بعد اخراج سلطان محمود خلجی دکنی کے صاحب شان و اعتبار ہوا تھا ہمیشہ سرحدی خدمتون پر بھیجتا تھا اور حضور مین دخل نہ دیتا تھا اور جو مخدومۂ جہان زن عاقلہ اور دور اندیش تھی خواجہ جہان ترک کے اوضاع و اطوار سے

پر آپ کا مقدم گونڈوارہ کی تحریر سے جانکر حکم اس کے قتل کا جاری کیا اس نے زبان دشنام سلطان مین کھولی اور
یہ جواب دیا کہ مین نے اپنا انتقام لیا اگر اتنے ہزار آدمیون کے عوض مجھے ہلاک کروگے کیا ہوگا سر میرے فرزندون کا سلامت ہے
مین عنقریب سلک مین اپنی کسی اولاد کے موجود ہونگا اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گونڈوارہ کے کفار بھی مثل تمام کفار ہند
تناسخی ہین اور اسی سبب سے قتل ہونے سے ہراس نہ رکھکر کہتے ہین کہ مرنے سے عدم لازم نہین آتی ہے ہم کل پھر سلک موجودات
مین جلوہ گر ہونگے اور ہمارا احوال اس سے بہتر ہوگا منقول ہے کہ جن دنون سلطان محمود خلجی نے شہر احمد آباد بیدر کو محاصرہ
کرکے مفتوح کیا عمارات کو جلا کر اور آدمیون کو غارت کرکے قسم قسم کی خرابی پہونچائی اور جب کشور دکن کا عازم تسخیر ہوا ظلم و
تعدی سے دست کش ہوکر رعیت کی استمالت اور آبادی ولایت مین مصروف ہوا اور اسکا قاعدہ یہ تھا کہ اکل و شرب اور
پوشاک اپنی وجہ حلال سے کھاتا تھا اور ترتیب دیتا تھا اور برنج اور گندم اور جامہ وجہ حلال سے ہر سفر مین ہمراہ رکھتا
تھا اور قسم قسم کی ترکاری تختون کے اوپر بوکر ہمراہ لیجاتا تھا اور جب ایک مدت تک دار الخلافت احمد آباد بیدر مین توقف
واقع ہوا مولانا شمس الدین حق گوے کرمانی کو کہ شاہ خلیل اللہ کے مقبرہ پر تھا طلب کرکے فرمایا کہ ترکاری اور بقول کی
طرف سے فکرمند رہتا ہون اور تختون پر اسقدر ترکاری کہ باورچی خانہ کو کفایت کرے بہم نہین پہونچتی ہے اگر کوئی شخص زمین حلال
تصرف مین رکھتا ہو اور وہان ترکاری بوئی جاتی ہو ہمین ہدایت کرو تو وہان جاکر وجہ حلال سے بقیمت اعلی خرید کرکے ترکاری
اسکی باورچی خانہ مین داخل کیا کرین مولانا شمس الدین حق گو نے کہا اے سلطان ایسی بات نہ کہو جو موجب ضحک اور استہزا ہو
کس واسطے کہ مسلمانون کی ولایت پر آنا اور مساکن و منازل انکے ویران کرنا اور مال و اسباب لوٹنا اور کھانے پینے اور
ترکاری مین شرع کا مقید ہونا عقل سے دور اور خدا ترسی سے بعید ہے یہ سنکر سلطان اشک ندامت آنکھون مین بھر لایا اور
فرمایا تو سچ کہتا ہے لیکن جہانگیری بغیر اس کے میسر نہین ہوتی اور اس حکایت کے موافق فتوحات اور دوسری کتاب مین
مولف کی نظر مین در آیا کہ بلاد عرب مین ایک بادشاہ تھا اسے یحیی بن نعمان کہتے تھے اس کے عہد مین ایک شیخ
عبداللہ نام تھا کہ خلائق سے متنفر اور آیند و روند کا دروازہ بند کرکے گوشہ قناعت مین بیٹھا تھا ایک دن یحیے بن
نعمان ایک راستہ سے سوار جاتا تھا اور شیخ عبداللہ مع مریدان اس سے دوچار ہوے سلطان کو سلام کیا
اور سلطان نے جواب سلام دیکر استفسار کیا کہ ساتھ اس لباس ریشمی کے جو پہنے ہون نماز درست ہے یا نہین شیخ نے
مسکراکے فرمایا کہ تیرا حال اس شخص کے مانند ہے کہ وہ سر سے پانون تک آلودہ نجاست ہوکر موت کی چھینٹ سے پرہیز
اکرے اول تو شکم تیرا حرام سے مملو ہے اور دوسرے مظالم عباد اپنی گردن پر رکھتا ہے اور باوصف اس جرائم کے مسئلہ حریر
اور صحت صلوۃ سے سوال کرتا ہے یحیی بن نعمان رویا اور گھوڑے سے اتر کر ہاتھ شیخ کے دامن مین ڈالا اور سلطنت
چھوڑ کر اپنی زیست شیخ کی خدمت مین بسر کی القصہ بعد مراجعت سلطان محمود خلجی نظام شاہ نے ایک مکتوب
محمود شاہ گجراتی کو تحریر کیا اور تحف و ہدیا اور ہاتھی اور گھوڑے بہت اپنے معتمدون کی معرفت درگاہ مین بھیجکر
بہ لیجات سے معذرت چاہی پھر محمود شاہ گجراتی احمد آباد گجرات کی طرف روانہ ہوا اور نظام شاہ بہمنی بھی
..... مین آیا اور تعمیر شہر و بازار مین کوشش کرکے چند عرصہ مین بدستور اول تیار اور آباد کیا اور

تھوڑے عرصہ مین لشکر فراہم کرکے مع چالیس ہزار سوار دکنی اور گجراتی دار الخلافت کیطرف روانہ ہوا اور سلطان محمود خلجی شہر کے اندر فروکش ہوکر قلعہ ارک لینے کے واسطے سعی کرتا تھا اور دمدمہ بنانے مین مشغول تھا اور ہر روز ہلو خان کے ساتھ بنیاد جنگ ڈالتا تھا ملک التجار محمود گاوان کی خبر توجہ سنتے سے مضطرب ہوا بے تامل وہ مرغ کیطرح کہ قفس سے برآمد ہوکر بجناح استعجال پرواز کرے حصار احمد آباد بیدر سے نکلکر مندو کیطرف راہی ہوا ملک التجار نے دس ہزار سوار دکنی برار کی طرف روانہ کئے کہ سد راہ ہوکر راستہ دخول و خروج کے مالوہیون پر دشوار کرین اور خود بھی دس ہزار سوار دکنی اور بیس ہزار سوار گجراتی لیکر مابین قندھار اور برار دوے سلطان مندوین پہونچکر چار طرف سے گھیرا اور اس کے لشکر پہ تاخت کرکے ہر طرف سے باب دخول غلہ اور آذوقہ اس دانا نے مسدود کیا کہ کسی سمت سے غلہ کا ایک دانہ نہ پہونچ سکتا تھا سلطان محمود خلجی بروایت صحیح تیس ہزار سوار رکھتا تھا عازم جنگ ہوا اور ملک التجار محاصرہ کے سوا جنگ پر آمادہ نہوا اپنے کام مین مشغول رہا یہان تک کہ آثار قحط غلہ اردوے مخالف مین ظاہر ہوا اور تمام مندوی شدت گرسنگی اور بینوائی سے دن کو قرص خورشید تابان سے آنکھین سینکتے تھے اور رات کو کلچہ ماہ تابان سے دل ٹھنڈا کرتے تھے جب اسپر بھی سیری نہوئی الجوع الجوع کی فریاد بلند کی آہ و نالہ مین مشغول ہوئے سلطان محمود خلجی نے ناچار ہوکر ان ہاتھیون کو جو ہمراہی نہ کر سکتے تھے انکھین اندھا کیا اور اشیاے سنگین کو آتش دیکر سبکبار ہوا پھر مسلح اور جریدہ ہوکر جان سے ہاتھ دھویا اور چونکہ مندو کے راستے سیدھے مسدود تھے اس سبب سے گونڈوارہ کی طرف راہی ہوا اور جب ملک التجار محمود گاوان متعاقب ہوا دکنیون نے مالوہیون کا اسباب تاراج کیا سلطان محمود خلجی نے گونڈوارہ کے مقدم کو جو اسکا ملازم رکاب تھا پیغام دیا کہ جس طریق سے ممکن ہو راہ ہمارے لشکر کے عبور کے واسطے تجویز کرکہ دست تعرض دکنیونکا مالوہیونکے دامن سے کوتاہ ہووے اور تو بھی آشنائی اور ہمسایگی کا حق بجالاوے مقدم مذکور جو درپے انتقام تھا بولا کہ نواح مین ایسی راہ وسیع کہ سپاہ اور رجال لشکر بفراغت تمام عبور کرین نہین ہے مگر فلان راستہ کہ وہ مثل صحرا چاہ ہاروت و ماروت کم آب بلکہ بے آب ہے بیت زمینے زگوگرد بے آب تر ہوائی ز دوزخ جگر تاب تر پس سلطان محمود خلجی ملک التجار محمود گاوان کے تعاقب سے ناچار ہوکر اس راستہ کو جو ایلچپور اور اکل کوٹ کی طرف تھا اختیار کیا اور یہ فرمایا کہ راستہ کی دشواری مجھے آسان تر ہے اس سے کہ آپ کو عمداً دریاے بلا اور کام نہنگ فنا مین ڈالون اور صحراے عنا مین پہ چنگ پلنگ جفا گرفتار ہون القصہ روز اول حرارت ہوا اور کمی آب اور مشقت راہ پیچ در پیچ سے فوج کا زہرہ آب ہوا پانچ چھ ہزار مرد تشنہ لب اور خستہ جگر کا سفینہ حیات گرداب ممات مین غرق ہوا اور دوسرے دن گونڈان ساکنان کوہستان نے جب عاجزی ان لوگون کی دریافت کی چپ و راست سے ہجوم لاکر انھون نے بھی خشک سالی مین طوفان تازہ برپا کیا مال کی طمع سے پیاسون کو خنجر آبدار سے قتل کرنا اور موج کمند کے حلقہ مین ڈالکر باندھنا شروع کیا لوگون نے مال و اسباب کو دشمن جان سمجھکر اس کی طمع دل سے دور کرکے کوہ و دشت مین رہزنون کے روبرو ڈالا اور جان بچانے کے واسطے ایک قدح پانی کا ایک روپیہ اور دو روپیہ کو خرید کرتے تھے اور نہین پاتے تھے خلاصہ یہ کہ سلطان محمود خلجی نالان و گریان اور مشقت فراوان اس صحراے ہولناک سے بادل کباب و بیخور و خواب باہر آیا اور ہجوم چورون کا اور پوشیدہ

سپاہ دکن میمنہ اور میسرہ سنے خیال فتح اور گمان نصرت کرکے تاراج مین مشغول ہین اور چتر پادشاہی بھی معرکہ مین نہ رہا
لشکر قول بھی بھاگنے پر آمادہ ہی خود بھی باگ پھیرنے کی فکر مین ہوا اور بحکمت وتدبیر افواج دشمن سے کنارہ کرکے اسپ
وفیل شاہی سلامت نکال لایا اور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور ملک التجار محمود گاوان اور بھی امرای دکنی اور
حبشی فلک کی شعبدہ بازی سے واقف ہوکر انھون نے بھی مع اسپ وفیل راہ فرار پائی اور بعد وصول منزل مقصود سکندر خان
غلام ترک نے نظام شاہ کو مع چالیس سوار اور تین سو جوان اسکی والدہ کے پاس پہونچا کر ساتھ تحسین وآفرین کے انتہا
پایا پھر خواجہ جہان کے دیکھنے کے واسطے گیا اور خواجہ جہان نے اس سبب سے کہ وہ بے وقت نظام شاہ کو معرکہ
سے باہر لے گیا تھا اسے مقید کیا اور بذلت وخواری اپنے مکان سے برآوردہ کرکے موکلون کے سپرد کیا اسواسطے
غلامان ترک شاہی نے اتفاق کرکے مخدومہ جہان سے عرض کی کہ ابنای جنس ہمارے سے دولتخواہی کے سوا
کوئی امر سرزد نہین ہوا شرح اس کی یہ ہی کہ افواج میمنہ اور میسرہ تاراج کو گئی کوئی بادشاہ کے ہمراہ نہ رہا سکندر خان
نے تمھارے فرزند کو معرکہ سے سلامت باہر لاکر آپ کے سپرد کیا اور چونکہ وہ بادشاہ کا کوکہ ہی اس ذلت وخواری سے
اس مغل کے ہاتھ گرفتار رہنا معنی نہین رکھتا ہی وہ آپکے ساتھ اخلاص سے پیش آیا آپ نے اسکے صلہ مین سزا دی اور چونکہ
اہالی دکن کو غلامون کے ساتھ محبت ہوتی ہی مخدومہ جہان اشک گہر رشک آنکھون مین بھر لائین اور وان سے فرمایا کہ
اب وقت مقتضی نہین ہی کہ مین اس بارہ مین حرف زبان پر لاؤن انشاء اللہ تعالی اسکی تلافی کرونگی خواجہ جہان نے اس
ماجرے سے مطلع ہوکر سکندر خان کو مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر معذرت کی اور سلطان محمود خلجی خواجہ جہان پر
مخدومہ جہان کی آزردگی سے خبردار ہوا اور دوبارہ احمد آباد بیدر کی تسخیر کے واسطے روانہ ہوا اور مخدومہ جہان کہ مکر وغدر
خواجہ جہان سے واقفیت رکھتی تھی اور شکست اسکی عدم ثبات قدم سے جانتی تھی بمشورہ ملک التجار محمود گاوان قلعہ
ارک احمد آباد بیدر کی حراست ملو خان دکنی کے سپرد کی اور خود مع جمیع خزائن اور عورات حرم نظام شاہ ملک التجار محمود گاوان
کے ہمراہ فیروز آباد کی طرف متوجہ ہوئی سلطان محمود خلجی نے بخاطر جمع شہر کو محاصرہ کیا اور سترہ دن کی مدت مین فتح
کرکے قلعہ مین قیام کیا اور اکثر ممالک برار اور بیر اور دولت آباد پر قابض ہوکر رعیت کو مطیع اور فرمانبردار کیا اور خلائق
دکن نے انتقال دولت ہمیشہ سلسلہ خلجیہ مالوہ مین جزم کیا کہ دفعۃً رایات اجلال محمود شاہ گجراتی کہ وہ بھی صغر سن تھا افق
سرحد گجرات سے طالع ہوئے کس واسطے کہ نظام شاہ اس زمانہ مین جب جنگ کے واسطے جاتا تھا بمشورہ ملک التجار
محمود گاوان حقیقت واقعہ صحیفہ اخلاص مین مرقوم کرکے محمود شاہ گجراتی کے پاس بھیجا تھا اور جب فیروز آباد مین دم لینے
کو ٹھہرا اور آدمی بھاگے ہوے اسکے پاس جمع ہوئے خواجہ جہان کو مع لشکر انبوہ سلطان محمود خلجی کے مدافعہ کیواسطے
بھیجا مقارن اس حال کے خبر پہونچی کہ محمود شاہ گجراتی اسی ہزار سوار لیکر دکن کی سرحد پر پہونچا مخدومہ جہان نے یہ خبر سنکر ملک التجار
محمود گاوان کو کہ سپاہ ورعیت اسکے حسن سلوک سے حلقہ بگوش تھی سپہ سالار کرکے مع پانچ چھ ہزار سوار بیر کے راستہ سے
گجرات کی خدمت مین بھیجا محمود شاہ گجراتی نے اپنے اکثر امرای معتبرہ کو مع بیس ہزار سوار اور استعداد بیشمار ہمراہ ملک التجار
[illegible] کرکے دشمن کے مدافعہ کے واسطے اشارہ فرمایا ملک التجار محمود گاوان نے آدمی دکن کے اطراف وجوانب مین بھیجے اور

آراستہ کرنے مین مشغول ہوا اور ملک التجار محمود گاوان کو مع دس ہزار سوار میمنہ پر مقرر کیا اور نظام الملک ترک اور دوسرے امرا کو میسرہ پر تعین کیا اور خود باتفاق خواجہ جہان اور سکندر خان غلام ترک کہ کوکہ اسکا تھا مع گیارہ ہزار سوار اور سو زنجیر فیل کوہ تمثیل قلب مین ٹھہرا اور اس طرف سلطان محمود خلجی نے بھی صفوف کی آراستگی مین متوجہ ہوکر میمنہ اپنے فرزند غیاث الدین کو تفویض کی اور میسرہ کو مہابت خان حاکم چندیری اور ظہیر الملک کے سپرد فرمائی اور خود مع لشکر انتخابی اور جنگجو اور رزم خواہ قلب مین مستحکم ہوا **نظم** دو لشکر زمند و دگر از دکن ❊ دو خسرو یکے طفل و دیگر کہن ❊ بجنبش در آمد بہ میدان دو کوہ ❊ زمین از تگاپوے شان شد ستوہ ❊ القصہ تمام آدمیون سے پیشتر کہ ابھی چوب نقارہ جنگ پر نہ پڑی تھی ملک التجار محمود گاوان میمنہ سے کف شجاعت لب پر لاکر اور ہاتھ تیغ آتشبار کے قبضہ پر رکھکر مع لشکر بیجاپور میسرہ خلجیہ پر حملہ آور ہوا اور مہابت خان اور ظہیر الملک اگرچہ بقدم جلادت پیش آئے اور کر و فر کیا لیکن آخر کو تاب مقابلہ نہ لاکر راہ فرار ناپی اور مارے گئے اور نظام الملک ترک بھی شیر خشمگین کے مانند میسرہ سے نعرہ مردانہ مارتا ہوا شہزادہ غیاث الدین کی طرف متوجہ ہوا اور وہ کہ آپ کو روز نبرد پانچ سو مرد کے برابر شمار کرتا تھا اور اکثر معرکون مین دشمن پر غالب آنکر ہندوستان مین نام پیدا کیا تھا بحسب اتفاق عین حرب و ضرب اور دار و گیر مین نظام الملک سے دوچار ہوا اور وہ دو بہمن رویئن تن بے اس کے کہ ایک دوسرے کو پہچانے شمشیر مال اور گوپال اور سر پر ایک دوسرے کو لائے اور شمشیر نظام الملک کی ٹوٹ گئی اور اس کا قبضہ ہاتھ مین رہ گیا لیکن بچستی و چالاکی قبضہ کو اس کے چہرہ پر مارا اتفاقاً شہزادہ کی آنکھ پر لگا اور خون جاری ہوا نظام الملک ترک اسے گھوڑے کی پیٹھ سے زمین پر لایا اور چاہتا تھا کہ گھوڑے کو جولان دیکر اسے پامال کرے کہ ایک جماعت جوانون کی کمک پہونچی اور اسے اٹھا لے گئے اور مفرور ہوئے اور دکنیون نے تعاقب کرکے دو کوس راہ کشتہ سے پشتہ کی اور مندو کے اردو کو غارت کیا اور پچاس ہاتھی لے گئے سلطان محمود نے اپنے جناحین یعنی میمنہ اور میسرہ کو شکستہ دیکھکر ہزیمت کا ارادہ کیا کہ راہ مندو کی قطع کرے ایک مقرب مانع آیا اور ثابت قدمی کی ترغیب کی اسوقت نظام شاہ نے بھی بسبب شجاعت ذاتی ارادہ کیا کہ خود سلطان محمود کی فوج خاص پر حملہ کرے خواجہ جہان نے التماس توقف کرکے خود دس ہزار سوار اور چند فیل نامدار لیکر جگہ سے جنبش کی اور سلطان محمود کی فوج سے کہ بارہ ہزار سوار تھے مقابل ہوا اور سلطان محمود عین حرب مین کمان لیکر ایک ایسا تیر پیشانی فیل سکندر خان غلام ترک پر جو ہمراہ خواجہ جہان تھا مارا کہ وہ سراسیمہ ہوکر پھرا اور اپنی طرف کے بہت آدمیون کو خستہ و خراب کیا اور قریب تھا کہ نظام شاہ کو بھی ایک آسیب پہونچے کہ سکندر خان ترک نے بیعقلی یا عناد سے کہ خواجہ جہان سے رکھتا آدمیون کو امر بجنگ نہ کیا اور نظام شاہ کو خواہ مخواہ اپنا ردیف کرکے معرکہ سے باہر لیگیا اور لشکر کے پیچھے تھوڑے فاصلہ پر ایستادہ ہوا لیکن امرا اور خاصہ خیل دکن نے جب اعلام خاص شاہی کو اپنے مقام مین نہ دیکھا پروا جنگ نہ کی اور ایک نے دوسرے کے بعد معرکہ سے منہ پھیرا اور نظام شاہ کو جو گوشہ مین ایستادہ تھا ہمراہ لیکر ایک لمحہ کہین توقف نہ کیا **بیت** سپاہ ارچہ باشد یکے کوہ قاف ❊ نماند بجاے سر اندر مصاف ❊ خواجہ جہاں۔

معقول کی طلب مین جا بجا بھیجکر چالیس ہزار دار الخلافت مین فراہم کیے اور ساتھ ایسے تجمل اور شان کے کہ عہد شاہان ماضیہ مین کسی کو مہیا نہ تھا نظام شاہ بہمنی کو سوار کرکے راے اوڈیسہ اور راو ریا کے اردو کی طرف روانہ ہوئے اور راے اور راو ریا اور اوڈیسہ نے استقبال کرکے احمد آباد بیدر کے دس کوس پر جب آیا طرفین کا تقارب ہوا اور ایک دوسرے کے مقابل فرود کش ہوئے اور راے اوڈیسہ اور راو ریا کے ذہن نشین اور مد نظر یہ تھا کہ مملکت مسلمانون کے قبضہ سے برآوردہ کرکے اور شاہ دکن سے خراج و باج لیکر مراجعت کرین لیکن ابھی یہ اظہار نہ کیا تھا کہ ارکان دولت نظام شاہیہ نے ایلچی بھیجکر انھین پیغام بھیجا کہ یہ شاہ جوان بخت چاہتا تھا کہ دیار جاجنگر اور اوڈیسہ اور راو ریا پر فوج کش ہوکر بزور شمشیر مسخر اور مفتوح کرے اب کہ تم کام آسان کرکے اس طرف آئے بہت خوب ہوا پس اس صورت مین جانو اور خبردار ہو کہ جبتک تم خراج نہ قبول کروگے اور جو روپیہ اور زر کہ بلاد اسلام سے تمنے لیا ہی واپس نہ دوگے تم مین سے ایک یہانسے زندہ اور سلامت پلٹ کر اپنے وطن نہ جاسکے گا محاذی اس پیغام کے شاہ محب اللہ بن شاہ خلیل اللہ جو جہاد کے ارادہ سے ہمراہ ہوئے تھے مع ایکسو اور ساٹھ سوار مسلح اور مردانہ نظام شاہ کے لشکر سے جدا ہوکر آگے بڑھے اور راے اوڈیسہ اور راو ریا کے مقدمہ پر کہ دس ہزار پیادہ اور چار سو سوار تھے تاخت لائے اور صبح سے دوپہر تک دادِ مردی اور مردانگی دی آخر الامر نسیم فتح و نصرت غازیون کے پرچم علم پر چلی راے اوڈیسہ اور راو ریا نے بھاگ کر اپنے لشکر مین دم لیا راے اوڈیسہ و راو ریا غریق شطرنج اور ہم نشین الم ہوکر احمال و اثقال زیادہ کو اپنے لشکرگاہ مین چھوڑکر جریدہ اور سبکبار رات کے وقت راہ فرار کی آگے لی اور خواجہ جہان ترک نے راے اوڈیسہ اور راو ریا کا پیچھا کیا اور ملک التجار محمود گاوان نظام شاہ کے ہمراہ رکاب باہستگی تمام پیچھے سے روانہ ہوا راے اوڈیسہ اور راو ریا نے جب دیکھا کہ خواجہ جہان ترک نے تعاقب کیا ہی اور کوچ کے دنون مین دو تین ہزار ہندو مارے گئے اور یہ خرابی اور غارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے گا لہذا ایک قلعہ کی پناہ مین توقف کرکے ایلچی ملک التجار محمود گاوان کے پاس بھیجا اور منت و سماجت کے دروازے مفتوح کیے اور رد و بدل اور قیل و قال بیشمار اور ایلچیون کی آمد و شد متواترہ کے بعد پانچ لاکھ روپیہ خزانہ عامرہ مین ارسال رکھے اور بذلت و خواری اوڈیسہ اور راو ریا کی طرف راہی ہوئے نظام شاہ نے مظفر و منصور سالماً غانماً احمد آباد بیدر کی سمت مراجعت فرمائی اور امرا اور فوج کے افسرون کو خلعتہاے فاخرہ اور اسپان تازی اور ٹیکہ مرصع سے سرفراز کرکے رخصت جاگیر عنایت فرمائی اور انھین دنون مین سلطان محمود خلجی سلطان مندو نے نظام الملک غوری کے اغوا سے اور بروایت دیگر انکے عزیز و اقارب کے وسوسہ سے اٹھائیس ہزار سوار لے کر ممالک دکن کی تسخیر کی عزیمت کی اور خاندیس کے راستہ سے مملکت بہمنیہ مین داخل ہوا اور جب یہ خبر منتشر ہوئی راے اوڈیسہ و راو ریا اور رایان تلنگ نے آپسمین اتفاق کرکے پھر لشکر کثیر مسلمانونکی ولایت پر بھیجا اور ارکان دولت نظام شاہیہ نے بھی ہمت دونون کے فساد کے دفع پر تعین کرکے سپاہ تلنگ کو اوڈیسہ وغیرہ کے رہواڑون کے مقابلہ مین چھوڑا اور خود مع لشکر بیجاپور اور دولت آباد اور برار بعزم رزم سلطان محمود خلجی نظام شاہ کی رکاب مین روانہ ہوئے مابین قلعہ قندھار کے حوالی مین طرفین ستیکہ ہوکر عازم جدال ہوے اور نظام شاہ کہ خورشید و ماہ جمال اس کے تھے اور باوجود خرد سالی ترکش زیب کمر کرکے شمشیر حمائل کی اور نہایت چستی اور چالاکی سے سپا

اور خدمت گاران حرم سے بھی نہایت بدسلوکی کرتا تھا اس سبب سے مردم درونی اور بیرونی اسکے مکائد ظلم سے بتنگ آئے اور شہاب خان خواجہ سرا جو حرم سرا کا نواب ناظر تھا اس نے ایک جماعت کنیزان حبشیہ سے یکدل اور یکزبان ہوکر ہمایون شاہ کے قتل کا بیڑا اٹھایا ایک رات کو کہ وہ شراب پیکر بدمست ہوکر فرش استراحت پر سوتا تھا ایک کنیز حبشیہ نے قابو پاکر ایسی چوب اس کے سر پر ماری کہ خواب مرگ سے پھر نہ چونکا اور ملا نظیری شاعر جسنے ملک التجار کی سعی اور پرورش سے خطاب ملک الشعرائی پایا تھا اور شاہ حبیب اللہ کے ساتھ زندان مین قید تھا اور یوسف ترک چپل کی حسن سعی سے رہا ہوکر گوشہ تنہائی مین بسر لیجاتا تھا اس کے حق مین یہ قطعہ نظم کیا **قطعہ** اے ظالم از آہ دل شب خیز تبرس ۞ وز نفس بدشوم شر انگیز تبرس ۞ مژگان دم آلودہ مظلومان بین ۞ وز خنجر آبدار خونریز تبرس ۞ اور تاریخ وفات بھی شاعر بےنظیر کے نتائج طبع سے ہی **قطعہ** ہمایون شاہ فردہ رست عالم ۞ تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون ۞ جہان پر ذوق شد تاریخ وفتش ۞ ہم از ذوق جہان آر ید بیرون ۞ مدت سلطنت پرشور وشر اسکی تین برس اور چھ مہینے چند دن تھی

ذکر سلطنت نظام شاہ بہمنی بن ہمایون شاہ بہمنی ظالم کا۔

جب ہمایون شاہ خلائق پر ترحم کرکے فوت ہوا اس کا بڑا بیٹا نظام شاہ بہمنی کہ حسن صباحت مین نیرین سے دعوے ہمسری کرتا تھا آٹھ برس کی عمر مین تخت دکن پر جلوس کیا اور اسکی والدہ کہ عاقلہ تھی ہمایون شاہ کی وصیت کے موافق معاملات ملکی اور مالی سے واقف ہوکر خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان کے بے مشورہ کوئی کام جاری نہین کرتی تھی اور مہمات شاہی مین حسن تدبیر سے جیسا کہ چاہیے شروع کرکے کمال عقل اور دانائی سے ان دو شخص کے سوا دوسرے کو دخل نہین دیتی تھی القصہ ملک التجار گاوان کو خطاب ملک الملک اور وزیر کل اور طرفدار بیجاپور کرکے خواجہ جہان ترک کو منصب وکالت اور طرفداری تلنگ پر سرفراز کیا اور ہر روز علی الصباح وہ دونون عزیز باتفاق دربار مین آتے تھے اور عرض خلاصہ مہمات کو بذریعہ ایک عورت کے کہ ماہ بانو نام رکھتی تھی معروض کرتے تھے اور بعد گفت وشنفت اور قرار وداد کے شاہزادہ کو حرم سرا سے برآوردہ کرکے تخت فیروزہ پر بٹھلاتے تھے اور دست راست کی طرف خواجہ جہان ترک اور دست چپ کی سمت ملک التجار محمود گاوان ایستادہ ہوتا تھا اور جو کچھ ملکہ جہان کے مشورہ سے مقرر ہوتا تھا بےکم وکاست پیش پہونچاتے تھے یہان تک کہ ان تین شخصون کے حسن اہتمام سے کاروبار بوجہ احسن صورت پذیر ہوا فی الجملہ تدارک اور تلافی ہمایون شاہ کے جور وستم کا ظہور مین پہونچاتے تھے لیکن حکام اطراف کافر اور مسلمان نے جب سنا کہ ایک لڑکے نے تخت گاہ دکن پر تاج شاہی سر پر رکھا ہے اور ہمایون شاہ کے ظلم وستم کے ارتکاب سے سپاہ وامرا کا دل خستہ ومجروح اصلاح پر نہین آتا ہے لہذا طمع اسکے ملک کی کرکے اول راے مملکت اوڈیسہ وادریا باتفاق زمینداران تلنگ راجمہندری کے راستہ سے ممالک دکن کی تسخیر کے واسطے عازم ہوئے اور بشوکت وحشمت تمام ولایت اسلام کی طرف متوجہ ہوکر جاروب غارت سے رفت وروب کی اور ولایت کولاس تک آبادی کا نشان نچھوڑا اور والدہ نظام شاہ اور خواجہ جہان ترک اور ملک التجار محمود گاوان نے اسکے دفع اور رفع پر ہمت باندھکر اضطراب اور تزلزل کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور فرمان سپاہ جا

کے روبرو ڈالا اوران مین سے چند کو دیگون مین جوش کیا اور بعضون کے دشنہ او چھری اور تیر سے بند بند جدا کیے
اور یہ واقعہ ماہ شعبان سنہ مذکور مین واقع ہوا اور سید طاہر استر آبادی نے شاہ حبیب اللہ مرحوم کی شہادت کی
یہ تاریخ موزون کی رباعی ماہ شعبان شہادت یافت در ہند ٭ حبیب اللہ غازی طاب مثواہ ٭ روان طاہرش تاریخ میجست ٭
برآمد روح پاک نعمت اللہ ٭ اور صاحب تاریخ محمود شاہی کہتا ہے کہ مین نے ہمایون شاہ کے نزدیکون
سے سنا ہے کہ اس زمانہ مین جب ورنگل مین شہزادہ حسن خان کے خروج کی خبر پہونچی اس قدر غضب ہمایون شاہ پر
مستولی ہوا تھا کہ شدت طیش سے پیراہن پھاڑتا تھا اور کبھی زمین اور فرش دانتون سے کاٹتا تھا کہ لب و دندان
اس کے مجروح اور پر خون ہوتے تھے اور جب وہ ظالم اظلم احمد آباد بیدر مین پہونچا اساس ظلم و جور برپا کیا
اور رعیت اور سپاہ کو سفاک نے ہلاک کیا وہ جور و جفا اور بدعت اور غریب آزاری اور ناحق کی خونریزی جو سابق
زمانہ کے ظالمون سے کسی سے وقوع مین نہ آئی تھی اور کسی نے اس طرح تیغ آشنا و بیگانہ پر نہ کھینچی تھی اس سے ظہور مین آیا
حتی کہ حجاج ظالم کو اس کے مقابل مین نوشیروان عادل کہنا بیجا نہین ہے اور قہر و غضب شہزادہ حسن خان کی وجہ سے
اکثر شاہزادون اور وارثان مملکت کو کہ قلعہ اور گوشہ اور کنارے مین فقر و فاقہ سے قناعت کرکے اپنے حال مین
مصروف تھے سب کو دستیاب کرکے قتل کیا اور باوجود اس سیاست کے تمام خلائق سے بدگمان ہوکر ظلم مین
ہرگز تخفیف نہ کرتا تھا اور ہمیشہ اس کے غضب کا مشعلچی مسلم اور غیر مسلم کو ایک نہج پر جلاتا تھا اور دلال قہر اس کا
مجرم اور بیجرم کو ایک بھاؤ بیچتا تھا اور جلاد سیاست اس کا ایک جرمیہ کی پاداش مین تمام قبیلہ کو قتل کرتا تھا
اور آتش خشم اس کی تر و خشک کو نہ چھوڑتی تھی اور ہاتھ خلق کے زن و فرزند پر دراز کرکے نفس امارہ کا اسیر
ہوا اور کبھی وہ نامرد عروس کو اثنائے راہ سے گرفتار کرا کے حرم سرا مین لاتا تھا اور بعد ازالہ بکارت اسکے شوہر کے
گھر بھیجتا تھا اور کبھی اپنی اہل حرم کو بری طرح سے قتل کرتا تھا اور ارکان دولت اور اعیان مملکت جب اس ظالم پر آفت
کے سلام اور مجرے کو دربار مین جاتے تھے اس کی شمشیر ظلم کے خوف سے اپنے زن و فرزند کو وداع کرکے
وصیت ضروری بجالاتے تھے تب اسکی خدمت مین جاتے تھے جب اس نے کوئی دقیقہ بدعت اور غریب آزاری کا
اٹھا نہ رکھا آخر کار ۔ آنچہ در وقت سحر نالۂ مظلوم کند ٭ بخدا گر بتر خنجر مسموم کند ٭ حق سبحانہ تعالی کہ ارحم الراحمین اور غیاث المستغیثین
ہے خلائق کی فریاد کو پہونچا ناگاہ وہ ظالم اظلم بیمار ہوا جب دن بدن مرض نے ترقی اور طاقت نے تنزل کیا سمجھا کہ مرض الموت
ہے پھر اپنے بڑے بیٹے نظام شاہ بہمنی کو کہ آٹھ برس کا تھا ولیعہد کیا اور خواجہ جہان ترک کو قلعہ سے اور ملک التجار کو
تلنگ سے طلب کرکے لوازم وصیت بجالایا اور خواجہ جہان ترک کو کہ اس سے کوئی بزرگ تر اور معتمد تر نہ تھا وکیل سلطنت کیا
اور ملک التجار کو منصب وزارت پر منصوب کرکے شاہزادہ کے مہمات ان سے رجوع کیے اور کہا کہ شاہزادہ کی والدہ کے بے مشورہ
کسی امر کے مرتکب نہونا پھر اٹھائیسوین ذیقعدہ ۸۶۵ھ آٹھ سو پینسٹھ ہجری مین اس کا رشتہ حیات اجل طبیعی کی مقراض سے
کٹا گیا اور خلائق نے اس کے چنگ عذاب سے نجات پائی لیکن صحیح یہ ہے کہ ہمایون شاہ کو وصیت مبارک ہوئی
بہ مرض سے شفا پائی چونکہ طبیعت اس کی ظلم و ستم پر مائل تھی رعایا اور برایا کے اہل و عیال کا قصد کرتا تھا

اور پیادہ بیشمار بھائی کے دفع کے واسطے تعین کئے چنانچہ صحراے بیر مین خانقاہ کے نزدیک جنگ واقع ہوئی
چنانچہ تائید ایزدی اور شاہ حبیب اللہ اور جملۃ الملک کی سعی سے شہزادہ حسن خان فتحیاب ہوا ہمایون شاہ کا
غضب جبلی جوش مین آیا جمیع امرا اور سلحداران کو جو تلنگ کی یورش مین ہمراہ تھے با خزانہ و فیلان جنگی قصبہ بیر کیطرف
روانہ کیا اور انکے زن و فرزند کو موکلون کی حوالات مین کیا کہ مبادا بادشاہ سے روگردان ہوکر شہزادہ حسن خان کے
شریک ہون اور اس مرتبہ شہزادہ حسن خان جنگ صعب کے بعد معرکہ سے عنان تاب ہوا اور اثاثہ شاہی اپنا چھوڑکر
بیجانگر کی طرف روانہ ہوا شہزادہ اس خسرو سنگدل اظلم کے دشنۂ ظلم کے خوف سے فرہاد نمط بے نیل مرام جان شیرین
تلخ کامی سے بچاکر با دل خستہ و جان برشتہ سات سو یا آٹھ سو سوار ہمراہ لیکر اطراف بیجاپور مین پہونچا سراج خان جنیدی
نے جو تھانہ دار وہان کا تھا اور آخر مین بادشاہ کا نوکر ہوکر خواجہ معظم خان خطاب پایا تھا مقام مکر و دغا مین ہوکر پیغام
دیا کہ یہ مملکت تم سے علاقہ رکھتی ہی جو طرفدار اس طرف کا خواجہ جہان کاوان تلنگ مین ہی اور یہ مملکت خالی ہی اگر اس
دیار مین آپ نزول فرماوین بندہ متعہد ہوتا ہی کہ سپاہ اور رعایا بیجاپور اور رایچور اور مدکل کے سر خط فرمان پر رکھکر
مطیع اور منقاد ہوگی شہزادہ حسن خان نے بتجویز شاہ حبیب اللہ اور یوسف ترک کچل اور سات نفر مخلص کے یہ امر
قبول کرکے قلعہ بیجاپور مین کہ دیوار گلی رکھتا تھا وارد ہوا سراج خان جنیدی نے لوازم ضیافت اور اظہار اخلاص مین
تقصیر نہ کرکے انھین غافل کیا اور سر شام مع حشم سلام چراغ کے بہانہ قلعہ مین در آیا اور اس قصر کو کہ یہ حضرات جسمین
تھے محاصرہ کیا اور دوسرے دن جب ارادہ کیا کہ انھین گرفتار کرکے ہمایون شاہ کے پاس بھیجون اتنے مین شاہ
حبیب اللہ اسباب حرب و جنگ درست کرکے مرنے پر لیس ہوا کمان چڑھاکر ترکش اور نیزہ سنبھالکر اعدا کے مقابل ہوکر
اسقدر لڑا کہ شہد شہادت چکھکر روضۂ رضوان مین سدھارا اسکے بعد سراج خان جنیدی شہزادہ حسن خان اور یوسف
ترک کچل اور بھی انکے مخلصان اور منسوبان کو یہانتک کہ فراش اور سقہ اور خاکروب کو بھی مقید کرکے دار السلطنت احمد آباد
بیدر مین روانہ کیا اور ہمایون شاہ بازار سیاست گرم کرکے بحر غضب کو جوش مین لایا اور احمد آباد بیدر کے بازار مین صدہا
دار اور حلقے نصب کروائے اور جابجا فیلان مست اور سباع درندہ ہر قسم سے ایستادہ کئے اور چند مقامون مین دیگین
اور قرابے آب گرم اور روغن سے جوش کرکے مہیا کین اور خود دیوانخانے کے قصر پر بیٹھا اول شاہزادہ حسن خان کو
شیر گرسنہ کے روبرو ڈالا اسنے آن واحد مین پھاڑکر اسکے وجود سے ایک نشان نہ چھوڑا اسکے بعد یوسف ترک کچل اور
اس کے سات یار موافق کے سر تن نازنین سے جدا کروائے اور انکی مستورات اور فرزندان بے گناہ کو بدترین صورت
سے مکانون سے باہر کھینچکر اس بارگاہ مین کہ انبوہ کثیر اور جم غفیر مین باقسام فضائح اور شنائع کہ تصریح اسکی حسن ادب سے
دور ہے تعذیب کی اور شکنجون اور عذابون مین کہ اسکے مخترعات سے تھے درلایا اور مرد اور عورت اور صغیر اور کبیر کو قتل
کیا اور وہ کام جو ضحاک بیدین بدکیش اور حجاج ظالم خطا اندیش سے سرزد نہوے تھے اس سے وقوع مین آئے اور
من بعد شاہزادہ کے متعلقون اور منسوبون وغیرہم کو کہ سات سو نفر ہوتے تھے اور اس معاملہ سے ہرگز خبر نہ رکھتے
یہانتک کہ باورچی و طبقچی و دیگ شو کو شاہ بازار مین بھیجا تو بعضون کو دار پر اور بعضون کو شیر گرسنہ اور فیل مست

کا چاہیئے ہے یوسف ترک کچل لاچار ہوا اور اس جماعت کے سردار کا سر تیغ بیدریغ سے جدا کر کے قلعہ مین در آیا اور
شور مردم درونی سے برپا ہوا اور یوسف پہلے جہان اسکے احباب قید تھے گیا اور پہلے شاہ حبیب اللہ کی زنجیر کاٹی
یہ حال دیکھتے ہی شاہزادہ حسن خان اور یحییٰ خان بن سلطان علاء الدین اور جلال خان بخاری تضرع و زاری بولے
کہ ہم نے قید کی ایذا بابت اٹھائی ہی براے خدا ہماری بھی زنجیر توڑ کر اپنے ہمراہ لے چل یوسف ترک کچل نے یہ امر قبول کیا اور
انکی بھی زنجیر کاٹی اور تمام قید خانون مین جو دار الامارۃ کے قریب تھے جا کر یہ بات کہی کہ جس شخص کو ہماری رفاقت مدنظر
ہو زنجیر توڑ کر باہر آوے اور تخت گاہ کے دروازہ پر آپکو پہونچاوے یہ کہکر یوسف ترک کچل ہنگام شب شہزادہ حسن خان اور
تمام اعیان مجلس کو ہمراہ لے کر تخت گاہ دروازے کے قریب پہر پہر ایستادہ رہا اور قیدی کہ اعداد انکے سادات اور فضلا
اور فقرا اور اوسط الناس سے سات ہزار کو پہونچے تھے اسے فوز عظیم جانکر محافظون کی گردن مین ہاتھ دے کر باہر
کرتے تھے اور نہایت ذوق و شوق سے زنجیر کاٹ کر اور طوق توڑ کر فوج فوج یوسف ترک کے پاس فراہم ہوے خلاصہ
یہ کہ بعضے چوبدستی ہاتھ مین لیکر اور بعضے پتھر دامن مین بھر کر مستعد جنگ ہوے اس درمیان مین کوتوال شہر اس معاملہ سے واقف
ہوکر محل شاہی کی طرف متوجہ ہوا زندانیون نے فدویانہ سلوک کر کے اسے ضرب سنگ و چوب سے منہزم کیا اور ہر ایک
گوشہ کی طرف راہی ہوے لیکن جلال خان بخاری اسی برس کی عمر رکھتا تھا اور شہزادہ یحییٰ خان بن سلطان علاء الدین شاہ
دونون اسی شب کوتوال شہر کے ہاتھ گرفتار ہوکر بذلت و خواری قتل ہوے اور شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ
ایک حجام کے مکان مین جو شاہ حبیب اللہ کا خدمتگار تھا در آئے اور قلندرانہ بھیس کیا اور شاہ حبیب اللہ چاہتا تھا کہ
گوشہ مین پاؤن دامن قناعت مین کھینچون شہزادہ حسن خان نے کہا کہ مردم شہر و سپاہ دست ظلم و تعدی ہمایون شاہ سے
عاجز اور میرے خواہان ہین اور جو میرے بازو دولت نے جناح اقبال کھولے یقین ہی کہ اسے مثل مرغ بال گستہ اور دوش
پاے شکستہ کے بے رنج و تعب اپنے قبضہ مین لاؤنگا اور امیر زادہ جو ہمیشہ کلاہ نمد سر پر رکھتا تھا فسخ عزیمت کی اور
شہزادہ حسن خان کے ساتھ عہد و پیمان کر کے دونون متفق ہوکر قلندرون کی جماعت کے ہمراہ شہر سے باہر گئے
اور لشکر فوج فوج انکی طرف متوجہ ہوا اور یوسف ترک کچل بھی شہزادہ حسن خان سے ملحق ہوا اسکے بعد چھ سات روز
باغ نکتھانہ مین کہ احمد آباد و بیدر سے تین کوس ہی مقیم ہوا پھر تین ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادہ مستعد و مکمل لیکر قلعہ ارک بیدر
کو محاصرہ کیا اور جب دیکھا کہ یہ قلعہ آسانی سے سر نہ ہوگا اور محصورین برج و بارہ کو محکم کر کے مدافعت اور ممانعت
مین ہمہ تن مصروف ہین اس لیے اس کی فتح سے مایوس ہوکر قصبہ بیر کی طرف روانہ ہوئے اور اس ولایت کو تصرف
مین لائے اس صورت مین یوسف ترک کچل منصب امیر الامرائی اور شاہ حبیب اللہ منصب وزارت اور جملۃ الملکی پاکر
لشکر فراہم لانے مین مشغول ہوئے لیکن ہمایون شاہ بہمنی کہ بکج خلقی اور تند مزاجی اور قہاری مملکت دکن مین ضرب المثل
خاص و عام تھا مملکت تلنگ مین یہ خبر سنکر احمد آباد بیدر کی طرف بطور ایلغار روانہ ہوا پہلے تین ہزار پیادہ کو جو شہر
محافظت مین مقرر تھے بانواع سیاست قتل کیا اور کوتوال کو قفس آہنی مین بند کر کے ہر روز ایک عضو اس کا کاٹتا
اسی کو کھلاتا تھا اور شہر مین پھراتا تھا یہان تک کہ اسی قفس مین فوت ہوا اور اس کے بعد آٹھ ہزار سوار

افق سے برآمد ہوا ایک طرف سے لشکر راے اوڈیسہ اوریا اور دوسری طرف سے لشکر تلنگ و قلعہ سامان جنگ بڑے کر و فر
سے درست کرکے خواجہ جہان ترک پر حملہ آور ہوئے اور اس جاے تنگ مین کہ مجال گھوڑے جولان کرنے کی نہتھی ہزیمت
لشکر اسلام پر پڑی مرد اہل نبرد بہت کام آے خواجۂ جہان ترک اور نظام الملک غوری بحال پریشان نیست سے مایوس
ہوکر اپنے کو نیم جان باہر لے گئے اور تعاقب کفار سے کسی جگہ مجال توقف اور قیام نہ پاکر اثنی کوس بھاگے اور ورنگل مین
جاکر سلطان ہمایون شاہ کیخدمت مین حاضر ہوے اور شاہ نے اس قضیہ نامرضیہ کی پرشش کی چنانچہ خواجہ جہان ترک جان کے
خوف سے دروغ کو اپنے اوپر مصلحت جانکر عرض پیرا ہوا کہ یہ حادثہ نظام الملک غوری کی ذات سے ظہور مین آیا ہمایون شاہ نے
اسی وقت بلا ثبوت حقیقت حال و اثبات جرم اس شیر بیشہ شجاعت کے قتل کا اشارہ کیا اور اقارب اور عشائر
اس کے اس ظلم صریح کے باعث ناراض ہوکر محمود شاہ خلجی مالوہی کے پاس حاضر ہوے اور سلطان ہمایون شاہ نے
خواجہ جہان ترک کو مخاطب اور معاتب کرکے قلعہ مین محبوس کیا اور بعضون کا یہ قول ہی کہ نظام الملک خود بادل ناشاد
بھاگ کر محمود شاہ خلجی سے ملحق ہوا سلطان ہمایون شاہ درپے انتقام ہوکر چاہتا تھا کہ دوبارہ لشکر دیورکندہ پر بھیجے کہ
ناگاہ احمد آباد بیدر سے مخبرون نے آنکر خبر پہونچائی کہ یوسف ترک کچل شہزادہ حسن خان اور شاہ حبیب اللہ کو زندان ستم
سے برآوردہ کرکے قصبۂ بیر کی طرف لے گیا ہمایون شاہ نے باگ صبر کی دست استقلال سے دیکر ملک التجار کا وان کو تلنگ کے
انتظام کے واسطے چھوڑا اور خود بہ نفس نفیس ماہ جمادی الاول ۸۶۴ آٹھ سو چونسٹھ ہجری مین بتعجیل تمام دار الخلافت کیطرف روانہ
ہوا اور آتش ظلم کی افروختہ کرکے جو چاہا عمل مین لایا تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ شاہ حبیب اللہ شاہزادہ حسن خان کی دوستی
کے سبب ہمایون شاہ کے زندان مین محبوس تھا اور جب اس نے نلکنڈہ کی طرف فوج کشی کرکے سکندر خان کو قتل کیا اور
اس حدود کے قلعجات کے لینے مین مشغول ہوا سات شخص حبیب اللہ کے مریدون مین سے اتفاق کرکے اپنے مرشد کی
کی رہائی کی فکر مین برآمد ہوے اور یوسف ترک کچل نے جو سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کا غلام تھا اور امانت و دیانت
اور صلاح و تقوی مین شہرت رکھتا تھا پناہ اس سے لیجاکر پردۂ چہرۂ مقصود سے اٹھایا طلب امداد کی اور یوسف
ترک کچل بھی جو اس خاندان عالی شان کے مریدان یکجہت سے تھا ان سے یکدل اور یکزبان ہوا اور بعضے کوتوال اور
محافظون کو اپنا ممد و معاون کرکے حیلہ بارہ سوار جرار اور پچاس پیادہ فدائی دستیاب کیے اور باوصف اسکے کہ تین ہزار
پیادہ دار الخلافت کی حفاظت کے واسطے مقرر تھے یوسف ترک کچل نے قدم بادیہ توکل مین رکھا اور شام کے قریب
کہ آفتاب غروب ہونے پر تھا مع یاران فدائی محل بادشاہی کے نزدیک جہان محبس تھا آیا اور چونکہ اکثر محافظ اپنے حوائج
ضروری کے واسطے گئے تھے اور قلیل دربان کہ وہان حاضر تھے بہ ممانعت پیش آئے یوسف ترک کچل نے کہا مجھے حکم
شاہی پہونچا ہی کہ قیدخانے مین جاکر فلان فلان مجرم کی آنکھین نکلواؤ اور اس بارہ مین ایک فرمان جعلی بہ مہر و طغرا کے بطرز جیسا
کہ رسم شاہان بہمنیہ تھی ترتیب دیکر ہمراہ رکھتا تھا فی الفور بغل سے برآوردہ کرکے انھین دکھایا انھون نے سکوت
اختیار کیا اور یوسف ترک کچل زندان کے دروازۂ اول مین درآیا جب دوسرے دروازہ پر پہونچا دربان مدافعت
کے واسطے پیش آئے اور اس نے فرمان جعلی دکھایا انھون نے قبول نہ کیا اور یہ جواب دیا کہ ہم کو پروانہ کوتوال

مثل شیر شرزہ اعلام مدافعہ بلند کرکے آن واحد مین مبارزان سلطانی کو منہزم کیا لیکن چونکہ سلطان کا خدا
حامی اور کفیل تھا ایک فیل شاہی معرکہ مین گشت کرکے بہت غنیم کے بہادران نامی کو ہلاک کرتا تھا سکندر خان
نے نیزہ ہاتھ مین لیکر چاہا کہ بنفسہ اس کا بھی شر دفع کرے فیل مست نے فیلبانون کی تحریک و سعی سے سکندر خان کو
خرطوم مین لپیٹ کر خانہ زین سے اٹھا کر زمین پر ٹپک دیا اسکے قالب بیجان اور پیکر خاکی کو فرش زمین پر آغشتہ
بخاک و خون کر دیا پھر اورون کی سمت متوجہ ہوا اور سکندر خان کے سپاہی کہ گھوڑے اسکی لاش کی تلاش مین دوڑاتے
تھے نادانستہ گھوڑے اسکے جسد پاش پاش پر دوڑتے تھے کہ صندوق سینہ اس کا مرکبون کے سم سے شکستہ اور ریزہ ریزہ
ہوا کفران نعمت نے اپنا کام کیا اور ہمایون شاہ نے ایک جماعت منہزمون کی تعاقب مین روانہ فرمائی انمین سے بھی
بہت قتل اور دستگیر ہوے نظم جوانان زکینہ کشیدند تیغ ٭ بہ قتل گریزندگان بیدریغ ٭ چو خان سکندر درآمد ز زین ٭
شد آلودہ خون تن نازنین ٭ چنان کوفتہ پشت و پہلو و دوش ٭ کہ غرش برون آمد از راہ گوش ٭ ہمین بود نابود گردون سپہر ٭
گہے کینہ در باز دو گاہ مہر ٭ دوسرے دن ملک التجار کاوان اور خواجہ جہان ترک سلطان کے حکم کے موافق قلعہ
نلکنڈہ کے محاصرہ کے واسطے مشغول ہوے اور قہر و غضب سے اسکی تسخیر مین مصروف ہوئے اور جلال خان نے جس کا
فرزند سکندر خان اس معرکہ مین قتل ہوا تھا امان سے بہتر کوئی فریادرس اپنا نہ پایا زنہار خواہی مین در آیا اور دو
بزرگوار کے ذریعہ سے امان پائی اور مال وافر و نفائس متکاثر جو چالیس یا پچاس برس کی امارت مین فراہم کیا تھا
شاہ کی پابوسی مین پہنچایا اور اگرچہ محبوس ہوا لیکن حیات چندروزہ کو غنیمت سمجھا اور ہمایون شاہ جب اس معاملہ سے
فارغ ہوا قلعہ دیورکندہ کی تسخیر کی ہوس دامنگیر ہوئی اور وہ قلعہ زمیندار تلنگی کے تصرف مین تھا اور وہانکے اہالی و
رکن سکندر خان سے موافقت رکھتے تھے اور سلطان خود ورنگل کی طرف سوار ہوا اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک
غوری کو قلعہ دیورکندہ کی جانب تعین کیا تلنگیون نے چند مرتبہ جنگ مین قیام کیا اور ہر دفعہ شکست پائی اور خواجہ جہان
ترک مظفر و منصور ہوا اور جب انھین تاب مقاومت نہ رہی قلعہ مین متحصن ہوئے اور خواجہ جہان ترک ان پہاڑون پر
خیمہ و خرگاہ برپا کرکے لوازم محاصرہ مین مشغول ہوا اور محصورین کی تضییق مین کوشش کی نظم بہ نزدیک آن قلعۂ باشکوہ ٭
سراپردہ برزد ببالاے کوہ ٭ شب و روز می شد بسے کارزار ٭ ز بیرون آن قلعۂ استوار ٭ اور اسکے بعد جرم تلنگ
بتنگ آکے راے اوڈیسہ اور دوسرے راؤن کے پاس جو عظمت و شوکت ممتاز تھے ایلچی بھیجکر زر خطیر قبول کرکے
کمک طلب کی اور انھون نے لشکر بیشمار مع چند حلقہ فیل جنگی انکی مدد کے واسطے بھیجے اور اپنے آنے کی نوید سے بھی
مسرور کیا اور تلنگی اس امر سے قوی پشت ہوکر جنگ کے عازم ہوئے اور خواجہ جہان ترک اور نظام الملک غوری
نے یہ خبر سنکر مشورہ کیا نظام الملک نے یہ تجویز کی کہ افواج کی کمک پہونچنے تک قلعہ کے اطراف سے برخاست ہونا چاہیے
اور دردہاے تنگ سے میدان وسیع کی طرف جاکر وہان بنیاد جنگ ڈالنا چاہیے لیکن یہ راے خواجہ جہان ترک کی طبیعت کے
موافق نہ آئی بولا کہ اگر ہم یہانسے کوچ کرینگے کفار ہمارے ضعف اور زبونی کا گمان کرکے تعاقب کرینگے بہتر یہی کہ اسی
مقام پر آتش حرب کو شعلہ زن کرین نظام الملک غوری نے لاعلاج ہوکر سکوت اختیار کیا دوسرے دن جب خورشید جہانتاب

تمام مہمات ملکی اور مالی مین مشغول ہوا اور اپنے والد مرحوم کی وصیت کے موافق خواجہ محمود گاوان کو کہ حسا جی محمد قندھاری کی روایت سے وہ بھی خاندان سلاطین سے تھا خطاب ملک التجاری عنایت کرکے وکیل شاہی اور طرفدار بیجاپور کیا اور ملک شاہ نامی کو کہ بزرگ زادگان مغل سے تھا اور بعضے اولاد سلاطین چنگیزیہ سے اسے منسوب کرتے ہین خطاب خواجہ جہان دیکر طرفدار تلنگ کیا اور بھتیجے عماد الملک غوری کو کہ جوان قابل اور مردانہ تھا بخطاب نظام الملک اور منصب ہزاری دے کر صاحب جاہ کیا اور تلنگ کی جاگیر سے بھی بخصوصیت بخشی اور سکندر خان بن جلال خان کہ جو ایام شاہزادگی مین اس کا مصاحب تھا اور تلنگ کی سپہ سالاری کا منتظر تھا اس سے نہایت دلگیر ہوکر شاہ کی بلا رخصت اپنے باپ کے پاس تلکنڈہ مین گیا اور جلال خان نے بیٹے کے سبب لاچار ہوکر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا اور سلطان نے یہ حال سنکر خان جہان حاکم برار کو مبارکباد کے واسطے دار الخلافت مین آیا تھا ان کے دفع کے واسطے مقرر کیا اور سکندر خان فوج جرار اور پہلوان نامدار لیکر آپہونچا باہم لڑائی ہوئی سکندر خان فتحیاب ہوا اور ہمایون شاہ نے اس فساد کا دفع کرنا اپنی توجہ پر منحصر جانکر سنہ مذکور مین اس طرف لشکر کھینچا اور بعد قطع منازل و مراحل نلکنڈہ مین نزول فرماکر منتظر تھا کہ جلال خان اور سکندر خان امان خواہ ہوکر ملازمت مین حاضر ہون کہ ناگاہ سکندر خان لشکر سلطان پر شبخون لاکر مزاحم ہوا اور سلطان علی الصباح افواج آراستہ کرکے قلعہ کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور سکندر خان کہ اپنی سپاہ پر اعتماد تمام رکھتا تھا میمنہ اور میسرہ درست کرکے مع سات یا آٹھ ہزار سوار افغان اور راجپوت و دکنی شاہ کے مقابل آیا اور ہمایون شاہ نے اسے یہ پیغام دیا کہ ولی نعمت سے لڑنا مبارک نہین ہے اور تجھ سا ایسے بہادر کا کہ فن سپہ گری اور سررشتہ رزم مین اُلو العزم ملک گیا ہے ضائع ہونا بھی حیف ہے تیرا گناہ بخشتا ہون ولایت دولت آباد مین جس پرگنہ کی تجھے تمنا ہو تیری جاگیر مقرر کردون سکندر خان نے جواب دیا کہ تو اگر احمد شاہ کا پوتا ہے مین بھی نواسہ اور سلطنت مین تیرا شریک ہون حکومت تلنگ مجھے تفویض فرمایا جنگ پر آمادہ ہو ہمایون شاہ یہ سنکر غضب مین آیا اور نقارۂ جنگ پر چوب ماری اور سکندر خان بھی علم جسارت بلند کرکے بے ادبانہ گھوڑے کو کاوہ دے کر سر میدان آیا اور چونکہ پرانا سپاہی اور آداب دان تھا ہمایون شاہ کے حملون کو ہر مرتبہ نئے انداز سے رد کرکے صدائے تحسین و آفرین زمین و زمان سے سنتا تھا اور قریب تھا کہ اس روز بقائمی جنگ ایک دوسرے سے جدا ہوکر نبردگاہ سے اپنے اپنے خیمہ مین آرام کرین اور دم سحر پھر جنگ کا سرانجام کرین کہ ناگاہ ملک التجار گاوان مع لشکر بیجاپور اور خواجہ جہان ترک بالشکر تلنگ میمنہ اور میسرہ سے حملہ مردانہ لائے اور رابت سے جوانان اور پہلوانان سکندر خان کے تیغ آبدار کے گھاٹ اتارے اور ہمایون شاہ نے فرصت پاکر پانچ سو جوان تیرانداز اور پانچ سو بہادر نیزہ گذار قلب لشکر سے جدا کرکے مع ایک فیل مست سکندر خان کی فوج خاص پر روانہ کیے بہادران تیرانداز وغیرہ اپنے کام مین مشغول ہوئے اور رستخیز کے آثار ظاہر کیے پیک اجل فرمان کل نفس ذائقۃ الموت کا لے کر نبردگاہ مین آیا ملک الموت کی گرم بازاری نقد جان کی خریداری ہوئی القصہ اس کلام کا انجام یہ ہوا کہ طرفین مین سخت معرکہ ہوا اور سکند

تاجر سادات وغیرہ کے قتل ہونے سے بھی آزردہ تھا منبر کے قریب حاضر ہوا جب سلطان یہ کلمات زبان پر لایا یہ فاعلہ ایک عرب الیستادہ ہوا اور بولا لا واللہ لا عادل ولا کریم ولا حلیم ولا رؤف ایہا الظالم الکذاب تقتل الذریۃ الطاہرۃ و تتکلم ہٰذہ الکلمات علی منابر المسلمین شاہ متاثر ہو کر زار زار رویا اور گھوڑون کا زر ثمن اسی وقت بیباق کر کے فرمایا آتش غضب الٰہی سے وہ لوگ نجات نہ پاوین جنھون نے مجھے مثل یزید دنیا و آخرت مین بدنام کیا اور مکان مین جا کر پھر بر آمد نہ ہوا یہانتک کہ جنازہ اس کا نکالا گیا اور سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کے عہد مین شاہ خلیل اللہ بن شاہ نعمت اللہ ولی اور میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ برحمت ایزدی واصل ہوئے اور شاہ خلیل اللہ سے دو صاحبزادے رہے ایک شاہ حبیب اللہ داماد سلطان احمد شاہ اور دوسرے شاہ محب اللہ داماد سلطان علاء الدین شاہ اور شاہ حبیب اللہ باوصف اس کے کہ بڑے بھائی تھے لیکن سپاہ گری کی طرف غلبہ رکھتے تھے سجادہ نشینی اپنے چھوٹے بھائی شاہ محب اللہ سے رجوع کر کے خود امر امارت مین اشتغال رکھتے تھے مورخان واقعہ نگار یون بیان کرتے ہین کہ جب سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی نزع روان کا وقت قریب پہونچا امرا اور وزرا کے خلاف توقع ہمایون شاہ ظالم کو کہ خلائق اس کے اوضاع سے متنفر تھی ولیعہد کیا اور قبل اس کے کہ داعی اجل کو لبیک کہے نظام الملک دولت آبادی کہ انھین دنون مین وکیل سلطنت ہوا تھا اور صفت عقل اور کاردانی مین موصوف تھا بھاگ کر اپنے فرزند کے پاس کہ بعد فوت قاسم بیگ صف شکن کے خطاب ملک التجاری پایا تھا اور صوبہ دار دولت آباد اور جنیر ہوا تھا چلا گیا اور چونکہ اب تک خبر فوت سلطان علاء الدین شاہ نہ پہونچی تھی باپ اور بیٹا دونون اتفاق کر کے گجرات کی طرف روانہ ہوے اور سلطان ہمایون شاہ کے ظلم کے دغدغہ سے نجات پائی

ذکر ہمایون شاہ بہمنی المشہور بہ ظالم ولد سلطان علاء الدین شاہ بہمنی کی سلطنت کا

جس وقت سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے تختہ کو تخت پر اختیار کیا بڑا بیٹا اس کا ہمایون شاہ بہمنی المشہور بظالم اپنے مکان مین تھا سیف خان اور ملو خان نے کہ امراے معتبر سے تھے وفات اسکی مخفی رکھی اور بے توقف اسکے چھوٹے بھائی حسن خان کو تخت پر بٹھایا اور شاہ حبیب اللہ بن شاہ خلیل اللہ اور بعضے امراے دیگر اس کے جلوس کو مغتنمات شگرف سے جان کر شکر یزدان بجالاے سبھون نے اسکے واسطے دست دعا بلند کر کے سر جھکائے اور خلائق بقصد تاراج خانہ ہمایون شاہ اور اس کے قتل پر روانہ ہوئی اور شور و غوغا عجیب برپا کیا اور ہمایون شاہ مع اسی سوار جبہ پوش کہ سکندر خان اور اس کے بھائی از انجملہ تھے بر آمد ہو کر جنگ پر آمادہ ہوا اور لوگ بڑے شکست کھا کر حسن خان کے پاس پناہ لے گئے ہمایون شاہ انکے تعاقب مین روانہ ہوا اور دربار شاہی کی طرف متوجہ ہوا اور راہ مین اہل حشم سے جس نے ہمایون کو دیکھا اس کی خدمت مین حاضر ہوا اس سبب سے ہمایون شاہ با جم غفیر و خلقت کثیر دیوانخانہ مین آیا اور چھوٹے بھائی کو کہ نشہ اسپر مستولی ہوا تھا تخت سے اتار کر نظر بند کیا اور سیف خان کو جو فتنہ و فساد کا بانی تھا ہاتھی کے پانوُن مین باندھ کر شہر و بازار مین تشہیر کر کے قتل کیا اور شاہ حبیب اللہ اور بھی اعیان مقید اور محبوس ہوے مالو خان جنگ کنان شہر سے باہر نکل گیا اور سرحد کرناٹک مین دم لیا اور ہمایون شاہ بہمنی تخت پر متمکن ہو کر باستقلال

تلنگ مین رہے اور سکندر خان ماہور کی طرف جاوے سلطان جس طرف کو توجہ کرے دوسری طرف خلل عظیم بہم پہونچا کر ایک دوسرے کی کمک پر ستعد ہووین اغرض سکندر خان نے ماہور کی طرف کہ مابین تلنگانہ و برار واقع ہے جا کر جمعیت کی اور ہر چند سلطان قول نامہ بھیجتا تھا موثر نہین ہوتا تھا کس واسطے کہ سکندر خان شہزادہ محمد خان کی بغاوت مین دخل عظیم رکھتا تھا اور یہ مخالفت بھی مزید علت ہوئی سلطان سے کسی وجہ مطمئن نہوتا تھا یہانتک کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی کو پیغام دیا کہ سلطان علاء الدین شاہ بیمار ہوا اور چند مدت ہوئی کہ اس عالم فانی سے عالم باقی کی طرف خرامان ہوا اور اعیان درگاہ اسکی موت کو اپنے مقصد کے واسطے پوشیدہ رکھکر چاہتے ہین کہ وارثان مملکت کو تاج اور تخت سے باز رکھین اگر وہ خداوند عنان عزیمت اس طرف معطوف کرین مملکت برار و تلنگ کی بے نزاع و جنگ حوزۂ دیوان مین آوے گی سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی یقین کرکے بمشورۂ والی آسیر و برہان پور سفر دکن کا عازم ہوا اور سنہ ۸۶۰ھ آٹھ سو ساٹھ ہجری مین باستعداد و شوکت تمام روانہ ہوا اور سکندر خان مع ایک ہزار سوار چند منزل استقبال کرکے اس سے جا ملا اور سلطان علاء الدین نے فسخ عزیمت یورش تلنگ کرکے خواجہ محمد گیلانی المشہور بگاوان کو منصب ہزاری دیگر مع بعضے امرا جلال خان کے سر پر تعین فرمایا اور لشکر برار کو حاکم برہان پور پر کہ سلطان محمود شاہ خلجی مالوہی سے متفق ہوا تھا مقرر کیا اور قاسم بیگ صف شکن سر لشکر دولت آباد کو برسم پیشوائی روانہ کرکے خود پانچ کوس کے فاصلہ پر مع لشکر بیجاپور اور شاہ صفیل الکی مین بیٹھکر بعزم رزم سلطان محمود شاہ خلجی کے کہ صحرائے ماہور مین نزول کیا تھا متوجہ ہوا اور سلطان محمود شاہ نے جب جانا کہ شاہ دکن زندہ ہے اور لشکر جرار لیکر جنگ پر متوجہ ہے آدھی رات کو کوچ کرکے اپنی مملکت کی طرف پلٹ گیا اور ایک امرائے عالیشان کو مدد کے بہانہ سکندر خان کے ہمراہ کرکے تاکید کی کہ اگر یہ بجز دکنیون سے ملحق ہوکر صلح کرے تو تمام گھوڑے اور ہاتھی اور جمیع اثاثہ شوکت اس کا لیکر مندو مین حاضر ہو سکندر خان اس بات کو سمجھکر مالوہیون کے داہنی طرف سے جدا ہوکر مع دو ہزار آدمی کہ اکثر افغان اور راجپوت تھے تلکنڈہ کی طرف روانہ ہوا ہوا اس وقت خواجہ محمود گاوان نے قلعہ تلکنڈہ کو محاصرہ کیا تھا جس حیلہ سے کہ ممکن تھا اپکو قلعہ بید مین پہونچایا اور خواجہ نے اس امر کو خدا سے استدعا کرکے زیادہ تر کام متحصنون پر تنگ کیا چنانچہ انھین دنون مین باپ اور بیٹے نے بذریعہ خواجہ کے سلطان سے امان نامہ حاصل کرکے قلعہ کو سپرد کیا اور خواجہ کے وسیلہ سے شاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر تلکنڈہ کی جاگیر پر سرفراز ہوا اور سلطان نے ماہور کی حکومت بدستور قدیم فخر الملک ترک کو عطا کی اور فتح الملک تھانہ دار ایلچپور کو بھی نوازش فرمایا دارالسلطنت کی طرف متوجہ ہوا اور سنہ ۸۶۲ھ آٹھ سو باسٹھ ہجری مین سلطان علاء الدین شاہ بہمنی اسی درد ساق پا کے سبب فوت ہوا تیئیس برس اور نو مہینے اور بیس دن حکومت کرکے دنیا سے رحلت کی کہتے ہین سلطان علاء الدین شاہ بہمنی بہت فصیح و بلیغ تھا اور فارسی خوب جانتا تھا اور فی ابتدا تحصیل علوم بھی کی تھی اور کبھی کبھی روز جمعہ اور عیدین کو مسجد جامع مین جا کر منبر کے اوپر خطبہ پڑھتا تھا اور اپنے تئین ساتھ اس القاب کے تعریف کرتا تھا السلطان العادل الکریم الحلیم الرؤف علی عباد اللہ الغنی علاء الدنیا والدین علاء الدین بن احمد السلاطین احمد شاہ ولی بہمنی القصہ ایک سوداگر عرب نے گھوڑے سلطانی امرا کے ایلچیون کے ہاتھ فروخت کیے تھے اور وہ دام اسکے ملنے مین تعلل و تساہل کرتے

ہم تجاری کمک کو آ پہونچے قاسم بیگ اور تمام غریب شکر خدا بجا لائے اپنی بقائے حیات کے امیدوار ہوے اور حسن خان
جب آنکر اعدا کے مقابلہ اور مدافعہ مین مصروف ہوا دکنی داؤد خان کا جنازہ اٹھا کر قصبۂ جاکنہ کی طرف راہی ہوئے اور
قاسم بیگ قصبہ بیر کے باہر فروکش ہوا اور حسن خان کی معرفت عرضداشت درگاہ مین روانہ کی جبکہ مضمون عرضداشت
کا معلوم ہوا فرمان بہ طلب قاسم بیگ صف شکن کے پہونچا غریبان بقیۃ السیف باجماعت درگاہ کی طرف متوجہ
ہوکے سلطان علاء الدین انھین اپنے حضور طلب کرکے تفتیش حال مین مصروف ہوا اس معاملہ کے انکشاف کے بعد
مصطفی خان سرآمد کار ملکی کو کہ جو غریبون کے عرائض مخفی رکھکر سلطان کے ملاحظہ مین نہین پہونچاتا تھا اس کے قتل کا
حکم صادر فرمایا اور اس کی لاش کو چہ و بازار مین پھرائی اور قاسم بیگ صف شکن کو خلعت حسن بصری ملک التجار
کے منصب پر منصوب فرماکر سپہ سالار دولت آباد اور جنیر کیا اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز کو
بھی منصب ہزاری دے کر اور بھی نوازشات سے سرفراز فرمایا اور غریبان رنج رسیدہ و مصیبت دیدہ کو شاد
اور مسرور کرکے دوبارہ پرورش و پرداخت مین مہربانی زیادہ کی اور ان مین سے بہت آدمیون کو صاحب
دخل کیا اور مکانات مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری کے ضبط کیے اور فرمایا تو انھین مع امراے
دکن جو باعث اس فساد کے تھے طوق و زنجیر انکی گردن مین ڈالکر پیادہ پا قصبۂ جاکنہ سے دار الخلافت مین لائے اور
ان لوگون کو کہ اول مرتبہ عرضداشت افترا اور تہمت کی بھیجی تھی بعقوبت تمام ہلاک کیا اور ان کے بازماندگان کو نان
یکروزہ کا محتاج کیا اور طبقات محمد شاہی کی روایت سے واضح ہوتا ہی کہ مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری سی
برس برص کی علت مین گرفتار ہوا لڑکے اور لڑکیاں ان کی لطور شاہدان بازاری گشت کرتے تھے اور ۸۵۵ آٹھ سو
پچپن ہجری مین شیخ آذری نے جو سلطان کا معتقد تھا اور ایام شاہزادگی مین ان سے الفت بہت رکھتا تھا خراسان سے
عریضہ طولانی مشتمل اقسام سخنان موثر ابلاغ رکھا اور سلطان اسکے مطالعہ سے متاثر ہوا اور شراب سے توبہ نصوح فرمائی
اور مجدداً ایک جماعت دکنیون کو کہ غریب کشی کی علت مین مقید اور محبوس تھے بسیاست تمام قتل کیا اور اپنے ہاتھ سے
جواب عریضہ شیخ آذری لکھکر مع مبالغ خطیر خراسان کی طرف بھیجا اور بعد اسکے بطریق سلطان احمد شاہ بہمنی کے ہر روز
خود دھمات سلطنت مین پہونچکر دکنیون کو خدمات بزرگ دولتخانہ سے معزول کیا اور ۸۵۷ آٹھ سو ستاون ہجری مین
اسکے پانؤن کی پنڈلی مجروح ہوئی ہرچند معالجہ مین کوشش کی اثر پذیر نہوا اس سبب مکان سے کمتر برآمد ہوتا تھا اور اکثر
اوقات خبر اس کے فوت کی منتشر ہوتی تھی یہانتک کہ جلال خان داماد سلطان احمد شاہ بہمنی کہ اولاد سید جلال
بخاری سے تھا اور تلنگ مین سرکار تلکنڈہ کی جاگیر رکھتا تھا اس کے فوت کا یقین کرکے بہت علاقہ اس نواح کا اپنے
تصرف مین لایا اور اپنے بیٹے سکندر خان کو کہ نواسہ سلطان احمد شاہ بہمنی کا تھا تقویت کرکے اس ولایت پر مسلط کیا اور اس
سبب سے کہ خان اعظم اس عہد مین فوت ہوا تھا تلنگ مین کوئی صاحب وجود نہ تھا اکثر امرائے تلنگ سکندر خان سے متفق ہوکر
منتے تھے کہ اسکو اس مملکت کا شاہ بناوین سلطان علاء الدین باوجود علالت احضار لشکر کا حکم دیکر لشکر کشی کا عازم ہوا اور
مآثر نہمان نے سلطان کی حیات اور اسکی آمادگی سے آگاہی پاکر اپنے مدبرون سے شورہ کیا آخر کو یہ قرار پایا کہ جلال خان

عہد شکن کے اشارہ کے موافق گوشہ اور کنارہ سے شمشیرین برہنہ کرکے سادات مظلوم پر حملہ آور ہوئی اور ضیافت کو طاق نسیان پر رکھکر سب غریبون کو بجاے آب شربت شہادت چکھا کر روضہ رضوان کی طرف راہی کیا اور چار ہزار دکنی زرہ پوش کہ جا بجا ایستادہ ہوکر منتظر غدر تھے بہیئت مجموعی غریبون کے خیمہ اور خرگاہ کی طرف روانہ ہوئے اور سادات صحیح النسب کے قتل و غارت مین مصروف ہوئے اور قسم خوردہ سے ایک سال کے بچہ سے سو برس کے بوڑھے تک کو شہید کیا چنانچہ ایکہزار سید سندی اور ہزار مغل اور پانچ چھ ہزار بچہ معصوم نے اس روز از دست ظالمان دکن خانہ تن کو نقد روح سے خالی کیا اور حشرات دکن نے اس ظلم پر بھی اکتفا نکرکے بعد قتل و تاراج کے انکی عورتون اور لڑکیون پر دست اندازی کی کسی عہد مین بعد واقعہ جناب امام حسین علیہ السلام ایسی مصیبت سادات پر نہ پڑی تھی حیف اس بیحیا قوم پر کہ محض افترا و تہمت اپنے پیغمبرؐ کی اولاد امجاد کو اس وضع سے شہید کیا اور آپکو اس سلطان بارگاہ نبوت کی امت سے جانتے ہین مصرع نہے تصور باطل رہے خیال محال چہ اور مغلون کے گروہ سے قاسم بیگ صف شکن اور قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز جو اردوے غریبون سے ایک کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوئے تھے دکنیون کے آشوب سے واقف ہوکر جبہ پہنے اور اپنی عورتون کو پوشاک مردانہ پہناکر احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوئے اس صورت مین شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری نے دو ہزار سوار بسرداری داؤد خان انکے تعاقب کے واسطے تعین کرکے رعایا اور جاگیرداران سرراہ کو لکھا کہ یہ جماعت حرام خوار ہین اور باوصف اس کے سلطان کی دولتخواہی اور اخلاص کا دم مارتے ہین لازم کہ انکے قتل و غارت مین اقدام کرکے گھوڑے اور ساز و یراق انکے تاراج کرین اور کسی مقام مین انھین آرام اور قرار نہ دین قاسم بیگ صف شکن اور بھی امرا مع تین سو مرد سر جھکاے ہوے جاتے تھے اور جس مقام مین دکنی ان کے مقابلہ کو پہونچتے تھے پلٹ کر جنگ کرتے تھے اور اعدا کو ضرب تیر سے متفرق کرکے آگے بڑھتے تھے اور رات کو صحرا مین وارد ہوتے تھے اور جب قصبہ بیر کے اطراف مین پہونچے داؤد خان ان کا سدراہ ہوا حسن خان جاگیردار بیر کو جو امراے بزرگ دکنی سے تھا پیغام دیا کہ مناسب ہے تو بھی اس طرف مع لشکر ہمراہی ان سلطانی حرام خورون کے دفع کے واسطے متوجہ ہو تو باتفاق باہمی ان حرام خورون کے سرتن سے جدا کرکے درگاہ مین روانہ کرون چونکہ قاسم بیگ صف شکن حسن خان سے سابقہ آشنائی کا رکھتا تھا اور واسطے بیجانگر کے معرکہ مین اسکی کمک کرکے غنیم کے دست تعدی سے نجات بخشی تھی حسن خان نے اسکا پاس اور لحاظ رکھکر جواب دیا کہ اگر یہ جماعت حرام خور ہوتی کیون اپنے تئین سرحد گجرات مین نہ پہونچاتے کہ وہان سے تین دن کی مسافت سے زیادہ نہ تھی پھر داؤد خان حسن خان کی اعانت سے مایوس ہوا اور تمام لشکر پس ماندہ اس کا شریک ہوا اور دو ہزار پانچ سو سوار نے صفوف حرب آراستہ کین اور قاسم بیگ صف شکن اور اسکے جمیع یارون نے ہاتھ جان سے دھوکر دل جنگ پر رکھا اور اعدا کے مقابل آنکر حرب مین مشغول ہوئے قضارا حملہ اول مین تیر قضاے مبرم کیطرح داؤد خان کے مقتل پر آے اور ودیعت حیات قابض ارواح کے سپرد کی اور دکنی یہ حال مشاہدہ کرکے اس جماعت کے قتل مین زیادہ کوشش کرنے لگے اور کام ابتر و تنگ کیا اس درمیان مین حسن خان اپنی جماعت سے نمودار ہوا غریبون نے گمان کیا کہ دوسری بلا کا سامنا ہوا ناگاہ حسن خان کے آدمیون نے پہونچکر خبر پہونچائی کہ بیدل نہو جنگ مین ثابت قدم

اور یہ فساد انھین کی ذات سے برپا ہوا تھا اپنی مدد کے واسطے طلب کیا اور جنیر اور اس نواح سے بھی پیادہ بیشمار
جمع کرکے قصبہ جاکنہ کی طرف آئے اور اسے محاصرہ کرکے محصورون کی تضییق مین کوشش کرتے تھے اور قریب دو مہینے
کے آتش جنگ مشتعل رہی ہمیشہ دکنیون کی عرائض اس مضمون کی سلطان کو پہونچتی تھین کہ غریب لوگ جادۂ حق لغت اور
حرام خوری پر راسخ دم اور ثابت قدم ہین اور سلطان گجرات سے مدد طلب کرکے چاہتے ہین کہ قلعہ اسکے سپرد کرین اور دکنی
صاحب دخل جو عمائد دولتخانہ تھے عرائض حسب مدعا سلطان کی نظر مین درلا کر اسکے جواب مین فرامین اس عبارت کے
متواتر و متوالی بھیجتے تھے کہ جماعت غریبان طاغی اور باغی کی قلع قمع مین کوشش کرکے قتل و سیاست مین ایسے مساعی
جمیلہ ظہور مین پہونچاوین کہ دوسرون کو عبرت ہووے اور عرائض غریبون کی اگر بمشقت و محنت تمام دار الخلافت مین پہنچتی
بھی دکنی بادشاہ کے مزاج مین ایسے دخیل ہوئے تھے کہ ان دنون مین مخصوصان دکنی کے سوا کوئی بادشاہ کی زیارت
سے مشرف نہوتا تھا یہ لوگ عرائض غریبون کے متعلقون سے لیکر بادشاہ کے ملاحظہ مین نہین گذرانتے تھے اور انھین یہ
جواب دیتے تھے کہ ہم عرائض بادشاہ کے پاس پہونچاتے ہین اور آنحضرت تمرۂ غضب کی شدت سے جواب کی طرف
توجہ نہین فرماتے اور بیچارے غریبون نے دولتخانہ کا یہ احوال سنکر یہ تجویز کی کہ آذوقہ رو بانحطاط اور کمی لایا ہے اپنے
زن و فرزند کو مع ایک جماعت مردم جنگی سے قلعہ کے اندر چھوڑین اور خود باتفاق تمام برآمد ہو کر بسبیل استعجال احمدآباد
بیدر کی طرف جاکر سلطان سے عرض حال کرین شیر الملک دکنی اور نظام الملک اور بھی دیگر دکنی انکے ارادہ اور فکر سے واقف
ہوکر کہنے لگے کہ اگر غریب ایسا کرینگے ہم بھی انکے تعاقب مین روانہ ہونگے اور جبتک ہم مین سے ایک جماعت کثیر قتل نہوگی
ان پر غالب نہوں گے اور صحرا مین کہ مقصد ہمارا اس جماعت کے قتل عام سے ہے عمل مین نہ آوے گا پھر مجدداً
مقام حیلہ اور دغا مین ہو کر پیغام دیا کہ ہم جو امت پیغمبر آخر الزمان اور دعوے اسلام کرتے ہین تم پر اور تمھارے فرزندون
کی بیکسی اور عاجزی پر کہ انمین اکثر سادات عظام ہین ترحم کرکے سلطان سے تمھارے عفو جرائم کے مستدعی ہوئے اور
حضرت نے یہ ملتمس قبول فرما کر حکم کیا ہے کہ آزار جانی اور مالی سے انھین محفوظ رکھکر مطلق العنان کرو کہ وہ جسطرف
چاہین چلے جائین اور اس کے بعد حکم مرور اپنے قول کے موافق انھین سنایا پھر دونون سردار یزید صفت
نے بصیغہ واللہ باللہ اور مصحف اقدس اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھاکر عہد کیا کہ ہم تمھین آزار
جانی اور مالی نہ پہونچاوین گے ان بزرگوارون نے ان مفتریون کے قول پر کہ عدد ان کے دو ہزار اور پانچ سو
تھے اعتماد کیا ان مین ایک ہزار دو سو مرد سادات صحیح النسب سے تھے مع اہل و عیال اور مال قلعہ سے برآمد ہوئے
اپنے اہل و عیال اسباب کے واسطے جو مرکب اور بارکش نہ رکھتے تھے اسکے سامان کے واسطے قلعہ کے میدان مین فروکش
ہوئے شیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری قلعہ مین داخل ہوے اور تین دن اپنے عہد کا پاس کرکے کسی نہج کا صدمہ انھین
نہ پہونچایا اور چوتھے دن اس جماعت کے امیرون اور رئیسون کو برسم ضیافت قلعہ مین طلب کیا چنانچہ قاسم بیگ صف شکن اور
قراخان گرد اور احمد بیگ یکہ تاز کے سوا جمیع امرا مع مشاہیر غریبان قریب تین سو مرد کے قلعہ مین حاضر ہوئے اور جبکہ
ماحضر طعام پر بیٹھے اور کھانا تناول کرنے مین مشغول ہوئے ایک جماعت دکنیون کی مسلح ہو کر جو پیاسے وقت تھی ان دونون

ہوے اور مغلون نے یہ بات کہی کہ ہماری جاگیرین دور تر واقع ہین ہم سلطان کے بدون حکم نہ جائینگے ہان قصبہ جاگنہ
جو خلف حسن بصری کا نشیمن گاہ اور بہت نزدیک ہی وہان جاکر بقرض و وام سامان اپنا درست کرکے جلد آتے ہین
اور جب امراے مذکورہ نے یہ امر تجویز کیا جاگنہ کی سمت روانہ ہوے اسوقت بعضے مغلان ناعاقبت اندیش یہ اپنی
زبان پر لائے کہ ان امرا کے نفاق کے سبب خلف حسن بصری ملک التجار اور سادات وغیرہ قتل ہوئے ہم قصبۂ جاگنہ مین
پہونچتے ہی ایک عرضداشت مشتمل حقیقت حال درگاہ مین بھیجتے ہین اور جب یہ خبر دکنیون نے سنی ہراسان ہوئے
اور سبقت کرکے ازراہ مکر وحیلہ شاہ کو عرضداشت لکھی کہ خلف حسن بصری ایک زمیندار سرکہ نام کی ہدایت اور سادات
اور مغلون کی ترغیب سے فلان بیشہ مین در آیا اور ہرچند ہم خیرخواہان قباحت اس امر کی بہ لطائف الحیل چاہتے تھے
کہ اسکے دل نشین کرین جو پردہ تقدیر کا اسکی آنکھ پر چھایا تھا دولتخواہون کی بات پر ہرگز التفات نہ کی اور انھین وہ
پہونچا جو کہ پہونچنا تھا اور خلف حسن بصری کے سانحہ کے بعد ہرچند ہمنے امراے مغل اور سادات وخاصہ خیل کو سمجھایا کہ
مناسب دولتخواہی کی یہ ہی کہ شاہ سے سپہ سالار طلب کرین اور اتفاق کرکے سرکہ اور راے سنگیسر سے انتقام لین یہ امر بھی قبول
نہ کیا اور سرکشی کی اور کلام سخت زبان پر لاے اور قصبۂ جاگنہ کیطرف روانہ ہوئے اور انکے اوضاع سے ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ قلعہ جاگنہ مین متحصن ہوکر کوکن کے راؤن سے موافقت کرین اور علم مخالفت بلند کرکے فتنہ قوی برپا کرین اور عریضہ
مشیر الملک دکنی کے پاس جو مغلون کا دشمن جانی تھا اور بادشاہ کے پاس قرب ومنزلت بہت رکھتا تھا بھیجا اور اس نے
عین بدمستی مین عریضہ سلطان کی نظر سے گذران کر خلف حسن بصری کے قتل ہونے کا اور غریبون کے تمرد کا ساتھ ایسے اقبح صورت
کی تقریر کی کہ سلطان نہایت آزردہ ہوا اور حالت غضب اور غفلت سے معاملہ کے کنہ مین نہ پہونچا مشیر الملک دکنی اور
نظام الملک بن عماد الملک غوری کو جو مغلون کے خون کے پیاسے تھے اور انکے تفوق اور غلبہ سے ایذا اٹھاتے تھے
امراے جاگنہ کے قتل کے واسطے تعین فرمایا اور مثل عبید اللہ زیاد اور شمر ذی الجوشن عداوت اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے درپے ہوکر مع لشکر کثیر اس طرف متوجہ ہوئے اور سادات عرب وعجم امرا وغیرہ نے یہ خبر سنکر اتفاق کیا اور قلعہ قصبہ جاگنہ مین
متحصن ہوکر قصبہ کو محکم کیا اور ایک عرضداشت مبنی بر کیفیت امور اور اظہار اخلاص ویکجہتی احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کی لیکن
جو عرضداشت ان کی اثناے راہ مین مشیر الملک دکنی کے ہاتھ آتی تھی وہ چاک کرکے پرزے پرزے کرتا تھا اور اسے
منظور نہ تھا کہ یہ دار الخلافت مین پہونچے اور غریبون نے اس حال پر اطلاع پاکر دو قطعہ عرضداشت اور تحریر کین اور جو
اپنے جنس کے ہاتھ بھیجنا متعذر تھا ہندوستانی نفرون کے ہاتھ جو برسون سے انکے پروردۂ نعمت تھے دیکر ہر ایک کو
ایک راستہ سے روانہ کیا اور ان بدبختان روسیاہ نے بھی عداوت جبلی کو کام فرمایا دونون عرضداشت مشیر الملک دکنی کو پہونچائین
اور اس نے نفرون کو خلعت واسپ وخرچ وافر سے قوی پشت کیا اور دونون عرضداشت بدستور سابق چاک کین اور
راستون کے انتظام مین زیادہ تر کوشش کرتا تھا اسی صورت مین سادات مثل اپنے جد امجد امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے اپنے کام مین حیران اور پریشان ہوکر رضاے الٰہی پر شاکر ہوے اور تمام امراے غریب باتفاق باہمی غلہ وآذوقہ تا
امکان قلعہ مین فراہم کرکے مقام مدافعہ مین ہوئے اور جب یہ خبر مشیر الملک دکنی کو پہونچی امراے دکنی کو جو کو

دندان افعی ٭ ہواش از عفونت چو کام غضنفر ٭ ز آبش اجل رستہ و ز باد پیکان ٭ ز خاکش خنک رستہ و ز خار خنجر ٭ نشیبش ز الماس گستردہ مفرش ٭ فرازش ز آتش بپوشیدہ چادر ٭ بدرہ پیچ پیچش چو زنار راہب ٭ فرو ہشتہ ز اطراف محراب و منبر ٭ اور جب افتان و خیزان مسافت طے کی ایک ایسے جنگل مین پہونچے کہ ہوا کو اسکے مسالک اوراق سے گذر دشوار تھا اور تین طرف اسکے پہاڑ سر کشیدہ تا فلک دوار تھا اور ان پہاڑون مین ایسے درے واقع ہوئے تھے کہ ان کا عمق تحت الثرا سے پہونچنے سے گنج قارون اور پشت گاو کی نمایان تھی اور ایک طرف اس کے خلیج سمندر سے اکثر جنگل اور پہاڑ اور غار سے پیوستہ تھا اور اس راستہ کے سوا جس سے آئے تھے دوسرا راستہ نہ تھا نظم کسے ندیدہ فرازش مگر بچشم ضمیر ٭ کسے نرفتہ نشیبش مگر بپاے گمان ٭ کسے بروز سفید و شب سیاہ درو ٭ بجز کبودی گردون ندید ہیچ نشان ٭ اور خلف حسن بصری جوان دنون اسہال خونی مین گرفتار تھا رات دن مین چالیس مرتبہ پہنچایا نہ جاتا تھا اور ہر چند کوشش کی آدمی ترتیب و قاعدہ سے نزدیک فروکش ہون سود مند نہ ہوا اول یہ کہ فوج خود خستہ اور ماندہ نماز شام تک آتی تھی اور درختون کے نیچے جہان پہونچتی تھی نزول کرتی تھی یہ کہ اس جنگل مین ایسا مقام میسر نہ تھا کہ دو آدمی پہلو مین خیمہ ایستادہ کر کے شب کو بسر کرین اس وقت کہ آدمی اپنے حال مین گرفتار تھے سرکہ کافر سرکہ فروشی کر کے پہاڑ کے درون مین سیماب کی طرح نایاب ہوا اور راے سنگیسر کو پیغام دیا کہ ایسا شکار تیرے واسطے لایا ہون اور پھر منصوبہ اس سے بہتر نہ بن پڑیگا بس جو کچھ تجھ سے ہو سکے بجا لا اور تقصیر نکر غرضکہ راے سنگیسر تیس ہزار پیادہ توپچی اور کماندار و خنجر گذار سب طرف سے فراہم لایا اور سرکہ بھی اپنی جمعیت سے اس کا شریک ہوا جب آدھی رات آئی اطراف و جوانب سے درون اور جنگل سے در آئے اور خنجر اور چھری کی دھار سے آٹھ سات ہزار آدمی درختون کے نیچے بطریق گوسفندون کے ذبح کیے کس واسطے کہ باد تند و تیز کے چلنے اور برگ درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے مقتولونکی فریاد ایک دوسرے کے گوش زد ہوتی تھی اور ہمسایہ ہمسایہ کے احوال سے خبردار ہوتا تھا اور رات تاریک اسقدر تھی کہ راستہ نہین سوجھتا تھا اور اس تاریکی و وحشت اور دہشت اور ظلمت سے زبان ناطقہ تکلم فراموش کرتی تھی اور جب وہ کفار اطراف کے مردمان کے قتل سے فارغ ہوے اور دیکھا کہ کوئی شخص کسیکی فریاد کو نہین پہونچتا ہی باطمینان تمام خلف حسن بصری ملک التجار کے سر پر تاخت لائے اور سہل ترین وجہ سے اس کو مع پانسو سید نجی حسن کہ انمین مدنی اور کربلائی اور نجفی وغیرہ بھی تھے شہید کیا نظم شب تیرہ بود و گذرگاہ تنگ ٭ کہ دشمن سو جنگ باز ید جنگ ٭ درخشیدن تیغ افراشتہ ٭ چراغے براہ اجل داشتہ ٭ برون جستہ تیر از کمین و کمان ٭ شدہ مرگ را راہبر سوے جان ٭ جہانی شد آغشتہ در خاک و خون ٭ یکے سر فگندہ دگر سر نگون ٭ ازان جنگجویان سوالے نماند ٭ وزان سرکشان نام دالے نماند ٭ ہر آن کو نشد کشتہ بگریختہ ٭ بیکبار از ہم فرو ریختہ ٭ برفتہ بد انگونہ ہر کس کہ زیست ٭ کہ بر زندگی شان بباید گریست ٭ القصہ اس لشکر کے بقیۃ السیف کہ بحسب تقدیر زندہ رہے تھے بمشقت بسیار اس جنگل سے بر آمد ہوے اور ہمراہ اس جماعت امراے دکنی کے کہ خلف حسن بصری کے ساتھ نفاق کی جہت سے اس جنگل مین نہ گئے تھے ملحق ہوے اور انھون نے ان سے یہ بات کہی کہ تمھارا حال نہایت پریشان ہے مناسب ہے کہ تم اپنی جاگیرون مین جاؤ اور جلد سامان درست کر کے پھر آؤ پھر تمامی دکنی اور حبشی غارت خوردہ اپنی جاگیرون کی طرف راہی

قصر فلک درخشان بنیاد رکھا اور استادان خطۂ کون و فساد نے اس باغ اور عمارت کا نظیر روے زمین پر بنیاد نہ ڈالا تھا اکثر اوقات اس باغ مین بادۂ گلفام کے تجرع اور لعل لب دلبران سیم اندام کے تلذذ اور استماع نغمہاے مطربان شیرین آواز مین مشغول ہوتا تھا اور نہایت خویشتن داری اور غایت کم آزاری سے نظام امور اور مصالح جمہور مین التفات نفرماتا تھا اور حکیم ازرقی نے اس شاہ کی عمارت کے وصف مین خوب کہا ہے بیت گوئی کہ ماہ و مشتری از برج آسمان ٭ تحویل کردہ اند بباغ خداے گان ٭ اور جن دنون مین سلطان نشاط مین مشغول تھا چار یا پانچ مہینے کے بعد ایکمرتبہ سلام عام لیتا تھا اور اس حالت مین دکنی اسکے گرد محیط تھے اور میان من اللہ دکنی بالاستقلال بادشاہی وکیل ہوگیا اسکے بعد سلطان نے قصد کیا کہ قلاع سواحل دریا کو فتح کرے چنانچہ خلف حسن بصری ملک التجار کو مع سات ہزار سوار دکنی اور تین ہزار سوار غریب کے اس خدمت پر مامور فرمایا اور خلف حسن بصری نے قصبۂ چاکنہ مین جو شہر جنیر کے قریب ہے استقامت کر کے اس کا قلعہ تعمیر کیا اور دفعہ بدفعہ لشکر کوکن مین بھیجتا تھا اور اس طرف کے راجاؤن کو مغلوب کرتا یہان تک کہ اجل متقاضی ہوئی خود اس طرف متوجہ ہوا اور ایک حصار اس حدود کو جو ایک کافر مسمی سرکہ کے تصرف مین تھا محاصرہ کر کے بجبر و قہر مفتوح کیا اور سرکہ کو اطلاع اس امر کی دی کہ حوزۂ اسلام مین در آوے یا گردن تیغ سیاست کے نیچے رکھے سرکہ نے طریقہ مکر و فریب کا اختیار کر کے معروض رکھا کہ میرے اور راے سنگیسر کے جو والی قلعۂ گندھانہ مین ہے ہمسری ہے اگر مین حلقۂ اسلام مین داخل ہون گا اور وہ اسی طور اپنی مقر دولت مین متمکن رہے گا آپ کی مراجعت کے بعد زبان طعن دراز کر کے عشائر و قبائل کو مجھ سے منحرف کریگا اور ملک اسنے قرن کا کہ میرے باپ اور دادا سے موروثی چلا آتا ہے اس پر متصرف ہوگا اگر آپ عنان عزیمت اس طرف معطوف فرماوین تھوڑی توجہ مین اسے بھی دستیاب کر کے اس حدود کو بھی بندہ سے رجوع فرماوین یا اس کا سر تن سے جدا کر کے اس مملکت کو ایک امرا کے سپرد کرین بندہ کلمۂ طیبۂ توحید پڑھکر غلامان شاہ اسلام مین منتظم ہوگا اور ہر سال اس قدر مال خزانۂ عامرہ مین داخل کریگا اور اسکے بعد اس اطراف مین اگر کوئی تمردی اور سرکشی سے ادائے زر واجب سرکار مین تغافل یا تعلل کریگا یہ کمینہ اس کا جواب دہ ہوگا خلف حسن بصری نے کہا کہ مین نے سنا ہے راستہ مداخل اور مخارج اس کا بہت تنگ ہے اور وہان پہونچنا نہایت دشوار اور اشکال ہے سرکہ نے جواب دیا جس وقت کہ مجھسا دولتخواہ مقدمۃ الجیش ہوگا راستہ طے کرے گا اور اس جنگل کے خار سے کسی سوار کے دامن کو آزار نہ پہونچے گا اور بے مشقت گل مقصود ہاتھ آوے گا چونکہ قلم تقدیر ملک التجار کی شہادت مین جاری ہوا تھا اسواسطے دشمن کے قول پر اعتماد کر کے سنہ ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین اس طرف عازم ہوا چنانچہ اکثر دکنی اور حبشی نفاق کر کے جدا ہوے اور خلف حسن بصری کے ہمراہ بیشہ مین نہ آے اور خلف حسن بصری تقلید مین مبتلا ہو کر خود روانہ ہوا اور سرکہ نے دو دن راستہ کشادہ اور خوب کہ اسکو کسی شخص نے نہ دیکھا تھا طے کیا اور چھوٹے بڑے اس سے خوش ہوئے لیکن تیسرے دن وہ گمراہ ایسی راہ سے لے گیا مصرع کہ از ہول او شیر نر مادہ بود ٭ اور ملکہ پر پیچ تاب زیادہ زلف خوبان اور باریک تر عاشقون کی آہ سے تھا القصہ ایسی راہ تھی کہ دیو اس کا نشیب و فراز دیکھکر آسیب زدہ ہوتا تھا اور غول بیابانی اس کا ٹیلا دیکھکر دہشت کھاتا تھا نظم نہ خورشید کردی رسوش مساحت ٭ نہ تقدیر کردی حدودش مقدر ٭ گیاش از دہشت

مسلمان کے لاکھ ہندو قتل کرین اور اگر تم انھین آزار جانی پہونچاؤ گے یقین جاننا کہ مین ہر ایک کے عوض لاکھ ہنود
قتل کرونگا اور دست تعرض اس ملک کے دامن سے نہ اٹھاؤنگا اور دیو رائے جو تعصب ہمیشہ سے خوف و ہراس دلپر
مستولی رکھتا تھا گھبرایا اور ایک جماعت معتبر شاہ کی خدمت مین بھیجکر یہ جوابدیا کہ اگر سلطان عہد کرے اور دوبارہ میری
ولایت پر لشکر نہ کھینچے تو مین بھی متعہد ہوتا ہون کہ ہر سال پیشکش لائق بھیجکر فخر الملک دہلوی اور اسکے بھائی کو تسلیم کرونگا
اور مین بعد قدم دائرۂ اطاعت اور جادۂ فرمانبرداری سے باہر نہ رکھونگا سلطان نے اسکے التماس کے موافق عہدنامہ تحریر
کرکے ارسال فرمایا اور دیو رائے نے فخر الملک دہلوی اور اسکے بھائی کیمع چالیس ہاتھی جنگی اور اقسام پیشکش ہائے لائق
اور باج چند سالہ خدمت شاہ مین ارسال رکھا اور سلطان نے بھی خلعت شاہانہ اور گھوڑے تازی بازین و لجام مرصع اسکے
واسطے بھیجکر علم مراجعت بلند کیا اور جبتک مسند دکن اسکے وجود سے مشرف اور زینت پذیر رہی دیو رائے نے ہر سال پیشکش
بھیجکر دروازے معاودت کے مفتوح رکھے اور اسنے بھی اپنے عہد پر قائم رہکے کبھی ولایت کرناٹک پر چڑھائی نہ کی اور کہتے ہین
کہ سلطان علاء الدین نے اپنے عہد سلطنت مین احمد آباد بیدر مین ایک دار الشفا نہایت لطافت اور خوشنمائی سے تیار کرکے چند قریہ
وقف فرمائے تھے تاکہ حاصل اس کا صرف ادویہ اور اشربہ ہو کر اطبائے مسلمان و ہنود بیمارونکے معالجہ مین مشغول ہین اور
قضات امانتدار اور محتسبان خدا ترس کو شہر و ولایت مین مقرر فرمایا اور باوجودیکہ خود بدولت ملنوشی کرتا تھا حکم کیا کہ کوئی
شخص شراب نہ پئے اور جوا نہ کھیلے اور قلندران اوباش دریوزہ خوار کو طوق آہنین مین مطوق کرکے شارع عام صاف کرنے
خاکروبی اور تمام اعمال شاقہ عمل مین لانے سے تعذیب فرماتا تھا تو متنبہ ہو کر کسب معیشت مین مشغول ہووین یا قلمرو سے باہر جاوین
اور اگر احیاناً کوئی آدمی باوجود اس انتظام اور زرکفتگی کے بیباکی کرتا شرب خمر یا کسی اور مسکر مین اقدام کرتا تھا سیسہ پگھلا کر اسکے
حلق مین ڈالتے تھے اور یہ حکم عام و خاص پر جاری تھا کسی کو اس سے مفر نہ تھا چنانچہ سید محمد گیسو دراز کے ایک نواسہ
نے ایک فاحشہ سے اختلاط بہم پہونچایا اور ایک رات کو شراب پیکر بحالت مستی مین اس کے سر کے بال تراش کر خوب
زدوکوب کی جب یہ خبر کوتوال کو پہونچی اسی شب مخدوم زادہ اور قحبہ کو قید کر لیا دوسرے دن بوقت فرصت یہ خبر
بادشاہ کے گوش زد کی بادشاہ نے غضبناک ہو کر حکم کیا کہ مخدوم زادہ کو مندو مین لیجا کر سر بازار کہ تمام خلقت دیکھکر
عبرت پذیر ہو دو سو تازیانہ کف پا مین مارین اور قسم دیوین کہ پھر شراب نہ پئے اور قحبہ کو گدھے پر چڑھا کے شہر مین
تشہیر کرکے شہر بدر کرین منقول ہے کہ جب ایالت اقلیم عالم اور کفالت مصالح بنی آدم سلطان علاء الدین پر مقرر ہوئی
اسقدر سخاوت اور عدالت کا فرش بچھایا کہ احسان فریدون کا چرچا اور معدلت نوشیروان کا شہرہ اسکے زمانہ مین نرہا
اور جمعہ کی نمازون اور عیدین کے دوگانہ مین ممبر کے قریب حاضر ہو کر وعظ سنتا تھا اور خونریزی اور ظلم و تعدی اور
تشویش بندگان سے راضی نہ تھا اور آتش پرستون کے معابد اور بتخانہ قدیم توڑکر مسجدین بجائے انکے احداث کین اور
نصارا اور برہمن وغیرہ سے کام نہ کرتا اور مہمات دیوانی مین دخل نہ دیتا تھا لیکن جب بیجانگر کی یورش سے فارغ ہو کر
طبیعت کی عیش و عشرت اسکی دامنگیر ہوئی جزوی اور کلی امور ملکی اور مالی کو امرائے درگاہ کے سپرد کرکے ایکہزار عورت
ماہ پردہ شاہی مین جمع لاکر نعمت آباد کی نہر کے کنارے ایک باغ نمونہ روضۂ رضوان اور ایک قصر مانند

ستر ہزار سوار اور تین لاکھ پیادہ رکھ کے ایسا کرین کہ تنخواہ سپاہی کی زیادہ تر ہووے تو ساز و یراق اور گھوڑے خوب بہم
پہونچا سکین اور جب اہالی سرکار نے دس ہزار سوار مسلمان اور ساٹھ ہزار سوار کافر جو علم تیر اندازی جانتے تھے اور
تین لاکھ پیادہ ترتیب دے کر دیو راے کی نظر مین لائے اس وقت اس نے ہوس تسخیر ممالک شاہان بہمنیہ کی
اور سنہ آٹھ سو سینتالیس ہجری مین بجوش و خروش تمام لشکر کثیر لیکر ان کی ولایت پر فوج کش ہوا اور آب تمندرہ سے
عبور کر کے بجبر و قہر تمام تھوڑے عرصہ مین قلعہ مدکل کو فتح کیا اور اپنے بیٹون کو قلعہ رایچور اور نیکاپور کے محاصرہ کے
واسطے مامور کر کے خود آب کشنہ کے کنارے مقام کیا اور ساغر اور بیجاپور مین اسکے آدمیون نے تاخت لیجا کر آتش ظلم و
بیداد شعلہ زن کی سلطان علاء الدین نے اس خبر کے سنتے ہی عزم انتقام کر کے لشکر برار اور دولت آباد اور بیجاپور کے
احضار کے واسطے حکم دیا اور جب چارون طرف کے طرفدار احمد آباد مین پہونچے اور پچاس ہزار سوار اور ساٹھ ہزار پیادہ فراہم ہوئے
سلطان علاء الدین نے ساعت سعید مین مع توپخانہ اور بھی آلات و اسباب حرب و ضرب سے باعظمت و شوکت فراوان نہضت
فرمائی اور دیو راے اس حدود سے کوچ کر کے قلعہ مدکل مین گھس آیا اور افواج کو سلطان کی جنگ کے واسطے تعین کر کے
سوار اور پیادہ کی دلجوئی مین بدرجہ نہایت کوشش کی اور سلطان نے مدکل سے چھ کوس ادھر مقام کیا اور خلف حسن بصری
ملک التجار کو مع لشکر دولت آباد دیو راے کے فرزندون کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے بھیجا اور خان زمان سپہ سالار
لشکر بیجاپور کو اور خان اعظم سپہدار فوج برار اور تلنگ کو دیو راے کے سر پر مقرر کیا اور خلف حسن بصری نے اول قلعہ رایچور
کی طرف جا کر دیو راے کے بڑے بیٹے سے مقابلہ و مقاتلہ کیا اور اسے مجروح کر کے معرکہ سے پسپا اور مفرور کر کے نیکاپور کیطرف
متوجہ ہوا ابھی وہان تک نہ پہونچا تھا کہ دیو راے کے چھوٹے بیٹے نے ترک محاصرہ کر کے اپنے تئین باپ کے پاس پہونچایا اور دو مہینے
کے عرصہ مین تین مرتبہ سپاہ کفار سے ظاہر قلعہ مدکل مین صف جنگ شدت سے واقع ہوئی اور ایک جماعت کثیر طرفین سے
مقتول ہوئی اول مرتبہ کفار کا غلبہ رہا مسلمانون پر محنت و مشقت نے ظہور کیا اور دوسری مرتبہ مسلمان ایسے غالب ہوئے
کہ کفار بالکل شکستہ ہو گئے کس واسطے کہ دوسری مرتبہ دیو راے کا بڑا بیٹا جو زخمی ہو کر خلف حسن بصری سے معرکے سے
بھاگا تھا اب کی مرتبہ خان زمان کے نیزہ جانستان کی ضرب سے مارا گیا اور کفار سراسیمہ و بدحواس ہو کر اس کی لاش
پاش پاش اٹھا کر قلعہ کی طرف راہی ہوے بیت فتادند از کافران بیشمار ۔ گریزان بر فتند اندر حصار ۔ اور فخر الملک
دہلوی اور اس کا بھائی کہ دونون جملہ امرا سے تھے شمشیر و گرز و خنجر دیکھ بھال کر ڈھالون کی اوجھل مین ہو کر مفرورون
کے تعاقب مین روانہ ہوئے جو کہ میدان جنگ نے گرمی پکڑی تھی اسی گرم خیزی مین سر و تن مین جدائی کرنے لگے
اور اسی طرح سے شمشیر مارتے ہوئے اور مردون کو خاک مذلت پر ڈالتے ہوئے کفار کے عقب مین قلعہ مین داخل ہوئے
اور کفار نے جو یہ جرأت ان دونون بلند ہمت سے مشاہدہ کی انھین زندہ دستگیر کیا اور دیو راے کے پاس لے گئے دیو راے
نے انھین قید کر کے اپنے بیٹے کے سوگ مین جامۂ ماتم پہنا اور گریہ و زاری اور بیقراری اہت کی اس کے بعد سلطان
علاء الدین نے یہ پیغام دیا کہ یہ دونون بہادر شیر نیستان شجاعت و پیلتن اژدر دم پر شوکت جو کہ قلعہ مین آئے ہین
ہر ایک کو بروز کارزار ہزار سوار کے برابر فرض کرتا ہون اور رایان بیجانگر اور شاہان بہمنیہ مین مقرر ہوا کہ جو

جنگ ہوئی اور غریبون کو خدا نے ظفریاب کیا اور نصیر خان یہ شکست اپنے اوپر شوم جان کر رو ہنکیرے کو چ کر کے بہ تعجیل
تمام برہان پور گیا اور لشکر کے فراہم لانے مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری وہ حدود نصیر خان کے تصرف سے برآورد
کر کے اسکے تعاقب مین برہانپور گیا اور نصیر خان تاب نہ لا کر قلعہ للنگ مین بھاگا اور خلف حسن بصری نے شہر کو غارت
کر کے وہانکے کفار متمول سے زر و جواہر اور اقمشہ وافر لیا پھر ولایت خاندیس کے نہب و غارت کے واسطے روانہ ہوا اور
اپنا کام کر کے پھر شہر برہانپور مین آیا اور عمارات شاہی کو مسمار اور آگ سے جلا کے خاک سیاہ کیا اور مراجعت دکن کا
آوازہ بلند کیا لیکن پہر رات گئے کوچ کر کے دفعۃً للنگ کی طرف تاخت لے گیا اور چار ہزار سوار سے وہان کے
اطراف مین پہونچا نصیر خان قلت اور کوفتگی اور ماندگی غنیم کی تصور کر کے بارہ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار سے مقابلہ
کو دوڑا اور قلعہ کے دو کوس پر فریقین کا سامنا ہوا اور ہتھیار خوب چلا لیکن خاندیس والون کا پاے ثبات
میدان کین سے ہل گیا راہ فرار پائی اور نصیر خان کے بہت مردم معتبر اور برار کے امراے باغی مقتول ہوے اور
خلف حسن بصری شتر فیل اور توپخانہ کثیر دستیاب کر کے مظفر و منصور احمد آباد بیدر کی طرف متوجہ ہوا اور سلطان کہ
قدر شناس اور خلق و مروت و ہمت و شجاعت مین وحید تھا شاہزادہ ہمایون کو مع تمیع امرا اور ارکان دولت چار کوس
آگے استقبال کے واسطے بھیجکر شہر مین لایا اور خلعت فاخرہ اور چند زنجیر فیل و شمشیر اور ٹیکا مرصع نوازش فرما کر دولت آباد
کی رخصت دی اور تمام غریبون پر قسم قسم کی التفات اور عنایت مبذول فرما کر زیادتی مناسب اور جاگیر سے
خوش دل کیا اور شاہ قلی سلطان کو کہ شجاعت وافر ظہور مین پہونچائی تھی دختر دے کر اپنی دامادی مین معزز
کیا اور مقرر کیا کہ مجلس اور سواری مین داہنی طرف پردیسی غریب اور بائین جانب دکنی اور حبشی حاضر رہین اور
اس التفات کے سبب اس تاریخ سے ابتک دکن فتنہ خیز مین دکنیون اور غریبون کے درمیان عداوت قائم ہے
جس وقت دکنیون نے قابو پایا غریب کشی کی جیسا کہ اسکے بعد مقامات مناسب مین مفصل تحریر ہوگا اور ان سنوات مین
دیو راے حاکم بیجانگر نے ارکان دولت اور بہت براہمہ معتبر کو طلب کر کے استفسار کیا کہ مملکت کرناٹک باعتبار طول و عرض
و معمول کے مملکت شاہان بہمنیہ سے زیادہ ہے اور اسی طور سے ہماری افواج بھی انکی جمعیت سے زیادتی رکھتی ہے کیا سبب ہے کہ
اکثر اوقات غلبہ مسلمانون کی طرف سے ہوتا ہے اور ہم انکے باج گذار رہتے ہین بعضے بولے کہ حق سبحانہ تعالے نے مسلمانون کو
تیس ہزار سال تک بلکہ زیادہ ہندؤن پر بزرگی اور غلبہ عنایت فرمایا ہے اور یہ امر ہماری کتب مین مشروحاً اور تفصیلاً لکھا ہے
اس سبب سے اکثر اوقات ہنود مغلوب ہوتے ہین اور بعضون نے جواب دیا کہ مسلمانون مین دو چیز بہتر اور افضل ہین کہ
انکی فتح کی باعث ہوتی ہین اول یہ کہ گھوڑے انکے تیز رو اور چالاک اور کلان ہین اور ہمارے گھوڑے یابو اور کم قوت
اور لاغر ہین دوسرے یہ کہ لشکر بہمنیہ مین تیر انداز بہت ہین اور ہمارے لشکر مین کم اس واسطے دیو راے نے حکم کیا کہ
بہت مسلمانونکو نوکر رکھین اور جاگیرین خوب دین اور بیجانگر مین مسجد تعمیر کر کے اسلام کے طریقہ مین کوئی شخص مزاحم نہووے اور
مصحف اقدس رحل پر رکھکر روز میرے روبرو رکھین تاکہ سلام کرتے وقت مسلمان اسکی تعظیم و تکریم بجا لاوین اور ہندؤنکو تیر اندازی
مائیں ہوا چنانچہ اسکے اعیان دولت نے آپس مین تدبیرین کر کے یہ مقرر کیا کہ اب دو لاکھ سوار اور اٹھارہ لاکھ پیادہ ہین آیندہ

قدوم نصیر خان کی درگاہ مین ارسال کیا اور وہ بے توقف مع لشکر خاندیس اور دو ہزار سوار اور پیادہ بیشمار کہ راجہ گوندوارہ نے اسکی مدد کے واسطے روانہ کیے تھے ولایت برار مین در آیا اور امراے نمک حرام نے چاہا کہ اپنے سپہ سالار خان جہان کو فدویان شاہان بہمنیہ سے تھا مقید کر کے نصیر خان کے روبرو لیجاوین خانجہان انکے ارادہ سے مطلع ہو کر قلعہ ترنالہ مین جا کر متحصن ہوا اور حقیقت حال سلطان علاء الدین شاہ کی خدمت مین اس مضمون سے تحریر کی کہ اس ولایت کے امرا نصیر خان کے شریک ہو کر بے ملاحظہ اسکا خطبہ پڑھتے ہین اور قلعہ ترنالہ کو محاصرہ کر کے تسخیر کے اندیشہ مین پڑے ہین اسلیے سلطان علاء الدین شاہ نے جمیع امرا اور ارکان دولت کو طلب کر کے مجلس مشورہ کی منعقد کی اس وقت امراے معتبر دکنی و حبشی عرض گذار ہوئے کہ علاج اس امر کا شاہ کی توجہ پر منحصر ہے کس واسطے کہ جس وقت ہم اس طرف لشکر کشی ہوین گے شاہان گجرات اور منڈو اور رایان گوندوارہ اسکی مدد کو آوین گے سلطان نے اس بات سے رائحہ نفاق سونگھ کر اس مجلس مین خلف حسن بصری ملک التجار سپہ سالار دولت آباد کو اس یورش کی تکلیف دی اور اسنے بعد تسلیم عرض کیا کہ ہم بندون کو اطاعت اور جانسپاری کے سوا چارہ نہین ہے لیکن خلائق درگاہ پر روشن اور ہویدا ہے کہ شکست جزیرہ مہایم کی امراے دکنی اور حبشی کے نفاق سے واقع ہوئی اس لیے کہ یہ لوگ رشک و حسد سے نہین چاہتے کہ میرے ابناے جنس سے کہ انھین پردیسی کہتے ہین خدمات شائستہ ظہور مین ہوئین اگر سلطان جمیع امراے مغل کو مع خیل خاصہ بندہ کے ہمراہ کرے اور کسی دکنی اور حبشی کو اس کام مین دخیل نہ فرماوے امید کہ توفیق صمدی اور یمن اقبال خداوندی سے اس معاملہ کو نیک ترین وجہ سے انجام دون اسکے بعد سلطان نے امراے دکنی اور حبشی سے فرمایا کہ اس مقدمہ مین مصلحت کیا ہے میان من اللہ اور خان زمان بولے کہ یہ مصلحت بزرگ ہے چاہیئے کہ آزمائش کے واسطے تمام غریبون کو یہ مقدمہ وا نہ فرمائیے اگر یہ غالب آئین فہو المراد و گر نہ سلطان کے ہمراہ رکاب روانہ ہونا چاہیے سلطان علاء الدین نے یہ راے پسند کی اور تین ہزار مغل تیرانداز کہ تمام خاصہ خیل سے تھے یک قلم ہمراہ انکے تعین فرمایا اور اسی طریق سے امراے عرب کو کہ تربیت پرورش یافتہ سلطان فیروز شاہ اور اکثر تربیت کیے ہوئے سلطان احمد شاہ کے تھے اس خدمت پر مامور کیا اور اسم نویسی اس جماعت کی یہ ہے قاسم خان صف شکن قراخان کرد علیخان سیستانی میر علی کافر کش افتخار الملک ہمدانی احمد بیگ تازی رستم خان مازندرانی حسین خان بدخشی خسرو خان ازبک بہادر خان ازبک مجنون سلطان شاہ قلی سلطان کہ دونون شاہزادہ چنگیزی تھے القصہ خلف حسن بصری اول جماعت کے ہمراہ دولت آباد گیا اور جمیع امراے دکنی اور حبشی کو اس حدود مین جابجا سرحد کی محافظت کے واسطے تخصیص سرحد گجرات اور منڈو کے واسطے تعین کر کے سات ہزار عرب مسلح اور مکمل ہمراہ لے کر نہایت شان و تجمل سے برار کی طرف متوجہ ہوا اور خان جہان فرصت پا کر قلعہ ترنالہ سے برآمد ہوا اور خلف حسن بصری کے استقبال کے واسطے جا کر قصبہ جہکم مین ملاقات کی اور خلف حسن بصری نے خان جہان کو مع بعضے امراے دکنی کے کہ اسکے ہمراہ تھے ایلچپور اور بالاپور کی طرف بھیجا کہ اس طرف جا کر رایان گوندوارہ کا سدراہ ہو تا کہ وہ نصیر خان کی مدد سے باز رہین اور خود بکمال عجلت متوجہ اور بسبیل استعجال پرگنہ روہنکھیر کی سمت جو لشکرگاہ نصیر خان کا تھا روانہ ہوا اور روہنکھیر کے گھاٹ پر خاندیسیون نے

اسکی خدمت سے خوش ہوا اور سنگیسر راے کی دختر ماہ پیکر زہرہ خصائل کو کہ حسن صورت اور خوش شکلی اور خوش سلیقگی دان
بے نظیر تھی منظور نظر التفات کر کے بنام زیبا چہرہ ممتاز کیا چنانچہ آوازہ انکی عاشقی اور معشوقی کا منتشر ہوا لیکن آخر مین
اس وجہ سے کہ دلاور خان نے مال وافر رایان کوکن سے رشوت لیکر اس جماعت کے قلع اور استیصال مین عمداً تساہل اور تغافل
کیا تھا اس امر سے سلطان کا دل صفا منزل اس سے دگرگون ہوا اور اس نے اس امر کو دریافت کر کے عہدہ وکالت شاہ کے
حضور بھیجی اور بتضرع و زاری مستعفی ہو کر اس مہلکہ سے نجات پائی بعہدہ منصب ایک خواجہ سرا کی نسبت کہ دستور الملک نام رکھتا تھا
رجوع ہوا اخلاق اسکی بد خلقی سے تنگ آئی اور ہرچند اسکی شکایت شاہ کی خدمت مین معروض رکھی دشمنی پر محمول ہو کر اثر پذیر
نہ ہوئی روز بروز اس کی عزت افزون ہوتی تھی یہانتک کہ شاہزادہ ہمایون بڑے بیٹے سلطان علاء الدین شاہ نے
ایک دن اس سے کہا کہ فلان معاملہ کا سرانجام کر اس نے جواب دیا کہ آج مین اس کی طرف نہین مشغول ہو سکتا ہون
دوسرے وقت بجا لاؤن گا شہزادہ نے بعد دو تین دن کے آدمی بھیجکر پیغام دیا کہ اب تک وہ مہم منفصل نہین ہوئی ہے اگر تم
اسکو انجام کرو تو بہتر ہوگا خواجہ سرا خون گرفتہ نے اس مرتبہ یہ جواب دیا کہ یہ امور مجھسے تعلق رکھتے ہین آپ کو اس مین
سعی کرنا مناسب نہین ہے شہزادہ کہ نہایت تند مزاج تھا یہ کلمہ سن کر آگ ہو گیا اور بیتاب ہو کر ایک سلحدار شاہی کو
طلب کر کے فرمایا جس وقت دستور الملک دیوانخانہ سے نکلے اسے قتل کر کے میرے ملازمون کے پاس پناہ لینا کہ وہ
تیری محافظت مین تقصیر نہ کرین گے اور سلحدار نے بھی جو اس نٹش کٹے سے آزردہ خاطر تھا اسی دن کسی غرض محال
کے بہانہ اس کے روبرو جا کر اک ضرب خنجر تشنہ خون سے اس کا کام تمام کیا اور شہزادہ کے آدمیون نے جو وہان
حاضر تھے شہزادہ کے حکم کے موافق اس کی حمایت کی اور کسی طور کا صدمہ اس پر پہونچنے نہ دیا اور دربار شاہی مین جب
شور بلند ہوا شہزادہ ہمایون کہ اپنے والد ماجد کے روبرو بیٹھا تھا حکم کے موافق تفتیش حال کے واسطے باہر آیا اور اس
معاملہ کو یاد کر کے عرض عالی مین پہونچایا کہ فلان سلاحدار نے کہ خدمتگار قدیم ہے اور حقوق خدمت بہت رکھتا ہے
دستور الملک کو جو اس کے احوال پر بے توجہی کر کے اکثر اسے دشنام فحش دیتا تھا اس کے دست ظلم سے تنگ
آن کر آج اسے ہلاک کیا اور میرے سپاہیون نے کہ اس مقام مین حاضر تھے اسے گرفتار کر کے مقید کیا ہے اس بارہ
مین کیا ارشاد ہوتا ہے سلطان نے اس سبب سے کہ اوائل مین ایک تو کسی کے قتل کیواسطے حکم صادر نہ فرمایا تھا دوسرے
شاہزادے کے طرز کلام سے بھی شفاعت اور حمایت اسکی مفہوم ہوتی تھی قاتل کے حبس کا حکم فرمایا اور مقتول کا منصب
میان من اللہ دکنی کو جو دانشمند اس عصر کا تھا اور خصائل حسنہ کی صفت مین موصوف تھا رجوع فرمایا اور سنہ ۸۴۱ آٹھ سو اکتالیس
ہجری مین زوجۂ سلطان مسماۃ آغا زینت مخاطب بہ ملکہ جہان نے اپنے باپ نصیر خان سے زیبا چہرہ کے غلبہ
اور شوہر کی کم عنایتی کی شکایت کی نصیر خان سلطان علاء الدین سے رنجیدہ ہوا اور سلطان احمد شاہ گجراتی کی
صلاح سے تسخیر مملکت برار کا عازم ہوا اور آدمی پوشیدہ امراے برار کے پاس بھیجکر بطمع فراوان اپنی اطاعت کی ترغیب
دی اور انھون نے متفق اللفظ والمعنی اقرار کیا کہ نصیر خان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے اگر اسکی نوکری
اختیار کرکے اس کے مخالفون کو شمشیر سے مارین گے غازی ہون گے پھر ایک عریضہ مشعر وفور اخلاص و اعتقاد اور التماس

وزیر کل کرکے امور مملکت مین قوی دست کیا اور عماد الملک غوری کو جو مرد کہن سال تھا اور عمر اپنی خدمت سلاطین بہمنیہ مین بدولت و حشمت بسر کی تھی امیر الامرا کرکے باتفاق شاہزادہ محمد خان و خواجہ جہان لشوکت و تجمل تمام کفار بیجانگر کے سر پر کہ پانچ برس کا خراج خزانہ عامرہ مین داخل نہ کیا تھا اور اس کی بیباقی مین دلیل بیجا اٹھاتا تھا مقرر کیا اور یہ فوج سلطانی جب ولایت کنہرہ مین داخل ہوکر تاخت و تاراج مین مشغول ہوئی راے بیجانگر نے سراسیمہ اور مضطرب ہوکر بیس ہاتھی اور آٹھ لاکھ ہون نقد اور دو سو گانے والیان رقاصہ و ہنرمند اور علاوہ اسکے اور بھی چیزین عمدہ اور نفیس شاہزادہ محمد خان کے پیشکش کرکے واپس کیا اور جب شاہزادہ قلعۂ مدکل کے اطراف مین پہونچا بعضے فتنہ پردازان دکن نے کہ مشہور آفاق تھے اسکی سمع مبارک مین پہونچایا کہ سلطان احمد شاہ نے آپکو سلطنت مین شریک کیا تھا مناسب یہ ہے کہ سلطان علاء الدین شاہ ان دو امر سے ایک اختیار کرین یا آپ کو مسند فرماندہی پر اپنے پہلو مین جلوہ گر کرین اور باتفاق امور سلطنت کو انجام دین یا ممالک محروسہ کے دو حصہ کرکے ایک پر آپ متصرف ہون اور دوسرا آپ کے قبضہ مین واگذار کرین اب صلاح وقت یہ ہے کہ اس مقام مین آپ مقیم ہوکر نصف ملک کو اپنے قبضہ اقتدار مین لادین شاہزادہ محمد خان نے فریب کھا کر عماد الملک غوری اور خواجہ جہان کو اپنے موافقت کے بارہ مین ترغیب بہت کی اور جب انھون نے اس کے ارادے سے واقف ہوکر انکار کیا فتنہ انگیزون کی ہدایت سے دونون کو قتل کیا اور بیجانگر کے روپیہ سے قوی پشت ہوکر فوج کثیر جمع کی مدکل اور رایچور اور شولاپور اور نلدرک کو ملازمان سلطانی کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور سلطان علاء الدین عماد الملک غوری کے قتل سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور فرمایا وہ خدمت ہمارے باپ اور دادا کی بجالایا تھا اور وہ ہمارے بجاے جد و پدر تھا پس ایسے شخص کی ہلاکت نتیجہ خوب نہ بخشے گی یہ کہکر سرد غینون اور خزانون کا کھولا اور سامان فوج درست کرکے سرکش بھائی کے رام کرنے کی عزیمت کرکے دار الملک سے نہضت فرمائی اور مقابلہ کے وقت ایسی حالت ان دو برادر نامدار کام گار کے مابین واقع ہوئی کہ ترک جنگجوے فلک کا دل معرکہ کے مقتولون پر جلتا تھا اور اس کیفیت سے قتال و جدال کا سانحہ وقوع مین آیا کہ اسکی شعلہ زنی سے خورشید آسمان کا چہرہ تمتمایا لیکن نسیم مراد نے گلشن فتح سے پرچم رایات سلطان علاء الدین شاہ پر جلوہ کیا چنانچہ اکثر ان امرا سے جو مصدر اس فتنہ و فساد کے ہوے تھے دستگیر ہوے اور شاہزادہ محمد خان کوہ و دشت و در و دست مین چند خواص خاص سے مفرور ہوا اور سلطان نے احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی اور اس جماعت کی تقصیر معاف فرماکے زندان سیاست سے رہائی بخشی اور مکتوب نصیحت آمیز بھائی کو لکھکر جس طور سے ممکن ہوسکا اپنے پاس بلایا اور مشمول عواطف فراوان کیا اور جو دوسرا بھائی سلطان کا شہزادہ داؤد خان مملکت تلنگ مین تربت گاہ عالم آخرت کی طرف خرامان ہوا ایچورکو جو جملۂ ممالک تلنگ سے ہے شاہزادہ محمد خان کی جاگیر کے واسطے مقرر کرکے مع تجمل شاہی اس طرف روانہ فرمایا اور اسنے مدت مدید اس مقام مین استقامت کرکے اپنی اوقات بعشرت و نشاط بسر کی اور دلاور خان کو بروز نوروز آٹھ سو چالیس ہجری مین خلع کرکے مایان کوکن کی تنبیہ و تدارک کو کہ ایک جماعت سرکش تھی تعین فرمایا اور راجہاے قلعۂ رانیل اور سنگیسر نے جب بار جزیہ اور خراج کا اپنی گردن پر رکھا دلاور خان نے راے سنگیسر کی بیٹی سلطان کے واسطے لیکر مع خزاین چند سالہ دار الخلافت احمد آباد بیدر کی طرف مراجعت کی سلطان علاء الدین۔

شاہ حبیب اللہ نے سلطان احمد شاہ کی دامادی سے اختصاص پایا شاہ محب اللہ بھی شاہزادہ علاء الدین کی دامادی سے معزز ہوے اور شاہ خلیل اللہ مورد انعام و احسان فراوان ہوکر ذوستکام اور فائز المرام وطن مالوف کیطرف روانہ ہوے اور بعضے کہتے ہین کہ نوبت روانگی نہ آئی بلکہ خاک دامن گیر دکن مین فوت ہوئے بہرحال اس وصلت کے سبب اولاد شاہ خلیل اللہ کی اعلی مراتب دنیوی پر فائز ہوکر صاحب اعتبار ہوئی اور شاہ حبیب اللہ کہ امرا کی سلک مین منتظم ہوے تھے قصبہ بیر جاگیر پائی چنانچہ ایک خانقاہ کہ اس قصبہ کے باہر ہی بعضون کا اعتقاد یہ ہی کہ اسکے بھائی محب اللہ نے بنائی اور چند معرکون مین افواج کفار پر تاخت کرکے جہاد اور غزا مین سعی کی تھی سلطان احمد شاہ سے غازی لقب پایا اور سلطان احمد شاہ کے عہد معدلت مہد مین ایک شخص باشندہ احمد آباد بیدر نے ایک کتا پالا تھا وفاداری اور حق شناسی مین مشہور و معروف تھا قضارا ایک قضیہ اسکو پیش آیا کہ وہ شخص بہت روپیہ کا محتاج ہوا اس سگ وفادار کو ایک شخص کے پاس رہن رکھکر متقلد بنا یعنے قرضہ حاصل کیا اور وہ مرتہن اس کتے کو ہمراہ لیکر قصبہ گنجولی کی طرف روانہ ہوا لیکن اثنائے راہ مین ایک دشمن سے دوچار ہوا جسنے فرصت پاکر تلوار کھینچکر دو چار زخم اسکے مارے اور اس خیال سے کہ کام اس کا تمام کرچکا بذوق و شوق تمام راہی ہوا سگ وفادار دور سے اس امر سے واقف ہوکر دوڑا اور دشمن کے وار بچاکر پس و پیش سے دشمن پر حملہ کرکے جس طرح سے ہوسکا بزخم دندان و پنجہ شیری کہ رکھتا تھا اسکو مارکر خاک مذلت پر ڈالا اور پلٹ کر مرتہن کے سرہانے آنکر سونگھنے لگا اور ایک رمق بیجان اس مین پاکر اپنا سر اسکے پانوٴن پر ملنے لگا ایسی حرکات جنسے نہایت حزن و ملال ظاہر تھا ظہور مین پہونچائین اس نے جب جانا کہ میرے دشمن کو اسنے ہلاک کیا ہی کتے پر نہایت مہربان ہوا اور ایک قریہ مین کہ وہانسے قریب تھا جاکر زخمون کے ٹانکا دینے کے لیے توقف کیا جب چند روز کے بعد اسے معلوم ہوا کہ ان زخمون سے جانبر نہونگا اور حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا ہی اس نے اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھا کہ اس کتے نے مجھ سے ایسی ایسی وفاداری اور جانفشانی کی اور میرے دشمن کو میرے انتقام مین اس طریق سے ہلاک کیا جو حق بذمہ تیرے تھا مجھے پہونچا اور مجھے تیری نسبت کسی طرح کا دعوی او رمطالبہ نہین ہی کتے کو برضا و رغبت مین نے رخصت کیا مناسب کہ اسے ہزار دوست سے بہتر جان کر اس کے احوال سے غافل نہ رہے اور اس نوشتہ کو ایک کپڑے مین لپیٹ کر اسکی گردن مین ڈال کر رخصت کیا اور کتا اپنے مالک کے پاس پہونچا لیکن اسکی نظر جوہین اسپر پڑی بآواز بلند اسے گھڑک کر آثار قہر و غضب ظاہر کیے اور کفش اٹھاکر ماری اور کہا کہ تو نے مجھے آدمیون مین بے اعتبار کیا اس بے زبان نے بیتاب ہوکر فریاد کی اور زمین پر گرکر مرگیا اس کے مالک نے اسکی گردن پر کچھ بندھا دیکھا اور کھولکر رقعہ پڑھا جب حقیقت حال پر مطلع ہوا تو اس کے فوت پر نہایت متاسف ہوا اور اسے شہر کے باہر مدفون کیا اور اس روپیہ سے جو قرض لیے تھے ایک گنبد عالی اسکی قبر پر تیار کیا اور اپنے پاس سے بھی مبالغ کثیر اسمین صرف کیے کہ وہ گنبد ابتک موجود ہی

تذکرہ سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی کے دارائی کا

جب سلطان علاء الدین بن سلطان احمد شاہ بہمنی نے بعد پدر بموجب وصیت احمد آباد بیدر کے تخت پر اجلاس کیا اپنے بھائی شاہزادہ محمد خان کی خاطرداری اور رعایت مین دریغ نہ فرمایا گھوڑے ہاتھی اور مال بے زر بر عنایت فرمائی اور دلاور خان افغان کو کہ دولتخانہ کے امرا سے تھا وکیل سلطنت اور خواجہ جہان استرآبادی کو

تھے باتفاق میر شمس الدین قمی اور ایک جماعت اہل دل سے باتحف وہدایاے وافرہ کرمان بھیجا تاکہ سلطان
کی طرف سے وکیل ہو کر دست ارادت اس قطب زمان کے دامن مین مار کر التماس دعا کی اور شاہ نعمت اللہ ولی
نے اس جماعت کا اعزاز و اکرام کر کے ملا قطب الدین کرمانی کو جو ایک دانشمند ژندہ پوش تھا اور ان کے مریدون
کے سلک مین انتظام رکھتا تھا دکن کی طرف روانہ کیا اور تاج سبز دوازدہ ترک صندوق مین رکھکر ملا قطب الدین کرمانی
کے سپرد کیا کہ امانت سلطان احمد شاہ بہمنی کی ہے اسے پہونچانا اور جب ملا قطب الدین دکن مین آیا اور اتفاقاً دور سے سلطان کی
نظر اسپر پڑی بے اختیار آواز بلند کی کہ وہی فقیر ہے جسنے خواب مین اسدن اس درخت کے نیچے جب لشکر سلطان فیروز شاہ سے
جنگ مین متحیر و متردد تھا تاج سبز دوازدہ ترک مجھے دیا تھا اور مین نے کیفیت اور چگونگی تاج کسی سے نہ کہی اگر اس قسم کا تاج
اس مرد کے پاس ہے تعبیر اس خواب کی یہی ہوگی جب ملا قطب الدین نے سلطان کے قریب جاکر سلام کیا اور شاہ نعمت اللہ
ولی کی طرف سے دعا دی اور کہا شاہ نے فرمایا ہے کہ فلان تاریخ سے ابتک اس تاج کو مین نے برسم امانت نگاہ رکھا تھا ہو ایسا
امر کہ سبب اسکے بھیجنے کا ہو وقوع مین نہین آتا تھا اسوقت تک امانت داری کی اب کہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آیا اور ایک تقریب
پیدا ہوئی واجب ہوا کہ تمھاری امانت تمھارے پاس پہونچاؤن اور سلطان احمد شاہ سے منقول ہے کہ جس وقت ملا
قطب الدین کرمانی نے یہ تذکرہ کیا مین نے ایک حالت عجیب مشاہدہ کی اور سراپا حیرت ہو کر اپنے دلمین کہنے لگا کہ اگر یہ
تاج سبز دوازدہ ترک ہو تو پھر شک نہ رہیگا ملا قطب الدین نے عالم کشف مین دریافت کر کے کہا کہ اے شاہ دغدغہ
اپنے دل مین نہ لا کہ تاج سبز دوازدہ ترک ہے اور مین وہی شخص ہون کہ شاہ ولایت پناہ کے حکم کے بموجب فلان روز عالم رویا
مین آپ کے ملاحظہ مین آیا تھا اس مین بے اختیار مولانا سے بغلگیر ہوا اور اپنے پہلو مین جگہ دیکر صندوق کھولا اور تاج کو بصفات
مذکورہ دیکھکر اپنے سر پر رکھا بیت شاہ در ہند و شیخ در ماہان ٭ تاج بخشی چنین کنند شہان ٭ اور جو شاہ نعمت اللہ ولی نے
اس شہنشاہ کو اپنے دستی مکتوب مین اعظم الشہان شہاب الدین احمد شاہ ولی لکھا تھا اس واسطے حکم کیا کہ منبرون پر اور فرامین
شاہی مین اسی عبارت سے میرا نام مذکور کرین اور اسی سال خواجہ جمال الدین سمنانی اور سیف اللہ حسن آبادی کو نعمت اللہ
شاہ ولی کی خدمت مین بھیجکر التماس ارسال ایک اولاد امجاد سے کی لیکن چونکہ آنجناب کا سوا ایک فرزند موسوم شاہ
خلیل اللہ کے باغ زندگانی مین اور ثمرہ نہ تھا اسکی جدائی اپنے اوپر شاق جانکر اپنے پوتے میر نور اللہ بن شاہ خلیل اللہ کو
دکن کی طرف روانہ فرمایا اور جب خبر انکے نزول کی بندر چول مین پہونچی سلطان نے خاص پالکی انکی سواری کے واسطے
مع سید محمد صدر و میر ابو القاسم جرجانی کے بھیجی اور جبکہ دار الخلافت کی اطراف مین پہونچے سلطان خود مع جمیع شاہزادگان
و امرا انکی پیشوائی کو تشریف لے گیا اور باعزاز و اکرام تمام شہر احمد آباد بیدر مین لایا اور جاے ملاقات مین قریہ اور مسجد تعمیر
کر کے نعمت آباد نام رکھا اور میر نور اللہ کو ملک المشائخ خطاب فرما کر جمیع مشائخ بلکہ اولاد امجاد سید محمد گیسو دراز پر مقدم
بٹھایا اور اپنی ایک دختر انکے حبالہ نکاح مین لاکر اپنی دامادی سے معزز و مقرب کیا اور جب کاشف اسرار ازلی شاہ نعمت اللہ
ولی ۸۳۴ھ آٹھ سو چونتیس ہجری مین قریہ ماہان مین ودیعت حیات سپرد کر کے حظائر قدس مین تشریف فرما ہوئے شاہ
خلیل اللہ بھی مع مخدوم زادون شاہ حبیب اللہ غازی اور شاہ محب اللہ کے دکن مین رونق افزا ہوئے اور

ہوے اور بعضے مورخین نے قلعہ بلیبول کے واقعہ کو دوسرے طریق سے نقل کیا ہی اس سے احتراز کرکے شعور
پر اختصار کیا اور سنہ مذکور مین حصار ارک احمد آباد بیدر کہ گچ و سنگ سے تعمیر کرتے تھے انجام کو پہونچا سلطان
لوازم شکر بجا لایا اور اسی سال شیر خان اپنے بھانجے کو کہ جسکی ہدایت سے سلطان فیروز شاہ کو شدت مرض مین
گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا اسکے وجود کو سبب عدم حصول سلطنت اپنے فرزندون کی نسبت جانتا تھا ایک گناہ
مین مواخذہ کرکے قتل کیا اور ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس ہجری مین ہوشنگ شاہ مالوہی نے اس خلاف کے سبب کہ
درمیان دکنیون اور گجراتیون کے ظاہر ہوا تھا فرصت پاکر ولایت نرسنگھ پر لشکر کھینچا اور نرسنگھ لڑائی مین مارا
گیا قلعہ کھترلہ ہوشنگ شاہ مالوہی کے تصرف مین در آیا اور جب سلطان احمد شاہ اس طرف لشکر کش ہوا نصیر خان
والی اسیر مانع آیا اور اس نے نہ چاہا کہ دونون بادشاہون مین گفتگو بڑھے نوبت بہ نیزہ و شمشیر و گرز و تیر
آئے بندگان خدا کی مفت مین جان جاے اور بعد گفت و شنود بسیار مقرر ہوا کہ قلعہ کھترلہ ہوشنگ شاہ مالوہی
اور ملک برار سلطان احمد شاہ بہمنی کے مدام قبضہ قدرت مین رہے اس نہج پر دونون شاہون کے درمیان مین
عہد و پیمان موکدہ لیکر اور سوگند مغلظہ دیکر ہر ایک کو دار الامارۃ کی طرف رخصت کیا اور اسی چندروز مین سلطان
احمد شاہ نے ممالک تلنگ مین جاکر بعضے زمینداروں کو کہ شاہزادہ داؤد خان سے سرکشی کرتے تھے قتل کرکے
مراجعت فرمائی اور قریب ایک منزل احمد آباد بیدر مین پہونچکر ناصر الدین کربلائی کو کہ سلطان احمد شاہ نے پیغمبر
آخر الزمان کو خواب مین اسکی صورت مین دیکھا تھا اور شیخ آذری نے اسکی سفارش لکھی تھی پانچہزار روپیہ خاصکر
اسکو دیے اور قریب تیس ہزار روپیہ کے سادات کربلاے معلی علی مشرفہا آلاف التحیۃ والثناء کے واسطے اسکے ہاتھ
ارسال کیے اور اسی روز سید ناصر الدین کا گذر ایک مقام مین ہوا کہ شیر ملک اس مقام مین اپنے خواص سے
بیٹھا تھا سید نے چاہا کہ گھوڑے پر سوار اسکے سامنے سے گذرے شیر ملک کہ امراے نامدار سے تھا یہ ادا
سید کی اسے نہایت ناگوار اور دشوار ہوئی فرمایا کہ سید کو خانہ زین سے کھینچو سید غضبناک ہوکر سلطان کے پاس گئے
اور شیر ملک کی بے ادبی گذارش کی سلطان نے دلاسا دیکر فرمایا کہ خدا و رسول کے حوالہ کر کہ سزا اسکی دیگا اور جب
موکب شاہی احمد آباد بیدر مین پہونچا ایکدن تخت پر اجلاس کرکے ہر ایک امرا کو خلع کرکے جاگیر کی طرف رخصت کیا جب
شیر ملک اس کے روبرو آیا اور وہ بے ادبی کہ سید کربلائی سے کی تھی اسے یاد آئی سلطان نے فیل قصاب نام کو طلب
کرکے شیر ملک کو اسکے پانون کے نیچے ڈالکر پامال کیا نظم ندیدے کس از خویش وا ز اجنبی ؛ گرامی تر از اہلبیت نبی ؛
بجان معتقد بود سادات را ؛ جہان اہل تقدیس و طاعات را ؛ پسندش قوی بود و دیش درست ؛ بجز داد گر یاری از کس نجست ؛
اور جب بارہ برس اور دو مہینے اسکی جہانداری کے منقضی ہوئے ماہ رجب کی اٹھائیسوین تاریخ ۸۳۸ھ آٹھ سو اڑتیس
ہجری مین اس جہان فانی سے رحلت کی کہتے ہین سلطان احمد شاہ بہمنی اپنے عہد مین مشائخ اور درویشان صاحب حال
سے خوب سلوک کرتا تھا اور ہمیشہ اس طائفہ کا طالب رہا اور چونکہ ان دنون مین آوازہ ارشاد شاہ
نعمت اللہ ولی کا اور مقامات و کرامات انکے عالمگیر ہوئے شیخ حبیب اللہ جنیدی کو جو انکے خاندان کے مریدون سے

تعین کیا چنانچہ دونون شاہزادے خلیج کے کنارے کہ ولایت مہایم مین ہے فروکش ہوئے دونون مین کوئی جرأت
عبور نہ کرتا تھا جب مدت مقابلہ کی دراز ہوئی شہزادۂ علاء الدین آب و ہوائے کوکن کی بے اعتدالی سے علیل
ہو کر چند منزل سے پلٹ آیا اور شاہزادہ ظفر خان فرصت پاکر خلف حسن بصری سے ہم مصاف ہوا جنگ عظیم ہوئی
فی الجملہ دونون طرف کے بہادران صف شکن کہ ہمیشہ مشتاق جنگ یک دیگر تھے اور قرب و جوار کے سبب ایک
دوسرے کو خیال مین نہین لاتا تھا اپنی شوکت دکھاتا تھا کہ آج زمانہ لڑائی اور طالع آزمائی کا ہے اپنا جوہر ذاتی دکھایئے
کہ نام صفحۂ روزگار پر یادگار رہے اس روز ہزارہا جوان سر میدان مردانگی اور جوانمردی کر کے ایسے لڑے کہ پرے کے
پرے خالی ہو گئے اور دو ہزار مرد نے نقد جان دیکر راہ عدم لی اور اسی دار وگیر مین خلف حسن بصری کا بھائی حسین
بن حسن کہ سردار عمدہ تھا گجراتیون مین دستگیر ہوا اور دو سردار دکنی ضرب تیر سے مقتول ہوے انکے مرتے ہی سپاہ دکن کو
شکست نصیب ہوئی مال و اسباب ساز و سلب بسیار اسپ و فیل بیشمار گجراتیون کے تصرف مین آیا اور تاریخ محمود شاہی
مین نظر سے گذرا کہ شاہزادہ علاء الدین نے بھی اس معرکہ مین حملہ ہاے مردانہ کیے لیکن جو فتح کوشش سے میسر نہین ہوتی مجروح
اور شکستہ و خستہ ہو کر خلف حسن بصری کے ہمراہ منہزم ہوا جب یہ خبر حیرت اثر سلطان احمد شاہ کے گوش زد ہوئی آتش
خشم و غضب کانون سینہ مین مشتعل ہوئی شدت سے حزین و ملول ہوا جابجا فوج کو نامہ لکھے اور لشکر کثیر و جم غفیر فراہم لاکر
گجرات کی طرف متوجہ ہوا اور جب سلطان احمد شاہ اپنے ممالک سے سپاہ جمع کر کے مقابلہ کے واسطے گرم عنان ہوا
دکنیون نے قلعہ بیسول کو کہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے متعلقون کے تعلق اور تصرف مین تھا محاصرہ کیا جب سلطان
احمد شاہ گجراتی بعظمت و استیلاے تمام اس نواح مین پہونچا سلطان بہمن نژاد نے محاصرہ سے دست کش ہو کر پیشقدمی
کی اور مدت مدید ایک دوسرے کے مقابل خیمہ و خرگاہ برپا کر کے جنگ مین سبقت نہ کرتے تھے یہانتک کہ طرفین کے
علما و فضلا نے درمیان آنکر نائرہ منازعت کو آب زلال موعظت سے بجھایا اور یہ مقرر ہوا کہ قدیم الایام سے جو قلعے
اور پرگنے تمھارے زیر نگین اور تصرف مین رہے ہین اسپر اکتفا کرو اور ایک دوسرے کے ملک لینے کی طمع نہ کرو صلح
پر راضی ہوا فراموش حال ماضی ہوا اور تاریخ الفی مین مذکور ہی کہ سلطان احمد شاہ بہمنی گجراتیون کی فکر مین اور دکنیونکی
شکست سے کہ جزیرۂ مہایم مین کھائی تھی مار دم بریدہ کی طرح پیچتاب کرتا تھا یہانتک کہ ۸۳۵ھ آٹھ سو پینتیس ہجری مین خبر پہونچی کہ
محمود خان ولد حاکم گجرات کسی تقریب کے سبب ولایت ندربار مین مقام رکھتا ہی سلطان بہمن نژاد فرصت غنیمت جانکر
اسپر فوج کش ہوا اور کوچ متواتر سے اس حدود مین پہونچا اور جب سلطان احمد شاہ گجراتی بھی بطور تاخت متوجہ ہوا
دکنیون نے صلاح مراجعت مین دیکھی اور چار منزل سے پلٹ آئے اور گجراتیون نے بھی معاودت کی عزیمت کی اور
آب تاپتی کے کنارے فروکش ہوے اور جاسوسون اور مخبرون نے دوبارہ جاکر خبر پہونچائی کہ دکنیون نے عود کر کے قلعہ
بیسول کو محاصرہ کیا ہی گجراتی بھی پلٹ کر قلعہ بیسول کی طرف متوجہ ہوئے دونون لشکر ایک دوسرے سے مقابل ہو کر ایک
دن صبح سے شام تک جنگ مین مصروف رہے جب دن تمام ہوا شام ہو گئی لڑائی صبح پر موقوف رہی اسی شب
کہ دونون حاکم میانجی طلب تھے بغیر اسکے کہ حرف مصالحہ درمیان مین آوے کوچ کر کے اپنے ممالک کی طرف

بہ نیم ساعت سحر آفری نمی ارزد ٭ ہزار سال گردش دوران اقبالخشند ٭ القصہ سلطان احمد شاہ نے عاقبت اندیشی
کرکے شاہان مالوہ کی برخلاف داعیہ کیا کہ نصیر خان حاکم آسیر سے جو اپنے تئین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
کی اولاد سے منسوب کرتا تھا اُس کی بیٹی شمشاد قامت لالہ رخسار کی اپنے شہزادۂ علاء الدین کے واسطے
خواستگاری کرے پھر عزیز خان نامے کو جو مقربون سے تھا نصیر خان کے پاس بھیجکر طالب پیوند ہوا اور وہ ہمیشہ شاہان
گجرات سے متزلزل خاطر ہو کر یہ خوف رکھتا تھا کہ مبادا ولایت خاندیس کو میرے تصرف سے برآوردہ کرین سلطان احمد
بہمنی کے ارادہ کو ایک نعمت شگرف تصور کرکے برضا و رغبت پیغام قبول کیا اور جشن عظیم اور طوی بزرگ ترتیب
دیکر بطریق شاہان روزگار بعد فراغ رسم شادی اپنی بیٹی مع ساز و سامان و اسباب نقد و جنس و کنیزان خوبپیکر و غلامان
زرین کمر جہیز مین دیکر دارالخلافت احمد آباد بیدر کی طرف روانہ کیا اور اس بار سے سبکدوشی اور تعلق سے آزادی حاصل
کی سلطان احمد شاہ نے اس عروس کو ایک باغ مین جو شہر کے کنارے تھا ایک بارہ دری عالیشان مین فروکش کیا اور
شہر مین آئینہ بندی کرکے دو مہینے تک لوازم جشن و طوی قائم رکھا اور ایسی ساعت مین کہ شناسندگان علوی و سفلی
نے تجویز کی تھی اس زہرہ جبین گوہر درج عصمت بحر شرافت کو شہر مین لاکر شاہزادۂ مشتری خصائل کے ساتھ ہمقران
کیا اور اس جشن کے بعد سلطان احمد شاہ نے چند ممالک اپنے فرزندون پر تقسیم کیے ولایت رام گڑھ اور ماہور اور
کلم مع برسخے مملکت برار شاہزادہ محمود خان کے سپرد کرکے اس طرف روانہ کیا اور شاہزادۂ داؤد خان کو اثاثۂ شاہی
دیکر اور امراے قدیمی معتبر اسکے ہمراہ کرکے تلنگ کی حکومت عنایت فرمائی اور شاہزادۂ علاء الدین والاشان کو کہ
خلف الصدق تھا ولیعہد کرکے اسکے چھوٹے بھائی شاہزادۂ محمد خان کو جو سب شاہزادون سے چھوٹا تھا شریک شاہی
کیا اور موافقت اور عدم مخالفت کے بارہ مین بھائیون سے قسم لی اور وہ کام جو کبھی پیش نہین جاتا ہے اسکے انجام
مین مصروف ہوا اور خلف حسن بصری ملک التجار کو دو ہزاری کرکے دولت آباد کا سپہ سالار کیا اور اواخر سنہ ۸۳۳
آٹھ سو تینتیس ہجری مین اسے باعظمت و شوکت تمام اس طرف روانہ کیا اور حکم فرمایا کہ کوکن زمین کو جو دریاے عمان کے
سواحل پر واقع ہے باغی اور طاغی کے خار وجود سے مصفا اور پاک کرے اور ان راجاؤن کو کہ قدم اپنے اندازہ سے
باہر رکھکر مصدر فساد ہوے ہین قلع اور قمع کرے اور خلف حسن بصری ملک التجار سلطان احمد شاہ کے حکم کے موافق کاربند
ہوا اور اقبال عدو مال سلطانی کی برکت سے تھوڑے عرصہ مین جمیع متمردون اور مفسدون کو بانواع راستی علاج کرکے
مملکت کو غل و غش سے بری کیا اور اسکے گرد و نواح مین جتنے قلعے اور قلب مکان مسکن سرکشان تھے سب فتح کیے اور
زر سرخ و سفید فیلون پر بار کرکے بارگاہ مین ارسال کیا سلطان احمد شاہ نے مسرور ہو کر خلعت خاصہ کمربند و شمشیر مرصع
اور بھی عنایات سے کہ اس سے پیشتر کوئی ملازم اس خاندان کا اس قسم کے الطاف و نوازش سے ممتاز نہوا تھا سرفراز فرمایا
اور خلف حسن بصری نے وفور اخلاص و اعتقاد کے اظہار کے واسطے جزیرۂ ماہیم کو جو شاہان گجرات کے ضبط مین تھا مفتوح کیا اور
فتنہ جو مدت سے بند تھا کھولا اور سلطان احمد شاہ گجراتی نے یہ خبر سنکر اپنے فرزند ظفر خان کو بالشکر گجرات بقصد استرداد
ماہیم مقرر فرمایا اور شاہ دکن نے بھی اپنے شاہزادہ علاء الدین کو خلف حسن بصری کی مدد کے واسطے

بادشاہ کے حضور مین عہد کیا تھا کہ مادام الحیات بہمن نامہ کے لکھنے مین مصروف رہونگا اس واسطے جبتک خراسان مین زندہ رہا اکثر اوقات شریف بہمن نامہ کی تالیف مین صرف کرتا تھا اور سال بھر کے عرصہ مین جو کچھ نظم ہوتا تھا اسے دارالخلافت دکن مین بھیجتا تھا القصہ بہمن نامہ داستان ہمایون شاہ بہمنی تک شیخ کے نتائج فکر سے ہے اور اس کے بعد ملا نظیری اور ملا سامعی اور بھی شعرا نے دولت بہمنیہ کے انقراض تک ہر ایک نے جو کچھ کہ توفیق پائی داستان اور حکایات شاہان دیگر کو لاحق کر کے سلک نظم مین کھینچکر ملحقات بہمن نامہ شیخ آذری کیا بلکہ بعضے بے انصافون نے اکثر ابیات خطبہ کو تغیر دے کر وہ تمام کتاب اپنے نام کر لی لیکن اختلاف رتبہ شعرا سے جان سکتے ہین کہ وہ تمام کتاب ایک شاعر سے نہین ہے اور جب کلام اس مقام مین پہونچا لازم ہوا کہ کچھ احوال شیخ آذری کا اس کتاب مین ثبت اور درج کرے وہ یہ ہے کہ وہ مشاہیر شعرائے اپنے زمانے سے تھا جدت فہم وجودت ذکا مین شہرت رکھتا تھا چنانچہ ایک وقت باتفاق شیخ صدرالدین رواسی مشہد مقدس رضویہ علی مشرفہ ۱۲۱ہجری آلاف الثنا والتحیۃ مین الغ بیگ میرزا کی ملاقات کو گیا میرزا نے اول شیخ صدرالدین سے پوچھا کہ آپ رواس سین یا روا ث ثنا مین شیخ نے جواب دیا مین رواص بصاد ہون میرزا نے فرمایا کہ آپ وہ بھی نہین ہین کس واسطے کہ رواص کلام عرب مین نہین آیا اسکے بعد شیخ آذری سے استفسار کیا کہ آذری تخلص رکھنے کا کیا باعث ہے شیخ نے کہا فقیر ماہ آذر مین متولد ہوا تھا اس واسطے آذری تخلص کیا ہے میرزا نے فرمایا تم شاعر پیشہ نہین ہو وہ آذر بضم ذال ہے نہ فتح شیخ نے بدیہۃ جواب دیا کہ ذال ماہ آذر نے بہت برس ذل وخواری مین گذرانی اور پشت اسکی دوتا ہوئی اور ساتھ اسکے نزدیک ہوا تھا کہ ذکر اسکی پشت کا واقع ہووے لیکن مقام شعور اور راک مین آکر قائم ہوا اور پیٹھ اسکی سیدھی ہوئی میرزا طبع بلند دیکھکر خوشوقت ہوکر شیخ کی صحبت غنیمت سمجھا اور انعام وافر عطا فرماکر مشتاق اسکی مصاحبت کا ہوا اور شیخ سن کہولیت مین درویشی طریق کی طرف مائل ہوا اسفرائن سے حجاز گیا اور حج اکبر اور طواف روضہ منورہ خیر الانام علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام کر کے عنان عزیمت ہندوستان کی طرف منعطف کی اور سلطان احمد شاہ بہمنی کی خدمت مین پہونچکر قصائد غرا کہے اور انعام وافر اور تشریفات فاخرہ سے مالامال ہوکر بخطاب ملک الشعراء مخاطب ہوا جب ایک مدت کے بعد حب وطن نے جوش وخروش مین لائی پھر شہزادہ علاء الدین کے مساعی جمیلہ اور امداد موفورہ سے خراسان کی طرف مراجعت کی اور رخصت کے وقت یہ بیت کہی بیت من ترک ہندو جنیہ و جیپال گفتہ ام ٭ باد برو تت چونہ بیگ جونمی خرم ٭ اور شیخ دکن سے جب اسفراین پہونچا اس حدود مین خیرات ومبرات بہت کر کے بقلاع ورباط جب استغنا تیار کیے اور طاعات وعبادات کی بجاآوری مین مشغول ہوا اور ۸۶۶ھ آٹھ سو چھیاسٹھ ہجری مین برحمت ایزدی واصل ہوا یعنے اس سرائے فانی سے کوچ کر کے دارالبقا کی راہ لی اور یہ غزل اسی کے نتائج افکار سے یادگار ہے غزل بمجلسی کہ درو گنج کبریا بخشند ٭ ہزار افسر شاہی بیک گدا بخشند ٭ دلا بمیکدہ بار روز وشب گدائی کن ٭ بود کہ در دو گشتا جرعہ بما بخشند ٭ شدیم پیر بعیان چشم آن داریم ٭ کہ جرم ما بجوانان پارسا بخشند ٭ غلام ہمت آن عارفان باکرمم کہ یک صواب ببینند وصد خطا بخشند ٭ بکوے میکدہ از مفلسی چہ غم دارم ٭ کہ ساقیان ہمہ جام جہان نما بخشند

خاطر خواہ تیار کی اور تھوڑے عرصہ مین محل شاہانہ اور منازل خسروانہ تعمیر کیے پھر امرا اور اعیان درگاہ اور تمام سپاہ نے
دور عمارت شاہی مین طرح منازل و مساکن ڈالکر اس شہر کا نام احمد آباد بیدر موسوم کیا اور کتب ہند کہ اس سے پانچ ہزار
سال پیشتر تصنیف ہوئین ان مین لکھا ہی کہ قدیم الایام مین شہر بیدر رایان دکن کا تخت گاہ تھا اور جو راجہ کہ اس شہر کے
تخت پر جلوس کرتا تھا مملکت مرہٹ اور تلنگ اس کے زیر نگین رہتی تھی اور راجہ بھیم سین جو نہایت عادل اور
عاقل اور شجاع اور سخی تھا وہ بھی شہر بیدر کے رایان مشہور سے ہی اور راجہ نل شاہ مالوہ عاشق یانہ راجہ بھیم سین کی دختر
پر کہ دمن نام رکھتی تھی عاشق ہوا اور انکی عاشقی اور معشوقی کا قصہ ہندوستان مین معروف ہے اور شیخ فیضی شاعر
نے جلال الدین محمد اکبر شاہ کے حکم کے بموجب ان کی داستان سلک نظم مین منتظم کر کے اس کا نام نلدمن رکھا اگر کسی کو
رغبت انکے عشق و محبت پر اطلاع کی ہووے اس کتاب کو معائنہ کرے القصہ سالک مسالک طریقت شیخ آذری اسفراینی
کہ ان دنون مین سلطان احمد شاہ کا ملازم رکاب تھا قصیدے مدح شاہ اور تعریف شہر و عمارات مین موزون کیے
اور بادشاہ کے ملاحظہ مین گذران کر صلہ لائق اور رفائق پایا اور سلطان کے حکم کے موافق بہمن نامہ کہنا شروع کیا جب
سہ شہریار کی داستان انجام کی کتاب بادشاہ کے ملاحظہ مین درلایا اور ولایت کی رخصت طلب کی بادشاہ نے
رمایا مجھے سید محمد گیسو دراز کی فوت سے ایک کلفت عظیم کا سامنا ہی اور تیرا وصال دفع کرنے والا ہوا غم والم ہی ایسا
نکر کہ تیرے فراق مین بھی مبتلا ہوون شیخ نے جب اس قسم کے التفات سلطان سے معائنہ کیے ہندوستان کی سکونت
ختیار کر کے اپنے فرزندون کو ولایت سے طلب کیا چنانچہ ان دنون مین قصر دارالامارۃ بخوبی تمام تیار ہوا اور شیخ
نے یہ ابیات موزون کین **ابیات** حبذا قصر مشید کہ ز فرط عظمت ؛ آسمان سدہ از پایۂ این درگاہ است ؛ آسمان
ہم نتوان گفت کہ ترک ادب است ؛ قصر سلطان جہان احمد بہمن شاہ است ؛ اور ملا شرف الدین مازندرانی نے کہ شاہ
نعمت اللہ کے مریدان اور خوشنویسی مین معروف و مشہور جہان تھے ان بیتون کو بخط جلی لکھکر سنگ تراشان تلنگی کو جو
اقلیدس مین سحر آفرین تھے حوالہ کین انھون نے اس کو سنگ نفیس و کلان پر کندہ کر کے دروازہ پر چسپان کیا ایک دن
سلطان کی نظر اسپر پڑی شہزادہ علاء الدین سے پوچھا کہ یہ کس کے اشعار ہین عرض کی شیخ آذری کے نتائج طبع سے
ہین شاہ محظوظ ہوا شہزادہ نے فرصت اور عرض کا موقع پا کر گذارش کی کہ شیخ بمقتضائے حب الوطن من الایمان
کے ارادہ روانگی ولایت رکھتا ہے اور کہتا ہی کہ حضرت اگر رخصت عطا فرماوین حج اکبر کا نصف ثواب جو مجھے نصیب ہوا ہی
پیشکش کرونگا بادشاہ اس امر سے زیادہ تر شگفتہ ہوا اسی وقت شیخ کے احضار کا حکم دیا اور شاہ نے خزانچی سے چالیس ہزار
روپیہ منگوا کر شیخ کے روبرو رکھے شیخ کی جب نظر اس زر خطیر پر پڑی بادشاہ سے کہا الایجل عطایا کم الامطایا کم بادشاہ یہ
جملہ سنکر متبسم ہوا اور فرمایا کہ بیس ہزار روپیہ خرچ راہ اور وجہ کرایہ کے واسطے حاضر کرو اور جو ساعت نیک پہونچی
تھی اسی مجلس مین خلعت خاصہ اور پانچ غلام ہندی عطا فرما کر رخصت معاودت ولایت ارزانی رکھی اور گویا یہ رباعی
ہی شاہ کی شان مین کسی شاعر نے موزون کی ہی **رباعی** صواب کرد کہ پیدا نکرد ہر دو جہان ؛ یگانہ داور دادار
داور بیہمال ؛ وگرنہ ہر دو بہ بخشیدے او بوقت کرم ؛ امید بندہ نماندے بایزد متعال ؛ اور شیخ آذری نے جو کہ رخصت کیوقت

گردون وقار انگشت دانتون مین داب کر اسکی جرأت سے حیران ہوا اور اسکے خاطر ملکوت ناظر مین یہ خطرہ گذرا کہ یہ امر
اس سرزمین جنت تزئین کی آب وہوا کی تاثیر سے ہی مناسب یہ ہی کہ اس مقام کو شہ نشین کرکے دار الملک کر دانون پھر اپنا
مافی الضمیر مقربان درگاہ اور بزرگان بارگاہ سے تقریر کیا نظم شہنشہ بہ پیران سخن بر کشاد ؛ کہ اینک بر بوم فرخ نہاد ؛
بسازم من اینجا یکے خوب جاے ؛ کہ باشد نشاوی مرا رہنماے ؛ بر آرم یکے قلعہ از سنگ لاخ ؛ بود اندرو باغ و ایوان و کاخ ؛
نشستن گہے برفرازم چو ماہ ؛ چنان کو بود در خور تاج گاہ ؛ یکے شہر سازم بدینجاے من ؛ کہ خیرہ بماند درو انجمن ؛
القصہ سبھون نے زبان بدعا و ثنا کھولی اور یہ بیت پڑھی بیت اے شہنشاہ مبارک روکہ حاصل میکنند ؛ اختران آسمان
از طلعت نیک اختری ؛ جس امر نے خاطر اقدس مین کہ مہبط انوار ربانی اور مورد الہامات غیبی ہی پرتو ڈالا ہی صلاح دولت
ابد پیوند ہی کسواسطے کہ یہ مکان مملکت دکن کے وسط حقیقی مین واقع ہوا ہی اور آب وہوا مین زمین یہانکی بہتر اماکن ہندوستان
سے ہی اور مسودان اوراق کا کہتا ہی کہ مین نے بلاد معظم ہندوستان کو دیکھا لطافت و خوبی مین مانند اس مملکت کے نظر نہ آیا
زمین اسکی شنجرف سودہ کی طرح سرخ ہی اور ایام برسات مین کہ خوبترین فصلہاے ہندوستان سے ہی کیچڑ مطلق نہین ہوتی
ہی کسواسطے کہ اطراف شہر مین دس فرسخ تک جو اکثر زمین سرخ ہی اور چسپیدگی نہین رکھتی سیر و شکار کے وقت ساون بھادون
مین نہ گھوڑا تشویش کھینچتا ہی نہ آدمی کیونکہ گھوڑون کا سم اور آدمیون کا قدم گل آلود نہین ہوتا کیچڑ کا چھینٹا سر پر نہین پہونچتا
پانون نہین پھسلتا ہاتھ مین جوتیان اور پائنچا چڑھانیکی نوبت نہین آتی ادھر مینہ برسا ادھر پانی جابجا بہ گیا شہر کا گلی کوچہ صاف رہگیا
اور علاوہ اسکے یہ تکلف ہی کہ جامہ اور بدن سرخ نہین ہوتا اور اکثر میوہ خراسان اور عراق کا وہان پیدا ہوتا ہی اور خواجہ محمود
گاوان الملخاطب بخواجہ جہان نے زعفران اور امرود اور قسم قسم کے انگور اس زمین سے حاصل کیے مگر اسوقت مین کوئی مالک
و مربی نہین رکھتی اور نشیمن گاہ شاہان صاحب اقتدار نہین ہی لیکن وہ سرزمین ابتک پر میوہ تر دوسرے مقامون سے ہی
القصہ جب بزرگان صاحب وجدان ارادۂ سلطان سے واقف ہوئے نجومیون اور اختر شناسون کو بلایا اور تحقیق فرمایا
کہ حصار بیدر کے نزدیک یہ شہر احداث کرنا اور دار الخلافت بنانا بحسب اجرام علوی اور سفلی کیا صورت رکھتا ہی نظم زاختر
شناسان بپرسید شاہ ؛ کہ گر سازم اینجا یکے جاے گاہ ؛ ازو فرو بختم بسامان بود ؛ دیا کار با جنگ سازان بود ؛ بگفتند یکسر
بشاہ گزین ؛ کہ خوب ست و فرخندہ انجام این ؛ جب نجومیون نے یہ مژدہ جان بخش سنایا مہندسان اقلیدس شعار
اور طراحان مانی آثار کہ ہر ایک علم ریاضی اور ہندسہ مین بقراط و سقراط و جالینوس زمان تھے اور مختلف امصار اور
اقطار سے شاہی سریر ثریا نظیر کے خدام مین منسلک اور منتظم ہوے تھے کلک بصارت سے صورت شہر و عمارت
کو لوح مہارت پر لکھا اور سلطان کے نظر مبارک مین پہونچایا اور جس ساعت مین کیوان بلند ایوان نے اپنے
بیت الشرف کو مشرف کیا تھا اور ناہید عیش گستر برج ثور مین جلوہ گر اور قمر سریع السیر فلک برج اسد مین کہ
خورشید کا آشیانہ ہے اپنی منزل گاہ کیے ہوئے اور مشتری سعادت اثر اپنے جلوہ گاہ مین رحل اقامت ڈالے
ہوئے تھی بناے شہر اختیار کی اور ہزار ہا روپیہ صرف کرکے کاریگر ایک سے ایک جلد دست بہتر اور معمار دانشمند
پرور تلاش کرکے آئے وہ اپنے کام مین مشغول ہوئے اور اس مقام مین کہ قدیم الایام مین حصار بیدر تھا دائرہ

کو بہت اعزاز اور اکرام سے تسکین تشفی دیکر جائے محفوظ مین بٹھایا اور خلعت و انعام دے کر مردم معتبر اور چند خواجہ سرا ہمراہ کر کے مالوہ کی طرف روانہ کیا اور نرسنگہ اپنے بیٹون کو لیکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلطان کو کھترلہ مین لیجا کر ضیافتون مین مشغول ہوا اور پیشکش ہاے لائق گذرانی از انجملہ ایک من الماس اور یاقوت اور مروارید عدن تھا اور سردارون اور نامدارون کی بھی خدمت ہاے لائقہ سے لوازم تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور بادشاہ کی مشایعت مین باتفاق فرزندان قصبہ ماہو تک آیا اور خلع اور معزز ہوکر وہان سے باخاطر شگفتہ اپنے شہر کی طرف راہی ہوا اور تاریخ مالوہ مین مسطور ہے کہ سلطان احمد شاہ جب عازم تسخیر کھترلہ ہوا اور راے کھترلہ نے ہوشنگ شاہ سے مدد طلب کی وہ فوج لیکر مدد کو آیا لہذا اس معاملہ پران دونون بادشاہ کے درمیان جنگ ہوئی واللہ اعلم بالصواب اور سلطان احمد شاہ اسی یورش مین جب حصار سیدر کے حوالی مین پہونچا عزم شکار مین مع فرزندان و مقربان لشکر سے جدا ہوکر مانند فلک دوار کے سیار ہوا نظم بنالیدن درآمد طبلک باز ٭ درآمد مرغ صید افگن بہ پرواز ٭ زیکسو تیرہ بازان سبک تیز ٭ بہ خون صید کردہ پنجہ ہا تیز ٭ وزان سوے دگر شاہین بہ پرواز ٭ ربودہ نقد جان از کبک دراز ٭ اور اثناے سیر مین نظر خجستہ اثر اس کی ایک صحرا پر جا پڑی کہ وسعت و خضرت (سبزی) مین گویا سپہر اخضر اور لطافت و صفا مین چشمۂ خور یا کوثر تھا اسکا صحن زمین مثل بہشت برین اقسام ریاحین سے آراستہ اور رنگ برنگ نباتات (گل) اور رستنی سے پیراستہ تھا اور ہر طرف اس کے سبزہ زار تھا باغ سے زیادہ پر بہار تھا چشمہاے سرد و شیرین روان تھے جانوران آبی قاز قرقرے مرغابی پران تھے کہین نیل گاے پہاڑی ہرن کی طرح چوکڑی بھرتے تھے اور کبھی پھولون کی مہک سے مست ہوکر گرتے تھے مجاوران شام و سحر اسکی خاکپاک مین طبلہ عنبر اشہب کھولے ہوے اور مسافران صبا و شمال اسکی ہواے فیض بخش مین نافہ مشک اذفر لئے ہوے تھے نظم زہر سو چشمہ چون آب حیوان ٭ چراغ لالہ ہر جانب فروزان ٭ شقائق رستہ و سبزہ دمیدہ ٭ نسیم صبح جیب گل دریدہ ٭ ناگاہ اس صحراے پر فضا مین ایک لومڑی نظر آئی کہ مکر و فریب و خدع کے مکتب مین بیٹھکر شیطان کو درس دیتی تھی اور نیرنگ سازی و شعبدہ بازی مین ساحر تو کیا فلک شعبدہ باز کو بازی دیتی تھی صیادون کا فریب تو بہت دیکھ چکی تھی کبھی اپنے تئین بطمع خام گرفتار دام نہ کیا نظم روبہے چست و دغا پیشہ بود ٭ مایۂ تمغاے آن بیشہ بود ٭ لعبت و بازیگر صحرا وہ ٭ وز دوگان بردہ بازی فزدہ ٭ ہم در صحر الفغان بودا زد ٭ ہم سگ دہ نعرہ زنان بعواز ٭ در رہ جستن شدے از ہم گم ٭ صحن فلک رفتہ بجاروب دم ٭ القصہ وہ حیلہ گر دغا پیشہ صحرا و بیشہ مین رہا کرتی تھی او نشاط و انبساط سے جست کرتی تھی اور بیٹھتی تھی اور لطائف الحیل سے آپکو سگان تیز دندان کی نظر سے پوشیدہ رکھتی تھی اسکی حرکتین دیکھکر سلطان احمد شاہ نے تفریح کیواسطے حکم فرمایا کہ تمام قلادہ سگان شیر چنگال اس محتال کے دنبال چھوڑین تو اس صحراے پر فضا اور دشت پر بہار مین کہ نہایت وسیع اور ہموار ہے حیلہ گر کی نیرنگسازی سے ابتہاج و سرور حاصل ہووے میر شکار نے چند تازی شیر صولت اسکے تعاقب مین چھوڑے اور لومڑی کی جو ہین انپر نظر پڑی شعبدہ بازی کر کے ہر چند چاہا کہ بحیلہ و نیرنگ انکے چنگ و دندان سے آپکو رہا کر کے کسی سوراخ مین درآوے میسر نہوا اور جب کتون نے جولانی مین سبقت کر کے چاہا کہ اس تک آپکو پہونچادین عاجز ہوکر اس بیت پر ماثر کیا بیت وقت ضرورت چو نماند گریز ٭ دست بگیرد سر شمشیر تیز ٭ بعزم ستیز و آویز پلٹ کر تازیون پر حملہ آور ہوئی و تھر یار

اور بھی علما رسلطان سے کہنے لگے کہ اب تک کبھی ایسا اتفاق نہین پڑا کہ شاہان بہمنیہ مسلمانون سے لڑے ہون اس
صورت مین حضرت کو بدنامی سے پرہیز لازم ہے خصوصًا اس مقدمہ مین کہ تمام خلقت کہے گی کہ سلطان کفار کی حمایت
کرکے اہل اسلام سے محاربہ کرتا ہے اور سلطان کہ ہوشنگ شاہ کے لشکر سے بیس کوس ادھر پہونچا تھا اس کلام سے
متاثر ہوکر آدمی اسکے پاس بھیجا کہ نرسنگھ اس سرکار کے متعلقون سے ہے شایان محبت وہ ہے کہ آپ اپنی ولایت
کی طرف کوچ کرجایئن کہ ہم بھی علماے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی التماس کے موافق اپنی ولایت کی
طرف متوجہ ہین اور ایلچی ابھی مالوہیان کے اردو مین نہ پہونچا تھا کہ دکنیون نے کوچ کیا اور ہوشنگ شاہ اس
پیغام سے نہایت آزردہ اور آشفتہ ہوا اور بسبب اس غرور کے کہ سلطان کے ہمراہ رکاب پندرہ ہزار سوار سے
زیادہ نہ تھے اور آپ تیس ہزار سوار رکھتا تھا بہ تعجیل تمام شاہ کے پیچھے روانہ ہوا چنانچہ جس منزل سے کہ سلطان
احمد شاہ بہمنی کوچ کرتا تھا وہ اس مقام مین فروکش ہوتا تھا جب ناہنجاری اسکی حد سے گذری سلطان نے عالمون
کو طلب فرمایا اور کہا جو کچھ تم نے فرمایا تھا اور تعمیل اس کی واجب تھی مین بجالایا اور یہ بے ناموسی برداشت کی کل
یہان سے کوچ کرکے احمال واثقال روانہ کرونگا اور فلان دریا کے کنارے کہ میری مملکت ہی مقیم ہونگا اس حالت
مین جو شخص کہ میرے مقابل آوے گا اس سے لڑونگا اور ایسی حالت مین حدیث کے بموجب وبال شامل حال اسکے
ہوگا اور علما نے اسکو جائز رکھا چنانچہ دوسرے دن اس نیت سے افواج آراستہ کرکے چارسو ہاتھی جنگی کہ
ان مین سے اکثر مست تھے جابجا نگاہ رکھے اور میمنہ عبدالقادر خانجہان اور میسرہ عبداللہ خان نبیرہ اسمعیل فتح
سے آراستہ کی اور چتر سیاہ شاہزادۂ علاءالدین کے سر پر لگا کر قلب کو اسکے سپرد کیا اور خود مع دو ہزار سوار انتخابی
اور بارہ فیل جنگی دست چپ کی طرف کمین گاہ مین بیٹھا ہوشنگ شاہ نے اسدن کو بھی اور روزون کی طرح قیاس کرکے
بے تامل تعاقب کیا اور بروایت صحیح مع سترہ ہزار فوج کے فوج دکن کے مقابل ہوا جب فرصت لشکر جمع کرنے کی
نہوئی جنگ مین مشغول ہوا اور بازار گیر ودار گرم ہوا ہر ایک جوان شیر نیستان پیل تن اہل مالوہ اور دکن نے کہ سالہاے دراز
سے آرزومند جنگ یکدیگر تھے ہنرہاے ذاتی عیان کیے ۔ نظم ۔ دو لشکر بصحرا کشیدند فوج ۔ دو دریاے آتش برآورد موج ۔
شد از ہر دو سو لشکر آراستہ ۔ قیامت ز رشے زمین خاستہ ۔ نمودند شیران مفرد سوار ۔ بمیدان یکے بایکے کارزار ۔
چو راہ ہوا بستہ شد بر عقاب ۔ ز دیدہ نہان شد برو ز آفتاب ۔ جب طرفین نے سپرین سنبھالکر تلوارون پر ہاتھ ڈالا اس
چمک سے لڑنے لگے کہ آنکھ خیرہ ہوتی تھی سلطان احمد شاہ یہ حال دیکھ کر کمین گاہ سے برآمد ہوا اور بہ نفس نفیس شیر ژیان
اور پیل دمان کیطرح لشکر ہوشنگ کی صف پر حملہ کیا اور لشکر ہوشنگ اسکے حملہ کی تاب نہ لاکر بھاگ نکلا فوج دکن نے
دست بہ نیزہ و شمشیر ہوکر تعاقب کیا اور دو ہزار مرد اہل نبرد غنیم کے قتل ہوے ساز وسلب واحمال واثقال انکا تاراج
ہوا اور ہوشنگ شاہ کے حرم اور دو دختر اور دو سو فیل دستگیر ہوے ناگاہ اس حال کی خبر نرسنگھ کو پہونچی وہ
بھی ضیق محاصرہ سے برآمد ہوکر سدراہ مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہوا جو مسلمان اسکے ہاتھ آیا اسے قتل کیا اور بہت
اہل اسلام اسکے ہاتھ سے شہید ہوے سلطان احمد شاہ یہ سنکر نہایت متاسف ہوا اور ہوشنگ شاہ کے اہل [illegible]

و

واسطے کہ قلاع متین مین متحصن ہوکر اعلام مدافعہ بلند کیے تھے مامور فرمایا اور خود فتح و فیروزی دار الملک حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرما ہوکر مع الخیر پہونچا اور وہ آرزو کہ شاہان ماضیۂ بہمینہ نے حاصل نہ کی تھی اسے نصیب ہوئی اور ۸۲۹ھ آٹھ سو انتیس ہجری مین قلعہ ماہور پر جو کسی تقریب کے سبب سلاطین بہمینہ کے تصرف سے برآوردہ ہوکر ایک زمیندار کفار کے ہاتھ آیا تھا چڑھائی کی اور باوصف اسکے کہ اس قلعہ کو صلح و امان سے لیا لیکن نقض عہد کرکے اس زمیندار کو مع پانچ چھ ہزار ہنود تہ تیغ کیا اور انکی آل اولاد کو قید کر لایا اور حصار کلم کو فتح کیے معدن الماس کو کہ حاکم گونڈواڑہ کے تحت مین تھی اپنے قبض و تصرف مین لایا اور بت خانے شکست و مسمار کرکے ان مقامون پر مسجدین تعمیر کین اور موذن اور خادم اور روغن چراغ مقرر کیا اور سال بھر ایلچپور مین مقام کرکے قلعۂ کاویل کو احداث کیا اور قلعہ ترنالہ کی مرمت کرکے مراجعت کی اور غرض اسکے بنانے سے یہ تھی کہ مملکت خاندیس و مالوہ اور گجرات جو صاحبقران امیر تیمور گورگان نے سلطان فیروز شاہ کو عنایت فرمائی تھی ایلچپور مین اقامت کرکے آہستگی اور تدبیر سے اسپر متصرف ہوا اسکے بعد بیجانگر کی تسخیر کیواسطے عنان عزیمت منعطف کرے اور جب یہ راز ہوشنگ شاہ والی شادی آباد مندو کو دریافت ہوا اسنے نرسنگھ حاکم قلعہ کھترلہ کو جو باج گذار بہمنیان تھا اپنی متابعت اور موافقت کی ہدایت کی نرسنگھ نے یہ امر قبول نہ کیا اور ہوشنگ شاہ نے والی خاندیس کی صلاح سے دو مرتبہ لشکر اس کی ولایت پر بھیجا اور ہر بار اسکے لشکر نے شکست پاکر بحال ابتر مراجعت کی پھر تو ہوشنگ شاہ نے قہر و غضب مین آنکر تیسری بار ایک جماعت معتمد کو اس ولایت پر روانہ کیا اور انھون نے سرزمین اس ولایت مین پہونچکر بہت خرابیان واقع کین یعنے لوٹ مال کے سوا باغ ویران کیے زراعت پامال کی کھیت میدان کیے اسپر بھی اکتفا نکرکے بعضے پرگنات پر اسکے قابض و متصرف ہوئے اور نرسنگھ جب لشکر کی فراہمی مین مشغول ہوا ہوشنگ شاہ نے خود اُس طرف کی عزیمت کی اور سفر کے سامان مین مصروف ہوا اور نرسنگھ نے بیتاب اور مضطرب ہوکر ۸۳۲ھ آٹھ سو بتیس ہجری مین ایلچی مع عرضداشت سلطان احمد شاہ کی خدمت مین روانہ کیا کہ ان دنون مین ہوشنگ شاہ والی مالوہ ایک لشکر عظیم اور فوج بیقیاس فراہم لاکر اس دولتخواہ قدیم کی مملکت کا قصد رکھتا ہی اور اس زمانے سے کہ غلام نے سلطان فیروز شاہ جنت آرام گاہ کی غلامی کا حلقہ اپنے گوش مین اور زین پوش اسکی اطاعت کا اپنے دوش پر ڈالا ہی حکام اطراف کمترین کو اس درگاہ کے منسوبون سے جانتے ہین حاشا کہ بندگان دارا دربان اپنے بندگان صمیمی کی امداد اور معاونت مین تساہل روا رکھین اور بجلد فریاد کو پہونچین سلطان نے فرمان اسی وقت عبد القادر المخاطب بخانجہان کے نام جو کہ حاکم برار تھا بھیجا کہ بمجرد وصول فرمان قضا جریان لشکر برار کو جمع کرکے نرسنگھ کی کمک کو روانہ ہووے اور پیچھے سے خود بھی چھ ہزار سوار خنجر گذار ہمراہ لیکر شکار کے بہانہ سوار ہوا اور شکار کنان ایلچپور مین داخل ہوا اور ہوشنگ شاہ ابھی اپنی ولایت مین تھا کہ سلطان احمد شاہ شکار قمرغہ مین مصروف ہوکر دو مہینے اس شکار مین مشغول رہا ہوشنگ شاہ سلطان کے توقف سے گمان اسکی زبونی پر کرکے بطریق ایلغار کھترلہ کے اطراف مین آیا اور بعد تاراج و غارت کے قلعہ کو محاصرہ کرکے زبان لاف و گزاف مین وا کی اور سلطان احمد شاہ یہ خبر سنکر ایلچپور سے کھترلہ کی سمت متوجہ ہوا اس عرصہ مین ملا عبد الغنی صدر اور نجم الدین مفتی

رخصت کیا اور خود بدولت و اقبال دار الملک حسن آباد گلبرگہ تشریف لایا اور اس سال امساک باران کے سبب سے قحط عظیم واقع ہوا تھا اور نہریں اور کنوین اکثر ممالک دکن کے خشک ہو گئے تھے چنانچہ اکثر چارپائے اور جانور صحرائی بے آبی سے مر گئے اور سلطان احمد شاہ نے دروازہ خزانہ کا کھولکر سپاہ پر تقسیم کیا اور غلہ شاہی کے کھتے کھولکر غربا اور مساکین کو بانٹا جب ایک سال اس طرح پر گذرا اور دوسرے سال بھی آثار نزول فیوض آسمانی کا ظہور نہوا سلطان احمد شاہ نے مضطرب ہوکر علما اور مشائخ اور زہاد کو نماز استسقا کی تکلیف دی لیکن اسپر بھی اثر مترتب نہوا اعیان سلطنت اسے شوم جانکر کلمات ناخوش اور حرف بیجا کہتے تھے آخر کو سلطان خود متاثر اور محزون ہوکر بہ نفس نفیس صحرا کی طرف گیا اور تنہا ایک بلندی پر چڑھ کر چند رکعت نماز ادا کی اور نہایت عجز و انکسار سے سر زمین پر رکھکر اسقدر زاری اور بیقراری کی کہ خدا کی قدرت سے اسیدم ایک ابر عظیم آسمان پر نمودار ہوکر برسنے لگا اور سلطان نے محظوظ ہوکر عرض کی کہ مین فیض سبحانی اور رحمت ربانی سے نہ بھاگونگا اور اس قدر توقف کرونگا کہ باران تھم جاوے۔ نظم

برآمد یکے میغ از تیغ کوہ ٭ بغرید غریدن با شکوہ ٭ ببارید باران و شند یدباغ ٭ جہان گشت از سر چو روشن چراغ ٭ ہمہ شہر ویرانہ آباد شد ٭ دل شاہ از خرمی شاد شد ٭

اور جو لوگ کہ سلطان کے ہمراہ آئے تھے سب شدت ہوا اور باران سے کانپنے لگے اور بہیئت مجموعی صغیر و کبیر جوش و خروش مین آنکر کہنے لگے کہ ای سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ولایت تیری معلوم ہوئی اب شہر کی طرف مراجعت فرما تو خلق آسودہ ہووے اور جو سلطان خود بھی پانی کے ترہونے سے بہانہ طلب تھا عین بارش مین دار الامارۃ مین آیا اور اسی دن سے سلطان احمد شاہ ولی بہمنی ملقب اور مشہور ہوا اور چونکہ رائے بیجانگر کے ساتھ رائے ورنگل کے متفق ہونے سے بادشاہ رائے ورنگل سے بہت ناخوش تھا سنہ ۸۲۸ آٹھ سو اٹھائیس ہجری مین عزم تسخیر ورنگل اور سائر بلاد تلنگ کا مصمم کرکے سوار ہوا جبکہ قصبہ گلکنڈہ مین پہونچا خان اعظم عبد اللطیف کو مع امرا اس حدود کی طرف برسم ہراولی پیشتر روانہ کیا اور خود بھی ایک مہینے اور بیس دن کے بعد قدم رکاب ظفر مین لایا اسی درمیان مین فتحنامہ ورنگل کا پہونچا اور اس فتح کا باعث یہ تھا کہ خان اعظم جب ورنگل کے اطراف مین پہونچا رائے تلنگ نے لشکر اطراف و اکناف سے بہم پہونچا کر فرصت غنیمت جانی کیونکہ ابھی سلطان نے معرکہ جدال و قتال مین نزول نہ فرمایا تھا الغرض صف جنگ آراستہ کرکے لڑا اور بتائید یزدانی رائے ورنگل مع سات ہزار تلنگہ سوار و پیادہ کے مقتول ہوا اور ورنگل اہالیان سلطانی کے تصرف مین آیا اور سلطان باطمینان تمام ورنگل مین داخل ہوکر جمیع خزینے اور دفینے پر کہ راجہ کے آبا اور اجداد نے ہزار محنت و مشقت دست برد نہب و غارت سلطان محمد تغلق شاہ سے گوشہ محفوظ مین نگاہ رکھا تھا سہل ترین وجوہ سے متصرف ہوا اور خان اعظم عبد اللطیف کو دس ہاتھی بزرگ نامی اور بیس ہاتھی کوچک اور ایک مالا مرصع اور چار سر ن مروارید اور چالیس ہزار ہون نقد عنایت فرمائے اور پھر باقی بلاد تلنگ کے لینے کے واسطے تعین کیا اور وہ تین چار مہینے کے عرصہ مین اکثر بلاد تلنگ کو مسخر کرکے جابجا تھانہ بٹھا کر بادشاہ کی ملازمت سے ورنگل مین مشرف ہوا سلطان والا دودمان قدردان بہت خوش ہوا گلے سے لگایا پھر دوبارہ خلعت فاخرہ سے ممتاز کرکے اور زیادہ اقتدار کیا پھر بعضے وارثان مملکت تلنگ کے قلع قمع

اور غازیان اسلام مین سے پانچ سو نے شربت شہادت چکھا اور سلطان نے تائید ایزدی اور عبدالقادر کے حزم و ہوشیاری
سے اس بلیہ سے نجات پائی اور دوبارہ تخت شاہی میسر ہوا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت یہ اور عجائب روزگار
سے ہے کہ سلطان عظیم الشان مالک اتنے ہزار خیل و حشم کا ساتھ ایسی مختنون کے کہ بادشاہون کو کم وقوع مین آتی ہے گرفتار
ہوا تھا عاقبت بخیر گذری سلطان احمد شاہ نے اسی دن عبدالقادر کو بالقاب برادر جان بخش و یار حق گذار اور خطاب
خانجہان اور منصب دو ہزاری سے سرفراز فرماکر سپہ سالار لشکر تلنگ کیا اور اسکے بھائی عبداللطیف کو کہ جس نے اس
معرکہ مین کمال شجاعت دکھلائی تھی خطاب خان اعظم و منصب دو ہزاری عطا فرماکر سردار لشکر تلنگ کیا خانجہان نے
چالیس برس از روے استقلال برار کی حکومت کی لیکن فتح اللہ عماد الملک نے جو آخر مین بادشاہ برار کا ہوا اس کو
قتل کیا جس کا تذکرہ عنقریب ہوگا وہ خانجہان کے غلامون سے تھا غرضکہ اسی طرح سے سلطان احمد شاہ نے ہر ایک تیرانداز
کو خلعت ہاے فاخرہ اور خطاب ہاے لائقہ اور منصب ہاے مناسب سے نوازش فرمائی اور لوازم عنایت مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا اور سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی اور حسن خان اور فرخ خان
اور علی خان ہر ایک ایک صدی ہوے اور قاسم بیگ صف شکن نے منصب پانصدی پر ممتاز ہوکر کلبر کی جاگیر
پائی اور خواجہ بیگ نے خطاب قلندر خان اور منصب دو صدی پایا اور حسن آباد گلبرگہ کی داروغگی پر مامور ہوا اور
میر علی گرد نے ایک کفار بیجانگر کو ضرب بندوق سے ہلاک کیا تھا کافرکش کا لقب پایا اور امراے ہزاری مین منتظم
ہوا اور عبداللہ کابلی نے منصبداران صدہ سے ہوکر بلدۂ جنیر کی حکومت پائی اور خواجہ حسن اردستانی اور
خسرو بیگ اوزبک بھی امیران صدہ سے ہوکر دونون کو حکم ہوا کہ شاہزادہ کو آداب تیراندازی سکھاوین اور
خلف حسن بصری المخاطب بملک التجار نائب کو حکم ہوا کہ عراقی اور خراسانی اور ماورا النہری اور رومی اور عرب کے
تین ہزار تیرانداز بلازم رکھین اور اسی طرح سے جمیع امرا کو حکم ہوا کہ تیراندازی کی تربیت مین کوشش کرین اور اپنی اولاد کو بھی
رسوم تیراندازی تعلیم دین اور بعد اس قضیہ کے سلطان نے کوچ کیا اور بیجانگر مین آنکر تسخیر کی تدبیر کی اور محصورون
کی تنگیت مین کوشش کی آخر کو دیو راے نجات عاجزی مین دیکھکر طالب صلح ہوا اور سلطان نے یہ شرط کی کہ اگر خراج
چندسالہ فیلان خاصہ کی پشت پر بار کرکے اپنے فرزند کے ہمراہ مع نقارہ اور سرنا اور نفیر دیر عوض بھیجے البتہ صلح قبول
ہوگی دیو راے نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا اپنے بیٹے کو جو نہایت چرب زبان اور لسان تھا با تحائف فراوان
اور بہت سا نقد و جنس اور امتعہ نفیسہ تیس ہاتھی کوہ پیکر خاصہ کی پشت پر کہ انھین اپنے محلات خاصہ مین باندھتا
تھا اور خود ہر روز انکا اہتمام کرتا تھا روانہ کیا اور سلطان کے حکم کے موافق امرا نے استقبال کرکے اردو بازار کے
درمیان سے نقارہ بجاتے شور و خروش کرتے سلطان کے بلاخطہ مین در لائے اور سلطان دیو راے کے بیٹے سے
بغلگیر ہوا اور اپنے تخت کے قریب جگہ دی اور خلعت فاخرہ ٹپکا کمر و خنجر مرصع وغیرہ سے سرفراز کرکے بیس گھوڑے عراقی
و عربی اور بیس گھوڑے راہوار ترکی اور بدخشی اور پانچ فیل اور پانچ چیتے اور نو تازی شکاری کتے اور
وائیں کہ ہرگز کرناٹکیون نے مثل انکے نہ دیکھے تھے عنایت فرماے پھر وہاں سے کوچ کرکے آب کشنہ کے کنارے سے اسے

درمیان مین داخل ہوا اور جس مقام مین پہونچتا تھا زن و فرزند انکے اسیر کرکے سلطان محمد شاہ غازی کے خلاف قرارداد رسم و شفقت کو یکسو چھوڑکر کفار کو تہ تیغ بیدریغ رکھتا تھا جسوقت کہ بیس ہزار ہندو قتل ہوکر شمار مین آئے تین روز مقام کرکے جشن ہائے عظیم ترتیب دیتا تھا اور شادیانے کے نقارے بجاکر بتخانون کو توڑتا اور معابد آتش پرستون کے ویران کرکے گاؤکشی مین کوتاہی نہ کرتا تھا اور چار بت برنجی حسن آباد گلبرگہ کی طرف بھیجے کہ سید محمد گیسو دراز کے مکان کے آستانہ کے آگے ڈالین تو زائرون کے لکدکوب ہون کہتے ہین جن دنون کہ سلطان بتخانون کی تخریب اور گاؤکشی مین مشغول تھا ایام نوروز پہونچنے سے ایک حوض بزرگ کے کنارے مقام کیا اور اس درمیان اتفاقات سے ایک دن سلطان بہ قصد شکار لشکرگاہ سے برآمد ہوا اور ذوق شکار مین ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا سرپٹ پھینکا یہانتک کہ اردو سے چھ کوس پرے جا پڑا اس صورت مین کفار نابکار جو پانچ چھ ہزار سوار کے قریب آپس مین ہم عہد تھے کہ آپ کو فدائی بناکر سلطان پر پہونچکر ہلاک کرین اور اس ظلم و جور کا انتقام لین یہ کہکر گھوڑون باد پا عالم پیما پر سوار ہوکر سلطان کے سراغ مین روانہ ہوئے اور ایسے وقت اسکے قریب پہونچے کہ تیراندازان مغل قریب دوسو کے جانوران رانده کے پیچھے گئے تھے کچھ دکھنی ساتھ تھے سلطان متحیر ہوا دور سے ایک چاردیواری کہ اہل زراعت نے گاؤ اور گوسفند رہنے کو صحرا مین آبادی سے دور بنائی تھی نظر آئی سلطان بتعجیل تمام اس طرف متوجہ ہوا اور کفار عاصی نے گھوڑے اٹھاکر نہایت تہرو تعصب سے تعاقب کیا اور ابھی چاردیواری مین نہ پہونچا تھا کہ ایک شکستہ نالہ حائل ہوا اور اسکے عبور کیوقت کفار نے پہونچکر تخمیناً دوسو دکنی تیرون سے مقتول کیے اور قریب تھا کہ سلطان بھی ضائع ہوجاوے کہ ناگاہ وہ تیرانداز کہ جانوران شکاری کے تعاقب مین گئے تھے آپہونچے اور تیراندازی مین مشغول ہوئے اور کفار کو گونہ توقف واقع ہوا سلطان اس شکستہ آب سے گھوڑا اڑاکر برآمد ہوا اور ہزار مشقت و محنت سے آپکو چاردیواری مین پہونچایا بعدہ بہادران تیرانداز دیوار وحق پر چڑھکر جنگ مین مشغول ہوئے اور سب نے دل مرگ پر دھکر کلمہ شہادت کا زبان پر جاری کیا اور سید حسن بدخشی اور میر فرخ بدخشی اور میر علی سیستانی اور میر علی کرد اور عبداللہ کابلی اور خسرو اوزبک اور خواجہ حسن اردستانی اور خواجہ قلندر بیگ اور قاسم بیگ صف شکن نے ابنی جوانمردی اور مردانگی کی ظہور مین پہونچائی اور سلطان کی زبان مبارک سے تحسین و آفرین کی صدا سنتے تھے اور کافرون نے ضرب بندوق سے چند بہادران تیرانداز کو شہید کرکے دیوار پر سے گرا دیا پھر پانچ چھ ہزار کافر دیو سیرت عفریت منظر ضرب شمشیر و نیزہ و خنجر سے چہار دیواری کے کھودنے اور گرانے مین مشغول ہوئے اور سلطان نے چند تیرانداز دکنی سے اس چہار دیواری مین مضطرب اور حیران ہوکر رضا بقضا دی لیکن چونکہ عنایت سبحانی شامل حال تھی سر سلحداران عبدالقادر بن محمد عیسی بن محمود بن عماد الملک کہ دو صدی منصب رکھتا تھا اسکے دل مین یہ اندیشہ گذرا کہ بادشاہ چند مردم خاصہ سے شکار کو گیا ہی ایسا نہ ہو کہ دشمن قابو پاکر اسیر تاخت لاوین پھر اسیوقت دو تین ہزار خاصہ خیل شاہی ہمراہ لیکر بطور ایلغار روانہ ہوا اور ایسے وقت سلطان کی خدمت مین جا پہونچا کہ کفار پانچ چھ گز دیوار مسمار کرکے جنگ مین مشغول تھے سر سلحداران عبدالقادر افواج ترتیب دیکر فدایان کفار پر حملہ آور ہوا اور جنگ عظیم واقع ہوئی افضال الٰہی اور اقبال بادشاہی سے غالب آیا اور قریب ہزار سردار کفار ناہنجار کے کہ فلک انکے قتل سے عاجز تھا علف تیغ ہ

دل صفا منزل مین پہونچے لیکن چپلک کے بعد معزول ہوکر فیروز آباد کے قلعہ مین محبوس ہوا اور اس مقام مین نقد حیات خزینہ دار
جنت کے سپرد کی قصہ مختصر سلطان احمد شاہ نے اخلاق خجستہ کے سبب خاص و عام کو مطیع اور فرمانبردار کیا پھر گجرات
کی سرحد امراے معتبر کے سپرد کرکے باطمینان تمام چالیس ہزار سوار جرار نامدار خنجر گذار ہمراہ رکاب لیکر کرناٹک کی طرف متوجہ
ہوا دیو راے نے اس واقعہ کو واقعہ اول خیال کرکے احضار لشکر کا حکم دیا اور راے ورنگل کو بھی اپنی کمک کے واسطے طلب
کیا اور لشکر بیشمار مور و ملخ سے افزون کہ کوہ و ہامون اس سے عاجز آتے تھے ہمراہ لیکر ارباب سلام کے استیصال کے واسطے
روان ہوا اور آب تمہندرہ کے کنارے پر پڑاؤ ڈالا اور سلطان احمد شاہ نے بعد قطع مراحل اور طے منازل مع جوانان تہمتن و
پہلوانان صف شکن آب تمہندرہ کی ساحل پر دیو راے کے مقابل نزول اقبال و حلول جلال فرمایا اور چونکہ لشکر غنیم مین
دس لاکھ پیادے توپچی اور کماندار تھے اور راتون کو بدمعاشون اور چورونکی طرح بہت خرابی کرتے تھے یعنے گھوڑے اور سوار
ضائع کرتے تھے سلطان احمد شاہ نے بطریق روم ارابہاے آتش خانہ کہ عدد اسکے قریب دو ہزار تھے لشکر کے گرد کھینچکر چالیس روز
تک قیام کیا اور تاخت و غارت سے اس طرف کی تمام ولایت جو دیو راے کے تصرف مین تھی خاک سیاہ کی اور ہر چند بمساعی
جمیلہ چاہتا تھا کہ کسی ڈھب سے کفار آب تمہندرہ سے عبور کرکے مصاف کرین لیکن یہ مطلب نہ حصول ہوا آخر سلطان نے
جمیع امرا اور منصبدارون کو طلب کرکے عبور آب کے بارہ مین کہ پایاب تھا اور جنگ کے مقدمہ مین مشورہ کیا غرض کہ بعد
مشورہ و گفتگو سب جنگ کرنے اور پانی سے عبور کرنے پر متفق اللفظ ہوئے اور سبھون نے یکدل اور یک زبان ہوکر
مصحف مجید کی قسم کھاکر اقرار کیا کہ کل صبح کے وقت ہم افواج آراستہ کے ہمراہ عبور کرکے جنگ مین مصروف ہونگے
لیکن جب یہ خبر اردوے کفار مین منتشر ہوئی اول شب کو راے ورنگل نے مع لشکر تلنگ کوچ کرکے اپنی ولایت کا
راستہ لیا اور دیو راے سحر کے وقت افواج کو آراستہ کرکے جدال و قتال پر مستعد ہوا اس درمیان مین عالم خان اور لودی خان
اور دلاور خان افغان کہ باپ اور دادا سے امراے اس خاندان سے تھے بالاے آب سے مع دس ہزار سوار عبور
کرکے علی الصباح لشکر کفار کے حوالی مین پہونچے اور بسبب اتفاق دیو راے مع ایک جماعت خاصہ افواج سے جدا ہوکر
باغ نیشکر کے کنارے سوتا تھا اور مسلمان نیشکر کی تاراج کے واسطے اسطرف متوجہ ہوے اور دیو راے بخیال اس کے کہ
دیدہ و دانستہ سر پر چڑھے آتے ہین مضطرب ہوکر باغ نیشکر کی طرف بھاگا اور رتاراجیون نے مور و ملخ کی طرح اس باغ مین
داخل ہوکر اسے ایسا اجاڑا کہ گویا سبزی کا اثر نہ تھا آخر ش چند سپاہی دیو راے سے دوچار ہوے اسے باغبان تصور کرکے
نیشکر کا پشتارہ اس کے دوش پر رکھ کر جلو مین ڈالا دیو راے نے حیات کو غنیمت جانکر کچھ نہ کہا جب قدرے راہ طے کی
سلطان احمد شاہ کے عبور کا غلغلہ اور دیو راے کے گم ہونے کی افواہ خاص و عام مین مشہور ہوئی ابھی کچھ رات باقی تھی کہ
دیو راے کی سپاہ متفرق ہوئی اور لشکر سلطانی غارت مین مشغول ہوا کہ شیرین تر نیشکر سے تھا دیو راے فرصت پاکر
تمام مفرورون کی طرح بھاگا اور ظہر کے وقت اپنے ایک امراے مقرب کے پاس پہونچکر چتر سر پر لگایا اور اس خبر کے
مشہور ہونے سے اس کے امرا اور جمیع سپاہ فراہم ہوئی لیکن دیو راے نے اس امر کو شگون بد سمجھکر عزیمت قتال فسخ کی
اور بیجانگر مین جاکر قلعہ بند ہوا اور سلطان احمد شاہ نے بیجانگر کی طرف سے عنان منعطف فرمائی ولایت کفار کے

امتیازش را * رباعی در آتش ہرزہ فکر زائل نکنی * اندیشہ ہر خیال مائل نکنی * این نقد خزینۂ دماغست بکوش * تا صرف بجنس ہاے باطل نکنی * تذکرہ سلطنت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد شاہ بہمنی نور اللہ مضجعہ کا سلطان احمد شاہ قوانین لشکرکشی اور آئین فرمانروائی خوب جانتا تھا اور اپنے بھائی کی پیروی کرکے سادات وعلما اور مشائخ کی تعظیم وتکریم مین حتی الامکان تقصیر نہ کرتا تھا اور ابتداے سلطنت سے بسبب اس کرامات کے کہ اسکے حق مین ظاہر ہوئی تھی سید محمد گیسو دراز کی عزت وتوقیر بہت کرتا تھا اور بمقتضاے الناس علی دین ملوکہم خلائق دکن بھی اس خلاصۂ مشائخ کی طرف رجوع ہوئی اور آستان فیض نشان اس کا مطاف جہانیان ہوا اور سلطان احمد شاہ بخلاف سلاطین ماضیہ شیخ محمد سراج کے خاندان کے شمع ارادت کو خاموش کرکے سید محمد گیسو دراز کا مرید ہوا اور چند قصبہ اور قریہ سرکار حسن آباد گلبرگہ بشمول دیگر پرگنات انھین وقف کیے اور ایک مکان نہایت وسیع اور پاکیزہ شہر کے متصل ان کے واسطے ترتیب کیا چنانچہ اس وقت تک کہ سلطنت حسن آباد گلبرگہ نے بہمنیہ سے عادل شاہیہ کیطرف انتقال پایا ہے اکثر قریات اور قصبات عمل درآمد قدیم کے موافق ان سید والانژاد کی اولاد امجاد کے تصرف مین ہین اور آدمی دکن کے سید ممدوح سے حد سے زیادہ اعتقاد رکھتے ہین یہان تک کہ ایک شخص نے ایک مرد دکنی سے پوچھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ہین یا سید محمد گیسو دراز اسنے جواب دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ اگرچہ پیغمبر خدا اور خاتم الانبیا ہین لیکن سبحان اللہ مخدوم سید محمد گیسو دراز چیزے دیگر ہین اور اسی قول سے عقیدہ اور اخلاص اہالی دکن کا نسبت ان سید مخدوم اور انکے خانوادہ کے قیاس کرنا چاہئیے القصہ جب سلطان احمد شاہ بہمنی شاہ ہوا تمام ہمت سلطان کی جبر شکست اور دیو راے کے انتقام مین مصروف رکھکر ساز وسامان مین مشغول ہوا اور خلف حسن بصری کو وکیل امور سلطنت کرکے ہزار و دوصدی کا منصب عطا کیا اور چونکہ وہ سابق مین تجارت پیشہ تھا ملک التجار خطاب دیا اور وہ خطاب دکن مین شائع ہوا اور بحالت تحریر ان سطور تک جاری ہے اور حسن وفا اور دولت خواہی منظور رکھکر ہشیار عین الملک کو امیر الامرا خطاب دے کر ہزار و پانصدی کیا اور بیدار نظام الملک کو دولت آباد کی سرلشکری تفویض فرماکر دو ہزاری کیا اور ثقات سے سنا گیا کہ سلاطین بہمنیہ کی درگاہ مین ہر ایک لشکریان اطراف اربعہ سے منصب دو ہزاری رکھتے تھے اور امیر الامرا ہزار و پانصدی اور وکیل سلطنت ہزار و دوصدی اور باقی امرا اور منصبدار ہزاری سے زیادہ اور صدی سے کم نہ تھے اور چونکہ امراے ہزاری ہوتا تھا طوق وعلم ونقارہ پاتا تھا اور حسن خان ولد سلطان فیروز شاہ جو کہ وارث ملک تھا جمیع ارکان دولت اسکے قتل وحبس وکور کرنے کی سلطان کو صلاح دیتے تھے اور سلطان احمد شاہ نے انکی تجویز کے برخلاف عمل کرکے اسکو پانصدی کیا اور چونکہ وہ عیاش تھا اسکے سوا دوسرے کام سے رغبت چندان نہ رکھتا تھا فیروز آباد اسکی جاگیر مقرر کی کہ وہان جاکر قلعہ تہندرہ کے کنارے عیش وعشرت مین مشغول ہووے اور جس وقت چاہے فیروز آباد مین چار کوس تک سیر وشکار کے واسطے سوار ہووے اور بے فرمان شاہ چار کوس سے زیادہ تر قدم آگے نہ بڑھاوے حسن خان شہزادہ اس حالت کو مراتب شاہی سے بہتر اور افضل سمجھا اور جب تک اس کا عم بزرگوار زندہ رہا بفراغت تمام بسر کی اور کبھی ایسا نہ کیا کہ غبار کلفت اس

دار الملک کی سمت متوجہ ہوا احمد خان نے قلعہ کے گرد استقامت کی ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک باتفاق
حسن خان بالائے برج آئے اور دونون توپ اور بندوق سر کرنے لگے حسب اتفاق ایک گولہ توپ کا احمد خان کے
خیمہ پر آیا جس سے کچھ لوگ ضائع ہوے اس واسطے احمد خان وہان سے کوچ کرکے اس سے کچھ دور عقب پر فروکش
ہوا اور یہ خبر گوش حق نیوش سلطان مین پہونچی حسن خان ولیعہد سے فرمایا بادشاہی باتفاق لشکر و موافقت
سران سپاہ و پیلان خیر خواہ ہی جبکہ تمام خلائق درگاہ ارکان دولت اور وزیر و امیر تیرے چچا کے شریک ہوے صلاح
ملک اس مین ہے کہ فرش نزاع کو کہ موجب خرابی و فنا ہے لپیٹ اور احمد خان کی اطاعت کے لیے جاکر سلام کر
اور اپنے ساتھ قلعہ مین لاکر نزاع دور کر اس نے یہی کیا اور احمد خان خانخانان مع جماعت معتمدان قلعہ مین داخل ہوا
اور اپنے بھائی کے سرہانے جاکر سر قدمون پر رکھکر زار زار رونے لگا اور یہ بیت پڑھین ابیات از ین سرنوشتہ
ز سود و زیان ؛ فلک راہانہ منم درمیان ؛ از نیش ستاند با آتش دہد ؛ کند ہرچہ خواہد بما برنہد ؛ اور فیروز شاہ
نے اظہار بشاشت کرکے کہا الحمد للہ کہ مین نے تجھے اپنی عین حیات مین شاہ دیکھا واللہ تو شایان سلطنت اور
سزاوار مملکت ہی اور استحقاق اس کا تجھے پہونچا ہے ہان اتنی بات ضرور ہوئی کہ شفقت پدری کے باعث سے حسن خان
کی ولیعہدی مین حتی المقدور سعی کرتا تھا اب تمھین خدا کو اور حسن خان کو تیرے سپرد کیا اٹھ مہمات سلطنت مین مشغول ہو
اور مین جو چند روز کا مہمان ہون میرے احوال سے غافل نہ رہنا احمد خان اسی روز کہ شہر شوال کی پانچوین تاریخ ۸۲۵ھ
آٹھ سو پچیس ہجری تھی تاج بھائی کا عطا کیا ہوا زیب سر کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور اپنا نام احمد شاہ بہمنی رکھا
خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام پر جاری کیا اور جب سلطان فیروز شاہ نے روز دوشنبہ پندرھوین ماہ مذکور کو نقد
جان خازن بہشت کے سپرد کی پھر بآئین سلاطین غسل و کفن دیکر لاش اسکی تابوت صندلی مین اٹھاکر باپ اور دادا کے
پہلو مین مدفون کی مدت اسکی جہانبانی کی پچیس برس اور سات مہینے اور پندرہ دن مورخ نشان دیتے ہین اور بعضے
کتب مین تحریر ہے کہ احمد شاہ نے اپنے بھانجے شیر خان کے وسوسہ اور تحریک کے سبب سلطان فیروز شاہ کو
گلا گھونٹ کر ہلاک کیا تھا واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور ملا داؤد بیدری نے سلطان فیروز شاہ کا تخلص کبھی فیروزی
اور گاہے عروجی لکھا ہے اور یہ اشعار غزلیہ اس سے نقل کیے غزل بدان خدایہ زغم دہر بر دلم تنگ ست ؛ کہ دل
بہ لذت سودائے عشق در جنگ ست ؛ گل امید شگفت از نسیم وعدہ ولی ؛ ز آفتاب غم انتظار بیرنگ ست ؛ بقطع راہ محبت
مخور فریب امید ؛ کہ غایت ابدش ابتدائے فرسنگ ست ؛ بجز سرود محبت نہ کرد زمزمہ نائے ؛ کہ ہرچہ خارج این پردہ تنگ
آہنگ ست ؛ دلی بسینہ لبالب ز دوستی دارم ؛ کہ پیش اہل جہان بے بہا تر از سنگ ست ؛ دماغ طبع عروجی چہ دلکشا چمنی ست ؛
چمن نگوے کہ آن آسمان فرہنگ ست ؛ ایضاً کرشمہ جنبش آموز ست مژگان درازش را ؛ ستم کردست واجب ہر زمان
تعلیم نازش را ؛ محبت چاک بر دل میزند ہر گہ کہ در بزمے ؛ بجز دمخصوص می بینم تغافلہائے نازش را ؛ مباد آسیب
جہان یا بداز سوز دلم تا دے ؛ بدل چون رہ دہم اندیشہ زلف درازش را ؛ نیا بدلذتے زاہد ز وصلت از متاع
مانیزہ ہمان بہتر کہ در دامن کنی اجر نمازش را ؛ فروزی قامت و رخسار آن خورشید تا بانرا ؛ بسرو و لالہ می سنجد کہ بیند

احمد خان بستر خواب سے نہایت محظوظ ہو کر اٹھا خلف حسن بصری کو طلب کر کے صورت خواب اس سے نقل کی پھر یہ فرمایا
کہ اس مدت مین جنگ کے بارہ مین متردد تھا اب جو ایسی بشارت فیض اشارت غیب سے پہونچی حرب کی طرف
عازم ہوتا ہون چاہیے کہ تو وہ تدبیر جو تو نے سوچی ہے لطیفہ غیبی جانکر وقوع مین لا خلف حسن بصری زمین خدمت
کو لب ادب سے بوسہ دیکر دو سو بہادر ہمراہ لے کر کلیانی کی طرف روانہ ہوا اور شیرین زبانی اور لطف کے
ساتھ گھوڑے اور بیل ان کے مالکون سے لے کر بازگشت کی اور رات کو بیرقین رنگین درست کین اور یہ مقدمہ
کسی پر اظہار نہ کیا دوسرے دن صبح کے وقت کوچ کے نقارے پر چوب ماری اور میمنہ اور میسرہ اور قلب آراستہ
کر کے باہستگی و اطمینان تمام افواج شاہی کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور مشہور کیا کہ جمیع امرا جن کے یہ نام ہین
احمد خان سے یکدل اور ایک زبان ہو کر مع فوج کثیر اسکی کمک کو آتے ہین اور دو تین کوس پر آ پہونچے احمد خان کے ہمراہی
یہ نوید سنکر قوی پشت ہوے اور بکمال مضبوطی سے میدان مین جولانی کرنے لگے اور باوجود اپنی قلت فوج کثرت اعدا سے
اندیشہ نہ کر کے جنگ کے حریص ہوے اور ہشیار عین الملک و بیدار نظام الملک اگرچہ یہ خبر سنکر ہوش بجا نہ رکھتے تھے
لیکن سپاہ گری کی راہ سے صفین آراستہ کین اور میدان جنگ مین آے جب طرفین کا مقابلہ ہوا خلف حسن بصری نے تین سو
سوار اسپان تجار پر سوار کر کے ساتھ احسن وجہ کے ایک جانب معرکہ سے کہ صحرا مسطح تھا نمودار کیے اور ہشیار عین الملک اور
بیدار نظام الملک کو یقین ہوا کہ امرا کمک کو آ پہونچے شکستہ خاطر ہوے اور اسوقت احمد خان ایک ہزار جوان یکدل و یکرو ہمراہ لیکر
نہایت سرور سے افواج مخالفین کے قلب پر حملہ آور ہوا ہشیار عین الملک و بیدار نظام الملک جو قلب مین تھے جب دیکھا
کہ امراے میمنہ و میسرہ پسپا ہو کر بھاگے خود کچھ دیر تک حکمت عملی سے جنگ کرتے رہے آخر کو انکا بھی پانون جگہ سے ہل گیا
طریق فرار نا پائی نظم چو شد روبرو هر دو قلب سپاه ؛ کشیدند شمشیر در رزمگاه ؛ دو لشکر در آمیخت با تیغ و تیر ؛ بگردون برآمد
ز گیتی نفیر ؛ چو فیروز شد خانخانان بجنگ ؛ ز شادی برخساره آورد رنگ ؛ احمد خان خانخانان نے مظفر و منصور ہو کر
مفرورونکا پیچھا کیا اور ہاتھی اور گھوڑے اور غنیمت بیشمار دستیاب ہوئی اور اس کے بعد حسن آباد گلبرگہ کے چند
کوس ادھر نزول کیا اور بہت لشکر حسن آباد گلبرگہ کا اس سے ملحق ہوا سلطان فیروزشاہ باوجود ضعف و بیماری ہشیار
عین الملک اور بیدار نظام الملک کی صلاح سے حسن خان شہزادہ کے سر پر چھتر لگا کر خود پالکی مین سوار ہوا اور قلعہ معتمدین
کے سپرد کر کے مع گروہ امرا اور تین چار ہزار سوار خاصہ خیل و توپخانہ و فیل بسیار احمد خان خانخانان کے استیصال
کو روانہ ہوا اور جب یہ خبر احمد خان کو پہونچی بسرعت تمام پیش قدمی کر کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا حسن آباد گلبرگہ سے
تین کوس پر طرفین صف آرا ہوے اور جو تقدیر الٰہی مین یہ تھا کہ احمد خان خانخانان تاج شاہی سے مشرف ہو اسوقت
سلطان فیروزشاہ پر اسقدر ضعف غالب ہوا کہ بیہوش ہو گیا اور خبر اسکی فوت کی منتشر ہوئی خرد و بزرگ ترک
رفاقت کر کے فوراً احمد خان سے جا ملے اور ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک نہایت مضطرب و ہراسان ہو کر
بادشاہ کو پالکی مین اٹھا کر بسرعت تمام قلعہ کی طرف روانہ ہوے جب قلعہ کے دروازہ پر پہونچے سلطان ہوش مین آیا اپنے احوال
زمانہ کی بازی سے متعجب ہوا اور احمد خان خانخانان نے رعایت ادب کر کے تعاقب نہ کیا اسکے بعد قلعہ مین داخل

اگر خداوند نعمت اس کمترین کو سلک بندون مین منسلک کرکے نظر عنایت ملحوظ فرماوین امید ہے کہ خدمات شائستہ اس خاکسار دیرینہ سے ظہور مین آوین بیت من ہم ہیچ خاک وخارم وتو آفتاب ابر بخشا فلانہا تہہ را تربیت کنی ہم احمد خان خانخانان کو اخلاص اور تجہتی اسکی پسند آئی اسے اپنے ہمراہ لیا اور یہ فرمایا کہ اگر نام شاہی میرے ہاتھ آئیگی تو بھی ہمارا سہیم وشریک ہوگا یہ کہکر منزل مقصود کی طرف روانہ ہوا اسدن قصبۂ خانپور مین مقام کیا اور یہ منت کی کہ اگر خدا مجھے سلطنت عطا فرماویگا مین اس قصبہ کا رسول آباد نام رکھکر سادات مکۂ مدینۂ کربلاے معلی ونجف اشرف کو وقف کرونگا اور جب ہشیار عین الملک اور بیدار نظام الملک خواب غفلت سے چونکے اور احمد خان خانخانان کی خبر فرارسنی مضطرب ہوکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوے اور حقیقت حال عرض کرکے رخصت تعاقب حاصل کی اور تین چار ہزار سوار اور کئی فیل نامی جنگی لیکر احمد خان کے سراغ مین سرگرم عنان ہوئے اور احمد خان نے فنا کی قلت اور اعدا کی کثرت سے چاہتا تھا کہ ولایت کے درمیان داخل ہوکر بعضے امرا کو ساتھ اپنے متفق کرون خلعت حسن بصری مانع آیا اور چتر سیاہ اسکے فرق مبارک پر لگایا اور آدمی حسن آباد گلبرگہ اور بیدر اور کلیانی بھیجکر ایک جماعت ملازمان شاہ او باش اور بیکار کو بوعدہاے دلفریب احمد خان کی ظل رایت مین لایا اور انکی دلداری اور سازو سامان سے مددگاری کی لیکن احمد خان اسوقت جنگ سے پہلوتہی کرکے حسن آباد گلبرگہ کے اطراف واکناف مین جابجا پھرتا تھا اور جب زیادہ کمک دارالخلافت سے ہوشیار اور بیدار کے پاس پہونچی انھون نے چارون طرف سے ہجوم کرکے احمد خان کو گھیرا کسواسطے کہ انکے پاس آٹھ ہزار فوج سلطانی تھی اور احمد خان کی کل ایک ہزار قضا را چند بنجارے دو ہزار بیل غلہ سے محمول ولایت برار کی طرف سے آن کر کلیانی کے حوالی مین فروکش ہوے اور اسی طور سے تین سو گھوڑے سوداگرون نے لاہور سے لاکر آشوب راہ کے سبب کلیانی مین مقام کیا خلعت حسن بصری جو جنگ کے بارے مین ساعی تھا اسنے احمد خان سے کہا کہ مین صلاح کار یہ دیکھتا ہون کہ آپ گھوڑے سوداگرون سے بقیمت اور بیل بنجارون سے بعاریت لیجئے اور بدستور دکن بیرقین زنگار رنگ بانس کی چھڑون مین باندھکر پیادون کے حوالے کرکے ہر ایک کو ایک بیل پر سوار کرین اور سوداگرون کے گھوڑون پر بھی اسی طریق سے پیادون کو سوار کرکے فوج اعدا کے مقابل جاوین اور بنیاد جنگ قائم کرکے ہنگامۂ فوج کی عین گرمی مین بیلون کو اردو کے ایک طرف سے نمایان کرین اور آواز بلند مخالفون کو سناوین کہ امرا جو اپنی جاگیرون مین تھے ہماری کمک کو آئے ہین شاید توفیق سبحانی سے ایک ہراس ان غلامون کے دل پر غالب ہو خائف ہوکر راہ فرار نا پین احمد خان اس بات کو خرافات سمجھکر اس امر پر ہرگز رضامند نہوا اور جب افواج شاہی بہت قریب آئی کوچ کرکے عین بیٹے مسافت مین متحیر اور محزون ایک درخت کے سایہ مین اترکر سوگیا عالم رویا مین کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگوار خرقہ درویشون کا پہنے ہوئے اور ایک تاج سبز بارہ ترک کا ہاتھ مین لیے ہوئے اس کی طرف تشریف لاتے ہین احمد خان نے ان کا استقبال کرکے سلام کیا اور وہ درویش شرائط تہنیت بجالاے اور وہ تاج اسکے زیب سر کرکے فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے ایک مشائخ گوشہ نشین اور متوکل نے تیرے واسطے بھیجا ہے

اس کے مہمات شاہی نے انتظام اور قیام نہ قبول کیا تھا وہ پیغام اثرپذیر نہ ہوا آخرکار احمد خان خانخانان نے
دروازہ خزانہ کا کھولا اور فوج جمع کرکے دیورائے کو مملکت شاہ سے باہر کیا اور حسن آباد گلبرگہ مین اپنے بھائی کی خدمت
مین مشرف ہوکر تشریفات فاخرہ سے ممتاز اور سرفراز ہوا اور سلطان فیروزشاہ اور افسران سپاہ اور رئیس شہر جو اس فتحنامہ
کے خیرسگال تھے انتقام کی فکر مین ہوکر کلہم آئین سامان سپاہ مین مشغول ہوے لیکن سلطان فیروزشاہ کہ بڑھاپے
مین ایسی شکست اسے پہونچی بار رنج والم سے پشت اس کی خمیدہ ہوئی اور غم وغصہ کی شدت سے بیمار ہوا
نظم بسے غصہ می خورد خوردیدہ وار ✽ بپیچید بر خویش چون روزگار ✽ بہ تدبیر آن بودشاہ جہان ✽ کہ تا برکشد کینہ
از ہندوان ✽ پس از چندگاہ آن کیانی نژاد ✽ زخستہ دلے سر بہ بالین نہاد ✽ اور جب ایام مرض نے درازی پیدا
کی زمام مہام انام دو غلام کے قبضہ اختیار مین کہ ایک کا نام ہشیار عین الملک اور دوسرے کا بیدار نظام الملک
تھا سپرد کرکے ہاتھ انکا امور سلطنت مین قوی کیا اور انھون نے اوضاع احمد خان خانخانان سے استنباط دعوے
سلطنت کرکے سلطان سے معروض کیا کہ دارائی ملک دکن کی اسوقت آپ کے فرزند حسن خان کے نام قرار پکڑے گی
کہ میدان ملک کا آپ کے بھائی احمد خان خانخانان کی شوکت سے خالی ہو یہ سنکر سلطان کو سید محمد گیسو دراز کا کلام یاد
آیا اور یہ عزم مصمم کیا کہ کل احمد خان خانخانان کی آنکھین مصلحت دنیوی کے لیے حلیہ نور سے بے بہرہ کرے اور احمد خان
بادشاہ کے اس ارادہ سے واقف ہوا اور نظر بحذر اکرکے شب تیرہ وتار مین باتفاق اپنے نورچشم علاءالدین کے
سید محمد گیسو دراز کے مکان پر جاکے بعد مشورہ اور اعلام احوال التماس دعا کی سید محمد گیسو دراز نے اپنی
دستار دو پارچہ کرکے اپنے دست حق پرست سے باپ اور بیٹے کے سرپر باندھی اور پھر دونوں کو مژدہ سلطنت دیکر
فاتحہ خیر پڑھا اور مبارکی اور شگون کے واسطے ماحضر خوان فیض پر چنکر تینون صاحبون نے ایک طباق مین تناول
فرمایا اور احمد خان خانخانان اپنے مکان پر جاکر تمام رات فرار کے تہیہ مین آمادہ رہا اور صبح ہوتے چارسو جوان مسلح
اور جرار جنگ آزمودہ خنجر گذار کہ تمام معرکون مین نام جوانمردی اور بہادری کا روشن کیا تھا ہمراہ لیکر مکان سے
برآمد ہوا اس درمیان مین ایک تاجر موسوم ومعروف بخلف حسن بصری نے جو آشنائے قدیم احمد خان خانخانان کا تھا اور
اس کے ارادے سے واقف ہوکر اپنے دروازہ کے باہر ایستادہ تھا دوبرو آنکر اس روش سے کہ بادشاہون کو تسلیم
کرتے ہین سلام کیا اور احمد خان نے اسے فال سعد اور شگون نیک سمجھکر اس سے فرمایا کہ تو بسرعت تمام اپنے مکان
جا مبادا میری دوستی کے سبب تیرے دشمنون کو کسی طرح کا صدمہ پہونچے خلف حسن بصری نے جواب دیا کہ فراغت وآسایش
مین جلیس وندیم رہنا اور محنت وتعب مین خاک بیوفائی مردمک دیدہ مین بھر دکنا ارباب وفا کے مذہب مین پسندیدہ
نہین ہے جبتک جان تن مین اور ایک رمق بدن مین ہے خدا کی قسم تیری رکاب ظفر انتساب سے منھ نہ موڑونگا بیت
سری کہ از تو بپیچید بریدہ باد چو زلف ✽ دلے کہ از تو بگردد سیاہ باد چو خال ✽ دوسرے یہ کہ جس طرح بادشاہون کو
ملازمان بزرگ کی احتیاج ہے ویسے ہی بندگان حقیر کی بھی ضرورت رہتی ہے کسواسطے کہ جو کام سوزن ریگیسے ترقی
آوے نیزہ بلند اس سے قاصر آوے اور جو مہم قلمتراش نحیف سرکرے شمشیر برق کردار اسکے اہتمام مین عاجز ——

ہوا اور آثار بخشش کے ظاہر کیے اور یہ پیغام دیا کہ تمہاری خانقاہ قلعہ کے نزدیک ہے اور اژدھام خلق کا ہوتا ہے شہر سے
باہر تشریف لیجائیے سید محمد گیسو دراز ناچار ہوکر مع اپنے اہل و عیال بلدہ حسن آباد گلبرگہ سے برآمد ہوئے اور شہر کے کنارے
اس مقام پر کہ بافصل مزار انکا ہے فروکش ہوے اور انکے مریدون نے ہجوم کر کے ایک مکان نہایت پر تکلف و دلپذیر
ان کے واسطے تعمیر کیا اور سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے ایلچی راے تلنگ کے پاس بھیجکر باج و خراج
چند سالہ طلب کیا اور اس نے اطاعت کر کے زر نقد و جنس اسقدر ارسال رکھا کہ باعث تسلی خاطر اشرف ہمایون ہوا اور
وسط سال مذکور مین قلعہ پانگل کی تسخیر کے واسطے کہ ان دونون مین ساتھ تلنگانہ کے شہرت رکھتا ہے اور قلعہ اودنی سے
اس مقام تک اسی فرسخ کی مسافت ہے قاصد ہوکر اس طرف فوج کش ہوا اور خویشی اور قرابت کو ایک طرف رکھکر کوچ بر کوچ
جاکر اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور دو برس تک محاصرہ نے امتداد پیدا کیا جو ارادہ سبحانی اس قلعہ کے مفتوح ہونے
سے متعلق نہ تھا اس سبب سے سلطان کے اردو مین وبا یعنی مری بہم پہونچی انسان اور حیوان بہت تلف ہوے اور بہت
سے لشکری وقت بیوقت اپنی جاگیرون مین بھاگ گئے نظم شہنشہ درآن ناحیہ چند سال ٭ تہی کرد گنجینۂ از زر و مال ٭ بداز
ہوائش دران سال و ماہ ٭ چہ اسپ و چہ آدم بسی شد تباہ ٭ ز دشواری رنج آن کار زار ٭ پراگندہ شد لشکر شہریار ٭
اسوقت مین دیوراے نے موقع دیکھکر سوار و پیادے بیشمار اطراف ممالک سے جمع کیے اور تمام راجاؤن کو یہانتک کہ تلنگ
کے راجہ کو بھی مدد کے واسطے طلب کیا وہ بھی مثل نہنگ کے مع فوج جرار و پہلوانان نامدار سلطان کے مقابل آپہونچا اور بادشاہ
اگرچہ جانتا تھا کہ حریف اس معرکہ کا نہین ہے لیکن غیرت شاہی کی دامنگیر ہونے سے وہ بھی مصاف مین آیا اور ہر چند میر
فضل اللہ انجو اور بھی اعیان و اشراف نے منع کیا فائدہ نہ بخشا بے محابا آتش جنگ افروختہ کی اور میر فضل اللہ انجو نے جو
سپہ سالار لشکر اسلام تھا حملہاے مردانہ کر کے کفار کے طلیعہ کو متفرق اور پریشان کیا اور انکے میمنہ کی طرف متوجہ ہوا قریب تھا کہ
اس مقام مین گل فتح شگفتہ ہو چرخ نے یہ نیرنگی دکھائی کہ کفار کنہرہ مین سے ایک برہمن جو میر فضل اللہ انجو کے سلک
ملازمون مین انتظام رکھتا تھا اور برسون اس سید کی بدولت عیش و کامرانی کی تھی اس کور نمک محسن کش نے بوعدۂ امداد دیوراے
سے فریب کھا کر عین معرکہ کی گرماگرمی مین کہ تنور حرب شعلہ زن تھا ایک وار تلوار برق کردار اس سردار کے فرق مبارک پر مارا کہ
شہد شہادت چکھکر روضۂ رضوان مین داخل ہوا جب میر فضل اللہ انجو کہ عمدۂ ارکان لشکر تھا شہید ہوا اور امراے میسرہ
بھی اکثر شہید ہوے بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی پہلوانون کا دل ٹوٹ گیا میر فضل اللہ کے مرنے سے جی چھوٹ گیا سلطان فیروز شاہ
منہزم ہوا احمد خان خانخانان اپنی قوت بازو کے سبب تھوڑے لشکر مجروح خستہ سے ساحل نجات پر پہونچا اور کفار
اہل اسلام کے قتل عام مین مصروف ہوئے ان سنگ دلون نے غازیون کے اسقدر سر تن نازنین سے جدا کیے کہ
جنگ گاہ مین ان کے سرون کے چبوترے باندھے جب مسلمانون کی شکست فاش ہوئی اسپر بھی اکتفا نہ کی سلطان کے متلاشی
ہوکر اسکے تعاقب مین روانہ ہوئے اور اکثر ممالک اسکے اپنے تصرف مین لائے اور مساجد کے مسمار کرنے اور غارت و قتل عام ارباب
اسلام مین تقصیر اور مضائقہ نہ کیا اور برسون کا کینہ اپنے سینہ سے نکالا اور سلطان فیروز شاہ نے عاجز ہوکر میر غیاث الدین
ماہر فضل اللہ انجو کو گجرات بھیجکر کمک طلب کی جو احمد شاہ گجراتی اسی عرصہ مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا تھا اور

پہونچی وہ بھی حرف ناخوش زبان پر لایا القصہ باوصف اس پیوند و نسبت کے غبار ملال سلطان کے آئینہ دل سے دور ہوا اور صفائی ہم نہ پہونچی سلطان فیروزآباد کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ ایک جماعت مدگل مین جاکر پرتھال کو مع اسکے ماں باپ کے درگاہ مین حاضر کرین اور بعد احضار اس دختر کو بصفات مذکورہ دیکھکر زبان اس کی تعریف و توصیف مین کھولی اور از روے انصاف فرمایا مین عمر مین زیادہ ہون اور یہ دختر نوجوان مناسب یہ ہے کہ اسے اپنے بڑے بیٹے حسن خان کو ارزانی رکھون کہ اس کا بھی آغاز شباب جوانی ہے پھر اسکے ماں باپ کو نقود فراوان اور تفویض قریہ سے کہ مسکن انکا تھا مسرور اور بتہج کیا اور پرتھال کو اپنی پھوپھی کے سپرد کرکے اسباب جشن وطوی اور جمیع لوازم عروسی کے سامان کا حکم دیا پھر بآئین دختران شاہان اس کا عقد باندھ کر سرحلۂ زوجات حسن خان سے کیا اور علو ہمت پرتھال نے اپنا کام کیا کہ ایسے احسن وجہ سے اپنے مطلب کو پہونچے اور ۸۱۰ھ آٹھ سو دس ہجری مین سلطان فیروزشاہ نے کہ علم ریاضی اور ہندسہ سے وقوف تمام رکھتا تھا اور سرآمد علماے زمانہ اسکے دربار مین جمع تھے حکم فرمایا کہ بالاگھاٹ دولت آباد مین رصد تیار کرین اس صورت مین حکیم حسن گیلانی اور سید محمد گازرونی کہ مزید دانش اور امتیاز رکھتے تھے باتفاق جمیع علما رصد کی تیاری مین مشغول ہوے لیکن بسبب موانع کے کہ ایک اس مین سے وفات حکیم حسن گیلانی کی ہوئی رصد تمام نہوئی وہ کام ناتمام رہا اور ۸۱۵ھ آٹھ سو پندرہ ہجری مین سلطان نے شکار کے بہانے ولایت گوندوارہ مین جاکر تین سو ہاتھی لیے اور اس مملکت کی تاراجی اور پائمالی کے بعد لوازم جہاد بجالایا اور پھر مرکز دولت کیطرف مراجعت کی اور انھین سنوات مین مخبران سعادت نشان نے فیروزآباد مین سمع مبارک مین پہونچایا کہ دہلی کی طرف سے ایک سید عالی مقام عرش احترام میر سید محمد گیسو دراز دکن مین رونق افزا ہوکر حسن آباد گلبرگہ کے اطراف مین پہونچے ہین بیت چہ راغ زشمع نبی تافتہ ٭ کہ خورشید و مہ نور ازو یافتہ ٭ سلطان فیروزشاہ کہ ہمیشہ سے مردم عزیز کا خواہان تھا اس بشارت سے نہایت شاد ہوا اور فیروزآباد سے حسن آباد گلبرگہ مین آیا جمیع امرا و ارکان دولت اور اولاد کو استقبال کیواسطے بھیجا اور باعزاز واکرام تمام شہر مین لائے لیکن سلطان فیروزشاہ حکیم طبیعت تھا جب سید محمد گیسو دراز کو علم ظاہری مین خصوصاً معقولات سے خالی دیکھا اسقدر توجہ نہ کی مگر احمد خان خانخانان نے بھائی کے برخلاف اعتقاد تمام سید سے پیدا کیا اور ایک خانقاہ یہان انکے واسطے زر کثیر صرف کرکے تیار کی اور اکثر اوقات انکی مجلس شریف مین حاضر ہوکر انکے سخنان متصوفانہ سے محظوظ اور بہرہ مند ہوتا تھا اور جسوقت کہ محفل سماع یعنے راگ کی ہوتی تھی حاضر ہوکر درویشان خانقاہ کو اقسام احسان سے سرفراز کرتا تھا غرضکہ ۸۱۸ھ آٹھ سو اٹھارہ ہجری مین سلطان نے اپنے بڑے بیٹے حسن خان کو جو شاہزادہ عیاش اور خفیف العقل تھا ولیعہد کرکے تاج اور ٹیکا شاہانہ اور چتر اور سراپردہ سیاہ اور ہاتھی اور تخت عنایت فرمایا اور عظماے درگاہ سے اسکی بیعت لیکر آدمی سید محمد گیسو دراز کے پاس بھیجا کہ اسکے حق مین دعاے خیر کرے اور فاتحہ پڑھے سید نے جواب دیا کہ جب تم نے شاہی اسے دی ہے فقیر کی دعا اور فاتحہ کی کیا حاجت ہے سلطان فیروزشاہ نے دوبارہ آدمی بھیجکر اس بارہ مین الحاح یعنے مبالغہ کیا سید نے فرمایا عالم بالا سے تاج شاہی تیرے بعد تیرے بھائی احمد خان خانخانان کے نامزد ہوا ہے اس بارہ مین کوشش کرنی بیفائدہ ہے سلطان اس بات سے بہت رنجیدہ اور متا

ذیل پذیرا ہوئی کہ دیورا ے اپنی دختر سلطان بلند اختر کو نذر کرے اور دس لاکھ ہون اور پانچ مَن مروارید
اور پچاس زنجیر فیل خاص نامی اور دو ہزار کنیز و غلام خوانندہ اور سازندہ اور رقاص لباو پیشکش دیے اور قلعہ بنکاپور
باوجود اسکے کہ اہل ایمان کے تصرف مین ہی اسکو اشیاے جہیز عروسی مین حساب کرے تاکہ دوبارہ اس قلعہ کی بابت گفتگو
نہووے چونکہ اس زمانہ تک کسی رایان کرناٹک نے بیٹی اپنی ابناے جنس کے سوا دوسرے کو نہ دی تھی یہ امر نہایت کراہت
دینے والاان کی طبیعت کا ہوتا تھا لیکن ارکان دولت نے سمجھایا کہ بادشاہون مین اس سے بہتر کہان ملے گا اور
دوسرے راجاؤن نے رشتہ داری مین پھل پایا ہی آخر دیورا ے نے قبول کیا اور طرفین لوازم جشن و طوی مین مشغول
ہوے اور چالیس دن بیجانگر سے اردوے سلطان تک کہ سات فرسخ تھا راستہ کے دو طرفہ دکانین آراستہ رہین
ہنرمندان ہندو و مسلمان اس مسافت مین قسم قسم کی نعمتین ظہور مین لائے اور ارباب نشاط اور بازیگرون نے اپنے ہنر
کے ظاہر کرنے مین تقصیر نہ کی اور احمد خان خانخانان اور میر فضل اللہ انجو جو کچھ قاعدہ اور لوازمہ دامادی کا ہے بیجانگر کی
طرف لے گئے بعد ایک ہفتہ کے عروس مع جہیز فراوان و دیگر لوازمات اردو مین پیشکش پہونچایا اور سلطان فیروز شاہ نے
شیرین کام اور خوش دل ہوکر دروازہ گنج مقصود کا کھولا اور حظ نفسانی و لطف زندگانی کا مزا اٹھایا دیورا ے نے
ابواب خصوصیت اور اتحاد اپنے زمانہ کے منھ پر مفتوح دیکھ کر تمہید مقدمات ملاقات کی اور سلطان فیروز شاہ
نے جرأت کر کے اردو کا انتظام احمد خان خانخانان کے سپرد کیا اور خود دم سحر بعد کرو فر باتفاق عروس شہر بیجانگر
کی طرف متوجہ ہوا دیورا ے لوازم استقبال اور مراسم پیشوائی بجا لایا اور شہر کے دروازہ سے دار الامارۃ تک کہ تین
فرسخ کے قریب تھا مخمل اور اطلس و مشجر اور اقمشہ نفیسہ کے پا انداز بچھائے اور وہ دونون بادشاہ عنان در عنان
شہر مین داخل ہوے دو طرفہ عورتون اور لڑکون صاحب حسن و جمال نے راے کی طرف سے طبقہاے گل طلا و نقرہ کے
نثار کیے اور اسکے بعد بیجانگری رعیت اور سپاہ زن و مرد سب سیر و تماشے کیواسطے ہجوم کر کے اپنے بقدر استطاعت و
مقدرت لوازم تصدقات بجا لائے اور جب اس میدان سے کہ شہر کے وسط حقیقی مین واقع تھا طے کر کے دار الامارۃ کیطرف
متوجہ ہوے دیورا ے کے قرابتی اور اعزا فوج فوج دونون طرف سے کوچہ و بازار مین رسوم نثار بجا لاتے تھے اور پیادہ پا
جلو مین جاتے تھے جب دار الامارۃ کے دروازہ تک پہونچے اور وہان دونون صاحب اقبال خانہ زین سے اترے پالکی مرصع بجواہر
نفیسہ دیورا ے کی سرکار سے لائے اور سلطان فیروز شاہ کو اسپر سوار کر کے اس مقام تک کہ عروس و داماد کیواسطے آراستہ تھا
اسی طرح سے لے گئے اور دیورا ے اسواسطے کہ دولھا اور دولھن ایک مجلس مین صحبت رنگین سلطان فیروز شاہ کو وداع
کر کے اپنے محل مین گیا اور تیسرے دن جب سلطان فیروز شاہ عازم مراجعت ہوا دیورا ے تکلف شاہانہ درمیان مین
لایا اور اسقدر اشیاے نفیسہ پیشکش کیے کہ جہیز ہاے اول سے مضاعف ہوئین اور مشایعت کے طریق چار فرسخ اسکے ہمراہ گیا اور
اثناے سواری مین یکجہتی اور موافقت کے بارہ مین کنہری بولی مین جو کچھ عرض کرنا تھا مذکور کیا اور جب رخصت حاصل
ہوئی پلٹ گیا سلطان فیروز شاہ اس امر سے رنجیدہ خاطر ہوا اور میر فضل اللہ انجو سے کہا کہ شرط یہ تھی کہ دیورا ے
مابدولت و اقبال کو لشکرگاہ تک پہونچا کر معاودت کرتا انشاء اللہ تعالی اسکا انتقام اس سے لونگا اور یہ خبر دیورا ے کو

مسخر اور مفتوح کرے دیو راے مقام مدافعہ مین ہوا کرناٹکیون نے اس کوہستانی مقامات مین راستے گھیر کر
اہل اسلام کے سنگ راہ ہوکر مزاحمت پہونچائی اس وقت تمام مسلمان شہر سے برآمد ہوکر باہر آ گئے
دیو راے کہ صولت و شوکت اپنے باپ سے افزون رکھتا تھا قلعہ سے برآمد ہوکر حصار کی پناہ مین
ایستادہ ہوا اور طرفین سے افواج آراستہ ہوکر تیر اندازی اور برق اندازی مین مشغول ہوئی اور لشکر اسلام
اس سبب سے کہ اپنے گھوڑے بیجانگر کے سنگ لاخ اور نشیب و فراز کے باعث بفراغت تمام جولان نہ کر سکتے
تھے آثار عجز ان کے چہرۂ حال سے مشاہدہ ہوئے کہ ناگاہ ایک تیر سلطان فیروز شاہ کے دست حق پرست مین در آیا
اور حضرت نے اضطراب نکر کے تیر اپنے ہاتھ سے نکالا اور تیور پر بل نہ آیا اور باطمینان تمام خانۂ زین پر زخم کو باندھ کر
اسکے اخفا کے واسطے اپنے مقربون کو نصیحت کی اور احمد خان خانخانان اس روز بزور بازو برابر کی لڑائی کر کے
رات کو صحراے ہموار اور مسطح مین فروکش ہوا اور اس قدر قیام کیا کہ زخم داران معرکہ شاہ و سپاہ سے
صحیح و سالم ہوئے اسوقت تسخیر بیجانگر سے قطع نظر کر کے امیر الامرا احمد خان خانخانان کو ہمراہ میان سدھو سرنوبت مع
دس ہزار سوار ممالک جنوبی بیجانگر کے تاخت و تاراج کے واسطے تعین کیا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی کو مع لشکر برار
قلعہ نیکاپور کے محاصرہ کو جو قلاع مشہورہ کرناٹک سے ہے مامور کیا اور خود عرادہ ہاے اور ضرب زن دور لشکر مین
کھینچکر بکمال ہوشیاری سے دیو راے کے مقابل بیٹھا اور اس عرصہ مین لشکر اسلام اور کفار کے درمیان اس جنگ مذکور
کے علاوہ آٹھ معرکہ اور وقوع مین آئے اور تائید ایزدی سے تمام معرکون مین فتح و فیروزی سلطان فیروز شاہ کے
شامل حال تھی اس سبب سے دیو راے نے شاہان گجرات کے پاس ایلچی بھیجکر مدد طلب کی اور چار مہینے کے عرصہ تک
سلطان دیو راے کے مقابل رہا اور احمد خان خانخانان بلاد کرناٹک کی تاخت و خرابی مین مشغول تھا اور میر فضل اللہ انجو
نے فرصت پاکر بخاطر جمع قلعہ نیکاپور کو مع توابع اور مضافات بجبر و قہر مسخر اور مفتوح کیا اور حکم کے موافق وہ قلعہ میان
سدھو کو جو وہان سے قریب پہونچا تھا سپرد کر کے خود مع خیل و حشم سلطان کی ملازمت مین حاضر آیا اور احمد خان خانخانان بھی اکثر
ممالک کو خراب کر کے ساٹھ ہزار لڑکے اور لڑکیان ہنود کی اسیر کر کے مع غنیمت بسیار بھائی کی خدمت مین مشرف ہوا
اور اس خدمت کے صلہ مین سب فراخور حال نوازش پاکر خوشنود اور خرسند ہوے اور جس روز کہ اس فتوح کیواسطے
ایک جشن عظیم ترتیب ہوا تھا سلطان فیروز شاہ نے اعیان سلطنت اور ارکان مملکت سے مشورہ طلب کیا بعد گفتگوے
دراز یہ تجویز ہوئی کہ احمد خان خانخانان دیو راے کے مقابل سرگرم دغا رہے اور سلطان مع میر فضل اللہ و
دیگر امرا قلعہ ادونی کی تسخیر کرین کہ ملاذ و ملجاے کرناٹکیان تھا اور اس قلعہ سے سنگین اور محکم زیادہ نہ رکھتے تھے اول
جب یہ خبر وحشت اثر دیو راے کے گوش زد ہوئی اور وہ مدد پہونچنے شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس سے ناامید و
مایوس ہوا تھا دریاے حیرت مین غرق ہوا لیکن ارکان دولت کی ہدایت سے قبل اسکے کہ سلطان فیروز شاہ کوچ کر کے
ادونی کی طرف توجہ کرے ایک جماعت اپنے معتمدین سے مسلمانون کے اردو مین بھیجی اور وہ میر فضل اللہ انجو کے ذریعہ سے سلطان
کی پابوسی سے مشرف ہوئی اور صلح کی درخواست کی لیکن پہلے معرض قبول مین نہ پڑی آخر میر فضل اللہ انجو کی سفارش سے بشرائط

ایام عسرت عشرت سے مبدل ہونگے لازم ہی کہ تم بھی پانؤن دامن صبر مین کھینچکر منتظر لطیفۂ غیبی اور فیض رضا ت الٰہی ہو او
راے بیجانگر کے اس متاع فرستادہ پر کہ فی الحقیقہ مایۂ غم والم ہی فریفتہ ہو اپنے تئین او رمجھے بلا مین مبتلا نکرو یہ سنکر برہمن
خاک نوامیدی اپنے چہرۂ بخت پر ڈالکر بیجانگر کی طرف راہی ہوا او ر راے دیو کے حضور مین حاضر ہوکر قصہ مان باپ کی
رضامندی اور لڑکی کے انکار کا کہ سنایا دیو راے قانون طرب کو ساز امید سے پھینک کر نئے بیقراری کو دم آتشین سے
بجانے لگا اور حیات مستعار سے سیر ہوکر آب خوشگوار زندگانی کو مذاق جان مین تلخ کیا اور جہان کو آتش کدہ سمجھکر قرین
سوز وگداز ہوا **نظم** در عشق بجز گداختن نیست ٭ این سوختن است ساختن نیست ٭ این عشق کہ ہست بیخود از خویش ٭ نے
شاہ شناسد و نہ درویش ٭ بالیست بصد بلند وپستی ٭ ہان پاے نہ لغزدت ز مستی ٭ القصہ جب خار عشق ناشکیبائی
دیو راے کے سینۂ عافیت مین چبھا سررشتہ حزم وہوشیاری کا اسکے ہاتھ سے گیا اور دفتر عہد وپیمان سابق کا آب نسیان سے دھویا
اور فرش آسودگی اور امان کا لپیٹا یعنے اسی عرصہ مین سیر وشکار کے بہانہ بیجانگر سے مع فوج دریا موج برآمد ہوا جب آب تہمندرہ
کے ساحل پر پہونچا عنان عقل جنون کے ہاتھ مین دیکر انجام نہ سوچا ہر چند مصاحبان گستاخ مانع آے فائدہ نہ بخشا مع پانچہزار
سوار او رپیادے جرار بیشمار کے آب تہمندرہ سے عبور کرکے حکم دیا کہ کسی امر کیطرف توجہ نکر کے شب وروز قطع مسافت اور
سرعت سے کام رکھو اور ولایت مدکل مین پہونچکر قریہ پرتہال کو محاصرہ کرکے اس آہوے وحشی یعنے پرتہال کو دستیاب
کرکے مراجعت کرو اور چونکہ رشتۂ عقل ہاتھ سے دیا تھا یہ نکیا کہ برہمن کو بیشتر روانہ کرکے پرتہال کے مان باپ کو مخفی
حقیقت حال سے مطلع کرتا تو لشکر کے پہونچنے سے کسی طرح کے ہراس کو اپنے دلمین راہ نہ دیتے اور امیدوار ہوکر اس مقام مین
مقیم رہتے نتیجہ یہ ہوا کہ اس لشکر بیدادگر کے پہونچنے سے ایکدن بیشتر یہ خبر اس ولایت کے باشندون کے
گوش زد ہوئی تھی مان باپ پرتہال کے باتفاق دختر وہان کے تمام آدمیون کو لیکر جاے دور دست مین بھاگ گئے
تھے اور مردم دیوراے وہ اجاڑ بستی مشاہدہ کرکے نومیدی کی خاک اپنے سرون پر اڑانے لگے **بیت** ما بنست نبخت بد نمونہ ٭
فریاد ز بخت واژگونہ ٭ او رمعاودت کے وقت جیسا کہ رسم سپاہ ہی سلطان فیروز شاہ کی مملکت مین بیجا دست درازی کرکے
بہت سے قریہ اور قصبہ تاخت وتاراج سے خاک سیاہ کیے اور فولاد خان وہانکے ناظم نے اس معاملہ سے خبردار ہوکر
فوج قلیل ان کے تعاقب مین روانہ کی اور وہ تعاقب کرنے والون کی قلت پر نظر کرکے آب تہمندرہ کے اطراف مین
مشغول کارزار وسرگرم پیکار ہوے اور فوج فولاد خان کو پیچھے ہٹاکر درہم وبرہم کیا لیکن فولاد خان دوسرے
ہفتہ مین فوج جمع کرکے ان کے کوچ کے وقت تاخت لایا اس سبب سے کہ پریشان جاتے تھے شکست فاش پائی
دو ہزار ہندو قتل ہوے اور جب اخبار نویسون نے یہ خبر سلطان فیروز شاہ کو پہونچائی اسیوقت احضار لشکر اطراف کا حکم دیا
پھر تو افسرون اور غازیون نے عین ملک فیروز آباد مین خیمہ وخرگاہ برپا کرکے فیروز آباد کو نگارچین کا نمونہ بلکہ اس سے
دونا بنایا اور سلطان فیروز شاہ بساعت سعید اوائل موسم زمستان سنہ ۸۰۹ آٹھ سو نو ہجری مین بعظمت وشوکت بادشاہانہ
ذوی الاقتدار پلے فتح ونصرت رکاب مین لایا **بیت** زہے بگرفتہ از مہ تا بماہی ٭ سپاہ دولت فیروز شاہی ٭
اور ایلغار کرکے بیجانگر پہونچ گیا چونکہ دیو راے وہان قلعہ مین بند ہوا تھا چاہا کہ بجبر وقہر اس شہر مین داخل ہوکر

تھا اور اکثر سازون کو خوب بجاتا تھا اس زہرہ جبین کو اپنے پاس بٹھا کر جنترا ور سرمندل بجایا جو کہ وہ سرمایہ
حسن ودلبری اس فن کی طرف رغبت تمام رکھتی تھی اس کے حسن سلوک اور اختلاط سے نہایت محظوظ ہوئی سچ ہی
جو گانے والے شہرہ آفاق گانے کے مشاق خوش آواز نغمہ پرداز ہوتے ہین جن وانس کے ہوش وحواس کھوتے
ہین قصہ کوتاہ برہمن پرفن ایک سال زرگر کے مکان مین مقیم رہا اور اس غنچہ دہن غرق دریاے حیا ہمہ تن کے
لوازم تعلیم مین تقصیر نہ کی اور پرتہال نے بھی جیسا کہ شیوۂ شاگردان نیک نہاد کا ہی از روے اخلاص اعتقاد اس کی
پرستاری مین کہ ایک تو برہمن اور دوسرے استاد تھا حاضر رہ کر پورا کمال حاصل کیا اور برہمن پرتہال کو علم موسیقی
مین صاحب کمال دیکھ کر رخصت ہوا اور بیجانگر کی طرف جا کر پرتہال کے حسن وجمال کا افسانہ ہر ایک امیر کے سامنے
بیان کرنے لگا ناگاہ یہ خبر دیو راے نے سنی برہمن کو بلا کر داستان اس برہمزن شیرازہ ایمان کی استفسار کی
برہمن نے آشیرباد کہکر اس طور سے بیان حالات وکیفیات کیا کہ آتش عشق دیو راے کے مجمر سینہ مین افروختہ ہوئی
صبر وقرار فرار ہوا ضبط وتحمل سینہ سے دور ہوا مے الفت کے نشہ مین چور ہوا صورت تصویر وہ دام الفت کا اسیر سکتے کے
عالم مین رہ گیا برہمن کو آغوش محبت مین کھینچکر بعواطف بزرگانہ نوازش فرمائی اور برہمن کے ہاتھ پدک مرصع اور
نقود فراوان کہ کسی کو اس سے خبر نہ تھی مدکل کی طرف روانہ کیا اور برہمن کو فہمائش کی کہ جس حیلہ سے ممکن ہو اس پری
پیکر کے مان باپ کو اشیا ونقود وآدم فریب سے خوشنود کرکے اور وعدہ خطاب رانی اور بزرگی کا اس غارت گر دولت
امن وامان کی گوش زد کرکے پدک مرصع یعنے مالا اسکی گردن مین ڈال اور بیجانگر کے تنجانون کے تیرتھ کے بہانے
راے عالم آراے کی بارگاہ مین پہونچا برہمن اس خدمت کو ترقی درجات کا سبب جانکر بجناح استعجال اسطرف روانہ ہوا اور
ہر ایک قدم مین ہزارون جال خیال کے اور لاکھون افسانہ افسون حصول مقصد کیواسطے درست کرتا تھا یہانتک کہ اس
بلاؤس طناز کے باغ قیام مین پہونچ گیا اور اول اپنا آنا دوستون اور آشناؤن کے اشتیاق دیدار کا بہانہ بتلایا
اور پھر دو تین دن کے بعد مقدمہ فریب کو ترتیب دیکر اس کام مین سحرکاری کی اور پرتہال کے مان باپ راے صاحب
اقبال کے پیغام سے آپ کو ہفت خرگاہ پر مباہی دیکھ کر شادان اور نازان ہوے اور اس معنے کو قبول کیا
اس کے بعد برہمن نے بامیدواری تمام پدک مرصع اسباب کے درمیان سے برآوردہ کرکے مان باپکی تجویز سے چاہا
کہ لڑکی کی گردن مین ڈالے مگر لڑکی نے اسکے قبول سے سخت تنفر وانکار کیا اور اسکی طرف اصلا خیال نہ کرکے پہلے تو مان باپ کو اسطرح
سمجھایا کہ راے بیجانگر کا دستور ہے کہ جس لڑکی کو اپنے حرم سرا مین جگہ دیتا ہی دوسری مرتبہ مان باپ اعزہ واقارب کی
ملاقات کے واسطے رخصت نہین دیتا بلکہ دیدار وعدۂ قیامت پر ڈالتا ہی پھر اگر تم مجھ سے بیزار ہو اور مجھے اس احقر متاع
دنیوی کے عوض فروخت کرنے پر راضی ہو تو مین تم سے بیزار نہین ہون اور یہ بھی نہین چاہتی کہ راے بیجانگر کے محبس
مین قید ہو کر تمھاری ملاقات سے محروم مطلق ہون اور جب مان باپ اور استاد نے اسکے پذیرا کرنے مین منت والحاح
حد سے زیادہ کرکے بہت فریب دیے تو آخر اس لڑکی نے ناچار ہو کر یہ بات کہدی کہ مجھے سروش اقبال اور خضر بخت نے
صحیح خواب مین یہ بشارت فیض اشارت دی ہی کہ اپنے پراے کی بے محنت ومشقت شرف اسلام سے مشرف ہو کر اسی یار مین

کسی برادری کے لڑکے سے کرین لڑکی اسکے قبول سے سرتاب ہو کر بولی کہ ہرچند والدین کی اطاعت فرزندون پر واجب
ولازم ہے لیکن عطاوفت جبلی پر اعتماد کر کے عرض گذار ہوتی ہون کہ جوہر گران بہا او رگوہر شاہوار ہر گوش کے لائق
نہین ہوتا اور عنبر سارا اور مشک ختا ہر مشام کے سزاوار نہین کس واسطے کہ گوبریلے کو طبلۂ عطار سے کیا نسبت اور
خرمہرہ کو درج جواہر سے کیا کام پس تمکو باوجود نسبت پدری اور مادری کے اس فکر مین پڑنا اور پیوند کی تلاش مین
پھرنا بہت نامناسب دیکھتی ہون الحاصل جس قادر مطلق نے مجھے اس عطیہ کے سبب دوسرون پر امتیاز بخشا ہی وہی میرا کارساز
ہے تمہین لازم ہی کہ مجھے اسکے لطف واحسان اور حفظ وحمایت مین چھوڑ دو اور اپنے تئین فکر بیہودہ اور محنت بیجا مین
نہ مبتلا کرو یہ سنکر مان باپ کو مجال کلام نہ رہی خاموش ہوے اس عرصہ مین ایک برہمن کہن سال کہ بیجانگر سے کاشی
یعنے بنارس مین جاکر پھرتا ہوا اس قریہ مین پہونچا اور جیسا کہ مسافرون کا دستور ہی اس زرگر کے مکان مین فروکش
ہوا اور اس مکان کے تمام مکین سواے اس دختر ماہ پیکر کے برہمن کی زیارت اور قدمبوسی سے مشرف ہوے
اور خدمات شائستہ بجالائے اور اس زہرہ جبین ماہ سیما کے واسطے التماس دعاے خیر کی برہمن نے پوچھا کہ وہ
کنیا کہان ہی بولے کہ وہ شمع شبستان پس پردہ جلوہ گر ہی چونکہ ہمارا ہنود مین قاعدہ نہین ہی کہ ہو بیٹیان مرد بیگانہ سے
روپوش ہووین خصوصا برہمنون سے اسوجہ سے برہمن متعجب ہوا اور پردہ نشینی کا سبب استفسار کیا مان باپ نے مشرحا
احوال اس پری گل اندام فتنہ خرام کے حسن وجمال کا اظہار کر کے اپنے درد دل اور حزن وملال سے اسے آگاہی بخشی برہمن
اس غیرت مہتاب کے دیدار کا مشتاق ہوا اور باواز بلند پکارا کہ ای بیٹی مین تجھے فرزند صلبی سے ہزار درجہ بہتر اور برتر جانتا ہون
متوقع ہون کہ چندرما کی طرح سحاب پردہ سے نکل آکہ میرے نین تیرے جمال کے درشن سے روشن ہون الغرض بعد
مبالغہ بسیار وہ زہرہ جبین برہمن کی پابوسی سے سرفراز ہو کر باے ادب سے ایستادہ ہوئی نظم جادو نگہے صنم فریبی ٭
نگذاشتہ در جہان شکیبی ٭ صد برہمنش بخون نشستہ ٭ در بتکدہ بت بہ بت شکستہ ٭ گلقند لبی ہبر شکر خندہ ٭ شوری بہ نمک
فگندہ در قند ٭ برخندہ نمک برات کردہ ٭ در سحر نمک نبات کردہ ٭ شیرین نمکین تکلمہ او ٭ شیرین تر از ان تبسم او ٭
شمشاد قدے بناز رستہ ٭ صد رہ بہ مے وگلاب شستہ ٭ در پردہ دیدہ جلوہ گاہش ٭ در خانہ دیا بفرق ماہش ٭ الماس
نژاد غمزہ اش تیز ٭ ہم دشنہ فشان وہم نمکریز ٭ مالیدہ چو گل بجاے غازہ ٭ صد صندل تر بخون تازہ ٭ پیچیدہ بجعد عنبرین مار
زہر قیم مو ہزار زنار ٭ وان طرہ وآن عذار مہوش ٭ موئین دامی بدست آتش ٭ آزا کہ ز غمزہ دلسوخت ٭ ذابرشیم طرہ
زخم او دوخت ٭ چشمش کہ چو فتنہ مست خفتہ ٭ صد دشنہ در آستین نہفتہ ٭ از شرم فگندہ پردہ در پیش ٭ در دوز
ندیدہ سایۂ خویشتن ٭ در پردہ بصد ہزار بازی ٭ در پردہ دری وپردہ سازی ٭ جز آئینہ کس ندیدہ دستش ٭
جز سرمہ ندیدہ چشم مستش ٭ پیشانی غمزہ ناز در ناز ٭ ابرو بکرشمہ راز در راز ٭ بو دند قبیلہ وتبارش ٭ حیرت
زدگان کاروبارش ٭ برہمن نے یہ حال کو بدیدۂ بصیرت دیکھ کر کہا اے فرزند حسن تیرا حیرت بخش بینندہ ہے
اخلاق خوب اور اطوار مرغوب تجھ سے ظاہر اور ہویدا ہوتے ہین اور یہ احوال دلالت تیرے نیک عاقبت پر رکھتا ہے
بیت می شنیدم کہ جان جہانی ٭ چون بدیدم ہزار چندانی ٭ اور جو برہمن علم موسیقی مین مہارت تمام رکھتا

کو اس دیار مین نامزد کرین مین بھی ٹیکا خدمت کا کمر جان پر باندھکر دکن سے دہلی کیطرف عازم ہون اور خدمت شایستہ پیش بہونچا کر حضرت کی عنایت سے سرفراز ہون امیر تیمور صاحبقران بھی سلطان فیروزشاہ کے حسن اعتقاد اور اخلاص سے باوجود بعد مسافت محظوظ اور خوش وقت ہوے اور اپنی زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ ہمنے دکن اور گجرات اور مالوہ کی شاہی فیروزشاہ کو عنایت کر کے اجازت چتر اور جمیع لوازم سلطنت کی فرمائی اور اس مضمون سے فرمان سعادت نشان سلطان فیروزشاہ کے نام صادر فرمایا اور اسے فرزند خیر خواہ لکھا اور ایلچیون کی رخصت کیوقت اسکے واسطے ٹیکا اور شمشیر آبدار مرصع کار اور چہار قبہ ملوکانہ اور ایک غلام ترک اور چار گھوڑے نامی کہ ویسے گھوڑے کبھی دکن مین نہ آئے تھے مرسول فرمائے اور شاہان گجرات اور مالوہ اور خاندیس کہ ابتک اپنی بادشاہی مین استقلال تمام بہونچا کر مستقل نہ ہوئے تھے سلطان فیروزشاہ کے داعیہ اور پیش بینی سے متفکر ہوے اور ایلچی اسکی درگاہ مین بھیجکر پیغام دیا کہ ہم سب بھائی ہین چاہیئے کہ سب باتفاق رہین تو بادشاہ دہلی کے صدمہ سپاہ سے مصئون اور محروس رہین اور کسی طرح کا صدمہ اور آسیب نہ پہونچے اور بیجانگر کے ساتھ بھی بنیاد آشنائی اور خصوصیت کی ڈالکر مخفی پیغام دیا کہ جسوقت تم کو کمک کی احتیاج پڑے اطلاع کرو تو حتی المقدور لوازم اعانت و امداد بجا لاوینگے اس سبب سے رائے بیجانگر نے سلطان فیروزشاہ کی نسبت تغیر سلوک کر کے تین چار برس تک باج و خراج مقرری دانہ کیا اور شاہان مالوہ اور گجرات اگرچہ ظاہر مین ملائمت کرتے تھے لیکن تہ دل سے رنجیدہ ہو کر مقام پرخاش مین تھے سلطان فیروزشاہ صلاح وقت دیکھکر باج و خراج کی طلب مین شدت نہ کرتا تھا عمداً تساہل اور تغافل کر کے فرصت اور قابو کا جویا رہتا تھا کہ اس عرصہ مین ایک سنار کی لڑکی نے بنائے آشوب ہو کر فتنہ خوابیدہ کو بیدار کیا اور سلطان فیروزشاہ مقصود حاصل کر کے کامروا ہوا چنانچہ ملا بیدری نے شرح اس داستان کی یون مرقوم کی ہے کہ ان دنون مین حسن اتفاق کہ عبارت موافقت اجرام علوی اور سفلی سے ہے ولایت مدکل مین حق سبحانہ تعالی نے ایک زرگر کو جو نہایت مفلس تھا کہ ہمسایہ کے لوگ بھی اسے نہین پہچانتے تھے ایک دختر رشک شمس و قمر عطا کی مان باپ نے پرتھال اسکا نام رکھا نقاش قدرت نے اسکی لطافت ترکیب اور آرایش صورت مین کمال صنعت ظاہر فرمائی تھی نظم پری پیکر نگارے سرو قدے ٭ کہ حسن از روے او سرمایہ بردے ٭ ز عکس عارضش رضوان بجنت ٭ ز بہر حوریان پیرایہ بردے ٭ یا یہ کہنا چاہیئے کہ دست مشاطہ صنع یزدانی نے صاحب نظرونکی تفریح کے واسطے اسکے رخسارۂ دلفریب کو زیب و زینت کے ابٹنہ سے آراستہ کیا اور صیقلی ازل نے صاحبدلون کے نظارہ کے واسطے اسکے آئینہ عارض کو مصقل عنایت سے روشن کیا خورشید تابان اسکے جمال جہان آرا کے مشاہدہ سے عرق خجالت مین غرق اور مشک ختا اس کی زلف عنبرین بو سے آتش غیرت مین جلتا تھا نظم لب لعلش نگین خاتم جم ٭ دہان از حلقۂ انگشتری کم ٭ ز رنگ عارضش روے ہوا لعل ٭ ز خم زلفش در آتش کردہ صد نعل ٭ عذارش قبلۂ آتش پرستان ٭ دہانش آرزوے تنگدستان ٭ اور باوصف ایسے حسن و جمال اور تناسب اعضا کے واہب بے منت نے حسن سیرت و خوش آوازی اور شیرین کلامی اور جادو بیانی بھی اس کو عنایت فرمائی تھی مصرع گل بود و بسبزہ نیز آراستہ شد ٭ اور مان باپ اس کے جس طرح کہ رسم ہندوون کی ہے چاہتے تھے کہ اسکی شادی صغر سن مین

کہا کہ شادیانہ کے نقارہ پر چوب ماریں اور مشہور کریں کہ سلطان فیروزشاہ خود بہ نفس نفیس کمک کے واسطے
آپہونچے خلاصہ یہ کہ اس بشارت فیض اشارت سے جو جوان پراگندہ ہوئے تھے فوج فوج میر فضل اللہ انجو سے
ملحق ہوئے اور میر فضل اللہ نے ان کفار کو جو مقابل تھے منہزم کیا چونکہ خبر خانخانان کے قتل ہونے کی غلط تھی بلا توقف
اپنے تئیں اس کے پاس پہونچایا پھر دونوں نے اتفاق کرکے کوسل راے ولد نرسنگھ راے کو جو معرکہ میں ایستادہ تھا زدو
سے مغلوب کرکے گرفتار کیا اور کفار کو قلعہ کھترلہ تک پیچھا کیا اور کسی پر رحم نہ کرکے دس ہزار نفر ہندو سوار اور پیادہ
قتل کیے اور نرسنگھ نے ہزار محنت سے آپکو قلعہ میں پہونچایا اور دروازہ بند کرلیا اور لشکر اسلام نے محاصرہ کیا اور بعد
دو مہینے کے اہالیان قلعہ نے عاجز ہوکر امان چاہی خانخانان اور میر فضل اللہ انجو نے جواب دیا کہ ہمکو اس بارہ میں کچھ اختیار
نہیں ہے اور بدون اسکے کہ نرسنگھ سلطان کے بساط بوس سے مشرف ہووے یہ امر صورت نہ باندھیگا پھر نرسنگھ اور اس کے
عزیزوں نے ایلچپور میں کہ سلطان فیروزشاہ کا لشکرگاہ تھا جاکر فریاد و زاری کی کہ ہم بادشاہ کے غلام ہیں وازروے
جہل جو جسارت کہ ہم سے واقع ہوئی نادم اور پشیمان ہیں اگر حکم ہووے قلعہ خانخانان اور میر فضل اللہ انجو کے سپرد کریں
اور جو سلطان اپنے باج گذاروں کے سلک میں شمار کرکے قلم عفو ہمارے جرائم پر کھینچیگا سلطان علاء الدین حسن گانگوی
بہمنی کے عہد کے موافق ہر سال ادائے باج و خراج کرکے جادۂ عبودیت پر ثابت قدم اور راسخ دم ہونگے سلطان
فیروزشاہ نے نرسنگھ کو خلعت اور کلاہ زردوزی کی کہ خلعت عنایت سلاطین بہمنیہ تھی امداد فرماکر اس کے بیٹے
کو حسب الالتماس اسکے سلک خدمتگاران خاصہ میں جگہ دیکر چالیس ہاتھی نامی اور پانچ من طلا اور پچاس من چاندی
اور بھی تحف و نفائس لیکر قلعہ کھترلہ کی تسخیر سے درگذرا اور جب خانخانان اور میر فضل اللہ انجو لشکر بزرگ میں ملحق ہوے
نرسنگھ کو رخصت دیکر مظفر و منصور مع غنائم موفور دارالملک حسن آباد گلبرگہ کی طرف مراجعت فرمائی اور چونکہ وہ فتح
میر فضل اللہ انجو شیرازی کے نام ہوئی تھی مراتب عالی سے سرفراز ہوکر سرلشکری برار پر مخصوص و ممتاز ہوا اور سنہ
آٹھ سو چار ہجری میں امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ سے اخبار متواترہ پہونچے کہ وہ حضرت چاہتے ہیں کہ تختگاہ دہلی
کو ایک اولاد بزرگ کو دیکر تمام ممالک ہندوستان کو مسخر اور مفتوح کریں اور اگر حاجت اور ضرورت ہووے یکبار خود
بہ نفس نفیس پھر ہندوستان میں درآویں اس سبب سے سلطان فیروزشاہ نے از روے احتیاط اور پیش بینی کے امیر
نقی الدین محمد داماد میر فضل اللہ انجو کو مع مولانا لطف اللہ سبزواری کے کہ فضلاے پاے تخت بہمنیہ سے تھا مع تحف و ہدایاے
فراوان اور ایک محبت نامہ مشعر اتحاد و اخلاص بے پایان دریا کے راستہ سے امیر تیمور صاحبقران کی درگاہ میں بھیجا اور
جب آستان بوسی اس شہنشاہ جہان پناہ سے مشرف ہوے مورد اکرام و اعزاز بے پایان ہوکر چھ مہینے آنحضرت کی ملازمت
میں بسر لے گئے اور جسوقت کہ پیشکش مع اسباب گران بہا و نقد و جنس کثیر درجۂ قبولیت میں پہونچا شہنشاہ عالم پناہ
بمرتبۂ اتم مسرور ہوا جب ایلچیوں نے التفات حد سے زیادہ مشاہدہ کیے بعض مقربان بساط خلافت کے ذریعہ سے
عرض اقدس میں پہونچایا کہ سلطان فیروزشاہ بہمنی یکجہتان درگاہ عالم پناہ سے ہے اور اپنے تئیں سلک نیکخواہان مخلص سے
شمار کرکے ارادہ مصمم رکھتا ہے کہ جسوقت حضرت دارالخلافت کیطرف عنان توجہ منعطف فرماویں اور کسی بادشاہزادہ عظام

بعد آمد و شد اور گفتگوے بسیار امیر فضل اللہ انجو شیرازی سے یہ اقرار کیا کہ ہم دس لاکھ ہون خزانہ عامرہ مین داخل کرکے لاکھ ہون آپ کو حق السعی پیش کرتے ہین آپ ہمارے بندیون کو رہا کرین پھر چھ لاکھ ہون براہمہ اور رعایا نے اور پانچ لاکھ ہون دیو راے نے میر فضل اللہ کے پاس بھیجے میر معزی الیہ نے از روے اخلاص تمام و کمال سلطان کے ملاحظہ مین پیش کیا اور مصدر تحسین و آفرین ہوا اور طرفین سے جیسا کہ دستور ہے صلح کے بعد لازمہ عہد و میثاق ظہور مین آیا اور یہ اقرار ہوا کہ بموجب عہدنامہ قدیم عمل کرکے رعایا اور ممالک ایک دوسرے سے مزاحم اور متعرض نہ ہووین الغرض سلطان یہ صلح واقع ہونے کے بعد قیدیون کو لشکر سے رہا کرکے عازم مراجعت ہوا اور جب آب تمندرہ سے عبور کیا پولاد خان ولد صفدر خان سیستانی کو مابین دوآبہ کے انتظام کے واسطے مامور کیا اور بہ سبیل استعجال حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوا اور نزول اجلال سے دو تین مہینے کے بعد کہ تعب سفر سے آسایش ہوئی اوائل سنہ ۸۰۲ آٹھ سو دو ہجری مین نرسنگھ کی گوشمالی پر قاصد ہوکر برار کی طرف روانہ ہوا اور شکار کرتا ہوا جب ماہور پہونچا مقدم وہان کا جس نے نرسنگھ شیطان کے بہکانے سے گمراہ ہوکر سرکشی اختیار کی تھی پھر مقربان درگاہ کے ذریعہ سے امان خواہ ہوکر پاے بوس سے مشرف ہوا اور پیشکش نمایان گذران کر مع فرزندون کے ملازم رکاب ہوا اور سلطان نے ایک مہینہ اور پانچ دن ماہور مین استقامت فرمائی پھر وہان سے کوچ کیا جب قلعہ کھرلہ کے اطراف مین وارد ہوا نرسنگھ کافر نے جو صاحب سامان اور اہل دستگاہ تھا گونڈواری کے تمام کوہستان گونڈوارہ اور اسکے اطراف کا بہت علاقہ اسکے متعلق تھا پھر اس نے ایلچی حکام خاندیس و مالوہ کے پاس بھیجکر مدد طلب کی اور ان حاکمون نے اول مرتبہ نرسنگھ کا غلبہ ملاحظہ کرکے کمک بھیجی تھی ان دنون اس کی ذلت و خواری کے خدا سے خواہان ہوے اور مدد کے بارہ مین جواب صاف نہ دیا لیکن نرسنگھ نے باوجود اس حال کے سلطان فیروز شاہ کے مقابلہ پر آمادہ ہوکر لشکر آراستہ کیا اور کھرلہ سے دو منزل آگے بڑھکر بناے جنگ ڈالی سلطان فیروز شاہ کو منظور تھا کہ خود سوار ہوکر جنگ پر آمادہ ہو لیکن خانخانان اور میر فضل اللہ انجو شیرازی نے عرض کیا کہ اگر یہ خدمت بندگان درگاہ کی جانب رجوع ہو تو تائید ربانی اور توفیق یزدانی سے اس کافر شر انگیز کا شر خوب ترین وجہ سے دفع کرین سلطان نے یہ ملتمس پذیرا کرکے دونون کو اس خدمت پر مامور کیا اور انھون نے اتمام حجت کے لیے نرسنگھ کو پہلے اطاعت اور قبول باج و خراج اور اجتناب جنگ کے بارہ مین بتاکید اکید و مبالغہ تمام نامہ تحریر کیا نرسنگھ نے کثرت فوج پر مغرور ہوکر نافرمانی کی اور جنگ سے باز نہ آیا صفوف حرب آراستہ کین خانخانان اور میر انجو بھی بعد ترتیب افواج سپاہ غنیم پر حملہ آور ہوے جنگ سخت ہوئی شجاعت خان اور دلاور خان اور رستم خان اور بہادر خان جو امراے معتبر سے تھے درجہ شہادت کو پہونچے اور کفار کے غلبہ سے لشکر اسلام کے بہادر متفرق ہوے اور خانخانان کہ میمنہ مین تھا اور میر فضل اللہ انجو شیرازی میسرہ مین یہ دونون جماعت قلیل سے معرکہ مین ایستادہ اور حیران تھے کہ اس عرصہ مین میر فضل اللہ انجو کو خبر پہونچی کہ خانخانان بھی درجہ شہادت مین فائز ہوا امیر فضل اللہ نے اس سانحہ کے اخفا کے بارہ مین حکم کیا اور دو سو جوان آگے بڑھاکر

اور آپ کو ایک گوشۂ عافیت مین پہونچا کر منتظر عبور لشکر اسلام ہوے **نظم** جوانمرد قاضی چو غرندہ شیر شد
سوے راے زادہ در آمد دلیر شد وراکشت و بر دیگران حملہ کرد شد و مار از نمودان بر آورد گرد شد اور اہل مجلس
جو اکثر مے نوشی مین مشغول تھے اور مدہوش و حواس بجا نہ رکھتے تھے سراسیمہ اور حیران ہوے۔ اور غلغلہ اور
آشوب معسکر کا اوج افلاک پر پہونچا اور وہ رات کہ دل عشاق ہجران سے تاریک تر بلکہ اد ہلادہندہ تھی
آوازین مختلف لشکر گاہ مین گوش زد ہوتی تھین بعضے کہتے تھے کہ مسلمانون کا بادشاہ دس بارہ ہزار
سوار لے کر آب گشنہ سے عبور کر آیا اور دیوراے اور اس کے فرزند کو تیغ کے گھاٹ اتار لیے اور بعضون کا یہ قول
تھا کہ مسلمان لشکر سے جدا ہو کر دریا سے اتر کر شبخون لائے ہین القصہ جو وہ شب نسب دیجور اور ہولناک تھی
اور اردوے کفار کا عرض و طول پانچ فرسنگ سے زیادہ تھا اور امرا اور سپاہ اپنے اپنے مقام مین مستعد ہو کر
کسی طرح خیمون سے بر آمد نہ ہوے یہانتک کہ تین چار ہزار سوار اہل اسلام ان ٹوکرون پر جو اسی دن کے
واسطے تیار کیے تھے جا بیٹھے اور گھوڑون کے زیر بند کاٹ کر دریا مین شنا کے واسطے چھوڑ کر دریا کے پار ہوے
اور وہ پیادے جو ساحل کے کنارے ہوشیاری اور محافظت مین مصروف تھے لشکر اسلام کے عبور
اور اردو کے شور و غوغا سے بے دست و پا ہو کر بھاگ گئے اور سحر کے وقت سلطان فیروزشاہ بھی بقیہ
لشکر ہمراہ لے کر باطمینان تمام آب سے عبور کر کے سپیدہ صبح کے قریب اردوے کفار پر تاخت لایا اور دیوراے
کا لشکر غول بیابانی کی طرح جا بجا متفرق تھا اور دلبند کے مقتول ہونے سے اس کے ہوش و حواس بجا نہ تھے
اپنے فرزند کی لاش اٹھا کر طلوع آفتاب سے پیشتر بھاگا اور سلطان نے غنائم بیشمار دستیاب کر کے بیجانگر کے
اطراف تک تعاقب کیا اور چند مقام مین مقابلہ اور مقاتلہ واقع ہوا اور ہر مرتبہ تائید ربانی اور میر فضل اللہ انجو
کی میامن سعی اور نیکو خدمتی سے نسیم فتح و ظفر سلطان فیروز شاہ کے پرچم پر چلی گشتہ کا پشتہ نمود ہوا ذلک فضل اللہ
یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم اس کے بعد دیوراے کہ سلطان کی ہیبت اس کے دل مین تھی لڑنے کی تاب نہ لایا
قلعہ بیجانگر مین متحصن ہو کر صف جنگ سے روگردان ہوا اور سلطان فیروزشاہ نے خانخانان اور میر فضل اللہ انجو
شیرازی کو کفار کے ممالک جنوبی کی تاخت و تاراج کے واسطے کہ نہایت آباد اور معمور تھی رخصت فرمایا اور قاضی
سراج کو ساتھ ایسے منصب کے کہ لائق اس خدمت اور جانسپاری کے تھا سرفراز کر کے تمام لشکر امرا سے صاحب
شکوہ کیا اور خانخانان کے ہمراہ تعین فرمایا انھون نے حکم کے موافق نہب و غارت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کیا اور لڑکے اور لڑکیان بیشمار اسیر کر کے مراجعت کی اور جو اولاد براہمہ سے مرد اور عورت دو ہزار آدمی
مسلمانون کے ہاتھ گرفتار ہوے تھے برہمنان صاحب اعتبار بیجانگر نے دیوراے سے عرض کی کہ رعیت
تمام ممالک کی اور ہم اتفاق کر کے جس قدر زر کہ حکم ہو وے داخل کرین چاہیئے ہے کہ راے بھی حسبۃً للہ
کارسازی مین مصروف ہو کر مسلمانون سے موافقت کرے اور تمام قیدیون کو رہائی بخشے دیوراے نے یہ التماس
پذیرا کر کے اپنے ارکان دولت کو تاکید کی کہ جسقدر روپیہ ممکن ہو مسلمانونکو دیکر اپنے اسیرون کو رہا کرین ایلچیون نے

مغنی کو تجویز کرکے تھوڑے عرصہ مین دو سو سبد کہ مردم دکن کی اصطلاح مین ٹوکرہ کہتے ہین پر رم گاو سے مڑھ کر
مہیا کیے اور قاضی سراج سات جوان یکدل اور یک زبان کے ہمراہ فقیرون اور مجنونون کے لباس مین پایئن آب سے
اتر کر اردوے دیو راے مین آیا اور خرابات خانہ مین فروکش ہو کر ایک قحبہ پر عشوہ و کرشمہ کے ساتھ بنیاد عاشقی کی ڈالی
اور آپ کو عاشق و شیدا ظاہر کرکے اسکی نازبرداری اور اپنی مجنون سازی مین کوتاہی نہ کی قضارا اسی دن شام کے
قریب وہ قحبہ بن ٹھن کر ڈولی پر سوار ہوئی قاضی جیسا کہ شیوۂ عاشقی اور بے صبری کا ہے از روے اضطراب
اس کے روبرو گئے اور یہ کلام کیا کہ اے محبوب جفا کار کہان کا ارادہ ہے اور اپنے قدم سے کس گھر کا اجالا کریگی
اور اپنی جدائی کے نشتر سے کیون میری رگ جان کو قطع کرتی ہی اس نے جواب دیا کہ راے کے فرزند نے ایک
جشن عالی ترتیب دیکر شب کو میرے احضار کا حکم دیا ہے ناچار اس محفل مین جاکر ناچ اور گانے مین مصروف ہونگی
قاضی نے کہا حیف صد حیف مین تیرے فراق مین کیونکر زندہ رہونگا مناسب ہی کہ تو مجھے بھی اپنے ہمراہ اس محفل مین لے چل
ارباب نشاط نے جواب دیا کہ اس محفل مین اہل طرب و نغمہ کے سوا دوسرے کی رسائی نہین تو اس خیال محال سے گذر
اور تو اس سے بے بہرہ ہے قاضی نے کہا اے پری شمائل تیری صحبت کی تاثیر سے مین بھی اسمین عاری نہین ہون
بجوباور سے کیطرح تال سر سے واقف ہون بعضی چیزین دیو راے کو سنا کر اپنے علم کے کمال سے شیشہ مین اتارونگا تجھ
مسخرے مندل اس کے آگے پھینک کر بولی کہ اس کو بجا قاضی صاحب مندل چھیڑ کر سرود گانے مین مصروف ہوے
اس طرح سے دھرپد خیال بتا گایا کہ کبھی اس کے وہم و خیال مین نہ آیا تھا سنتے ہی وجد مین آن کر بولی کہ تیری ہمراہی
ہماری عزت و حرمت کا موجب ہے اس حیلہ سے قاضی صاحب مع یار و انصار قحبہ کے ہمراہ راے زادہ کی
بارگاہ کی طرف متوجہ ہو کر محفل عیش و سرور مین داخل ہوے **نظم** بدیدند بزمی چو باغ بہشت ٭ سراپردہ پرنیانی
سرشت ٭ ہمان راے زادہ برادرنگ زر ٭ سراسر برآمودہ در و گہر ٭ زسر تا قدم زیور ہندوی ٭ بخشید
زو چشمہا راہوی ٭ زہر دو طرف دختران کشمر ٭ بزیور درخشان کمر در کمر ٭ اور جس طرح کہ رسم دکن ہے ارباب نشاط
جوق جوق آنکر رقص مین مصروف ہوئین اور ہر پری وش اپنے اپنے سحر اور نیرنگیان دکھانے لگی بولی پیچ انیر فدا ہونے
لگی اور جب نوبت بازی گرون کی پہونچی قحبہ بازی روزگار سے غافل ہو کر قاضی کو مع اسکے ایک یار کے کہ وہ بھی مسخرون
کے لباس مین تھا اجازت حاصل کرکے مجلس مین لائی وہ آپ کو بصورت زنان آراستہ کرکے کرشمہ کنان جلوہ گری کے
ساتھ آئے اور مندل نوازی اور مسخرگی اور نقش و صورت اور حرکات و سکنات کہ جس کو سحر و کرامات کہا چاہیے
ساحری کرکے راے زادہ کو اپنے تماشہ کا فریفتہ کیا اس کے بعد جیسا کہ اس ملک کے مسخرونکا دستور ہی کہ دو کٹار برہنہ
ہاتھ مین لیکر بازی کنان راے زادہ کے قریب پہونچے دونون نے ایکبارگی چابکدستی کرکے کٹار راے زادہ کے سینہ پر کہ
دیو راے کا ولیعہد اور مدار الیہ تھا مار کر کام تمام کیا پھر اورون کی طرف متوجہ ہوے اور وہ پانچ نفر جو سراپردہ
کے باہر ایستادہ اور گوش بر آواز تھے سراپردہ چیر کر بسرعت تمام ہزبر آسا خیمہ مین داخل ہوے اور ہنود کو کہ اکثر انمین
متوالے اور بیخود تھے مجروح کرکے چراغ و مشعل جو کہ اس محفل مین تھے گل کرکے سراپردہ کے شگاف سے نکل گئے

ہے حرام نہ تھی الحمد للہ کہ یہ دونوں امر سلطان الانبیا اور اشرف المخلوقات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں برطرف
ہوئے اور سلطان فیروز شاہ نے جب خطبہ اور سکہ دکن کا اپنے نام جاری کرکے چتر شاہی اپنے فرق مبارک پر لگایا
اپنے بھائی احمد خان کو خطاب خانخانان سے مخاطب فرماکر امیر الامرا کیا اور اپنے استاد میر فضل اللہ انجو شیرازی کو کہ اس
سید بزرگوار کے میامن سعی سے قابلیت اور کمال حاصل کیا تھا سلطنت کا وکیل کیا اور ملک نائب خطاب دیا
اور بہت ہامنہ کو بھی صاحب دخل کرکے امیر بزرگ کیا اور مورخین کا اتفاق ہے کہ چوبیس مرتبہ اس سلطان
نوجوان نے کفار سے غزا کی اور ملا داؤد بیدری اور صاحب سراج التواریخ وغیرہ نے چند جنگ مشہور خاص رقم
کیے ہیں اور باقی سے ساکت ہوئے از انجملہ ایک یہ ہے کہ سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری میں دیو رائے والی بیجانگر تیس ہزار سوار
اور نو لاکھ پیادے اور کمانداران برق انداز کے بقصد تسخیر مدگل اور رائچور اور بعضے پرگنات اور قصبات مابین
دوآب بلاد اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور جب یہ خبر فیروز شاہ بہمنی کے سمع مبارک میں پہونچی سراپردہ باہر کرکے
دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ سے نہضت فرمائی اور شہر ساغر میں پہونچکر لشکر کا جائزہ لیا بارہ ہزار سوار قلمبند ہوئے پہلے
ایک گروہ زمینداران ساغر سے کہ کافر بیباک اور شر انگیز تھا آٹھ سات ہزار ہندی سے کہ کوہی تھے دستیاب کرکے تہ تیغ اور
پامال کیا اور خاطر شریف مقاطرانکی طرف سے مطمئن کرکے جب لشکر برار اور دولت آباد ظل رایت میں اسکی جمع ہوئے چاہتا تھا
کہ کوچ کرکے دیورائے کے مدافعہ کے واسطے متوجہ ہو ناگاہ خبر پہونچی کہ نرسنگھ والی قلعہ کھرلہ نے حکام منڈو اور آسیر کی
حمایت اور مدد اور رائے بیجانگر کی تحریص و ترغیب کے سبب مملکت برار میں آنکر حوالی قلعہ ماہور تک تاخت و تاراج
کیا ہے اور بہت اہل اسلام کی ایذا اور اہانت میں مشغول ہوکر لوازم شناعت اور بیدادی سے کوئی دقیقہ
نہ چھوڑا اس سبب سے تمام لشکر برار اور دولت آباد کا دفع اس فساد کیواسطے مقرر کیا اور خود بدولت اقبال
بارہ ہزار سوار پائے تخت ہمراہ رکاب ظفر انتساب لے کر دیورائے کی تنبیہ کے واسطے عازم ہوا اور بوجہ
موسم برسات کے باعث آب کشنہ طغیانی پر تھا بہت اطمینان سے دیورائے اس طرف دریا کے خیمہ
اور خرگاہ ایستادہ کرکے لشکر اسلام کے عبور کا مانع ہوا اور سلطان فیروز شاہ نے ارکان دولت سے
مشورہ کیا کسی نے ایسا جواب کہ سلطان کے خاطر عاطر کی تسلی کا سبب ہو نہ دیا مگر ایک نامور ان مجلس نے
کہ نام نامی اس کا قاضی سراج تھا اور امیروں کے سلک میں منتظم تھا جب آثار کلفت سلطان کے چہرہ انور سے
مشاہدہ کئے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دے کر از فور اخلاص سے معروض کیا کہ اگر حکم ہو یہ بندہ سراج کہ
دولتخواہی اور جانفشانی کے مقام پر ثابت قدم ہے مع بعضے اپنے اقارب کے جو محل اعتماد ہیں آب دریا سے عبور کرکے
جس حیلہ سے کہ ممکن ہو سکے گا اپنے آپ کو رات کے وقت دیورائے یا اس کے بیٹے کے دربار میں پہونچا کر
اس کی شمع حیات کو گلگیر خنجر خونخوار سے قطع کرکے بجھاؤں گا بشرط اس کے کہ جب لشکر کفار میں شور و غوغا
بلند ہو چار پانچ ہزار سوار بخاطر جمع آب سے عبور کرکے ہنر کو کفار کے تہرون سے برآوردہ کریں اور
اس وقت شاہ بھی بفراغت تمام دریا سے عبور کرکے ہلاکی کفار میں سعی فرماوے سلطان فیروز شاہ نے اس

شرح تذکرہ ریاضی مین اور شرح مقاصد کلام مین اور تحریر اقلیدس ہندسہ مین و مطول ملا سعد الدین علم معانی اور بیان مین اور اگر احیاناً دن کو فرصت نہوتی تو شب کو طالب علمون کو حاضر کرکے درس اور فائدہ رسانی مین مشغول ہوتا تھا اور میر فضل اللہ انجو کی برکت سے کہ شاگرد ان خوب ملا سعد الدین تفتازانی سے تھا اس شہنشاہ بے نظیر نے یہ تمام حیثیت اور فضیلت حاصل کی تھی اور قیاساً ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ دانش اسکی زیادہ بادشاہ محمد تغلق شاہ کی دانش سے تھی اور اول وہ شخص کہ جس نے سادات انجو سے وصلت کرکے دختری اوران سے اپنے فرزندون کے واسطے بیٹی لی سلطان فیروز شاہ بہمنی تھا چنانچہ ملک نائب فضل اللہ انجو کی صاحبزادی شاہزادہ حسن خان کے عقد نکاح مین لایا اور ایک اپنی بیٹیون مین سے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی دختر سے پیدا ہوئی تھی صدر جہان کے بیٹے الموسوم بہ میر شمس الدین محمد انجو کو ترویج فرمائی اور دولت آباد کا طرف دام کیا اور سلطان فیروز شاہ جو عورتون پری پیکر طاؤس زیب سے رغبت تمام رکھتا تھا ایک شہر نہر بھیورہ کے کنارہ موسوم بہ فیروز آباد بنا کر اپنا تخت گاہ مقرر کیا اور بازار اور دوکانین نہایت پاکیزہ اور مطبوع اور سڑکین نہایت وسیع اور سیدھی تیار کرکے ایک قلعہ کہ ایک ضلع اس کا پانی سے متصل ہے پچ اور پتھر سے احداث فرما کر آب بھیورہ کو کاٹ کر قلعہ مین لایا اور پانی کی نہرین اور کوشک ہائے عالی تعمیر کروا کے ہر ایک حرم کو عنایت فرمائی اور عورتون کے ازدحام اور کثرت سے اندیشہ کرکے ضابطے مقرر کیے کہ مادام الحیات اس سے تجاوز نہو چنانچہ قوانین مین سے ایک یہ ہے کہ جس محل مین عورتین خاصہ نگاہ رکھتا تھا اس مین ہر ایک کو تین پرستار سے زیادہ جوان کی ہم زبان تھین نہ دیتا تھا اور جو کلام عربی کی طرف میل وافر رکھتا تھا عربی محل کو بعد محل دکنی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کی صاحبزادی تھی جگہ دی تھی اور عرب کی نو عورتین جنھون نے حجاز اور مکہ اور اس اطراف مین نشوونما پائی تھی اور بکمال فصاحت و بلاغت رکھتی تھین عربی محل مین نگاہ رکھتا تھا اور انکے خدمت گار اور پرستارین تمام حبشی اور حبشیہ خوش شکل اور عربی زبان تھین اس محل مین وہ عورت کہ لغت عربی نہین جانتی تھی آمد و شد نہ کرتی تھی کہ مبادا ان کی زبان ضائع ہووے یعنے دوسرے کلام مین مخلوط ہووے اور اس امر کے واسطے وکیل اسکے ہمیشہ عرب مین آمد و شد رکھتے تھے کہ جسوقت ان عورتون یا خدمتگارون مین سے کوئی ایک فوت ہوتی یا سلطان رنجیدہ ہو کر ایک کو محل سے باہر کرتا اسکے عوض عرب سے اور لاتے تھے اور علی ہذا القیاس زنان عجم سے بھی نو بیبیان رکھتا تھا اور خدمتگار انکے چرکس اور ترک اور روسی اور گرجی اور فارسی زبان تھے اور اسی قبیل سے زنان ترک اور فرنگ اور خطائی اور افغان اور راجپوت اور بنگالی اور گجراتی اور تلنگی اور کنھڑی اور مرہٹی اور سوائے اسکے اور بھی اسی نہج پر تھین اور بولی انکی خوب جانتا تھا اور ہر روز ایک محل مین ان محلون سے جا کر حیات مستعار عیش و عشرت مین اسطرح بسر کرتا تھا کہ ہر ایک عورت محل کی دعوی کرتی تھی کہ بادشاہ ہمکو زیادہ تر دوست رکھتا ہے اور کتاب توریت و انجیل کو پڑھ سکتا تھا اور علماء ہر ملت کو مقرر کرکے انکی روش کی خبر لیتا تھا اور کہتا تھا سبحان اللہ جیسا کہ ہمارا پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بزرگ ترین اور بہترین انبیا سے ہے دین و شریعت بھی اسکا بہترین اور خوشترین ادیان سے ہے اور کسی دین مین عورتین اجنبی مردون سے منھ نہ چھپاتی تھین اور شراب کہ ام الفساد

صحیح دین ۱۲

فرمان دہی دلون مین جاگزین ہوا اور مہمات سلطنت بے نظام ہو اور دوسرے وقت جب تم سے صحبت رکھتا ہون آپ کو بھی مثل تمہارے سمجھتا ہون جیسا کہ تم لوگ آپسمین بے تکلفانہ صحبت رکھتے ہو اور گفتگو کرتے ہو میرے ساتھ بھی وہ طریق جاری رکھو تو بادشاہی اور مقصد وری کے حظ اور لذت سے بہریاب ہون اور ان لوگون سے کہ جن کا مذکور ہوا تکلف برطرف کرکے فرماتا تھا کہ شب کی دربارداری اور ہمنشینی کیوقت جب چاہو آؤ اور جبوقت چاہو برخاست کرو اور مجلس مین ماکول و مشروب سے جو کچھ ارادہ کرو ملازمان درگاہ بے تامل حاضر کرین اور دو چیز کے سوا جو چاہو کہو اور سنو ایک یہ کہ کاروبار دنیوی کا تذکرہ نہ کرو محکمہ کے اجلاس کے وقت معروض کرو اور دوسرے ہرکسی کی بدگوئی اور غیبت سے باز رہو ایکدن ملا اسحاق سرہندی نے جو مرد دانشمند اور اہل طبع تھا بادشاہ سے معروض کیا کہ سلطان اہل مجلس کو اجازت دیتا ہی کہ بے تکلفانہ مجھ سے گفتگو کرین یہ امر داب سلطانی کے خلاف ہی اور بادشاہان عالی مقدار کے شایان اور مزاج کے موافق نہین اور حکایات سلطان محمود سبکتگین اور حکیم ابوریحان منجم کے مصدق اور مقوی میرے کلام کی ہین سلطان فیروزشاہ نے پوچھا کہ شرح اس حکایت کی کیونکر ہی ملا اسحق نے بتفصیل بیان کی سلطان فیروزشاہ نے متبسم ہوکر یہ فرمایا جو بادشاہ کہ علم و فضل انصاف مین موصوف نہین ہین انسے ایسے امور سرزد ہوتے ہین خدا نہ کرے کہ یہ صفت میری طبیعت مین مرکوز ہو اور مردم آگاہ جنھین ملوک کی خدمت مین رسائی اور آشنائی ہی اور تاجداران نازک مزاج کی مجلس مین آمد و شد ہے جانتے ہین کہ سلطان فیروزشاہ بھی اگر اس صفت مین دعوی اعجاز کرتا بجا تھا اور اگر آپ کو سرآمد ملوک نامدار فرض کرتا زیبا تھا اور مثل اسکے ملا داؤد بیدری نے اپنی تاریخ مین سلطان فیروزشاہ کے قضیہ بہت تحریر کیے ہین جو کہ موجب تطویل کلام اور کذب پر محمول ہوتا تھا اس کی تفصیل سے محترز ہوا اور جو کہ حکایت سلطان محمود و حکیم ابوریحان کی درمیانمین آئی اس جملہ معترضہ کی تفصیل واجب جان کر جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے مذکور کیا ہی اس نسخہ مین مرقوم کرتا ہون منقول ہی کہ حکیم ابوریحان منجم نوادر روزگار سے تھا اور احکام عجیب اس سے واقع ہوتے تھے اور بسبب وفور مہارت علم نجوم اور بے تکلفی کے سلطان محمود سے استغنا قبول کرتا تھا اور وہ اس سبب سے نادامن اور رنجیدہ رہتا تھا ایک وقت سلطان محمود قلعہ غزنین مین بام کوشک پر باغ ہزار درخت کے مقابل بیٹھا تھا حکیم ابوریحان منجم سلطان کے پاس حاضر ہوا سلطان نے اس سے متوجہ ہوکر فرمایا حکم کر کہ اس قلعہ کے چار دروازہ ہین مین کون سے دروازے سے باہر جاؤن گا منجم نے اصطرلاب طلب کرکے ملبند کیا اور طالع درست کرکے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ تحریر کیا اور بادشاہ کے سرہانے رکھا اس کے بعد سلطان محمود نے حکم دیا کہ دیوار شرقی قلعہ کی کھودین جب وہ مسمار ہوئی اسطرف سے نکلگیا بعدہ کاغذ کو برآوردہ کرکے دیکھا اس مین تحریر تھا کہ ان چارون دروازے سے باہر نہ جاوے گا دیوار شرقی کھود کر برآمد ہوگا سلطان اس حکم سے حیران ہوا اور فرمایا کہ حکیم کو بام کوشک سے نیچے گرا دین اور ظاہر اس مقام مین ایک جال مثل اس شئے کے باندھا تھا کہ اس پر آن کر آہستہ زمین پر پہونچے چنانچہ اس تدبیر کی وجہ سے کسی طور کا صدمہ اس کو نہ پہونچا سلطان نے فرمایا اس کو بھی دیکھا تھا بولا ہان تقویم اپنے غلام کے ہاتھ سے لیکر سلطان کے ملاحظہ کی اور عرض کی دیکھیے چنانچہ اس دن حکم مین نے لکھا تھا کہ آج مجھے جائے بلند سے گرا دے گا لیکن مین

اور بادشاہان بہمنیہ سے امتیاز تمام رکھتا تھا اور وہ خاندان عالی اس کے سبب سے بلند آوازہ ہوا اس سلطان نوجوان کے قدوم سے بڑی رونق ہوئی سلطنت از سر نو چمک گئی اس شاہ فیروز بخت نے تخت پر بیٹھکر یہ کام کیا کہ راے بیجانگر سے کہ کسی کشورکشا کو اپنے ابناے جنس کے سوا بیٹی نہ دیتے تھے دختری اور تالیف قلوب کرکے سب کو رام و بندہ بیدام کیا نظم بگسترد اندر جہان دادوراہ چو بکند از زمان بیخ بیداد راہ بہر جاے ویرانی آباد کرد چو دل اہل عالم زغم شاد کرد چو اس کے سوا لوازم غزا اور جہاد مین بھی آپ سے ساتھ کسی تقصیر کے راضی نہ ہوا اپنے عہد دولت مین چوبیس بار کارزار کی اس کے عہد مین فضاے مملکت بہمنیہ وسیع تر ہوئی قلعہ نیکا پور اور خلاصہ مملکت تلنگ ارباب اسلام نے مسخر اور مفتوح کیا سچ تو یہ ہی کہ یہ شاہ شاہان دکن کا طرہ تھا اور یہ وہ شخص ہی کہ جسنے اپنی چیرہ دستی سے گنبد دوار کے نیچے معلم خرد کی پٹی پڑھانے سے تاج مرصع بصورت دستار بناکر زیب فرق کیا اور سخاوت مین کہ جس سے بہتر بادشاہون کو اور خوشتر کوئی صفت نہین ہی اپنی کوشش سے نام نیک یادگار کیواسطے صفحہ دنیا مین چھوڑا اور محرمات مین چندے طبیعت شاہ کی استماع راگ و رنگ اور مے نوشی پنہانی کیطرف مائل رہی اسکے سوا امر تکب اور محرمات اور متہیات کا نہ ہوتا تھا اور اکثر روزہاے متبرک ہین کہ عبارت ماہ صیام سے ہی صوم و صلوٰۃ مین اوقات صرف کرکے کوئی فریضہ اس سے فوت ہوتا تھا اور ہمیشہ فرماتا تھا کہ مین ارتکاب ان دو نہی شرعی سے نہایت دلگیر اور آزردہ رہتا ہون لیکن جو نغمہ مجھے ذکر حق مین مشغول کرتا ہی اور وہ دوسرا میرے نفس کو شر انگیزی سے باز رکھتا ہے درگاہ غفار ستار سے امیدوار رہون کہ مجھے ان دو امر کے سبب [یعنے نوشی ۱۲] مواخذہ و معاقب نہ فرماوے اور چونکہ رغبت تمام عورتون کے فراہم لانے کی رکھتا تھا علما اور فضلا کو بلاکر استفسار کیا کہ مرد چار عورت اصل کے سوا عقد نہین کر سکتا ہے اس کی تدبیر کیا ہی بعضے کہنے لگے ہمیشہ چار عورت منکوحہ سے ایک کو صیغہ طلاق کہکر دوسری عورت کو شوق سے اپنے عقد مین لائیے اور بعضون نے اور طریقہ ہدایت کیا کوئی بات شاہ اسلام پناہ کی طبیعت کے موافق نہ آئی پھر وکالت پناہ میر فضل اللہ سے پوچھا کہ علاج اس کا کیا ہی میر فضل اللہ نے جواب دیا کہ متعہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد رسالت اور خلیفہ اول کے عہد خلافت مین مروج تھا اور خلیفہ دوم کے عہد مین برطرف ہوا باوجود اسکے مذہب امامیہ مین کہ ایک فرقہ اسلام سے ہی مباح ہی اگر بادشاہ انھین متعہ کرکے نگاہ رکھے بہتر ہی مگر علماء اہلسنت کے درمیان اس امر مین بہت گفتگو واقع ہوئی اور جب صحیح مسلم و بخاری اور مشکوٰۃ شریف سے حدیث درمیان مین لائے معلوم ہوا کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ہوا ہے اس سبب سے شاہ فیروز شاہ نے طائفہ امامیہ کے شعار پر عمل کیا اور ایکدن آٹھ سو عورت سے متعہ پڑھا اور حاجی محمد قندھاری کی روایت سے دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ متشرع ہر روز ربع جزو کلام اللہ لکھتا تھا اور روزگار شریف کو خالق کی پرستش کے بعد پرسش احوال مخلوق مین صرف کرتا تھا اور راتونکو دو پہر اور سہ پہر تک علما اور مشائخ اور شعرا اور قصہ خوانان اور افسانہ گویان اور ندیمان اور خوش طبعان کی صحبت سے اپنی طبیعت شگفتہ رکھتا تھا اور مرتبہ شاہی کو ملحوظ اور منظور نہ رکھکر جماعت مذکورہ کیساتھ برادرانہ سلوک کرتا تھا اور زبان سے فرماتا تھا کہ دیوان داری کے وقت جب تخت پر متمکن ہوتا ہون شاہ ہوتا ہون ناچار خلق سے شاہانہ سلوک کرتا ہون تاکہ شوکت و صلابت

تغلچین کو حرف وحکایات مین مشغول کرکے احمد خان کو بھیجا تو ان دو تین آدمیون کو دربار مین لاوے احمد خان نے بارہ جوانون کو جو ان کے ہمراہ آئے تھے دروازے کے قریب لاکر چاہا کہ دربار خاص مین داخل کرے پردہ دار انھین مع شمشیر ویراق دیکھکر مزاحم ہوئے اور احمد خان نے جب دیکھا کہ کام دست اختیار سے نکل گیا اور طشت بام سے گرا باتفاق ان بارہ دلاوران نبرد آزما اور بہادران خشمگین ہزبر آسا کے گرز وسنان وشمشیر وخنجر جانستان لیکر پردہ داران سے غٹ پٹ ہو گیا چند پردہ داران کو قتل کرکے بلا توقف دربار مین داخل ہوا تغلچین کے بیٹون کو گھیر کر تیغ یمانی سے ان کے سر تن سے جدا کیے اور جمیع مقرب جو فیروز خان سے ہم زبان تھے طرح دے کر ہر ایک گوشہ اور حجرے مین بھاگ گئے اور سلطان شمس الدین بھی یہ صحبت مشاہدہ کرکے تہ خانہ کی طرف کہ اس مکان کے قریب تھا بھاگ کر پوشیدہ ہوا اور تین سو سپاہی جو باہر تھے انھون نے بھی اقرار کے موافق تغلچین کے متعلقون کے ساتھ جو دیوانخانہ مین تھے پیشدستی کرکے کلک شمشیر آبدار سے ان کی رقم حیات کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح نیست ونابود کیا اور اسی وقت فیروز خان کے حکم سے سلطان شمس الدین اور تغلچین کو طوق وزنجیر مین مسلسل کرکے اس زیر خانے مین محبوس کیا پھر فیروز خان باتفاق ارکان دولت دیوانخانہ مین رونق افزا ہو کر ایک مجلس آراستہ کرکے تخت فیروزہ پر جلوہ گر ہوا اور تیمن اور تبرک کے واسطے جیسا کہ کشمیری دیوانہ کی زبان پر جاری ہوا تھا آپ کو ملقب بہ روز افزون شاہ کیا اور شمشیر سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کی اپنی زیب کمر کرکے بعد چند روز جب مہمات سلطنت نے ایک قرار ومدار پیدا کیا سلطان شمس الدین کو مکحول کرکے قلعہ بیدر مین بھیجا اور سلطان غیاث الدین کو ساغر سے لا کر تغلچین بدآئین کو ان کے سپرد کیا اور فرمایا کہ اپنا انتقام اس کور نمک بدانجام سے لیجیے سلطان غیاث الدین نے باوجود نابینائی اس کو اپنے مقابل ایستادہ کیا اور ایک ضرب شمشیر سے اسکے سر وتن مین جدائی کی اور مخدومہ جہان اور سلطان شمس الدین سلطان فیروز شاہ الملقب بہ روز افزون شاہ سے بالحاح ومبالغہ تمام رخصت زیارت مکہ معظمہ کی حاصل کرکے بندر چیول سے اس مکان مقدس کی طرف روانہ ہوئے اور مدت عمر وہان بسر کی سلطان ہر سال پانچ ہزار اشرفی فیروز شاہی مع تحف ہند بھیجا تھا یہانتک کہ سلطان شمس الدین سنہ ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ ہجری مین مدینہ منورہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین فوت ہوا اور وہ شاہ عاقبت بخیر اس سرزمین عنبر آگین مین مدفون ہوا سلطان شمس الدین بہمنی کی مدت سلطنت ستاون دن تھی کہ حساب سے ایک مہینا اور ستائیس روز ہوتے ہین ذکر آرائش یافتن چمن روزگار کا بہار سلطنت

واقبال ابو المظفر الغازی سلطان فیروز شاہ بہمنی الملقب بہ روز افزون شاہ بن داؤد شاہ بہمنی سے

نظم ۔ چو فیروز شاہ آن شہ راستین ۔ برآرندہ تاج وتخت ونگین ۔ بتائید یزدان ونیروے بخت ۔ خداوند کشور شد وتاج وتخت ۔ بروز خجستہ تراز مہر وماہ ۔ بسر برنہاد آن کیانی کلاہ ۔ در گنج بکشاد ولشکر بخواند ۔ بدامن زر وسیم وگوہر فشاند ۔ مورخ آثار ملوک ذوی الاقتدار یعنی خامہ مشکین نگار اوراق لیل ونہار پر یون رقم کرتا ہی کہ بہمن نامہ دکنی اور فتوح السلاطین منظوم سے معلوم ہوتا ہی کہ سلطان فیروز شاہ بہمنی شوکت وعظمت مین

سلطانی ہم سے ملحق ہوگا حسن آباد گلبرگہ کی طرف متوجہ ہوے اور برخلاف قرار داد اپنے کے جب آب تپھورہ سے
عبور کیا اور مردم شاہی سے ایک شخص بھی انکے پاس نہ آیا اس مقام مین مقیم ہوکر کہنے لگے کہ فکر اصل پر کرکے قدم آگے
بڑھانا چاہیے پھر چتر شاہی فیروزخان کے سر پر لگا کے احمدخان بہ منصب امیرالامرائی اور سید ہنو بہ منصب سرنوبتی
اور میر فضل اللہ انجو بہ منصب وکالت نامزد ہوے اور اسی طرح سے ہر ایک آدمی کو جو ہمراہ تھے مناصب مناسب کی
بشارت دے کر آب تپھورہ کے ساحل سے آگے بڑھے اور جسوقت حسن آباد گلبرگہ سے چار کوس دور ہوپچے تغلچین نے
زر وافر اور خزانہ متکاثر نکال کر امرا اور سپاہ پر قسمت کیا اور سلطان شمس الدین کو ساتھ لیکر فیروزخان کے مقابلہ
کو روانہ ہوا اور قصبہ مرقول کے اطراف مین صفوف رزم آراستہ ہوکر طرفین کا مقابلہ ہوا بیت چہ شیران بہ کشتی در
آویختند بہ زتنہا ہمی جوے خون ریختند الغرض بعد حرب شدید اور جنگ عظیم کے فیروزخان اور احمدخان نے شکست
کھائی اور مع اعوان و انصار ساغر کی طرف متوجہ ہوے اور مخدومہ جہان اور تغلچین کا استقلال بدرجہ اعلی پہونچا لیکن
خلائق درگاہ کی طبیعت ان سے نہایت متنفر ہوئی تھی اور اکثر بندگان شاہی نے فیروزخان کی طرف راغب ہوکر پیغام
دیا کہ صلاح دولت اس مین ہے کہ عہدنامہ سلطان شمس الدین سے حاصل کرکے حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لائیے
اور فرصت کے وقت اپنا کام سنوارئیے چنانچہ فیروزخان نے مردمان تختگاہ کو اپنا یکدل اور یکجہت جانکر میر غیاث الدین
ولد میر فضل اللہ انجو اور سید کمال الدین طویل القد اور بھی بعضے سادات و علما کو مخدومہ جہان اور تغلچین کے پاس بھیجکر
یہ پیغام دیا کہ ہم بعضے آدمیون کے کہنے سے متوہم ہوکر اس امر کے مرتکب ہوے تھے اب اس سے نادم اور پشیمان ہین اگر
آپ سلطان سے امان نامہ حاصل کرین تو ہم دونون بھائی دارالخلافت مین آنکر ظل عطوفت شاہانہ مین زندگی کرین
نہایت اشفاق ہوگا مخدومہ جہان اور تغلچین اس معذرت سے نہایت راضی اور خوش ہوے اور فوراً استمالت نامہ
مشتمل عہود و مواثیق کے بھیجا اور دونون بھائی دارالخلافت کی روانگی مین متفکر ہوکر بام رفیع پر بیٹھے تھے کہ ایک کشمیری
دیوانہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف سے پہونچا اور باواز بلند فریاد کی کہ اے فیروزخان روز افزون مین آیا ہون کہ تجھے حسن آباد
گلبرگہ مین لیجاکر بادشاہ بناؤن دونون بھائی وہ فال نیک سمجھ کر اسی وقت حسن آباد گلبرگہ مین داخل ہوے اور بعد حصول
شرف ملازمت مقبول طبع خاص و عام ہوکر تشریفات فاخرہ سے مالامال ہوے لیکن تغلچین اور فیروزخان ایک دوسرے
سے ہراسان ہوکر دونون اپنی ہوشیاری مین رہتے تھے یہانتک کہ بعد دو ہفتہ پنجشنبہ کے دن ماہ صفر کی تیئیسوین تاریخ
سنہ آٹھ سو ہجری مین فیروزخان بارہ مرد ہتھیاربند اپنے ہمراہ لیکر دربار مین داخل ہوا اور اس کے بعد تین سو
جوان بہادر جو اس سے یکدل و یک زبان تھے وعدہ کے موافق ایک ایک دو دو کرکے قلعہ مین فراہم ہوے اسوقت
فیروزخان نے آدمی احمدخان کے بلانے کو بھیجا اور جب وہ بھی برق کے مانند حاضر ہوا فیروزخان نے تغلچین سے کہا تین
شخص میرے قرابتی میری جاگیر سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادہ سے آئے ہین اگر حکم ہوے دربار مین آنکر بادشاہ کی
تسلیم سے مشرف ہوئین تغلچین یہ امر قبول کرکے بادشاہ شمس الدین کی خدمت مین عرض پیرا ہوا فوراً حکم عالی نے اس
مضمون سے شرف نفاذ پایا کہ جس شخص کو فیروزخان طلب کرے پردہ دار مزاحم اور متعرض نہ ہون فیروزخان نے

تربیت مین مشغول رہتا تھا جوفن لائق حال شاہزادون کے ہین تیراندازی اور چوگان بازی اور پڑھنا لکھنا سکھلاتا تھا اور میر فضل اللہ انجو صدر جو سادات عظیم المرتبہ شیراز اور ملا سعدالدین تفتازانی کے تلامذہؒ سے تھا سلطان محمود شاہ کے حسب الحکم ان کی تعلیم و تربیت مین سعی موفورہ پیش پہونچاتا تھا اور اس سبب سے کہ اس وقت تک سلطان محمود شاہ کے کوئی بیٹا نہ تھا دونون بھتیجون کو بیٹی دے کر اکثر اوقات ارشاد فرماتے تھے کہ فیروزخان میرا ولیعہد ہے اور بعضے وقت اسے اپنے پاس تخت پر بٹھا کر کہتا تھا کہ ہمارے خاندان مین اس سے رشید زیادہ ہوا ہے اور نہ ہوگا اور جب حق سبحانہ تعالی نے اسے فرزند کرامت فرمایا سلطان غیاث الدین کو ولیعہد کر کے مرتے وقت فیروزخان اور احمدخان کو غیاث الدین کی اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین وصیت فرمائی اور انھون نے بھی لوازم صداقت اور اخلاص مین تقصیر نہ کی ٹپکا موافقت کا اپنی کمر جان پر باندھا اور جب تغلچین نے اسے نابینا کیا فیروزخان اور احمدخان کی بیبیون نے جو سگی بہنین سلطان غیاث الدین کی تھین اپنے شوہرون کو انتقام پر تحریض و ترغیب کی پھر دونون بھائی یہ امر قبول کر کے اسکے دفع کے درپے ہوے اور تغلچین اس راز سے آگاہ ہو کر باتین وحشت آمیز سلطان شمس الدین بہمنی کے گوش زد کرتا تھا اور مرکب بدگوئی کو جولان کر کے عنان بیان غلیبت و خیانت کی طرف پھیرتا تھا اور چاہتا تھا کہ ہر طور سے آثار ناراضی اور رنجیدگی کے اسکے دفتر ضمیر پر ثبت کر کے حکم قید اور حبس کا حاصل کرے لیکن سلطان شمس الدین باوجود صغرسن یقین نہ کر کے وہ امر جو انکی رنجش کا باعث ہو تجویز نہ فرماتا تھا یہان تک کہ خلوت مین مخدومہ جہان کو تمام وجوہ سے فہمائش کر کے فرمایا کہ ان دو تین دن مین اگر فکر ان دونون بھائیون کی نہ کروگی آپ کے فرزند کو تخت سے اٹھا دینگے اور آپ کہینگی کہ میری دوستی مین متہم ہین انواع فساد ظہور مین پہونچائینگے القصہ مخدومۂ جہان نے جس طور سے ممکن ہو سکا سلطان شمس الدین کو اپنے چچا کے بیٹون کے قتل پر راغب و مائل کیا اور جب فیروزخان اور احمدخان نے اس معاملہ پر اطلاع بہم پہونچائی ساغر کی طرف بھاگے اور سدھو نام شہر کے حاکم نے جو غلامان اس خاندان سے تھا اور بمرتبہ کمال شوکت اور حشمت امتیاز رکھتا تھا انھین قلعہ مین لے گیا اور ان کی اعانت پر آمادہ ہوا اور سامان شاہی جسقدر اسے بہم پہونچا موجود کر کے ٹپکا خدمتگاری اور جانسپاری کا کمر ہمت پر باندھا نظم چنین گفت سدھو بفیروزخان ۞ ندارم دریغ از تو مال و روان ۞ بکوشم کہ اورنگ کے خسروی ۞ زفر کلاہ تو گردد قوی ۞ اس صورت مین فیروزخان اور احمدخان نے اول سلطان شمس الدین اور ارکان دولت کو تحریر کیا کہ مقصد ہمارا تغلچین زشت آئین کا دفع کرنا ہی کہ اعمال ناشائستہ اسکے مثل نابینا کرنا سلطان غیاث الدین اور بھی اشیا کا جو محل ناموس ہین خلائق پر واضح اور لائح ہین اگر آپ اسے جزا اور سزا کو پہونچا دین تو ہم جادہ مصادقت مین مستقیم اور راسخ ہو کر سلطان شمس الدین کو اپنا شاہ بلکہ شہنشاہ جانینگے اور جو نہین یقین سمجھین کہ جو کچھ ہم سے بن آوے گا اس مین کوتاہی اور تقصیر نہ کرینگے سلطان شمس الدین نے تغلچین اور مخدومہ جہان کی صلاح و مشورہ سے ایسا جواب کہ جس کے باعث نائرہ فساد شعلہ زن ہو قلمی کر کے انھین اپنی دشمنی مین تیز کیا پھر دونون بھائیون نے سدھو کی حسن تدبیر سے تین ہزار سوار اور پیادے بہم پہونچائے اور اس گمان سے کہ لشکر

سے محل سرا کے اندر گیا اور بعد ایک لحظہ کے خنجر کھینچکر باہر آیا سلطان غیاث الدین نے نشہ کے عالم مین وہ حالت مشاہدہ فرمائی باوجودیکہ اپنے پاس حربہ نہ رکھتا تھا ہمت تغلچین کے دفع پر تعین کی لیکن حریف شراب نے اسے پانون سے کمزور کیا کھڑے ہونے کے وقت لغزش سے گر پڑا پھر اپنے تئین تغلچین نے اسکے پاس پہونچایا بادشاہ غیاث الدین جس حیلہ سے کہ ممکن ہوا افتان وخیزان زینہ کی طرف دوڑا کہ کوٹھے پر چڑھکر آپکو زمین پر گرا دے تغلچین اس کا پیچھا کرکے اخیر زینہ پر اسکے پاس پہونچا اور بادشاہ کے سر مبارک کے بال کھینچکر زینہ سے اتار لایا اور باطمینان تمام بادشاہ کے دونون دست حق پرست خواجہ کے اتفاق سے پیٹھ پر باندھے اور بلا توقف اس کور نمک نے خنجر کی نوک سے آنکھین بادشاہ کی نکال کر نابینا کیا اور دو تین آدمی اپنے متعلقون کو مسلح اور مکمل کرکے طرب خواجہ سرا کو محلہ بمحلہ باہر بھیجتا تھا تو ایک ایک مقربون اور دولتخواہون کو اس بہانہ سے کہ بادشاہ طلب کرتا ہی اندر لاکر مقتول کرے چنانچہ اسی نہج سے چوبیس سردار معرض تیغ ہلاکت ہوے اور دولتخواہان بزرگ مین سے ایک باقی نہ رہا اسوقت اسکے چھوٹے بھائی سلطان شمس الدین بہمنی کو بنام سلطان اسمی طلب کیا جب سلطان شمس الدین قریب آیا تغلچین زشت آئین نے اپنے جوانان خاصہ اور ہواداردن کو لے کر بطریق استقبال اور پیشوائی کی باہر جاکر سلطنت کی مبارکبادکہی اور قلعہ مین لیجاکر بمعہ قوم کو حاضر کرکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور ہر ایک اعوان وانصار کو مناصب عالی اور جاگیرات لائق سے سرفراز کیا اور سلطان غیاث الدین کو قلعہ ساغر مین بھیجکر دو مہینے محبوس کیا اور یہ واقعہ سترھوین رمضان ۷۹۹ھ سات سو ننانوے ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور مدت سلطنت سلطان غیاث الدین بہمنی کی شاہنشاہ ابدی الحکم کے حکم سے ایک مہینا اور بیس دن سے زیادہ نہ تھی

ذکر سلطان شمس الدین بہمنی بن سلطان محمود شاہ بہمنی کی سلطنت کا

یہ داستان زبان راستان سے اس طرح سلک بیان مین منتظم ہوتی ہی کہ سلطان بہمنی پندرہ برس کے سن مین بعد عزل وقید برادر کے مسند خلافت پر متصرف ہوا اور چونکہ سلطان غیاث الدین کی صحبت دیکھے ہوے تھا برائے نام سلطنت پر شاہ فرزین بنکر قناعت کی تغلچین غلام ترک نژاد کو بخطاب ملک نائب اور منصب امارت سے ممتاز کرکے خلعت وانعام لائق قدر منزلت کے موافق مرحمت فرمایا اور جو ارکان سلطنت اس شقی کے دست جور سے محفوظ اور بقیۃ السیف تھے انھون نے بھی اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا سر اسکے خط امر ونہی پر رکھا اور مادر سلطان شمس الدین جو سلطان غیاث الدین کی والدہ کی لونڈی تھی مخدومہ جہان مشہور ہوئی اور ہر ایک بات مین تغلچین کا پاس ولحاظ رکھتی تھی اور اسکی اعانت وامداد مین ساعی ہوکر فرزند کو نصیحت کرتی تھی اور کہتی تھی کہ اے فرزند دلبند تو تغلچین کی حسن سعی سے مرتبہ بلند شاہی پر فائز ہوا ہی مثل اسکے تیرا کوئی دولتخواہ نہین ہے تجھے بھی لازم ہی کہ اسکے کہنے سے تجاوز اور تخالف نہ کرے اور ارباب غرض کے سخن اس کے حق مین نہ سنے اور تغلچین بھی ہر روز اور ہر ساعت تحف وہدایا عیر مکرر مخدومہ جہان کی خدمت مین بھیجکر آپ کو اس کے دل مین شیرین کرتا تھا اور سلطان داؤد شاہ بہمنی مقتول کے تین فرزند تھے ایک محمد سنجر جس کا مذکور ہوا کہ روح پرور آغا خواہر سلطان مجاہد شاہ نے اسے مکحول کیا دوسرا فیروز خان تیسرا احمد خان اور یہ دونون بھائی ایک مان سے تھے اور اپنے باپ کے عہد قتل مین چھ سات برس سے زیادہ نہ تھے اور انکا عم سلطان محمود شاہ بہمنی ان کی

سبب مبادرت اس فعل شنیع سے سوال کیا اسنے جواب دیا کہ ابھا القاضی مین نہین جانتی تھی کہ یہ کام حرام ہے اور
گمان مجکو یہ تھا کہ جس طرح سے ایک مرد کو چار عورتین حلال ہین عورتون کو بھی چار مرد روا ہونگے اس اشتباہ سے مین
مرتکب اس امر ناشایستہ کی ہوئی اب مین حرمت پر اس کی آگاہ ہوئی گرد اس کے نہ پھرونگی اور اس مکارہ بدکارہ نے
اس حیلہ کے باعث حد شرعی سے رہائی پائی اور مضمون ان کیدکن عظیم نے وضوح تمام پیدا کیا القصہ مدت سلطنت
سلطان محمود شاہ بہمنی کی انیس[19] برس اور نو مہینے اور چوبیس[24] روز تھی ذکر سلطان غیاث الدین بہمنی بن سلطان
محمود شاہ بہمنی کی سلطنت اور جہانداری کا جب مملکت دکن شاہ عدالت گستر سلطان محمود شاہ بہمنی کے
وجود سے خالی ہوئی اس کا بڑا بیٹا شاہ غیاث الدین سترہ برس کی عمر مین تخت فرمانروائی پر جلوہ گر ہوا اور جمیع امور مین
باپ کے رسوم و قواعد کو منظور رکھکر خاص و عام کے ساتھ سلوک پسندیدہ آغاز کیا اور ملازمون و رو وتنخواہون قدیم
بطریق رفق و مدارا جاری کر کے ہر ایک کو بنوازش و لطف بغیر نکر رسرفراز کیا چنانچہ جب انھین دنون مین صفدر خان
سیستانی کی وفات کی خبر پہونچی اس کے فرزند صلابت خان کو جو اس کے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا تھا اور ایک مکتب مین
ہم سبق تھا مجلس عالی کا خطاب دے کر اس کے باپ کا مقام ارزانی رکھا اور بشوکت تمام اور عظمت لاکلام ولایت برار
کی طرف روانہ کیا اور احمد بیگ قزوینی کو پیشوائی کا عہدہ اور محمد خان ولد اعظم ہمایون کو خدمت سرنوبتی دے کر اُن کی
تعظیم و توقیر مین کوشش کی یہ امر تغلچین کو ناگوار ہوا جو سلطان محمود شاہ کے غلامان ترک معتبر سے تھا اور درپے
اس کے ضائع کرنے کے ہوا کس واسطے کہ اس کا ارادہ یہ تھا کہ منصب وکالت میرے سپرد کر کے میرے فرزند
حسین خان کو سرنوبت کرے چونکہ تغلچین کا مدعا حاصل نہوا رنجیدہ اور دلگیر رہتا تھا سلطان غیاث الدین غائبانہ
او رحاضرانہ ایسی تقریر زبان پر لاتا تھا کہ آدمیون کے نزدیک بہت قبیح تھی یعنے غلامون کو خلائق کے سرپر کر اسکے
درمیان مین ایک جماعت کثیر اولاد پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ہونگے حاکم کرون اور اپنے آبا
و اجداد کے خلاف اختیار کرون اور تغلچین کہ امرائے بزرگ سے تھا اور یار و مددگار بہت رکھتا تھا بادشاہ کا کینہ
اپنے سینہ مین جاگزین کر کے تمام ہمت اس کے عزل پر مصروف رکھتا تھا اور اسکی ایک بیٹی حسن و جمال کی صفت مین
موصوف تھی اور علم موسیقی ہند مین بھی وقوف اور مہارت تمام رکھتی تھی اور حسن و صورت مین اپنا عدیل و نظیر نرکھتی
تھی سلطان غیاث الدین راغب اس کا ہو کر غائبانہ اظہار محبت کرتا تھا قضارا تغلچین نے اس عرصہ مین اسباب ضیافت
کا اپنے مکان مین ترتیب دیکر شاہ سے التماس قدوم کی سلطان اس امید پر کہ شاید یہ اپنی بیٹی میرے پیشکش کرے گا
ذوق و شوق سے اسکے مکان پر تشریف لے گیا اور تغلچین نے مہمانداری کے لوازم حسب دلخواہ بجا لاکر مجلس بزم آراستہ کی اور جب
شراب کے نشہ نے شاہ کو خوشوقت اور مسرور کیا تغلچین نے تدبیر مجلس خالی کرنے کی مردمان نامحرم سے کی اور غیاث الدین شاہ
نے کہ اس کی لڑکی کے وصال کا مشتاق تھا غریق بحر شہوت ہو کر لوازم احتیاط کو کام نہ فرمایا اور بلا تامل اپنے تمیع متعلقین
اور توابعین کو حکم فرمایا کہ باہر جاوین اور تغلچین بے مروت نے ایک خواجہ سرائے طرب کو کہ اسکے غلامان قدیم سے
تھا شاہ کا ساقی بنا کر اس کو اشارہ کیا کہ چند ساغر ہوشربا دے کر بادشاہ کو بیخود کرے اور خود لڑکی کے لانیکے بہانہ

آسمان سے تحسین و آفرین سنتا تھا اور کبھی اس کا بڑا بھائی نہایت جوش و خروش سے جلوہ گر ہو کر داد مردی و مردانگی دیتا
تھا جب چار سو جوان زبردست و مردانہ انکے ہمراہ طریق یکجہتی پر مستحکم ہو کر تلوارین کھینچتے تھے اور بہیئت مجموعی قلب سپاہ
سلطانی پر حملہ آور ہوتے تھے اکثر وہ غالب آتے تھے اور ہرچند یوسف اڈر سعی کرتا تھا کہ یہ مغلوب ہون مگر میسر
نہ ہوتا تھا یہان تک کہ ایک دن سید محمد الملقب بکالا پہاڑ کہ منصب داران جدید سے تھا اور مشہور بہادران شاہی
کی سلک مین منتظم اور منسلک تھا معرکہ مین محمد سے مقابل ہو گیا اور شمشیر آبدار سر و بال پر ایک دوسرے کے
مارنے لگے اور چونکہ جنگ مغلوبہ تھی کوئی شخص محمد کی مدد کو نہ پہونچا اور ایک ہاتھ اس کا سید محمد کالا پہاڑ کی ضرب شمشیر سے
سر بدن سے مقطوع ہوا باوجود ایسے حال کے کہ فتح محمد کی طرف سے ہوئی اور وہ اسی طرح پشت اسپ سے نہ اترا تھا کہ
یہ خبر خواجہ کو پہونچی وہ بھی قلعہ سے برآمد ہوا اور شام کے قریب ایک جنگ اور واقع ہوئی اور ساتھ قائی کے ایک دوسرے
سے جدا ہوئے اور اس شب کو دونون بھائی خلاف عادت خندق کے کنارے فرد کش ہوئے اور چرخ شعبدہ باز کی
بازی سے غافل ہوئے اور مردم درونی نے فرصت پا کر آدمی یوسف اڈر کے پاس بھیجے کہ ہم دولتخواہ بادشاہی مین
ضرورت کے سبب سے مخالفون سے موافق ہوئے تھے آج کی رات میدان قلعہ دونون بھائیون سے خالی ہی ہم فلان وقت
بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کو قتل کر کے قلعہ کا فلان دروازہ کھولین گے مناسب ہی کہ ایک جماعت جوانان بہادر
کی مستعد و مہیا ہو کر کمین فرصت مین رہین کہ بمجرد دروازہ کھولنے کے قلعہ مین درآوین القصہ یوسف اڈر نے دو سو جوان
نامی مسلح اور مکمل کر کے کہا اگر مردم حصاری اس بات مین صادق ہون گے تو سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا
کاٹ کر تمہارے پاس بھیجین گے تو تم قلعہ مین داخل ہو کر متصرف ہونا ورنہ قلعہ کے ادخال سے مجتنب ہو کر مراجعت کرنا
غرضکہ جب جماعت مذکور میعاد گاہ مین پہونچی مردم حصار نے سر بہاء الدین ولد رمضان دولت آبادی کا کاٹ کر قلعہ سے
پھینکدیا اور یہ لوگ نہایت اطمینان سے قلعہ مین داخل ہوئے اور اوپر سے نقارہ شادیانہ کا بجایا جس سے تفرقہ دونون بھائیون
کی جماعت مین پڑا اور سفیدۂ صبح تک قلیل سپاہ انکے پاس باقی رہی اور بس واسطے کہ راہ گریز مسدود تھی دونون بھائی
مع سپاہیان وفادار قلب پر یوسف اڈر کے دوڑے اور اس قدر ہتھیار کیا کہ شربت فنا چکھ کر لحد کے نہانخانہ مین
منزل قبول کی اور یہ شمشیر اولین و آخرین تھی جو سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین غلاف سے برآمد ہو کر لوازم سیاست
بجالائی تھی اور سلطان بھی تھوڑے دن بعد اس فتح کے ماہ رجب کی اکیسوین (۲۱) تاریخ ۷۹۹ھ سات سو ننانوے
ہجری مین تپ محرق مین مبتلا ہو کر فوت ہوا اور دوسرے دن ملک نائب سیف الدین غوری نے بھی جو رکن اعظم خاندان
بہمنیہ تھا ایک سو سات برس عمر پوری کر کے شربت ممات چکھ کر سکوت کیا اور لوگون نے حسب وصیت سلطان
علاء الدین حسن بہمنی کے گنبد کے قریب مدفون کیا اور چبوترہ گچ و سنگ سے اس کی تربت پر تعمیر کیا اور منقول
ہی کہ سلطان محمود شاہ بہمنی اس قدر شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مقید تھا کہ کسی شخص پر اجراے حدود شرعی
مین تخلف نہ کرتا اور کسی مسئلہ مین ہرگز توقف روا نہ رکھتا تھا ایک دفعہ اس کی عہد سلطنت مین ایک عورت کو فعل
قبیح زنا مین ماخوذ کر کے اجراے حد شرعی کے واسطے دار القضا مین لے گئے جب محکمہ مین حاضر ہوئی قاضی نے اس سے

تمام بیش آن کی رعایت حسب دلخواہ کرتا تھا اور عہد خجستہ مہد مین اسکے شعرائے عرب و عجم دکن مین آن کر سرچشمہ جود و احسان اس کے سے مستفید اور سیراب ہوتے تھے چنانچہ ایک شعرائے عجم سے میر فیض اللہ انجو کے ذریعہ سے کہ صدر صدارت پر متمکن تھا دکن مین آیا اور ایک قصیدہ رزم و بزم مین پیشگاہ شاہی گذرانا مجلس اول مین ایک ہزار اشرفی طلائی کہ عبارت ہزار تولہ سے ہے صلہ پایا اور معزز و مکرم اور فائز المرام ہو کر اپنے وطن مین گیا اور جس دم آوازہ سخاوت اور ہنر پروری اور قدر شناسی اس شاہ فرخندہ بخت کا عالمگیر ہوا خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بھی سفر دکن کے راغب ہوے لیکن بعضے موانع کے سبب انکی تشریف آوری بن نہ پڑتی تھی اور جب یہ خبر میر فیض اللہ انجو کو پہونچی کچھ زاد راہ خواجہ کے واسطے شیراز مین بھیجکر پیغام دیا کہ اگر آپ اس طرف تشریف شریف ارزانی فرما کر مملکت دکن کو اپنے وجود فیض بخش سے رشک روضۂ رضوان فرما دین اہالی اس دیار کے شکر قدوم میمنت لزوم بجا لاوین اور بعد حصول نقد مطالب و مقاصد آپ کو بخیر و سعادت شیراز کی طرف روانہ کرین گے خواجہ حافظ میر فیض اللہ انجو کی توجہ اور مہربانی موفورہ سے محظوظ ہو کر سفر ہندوستان کے راغب ہوئے اور جو کچھ میر موصوف نے بھیجا تھا اسمین سے کچھ اپنے بھانجون کو اور کچھ بیوہ عورتون کو تقسیم کیا اور کچھ روپیہ اداے قرض مین صرف کرکے سامان سفر درست کیا اور شیراز سے برآمد ہوے جس وقت کہ قصبۂ لار مین پہونچے مال دنیوی جو رکھتے تھے اپنے ایک آشنا محتاج لٹے ہوے کو پیشکش کیا اور آپ تہیدست ہوے اور خواجہ زین العابدین ہمدانی اور خواجہ محمد گازرونی کہ تجاران معتبر سے تھے اور ہندوستان کی روانگی کا داعیہ رکھتے تھے خواجہ حافظ کے مصارف راہ کے متکفل اور متعہد ہوے اور حافظ کو ہرموز مین لائے اور بعضے امور مین کوتاہی کرکے خواجہ کو رنجیدہ کیا اور باوجود اس حال کے خواجہ باتفاق ان کے کشتی محمود شاہی مین جو دکن سے آئی تھی سوار ہوے قضارا ابھی کشتی روانہ نہ ہوئی تھی کہ باد مخالف کے چلنے سے دریا شورش اور تلاطم مین آیا خواجہ ایکبارگی اس سفر سے متنفر ہوے اور اپنے یارون سے فرمایا کہ بعضے دوستون کو جو ہرموز مین رہتے ہین دیکھ کر ان سے رخصت ہو آؤن اس بہانہ سے جب کشتی سے برآمد ہوے یہ غزل موزون کرکے ایک آشنا کے ہاتھ میر فیض اللہ انجو کے پاس بھیجی اور خود خواجہ حافظ شیراز کی طرف پلٹ گئے **غزل** دمی با غم بسر بردن جہان یکسر نمی ارزد ؏ بمی بفروش دلق ما کزین بہتر نمی ارزد ؏ بکوی می فروشانش بجامی بر نمی گیرند ؏ زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد ؏ رقیبم سرزنش ہا کرد کز این خاک در بگذر ؏ چہ افتاد این سر مارا کہ خاک در نمی ارزد ؏ بسے آسان نمود اول غم دریا ببوے زر ؏ غلط کردم کہ یک موجش بصد من زر نمی ارزد ؏ شکوہ تاج سلطانی کہ بیم جان درو درج است ؏ کلاہ دلکش ست اما بترک سر نمی ارزد ؏ بشوی این نقش دل تنگی کہ در بازار یک رنگی ؏ بہ نعمتہاے گوناگون مے احمر نمی ارزد ؏ چو حافظ در قناعت کوش و از دنیاے دون بگذر ؏ کہ یک جو منت دونان جہان یکسر نمی ارزد ؏ اور جب یہ غزل میر فیض اللہ انجو کے پاس پہونچی ایک دن کسی تقریب سے سلطان محمود شاہ کے دربار مین قصہ خواجہ کا ہرموز تک آنے کا اور سبب پلٹ جانے اور غزل بھیجنے کا بتفصیل گذارش کیا سلطان محمود شاہ نے فرمایا جو خواجہ نے ہماری مجلس کے آنے کا قصد مصمم کرکے قدم رنجہ فرمایا تھا ہم پر بھی واجب و فرض ہے کہ اسے

سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی ہی اور اسواسطے کہ سنجر ولد داؤد شاہ کو قلعہ کے اندر روح پرور آغا نے قید کیا تھا مسند عالیخان محمد اپنے اعوان و انصار کو لیکر ملک نائب سیف الدین غوری کے مکان پر گیا اور سنجر ولد داؤد شاہ بہمنی کی سلطنت کے بارہ مین دعوت کی ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ محمود خان اور محمد سنجر دونون قلعہ مین ہین اور تمام قلعہ والے روح پرور آغا کی صلاح و صوابدید سے باہر نہین ہین مناسب یہ دیکھتا ہون کہ بساط منازعت کو لپیٹ کر جلد جا کر ہم سلطنت کو اس کے کف اختیار مین چھوڑین اور مسند عالی خان محمد جو جانتا تھا کہ ارکان دولت کافر اور مسلمان اور مرد و عورت ملک نائب سیف الدین غوری کے کہنے سے باہر نہ ہون گے اسے مختار کیا اور ہمراہ اسکے قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور روح پرور آغا نے بعد گفتگوے دراز محمد سنجر ولد داؤد شاہ کو نابینا کر کے محمود خان کو بجاے برادر مقتول یعنے سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کے تخت فیروزہ پر متمکن کیا اور فتوح السلاطین کے ناظم نے اس بادشاہ کے نام مین غلطی کی ہی وہ کہتا ہی کہ نام اس بادشاہ کا محمد شاہ ہے اور اشعار مین ہر جگہ محمد شاہ مذکور کیا اور اسی طرح بہت سے مورخین گجرات و دہلی خواہ اگلے ہون یا پچھلے ہون اس وجہ سے کہ تتبع حالات دکن کما حقہ نہ کیا تھا اسامی شاہان بہمنیہ اور بہت سی حکایات مین غلطی کی اور سب نے قلم بے تحقیق روان کیا القصہ سلطان محمود شاہ ایک بادشاہ سلیم النفس و کم آزار و خوش خلق و عدالت آثار تھا اور امور دنیوی مین بھی بہ نظر باریک غور و تامل سے عدل و داد مین کوشش کرتا تھا اور ابتداے جلوس مین مسند عالی خان محمد کو خمیر مایۂ فساد جان کر قلعہ ساغر مین مقید کیا اور وہ اسی عرصہ مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ کو کہ سلطان مجاہد شاہ کے قتل مین شریک تھا مثلہ کیا یعنے ناک کان کاٹ کر بعقوبت تمام دار پر کھینچا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو بہ مبالغہ اور استواری تمام پھر بہ نہج سابق خلعت وکالت اور پیشواے اور طرفداری پاے تخت پر مقرر کر کے اس کے بے مشورہ امور معظم کے گرد مطلقاً نہ پھرتا تھا اور یہ امر اسے نہایت مبارک اور سعید ہوا اس کی مدت سلطنت مین ہرگز کسی فتور اور قصور نے قواعد دولت مین راہ نہ پائی اس درمیان مین بہادر خان اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون نے اطاعت کی اور بر سبیل سرعت دار الخلافت مین آن کر لوازم تہنیت بجا لائے اور راے بیجانگر نے اس کے اقبال کا ستارہ بلند دیکھ کر اظہار اخلاص کر کے قلعہ رایچور کا محاصرہ ترک کیا اور سلطان محمد شاہ غازی کے عہد کے موافق پھر باج و خراج اپنی گردن پر رکھا اور کبھی حیطۂ فرمانبرداری سے قدم باہر نہ رکھا اور سلطان محمود شاہ قرآن اچھا پڑھتا تھا اور خط خوب لکھتا اور طبع موزون رکھتا تھا چنانچہ یہ بیتین اسی کی طبع زاد ہین نظم

آنجا کہ لطف دوست دہد منصب مراد ❊ بخت سیاہ و طالع میمون برابرست ؎ عاقبت در سینہ کار خون فاسد می کند ❊ رخصتے اے دل کہ آز الماس نشتر می خورم ❊ خضر پر سود است در بیع متاع عاقبت ❊ می روم این جنس را از جاے دیگر می خرم ❊ اور علوم متداولہ سے باخبر تھا فارسی اور عربی فصیح بولتا تھا اور جس وقت فتحیاب ہوتا تھا مسرت و انبساط اس پر غالب نہ ہوتی تھی اور جب کسی طرح کا صدمہ اسے پہونچتا تھا غمگین اور محزون بھی نہ ہوتا تھا اور مدت عمر مین زن منکوحہ کے سوا دوسری عورت سے کبھی ہمبستر نہ ہوا اور علما اور فضلا سے مجالست کر کے بہ تعظیم

سے استعفا طلب کیا اور داؤد شاہ نے بھی مبالغہ اس کا اندازہ سے زیادہ دیکھ کر التماس اسکی قبول کی اور
از روے استقلال مہمات سلطنت مین مشغول ہوا اور جمیع امرا اور ارکان دولت نے سر اسکے خط فرمان پر رکھا لیکن
سلطان مجاہد شاہ کی بہن کہ روح پرور آغا نام رکھتی تھی اس کی عداوت مین ثابت قدم اور راسخ دم ہوکر مبارکباد
کو نہ گئی اور ہر چند داؤد شاہ ملائمت کرتا تھا وہ اسے مطلق جواب نہ دیتی تھی اور وجود و عدم اسکا یکسان معلوم کرتی تھی اور
اس سبب سے کہ سلطان محمد شاہ کے عہد مین معزز اور مکرم ہوکر تمام اہل حرم پر فوق رکھتی تھی داؤد شاہ بھی اسکی عزت و ادب کا
لحاظ ملحوظ رکھکر باوصف ان اداؤن کے تحمل اور برداشت کے سوا کچھ نہ کہتا تھا یہانتک باکہ نام ایک جوان کہ وفور
اخلاص اور شجاعت کے سبب سلطان مجاہد شاہ کا مقرب ہوکر مراتب اعلی کو پہونچا تھا روح پرور آغا کی تحریف و ترغیب
سے اپنی جان سے ہاتھ دھوکر قصاص خون ولی نعمت کا اپنے ذمہ ہمت فرض شمار کرکے جویاے فرصت تھا اور
تیر قصد کمان توجہ مین لیس کیا قضا را انھین دنون مین بروز جمعہ ماہ محرم کی اکیسوین تاریخ ۷۸۰ھ سات سو اسی ہجری
مین داؤد شاہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہ اداے نماز کے واسطے مسجد جامع مین گیا اور مسمی باکہ جوان سوار و رباکا تھا
داؤد شاہ کے عقب جاکر تکبیر تحریمہ کہکر نماز مین مشغول ہوا اور جب فرصت دیکھی بجستی اور چالاکی صف اولی سے پانوٗن
بڑھاکر تیغ انتقام میان سے کھینچی اور جب تک آدمی واقف ہون سجدے کے درمیان مین ایک ضرب شمشیر ایسی
پہونچائی کہ داؤد شاہ بہمنی نے ہلکر پانی نہ مانگا اسی مقام مین سرد ہوکر سر گریبان عدم مین کھینچا اور مسند عالی خان محمد
اپنے چچیرے بھائی کو مقتول دیکھکر آنکھون مین خون بھر لایا اور اپنی جگہ سے جھپٹ کر قاتل کو بھاگنے کی فرصت نہ دی
اور سر باکہ کا تن سے جدا کیا اور مضمون بشر القاتل بالقتل ظہور مین پہونچنے سے قدرت قادر حقیقی کی ظاہر اور باہر
ہوئی راز سلطنت اور حکومت داؤد شاہ بہمنی کا ایک مہینا اور پانچ روز تھا البقاء للملک المعبود اور یہ نکتہ اس کتاب کے
خارج بہ نظر فوائد تحریر ہوا نکتہ یہ نکتہ بھی سند اور براہین سے ثابت و محقق ہے کہ جس نے زاویۂ عدم سے صحراے وجود
مین قدم رکھا اس نے موت کا ذائقہ بلا شک چکھا دار فنا سے گذرنا ہی حاصل جینے کا مرنا ہے جس شے کو زوال ہے اسکی
محبت بیہودہ خیال ہے راے سلیم وہ ہے کہ طریقہ مستقیم اختیار کرے دنیا کی محبت زیادہ نہ رکھے اسکے کار کو بازی سمجھے انکار
کرے مکھی کی طرح یہ عسل کہ جسکی اصل سم ہے شیرینی کم ہے نہ چاٹے رشتہ تعلقات مقراض توفیق سے کاٹے جب ان بکھیڑون
سے دور ہو تو قرین رحمت پروردگار رہو اس بحر زخار نا پیدا کنار سے بیڑا پار ہو مین سر ذر السلطانی ذکر

سلطان محمود شاہ بہمنی بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی طاب ثراہ کی سلطنت کا

حاوی شان فضائل صوری باقلام زبان معنے سنج داستان گذشتگان علی الخصوص فرمان روایان دکن صاحب شمشیر

داؤد خان نے ہر ایک کو عنایت اور مرحمت سے ممتاز کرکے بوعدہائے مسرت افزا مسرور اور محظوظ کیا اور صبح کے وقت
جنازہ اپنے بھتیجے شہید کا حسن آباد گلبرگہ مین بھیجکر خود دو تین دن وہان متوقف ہوا پھر لشکر کو ہمراہ لیکر بشوکت و صولت
بادشاہی دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور واقعہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی شہید کا ذیحجہ کی سترھوین شب سنہ ۷۷۹ سات سو انہتر
ہجری مین واقع ہوا مدت اس کی سلطنت نے تین برس کا بھی عرصہ نہ کھینچا اور حاجی محمد قندھاری اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ مبارک
نام ایک شخص تنبولداری کے عہدہ سے مرتبہ قرب امارت مین پہونچا تھا اور خزانہ بھی اس کے حوالے تھا ایک رات کو دیکھا کہ
سلطان مجاہد شاہ نے خزانہ کا دروازہ توڑ کر چند بدرہ برآوردہ کرکے اپنے اطفال ہمسال وہمبازی پر قسمت کیا مبارک
تکاوری بردار نے حقیقت حال سلطان محمد شاہ بہمنی غازی کے گوش زد کی سلطان محمد شاہ نے غضب مین آن کر چند
چابک سلطان مجاہد شاہ کو مارے سلطان نے وہ کینہ اپنے دل مین رکھا اور مبارک تنبولدار ڈرا کہ مبادا بعد جلوس
دار الملک انتقام کھینچے پھر داؤد خان وغیرہ سے موافق ہوکر سلطان کو قتل کیا اور بعضے مورخون نے یہ بھی تحریر کیا
ہے کہ مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ نے یہ سانحہ برپا کیا تھا واللہ اعلم بالصواب

تذکرہ داؤد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی کے غدر اٹھانے کا اور درگاہ منتقم حقیقی سے جلد مکافات پر پہونچنے کا

مورخین دکن نے تحریر کیا ہے کہ جب خبر شہادت سلطان مجاہد شاہ بہمنی نے انتشار
پایا ہر طرف سے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بیجاپور کے اطراف مین پہونچے تھے آپس مین
موافقت کرکے تہنیت کے واسطے حسن آباد گلبرگہ مین نہ گئے اور ہاتھی اور گھوڑے بادشاہی کہ بیجاپور مین تھے انپر متصرف
ہوکر دولت آباد اور ایلچپور کیطرف روانہ ہوے اور داؤد شاہ کو لکھ بھیجا کہ استراحت کے واسطے تحمل و حشم اپنی ولایت کیطرف
لیجا کر چشم انتظار شاہراہ عنایت پر وار رکھتے ہین جسوقت پیشگاہ جاہ و جلال اقبال سے فرامین طلب صادر ہونگے بارگاہ فلک
پایگاہ مین سر سے قدم کرکے بجناح استعجال روانہ ہونگے اسی طرح لشکر بیجانگر کی محافظت کیواسطے اپنی سرحد مین اقامت رکھتا تھا
سلطان مجاہد شاہ کی خبر قتل سنکر نہایت شاد ہوا بلکہ لوازم شادمانی اور خوشحالی بجا لاے اور آب کشنہ تک تاخت کرکے
قلعہ رایچور کا محاصرہ کیا اور حسن آباد گلبرگہ کے باشندے بھی دو فرقہ ہوے بعضے داؤد خان کے خواہان اور بعضے محمود شاہ
کی سلطنت کے راغب ہوے اور محمود شاہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی کا چھوٹا بیٹا تھا اور سلطان مجاہد شاہ کے حکم کے موافق
حسن آباد گلبرگہ مین استقامت رکھتا تھا اور ملک نائب سیف الدین غوری کہ مرد عاقل اور جہاندیدہ تھا بولا یہی
علامتین باعث زوال دولت و مملکت ہین اب کہ داؤد شاہ نے تاج شاہی سر پر رکھا ہے مناسب یہ ہے کہ
ہم سب اس کا حلقہ اطاعت اپنا آویزہ گوش کرکے فتنہ اور فساد کے گرد نہ پھرین اور چونکہ ملک نائب سیف الدین غوری
اس دولتخانہ کا رکن اعظم تھا تخت گاہ کے تمام آدمی یہانتک کہ خواتین حرم نے بھی اسکے کہنے پر موافقت کی مگر سلطان
کی خواہر اعیانی کہ ملک نائب سیف الدین غوری اسکا نانا تھا سرزنش کرکے اضطراب اور بیتابی بہت کرتی تھی لیکن
مفید نہ پڑا اس جناب وکالت دستگاہ نے خطبہ داؤد شاہ کے نام پڑھا اور اعیان اور مشائخ اور صدور کو لیکر
موکب داؤد شاہ بہمنی کے استقبال کے واسطے گئے اور اسے شہر مین داخل کرکے تخت فیروزہ پر بٹھایا اور خود منصب

دن شکار مین مشغول ہو کر شب کو جس جنگل یا پہاڑ مین پہونچتا بے تکلفانہ بچھونا بچھا کر فروکش ہوتا تھا اور داؤد خان کہ اس کی دشنام وہی سے آزردہ خاطر تھا بادشاہی کی فکر مین مبتلا ہو کر اسکے قتل پر آمادہ ہوا اور مسند عالی خان محمد کہ دولت آباد کے عزل امارت اور عظم ہمایون کے غلبہ سے ہمقرین حزن و ملال تھا اور مسعود خان ولد مبارک خان تنبولدار خاصہ جو کینہ اپنے باپ کے قتل کا سینہ مین رکھتا تھا داؤد خان کے شریک ہوے اور غدر کی گھات مین بیٹھے اور شکارگاہ مین ہر چند کہ صفدر خان سیستانی اور عظم ہمایون کی ہوشیاری کے سبب سے مولائی خیال انکا صورت پذیر ہوا لیکن جو قلم تقدیر اسپر جاری ہوا تھا اور قضائے آسمانی دگرگون نہین ہوتی ہے اور یہ جگہ جسکو سرائے فنا و قحبہ دنیا کہتے ہین گذشتنی اور گذاشتنی ہے شعر اگر صد سال مانی در یکے روز * ببایدرفت زین کاخ دل افروز * الغرض سلطان مجاہد شاہ نے شکار سے فارغ ہو کر صفدر خان سیستانی اور عظم ہمایون کو خواہ مخواہ رخصت انصراف مملکت برار اور دولت آباد ارزانی فرمائی اور یہ ناچار اور باکراہ اس سے جدا ہو کر اپنی جاگیرون کی طرف روانہ ہوے سلطان مجاہد شاہ لشکرگاہ مین تشریف نہ لے گیا اور اس جماعت کے ہمراہ جو شکار مین ہمراہ تھی حسن آباد گلبرگہ کی طرف توجہ فرمائی لیکن جسدم کہ نہر کشنہ سے عبور کیا ایک روز اس نہر کے کنارے مقام کر کے صید ماہی مین مصروف ہوا اور اس روز شب حق مین اسکی آشوب کر آئین اور درد چشم کے باعث شب کو سراپردہ مین رونق افزا ہوا اور داؤد خان اور مسعود خان چند جوانان بہادر سے یکدل و یکجہت ہو کر چوکی پہرہ کے بہانہ سراپردہ شاہی کے قریب آکر بیٹھے اور اس کے بعد کہ زلف لیلائے لیل کمر تک پہونچی یعنے آدھی رات گذری اور لوگ جابجا متفرق ہوے اور ان غدارون کے سوا دربار مین دوسرا شخص نہ رہا داؤد خان نے مستعد ہو کر مسند عالی خان محمد کو مع چندکس باہر چھوڑا اور خود مع مسعود خان اور دو شخص دیگر ہمراہ لیکر سراپردہ مین داخل ہوا سلطان مجاہد شاہ بہمنی کو بالائے پلنگ وسادۂ ناز و نعم پر آرام خاص مین پایا اور ایک خواجہ سرا اور غلام زادہ حبشی کہ وہ دونون چپی یعنے مالش پا کرتے تھے انھون نے داؤد خان کو دست بخنجر دیکھکر شور و فریاد بر پا کیا سلطان مجاہد شاہ نے بیدار ہو کر ہر چند ہاتھ آنکھون پر پھیرا اور سعی کی کہ دیدۂ رمدرسیدہ وا ہون فائدہ نہ بخشا داؤد خان کافر فرصت پاکر برق کی طرح حضرت پر جا پڑا اور بیشدستی کر کے خنجر بیداد سلطان کے شکم مبارک پر مارا کہ آنتین نکل پڑین سلطان مجاہد شاہ نے باوجود ایسے زخم کاری اور آشوب چشم کے نہایت مردانگی سے قاتل کی طرف ہاتھ دراز کیا اتفاقات سے ہاتھ داؤد خان کا مع خنجر سلطان کے ہاتھ مین آیا اپنی طرف کھینچا اور غلام زادہ حبشی باوفا نے باوصف اس کے کہ تنہا تھا مسعود خان کو لپٹ گیا مسعود خان نے غلام زادہ حبشی کا ایک ضربت سے کام تمام کیا اور بلا توقف قبضہ اپنے شمشیر تیز خونریز کا اس طرح سے بناگوش شاہ پر مارا کہ دفعتہً مرغ روح بہ فتوح جنت المأوی کیطرف پرواز کر گیا نظم اجل خانۂ تن بہ پردا ختش * پس از تخت بر تختہ انداختش * جہان کار زین گونہ بسیار کرد * زمانہ نخستین نہ این کار کرد * یکے راز زر بر سر افسر نہد * یکے را بخاک سیہ ور نہد * داؤد خان سلطان مجاہد شاہ کے پنجہ انتقام سے نجات پاکر سراپردہ کے باہر گیا اور اسی دن تمام امرا اور اولاد امرا کو کہ جریدہ ہمراہ تھے حاضر کر کے اپنی سلطنت کا مدعی ہوا جو کہ وارث ملک تھا اور سلطان مجاہد شاہ لاولد تھا سبھون نے سر اطاعت کا زمین تسلیم پر رکھا اور

سے بادشاہی کرتے چلے آتے تھے اور خزائن بھرے تھے کیونکہ اندوختہ ایک دوسرے کا صرف نہ کرتے تھے اور اس مدت بعید
اور عرصہ دراز مین کسی طور کے حادثہ نے صورت نہ دکھائی تھی اس سبب سے خزانے اس مملکت کے راؤن
کے تمام بادشاہان روے زمین سے برابری کرتے تھے اور بادشاہ علاء الدین خلجی دہلوی کے عہد مین کشن راے
کے دادا نے جو بیجانگر کا بانی تھا اپنے باپ دادا کے خزانون کو بہ نیت ثواب و ذخیرۂ آخرت جابجا زمین مین مدفون
کرکے اس کے اوپر بتخانہ تعمیر کیے تھے اور بعضے ان خزانون مین سے جو سرزمین سیت بندرامیشر مین مدفون تھے
سلطان علاء الدین خلجی کے نصیب ہوے اور اس ولایت کے نجومیون نے حکم کیا تھا کہ یہ تمام خزانے ایک بادشاہ
اسلام کے تصرف مین آوین گے چنانچہ اس کی کیفیت بہ تفصیل تمام اپنے مقام مین مذکور ہے القصہ سلطان مجاہد شاہ
نے جب جانا کہ بیجانگر آسانی سے فتح نہ ہوگا اس شہر سے فوج برخاست کرکے معاودت فرمائی اور اس عہد کے پاس
و لحاظ سے جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی نے کیا تھا رعایا اور مساکین کے قتل مین قیام نہ کیا بلکہ ساٹھ یا ستر
ہزار لڑکیان اور لڑکے کافرون کے اسیر کرلیے چونکہ اس کے ملازمان جان فشان قلعہ ادونی کو محاصرہ رکھتے تھے
اس طرف جا کر نو مہینے اوقات شاہی قلیل البقا قلعہ گیری مین صرف کی اور آخری موسم گرما مین کفار نے بے آبی سے
عاجز ہوکر وہ قلعہ مسلمانون کو تسلیم کرنا چاہا تھا کہ ناگاہ پانی برسا اپنے فعل سے پشیمان ہوے اور سلطان کے لشکر مین
بھی آثار قحط غلہ ظاہر ہوے اور مرض اسہال اور پیچش کا شائع ہوا اور خلائق جان سے بہ تنگ ہوکر مراجعت کی
خواہان ہوئی ملک نائب سیف الدین غوری نے حسن آباد گلبرگہ مین جب یہ احوال دریافت کیا سلطان کو لکھا کہ دولتخواہ
خاص و عام کے افواہ سے تعریف قلعہ ادونی کی سنتا ہے اگر فرمان سریع النفاذ شرف صدور پاوے لشکر ظفر پیکر مین حاضر
ہوکر اس حصار کی سیر دیکھے مزید عنایات ہوگی سلطان مجاہد شاہ نے التماس اس کی درجہ اجابت سے مقرون فرمائی
ملک نائب سیف الدین غوری بہ سبیل استعجال ملازمت اشرف مین مشرف ہوا اور خلوت مین یہ سمجھایا کہ یہ قلعہ حصار
گردون وقار کہ بندرہ قلعے گرد رکھتا ہے اور ایسے پہاڑ وسیع و رفیع پر واقع ہوا ہے جلد فتح ہوگا سزاوار کشورکشائی
یہ ہے کہ اول قلعہ اور گھاٹیان مابین دوآب کو یعنے بندرکوڑہ اور ملگام سے نیکاپور تک تصرف مین لاوین اسکے بعد
اس قلعہ کی تسخیر کے واسطے عازم ہووین اور جب سلطان مجاہد شاہ مراجعت پر راضی ہوا ملک نائب سیف الدین غوری نے
راے بیجانگر سے ایک طرح کی صلح کی اور سلطان نے اسوقت عنان شبدیز عزیمت اپنی مملکت کی طرف منعطف فرمائی اور ملک نائب
سیف الدین غوری کو بیشتر حسن آباد گلبرگہ کو روانہ کیا اور رایات بادشاہی جب تمہندرہ سے عبور کرکے مدکل کے
حوالی مین پہونچے فلک شعبدہ باز نے مقدمات تمہید قتل سلطان مین کوشش کرکے ایسا کیا کہ خسرو شجاعت آئین نے
لشکر کو مدکل مین چھوڑ کر ایک جماعت مخصوصان اور ارباب عشرت سے کہ عدد انکے چار سو ہونگے ساتھ لیکر شکار مین مشغول
ہوا اور داؤد خان اور مسند عالی خان محمد اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون سرحلبا اس جماعت سے تھے اور سلطان
مجاہد شاہ گرم شکار ہوکر قلعہ رائچور کے اطراف تک گیا اور صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کہ بادشاہ کی بیباکی و بیپروائی
جانتے تھے تمام وقت لوازم ہوشیاری مین کوشش کرکے شرائط محافظت بجالاتے تھے اور اس سے کہ وہ جناب تمام

ساکن اور افسردہ نہین ہوئی اور ہندوؤن کی طرف لحظہ بلحظہ لشکر تازہ زور مدد کے واسطے پہونچتا ہے بیتاب ہو کر
راہ کوتاہ بینی اور ناعاقبت اندیشی سے دہنہ کو خالی کر کے سات ہزار سوار سے معرکہ کی طرف دوڑا اور آتے ہی جنگ مین
مشغول ہوا الحق ایسی کارزار کی کہ تین مرتبہ گھوڑا اسکا زخمی ہوا اور وہ پیادہ ہو کر تیر و نیزہ و شمشیر سے ہلاکی مخالفون
سے برلا کر کسی طرح تقصیر نہ کی اس درمیان مین سلطان کی نظر داؤدخان کے نشان پر پڑی سراسیمہ ہوا لیکن استقدر صبر کیا
کہ شکست اعدا پر پڑی اور دوبارہ نسیم فتح و ظفر چہرۂ اقبال اہل اسلام پر چلی اسوقت داؤدخان کو اپنے پاس بلا کر از نہ
آشفتگی دشنام دی اور فرمایا یہ کیا حرکت تھی کہ تو عمل مین لایا اور دہنہ کو خالی چھوڑا اگر وہ دہنہ کفار کے ہاتھ آتے کوئی
مسلمان اس شہر سے جانبر نہ ہووے پھر ایک جماعت امرا کو اس دہنہ کی محافظت کے واسطے کہ جو عاشق کے دل سے بھی
زیادہ تنگ تھا بھیجا اور خود دریا کے کنارے استقامت فرمائی اسواسطے کہ کشن رائے دریا کے اسطرف کھڑا تھا اور پھر
سپاہ کے فراہم کرنیکی فکر مین تھا لیکن کفار نامرد سودرہ نے جب دہنہ خالی دیکھا فرصت پاکر اسپر قابض ہو گئے اور جو امرا کہ
اسکی محافظت کے واسطے دوبارہ مامور ہوے تھے انکے دفع سے عاجز ہو کر سلطان کو حقیقت حال سے پیغام دیا سلطان
مجاہد شاہ کہ چالیس ہزار کافر سوار و پیادہ کو اس روز تہ تیغ بید ریغ کر چکا تھا اور اسکے افواج کے آدمی بھی بہت ضائع
ہوے تھے صلاح توقف مین نہ دیکھ کر دہنہ سودرہ کی طرف متوجہ ہوا اور کفار دہنہ سودرہ جو زبردستی اس شیر خشمناک
کی بطور واجبی جانتے تھے بمجرد اسکی توجہ کے بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان ہو کر ایک گوشہ کی طرف
بھاگے اور جو کشن رائے نے تعاقب کیا تھا سلطان محمد شاہ مع فوج خاصہ خیلان دہنہ کے سر پر اس قدر ایستادہ
رہا کہ صغیر و کبیر لشکر اسلام کے سلامت اترے اور جس شخص نے کہ اس شہر و مملکت کو دیکھا جانتا ہی کہ سلطان مجاہد شاہ
بہمنی نے اس سفر مین کیسے کیسے کار نمایان کیے ہین کہ فلک زبردست کے ہاتھ سے بر نہ آوین القصہ ولایت کنہرہ
کہ اسکو کرناٹک بھی کہتے ہین طول اس کا شمالاً و جنوباً نہر کشنہ کے کنارے سے سیت بند رامیشر تک چھ سو کوس ہی اور
عرض اسکا بحر عمان کے کنارے سے مملکت تلنگ تک غرباً و شرقاً تخمیناً ایکسو پچاس کوس ہوتا ہی اور ملک کرناٹک
بہت سے جنگل اور قلعون سخت سے مملو ہے اور باشندگان اس حدود کی کنہری زبان ہی اور بعضون کی تلنگی زبان
اور بہت شجاع اور مردانہ ہوتے ہین اور رزم کے روز بزم کی طرح تالیان بجاتے و ناچتے آتے ہین لیکن آخر کو
پاے ثبات اپنے میدان کین مین نہین جماتے اور اہل اسلام کے غازیون کی شوکت و صلابت ان کے بھی
دلون پر غالب ہے اس لیے سلاطین بہمنیہ باوجود قلت سپاہ ان سے غالبانہ جیت سے لڑائی کرتے تھے و نہ
رائے بیجانگر بحساب مملکت و سپاہ ان سے کہین زیادہ تھا خصوصاً اس وقت مین کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی تر کتازی مین
اشتغال رکھتا تھا کس واسطے کہ مملکت تلنگ اتبک بالتمام تصرف بہمنیہ مین نہ آئی تھی اور بندر کووہ اور قلعہ بلگام
وغیرہ جو کرناٹک مین داخل نہین ہی رائے بیجانگر کے تحت مین تھا اور بہت ولایات تلنگ سے بتغلب لے کر ایسے
مملکت پر قابض تھا جسمین باغی کا نام نہ تھا اور رائے سیلان اور ملیبار اور حکام بنادر اور جزائر اپنے ایلچیونکو اسکی درگاہ
مین بھیجکر با پیشکش نفایس و طرائف تقرب ڈھونڈھتے تھے اور کشن رائے کے آبا و اجداد اس مملکت مین سات سو برس

سے دور کیا اور ایک سلحدار کے ساتھ جس کو محمود افغان کہتے تھے دریا سے عبور کرکے دشمنونکے ازدحام اور ہجوم کے
تماشے مین مشغول ہوا ناگاہ اس طرف سے ایک ہندو دیو صفت شبدیز سلطان مجاہد شاہ کا کہ شبرنگ نام رکھتا تھا پہچانکر
عازم ہوا کہ شاہ کو غافل کرکے اپنے تئین حضرت کے قریب پہونچا کر انتقام بتخانہ اور بت شکنی کا شمشیر تیز خونریز سے لیوے
اور اس مملکت مین اپنا نام بلند کرے غرض کھنڈرون کے پیچ سے ہوکر جس حیلہ سے کہ ہوسکا آپ کو سلطان مجاہد شاہ
کے قریب پہونچا کر چاہا کہ اسپ کو جولان کرے دفعتہً بادشاہ اس امر سے واقف ہوا اور محمود افغان کی طرف نگاہ کی
وہ غازی بے توقف گھوڑا میدان رزم مین گرم عنان کرکے اس کافر عفریت منظر کے مقابل آیا اور اثنای تلاش
اسپ محمود افغان کا ٹھوکر کھا کر گرا اور وہ اترکر پیادہ ہوا اور اس کافر نے فرصت پاکر چاہا کہ اسے ہلاک کرے سلطان
مجاہد شاہ نے چستی اور چالاکی سے مرکب اڑاکر بسرعت تمام برق و باد کے مانند آپکو محمود افغان کے پاس پہونچایا اور
ہندو نے بیشدستی کرکے شمشیر کا ایک وار سلطان کے فرق مبارک پر کیا اور از روے ذوق اور خوشحالی ایسا
نعرہ مارا کہ تماشائیون کو گمان ہوا کہ زخم کاری پڑا لیکن جو بادشاہ کلاہ زرہ و خود زیب سر رکھتا تھا کارگر نہ آیا پھر تو
سلطان نے طیش مین آنکر ایک ضرب شمشیر خونریز ایسی ماری کہ شانہ کا لگکر زیر ناف اتر آئی وہ گھوڑے سے خاک مذلت
پر گرا اور مرغ روح اسکا تڑپ کر دارالبوار کیطرف پرواز کر گیا سلطان مجاہد شاہ نے محمود افغان کو اس گھوڑے پر سوار کرکے
خرامان خرامان مظفر و منصور آب سے عبور کرکے اپنے لشکر مین نزول اقبال فرمایا اور اس شاہ بہمن نژاد کے زور بازو اور ہاتھ
کی قوت ضرب پر دوست و دشمن یکبارگی آفرین خوان و دعاگو ہوے اور جو کشن راے دریا کے اس پار ایستادہ ہوا
جمیع سپاہ نے اس کی دریا سے عبور کیا سلطان مجاہد شاہ نے میمنہ اور میسرہ کو کہ امیر الامرا بہادر خشان اور
اعظم ہمایون سے تعلق رکھتے تھے جنگ کے واسطے تحریض اور ترغیب کی اور مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی
نے کہ اس کے حوالہ آتش خانہ تھا ارابے آتشبازی کے آگے بڑھا کر تنور وغا کو افروختہ کیا اور بعد حرب شدید
اور معرکہ عظیم کے کفار مغلوب ہوکر منہزم ہوے اور ابھی مسلمانون نے استراحت اور آرام نہ کی تھی کہ کشن راے
کا بھائی آٹھ ہزار سوار اور چھ لاکھ پیادہ جرار لیکر اپنی جاگیر سے شہر بیجانگر مین پہونچا اور سلطان مجاہد شاہ کے رزم
کے واسطے ٹیکا مجاہدہ کا کمر جان پر باندھ کر میدان جانستان کی طرف متوجہ ہوا اور کشن راے دوسری مرتبہ فوج
پراگندہ کو جمع کرکے لشکرگاہ مین آیا اور مجدداً ایسی جنگ کہ کسی نے نہ دیکھی اور نہ سنی تھی واقع ہوئی اور چند مرتبہ
متواتر ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اور رسم قانون مبارزت تازہ کرکے داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ طرفین سے
ایک خلق بیشمار مقتول ہوئی مقرب خان اور بہت مردم اعیان شربت شہادت چکھکر روضہ رضوان مین داخل ہوے
اور سلطان مجاہد شاہ اس معرکہ مین بذات خود قتال مین مصروف ہوا اور جس طرف وہ شیر ژیان کی طرح حملہ آور ہوتا تھا
افواج مخالف رمہ گوسفند کے مانند کہ گرگ تیز چنگ کے صدمہ سے پراگندہ ہو متفرق اور پریشان ہوتی تھی

نظم

جہان پہلوان خسرو شیردل ✽ ہمی ساخت از خون شان خاک گل ✽ بہ شبرنگ آنگہ کہ دادی عنان ✽ ہمی کشتی ہندو بزخم سنان ✽

اور داؤد خان کہ دہنہ سودرہ کی محافظت مین قیام کرتا تھا جب سنا کہ صبح سے ظہر تک آتش جنگ سوزان ہی ابھی تک

ہوتا تھا درختون کو کٹوا کر ایک شارع عام کہ اس کا عرض سو گز سے کم نہو کھولتا تھا اور پانچ چھ مہینے کامل کشن راے کا تعاقب کیا اور کشن راے جابجا نقل اور تحویل کر کے ہرگز مقابلہ سلطان کا نہ کرتا تھا ہرچند دولتخواہ اور مقربین سلطان سے عرض کرتے تھے کہ اس تعاقب مین کچھ فائدہ نہ ہوگا سلطان نے مطلق انکی فہمائش گوش ارادت سے نہ سنی اور اسی طرح قطع اشجار اور تاراج وغارت مین کوشش کرتا رہا اور کشن راے کے تعاقب سے باز نہ آیا یہانتک کہ اس کے اقبال نے اپنا فروغ دکھایا اور کشن راے کے اکثر فرزند اور عزیز بیمار ہوے حکما کہتے تھے کہ یہ امراض درختون اور زیر اشجار کے آب کی تاثیر سے ہین کشن راے نے کہا میرا گمان یہ تھا کہ جنگل کی آب وہوا کی ناموافقت سے سلطان مجاہد شاہ بھاگیگا اب قضیہ برعکس ہوا مجھے راہ فرار نا پیا پڑا الیس ناچار اور بے علاج ہو کر بیراہہ سے آپ کو بلدۂ بیجانگر مین پہونچایا اور راستون کو محافظت سے مضبوط کر کے تمیع امرا اور سپاہ کو شہر مین درلایا اور خود ایک قلعہ مین کہ اس شہر کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے قلعہ بند ہوا اور سلطان مجاہد شاہ جب سیت بندر امیشر کے نواح مین پہونچا تمیع امرا کو کشن راے کے تعاقب کے واسطے شہر بیجانگر کی سمت روانہ کیا اور خود امیر الامرا بہادر خان اور پانچ ہزار سوار جریدہ لے کر سیت بندر امیشر کی طرف کہ بیجانگر سے اس مقام تک چھ سو کوس کا راستہ ہے سیر و تماشا کی نیت سے متوجہ ہوا اور منزل مقصود مین پہونچ کر اس مسجد کو کہ امراے سلطان علاء الدین خلجی دہلوی نے تیار کی تھی اس کی مرمت مین مصروف ہوا اور بتخانون کو ویران اور مسمار کر کے بعجلت وسرعت تمام بلدۂ بیجانگر مین پہونچا اور اس کے سوا ابتک کسی بادشاہان اسلام نے ایسی خرابی نہ کی تھی اور جو شہر بیجانگر دو راستہ رکھتا تھا ایک اس مین نہایت وسیع لائق عبور لشکر کے اور دوسرا نہایت کوچک وتنگ اور راہ وسیع مین سرکوب یعنے دمدمہ اور کمین گاہین بہت تھین اور بندوقچی پہاڑون اور قلل یعنے چوٹیون پر پوشیدہ ہو کر کسی غنیم کو اس راستہ سے بہ فراغت شہر مین داخل نہ ہونے دیتے تھے اس لیے سلطان مجاہد شاہ اردو یعنے لشکر کو باہر چھوڑ کر راہ تنگ سے کہ اس کو سو درہ کہتے تھے بہ قصد جہاد مع خیل وحشم جریدہ شہر مین درآیا اور سو درہ کے دہنہ کو مع چھ ہزار سوار اور پیادہ بیشمار اپنے چچا داؤد خان کے سپرد کیا اور کشن راے سلطان مجاہد شاہ کی جرأت پر واقف ہو کر بحفظہ سوار وپیادہ مستعد کارزار و لشکر اسلام کے مدافعہ کے واسطے بھیجتا تھا اور سلطان مجاہد شاہ محلات کے اندر گیا اور ان محلون کو مسمار کر کے آگے بڑھا یہانتک کہ اس ندی کے کنارے پہونچا جو فاصل تھی درمیان اس قلعہ کے کہ راے مذکور اس مقام مین رہتا تھا اور اس دریا کے کنارے پہاڑ کے اوپر ایک بتخانہ طلا کا مرصع بجواہر نفیسہ تھا کہ ہنود اس کو شر برنگ کہتے تھے اور یہ لغت زبان کنہری مین عنبر چیہ مرصع کو بولتے ہین اور جو وہ بتخانہ سراسر مرصع تھا اس سبب سے اسے ساتھ اس نام کے موسوم کیا تھا سلطان مجاہد شاہ اسکا سر توڑنا چاہا اکبر جانکر اس پہاڑ پر برآمد ہوا اور اسے مسمار کر کے اسکے طلا اور جواہر پر متصرف ہوا اور لشکر کفار نے جب بتخانہ مرصع کو اس حال پر اختلال سے دیکھا شور آہ وزاری کا نعرہ فلک وقار مین پہونچا کر کشن راے کو سوار کیا اور بہجوم عام لا کر فدائی طریقہ سے میدان قتال مین متوجہ ہوے اور سلطان مجاہد شاہ نے جب انکی شدت سے آگاہی پائی مستعد قتال ہو کر صفین آراستہ کین اور اس سے بیشتر کہ تقارب فریقین کا واقع ہو چہترا اپنے فرق مبارک

سے کرپاے دولت رکاب سعادت مین لایا اور شکار کرتا ہوا آب تہندرہ سے عبور کرکے قلعہ اودنی مین پہونچا اور چونکہ وہ قلعہ دکن مین عدیم المثال ہے اسکی تسخیر کا راغب ہوا اصفدر خان سیستانی کو مع سپاہ بسیار اسکے محاصرہ کے واسطے مقرر کیا اور امیر الامرا بہادر خان اور اعظم ہمایون کو مقدمہ پر روانہ فرمایا اور چونکہ سنا تھا کہ کشن رائے پرگنہ گنگاولی میں آب تہندرہ کے ساحل پر مقیم ہے خود بکمال آہستگی اور وقار پیچھے سے اس طرف متوجہ ہوا اور کشن رائے قرب پہونچنے امراے ہراول اور بادشاہ کی روانگی سے آگاہ ہو کر قتال و جدال مین آمادہ ہوا اس درمیان مین بعضے زمینداروں کی زبانی یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ ایک شیر عظیم الجثہ کہ جسکی سختی اور دبدبہ سے شیر فلک بیشہ آسمان مین قدم نہین رکھ سکتا اور گاؤ سپہر مرغزار خضرا مین اسکے پنجہ کی دہشت سے دم نہین مار سکتی فلان بیشہ مین مقام رکھتا ہے اس کے شر سے اطراف و نواحی ویران ہوا اور زمیندار اور مزارع اس طرف کے تردد اور تخم ریزی سے باز رہے سلطان مجاہد شاہ اس شیر کے شکار کو بنفس نفیس اس بیشہ کی طرف متوجہ ہوا اور بعد قرب وصول کے حکم دیا کہ کوئی شخص بلا حکم اور بے رخصت ہمارے بیشہ مین داخل نہ ہووے اور خود سات پیادہ ہمراہ لیکر جب جنگل مین داخل ہوا شیر نے آدمیون کو نظر قہر سے دیکھکر نعرہ مارا اور ہمہ گرم انکی طرف متوجہ ہوا سلطان مجاہد شاہ نے ہمراہیون کو آلات خارجہ کے استعمال سے کہ مراد بندوق اور کارین و تیر سے ہے منع کیا اور خود شیر کے روبرو گیا اور اول تیر چلہ کمان مین جوڑ کر مارا خطا نہ کی اس کے پہلو مین در آیا شیر فوراً تڑپ کر مر گیا اور مطلق اپنی جگہ سے نہ ہلا نظم کمان از کمین گاہ بازو کشید ❊ بیک تیر پہلوش از ہم درید ❊ سزا سپہ از یسار و یمین ❊ زبان بر کشادند بر آفرین ❊ کہ گیتی ندیدہ چو تو شہریار ❊ پس از رستم و بعد اسفندیار ❊ سلطان مجاہد شاہ نے فرمایا مین نے اپنے دل مین عہد کیا تھا کہ مین پہلے تیر اسپر پھینکون اگر اسکے سبب سے نگرے تو شمشیر و خنجر سے اس کا کام تمام کرون اس نے ایک تیر مین ہلکر پانی نہ پیا آیا تیر اسکے کون سے عضو مین لگا کہ جسکے صدمہ سے اپنے مقام سے جنبش نہ کی فرمایا کہ تیر کھینچکر اس کا شکم چاک کرکے دیکھو کہ تیر اسکے کون سے بند اور جوڑ مین پیوست ہوا ہے اور چونکہ وہ امرا امراے دکنی سے تھے اور کبھی مرغ کا بھی شکم نشگاف کیا تھا متامل ہوئے جب انسے توقف ظاہر ہوا سلطان مجاہد شاہ خود جہد کرکے اس امر کا مرتکب ہوا اور طرفۃ العین مین شکم اس کا پھاڑ کر بہ نظر غور دیکھا کہ حسب اتفاق تیر اسکے دل اور جگر مین بیٹھا تھا خلاصہ یہ کہ اس خبر کی انتشار اور شیوع سے قلوب کفار بیجانگر ہراسان ہوئے اور عجب رعب اور ہراس انکے دلون پر غالب ہوا اور باوجود اسکے کہ لشکر وافر ترتیب جنگ کے واسطے بیجانگر سے بیشتر روانہ ہوا تھا اس ارادہ سے باز آئے اور یہ تجویز کی کہ جنگلہاے دور و دراز مین بھاگ کر پناہ لین اگر سلطان مجاہد شاہ تعاقب کرے پیادگان توپچی اور کماندار ارباب اسلام کے قتل و ہلاک مین کوشش کریں پھر شہر بیجانگر بزرگان کفار کے حوالہ کرکے خود اس شہر کے جنگل جنوبی کی طرف متوجہ ہوا اور چونکہ سلطان مجاہد شاہ نے شہر بیجانگر کی بہت تعریف سنی تھی کوچ بر کوچ کرکے وہان گیا لیکن اسوجہ سے کہ اس شہر کے درمیان مین بہت پہاڑ واقع تھے اور مداخل اور مخارج کے راستے مستحکم کیے تھے اور اس شہر کے اطراف مین بھی پہاڑ اور راہین دشوار گذار حد و حصر سے باہر تھین عازم اسکی تسخیر اور تخریب کا ہوا کشن رائے کا پیچھا کیا وہ بیراہہ اور جنگل کے درمیان سے سیت بندر امیشر کی طرف روانہ ہوا اور سلطان مجاہد شاہ اس کے نشان پر راہی ہوا جس مقام مین جنگل گنجان واقع

اس جسارت اور بے ادبی سے نہایت آزردہ ہوا اور آثار غضب کے چہرہ پر ظاہر کرکے مبارک تنبول دار یعنے گلوری ساز خاصہ کو اس کے طلب مین بھیجا شاہزادہ حاضر ہوا باپ کا احوال دگرگون پایا جو کوئی علاج نہین آتا تھا تسلیم کرکے باادب ایستادہ ہوا اور باپ نے قہر و غضب مین آن کر کئی چابک اسے مارے کہ جسم نازنین اس کا مجروح ہوا سلطان مجاہد شاہ نے شکایت مبارک تنبولدار کی اپنی والدہ سے کرکے یہ تقریر کی کہ اگر وہ پہلے اس معاملے سے خبر کرتا مین آپ کو شفیع کرتا یا وہ وقت ٹال کر دوسرے وقت کہ حضرت ولی نعمی کی آتش غضب ساکن ہوتی دربار مین حاضر ہوتا اس نے جواب دیا کہ مبارک تنبول دار خاصہ کا اس امر مین کچھ گناہ نہین ہے بادشاہ کا حکم تھا مجاہد شاہ نے جب یہ سنا خاموش ہوا بلکہ سکوت اختیار کرکے حرم سرا سے باہر آیا اور قبض کے آثار ہرگز ظاہر نہ کیے اور مبارک تنبول دار خاص پر حسب ظاہر نظر عطوفت بدرجہ نہایت مبذول فرماتا تھا اور بعد ایک ہفتہ کے کوئی تقریب اٹھا کر غایت نرمی سے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نہایت شہزور ہے اور علم کشتی مین قوت اور جسارت تمام رکھتا ہے اور زبردست تو نگر پہلوانو کو کشتی مین زیر کرتا ہے آ ہم اور تو کشتی کرین مبارک تنبولدار جو اس کی خفگی اور آزادگی سے خبر نہ رکھتا تھا اور شاہزادہ کم سن ہژدہ سالہ اور یہ تیس برس کا جوان اپنی قوت پر مغرور تھا یہ امر قبول کیا اور تال ٹھوک کر اسکے مقابل ہوا شاہزادہ نے اسے اٹھا کر اس طرح سے زمین پر دے مارا کہ جنبر اسکی گردن کا شکستہ ہوا اور لحظہ بھر مین مرغ روح اس کا قفس تن سے پھڑک کر دار البقا کے آشیانہ کی طرف پرواز کر گیا القصہ سلطان مجاہد شاہ تیس برس کے سن مین تخت دکن پر اجلاس کرکے دولت آباد مین آیا اور شیخ برہان الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زیارت سے مشرف ہوا اور دست ارادت شیخ زین الدین کے ہاتھ مین دے کر اپنے دار الملک کی طرف مراجعت کی اور جو کہ مسند عالی خان محمد کے استقلال سے متوہم تھا اعظم ہمایون کو طرفدار دولت آباد کرکے مسند عالی خان محمد کو معزول کیا اور کشن راے والی بیجانگر کو لکھا کہ قلاع اور بلاد مابین آب کشنہ اور آب تمندرہ ہمارے تمہارے درمیان مشترک ہین اس سبب سے بین الفریقین ہمیشہ نزاع اور گفتگو واقع ہوتی ہے صلاح یہ ہے کہ آب تمندرہ کو سرحد کرین اور دریا کے اس پار سے سیت بندراميشور تک تمہارے تصرف مین رہے اور اس پار سے شرقاً و غرباً ہمارے قبضہ مین ہوئے اس صورت مین لازم ہے کہ قلعہ بنکاپور اور بھی قلعے اور بلاد ہمارے ملازمان درگاہ کے سپرد کرو تو یہ نزاع زائل ہو جائے مخالصت اور موافقت کا طریق مسلوک ہوئے کشن راے نے اسکے درجواب لکھا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور اور مدکل آب کشنہ کے ساحل تک رایان بیجانگر کے تحت مین تھا مناسب یہ ہے کہ آب کشنہ کو حد کرکے قلاع مذکورہ کو ہمین واگذاشت کرین اور وہ ہاتھی کہ بعضے امراے کہترہ کی زبونی سے سلطان محمد شاہ غازی تصرف مین لایا تھا پھیر دین یہ کدورت ہمارے آئینہ قلب کی ساتھ صفائی کے مبدل ہو سلطان مجاہد شاہ نے جب یہ جواب دور از کار سنا نہایت ناراض ہوا اور ہاتھ باپ کے خزانہ مین دراز کرکے خیل و حشم کے فراہم کرنے مین مشغول ہوا اور تخت گاہ اور جمیع ممالک محروسہ کو ملک نائب سیف الدین غوری کو کہ جد مادری اسکا تھا عہدہ ضبط کیواسطے برجوع فرمایا اور بیجانگر کے سفر کی عزیمت کرکے احضار لشکر کے واسطے حکم دیا اور جسوقت لشکر دولت آباد و بیدر اور برار حسن آباد گلبرگہ مین آنکر بساط بوس کے شرف سے معزز ہوا سلطان مجاہد شاہ پانچسو فیل کوہ تمثیل اور تمام خزانہ ہمراہ

رقم فراغت اور رفاہیت کی صفحہ احوال دکنیون سے ناخن قدر کی نوک سے حک کی اور اس غفران پناہ کو باپ کے پہلو مین خاک عدم مین پیوند کیا زمانہ نے آیت یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اس کی تربت پر لکھی **نظم** خوشا بادشاہی کہ چون او گذشت ٭ از و باز ماند چنین سرگذشت ٭ در ایام دولت بود دوستکام ٭ بہنگام رحلت بود نیک نام ٭ سراج التواریخ کی روایت سے بمقتضاے ورفعنا بعضہم فوق بعض جسقدر ہاتھی اور خزانہ کہ سرکار سلطان محمد شاہ غازی بہمنی مین جمع ہوا تھا اسکے بعد کسی سرکار شاہان بہمنیہ مین ہم نہ پہونچا کسواسطے کہ اس کے عہد مین سرکار خاصہ مین تمام قسم کے چھوٹے اور بڑے اور نر اور مادہ سے تین ہزار فیل شمار مین آئے اور زمانہ مین دوسرے بادشاہون کے ہرگز سرکار خاصہ مین دو ہزار ہاتھی سے زیادہ نہوے اور اسی طرح اسقدر خزانہ کہ اسکے عہد مین نشان دیتے ہین دوسرے زمانہ مین اسکا نصف نہ تھا اور یہ بھی اسی کتاب مین لکھا ہو کہ بادشاہان دہلی اور شاہان بہمنیہ وغیرہ جو سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سے پیشتر اور اس کے بعد اقلیم دکن پر فرمان روا ہوے ایسی قباحت راے کرناٹک کے سر پر نہین لائے اور معلوم نہین کہ اسکے بعد بھی ایسا قضیہ حکام اس ولایت کو پیش آوے قصہ کوتاہ جو ہاتھی کہ سردار اور بزرگ اس مملکت کے مدت دراز مین اقطار اور امصار ہندوستان سے بمساعی جمیلہ فراہم لائے تھے یک قلم سلطان محمد شاہ بہمنی غازی صاحب طالع کی تصرف مین آئے اور اکثر خزائن اور اسباب مجموعہ سات سو برس اس خاندان کا کہ سرکار سلاطین بزرگ مین مثل اس کے بہت کم میسر آتا ہو لوٹ مین مسلمانون کے ہاتھ آیا اور اول سے آخر تک پانچ لاکھ کے قریب کفار رعیت اور سپاہی اور شہری اور دیہی اور مسافر اور مجاور اور مذکر اور مونث علف تیغ خون آشام غازیان عظام ہوے اور مملکت کرناٹک نے ایسی صفت ویرانی کی قبول کی کہ قرنہاے دراز مین حالت اصلی پر نہ آوے گی ایام سلطنت سلطان محمد شاہ بہمنی غازی سترہ برس اور نو مہینے اور پانچ دن تھے پھر کا مجاہدہ کا کمر پر باندھنا قلم مشکین رقم کا

بیان کیفیت احوال فرخندہ فال شاہ جم دستگاہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی مین اور قتل ہونا اس کا بیجاپور سے معاودت کے وقت آغاز جوانی مین

مورخان دانشور نے بقلم مشکین اثر صفحہ بیاض زمانہ پر اس طرح منقش اور مرقوم کیا ہے کہ سلطان مجاہد شاہ بہمنی نواسہ ملک سیف الدین غوری کا تھا اور باپ کے بعد تخت دکن پر جلوہ گر ہوا اور وہ خورشید رو اور قوی ہیکل و متناسب اندام مین اپنے تمام اقوام سے ممتاز و مستثنیٰ تھا اور قوی جثہ اور فربہ اور صاحب قوت تھا اور جلادت و شجاعت مین عدیل و نظیر نہ رکھتا تھا اور زبان ترکی خوب بولتا تھا اور مدار مصاحبت اور مجالست اس کا ترکون اور پارسیون کم تھا اور لڑکپن سے تیر و کمان کا شوق رکھتا تھا اور حرفت اس کا سواے شمشیر و نیزہ و خنجر کے نہ تھا جیسا کہ ناظم بہمن نامہ اس کی مدح مین کہتا ہے **نظم** ز گہوارہ چون پاے بیرون نہاد ٭ بہ تیر و کمان دست و بازو کشاد ٭ بسے تندو گردن کش و پیل زور ٭ کہ نشنید گفت کسے وقت شور ٭ چنان بر سر کنگرہ میدوید ٭ کہ انگشت حیرت فلک می گزید ٭ اور آوان کودکی مین ایک شب کو خزانہ پدر توڑ کر چند بدرہ زر سرخ اور سفید اٹھا لے اور لڑکون کو جو ساتھ کھیلتے تھے تقسیم کرکے انھین خوش کیا اور خزانچی نے صبح کو اس کی کیفیت سلطان محمد شاہ غازی سے اظہار کی سلطان محمد شاہ

رباعی تامن بریم بجز نکوئی نہ کنم * جز نیک دلی و نیک خوئی نہ کنم * آنہا کہ بجاے ما بدیہا کردند * تا دست رسد بجز
نکوئی نہ کنم * سلطان محمد شاہ نے خطاب غازی سے کہ زبان اقدس شیخ پر جاری ہوا تھا نہایت شاد اور خوشحال
ہو کر حکم فرمایا کہ اسے میرے القاب پر افزون کرین اور بغیر اسکے کہ اس وقت مین درمیان ان کے ملاقات واقع
ہووے حکومت مرہٹ کی مسند عالی خان محمد کو مسلم اور مفوض رکھکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف تشریف لے گیا اور شراب
فروشی کی دوکانین تمیع ولایت سے اپنے دور کرکے ترویج شریعت غرا مین مساعی جمیلہ مبذول رکھے اور دکن کے
چورون اور مفسدون کو جو مشہور تھے اور رہزنی اور ڈکیتی کو اپنا شعار اور دثار کرکے مسافرون اور قافلون
کو لوٹتے اور مارتے تھے ہمت ان کے دفع کے واسطے مصروف کی اور چارون سمت کے طرفدارون کے نام فرامین
صادر فرمائے کہ ہر ایک اپنے اپنے علاقہ اور حدود چورون اور رہزنون کی لوٹ سے پاک اور صاف کرین اور چھوٹے اور
بڑے کے سر عبرت اور مجراے خدمت کے واسطے حضور مین حاضر کرین اس بارہ مین تاکید مزید اور قدغن شدید معلوم کرکے
حسب المسطور عمل مین لاوین چنانچہ چارون طرفدارون نے حکم کے موافق بدمعاشون کے مسکنون مین جاکر چھ یا سات مہینے
کی مدت مین ایک اثر اس گروہ واجب القتل والدفع کا نہ چھوڑا اور ملا داؤد بیدری کی روایت سے واضح ہوتا ہے کہ چھ
مہینے کے عرصہ مین بیس ہزار سر رہزنان خود سر اور چورون اور بدمعاش کے تن ناپاک سے جدا کرکے اطراف وجوانب سے
حسن آباد گلبرگہ مین لاے اور شہر اور بیرونجات مین چارون طرف چبوترہ سرہاے ملاعین سے باندھکر سیاست و ضبط
محمد شاہی جہانگیر کیا اور راہین امین اور اہل اسلام کے دل راہزنون کے دست برد سے مطمئن ہوے اور سلطان محمد شاہ غازی
نے جب ایسے کام محض شیخ زین الدین کی خوشنودی اور رضامندی کیواسطے ظہور مین پہونچائے اسوجہ سے ہمیشہ شیخ سے ابواب
مراسلات اور مکاتبات مفتوح رکھکر مصادقت اور مخالصت کے لوازم بجالاتا تھا اور شیخ بھی امر معروف و نہی منکر سے
اسکی خوشحال ہو کر ہموارہ مکاتبات دوستانہ تحریر فرماتے تھے اور شرائط پند و وعظ و نصیحت مین بھی دریغ نکرتے تھے اور
اس سبب سے کہ راے بیجانگر اور تلنگ اور تمام زمینداران دکن شاہراہ اطاعت اور فرمانبرداری پر ثابت قدم و راسخ دم
ہو کر مال مقرری کے ارسال مین تخلف اور تجاوز روا نہ رکھتے تھے ریاض ملک و ملت اور چمن دین و دولت خار و خاشاک
دشمن اور معارض سے پاک ہوا اور سلطان محمد شاہ غازی لشکر کشی کو برطرف کرکے جہانداری مین مشغول ہوا
لیکن ہر سال ایک سمت اطراف اربعہ مین سوار ہو کر تین چار مہینے اوقات شریف کو صرف شکار کرتا تھا اور
جس طرف کہ شکار کے واسطے جاتا تھا سپہ سالار وہان کا تحف و ہدایا گذرانتا تھا اور بادشاہ کو دارالملک مین
پہونچاکر معزز اور مکرم ہو کر بازگشت کرتا تھا اور خرد و بزرگ اور وضیع و شریف دکن اس بادشاہ کے عہد عدالت مہد مین
امن و امان سے زندگانی کرکے عیش و کامرانی کے سوا کچھ کام نہ رکھتے تھے اور اس کے وجود باجود کو نعمت عظمی جانکر
شکر واہب العطایا پیش پہونچاتے تھے لیکن چو داب اور قاعدہ گرگ اجل کا ہے کہ ہردم ایک یوسف کو پھاڑتا ہے اور
ہر لحظہ ایک یعقوب کو حزن و ملال مین مبتلا کرتا ہے پنجہ اسکے صید حیات مین مارکر ذیقعدہ کی نوین تاریخ ۷۷۶ھ سات سو
چھہتر سپہ اسپے جہان بیدار سے لیگیا اور مثل یعقوب اہل جہان کو چند روز بستر گریہ زاری مین ڈالا اور

ساعت راستہ گجرات کا لو انھون نے شیخ کی منزل مین بھیجکر آدمی اپنی زن و فرزند کی طلب مین بھیجکر یہ پیغام دیا کہ جریدہ
بہ سبیل استعجال آؤ تو شیخ کی زیارت سے مشرف ہوکر انکی انفاس مقدسہ سے طلب مدد ہمت کرکے پھر قلعہ مین داخل ہون متعلق
اور ملازم انکے جو محل اعتماد مین تھے اصل معاملہ سمجھ کر اسی وقت تمام گھوڑون کو ساز و یراق سفر سے درست کرکے اور
مردم ضروری کو سوار کرکے شیخ کے مکان مین لائے اور شیخ نے دست مبارک اپنا بہرام خان مازندرانی اور کو بنھ دیو
کی پیٹھ پر پھیرا اور یہ دعا دی کہ بتوفیق سبحانہ تعالی سلامتی تمھاری شامل حال ہوگی اور یہ گجرات کی طرف متوجہ ہوئے
اور سلطان محمد شاہ انکے فرار سے آگاہ ہوا علی الصباح مسند عالی خان محمد نے چار سو جوان دو اسپہ اور سہ اسپہ ہمراہ رکا
لے کر گجرات کی سرحد تک تاخت فرمائی جب مفرورون کے سر پر نہ پہونچا نہایت غضبناک اور خشمگین ہوکر دولت آباد
کی طرف بازگشت کی اور یہ صحبت رنجش اور کلفت سابقہ کی باعث ہوئی کس واسطے کہ قبل اس کے یعنے ابتدائے
سلطنت مین تمام مشائخ دکن نے سلطان محمد شاہ سے حاضر اور غائب مین بیعت کی تھی مگر حضرت شیخ زین الدین نے
شرب خمر اور ارتکاب بعضے مناہی کے باعث بادشاہ سے بیعت نہ کی اور فرمایا کہ خلائق کی بادشاہی کے لائق وہ شخص
ہے کہ حفظ شعار ملت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوشش کرکے سرًا اور علانیۃً مناہی کے گرد نہ پھرے پھر اسی چند دن
مین سلطان محمد شاہ نے آدمی شیخ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ میرے دربار مین حاضر ہو یا میری خلافت پر بیعت کرکے
نوشتہ اپنے خط خاص سے لکھ بھیج شیخ نے جواب دیا کہ ایک وقت کسی تقریب مین اتفاقات سے ایک دانشمند اور ایک
سید اور ایک ہیجڑا کفار کے دست تظلم مین گرفتار ہوے اور کفار نے اپنے توابعین کو ان تینون شخصون کے حق مین
یہ حکم دیا کہ ان تینون کو بتخانہ مین لے جاؤ جو شخص کہ بت کو سجدہ کرے اسے جان کی امان دو اور جو شخص انکار کرکے عذر
پیش کرے فورًا تیغ ظلم سے اسکی گردن مارو اول دانشمند آیہ کریمہ پر عمل کرکے بت کا سجدہ بجا لایا اور سید نے بھی دانشمند کی
روش اختیار کرکے کفار کے فرمانے پر اقدام کیا لیکن جب ہیجڑے کی نوبت آئی بولا مین تمام عمر اعمال ناشائستہ مین مشغول
رہا ہون نہ عالم ہون اور نہ سید کہ پناہ مین ان دو امر کے ایسا کام کرون پھر قتل ہونا اپنا گوارا کرکے بت کا سجدہ نہ کیا
لیا اب میرا بھی قصہ بعینہٖ اسی ہیجڑے کے قصہ کے موافق ہے کہ تیرے ظلمون کا متحمل ہون گا لیکن نہ تیری مجلس مین حاضر
ہونگا اور نہ تیری خلافت کا اقرار کرونگا سلطان محمد شاہ غضب مین آیا اور شیخ کو تکلیف دی کہ میرے شہر سے نکل جا
چنانچہ شیخ بلا توقف و درنگ اپنا مصلے دوش پر ڈالکر شیخ برہان الدین کے روضہ کی طرف متوجہ ہوا اور عصا اسکی شاخ
کے نیچے زمین مین گاڑ کر مصلے بچھایا اور بیٹھا اور کہا اب دیکھون کون مرد ہے جو یہان سے اٹھاتا ہے بادشاہ شیخ کے استقلال کو
مشاہدہ کرکے اس شدت سے کی تھی پشیمان ہوا اور اپنے ہاتھ سے یہ مصرعہ لکھکر صدر الشریف کے ہاتھ شیخ کے پاس
بھیجا مصرع من زان توام تو زان من باش شیخ نے کہا اگر سلطان محمد شاہ غازی حفظ مراتب اور مراسم شریعت
محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین کوشش کرے اور شراب کی بھٹیان ممالک محروسہ سے مسمار کرکے اپنے باپ کی سنت پر
عمل کرے اور خلائق کے روبرو شراب نہ پیے اور فاسقون اور ظالمون کو صدر و کیل امر کرے کہ امر معروف و نہی منکر مین
جہد جمیل کرین زین الدین فقیر سے زیادہ ترکوئی اسے دوست نہ رکھے گا اور یہ رباعی اپنے دست حق پرست سے تحریر کی

نے شکارگاہ مین یہ خبر سنکر وصول لشکر اردو کی کہ صحر لے قصبۂ کنج مین نزول کیا تھا انتظار نہ کھینچکر مع ایک جماعت قلیل کے
کہ عدد ان کے تین سو سے بھی کم تھے عازم ایلغار ہوا اور مقربان درگاہ نے بحر حیرت مین غرق ہو کر عرض کیا
کہ مسند عالی خان محمد کی عرضداشت سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ مخالفین کمال استقلال او رجمعیت سے ہین اگر بادشاہ عنان
توجہ دست مدارا مین سپرد کرکے باآہستگی تمام قطع مسافت کرے تو امرا اور سپاہ پہونچکر مع کوکبہ دولت بادشاہی
دشمن کی بیخ کنی مین متوجہ ہووین انسب اور بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ نے التماس انکی پذیرا نہ فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ
مین چاہتا ہون آپکو روز میعاد مین مسند عالی خان محمد کے پاس پہونچاؤن اور جو کہ تم کہتے ہو اس ارادہ سے مخالفت
رکھتا ہے جس وقت ہزار سوار لے کر ممالک تلنگ مین کہ مسافت بعید رکھتی ہے جاکر اعدا کو سیاست پہونچائی اور
نو ہزار سوار سے رانے بیجانگر کو کوہ دشت مین منفرد کرکے آوارۂ ضلالت کیا اور شادکام مراجعت کی یہ تین سو جوان
دشمنان روباہ صفت کے دفع کے واسطے کافی ہون گے نظم بیین ازکجا تا کجا تاختم ٭ بہ اقلیم تن سر برافراختم ٭
بنگلون سپردم عنان بازچون ٭ براندم زبیجانگر جوے خون ٭ برآیم چو بر پشت اسپ سیاہ ٭ بنالد زمن کوہ البرز ماہ ٭
یہ فرماکر شبدیز شیر رنگ کو گرم عنان کیا جس وقت چار کوس چل کر قصبۂ پٹن مین پہونچا مسند عالی خان محمد فوجین
آراستہ کرکے بہرام خان مازندرانی کے مقابل ہوا تھا لیکن جیسے ہی خبر بادشاہ کے قریب پہونچنے کی خلائق
کے گوش زد ہوئی متعلقان راجہ بکلانہ ہمیر گر یعنی اپنے مراکب ہامون نورد کو مار کر تارک رفاقت مخالفان ہوے
اور دوسرے سپاہیون نے راہ فرار کو قرار سے بہتر جانکر صرفہ جنگ مین نہ دیکھا بہرام خان مازندرانی اور کونبھ دیو
شطرنج روزگار کے منصوبہ سے حیرت مین پڑکر بے اسکے کہ مرتکب قتال وجدال ہون یادہ سے مسند عالی خان محمد کے
بہادرون کی پشت کمان دکھین روے معرکہ سے بھاگ کر بسرعت بجلی اور ہولکے قلعہ دولت آباد مین پہونچے اور سلطان محمد شاہ
اسوقت کہ مسند عالی خان محمد کے ہمراہی مخالفون کے اردو کی غارت مین مشغول تھے مع ایک سو ستر جوان کے
وعدہ گاہ مین آیا دوست و دشمن اس کی شجاعت اور جوانمردی پر آفرین خوان ہوے اور مسند عالی خان محمد
کے التماس کے بموجب وہ دن اور شب وہان قیام کرکے دوسرے دن صبح کو پھر تاخت کی اور شام کے
قریب دو کوس دولت آباد سے پہونچ کر قلعہ کے محاصرہ کی فکر مین ہوا بہرام خان مازندرانی اور کونبھ دیو سر
خواب مستی اور غرور سے برآوردہ کرکے حیران اور عاجز ہوے اور اسی شب کو تبدیل لباس کرکے شیخ زین الدین
سے کہ دولت آباد مین رہتے تھے جاکر عرض کی نظم کہ اے از رخت راحت دل پدید ٭ زبان تو ہر مشکلے را کلید ٭ چو
تدبیر کان شاہ گردن فراز ٭ بیاور دبر ما چنین ترکتاز ٭ اگر آپ کا حکم ہو قلعہ مین داخل ہوکر اعلام مدافعہ بلند کرون اور اگر
دوسرا امر ہمارے حال کے سزاوار ہو ارشاد فرمائیے تو اس کے موافق عمل کرون شیخ نے فرمایا جو تم میرے پاس پناہ
لاے ہو اور مجھ سے اپنی خوبی اور نیکی کے بارہ مین مشورہ کرتے ہو بمقتضاے المستشار موتمن جو کچھ بہبود تمھارے حق
مین ہے کہتا ہون قلعہ مین در آنا اور دروازہ اس کا بند کرکے قلعہ بند ہونا احتیاط اور عاقبت اندیشی سے بہت بعید ہے
مناسب یہ ہے کہ اپنے زن وفرزند ہمراہ لیکر مال واسباب سے قطع نظر کرو اور توقف اور تامل کو لوازمہ ہلاکت کا جان کر اسی

بھیجکر امداد کی بشارت دی بہرام خان مازندرانی ان مقدمات خام پر فریفتہ ہوکر چند سالہ خراج خاصہ برار اور مرہٹ
پر کہ سلطان محمد شاہ کے حکم کے موافق دولت آباد کے قلعہ مین جمع تھا متصرف ہوکر خیل و حشم کے فراہم کرنے مین
مشغول ہوا اور اکثر بلاد اور پرگنات مرہٹ کے اپنے قبض و تصرف مین لایا اور اعوان و انصار پر تقسیم کیے اور سوار
اور پیادہ سے بارہ ہزار آدمی فراہم کیے سلطان محمد شاہ نے بیجانگر کے اطراف مین یہ خبر سنی اور اسے اس مضمون سے
لکھ بھیجا کہ جو خبرہاے ناخوش تیرے گوش زد ہوئین وسوسۂ شیطانی غالب آیا گرد ایسے امر کے پھر اکہ اسکے پاس نہ پھرنا
چاہیے تھا مناسب ہے کہ اب بھی مقام استغفار اور ندامت مین ہوکر اپنے اعمال ناشائستہ سے پشیمان اور نادم ہو کہ مین بھی
تیرے گناہون اور تیرے توابعین کے جرائم کو ناکردہ معلوم کرکے مواخذہ نہ کرونگا اور جرائم و زلات تیرے ساتھ عفو اور
اغماض کے مقرون کرونگا اس نوشتہ کو بصحابت سید جلال حمید اور شاہ ملک جو مقربان درگاہ سے تھے دولت آباد کی طرف بھیجا
(زلات جمع زلل یعنی لغزش ۱۲)
اور بہرام خان مازندرانی نے کونبھ دیو سے اس امر مین مشورہ کرکے صلاح پوچھی اس نے جواب دیا کہ سلطان محمد شاہ
ایک بادشاہ قہار اور غیور ہے اور بعد ورود اس اعمال ناشائستہ کے کہ ہم سے سرزد ہوا کسی وجہ امین نہین ہو سکتے اور
دولت آباد سا قلعہ سنگین ہمارے تصرف مین ہوا اور بگلانہ کا راجہ اور بعضے امراے معتبر برار کے ہم سے موافقت رکھتے
ہین اس صورت مین مین یہ صلاح دیکھتا ہون کہ بحکم الشروع ملتزم پر عمل کرکے اس کار سے ہاتھ نہ اٹھا وین اور ہمت مصروف
رکھکر اس مہم کو بخوبی تمام انجام دیوین بہرام خان مازندرانی کو کونبھ دیو کے افسون نے ایسا شیشے مین اتار کر مبہوت
اور مغرور کیا کہ بادشاہ کے جادہ اطاعت سے قدم باہر رکھکر حلقۂ نصیحت کو زیب گوش نہ کیا اور سرکشی سر سے نہ
اتاری بلکہ زیادہ تر استعداد قوت مقابلہ اور مقاتلہ مین کوشش اور اہتمام کیا سید جلال حمید اور شاہ ملک نے معاودت
کرکے اطوار ناپسندیدہ انکے بادشاہ سے عرض کیے سننے اس حرکات ناپسندیدہ کے بعد سلطان محمد شاہ کے دل مین
آتش غضب شعلہ زن ہوئی جب بیجانگر کے سفر سے دار الممالک حسن آباد گلبرگہ کیطرف مراجعت فرمائی مسند عالی خان محمد کو
مقدمہ لشکر مین روانہ کیا اور خود بھی پیچھے سے شکار کنان اسطرف متوجہ ہوا **نظم** روان میر اندیکران طرب شاہ ٭ شکار افگن
شکار افگن دران راہ ٭ جہان خالی شد از صید چرندہ ٭ نماند اندر ہوا مرغ پرندہ ٭ القصہ جب مسند عالی خان محمد کو بادشاہ
نے پیشتر لشکر ظفر پیکر سے مقرر فرمایا تھا بہرام خان اور کونبھ دیو اور بعضے متعلقان راجہ بگلانہ سے بقصد مدافعہ مسند عالی
خان محمد کے قصبۂ پیٹن کے اطراف مین روانہ ہوے اور کف بذل کشادہ کرکے بہت سپاہی واقعہ طلب کو اپنے روبرو
بلایا اور مسند عالی خان محمد کہ سپاہی پرانا اور زمانہ کا گرم و سرد اور نشیب و فراز دیکھے بھالے تھا جنگ مین فائدہ نہ دیکھکر
عین قصبہ شیلوگانون مین فروکش ہوا اور بہرام خان مازندرانی اسی عرصہ مین بقصد شبخون مسند عالی خان محمد کے دائرہ
فوج پر تاخت لے گیا اور جو کہ حریف ہوشیار اور واقف کار تھا کچھ کام نہ کرکے اپنے مقام مین پلٹ گیا اور مسند عالی خان نے
لشکر مخالف کی کیفیت و حقیقت کم و بیش دریافت کرکے جنگ مین عازم اور جازم ہوا اور سلطان محمد شاہ کو کہ کوہستان
ولایت سیر و اسکے حدود مین شکار کے نشاط مین مشغول تھا پیغام دیا کہ اقبال شاہی اور خداوندی کی برکت سے جان نثار
فلان تاریخ مین مخالفون کے سر پر جاکر مصاف کریگا لیکن اگر سایۂ بلند پایہ بادشاہ اس احقر کے سر پر ہو بہتر ہوگا سلطان محمد شاہ

جاری ہوا تھا نہین چاہتا تھا کہ لغو اور ضائع ہو کر صفحہ روزگار پر یادگار رہے الحمدللہ کہ جو کچھ مین نے اپنی زبان سے کہا تھا اسے بجالایا اور اپنا حکم جاری کیا اور قسم ہے خدا کی ایسا امر عجیب و غریب بادشاہان سابق اور حال سے کبھی صادر نہوا اور عقلا جانتے ہین کہ مبحث براتب دشوار اور طرفہ تر شاعرین کے ایلغار اور ناگ دیو کے قتل ہی سے تھا بلیت امثال این غرائب و زرین ہم غریب ترے بسیار کردہ دولت این شاہ دا دگر جو ایلچیون نے جب شاہ کو نیم شوقت دیکھا عرض گزار ہوے کہ ہم بادشاہ کو اسوقت نہایت شفیق اور مہربان پاتے ہین اگر حکم عالی ہووے تو ازراہ اخلاص سے دو کلمہ عرض کرین لہذا انھون نے اجازت پاکر عرض کیا کہ کسی دین مین روا نہین ہے کہ ایک بیگناہ کو ایک گنہگار کے عوض قتل کرین خصوص عورتون اور بچون کو اگرچہ کشن داے سے مسلمانون کی نسبت قاعدہ مدکل مین بے راہی واقع ہوئی ہے فرمایئے فقرا اور مساکین کا کیا گناہ تھا سلطان محمد شاہ نے فرمایا قلم تقدیر سے یون ہی جاری ہوا تھا اور مجھے اس مین اختیار نہ تھا ایلچیون نے عرض کی کہ جو سابقہ عنایت مالک الملک نے نسبت خلاصہ ممالک دکن کے آپ کو ارزانی رکھا اور ممالک کرناٹک آپ کی مملکت کے جوار مین واقع ہوے یقین ہے کہ آپ کو اور آپکی اولاد کو مدت ہاے تک ہمسائگی اس سرزمین کی ہوگی اور دنیاداروں کے درمیان مثل اس قضیہ کے شاید دوسرا وقوع مین آوے پس حال خلائق کا کیونکر ہوگا خیر اندیشی اور صلاح حال رعایا یون اقتضا کرتی ہے کہ طریقہ قتل فقرا اور مساکین کا درمیان مین نہ ہووے سلطان محمد شاہ نے متاثر ہوکر فرمایا کہ مین خدا سے عہد کرتا ہون کہ بعد فتح اور معرکہ گذاری کسی شخص کے قتل مین نہ پیرونگا اور بعد میرے میرے فرزند بھی اس شیوۂ پسندیدہ پر عمل کرین چنانچہ اس تاریخ سے دکن مین شایع ہوا کہ جو شخص جنگ کے بعد دستیاب ہوا اسکے قتل اور ہلاک مین اقدام نہ کرین اور بے سبب رعایا اور ضعفا کے قتل عام مین نہ مشغول ہووین اور جب ایلچیون نے وجہ برات وظیفہ قوالان ادا کی سلطان محمد شاہ نے گنجایش دوسرے توقعات کی نہ دیکھکر از روے انصاف کوچ کرکے بلدۂ حسن آباد گلبرگہ مین آنکر پھر اسی راہ سے منزل شیخ محمد سراج مین گیا اور کہا اس توکل کی برکتون سے کہ کارساز حقیقی کے لطف پر کرکے ابتداے سلطنت مین نقود خزانہ در راہ حق جل شانہ وعظم سلطانہ مین نے صرف کیا تھا حق سبحانہ تعالی نے اپنے فضل سے ایسے خزانے اور فتوح عظیم مجھے روزی کیے اور دعاے خیر حضرت عالی کی میرے حق مین مبارک آئی پھر شیخ کو رخصت کرکے دارالامارۃ مین تشریف لیگیا اور پانچ روز سے زیادہ بستر استراحت پر تکیہ نہ فرمایا کہ رایات نصرت آیات اسکے دولت آباد کی طرف متحرک ہوے اور جو کہ اس ہنگام مین سلطان نے آپ کو عمدًا بیمار بنایا تھا اور کفار نے اردوے عالی کا تعاقب کیا تھا تمیع ممالک محروسہ مین خبر اسکے فوت کی منتشر ہوئی مفتریان نے تھوڑے عرصہ مین طغیان اظہار کرکے نقارۂ عصیان پر چوب ماری از انجملہ جو کہ ولایت دولت آباد امراے صاحب شان کے وجود سے خالی تھی اور تمام لشکر ولایت مرہٹ خان محمد کے ہمراہ بیجانگر کے سفر مین تھا بہرام خان مازندرانی نے کہ سلطان علاء الدین حسن کانگوی بہمنی اسکو فرزند کہتا تھا کوند دیو مرہٹہ سردار پایگان کے اغوا سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور بعضے امراے برار کہ اسکے قرب وجوار مین تھے انھون نے بھی اپنے آدمی اسکے پاس بھیجکر دم موافقت اور مصادقت کا مارا اور بگلانہ کے راجہ نے بھی بحسب ظاہر پیام محبت التیام

ہوا اور سلطان محمد شاہ نے تدبیر کو تقدیر کے موافق دیکھ کر خلق کے دفع مظنہ کے واسطے نماز عصر کے وقت کہ رحمت نازل ہوتی ہے بار عام دیا اور ایک لحظہ مجرائیون کے سلام مین مشغول ہوا اور بطور ضعف کا بہانہ کر کے دربار برخاست کیا اور شب کو جمیع امرا کو خلوت مین بُلا کر حکم کیا کہ سپاہ کو مستعد اور مسلح کرین اور فلان موضع مین بعنوان محافظت اردو توقف کر کے منتظر قدوم ما بدولت رہین القصہ جب افسران سپاہ حکم کے موافق کاربند ہوے سلطان محمد شاہ نے جنگی لباس زیب تن فرمایا اور آدھی رات کو فتح و نصرت کے شبدیز پر سوار ہو کر صحرائے موعود مین خرامان خرامان تشریف لے گئے اور ہر ایک کو ایک خدمت اور ایک سمت مین رجوع کر کے بقصد شبخون روانہ ہوے اور کشن راے اور اس کے ارکان دولت ابواب جنگ مسدود ہونے سے غنیم کی خستہ حالی اور زبونی کو یقین کر کے تمام رات مے نوشی اور رقاصی مین مشغول رہے اس وقت خبردار ہوے کہ صبح کے قریب اطراف و جوانب سے آواز جان خراش بگیر و بکش کی بلند ہوئی اور غازیون کی تکبیر و صلوٰۃ کا غلغلہ گنبد افلاک مین پہونچا اس کی برکت سے تمام کفار کا پانون قرار جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا نا پاکشن راے تفرقہ اپنی جمعیت مین دیکھ کر سمجھا کہ فراہم لانا خیل و حشم کا نہایت دشوار اور محال ہے وہ بھی جمیعت اور غیرت کو پس سر کر کے مفروزون پر سبقت کر کے ایسا بھاگا کہ بیجانگر تک کسی مقام مین باگ نہ موڑی اور سلطان محمد شاہ نے اس کے تمام خزانہ اور اسباب شوکت پر متصرف ہو کر چند منزل تک پیچھا کیا اور دس ہزار کفار ایک باگ موڑنے مین فی النار کیے اور سیکڑون کو مجروح کر کے ہلاکی ان کی ذاتون سے بدلایا اور ابھی تک آتش غضب کی حرارت اور غصہ کی شدت سے گھوڑے سے نہ اترا بیجانگر کے تیس چالیس کوس تک جس مقام مین آدمی کا نام سنا تاخت کر کے زندون کو ہلاک کر کے شہر خموشان بنایا بیجانگر کے معتبرون اور نامدارون نے جب یہ حالت مشاہدہ کی کشن راے پر غیظ مین آن کر سرزنش اور ملامت کی اور بولے کہ تیری راے اور حکومت ہم پر شوم ہوئی تو نے مال و ناموس ہمارا برباد کر دیا اور قریب دس ہزار کے برہمن مارے گئے رعیت سے نام و نشان باقی نہ رہا کشن راے نے جواب دیا کہ مین بے مشورہ اعیان ملک کے مرتکب کسی امر کا نہین ہوا اور اپنے طالع مین کسی طرح کا اختیار نہین اور اب جو تم کہو مین مطیع اور فرمان بردار ہون یہ بولے جیسا کہ تیرے باپ نے مسلمانان ترک سے لڑائی نہین کی بلکہ بادشاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی سے موافقت کی تھی لازم ہے کہ تو بھی مسلمانون سے مدارا کرے کشن راے نے یہ بات قبول کر کے ایلچیون کو سلطان محمد شاہ کے حضور بھیجکر اوضاع سابقہ سے اظہار ندامت کر کے صلح کا طلبگار ہوا سلطان محمد شاہ نے اس سے انکار کیا اور ایک ندملے گستاخ نے کہ اس دربار مین حاضر تھا معروض رکھا کہ بادشاہ نے قسم کھائی ہے کہ آٹھ سو مسلمان کے عوض لاکھ ہندو قتل کرونگا اور یہ قسم نہین کھائی کہ ہنود کا تخم جہان سے اٹھا دونگا سلطان محمد شاہ نے سنکر ارشاد کیا اگرچہ قسم کے دہ چند ہندو کشی واقع ہوئی لیکن جبتک راے بیجانگر ادائے زر سند یومیہ قوالان دہلی کا متعہد نہ ہوگا مین کفار بقیۃ السیف کے گناہ معاف نہ کرونگا چنانچہ ایلچی اسکے جو اپنے مالک کی طرف سے وکیل مطلق تھے انھون نے قبول کیا اور اسی دربار مین وجہ برات وظیفہ ادا کیا سلطان محمد شاہ نے فرمایا وہ حرف کہ میری زبان پر

پر متوجہ ہوا اور اپنے ہاتھی کو پالیا اور ایسا عجیب و غریب تنبیہ جو کبھی سننے مین نہ آیا تھا واقع ہوا وہ یہ ہے کہ فیل شیر شکار نے کہ فیلبان اس کا مقتول ہوا تھا اور کوئی اس کی پیٹھ پر سوار بھی نہ تھا خان محمد کے پہونچتے ہی لشکر اسلام کے پیش رو بن کر صفوف اعدا کو دم بھر مین زیر و زبر کیا بھوج مل راے زخم کاری اٹھا کر بھاگا اور امراے دیگر کہ جنگ مین مشغول تھے افواج قلب کو منکسر دیکھکر انھون نے بھی راہ فرار پائی اور ابھی شمشیر غازیون کی غلاف سے برآمد نہ ہوئی تھی کہ چھتر اور رایات بادشاہ سکندر اقبال کے نمودار ہوے اور حکم فرمایا کہ علت غائی جنگ اور فتح کی مقتول ہونا کفار بیدین کا ہے اس بارہ مین مساعی جمیلہ پیش پہونچاؤ پھر تو قتل کا بازار گرم ہوا مسلمانون نے اس قدر اس امر مین کوشش کی کہ عورتین و بچے بھی پامال ہوکر جانبر نہ ہوے اور سلطان محمد شاہ نے اس فتح کے بعد ایک ہفتہ اس مقام مین قیام کیا اور فتحنامے اطراف و جوانب مین ارسال فرماے اور یہ چاہتا تھا کہ اپنے عہد و قسم کو وفا کرے کشن راے کے اردو کے قتل پر متوجہ ہوا اور کشن راے نے سنتے ہی تاب مقاومت کی نہ لاکر خانمان صبر و شکیب کو برہم مارا اور باوجود کثرت خیل و حشم دشت ادبار مین آوارہ ہوا اور ننگ و ناموس کا پاس مطلق نہ کیا **بیت** کس گرفتار نام و ننگ مباد ❊ کوچہ راہ و رسم تنگ مباد ❊ عاقبت الامر شاہ سکندر جاہ سلطان محمد شاہ بہمنی قریب تین مہینے کے اس کی جستجو مین متعاقب رہا جس وقت فرصت اور قابو پاتا تھا تیغ یمانی سے ہنود کی سرافشانی مین مشغول ہوتا تھا یہانتک کہ کشن راے عاجز ہوکر دار الملک بیجانگر کی طرف روانہ ہوا اور وہان کے پہاڑون پر جاکر پناہ لی اور نیولا کر پیادے راہ مداخل اور مخارج دشوار گزار مین مقرر کیے اور سلطان محمد شاہ کسی وجہ اس کے تعاقب سے باز نہ آیا اور بیجانگر کے نواح مین خیمے اور خرگاہ ایستادہ کرکے تمام افسرون کو مورچے تقسیم کیے اور ہر روز شہر کے گرد بنیاد جنگ کی ڈالتا تھا لیکن شب کو کفار اردو مین آتے تھے اور دشنام دیتے تھے اور سلطان محمد شاہ قریب ایک ماہ کے سعی موفورہ بجالایا کہ اس شہر مین داخل ہوکر خواہش اور آرزو کے موافق عمل کرے کسی وجہ سے میسر نہ ہوئی پھر مقام حیلہ مین ہوکر آپ کو بستر ناتوانی پر ڈالا اور اس راز سے خان محمد اور مقرب خان کے سوا تیسرے کو واقف نہ کرکے طبل کوچ پر چوب ماری اور کشن راے مسلمانون کے قتل اور تلافی خون ہنود کا عزم جزم کرکے دار الملک بیجانگر سے برآمد ہوا اور نہایت جوش و خروش سے موکب منصورہ کے تعاقب مین روانہ ہوا اور کفار ارباب اسلام کے اردو کے پس و پیش تاخت کرکے راتون کو ارابون کے کنارے جاتے تھے اور شور و غوغا بلند کرکے کہتے تھے کہ تمھارا بادشاہ مردہ ہے ہمارے برہمنون کی دعا مستجاب ہوئی ہم تم مین سے ایک متنفس کو نہ چھوڑینگے کہ وہ زندہ اپنے ملک مین پہونچین ان کی روحین وطن چلنے کی آرزو مین اس میدان لق و دق مین بھٹکی پھرینگی اور اس سبب سے کہ بادشاہ کوچ کے وقت سنگاسن مین استراحت فرماکر چادر سر پر ڈالتا تھا اہل اردو شاہ کی زندگی پر بدگمان اور متشکی ہوکر مضطرب ہوتے تھے اور خان محمد اور مقرب خان خلائق کو دلجوئی اور دلاسا کرکے کوچ پر کوچ جاتے تھے یہانتک کہ آب تمہندرہ سے عبور کرکے ایک صحراے مسطح اور ہموار مین پہونچے اور وہان مقام کیا اور کشن راے بھی تین چار کوس کے فاصلہ پر اس منزل مین پہونچ کر فروکش

کشن رائے کی طرف متوجہ ہو کر رایات اسلام اس مملکت مین جلوہ گر کیے کشن رائے نے اپنے بزرگان درگاہ کو جمع لا کر
مسلمانون سے میدان مین صف بستہ لڑنے کے واسطے لوازم مشورت بیش بجا لائے آخرش بات اس پر قرار پائی کہ
بھوج مل رائے کہ سپہ سالار کفار تھا اور اپنی مان کی طرف سے رائے سے قرابت رکھتا تھا چیدہ اور خلاصہ لشکر لے کر
افواج شاہی سے مقابل ہو کر جنگ کرے اور رائے بھوج مل نہایت غرور سے اس خدمت کا متعہد ہو کر راجہ سے بولا
کہ تیرا حکم ہو تو مین مسلمانون کے بادشاہ کو زندہ خدمت مین حاضر کرون یا اس کا سر شمشیر کین سے جدا کر کے تیرے ملاحظہ
سے گذرانون کشن رائے نے جواب دیا کہ دشمن کی زندگی کسی حال مین مطلوب نہین ہے اس کا مرنا ہر کیف بہتر اور انسب
ہے پھر بھوج مل رائے خیل و حشم کی دلجوئی اور تسلی کر کے چالیس ہزار سوار اور پانچ لاکھ پیادے سے بادشاہ کے
مقابلہ کو روانہ ہوا اور حکم کیا کہ ہر روز امرا اپنی مجلسون مین حکم کرین کہ علماے براہمہ اپنی کتب دینیہ پڑھ کر
مسلمانون کے قتل اور دفع کرنے کے ثواب کو خلائق کی خاطر نشان کرین اور جنگ پر اس جماعت کی ترغیب و تحریص
کر کے انکے اعمال قسم ذبح مادہ گاو اور ہتک حرمت اصنام اور قتل کفار اور بت شکنی اور ما بعد من ہذا القبیل بیان کرین
اور جب اس طریق سے طے مسافت کر کے بین الفریقین بارہ کوس کا فاصلہ رہا سلطان محمد شاہ نے خان محمد اور نویسندون
کو حکم فرمایا کہ نشان لشکر شمار کرین القصہ پندرہ ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ زیر قلم آئے ازانجملہ دس ہزار سوار اور
بیس ہزار پیادہ اور تمام کارخانہ آتشبازی کا خان محمد کے ہمراہ کر کے پیشتر روانہ کیا اور چوتھی تاریخ ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور
کو نور و ظلمت کا آپس مین سامنا ہوا اور صبح سے سہ پہر تک مانند سمندر کے تلاطم امواج کے جوش و خروش سے آپس مین مشغول
جنگ رہے اور طرفین کے آدمی بہت مقتول ہوے موسی خان اور عیسی خان افغان کہ میمنہ و میسرہ خان محمد کی ان سے
قوی پشت تھی زخم تفنگ سے شربت شہادت کا چکھ کر روضہ رضوان مین داخل ہوے اور ان دونون سردار کی سپاہ
متفرق ہونے سے قریب تھا کہ چشم زخم افواج قاہرہ اسلام کو پہونچے کہ ناگاہ سلطان محمد شاہ تین ہزار سوار تمل سے ایک
فرسخ سے جنگ گاہ پر تاخت لایا اور خان محمد بادشاہ کے پہونچنے سے مطمئن اور قوی دل ہوا اور لشکر پراگندہ بھی اطراف و جوانب
سے سمٹ آیا اور مقرب خان نے توپخانے کو آگے بڑھا کر لوازم آتشبازی مین کوتاہی نہ کی سوار اور پیادگان کفار کو ضرر
توپ و بندوق سے مضطرب اور سراسیمہ کیا اور خان محمد کو پیغام کہلا بھیجا کہ افواج کفار کے پریشان خاطر ہونے سے تزلزل
نے انکے احوال مین راہ پائی ہے اگر حکم ہووے ادھر کے پیچھے سے نکل کر مع بہادران جوانان خاصہ پر حملہ آور ہوون خان محمد
نے ایک جماعت امراے مقرب خان کی مدد کیواسطے بھیجکر اشارہ کیا کہ جنگ مین مشغول ہووے اور خود بھی پیچھے سے
روانہ ہوا اور برق کی طرح ایسا تند گیا کہ کفار کو فرصت استعمال آلات آتشبازی کی نہ دی شمشیر و خنجر سے کر مقابل آئے
بیت چکا چاک خنجر ز میدان کین ٭ بہ ہفتم فلک شد ز روے زمین ٭ اس درمیان مین فیل خان محمد کا کہ شیر شکار نام
رکھتا تھا فیلبانون کے حکم سے سرکشی کر کے بھوج مل رائے کی فوج پر حملہ آور ہوا اور بھوج مل رائے کی فوج قلب
ابھی تک خوب جمی کھڑی تھی تفرقہ نے ان مین راہ نہ پائی تھی اور بھوج مل رائے کے ہاتھیون نے اسے کام سے باز رکھا
اور خان محمد اس مقدمہ سے واقف ہو کر اور طرفون سے منہ موڑ کر پانچ سو جوان تیر انداز لیکر بھوج مل رائے کے قلب لشکر

اور ہاتھی رخت اور اسباب اور احمال اور اثقال اور فیل اور خزانہ بیجانگر کی طرف روانہ کیا اور خود جریدا اس
نیت سے رہا کہ جب شب پردۂ ظلماتی روے آفاق سے اٹھاوے اور آفتاب دریچۂ مغرب سے برآمد ہوکر زمانہ کو
روشن کرے جنگ اور عدم جنگ مین جو کچھ سب کی صلاح ہو ساتھ اس کے عمل کرے قضارا مردم اردو بازار کے اور
ہاتھی اور تمام مرکوب اور بارکش نے کیچڑ اور باران کی کثرت سے اس رات کو دو کوس بھی مسافت نہ قطع کی
چلنے سے عاجز آئے اور جس مقام مین پہونچے توقف کیا لیکن اسی رات کو خبر کوچ کفار سلطان محمد شاہ کے اردو
مین منتشر ہوئی بادشاہ اردو بازار اور خیمہ اور خرگاہ اپنے مقام مین چھوڑ کر مع اسپ و فیل لشکر بیجانگر کی طرف
متوجہ ہوا اور صبح کے وقت ان کے لشکرگاہ کے اطراف مین پہونچا راے شقاوت اثر اور جمیع مردم دیگر نے اپنی
سلامتی فرار پر منحصر جانی اموال اور اسباب اور افیال سے قطع نظر کرکے قلعہ ادونی کا راستہ لیا اور سلطان محمد شاہ
اس مقام مین کہ جہان اردوے کفار رہا تھا تاخت لاکر اثاثہ شوکت اس خاندان قدیم کو بے زحمت و مشقت اپنے
تصرف مین لایا اور قتل عام کفار اردو کا حکم صادر فرمایا غرض کہ عورت اور مرد اور جوان اور بوڑھے اور غلام
اور آزاد سے ستر ہزار آدمی قتل ہوے اور تحفۃ السلاطین کی روایت سے دو ہزار ہاتھی اور تین سو ارابہ توپ
اور ضربزن کی اور سات سو گھوڑے عربی اور ایک سنگاسن مرصع سرکار بادشاہی مین داخل ہوا باقی غنائم پر امرا
اور سپاہی متصرف ہوے سلطان محمد شاہ نے اس فتح کو مقدمہ دوسرے فتوحات کا سمجھکر موسم برسات کا قلعہ مدکل مین
بسر کیا اور اس کے بعد کہ خان محمد مع لشکر دولت آباد شاہ کے لشکر مین شریک ہوا اور جمعیت عظیم بہم پہونچی کوچ کرکے
بقصد قتل کفار قلعہ ادونی کی طرف روانہ ہوا اور راے بیجانگر کہ آب تمندرہ سے عبور کرکے ظاہر قلعہ ادونی
مین اقامت رکھتا تھا اپنے بھانجے کو اس کی حکومت دے کر ولایت کے درمیان درآیا اور لشکر اطراف و جوانب
کو فراہم کرکے خزانہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی بیجانگر سے طلب کیا اور سلطان محمد شاہ خان محمد کی
صلاح پر عمل کرکے تسخیر قلعہ کا عازم نہ ہوا اور فرمان مطاعہ تمام قلعون اور ممالک محروسہ مین ارسال کرکے توپ
اور گردہ بہت طلب کیے اور کارخانہ آتشبازی کا کہ بیشتر دکن کے درمیان مین شایع نہ تھا سرداری اس کی
مقرب خان ولد صفدر خان سیستانی کی طرف کہ امراے معتمد سے تھا رجوع فرمائی اور تمام رومی اور فرنگی کہ ملازم
اس لشکر منصورہ کے تھے مقرب خان کے تابع ہوے اور توپخانہ عظیم آراستہ ہوا اور اس سبب سے کہ آدمی
وہان کے مشہور تھے کہ راتون کو چورون کی طرح دائرہ پر تاخت کرکے گھوڑے اور آدمی بہت ضایع کرتے تھے
اس واسطے مقرر ہوا کہ جمیع فیلان بیجانگر کو حسن آباد گلبرگہ مین لے جاوین اور امرا اور سپاہ اشیاے ضروری
فقط ہمراہ رکھین اور باقی کو پھیر دین اور طناب در طناب کھینچین اور لشکر کے دور مین ارابے توپخانہ زنجیر سے باندھکر
لوازم ہوشیاری اور بیداری مین کوشش کرین اس کے بعد بادشاہ نے اس آیئن اور ترتیب سے حوالی قلعہ ادونی
سے کوچ کرکے نہر تمندرہ سے عبور کیا اور ولایت بیجانگر مین داخل ہوا سلطان محمد شاہ وہ بادشاہ ہے کہ بنفس نفیس
بقصد غزا ولایت بیجانگر پر فوج کشی کرکے مظفر و منصور مراجعت کی اور جب بعزیمت ثابت و راسخ اردوے

کی مسجد مین گیا اور بحضور قلب نماز ادا کی اور عساکر اسلام کی فتح و نصرت اور بادشاہ عالی مقام کی سلامتی کیواسطے
فاتحہ پڑھا اور سلطان محمد شاہ نے ساعت نیک اختیار فرما کر خیمہ اور بارگاہ باہر بھیجی اور راے بیجانگر نے اس عزم پر
کہ موسم برسات تھا اور آب کشنہ طغیانی پر تھا نہایت اطمینان سے حصار مدکل کے قریب آنکر لوازم قلعہ گیری مین طاقت
بشری سے باہر سعی اور کوشش کی اور مردم اندرونی نے کہ آٹھ سو مسلمان جنگی اور بہادر تھے قلعہ کی حفاظت مین مساعی
جمیلہ مبذول رکھکر شرائط دو لتخواہی مین کسی طرح سے کمی نہ کی لیکن قلعہ کا داروغہ کہ ملک سیف الدین غوری کے عزیزون
مین سے تھا اس نے اہل قلعہ سے بعضے معاملات مین سخت گیری کی اور وہ نفاق اور خلاف تک منجر ہوے مردم معتبر دقیقہ
مراسم حراست اور ہوشیاری سے باز رہے اور قلعہ کو راے بیجانگر نے مفتوح کیا اور کفار شدید العداوت نے دست
بہ شمشیر و خنجر ہوکر مسلمانون کو مع زن و فرزند بعقوبت و رسوائی تمام ہلاک کیا لیکن ایک مسلمان کہ ایک گوشہ مین
پوشیدہ ہوا تھا اور رات کے وقت تغیر لباس کرکے کنج اختفا سے باہر آیا اور بہمراہی پیادہاے کفار قلعہ سے
برآمد ہوکر جلد آب کشنہ سے عبور کیا اور جلادِ اجل کی رہبری اور ہدایت سے بہ تعجیل تمام آپ کو تخت گاہ حسن آباد گلبرگہ
مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ کی خدمت مین عرض گذار ہوا کہ راے بیجانگر خیل و حشم کے نفاق کے سبب قلعہ
مدکل پر غالب ہوا اور میری کشتی حیات کے سوا کسی کی زندگانی کی ناؤ ساحل سلامتی پر نہ پہونچی سلطان محمد شاہ کہ
بادشاہ صاحب ناموس تھا یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی مثل دریاے قہار سینہ اس کا جوش و خروش مین آیا دم نہ مارا
اور اسی وقت اس بیچارے کے قتل کے واسطے کہ بقدم سعی اور پاے دراز آیا تھا اشارہ فرمایا اور کہا کہ ایسے
شخص کو کہ اس قدر آدمیون کی موت دیکھی ا[illegible] کی صورت دیکھنی روا نہین بیت آن قدر قدرت و قضا بیان چہ
دان ملک سیرت و ملوک آثار چہ جس دم کہ خبر موحش مسلمانون کی شہادت کی سنی جیسا کہ داب اسکا تھا انتظار وصول لشکر
نہ کھینچکر ماہ جمادی الاولی ۷۶۷ھ سات سو سرسٹھ ہجری مین رکاب شبدیز انتقام کو قدوم دولت پایدار سے گرانبار کیا
اور قسم کھائی کہ آٹھ سو مسلمانون کے عوض جبتک لاکھ ہنود کو تیغ انتقام سے قتل نہ کرونگا شمشیر جہاد میان مین نکر کے
ہاتھ قتل سے نہ کھینچونگا جب دریاے کشنہ کے ساحل پر پہونچا فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے پیدا کرکے مرتبہ
شاہی پر سرفراز کیا اس دریا چہ ہراس آگین کی بدخوئی اور مخالفان بیدین کے وسوسہ شوکت اور جنگجوئی سے
نہین ڈرتا اس سپاہ رزمخواہ کے ساتھ بلا توقف اس دریا سے عبور کرکے بتوفیق ملک ظفر بخش ذی علی راے بیجانگر
کے قلب لشکر پر تاخت لاؤنگا اور اس کے سلک جمعیت کو بنات النعش کی طرح متفرق اور پریشان کرکے ارواح
شہداے مدکل کو شاد کرونگا پھر شاہزادہ مجاہد شاہ کو ولیعہد کیا اور ملک نائب سیف الدین غوری کو ملک و مال
کا صاحب اختیار کرکے بیس زنجیر فیل مست کے سوا سب فیلان کوہ پیکر مجاہد شاہ کو دیکر لوازم وصیت بجا لایا اور
حسن آباد گلبرگہ کی طرف روانہ کیا اور خود بہ سعادت و اقبال تین دن مین اس بحر زخار سے عبور فرمایا باتفاق جمیع
مورخان نو ہزار سوار کا جائزہ لیا اور بیجانگر کا راجہ باوجودیکہ تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادے ہمراہ رکھتا تھا
جب خبر پائی کہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے دریاے زخار سے عبور کیا ہے سراسیمہ اور حیران ہوکر ایک رات کو کہ آندھی

کے لوازم مین مشغول ہوے اسی درمیان مین ایک جماعت استادان موسیقی سے کہ نقل و صوت نیز خسرو [illegible]
دہلوی سے خوب ماہر تھے تین سو قوال دہلی کی طرف سے حسن آباد گلبرگہ مین آئے اور سلطان محمد شاہ نے [illegible]
ہوا ایسے وقت مین کہ ہنگام نشاء دوسے خوشی تھا غنیمت جانکر انکی قدردانی کی کوشش کی اور روز آخر جشن مین کہ [illegible]
نہایت ترتیب دیکر ملک نائب سیف الدین غوری اور صدر الشریف کو اجازت دی کہ پاے تخت مین بیٹھین [illegible]
بہادر خان ولد اسمٰعیل شیخ کو خطاب امیر الامرائی دیکر اپنا ... کی قدر و منزلت کا فرق ان سے کم [illegible] اس کی دختر کو
شاہزادہ مجاہد شاہ کے واسطے خواستگاری کر کے اسی دن عقد باندھکر آئین شادیانہ کا [illegible]
ملا داؤد بیداری کی کتاب تحفۃ السلاطین مین لکھا ہے کہ ان دنون مین بارہ برس کا تھا اور [illegible] کی خدمت مین [illegible]
مجھے خوب یاد ہے کہ جس وقت سلطان محمد شاہ اپنے مجلس جشن سے [illegible] بار مجلس کو ارغوانی [illegible] ایک بات [illegible]
وہ جتنے امیر خسرو کی کہ مشتمل بادشاہون کی مدح اور حسن خداداد کی تعریف مین تھین نغمہ [illegible] اور جس صوت [illegible]
تھے سلطان نے خوش وقت ہو کر ملک سیف الدین غوری سے فرمایا کہ یہ مطربان تین قوالون کو جو دہلی سے آئے ہین
ملک بیجانگر کے خزانہ پر لکھ دے ملک نائب سیف الدین غوری نے اگرچہ اس حکم کو فرمان شراب کے نشہ پر محمول [illegible]
مجلس زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر یہ امر قبول کیا اور سلطان محمد شاہ نے باقی اعتبار ملک نائب کا کچھ بھی
کچھ نہ فرمایا دوسرے دن حالت ہوشیاری مین ملک نائب سیف الدین غوری سے پوچھا کہ وظیفہ قوالون کا [illegible]
کے خزانہ پر لکھا گیا ملک نائب سیف الدین غوری نے جواب دیا کہ تحریر ہوگا سلطان محمد شاہ نے کہا اس وقت تقدیر
نے سروری میری تسلیم کی اور زمانہ نے میری بندگی کا اقرار کیا حاشا کہ میری زبان پر کلمہ [illegible]
میرا حکم قوالون کے وظیفہ کے بارہ مین ناز روے مستی اور بیخبری کے تھا مین [illegible]
ساعت برات سند زر وظیفہ قوالون کی لکھ اور فقط اپنی مہر پر اکتفا کر کے راے بیجانگر کے پاس بھیج کر [illegible]
برات وظیفہ فرسول رسے ملک نائب سیف الدین غوری کہ عزیمت سلطان محمد شاہ کے [illegible]
[illegible] وہ مبلغ زر کی خزانہ بیجانگر پر لکھکر روانہ کی راے بیجانگر کہ بہت مغرور اور [illegible] تھا اس [illegible]
اور حامل سند کو گدھے پر سوار کر کے تمام شہر بیجانگر مین تشہیر کر کے نکال دیا اور بے تامل اجتماع لشکر کا حکم دیکر [illegible]
شاہان جہینہ تیس ہزار سوار اور نو لاکھ پیادہ اور تین ہزار فیل کو [illegible] لیکر نہایت عظمت و استقلال [illegible]
سرحد دکن کی طرف متوجہ ہوا اور قلعہ ادونی کے ظاہر مین لشکرگاہ کر کے آدمیون کو ولایات مسلمانون کی تاخت و تاراج
پر مقرر کیا اور سلطان محمد شاہ نے جب اس قضیہ پر اطلاع پائی اس سبب سے کہ لشکر بیدر اور برار دور دراز کی محنت
سفر کھینچے ہوے تھا اور ابھی تک استراحت کی صورت نہ دیکھی تھی دونون لشکر اپنے حال پر چھوڑ کر خان محمد کو مع لشکر
دولت آباد طلب فرمایا اور خمس غنائم دیلم پٹن کو شاہزادہ مجاہد شاہ کے ہمراہ شیخ محمد سراج کے پاس بھیجا کہ سادات
اور مستحقین پر تقسیم فرما دے اور غزاے کفار کی اجازت حاصل کر کے التماس دعاے خیر کرے اس صورت مین
شیخ محمد سراج نے مستحقین اس دیار کو عطایاے شاہی سے خوش دل کر کے بہ سبب اتفاق مشائخ و علما حسن آباد گلبرگہ

مین گذرا مین گے بہادر خان سنے یہ التماس سمع مبارک مین پہونچائی اور جب اشتیاق اس تحفہ کی دید کا غالب آیا ایلچیون کو حکم کے موافق دربار عالی مین حاضر کرکے دوبارہ بادشاہ کے حضور ان سے عہد و پیمان تازہ لیا اور سلطان محمد شاہ نے جب اضطرار انکا حد سے زیادہ دیکھا اپنے دست حق پرست سے اس مضمون کا فرمان مرقوم فرمایا کہ گلکنڈہ سرحد ہماری اور انکی ہی جبتک اہل تلنگ سے عہد شکنی واقع نہووے اولاد اور احفاد ہمایون ہماری راے تلنگ اور انکے وارثون کو اپنے دولت خواہون سے تصور کرکے کسی وجہ سے ان کے احوال سے مزاحم اور متعرض نہووین اور اس فرمان کے ناصیہ کو اپنی مہر خاص اور قاضیون اور امیرون اور اعیان دولت کے مواہیر اور گواہی سے مزین اور موشح کرکے ان کے سپرد کیا اور ایلچیون نے مسرور ہوکر ایک تخت مرصع کہ راے تلنگ سنے سلطان محمد تغلق شاہ کیواسطے تیار کرکے اپنی سرکار مین رکھ چھوڑا تھا حاضر کیا سلطان محمد شاہ اس کے مشاہدہ سے نہایت شگفتہ خاطر ہوا اور ایلچیون کو باعزاز و اکرام موفورہ رخصت معاودت کی فرمائی اور خود بدولت و اقبال بھی بہ تعجیل تمام دار السلطنت حسن آباد گلبرگہ کیطرف متوجہ ہوے اور روز نوروز کو اس شہر مین داخل ہوکر اس تخت کا نام فیروزہ رکھا اور ساعت تحویل مین اسپر جلوس فرمایا اور بہادرون اور غازیون کو کہ اس یورش مین مکرر بہادری کے آثار ظہور مین پہونچائے تھے انواع لطف اور مرحمت سے سرفرازی بخشی نظم بر اورنگ فیروزہ بنشست شاہ ☆ بہ مجلس طرب را نمے داد داد ☆ نشستند گردان بگرد سریر ☆ بشادی بزرگان روشن ضمیر ☆ اور تخت پدر کو کہ سجدہ اور تعظیم اسکی سے دلگیر تھا تبرک سمجھکر خزانہ مین رکھا اور ایک جماعت کہن سالہ نے کہ سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد مین تخت فیروزہ دیکھا تھا انکی زبانی مین نے یون سنا ہے کہ وہ تخت تین گز طول اور ڈھائی گز عرض رکھتا تھا اور چوب آبنوس سے تیار کرکے اسکے اوپر سونے کے پتر مرصع بجواہر قیمتی اس صنعت سے نصب کیے تھے کہ نقل و حمل کے وقت تختہ ہاے مرصع کو آپس سے جدا کرکے لپیٹتے تھے اور صندوقون مین رکھتے تھے اور ہر ایک سلاطین بہمنیہ جو مالک تخت کا ہوتا تھا سلطان محمد شاہ کی سنت سیئہ پر عمل کرکے مثل درفش کاویانی جواہر و مروارید قیمتی اس پر افزون کرتا تھا چنانچہ جب سلطان محمود شاہ کے عہد مین چاہتے تھے کہ اسمین سے بعض جواہر نفیسہ برآوردہ کرکے مجلس شراب کی بساط مرصع مع صراحی اور پیالہ آراستہ کرین جوہریون اور مبصرون نے ایک کرور ہون کہ مراد سولاکھ ہون سنے ہی تخت فیروزہ کی قیمت لگائی القصہ حکایت اس تخت کے جواہر برآوردہ کرنے کی اور مبارک نہ آنا اس کام کا عنقریب مقام مناسب مین تحریر ہوگا اور مین نے ملا اسمعیل توتیہ سے جسکے خاندان مین اس تخت کی حفاظت چلی آتی تھی وجہ تسمیہ تخت فیروزہ کی استفسار کی اس نے جواب دیا کہ ابتدا مین جو پوشش اس کی میناے فیروزہ رنگ سے تھی سلطان محمد شاہ بہمنی نے اس کا تخت فیروزہ نام رکھا لیکن آخر مین مینا اس کا زرد جواہر اور مروارید سے نیچے ایسا پوشیدہ ہوا کہ رنگ اصلی اس کا ہرگز محسوس نہ ہوتا تھا اور سلطان محمد شاہ بہمنی نے جس سال کہ تخت فیروزہ کو اپنے فیض قدوم سے رشک سپہر فیروزہ رنگ فرمایا چالیس دن وقت عیش و طرب کو درازی دیکر ایک مجلس بہار کی آراستہ کی اور یک قلم تکلف شرعی اور عرفی کو درمیان سے اٹھا کر حکم کیا کہ ان دنون مین تمام عوام الناس نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی راہ جاری کرین اور جمیع امرا اور اعیان درگاہ الناس علی دین ملوکہم پر عمل کرکے اپنے مکانون مین عیش و عشرت

کے متصل مقیم ہوکر ان سرحدون کی محافظت مین ہمہ تن مصروف رہین اور فرمان طلب صفدر خان سیستانی اور اعظم ہمایون کے نام بھیجا جب یہ دونون افسر سپاہ مسلح اور مستعد لے کر حسن آباد گلبرگہ مین حاضر ہوے اور لشکر کا جائزہ دیا سلطان محمد شاہ نے بدستور قدیم تخت گاہ کو مع مضافات ملک نائب سیف الدین غوری کے سپرد فرمایا اور رایات کشورستانی مرتفع کر کے کوچ متواترہ سے کولاس مین پہونچا اعظم ہمایون کو مع لشکر احمد آباد بیدر اور ماہور اور اس حدود کے گلکنڈہ کی طرف روانہ کیا اور صفدر خان سیستانی کو مع امراے برار کے ورنگل پر مقرر کیا اور خود باتفاق بہادر خان بکمال وقار اور آہستگی کے ساتھ پیچھے سے متوجہ ہوا اور چونکہ انھین دنون مین راے بیجانگر نے بھی اجل طبعی سے رحلت کی تھی اور اس کا بھتیجا بجاے اسکے راج پر قائم مقام ہوا تھا اس سبب سے راے تلنگ اسطرف کی کمک سے مایوس ہوا اور کسی طرح مقابلہ سپاہ اسلام اختیار نہ کیا اور بے اختیار جنگل اور پہاڑ کی طرف بھاگا اور بہت اپنے مقربین و معتمدین سے بہادر خان کے پاس بھیجے کہ سعی اور سفارش کر کے قواعد صلح درمیان مین لاوے سلطان محمد شاہ نے ابتدا مین مصالحہ سے انکار کیا کسی وجہ سے یہ عرض قبول نہ فرمائی اور راے تلنگ نے جب مسلمانون کا غلبہ حد سے زیادہ دیکھا اس کے سوا کچھ تدبیر نہ بن آئی کہ اپنے چھوٹے بیٹے کو بھی مع ایک امراے معتبر دوبارہ اردوے سلطان مین بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ کمترین نے اپنے تئین بادشاہ اسلام کے بندون کی سلک مین منتظم اور منسلک کیا ہی حضرت کے ارشاد سے کبھی تجاوز نہ کرے گا امیدوار ہون کہ گناہ سابق کو کہ راے بیجانگر کے اغوا سے وقوع مین آیا تھا معاف فرماوین اور اس خاکسار کو بندگان درگاہ سے شمار کرین بہادر خان کے سوا اور بھی امرا نے جب قبول صلح اور عفو جرائم کے بارہ مین حد سے زیادہ مبالغہ کیا سلطان محمد شاہ نے بہادر خان کو مختار کر کے فرمایا کہ جسطور صلاح دولت دیکھے عمل مین لاوے غرض بعد گفتگوے دراز اس شرط پر صلح قبول کی کہ تین سو زنجیر فیل اور تیرہ لاکھ ہون اور دو سو گھوڑے درگاہ مین داخل کر کے شہر گلکنڈہ کو بھی مع مضافات اس کے ملازمان بادشاہی کے پیشکش کرے چونکہ دو برس کے قریب لشکر سلطان محمد شاہ کے ممالک تلنگ پر تاخت و تاراج مین مشغول ہونے سے تلنگ کا تمام کارخانہ خراب و برباد ہوا تھا راے تلنگ نے اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا یہ امر تقرر پایا کہ سلطان محمد شاہ گلکنڈہ کے اطراف سے کوچ فرما کر عازم مراجعت ہوا اور بہادر خان کولاس مین توقف کر کے جو کچھ والی تلنگ نے اقرار کیا ہی وصول کرے پھر سلطان محمد شاہ نے گلکنڈہ کو بھی اعظم ہمایون کے تفویض فرما کر رایات ظفر آیات معاودت کے واسطے برپا کیے اور اسکے بعد احمد آباد بیدر مین نزول کر کے تین مہینے وہان توقف فرمایا اور جمیع امرا اور سپاہ کو رخصت عطا کر کے ارشاد کیا کہ اپنی جاگیرون مین جا کر استراحت کرین اور جب ایلچی تلنگ کے مع اشیاے معہودہ کولاس مین آے بہادر خان انھین ہمراہ لیکر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور ایلچیان خراج مقررہ تمام و کمال بہادر خان کی معرفت آنحضرت کے ملاحظہ مین درلاے اور خلعتہاے فاخرہ اور اسپان تازی نژاد اور انعام وافر سے سرفراز ہوے اور بعد دو تین دن کے بذریعہ بہادر خان عرض کی کہ اگر قبلہ عالم از روے تودد و التفات ایک فرمان عنایت فرما کر سرحدین تعیین فرماوین کہ اولاد امجاد بھی آپکی اس طرف کے راجاؤن کو اپنا تصور کر کے نظر ترحم مبذول اور ملحوظ رکھین ہم اس عطیہ کے مقابل مین ایک تحفہ کہ لائق مجلس سلاطین کامگار کے ہو سلطان کی نظر اقدس

ولایت کا نہ ہو سکے گا مظفر اور منصور اپنے دار الملک کی طرف متوجہ ہوا اور تلنگیون نے جب اس قضیہ سے کہ ہرگز ان کے خیال مین نہ تھا آگاہ ہوے مور و ملخ کے مانند ہجوم لاکر سلطان محمد شاہ کے لشکر کو پس و پیش سے گھیرا اور سلطان نے مطلق ہراس کو اپنے دل مین راہ نہ دی اور حکم دیا کہ کوئی شخص زر و جواہر کے سوا کچھ نہ اٹھاوے تمام سپاہ خیمہ اور اسباب چھوڑ کر بار کشون کو کہ قسم خچر اور گاؤ سے جو گھوڑون کا ساتھ نہین دے سکتے صحرا مین چھوڑ دین اور گھوڑا اور قیچی لیکر آہستہ آہستہ صبح سے سہ پہر تک قطع مسافت کرین اور جس قریہ مین پہونچین غلہ اور چارا بقدر کفایت اس دن کے اٹھا کر صرف کرین اور راتون کو جنگل مین فروکش ہو کر زین گھوڑون کی پیٹھ سے جدا نہ کرین اور ہر شب ایک جماعت اپنے اپنے وقت معین پر ہوشیاری اور بیداری مین قیام کرین لیکن با وصف اس انتظام کے باشندگان تلنگ جس مقام مین میدان پاتے تھے دن کو خواہ رات کو درختون اور پشتون کی آڑ پکڑ کے تیر و تفنگ سے مسلمانون کو ضائع کرتے تھے جیساکہ چار ہزار سوار مین سے ایک ہزار اور پانچ سو سوار نے اپنے مکانون کی طرف مراجعت کی اور اثناے راہ مین چند مرتبہ مسلمانون اور کافرون کے درمیان مین معرکہ عظیم واقع ہوے تائید ربانی سے ہر بار فتح و نصرت غازیان اسلام کو نصیب ہوئی اور نظر بد دفع ہونے کے واسطے ایک معرکہ مین گولی بندوق کا اونچا زخم سلطان محمد شاہ کے بازو پر آیا مگر کارگر نہوا اور بادشاہ باوجود منزلون دھاوا کرنے اور ضعف کے ہرگز گھوڑے سے نہ اترا اور نہ پالکی مین سوار ہوا بلکہ نہایت شوکت و شان اور تمکین و وقار سے بلاد تلنگ کی مسافت طے کرکے اپنے مملکت کی سرحد پر داخل ہوا اور ماندگی اور کثرت تازندگی کے سبب کولاس مین چند روز استراحت فرمائی ملک سیف الدین غوری نے اہل تلنگ کی خبر ہجوم سنکر چند نفر امرا کو بطریق دوا دوش یلغار بسبیل استعجال روانہ کیا تھا وہ بھی کولاس مین بساط بوسی کے شرف سے معزز ہوئے اور فرمان واجب الاذعان کے موافق بہت ممالک تلنگ کو تاخت و تاراج و خاک و سیاہ کیا پھر اس شاہ قضا قدرت سپہر منزلت کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب تخت گاہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور سنہ ۷۶۶ سات سو چھیاسٹھ ہجری مین راے تلنگ کہ شکست سابق اور قتل ہونے ناگدیو فرزند اور ولایت کے خراب ہونے سے نہایت محزون اور ملول تھا عرائض متواتر شاہ دہلی یعنے ملک فیروز شاہ باربک کی بارگاہ مین ارسال کین سلطان محمد شاہ کے مخبرون نے باین عبارت کیفیت لکھ بھیجی کہ ان دنون مین عرضیان راے ورنکل کی درگاہ عرش اشتباہ مین پہونچین کہ بندہ جادہ اطاعت اور فرمانبرداری مین ثابت قدم اور راسخ دم ہی اگر فرمان قضا جریان امراے مالوہ اور گجرات کے نام نافذ ہووے تو ملک دکن کی استرداد کیواسطے متوجہ ہووین یہ کمترین بھی راے بیجانگر کے ہمراہ ٹیکا خدمت اور جانسپاری کا کمر جان پر باندھکر بندگان سکندر شان کی بندگی اور دولتخواہی مین قصور نہ کریگا اور عرصہ قلیل مین اس خطہ کو مخالفان دولت کے تصرف سے برآوردہ کرکے مع تحف و ہدایا و پیشکش چندین سالہ پاے بوسی مین مشرف ہوگا اور جو کہ مشہور ہوا تھا کہ بادشاہان دہلی کو دکن کا سفر و لشکرکشی مبارک اور مسعود نہین ہی اس سبب سے ملک فیروز شاہ باربک جواب عرائض پر متوجہ نہوا اور تغافل اور تساہل کو جائز رکھا اور سلطان محمد شاہ پھر ملک تلنگ کی تسخیر پر آمادہ اور مستعد ہوا اور اپنے چچیرے بھائی خان محمد کے نام فرمان صادر فرمایا کہ دولت آباد کا لشکر فراہم کرکے بالاگھاٹ مین دولت آباد کے کنارے حوض قتلغخان

مین داخل ہوے دروازہ کے محافظ تمام ان پر ہجوم لائے اور متفحص ان کے احوال کے ہوے انھون نے جواب دیا کہ ہم لوگ تجارت پیشہ ہین اور اسپ و قماش سے جو کچھ ہمارے پاس تھا اس شہر کے اطراف مین چورون اور رہزنون نے دوچار ہو کر تاراج کیا اور ہم نے سلامتی کو غنیمت جانکر تیز قدمی سے آپکو شہر مین پہونچایا ہے اور اس شہر کے حاکم سے امیدوار ہین کہ ہماری فریاد کو پہونچکر داد مظلومون کی دیوے قصہ کوتاہ یہ تو یہان اس حرف و حکایت اور تفرع وزاری مین تھے کہ سلطان محمد شاہ ہزار سوار سے دروازہ پر پہونچا اور غوغا بلند ہوا اور دروازہ کے محافظ سمجھے کہ چور آپہونچے ان کی مدافعت اور ممانعت کے واسطے اٹھے کہ دروازہ بند کرکے اس بلاے ناگہانی سے امن پاوین کہ ایکبارگی وہ جماعت مزور دست بقبضہ ہو کر جنگ مین مشغول ہوئی اور انھین دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی اس درمیان مین سلطان محمد شاہ بہ فراغ خاطر شہر مین داخل ہوا اور دربانون اور محافظونکو علف تیغ خون آشام کیا اور بلا توقف قلعہ ارک کی طرف متوجہ ہوا اور کوچہ و بازار مین جو شخص سامنے نظر پڑا اغازیونکی تیغ قہر سے بے سر ہوا اور رقم اس کی ہستی کی دار فنا کے صفحہ سے زائل اور معدوم ہوئی اور ناگدیو کو اصلاً اور مطلقاً خیال نہ تھا کہ بادشاہ اسلام اسطور سے تاخت کرکے اس حیلہ و مکر سے شہر مین داخل ہو کر ایک جماعت قلیل سے مرتکب اس قسم کے امر خطیر کا ہوگا یہ خبر جانسوز سنتے ہی سراسیمہ اور متحیر ہوا اس باغ سے کہ جہان عیش و عشرت مین مشغول تھا آپکو بصد محنت و ہزار خواری قلعۂ ارک مین پہونچایا اور سلطان محمد شاہ اس معنی کو قوت اپنے طالع کی تصور کرکے اسی وقت اس قلعہ کے محاصرہ مین کہ توپ و تفنگ بلکہ تمام آلات حربی اور حصارداری سے عاری تھا مشغول ہوا اور جمیع ہنرمندان شہر کو گرفتار کرکے تھوڑے عرصہ مین بہت زینے چوبی اور اسباب قلعہ کشائی کے مہیا کیے اور قریب شام ناگدیو مضطرب ہو کر مثل مار سر کوفتہ پیچتاب کھاکر حرکت مذبوحی کرنے لگا اور جب سمجھا کہ تیر از شست جستہ اور کام از دست رفتہ مین سعی و کوشش فائدہ نہین بخشتی اور ترس و خوف کفار کے دلون پر غالب ہے کسی طرف سے کمک نہ پہونچی دروازہ عقب قلعہ کو کہ جو تپھر سے چنا تھا کھولا اور ہمراہ ایک جماعت مخصوص کے راہ فرار نا پی سلطان محمد شاہ نے اس حال سے واقف ہو کر تعاقب کیا ابھی شہر سے باہر نہ گیا تھا کہ دستگیر کر کے قلعہ ارک مین لائے اور خزینے اور دفینے پر ناگدیو کی ہدایت سے کہ طلسم گنج تھا متصرف ہوا دوسرے دن ناگدیو کو اپنے روبرو بلا کر پوچھا کہ تونے گھوڑے ان سوداگرون کے جو میرے واسطے لائے تھے کسواسطے ان سے لیے اور کیون مرتکب ایسی جرأت ناملائم اور جسارت نامناسب کا ہوا ناگدیو نے جو دہشت اور خوف اسکے دل پر غالب ہوا تھا سررشتہ صلاح کا ہاتھ سے دیکر از روے غرور اور جہالت جواب ناصواب دیا اور سلطان محمد شاہ جو مقام سے گذر کر عفو کا راغب تھا اس کی گفتار ناہموار سے آتش غضب اسکے دل مین افروختہ ہوئی فرمایا کہ انبار ہیزم جو قلعہ کے مقابل بلند تھا اس مین آگ روشن کرین اور ناگدیو کی زبان برآوردہ کرکے منجنیق مین بٹھا کر اس آگ مین ڈالین اس سیاست کے وقوع کے بعد کہ لائق حال کفار بیدین تھی اس شہر مین پندرہ روز تک مجلس عشرت آراستہ کر کے بتجرع اقداح نشاط مین اشتغال کیا اور لشکر عقب ماندہ سے جو شخص پہونچتا تھا اسے شہر کے باہر جگہ دے کر شہر مین داخل نہ کرتا تھا اور ساکنان شہر تاجر اور غیر تاجر سے بہ نرمی اور سختی مال اور جواہر فراوان لیا اس واسطے کہ جانتا تھا کہ ضبط اس

دشمنون کے دفع مین مشغول ہووین اور کسی حال مین اسکے کہنے اور فرمانے سے تجاوز اور تخلف جائز نہ رکھین چنانچہ بہادر خان مع لشکر پرشوکت تمام فوج کفار کے مقابل آیا اور بین الفریقین سخت معرکون کا اتفاق پڑا اور آخر کو سپاہ کفر کا نشان سرنگون ہوا اور شکست فاحش کھاکر سردست بحال ابتر اوراق گنجفہ کی طرح پریشان ہوکر اپنے ممالک کی طرف بھاگے اور بہادر خان ورنگل تک تاخت لیجاکر وہان کے راے سے ایک لاکھ ہون اور پچیس ہاتھی قوی ہیکل اور بھی تحف و ہدایاے نفیسہ لیکر حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور آخر سنہ ۷۶۳ھ سات سو ترسٹھ ہجری مین جس وقت کہ سلطان محمد شاہ بہمنی کرسی پر بیٹھکر وضو کرتا تھا عرض مین پہونچایا کہ ایک جماعت سوداگرون کی چند گھوڑے لائی ہی سلطان محمد شاہ جو کہ عاشق اور راغب اسپ شائستہ رہوار رہتا تھا اور اسپان تازی نژاد سے ایک حظ وافر رکھتا تھا اسی طرح کرسی پر بیٹھکر ان سوداگرون کو طلب کیا اس لحاظ سے کہ اگر انمین کوئی گھوڑا لائق سرکار اور قابل سواری ہو خرید ا جاوے جو کہ اسکے درمیان ایسا گھوڑا نہ تھا سوداگرون سے فرمایا جو کہ تمھارے پاس گھوڑے قابل سواری بادشاہون کے نہ تھے ایک ملک سے دوسرے ملک مین لاکر بادشاہ کے ملاحظہ مین گذراننا لائق نہ تھا یہ سنکر اس جماعت نے زمین خدمت کو لب ادب سے بوسہ دیکر عرض کیا کہ بندگان بادشاہی کے واسطے ہم گھوڑے خوب لائے تھے ناگ دیو والی ولیم پٹن کر اپنے باپ کی طرف سے اس حدود مین اقامت رکھتا ہی خواہ نخواہ گھوڑے چیدہ اور خاصہ بہاے قلیل ہم سے لیے سلطان محمد شاہ نے فرمایا کہ تم نے کس واسطے اس سے یہ نہ کہا کہ یہ گھوڑے ہم محمد شاہ بہمنی کیواسطے لیجاینگے انھون نے جواب دیا کہ ہمنے اسے بہت سمجھایا اور اس بارہ مین نہایت مبالغہ کیا لیکن اس بدبخت بدباطن کے دلمین ہمارا قول اثر پذیر نہوا سلطان محمد شاہ جو نگدیو کی اوضاع ناملائم سابق سے آزردہ خاطر تھا اس مبحث کو کدورت سابقہ کے علاوہ کرکے زیادہ تر آثار غضب کے ظاہر کیے اور بعزیمت ملوکانہ ناگ دیو کے اخراج کے واسطے مصمم کی اور ابھی کرسی سے برخاست نہ کی تھی کہ دہلیز اور سراپردہ سپاہ باہر بھیجا اور تخت گاہ کو ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور شبدیز پشکی پر جو اکثر معرکون مین اپنے حق مین مبارک دیکھ چکا تھا کرسی کے قریب طلب کرکے سوار ہوا اور دس روز شہر کے باہر اور پھر سلطانپور کے متصل قیام کیا اور شیخ محمد سراج جنیدی سے التماس دعا کی اور گیارھوین دن فیل تخت گاہ پر کہ عین مستی مین تھا سوار ہوکر تلنگ کی طرف روانہ ہوا اور جب قلعہ کلیانی کے اطراف مین پہونچا اثناے سواری مین ایک ندیم گستاخ سے متوجہ ہوکر پوچھا کہ کتنے عرصہ مین ولیم پٹن مین داخل ہونگا ندیم نے عرض کی اگر حضرت اسی طور سے تشریف لیجاوینگے تو شاید دوسرے سال وہان نزول اجلال فرماوین گے سلطان محمد شاہ نے یہ جواب سنتے ہی ہاتھی کو ایستادہ کرکے فوراً چار ہزار سوار دواسپہ اور سہ اسپہ اپنے لشکر کے درمیان سے انتخاب کیے اور بہادر خان اعظم ہمایون کو باجماعت جوانان خاصہ ایک کوس اپنے تفاوت سے بیشتر روانہ کیا اور خود بدولت بپاے ظفر رکاب توکل مین ڈالا کہ اردو کو بھی بلدۂ احمد آباد بیدر مین چھوڑکر شبدیز پشکی کو ایسا تند اور سرپٹ پھینکا کہ ایک مہینے کا راستہ ہفتہ مین بے سپر کرکے مع ایک ہزار سوار ولیم پٹن مین جا پہنچے اور ایک جماعت جوانان افغان کو بہ لباس سوداگران عادت خود دو روز بیشتر بھیجا کہ شہر مین جاکر جمع و فرقہ کرین اور مردم دروازہ کو اپنی باتون مین مشغول کرکے ایک لحظہ نگاہ رکھین جب یہ برسم سوداگران افغان تیر و کمان و شمشیر بند ہوکر شہر

کی اس مقام مین کس تقریب سے واقع ہوئی صدر الشرف نے قصۂ ظلم یزید پلید اور شہادت آن حضرت علیہ السلام کی ظاہر کی ملکہ جہان نے نوحہ وزاری بہت کی اور فرمایا کہ بہت چھوٹا لڑکا اور بیٹون سے ماؤن کو بہت عزیز ومکرم ہوتا ہی اگر مین زیارت اس جناب سے شرف یاب نہ ہونگی معلوم نہین کہ حضرت بی بی مجھ سے راضی اور خوشنود ہون پھر عازم جازم سفر کربلاے معلی ہو کر تہیہ اور سامان اس سفر مین کوشش کی مقارن اس حال کے ایک شب کو حضرت بی بی علیہا السلام کو خواب مین دیکھا کہ فرماتی ہین مین تیرے حسن اعتقاد سے راضی ہوئی اور خدا ورسول بھی تجھ سے خوش ہین اس مقام سے اپنے مسکن کی طرف مراجعت کر کہ تیرے فرزند تیری ملاقات کے اشتیاق مین ہین ملکہ جہان نے یہ خواب صدر الشریف سے بیان فرمایا اور ایک مردم معتبر کو مع مال واسباب فراوان بغداد کی طرف روانہ کیا کہ بنام شاہ مردان ؐ مولاے متقیان علی ابن ابی طالب علیہ الصلوۃ والسلام اور فرزندان جناب فاطمۃ الزہرا صلواۃ اللہ علیہا کہ اس حد ود مین مدفون ہین طعام دیگر باقی روپیہ سادات اور زائرون اور خادمون پر تقسیم کرے اور خود جدہ کے بندر سے دکن کی طرف روانہ ہوئی جب بندر وائل مین پہونچی سلطان محمد شاہ نے بسبیل استعجال لوازم استقبال مین قیام کیا اور قصبہ کلہر مین بیٹے نے مان کی زیارت کی اور مان فرزند کے دیدار سے مسرور ومحظوظ ہوئی اور ایک دوسرے کی سلامتی پر شکر ایزدی بجالائے اور ایک خلعت اور فرمان مشتملبر تفویض بادشاہی دکن اور اجازت خطبہ اور سکہ کہ ایک خلفاے عباسی نے بھیجا تھا سلطان محمد شاہ نے باعزاز تمام پہنکر پھر سر پر رکھا اور لوگون پر اسنے نوازش بہت فرمائی اور جامہ کعبہ کہ اس کی والدۂ ماجدہ برسم تیمن وتبرک لائی تھی وہ شجر سیاہ کا تھا اس کا چتر بنایا اور دو مہینے تک قصبۂ کلہر مین جشن بزرگ کیے اس کے بعد باتفاق ملکہ جہان بلدۂ حسن آباد گلبرگہ کی طرف معاودت کی اور اس شہر مین بھی لوازم عیش وسرور بجالایا اور ملکہ جہان اپنے شوہر سلطان علاء الدین حسن کے مرقد کی زیارت کر کے صدقات اور ختمات شوہر کی روح کی ترویح کے واسطے بجالائی اور پسر ارشد اور اکبر سے رخصت لیکر شوہر کے خطیرہ کے قریب مکان بنایا اور صبح وشام اس کی قبر پر جاتی تھی اور اس کی مفارقت مین گریہ وزاری کرتی تھی یہانتک کہ سنہ ۷۶۳ سات سو ترسٹھ ہجری مین مرغ روح اس کا روضۂ رضوان کی طرف پرواز کر گیا اور شوہر کے پہلو مین مدفون ہوئی اور نقل ہے کہ ملکہ جہان کے صدق اعتقاد کی برکت سے جس قدر آدمی کہ ہمراہ اس کے کشتی مین سوار ہو کر یثرب اور بطحی کی طرف روانہ ہوئے تھے مرد اور عورت سب حافظ حقیقی کی حفظ وحمایت سے بصحت وسلامتی منزل مقصود مین پہونچے اور حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوے اور بدون اسکے کہ کسی کو انمین اجل طبعی پہونچے تمام عازم مراجعت ہو کر قادر بیچون کی ضمانت مین بلدہ حسن آباد گلبرگہ مین پہونچے اور یہ امر عجائب اتفاق حسنہ سے ہی اور اس ضعیفہ عفیفہ کے سوا دوسرے شخص کو یہ دولت عظمی نہ نصیب ہوئی ہوگی القصہ جب ایلچیون نے پیغام سلطان محمد شاہ کا اپنے حاکمون کو لکھا راے تلنگ نے اپنے بڑے بیٹے ناگدیو کو ورنگل سے مع سوار وپیادہ بیشمار کو اس کی طرف روانہ کیا اور راے بیجانگر نے بھی راے تلنگ کی مددگاری بیش نہاد ہمت کر کے بیس ہزار سوار اور پیادے ناگدیو کی مدد کو روانہ کیے اور سلطان محمد شاہ نے بہادر خان ولد اسمٰعیل فتح کو کہ سپہ سالار کیا تھا حکم فرمایا کہ اعظم ہمایون اور صفدر خان سیستانی مع لشکر بیدر اور برار جو اس کے ہمراہ کیا تھا

خزانچی باطاعت تمام صندوق طلا اور نقرۂ خالص سوائے مرصع آلات کے جلد ملاحظہ مین در لایا اور حکم کے موافق
معیار مین لاکر چار سو من طلا اور سات سو من چاندی بوزن دکن قلمبند ہوے اس درمیان مین بعضے امرا اور ارباب
دخل نے عرض کیا کہ بادشاہ دہلی یعنے ملک فیروز شاہ باربک اس مملکت کے انتزاع کی فکر مین ہے اور بادشاہون کو
مصالح لشکر اور حفظ مملکت مین خزانہ کے سوا چارہ نہین ہے صلاح دولت آئین دیکھتے ہین کہ بقدر رکشائ مصحوب ملکہ جہان
کرکے باقی کو خزانہ مین داخل فرماوین تو ضرورت کے وقت امور سلطنت مین کام آوے سلطان محمد شاہ نے متفکر ہو کر سکوت
اختیار کیا مقارن اس حال کے ملک سیف الدین غوری دربار مین حاضر ہوا جب آثار تفکر سلطان کے چہرہ سے مشاہدہ ہوے
اس کا سبب استفسار کیا سلطان محمد شاہ نے ارادہ اپنا اور مانع آنا دو لیتحواہونکا مع وجہ مذکور بیان فرمایا ملک نائب سیف الدین
غوری نے جواب دیا قبلۂ عالم و عالمیان سلامت ارکان دولت نے جو کچھ کہا ہے حق ہے اور بادشاہ جہاندار کو خزائن و اموال
پر ضرور ہے لیکن جو نقود بقصد اس کے کہ راہ خدا مین صرف کیا جاے خزانہ سے برآوردہ کرکے دربار فیض آثار مین حاضر
کیا ہے مناسب نہین دیکھتا کہ فسخ عزیمت کرکے پھر خزانچی کے سپرد فرماوین سلطان محمد شاہ کو یہ کلام طبیعت حق طلب کے
کے موافق آیا اس وقت یہ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ جل شانہ نے میرے باپ کو بے مال و مملکت ایسی بادشاہی کرامت فرمائی
اگر اسے میری سلطنت نگاہ رکھنی منظور ہوگی بے خزانہ نگاہ رکھے گا یہ کہکر صدر الشریف اور دوسرے فرد مان معتبر کو بلایا اور
چاندی سونا بے کم و کاست ان کے حوالہ کیا اور معین خان خواجہ سرا کو مع چند خواجہ سرا دیگر خدمت کے واسطے تعین کرکے
اپنی والدہ کو اس جماعت کے ہمراہ بندر دابل کی طرف روانہ کیا اور وہ عفیفہ صالحہ جمیع مہمات اپنے صدر الشریف
اور معین خان خواجہ سرا کے تفویض کرکے کشتی محمد شاہی مین کہ اس جلدی مین مہیا کی تھی سوار ہوئی اور عزیز و اقارب
و ملوک اور خواتین کی عورتون کے سوا آٹھ سو عورت بیوہ اور فقیرنی ساتھ اسکے کشتی مین در آئین اور صدر الشریف
ملکہ جہان کے اشارہ کے موافق غنی اور محتاج کے احوال پر تفقد اور عنایت فرماتا ہوا اور ان سے کہا کہ سفر کے جانے اور آنے مین
تمام لوگ مہمان عزیز ملکہ جہان ہین کوئی شخص مال خاصہ اپنے سے خرچ نہ کرے اور جس شخص کو جو شے درکار ہو سرکار سے لیکر
صرف کرے اور تلخی طلب سے نہ اندیشہ کرے کہ یہ مال وقف ہے اور تعلق ساتھ تمھارے رکھتا ہے اور کشتی ملکہ جہان باد مراد کے
سبب بے آسیب موجہ طوفان ایک مہینے اور سات روز کے عرصہ مین موسم حج مین بندر جدہ مین پہونچی صغیر و کبیر اور مرد اور
عورتین طواف خانۂ خدا سے مشرف ہوے اسکے بعد ملکہ جہان نے اس ملک کے مستحقونکو انعام اور احسان سے مسرور القلب کرکے
یوم الحساب کا ذخیرہ کیا اور ہیئت مجموعی سے مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مین جا کر سید المرسلین کی زیارت مین شرف یاب
ہوئی اور ایکسال اس مقام مقدس مین مقام کیا اور چار ہزار سادات کے لڑکون اور لڑکیونکی عروسی اور دامادی کیلیے زر خطیر
اس کار خیر مین صرف کیا جیسا کہ ملا داؤد بیدری نے تحفۃ السلاطین مین لکھا ہے کہ ملکہ جہان اکثر اوقات بقیع کی طرف جاکر
زیارت حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا صلوۃ اللہ علیہا و علی اولادہا المعصومین کی کرکے خیرات کثیر بنام چار یار اور فرزندان
جناب عصمت قباب بی بی کی کرتی تھی ایک دن صدر الشریف سے پوچھا کہ قبر سید الشہدا امام حسین علیہ التحیۃ و الثناء کہان ہے
اس نے عرض کی زمین کربلاے معلیٰ مین واقع ہے ملکہ جہان نے فرمایا کہ قبر حضرت بی بی کی یہان ہے اور قبر اس کے فرزند دلبند

اس مین ہی کہ کار جنگ کو نہ بڑھاکر اس خیال کو بطرف رجوع کرین تو جادۂ موافقت اور مرافقت مین راسخ دم اور ثابت قدم ہو کر آپکے دوست کا دوست اور دشمن کا دشمن رہون القصہ سلطان محمد شاہ نے نہایت دانائی اور عاقلی سے انکا ایلچیون کی تعظیم و تکریم فرماکر ڈیڑھ برس لیت و لعل اور حرف و صوت مین نگاہ رکھا اور ملک سیف الدین غوری کی صلاح سے نکا جواب محبت اساس مرقوم کرکے مردم سخندان کی مصاحبت سے بیجانگر اور تلنگ مین روانہ کیے اور اس عرصہ مین تقریبات بہاکر ہر ایک امرا کو کہ جنسے متوہم تھا اور دشمنی کا گمان رکھتا تھا مستاصل کرکے دوسری جماعت کو کہ غلام قدیم تھے بزرگ اور صاحب دستگاہ کیا پھر بعد مراجعت ملکہ جہان کے سفر مبارک مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے اور مطمئن ہونے تمام سرکشی اور مخالفت مردم درگاہ سے بہم پہونچاکر بار عام دیا اور ایک مجلس کمال شوکت و صلابت سے آراستہ کی اور ایلچیون راے بیجانگر اور تلنگ کو اس مجلس مین بلایا اور ازروے قہر و غضب و نہایت تسلط و رفعت استیلا سے کہا کہ ایک مدت ہوگئی کہ تخت فیروز بخت دکن نے فرق دم سے زینت و دبدبہ بہم پہونچائی ہے اور میرا اقبال کا پانون عرش فرسا ہوا اب تک والیان اطراف نے مجھے پیشکش اور ہدایا نہ بھیجے چاہیے کہ فیلان کوہ تن جسقدر کہ انکی سرکار مین ہون مع زر و جواہر اور تمام امتعہ اور اقمشہ انکے بیشمار ادکر بسبیل استعجال درگاہ مین روانہ کرین کہ نقود خزانہ عامرہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین صرف ہوا زری احتیاج بہت ہے ایلچیون نے صورت مجلس کو دوسری طرح پر دیکھکر زمین خدمت کو بوسہ دے کر اپنے منازل مین گئے اور قصہ طلب پیشکش کا مشروحا اپنی عرضیون مین درج کرکے جلد روانہ کیا اور حکایت روانگی ملکہ جہان بجانب مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور خالی ہونا خزانہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر مسکوک کا ساتھ اس نوع کے ہے کہ سلطان علاء الدین حسن جب مثل اور ون کے اس جہان گذران سے درگذرا سلطان محمد شاہ بہمنی نے سوم کے دن صبح کو جیسا کہ داب سلاطین ہندوستان بجز زیارت قبر پدر کے لباس سوگ کا تبدیل فرمایا اور دار الخلافت حسن آباد گلبرگہ مین تخت فرماندہی پر اجلاس کیا اور امور جہانداری کے عہدہ سے جیسا کہ واجب اور لازم تھا بر آیا اور کسی طرح کا نقص نہ کرکے فرامین استمالت اور خلعت ہاے فاخرہ ازروے عنایت خان محمد اور صفدر خان سیستانی خوانین دولت آباد اور برار کے واسطے بھیجکر انھین مطمئن کیا اور ملک سیف الدین غوری اور اس کے بیٹے ہمایون کو نوازش اور تربیت خسروانہ فرماکر دولت و اقبال کے مراتب اعلی مین پہونچایا اور ہر مہینے کامل ہر شب جمعہ کو اپنے باپ کی تربت پر کہ قلعہ حسن آباد گلبرگہ کے باہر واقع ہے جاکر فقرا اور مساکین اور زوارون کو بانعام و احسان محظوظ کرتا اور ایک گنبد عالی اسپر بناکر کے چند قصبہ اور قریہ وقف حظیرہ کرکے حکم دیا کہ ہمیشہ دو سو آدمی باپ کی قبر کے قریب تلاوت قرآن مجید مین مشغول رہین اور ملکہ جہان نے کہ والدۂ سلطان محمد شاہ تھی جمیع نقود و جواہر اور زر خاصہ اپنا ترویح روح شوہر کے واسطے صرف کیا جب ایک سال اسکے فوت سے گذرا اپنے بیٹے سے سفر مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفا و تعظیما کی رخصت حاصل کی اور سلطان محمد شاہ مراسم عزت والدہ جس طرح کہ واجب ہے بجالاتا تھا عازم جازم ہوا کہ تمام نقود و خزینہ کو کہ اسکے باپ نے مصلحت دنیوی کے واسطے جمع کیا تھا ہمراہ ملکہ جہان اماکن شریفہ کی طرف روانہ کرون کہ واسطے ترویح روح پدر فقرا اور مساکین پر صرف کریں پھر خزانچی کو بلاکر حکم فرمایا کہ طلا اور نقرہ مسکوک اور غیر مسکوک جو کچھ خزانہ مین ہو سب دربار مین حاضر کرو چنانچہ

کرتے تھے لیکن جب اوسط عہد سلطان محمود شاہ بہمنی مین آثار خلل بنیاد دولت اس خاندان مین مشاہدہ ہونے لگے تب بھر اپنے کام مین مصروف ہوے یعنی چھ سات برس کے عرصہ مین زر اسلام سے کچھ اثر نہ چھوڑا اور زر مسکوک رایان بیجانگر اور تلنگ کو کہ ساتھ ہین اور پرتاب کے شہرت رکھتا ہی جمیع ممالک اسلام مین رواج دیا اور اب تک کہ تاریخ ہجری ایک ہزار اور سولہ کو پہونچی ہی وہی زر کفار اہل اسلام کے درمیان مین شائع اور رائج ہی اور راقم اس حروف کا یاد رکھتا ہی کہ شاہ قلی صلابت خان ترک کی مجلس مین چند مرتبہ کہ باگ تن وعقد امور مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے قبضہ اختیار اس کے مین تھی حکایت قتل عام صرافون کی عہد فرخندہ مہد سلطان محمد شاہ بہمنی مین مذکور ہوئی شاہ قلی صلابت خان ترک نے ٹکا سعی کا میان جان پر باندھ کر چاہا کہ مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے قلمرو مین بھی زر اسلام کو رواج دیکر زر کفار کو متروک کرے چنانچہ پانچ چار برس تخمیناً کے اندر چند مواضع مین دار الضرب یعنے ٹکسال بہم پہونچا کر وجود طلا و نقرہ کو بنام نامی ائمہ اثنا عشر علیہم الصلوۃ والسلام اور اسم مبارک مرتضیٰ نظام شاہ بحری کے زیب و زینت دیا لیکن امیر الامراے مملکت برار یعنے سید مرتضیٰ سمنانی جو شاہ قلی صلابت خان سے صفائی نہ رکھتا تھا اور آپسمین نفاق رکھتے تھے نہ چاہا کہ مملکت برار مین ٹکسال بہم پہونچکر زر اسلام شائع ہو اور اسبات نے صرافان احمد نگر کے دکمین کہ پاے تخت نظام شاہیہ مین تھے اثر کیا اعمال سلطان محمد شاہ بہمنی کو موافق کرکے اپنے مکانون مین زر مسکوک اسلام کو توڑ کر اسکی بے رواجی مین کوشش کرنے لگے اور ہرچند شاہ قلی صلابت خان صرافان معتبر کو عقوبات فیر مکرر اور گوناگون سے قتل کرتا تھا کچھ فائدہ اس پر مترتب نہوتا تھا اور اپنے عمل زشت سے باز نہ آتے تھے قضارا اسی عرصہ مین چند روز کے بعد شاہ قلی صلابت خان منصب وکالت سے معزول ہوکر محبوس ہوا اس صورت مین صرافان عناد پیشہ نے اس روپیہ کا نشان نہ چھوڑا اور اسی طور سے برہان نظام شاہ بحری ثانی نے ۱۰۱۱ھ ایک ہزار گیارہ ہجری مین بنام حضرات ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام زر سرخ کو مسکوک کرکے چاہا کہ زر کفار متروک کرون لیکن جو انھین دنون مین اس کے طائر روح نے باغ بہشت کی طرف پرواز کیا اور احمد نگر مین ہرج و مرج ظاہر ہوا اس امر نے صورت نہ باندھی اور معرض توقف مین پڑا القصہ سلطان محمد شاہ بہمنی نے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترویج مین نہایت درجہ کوشش کرکے زر کفار کو قلمرو اپنے سے مستاصل کیا راے بیجانگر اور تلنگ اس کو صاحب داعیہ جان کر خائف اور ہراسان ہوے اور دونون نے متفق ہوکر امراے اسلام کو جو تمام نقود خزانہ ملک معظم کے بھیجنے کے سبب سے رنجیدہ خاطر ہوے تھے جیسا کہ مذکور ہوگا تقویت کرکے سلطان محمد شاہ بہمنی کی مخالفت کے واسطے ترغیب اور تحریص کی اور جب بعضے امراے کبار باطناً ان سے ہمزبان اور ایک دل ہوے راے بیجانگر نے آدمی سلطان محمد شاہ کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ قدیم الایام سے قلعہ رایچور اور مدکل مع مضاف اسکے کنارہ آب کشنہ تک تخت مین رایان بیجانگر کے رہا ہی اگر آپکو ہمسائگی ہماری اور اپنے بقاے سلطنت کی تمنا ہو مقام اتحاد مین ہوکر آب کشنہ کے ساحل تک قلعہ اور پرگنے ہمین واگذاشت کرین تو ممالک تمھارے سپاہ شاہ دہلی کے صدمہ اور میرے لشکر قہار کے آسیب سے محفوظ اور محروس ہون اور اسی طرح راے تلنگ نے قلعہ کولاس جو سلطان علاء الدین حسن کو پیشکش کیا تھا اسوقت فرصت پاکر ایلچیونکو دار الملک بہمنیان مین روانہ کرکے پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا ناگ دیو مجھ سے مقام سرکشی مین ہی اور قلعہ کولاس اور اسکے مضافات کی تخلیص و استرداد کا عازم و جازم ہی صلاح دولت جناب

مجلس دربار موقوف کرتا اور چونکہ طبیعت غیور رکھتا تھا تخت پدر کے سجدہ سے دلگیر رہتا تھا بعد چند رائے تلنگ
نے جیسا کہ بیان آوے گا ایک تخت فیروزہ بھیجا سلطان محمد شاہ نے اسے دولت شگرف جان کر ایوان بار عام مین
رکھا اور تخت نقرہ گوشہ مین رکھکر پھر اس پر اجلاس نہ فرمایا اور سلطان فیروز شاہ بہمنی نے اپنے عہد فرخندہ مین
اس تخت نقرہ کو مدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھیجا تو اسے توڑ کر سادات پر قسمت کرین اور ابتدا
زمانہ مین سلطان علاء الدین حسن کے زمانہ کے موافق نواب ملک سیف الدین غوری کے سوا کوئی شخص سلطان
محمد شاہ کے دربار مین ہرگز بیٹھ نہ سکتا تھا چنانچہ اسی عرصہ مین جب ملک سیف الدین غوری نے دیکھا کہ دربار
مین بیٹھنا سلطان محمد شاہ کے طبع غیور کے موافق نہین ہے عرض اقدس مین پہونچایا کہ جو خویش و اقارب حضرت کے
اور دیگر امرا کہ حقوق خدمت اس دولتخانہ پر رکھتے ہین وہ سب بزرگوار خدمت مین ایستادہ رہتے ہین اس
دولت خواہ کو بھی حکم ہو کہ مثل ان کے پاے تخت مین ایستادہ رہے اور یہ عرض جو بادشاہ کی عین مدعا تھی پذیرائی
وہ بھی مثل تمام مجرائیون کے خدمت مین مشغول رہتا تھا اور اسی طرح سے حکم فرمایا کہ سکہ زر پر مارین اور ہر روز
پانچ مرتبہ نوبت شاہی بجاوین اور تمام آدمی بار عام کے وقت دوزانو ہوکر سر زمین پر رکھین اور بعد انقراض
دولت بادشاہان بہمنیہ کے دکن مین چند فرقہ ہم پہونچے اور صاحب چتر و خطبہ ہوے لیکن ہرگز سکہ سونے پر نہ مارا
اور پنج وقتی نوبت بادشاہی جو بادشاہون کا لازمہ ہے نہ بجائی سواے والیان تلنگ کے کہ مشہور قطب شاہیہ ہین
انھون نے بھی اگرچہ پنج وقتی نوبت بادشاہی بطرز سلاطین بہمنیہ بجائی لیکن سکہ نہین پایا اور زر سلطان محمد شاہ بہمنی کا قسم
طلا و نقرہ سے چہار گوشہ تھا یا اوزان مختلفہ نہایت درجہ دو تولہ سے زیادہ نہین اور ربع تولہ سے کم نہین اور ایکطرف کلمۂ طیبہ
شہادت اور نام چاریار اور دوسری طرف بادشاہ عصر کا نام اور تاریخ وقت نقش تھی اور صرافان کفرہ اپنے تعصب
سے اور رایان بیجانگر و تلنگ کی تحریک کے باعث زر محمد شاہی کو کہ غل و غش سے بری تھا گداختہ کرتے اور چاہتے کہ بدستور
سابق زر کفار بیجانگر اور تلنگ کا دکن مین رائج رہے سلطان محمد شاہ اس بات سے آگاہی پاکر چند مرتبہ ممالک محروسہ کے
صرافون کو توڑنے اور پیچ دینے زر اسلام سے مانع آیا اور لوازم نصیحت کے بجالایا اور جب ممنوع نہوے اور نصیحت سود مند
نہ آئی فرامین قتل اس جماعت کے بارہ مین لکھ کر مردم معتبر اور دولت خواہ کے ہاتھ اطراف و جوانب مین ارسال فرمائے
کہ فلان تاریخ مین صرافون کے قتل مین اقدام کرین چنانچہ ماہ رجب سنہ ۷۶۰ ساتسو ساٹھ ہجری مین کہ وہ میعاد تھا ایکبارگی
تمام ولایت مین صرافان ہندو کا قتل شروع کرکے عرصۂ ملک بادشاہان بہمنیہ کا آلایش وجود اس جماعت سے پاک کیا اور
حکم کے موافق کھتریان کہ ہمراہ لشکر دہلی بسنیوات سابقہ دکن مین آئے تھے صرافی کے شغل مین مشغول ہوے اور آخر عہد
شاہان بہمنیہ تک زر اسلام رائج اور شائع تھا صرافان دکنی الاصل نے جب یہ امر شاہان اسلام سے مشاہدہ کیا سلطان
فیروز شاہ بہمنی کے عہد مین اپنے آبا و اجداد کے اعمال ناپسندیدہ سے اظہار نفرت کرکے مبلغہاے کلی سرکار شاہی مین
دیے اور امر صرافی مین اقدام کرکے گرد زر مسکوک کفار نہ پھرتے تھے اور اگر احیانا کوئی شخص اس زر سے انکے پاس لاتا تھا
بہ قیمت طلا خرید کرکے دار الضرب مین لیجاتے تھے اور گداز کرتے تھے اور خرخشہ مردم بادشاہی کے سبب سے خاطر جمع

چار حصہ کیے حسن آباد گلبرگہ کو مع توابع اور رایچور اور مدکل تک ملک سیف الدین غوری کے سپرد کیا اور دولت آباد اور جینر اور چیول اور قصبہ بیڑ اور مونگے پٹن کہ چیدہ اور خلاصہ ولایت مرہٹ سے ہے اپنے بھتیجے خان محمد بن علی شاہ کے تفویض فرمائی اور مملکت برار اور ماہور صفدر خان سیستانی کے سپرد کر کے مملکت بیدر اور قندھار اور اندور اور کولاس اور جس قدر ولایت تلنگ کہ تصرف مین رکھتا تھا اعظم ہمایون ولد ملک سیف الدین غوری کی طرف رجوع کر کے چھ مہینے تک فرش بیماری پر تکیہ کر کے قلعہ کے اندر اس قصر مین کہ مشرف کو چہ پر تھا اپنا مقام کیا اور صبح و شام بلکہ علی الدوام بار عام دیکر احوال خلائق مین مصروف رہتا اور مظلومون اور ضعیفون کی دادرسانی مین اشتغال فرما کر حکم کیا کہ تمام ممالک محروسہ کے زندانیون کو آزاد کرین اور اگر کوئی گناہ عظیم کے سبب سے مقید اور محبوس ہو بقید غل و بتعجیل تمام حسن آباد گلبرگہ مین لاوین لہذا بموجب فرمان بادشاہی زندانیون کو کہ جرائم عظیم کے سبب گرفتار تھے دار الخلافت مین لائے اور اس شاہ دادگستر نے اسی وقت انکے جرائم بوجہ احسن عفو فرما کر آزاد کیا مگر سات آدمی کو کہ صلاح ملک و دولت انکی آزادی مین نہ دیکھی تو شاہزادہ محمد کے سپرد کیا اور فرمایا کہ میرے بعد جس شے مین اپنی صلاح دولت جانے ان کے بارہ مین عمل مین لاوے اس عرصہ مین مرض نے اور بھی ترقی قبول کی ہر چند حکیم علیم الدین تبریزی اور حکیم نصیر الدین شیرازی اور بھی حکماء ہند نے اصلاح مزاج اقدس مین مساعی جمیلہ کی لیکن اس سبب سے کہ مرض طبیعت پر غالب ہوا تھا اور حرارت غریزی نے منہ نقصان کی طرف رکھا تھا کسی وجہ سے تداوی کا اثر اس پر مترتب نہوا اور روز بروز ضعف و ناتوانی کے سبب سے مزاج اقدس زبون اور ضعیف تر ہوتا تھا یہان تک کہ بادشاہ کو یقین ہوا کہ ہنگام وداع ہی پھر معالجہ سے دست کش ہو کر منتظر ندائے ارجعی کا ہوا اسوقت اپنے چھوٹے بیٹے محمود کو کہ اس سے محبت زیادہ رکھتا تھا جب اپنے روبرو نہ دیکھا پوچھا کہ وہ کہان ہی سبھون نے عرض کی کہ مکتب مین سبق پڑھنے مین مشغول ہے پھر اسے بلا کر استفسار کیا کہ کیا پڑھتا ہی عرض کی بوستان تصنیف شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کی سیر کرتا ہون فرمایا آج کس حکایت کا سبق لیا ہی محمود عرض گزار ہوا کہ آج مین نے یہ حکایت پڑھی ہے

حکایت شنیدم کہ جمشید فرخ سرشت ٭ بسر چشمۂ بر بسنگی نوشت ٭ بدین چشمہ چون ما بسے دم زدند ٭ برفتند چون چشم برہم زدند ٭ گرفتند عالم بمردی و زور ٭ ولیکن نہ بردند با خود بگور ٭ بادشاہ علاء الدین حسن کانگوی بہمنی نے جب تیسری بیت سنی ضبط نہ ہو سکا بے اختیار ہائے ہائے کا نعرہ بلند کر کے رو دیا اور فرزندون یعنے محمد اور داؤد کو حاضر کر کے فرمایا کہ یہ نفس واپسین ہے تم سے کہتا ہون کہ اگر اپنی بقائے دولت و سلطنت چاہتے ہو سب بھائی مقام موافقت مین رہو اور محمد کو میرا جانشین سمجھ کر اس کی خدمت اور اطاعت دارین کی سرفرازی جانو پھر خزانچی کو طلب کر کے مبالغ کثیر نقد و جنس سے لیے اور محمد اور محمود اور داؤد کے تفویض کر کے فرمایا کہ مسجد جامع مین جاؤ اور یہ زر مشائخ اور علما اور مستحقون کو جو مذہب حنفی رکھتے ہون تقسیم کر آؤ جب انھون نے اپنے باپ کے فرمانے کے بموجب عمل کر کے بازگشت کی اور خدمت مین اپنے باپ کے عرض کی بآواز بلند الحمد للہ کہکر جان بحق تسلیم کی رباعی هر روز بیکے روز بر آید کہ منم ٭ خود را بجہانیان نماید کہ منم ٭ چون کار جہان برو قرارے گیرد ٭ ناگاہ اجل ز در

وہان کے راجاؤن کے ایلچیون کے اتفاق سے شروع موسم برسات مین سالمًا غانمًا معاودت کی اور سلطان اس لشکر ظفر پیکر کی مراجعت کے بعد ملک سیف الدین غوری کے استصواب سے سامان سفر درست کرکے ماہ شعبان ۷۵۸ھ سات سو اٹھاون ہجری مین حسن آباد گلبرگہ سے دولت آباد کی سمت روانہ ہوا اور جب بالاگھاٹ مین پہونچکر جائزہ فوج کا لیا پچاس ہزار سوار کہ اکثر ان مین دلاوران نیزہ گذار تھے قلم بند ہوے اور چاہا کہ ندربار اور سلطانپور کے راستہ سے ولایت مالوہ مین داخل ہون راے ہرن کے ایلچیون نے کہ راے کرن گجراتی کے پوتون سے تھا اور سپاہ دکن کے خوف سے باوجود دخل گجرات بگلانہ مین مقیم تھا اور مملکت موروثی کی طرف توجہ نہ کرتا تھا بادشاہ کی ملازمت مین حاضر ہوکر اپنے موکل کی طرف سے عرض کی کہ جو درمیان رایان گجرات اور بادشاہان دکن کے ہمیشہ رسم اتحاد منظور اور ملحوظ رہی لہذا التماس کرتا ہون کہ اول گجرات کی طرف توجہ فرماکر اس خطہ بہشت منزلت کو کہ میرے آبا و اجداد کا مالک ہوا اور رعایا جاگیردارون کے دست ظلم سے جان بتنگ آن کر خواہان ایسی عنایات کی رہتی ہے مسخر اور مفتوح کرین اور اس بندہ کو امداد ملازمان خاص مین درلاکر خاطر جمع سے مالوہ کی طرف لشکر کھینچین اور مقارن اس حال کے باقی زمینداران گجرات نے بھی ایلچی بھیج کر التماس قدوم کی سلطان علاء الدین حسن نے انصار و اعوان سے قرعہ مشورت کا ڈالکر نرد فکر کی کھیلی اور خلاصہ فکر نے اس پر قرار پکڑا کہ جب مقابلہ اور مقاتلہ سلطان فیروز شاہ باربک شہریار دہلی کا اپنے اوپر قرار دیکر حسن آباد گلبرگہ کے تخت گاہ سے نہضت کی ہے تو روانگی مالوہ اور گجرات کی علی السویہ ہے بلکہ جو رعایا گجرات کی راغب اور مائل قدوم میمنت لزوم ہے مصالح دسداد سے توجہ اس طرف کی بہت قریب اور مناسب ہے سلطان علاء الدین حسن نے سب کی راے صواب جان کر شاہزادہ محمد کو مع بیس ہزار سوار برسم ہراول روانہ کیا اور خود بدولت نے بھی پیچھے سے باہستگی تمام رایت شوکت گجرات کی طرف بلند کیا لیکن شاہزادہ محمد جب قصبہ نوساری مین پہونچا اس حدود کو سب قسم کے جانورون سے مملو دیکھکر شکار مین مشغول ہوا اور آدمی باپ کے پاس کہ شکار دوست تھا بھیج کر اس سرزمین کی کیفیت سے پیغام کیا بادشاہ بجناح تعجیل اس طرف سوار ہوا اور ایک مہینہ کامل صید و شکار مین مشغول رہا اس درمیان مین موافق اس امر کے مصرع قضاے آسمانست این و دیگرگون نخواہد شد ٭ جو باعث احتراز سفر کرناٹک تھا پیش آیا شکارگاہ مین ہوا لگنے سے تپ محرق عارض ہوئی لیکن ذوق نشاط شکار سے اپنی محافظت مین نہ مشغول ہوا یعنے باوجود پیری اور وقت توبہ اور انابت کے جیسا کہ بادشاہان عیش پرور کا لازمہ ہے مجلس شراب صحراے شکار مین آراستہ کرکے گوشت شکار کے کباب کی رغبت کی اور ہیضہ ہونے سے یکبارگی مزاج شریف اس کا مسلک اعتدال سے منحرف ہوا

نظم

تو اے رعنا چو گل تا چند و تا کے ٭ خوری از جام گلگون لالہ گون مے ٭ چو نرگس تا بہ کے ساغر پرستی ٭ قدح در دست و سر در خواب مستی ٭ تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ ٭ سرت خالی ز سوداے پیالہ ٭ بسی خانہ خراب از مے شد آباد ٭ بسے خانہ کہ دادش بادہ برباد ٭

اور جب مرض کی شدت محسوس ہوئی ناچار قرین حسرت و درد عازم مراجعت ہوکر بہ کوچ متواترہ حسن آباد گلبرگہ کی طرف گیا اور علما اور مشایخ کو حاضر کرکے صدر شریف سمرقندی کے ہاتھ پر تمام مناہی سے تائب ہوا اور اپنے تمام ممالک محروسہ کو موافق زمانہ قتلغ خان استاد کے

راے تلنگ کہ مدت سے اس زمانے تک مقام سرکشی اور تمرد مین تھا اور بادشاہ بسبب امداد سابق کے کہ اس سے وقوع مین آئی تھی اس سے مدارا کرتا تھا آخر وہ بھی اخلاق بادشاہی سے شرمندہ ہوا اور اخلاص اور اطاعت اظہار کی اور جو عمدہ باج وخراج کہ ہمیشہ شاہ دہلی کو دیتا تھا اسی قدر اپنے ذمہ واجب الادا سمجھ کر خزانۂ عامرہ مین داخل کیا اور جب سلطان علاء الدین حسن کا کسی طرف کوئی دشمن اور بدخواہ باقی نہ رہا اس وقت امرا اور ارکان دولت کو بلا کر ایک انجمن قرار دی اور فرمایا حق سبحانہ تعالےٰ جل شانہ نے مجھے دولت بے قیاس ارزانی فرمائی اور چیدہ اور خلاصہ لشکر دہلی کہ دکن کی حفاظت کے واسطے اس طرف متعین تھا عنایت یزدانی اور توفیق ربانی سے میری ظل رایت مین فراہم اور مجتمع ہوا ہی میرے دل مین یون آتا ہی کہ یہ جماعت ہمراہ رکاب لیکر جس طرف کہ توجہ کرونگا افواج فتح اور فیروزی دواسپہ میرے استقبال کو دوڑیگی اس صورت مین مناسب یہ ہے کہ پاے استقامت رکاب عزیمت مین رکھ کر جہانگیری مین مشغول ہون اور حسن آباد گلبرگہ سے اسپ خوشخرام کو جولان کرکے اودنی سے بیجانگر تک اور سیت بند رامیسر سے ولایت معبر تک اپنے قبض وتصرف مین لاؤن اور اس کے بعد گوالیار کی طرف رایات ظفر آیات کو حرکت مین لا کر عرصۂ مالوہ اور خطۂ گجرات کو اپنے خطبہ اور سکہ سے بلند مرتبہ کرون ملک سیف الدین غوری نے زمین خدمت کو بوسہ دے کر از روے دانش اور بینش عرض کیا کہ ولایت کرناٹک اشجار اور انہار سے مملو اور پرہی اور رطوبت بہت ہوا پر غلبہ رکھتی ہے خصوص موسم برسات مین گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور بیل اور جمیع حیوانات ہمارے ارد وکے کہ ہواے ضد ومخالف اس ولایت کی پرورش یافتہ ہین انکا اس طرف مدتون رہنا اور زندگانی بسر کرنا بہت دشوار ہے اور بادشاہ علاء الدین خلجی اور سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین دو تین مرتبہ لشکر کشی دھور سمندر پر ہوئی تھی حیوانات صامت اور ناطق سے دس حصہ سے ایک حصہ سلامت نہ پھرے تھے القصہ وہ ولایت اسکے لائق نہین ہے کہ بادشاہ خود بنفس نفیس اس طرف لشکر کشی کرے صلاح دولت اس مین ہے کہ اول ایک جماعت کو کرناٹک کی سرحدون کی تسخیر کے واسطے کہ ہوا وہان کی اس ملک کی ہوا سے فی الجملہ موافقت رکھتی ہی روانہ فرمائین اور اس حدود کے سرکش راجاؤن کو کہ اسوقت تک تحف وہدایا اور ایلچی درگاہ گیتی پناہ مین روانہ نہین کیے اور رابطہ اخلاص اور یکجہتی کا ہم نہ پہونچایا ہے ضرب شمشیر غازیان اسلام سے مطیع اور فرمان بردار کرکے باج وخراج ان سے لیکر خاطر اشرف اس طرف سے مطمئن فرمادین اور جو تخت گاہ دہلی ان سنوات مین بکمال بے رونقی رکھتا ہی خود بدولت واقبال وسعادت بعزم تسخیر مالوہ وگجرات وگوالیار کہ امراے صاحب وجود سے خالی ہی نہضت فرما کر رایات جہانگیری اور اقلیم کشائی کے بلند کرین سلطان علاء الدین حسن راے ملک سیف الدین پر آفرین خوان ہوا اور عماد الملک تاشکندی اور مبارک خان لودھی کو جو امراے عظام سے تھے کرناٹک کیطرف تعین فرمایا اور انھون نے آبادی کفار کو دریاے تادلی دبکری تک تاخت اور تاراج کیا اور آگ وغارت اُس قوم کے منازل اور مساکن مین نذر کرکے دو لاکھ اشرفی طلائی کہ عبارت دو سو ہزار تولہ سے ہے اور جواہر وآلات واشرا اور مروارید متکاثر کہ محاسب سریع الحساب اس کے شمار سے عاجز ہوا اور دو سو فیل کوہ تمثیل اور ایک ہزار کنیزین رقاصہ اور سازندہ وہان کے راجاؤن سے پیشکش لیے اور اطاعت اور فرمانبرداری کے بارہ مین کوئی دقیقہ لوازم عہد وپیمان سے باقی نہ رکھا پھر

اور اعیان درگاہ کے فراہم ہونے سے ایک مجلس منعقد ہوئی تھی صدر الشریف سمرقندی اور سید احمد غزنوی مفتی نے
بادشاہ کے اشارہ کے موافق ملک سیف الدین غوری کا ہاتھ پکڑ کے بالاے دست اسمٰعیل فتح خان جگہ دی اور
قرب اسمٰعیل فتح کا اس درگاہ مین اس درجہ تھا کہ روز ہاے عید اور ایام متبرکہ مین جب مجلس شاہ مین آتا تھا
اس کے واسطے قیام اور تعظیم کر کے چند قدم اپنی جگہ سے استقبال کرتا اور اس وقت دیوانخانہ مین جاکر تخت پر
اجلاس کرتا اور خلائق درگاہ کو بار دیتا اس واسطے کہ اسمٰعیل فتح نے چند روز امر بادشاہی مین قیام کیا تھا اس
موقع پر اس کو تقدم ملک سیف الدین کا بہت دشوار اور نہایت گران معلوم ہوا تخت کے قریب گیا اور لب شکایت
مین کھولے اور سرشک بیطاقتی سے صفحۂ چہرہ پر روان کیے سلطان علاء الدین حسن نے فرمایا کہ تو منصب امیر الامرائی اور
سپہ سالاری پر مخصوص ہی اور ملک سیف الدین غوری منصب وکالت اور نیابت پر منسوب ہی پس باوجود دیکھنے مجالس
بادشاہان اور جاننے قدر و منزلت خداوند منصب کے تلاش برتری کچھ معنے نہین رکھتی اسمٰعیل فتح نے جب یہ جواب سنا
تسلیم و رضا کے سوا چارہ نہ دیکھا نگر بحسب ظاہر اظہار اطاعت و فرمانبرداری کی اور ہر روز حسب معمول بادشاہ کی مجلس مین
حاضر ہو کر بکمال بشاشت اور شگفتگی ملک سیف الدین غوری سے فروتر کھڑا رہتا لیکن باطنا بادشاہ کی نسبت دل دگرگون
کر کے قاصد اس امر کا ہوا کہ فرزندون اور خویشون کے اتفاق سے کہ سلک امرا مین منتظم تھے اور بعضے افغانان کبار کی اعانت
سے کہ ساتھ اسکے طریق اتحاد رکھتے تھے سلطان علاء الدین حسن کو فرصت کے وقت اثناے سواری و شکار مین درمیان سے دفع
کیے اور بدستور قدیم امر بادشاہی کو انجام دے لیکن جو تدبیر تقدیر کے موافق نہ تھی کبتین مراد کی واژگون ہوئی یعنے بادشاہ
نے اسکے اندیشۂ ناصواب پر آگاہی پائی اور مجلس عظیم ترتیب دیکر جمیع امرا اور منصبداران اور سادات اور قضاۃ اور علما اور
مشائخ کو حاضر کر کے اسمٰعیل فتح سے سبب عذر کے اندیشہ کا استفسار کیا اس نے منکر ہو کر قسمین شدید کھائین شاہ علاء الدین حسن
نے حضار مجلس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جو شخص کہ اسمٰعیل فتح افغان کے وسوسہ کے باعث راہ راست سے منحرف ہو کر اسکی
بیعت مین آیا ہو وہ بیخوف و ہراس اداے شہادت کرے اور جو کچھ اسمٰعیل فتح سے دیکھا اور سنا ہو بلا تامل اظہار کرے
اسے پوشیدہ نہ رکھے کہ مین اُسے ماخوذ اور معتوب نہ کرونگا پس ایک جماعت امرا و منصبداران شاہی نے کہ
اسمٰعیل فتح سے پوشیدہ دست بیعت دراز کیا تھا رہائی اپنی زندان ظلم بادشاہ سے راستی مین تصور کر کے جو کچھ بیان واقعی
تھا اس طرح سے مذکور کیا کہ سب کو یقین ہوا اور شک و شبہ مطلق باقی نہ رہا بادشاہ علاء الدین حسن نے اسمٰعیل فتح پر بعد ثبوت
جرم حاضران مجلس سے فتواے قتل حاصل کر کے آتش غضب افروختہ کی اور اسی مجلس مین تیغ سیاست سے اسمٰعیل فتح کو مقتول
کیا اور قلم عفو اور ون کے جرائم اعمال پر کھینچا کسی وجہ سے انھین نہ ستایا اور زبان انکے طعن مین نہ کھولی اور گناہ اسمٰعیل فتح
کے فرزندون اور عزیزون کا بھی دیدہ و دانستہ معاف فرمایا اور انھین حضور مین طلب کیا اور اس کے فرزند بہادر خان
کو قائم مقام کر کے منصب اس کا ارزانی رکھا اور اس کے جمیع عزیز و اقارب کو لطف و عنایت خاص سے مطمئن
اور محظوظ کیا اور اسمٰعیل فتح پر سیاست اور جرم بخشی مردمان دیگر اور تعظیم و تکریم فرزندان اسمٰعیل فتح سے استقلال اور
غلبہ بادشاہ ایک درجہ سے ہزار درجہ ہوا اور محبت اس کی خلق کے دلون مین جیسے کہ چاہیے ہی جاگزین ہوئی اور

رائے صائب اور ضرب شمشیر ثاقب سے تھوڑے عرصہ مین اس قدر ولایت دکن کہ اواخر عہد دولت بادشاہ محمد تغلق شاہ
مین اسکے امرا کے تصرف مین تھی مسخر اور مفتوح کی سوائے قلعہ اودنی کے اور امرائے مغل اور افغان اور راجپوت کو جو سلطان
محمد تغلق شاہ کی طرف سے قلعۂ بیدر اور قندھار مین تھے لطف اور ملائمت سے مطیع اور فرمانبردار کرکے دونون حصار کو
اپنے قبضہ مین لایا اور کولاس کو بھی مع مضافات کے راے ورنگل سے لیکر اس سے محبت کا طریق مسلوک رکھا اور مسجد جامع
حسن آباد گلبرگہ اور اسکے قلعہ کو کہ مندرس ہوا تھا ایک وزمین بنیاد ڈالکر تھوڑے عرصہ مین اختتام کو پہونچایا اور سنہ ۷۵۲
سات سو باون ہجری مین جب سلطان محمد تغلق شاہ کی خبر فوت سنی خاطر اس طرف سے مطمئن کرکے اپنی ترقی سلطنت کا زیادہ تر
امیدوار ہوا اور قواعد دولت کے استحکام مین مشغول ہوا اور پہلے ملک سیف الدین کی بیٹی اپنے بیٹے شاہزادہ محمد کے عقد نکاح
مین لاکر بادشاہان کامگار کے دستور کے موافق اسکے سپرد کی اور کہتے ہین کہ ایام جشن وطوی مین کہ عروسی کیواسطے ترتیب
پایا تھا ایک دن شاہزادے کی والدہ المدعو بملکہ جہان نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اس وقت مین لازم ہے کہ میرے فرزند کی
خالہ حاضر ہوکر جشن وطوی کی سیر کرے سلطان علاءالدین حسن نے پوچھا کہ اسکی خالہ کہان ہے بولی ملتان مین سکونت پذیر
ہے سنکر بادشاہ نے کچھ نہ کہا اور مجلس سے اٹھا اور جیسا کہ کوئی شخص واقف نہوئے ایک جماعت کو اس ضعیفہ کے لانیکے واسطے
ملتان کی طرف بھیجا اور داروغہ باب دخل کو حکم فرمایا کہ ایام جشن کو دراز کرکے جسقدر زر اخراجات طوی کے واسطے درکار ہو
خزانہ سے ماہ بماہ ملک سیف الدین غوری کی سرکار مین پہونچا دین یہان تک کہ ساتوین مہینے جماعت مرسولہ شہزادہ کی خالہ
کو ڈولی مین سوار کرکے حسن آباد گلبرگہ مین لائی اور سلطان علاءالدین حسن مسرور اور محظوظ ہوکر اس بہانہ اور آوازہ
سے کہ یہ ڈولی ملک سیف الدین کی ہمشیرہ کی ہے ملکہ جہان کے پاس بھیجی اور جب اس نے اپنی بہن کو دیکھا حیران
ہوئی آخر الامر حقیقت احوال سے مطلع ہوکر شکر بادشاہ کی عنایت بےغایت کا بیش پہونچایا اور اس شاہ صاحب مروت
نے جشن ہائے خوب غیر مکرر کیے اور مجلسین مرغوب اس کے واسطے برپا رکھکر اس کے روبرو عروس کا عقد باندھکر
شاہزادہ کے سپرد کی بیت برسم کیان عقد فرزند شاہ ٭ ببستند با خوب رو زیبا چو ماہ ٭ اور مدت بزم مین باوجود
عدم امتداد ایام بادشاہی دس ہزار قبا زربفت ومخمل واطلس اور ایک ہزار گھوڑا عربی اور عراقی اور دو سو ٹیکا اور
خنجر اور شمشیر مرصع مع جواہر قیمتی امرا اور منصبدارون اور بادشاہی غلامون کو عطا فرمائے اور ایک برس تک سامان جشن
وعیش وسرور مہیا رہا شہر حسن آباد گلبرگہ مین چند مقام پر منجنیقین نصب کرکے قسم قسم کے نقل اور میوہ جات جو ہندوستان
مین مشہور ہین اس پر رکھکر اہل شہر کو لٹاتے تھے اور ہر روز شہر کے جمیع مساجد مین دیگین رنگ برنگ اطعمہ کی لیجاکر
فقرا اور ضعفا پر تقسیم کرتے تھے اور یہ جشن روز جلوس یعنے ربیع الآخر کی چوبیسوین تاریخ کو شروع ہوا اور دوسرے
سال کی چوبیسوین ربیع الثانی کو ختم ہوا اور روز اختتام کو جمیع امرا اور ارکان دولت نے انواع تحف وہدایا اور جواہر ولعل
قیمتی اور نقود فراوان برسم پیشکش شاہ جمجاہ کے نظر فیض اثر سے گذران کر شرف قبول سے سرفراز ہوے اور اس سبب سے
کہ ملک سیف الدین غوری کو ایک ایسی نسبت خاندان بادشاہی مین بہم پہونچی تھی تو بالضرور مرتبہ ان کا زیادہ تر مرتفع ہوا
اور بزرگی اور قرب منزلت اس کی اور دن پر فوقیت لی گئی روز بروز مین کہ تمام علما اور فضلا اور صدور اور قضات

سلطان علاء الدین حسن اس کام کے سننے سے مطمئن ہوا صدر الشریف سمرقندی کو بدستور قدیم منصب
صدارت پر اور میر محمد منجم بدخشی کو منصب قضائے عسکر پر سرفراز فرمایا مولف اس حکایت بوالعجب کا کہتا ہے
کہ ایک سو ستر سال مین دولت آل بہمنیہ منقضی ہوئی اور عدد سلاطین بہمنیہ بھی بیش نفر تک نہ پہونچا فضلا اور
علما صاحب انصاف پر صدق کلامی ان دونون بزرگوار کی اور مہارت ان کی علم نجوم مین ظاہر ہے فی القصہ جب
سلطان علاء الدین حسن امر سلطنت مین مشغول ہوا اور جیسا کہ سزاوار اور لائق ہے سلطنت و جہانداری کا کام
انجام دیا تو روز بروز دائرہ اس کی مملکت کا عریض تر ہوا دریاے پونہ سے قلعہ ادونی کے اطراف تک اور بندر چیول
اور دابل سے شہر احمد آباد بیدر تک اس کے حوزۂ تصرف مین آیا اور کہتے ہین کہ سلطان علاء الدین حسن نے
جس دم کہ تخت بادشاہی مملکت دکن پر قدم رکھا اول جو حکم کہ اس کی زبان پر جاری ہوا تھا یہ ہے کہ پانچ من طلا اور
دس من نقرہ شیخ برہان الدین کی معرفت کہ دولت آباد مین رہتا تھا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی تربت کے خرچ کے
واسطے فقرا اور مساکین کو پہونچاوے اور اسمعیل فتح افغان کو امیر الامرا خطاب دے کر سپہ سالار کیا اور خطاب ناصر الدین کا
اس سے منسوب کیا اور ملک سیف الدین غوری کو کہ نیک سرشت اور عقلمند اور سخن سنج اور مردم شناس اور
قدردان تھا اور حقوق سابقہ بھی بہت رکھتا تھا امورات بادشاہی کا وکیل مطلق کیا اور اسکی بیٹی مسماۃ شاہ بیگم کو
اپنے بڑے بیٹے کے واسطے خواستگاری کی اور ہر ایک خدام بارگاہ گردون اشتباہ اپنے کو کہ اسکی ہمراہی مین شریک
رنج و تعب اور یکدل تھے خطابہاے مناسب عنایت فرمائے اور جاگیرات لائق سے سرفراز فرمایا اور قلعہ دولت آباد
کا بہرام خان مازندرانی کے سپرد کر کے بآئین بادشاہان عالی قدر و خواقین کامگار نامدار فائز الفتح والظفر ہو کر بلدہ
حسن آباد گلبرگہ مین توجہ فرمائی بیت عز و دولت بریمین و فتح و نصرت بر یسار ✤ جاہ و حشمت ہمعنان و بخت و دولت
ہمرکاب ✤ اور باوجود کم آبی اور بے صفائی کے چونکہ اس موضع کو اپنے اوپر مبارک اور فرخندہ جانتا تھا پاے تخت
کر کے حسن آباد نام رکھا اور ساتھ وعدہ کے وفا کر کے دفتر محاسبہ ممالک محروسہ اپنے کا کانگوی بہمن کے سپرد کیا
جو اس عرصہ مین سلطان محمد تغلق شاہ کی ملازمت ترک کر کے دکن مین آیا تھا اور طغرلے فرامین و نقش نگین مین اسکا
اسم اس طور سے اپنا جزو اسم کیا کمترین بندۂ حضرت سبحانی علاء الدین حسن کانگوی بہمنی اور مشہور ہے کہ قبل اس کے
براہمہ بادشاہان اسلام کے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور قریون اور زاویون اور سواحل انہار مین انواع علم
کے تحصیل مین خاص علم نجوم کے کسب مین مشغول رہکر متوکلانہ زندگی کرتے تھے اور نوکری اہل دنیا خاص مسلمانون کی
مزیل حسنات جانکر او شقاوت ابدی تصور کر کے عہدہ اور عمل کے گرد نہ پھرتے تھے اور اگر احیاناً بعضے انمین سے بوسیلۂ
طبابت کے یا نجوم اور وعظ اور قصہ خوانی سے ارباب جاہ کی صحبت مین رہتے تو ان کے انعام اور احسان سے مشکور
اور مخصوص ہوتے تھے مگر گردن بند نوکری کا اپنی گردن مین نہ ڈالتے تھے اور اول جس شخص نے فرقہ براہمہ سے سلاطین
اسلام کے دور مین نوکری قبول کی کانگو پنڈت تھا اور اب تک کہ سنہ ۱۰۱۶ ایک ہزار سولہ ہجری ہین بخلاف سائر ممالک ہند
کے دفتر بادشاہان دکن کا اور نویسندگی ولایات کا کام براہمنہ سے مرجوع ہے اور سلطان علاء الدین حسن نے حسن تدبیر اور

کو حاضر کیا اور کہا کہ مین سزاوار اس امر عظیم کا نہین ہون اور کبر سنی اور فراغت و عشرت کی رغبت کے سبب سے ملکداری کی پروا نہین رکھتا ہون اور اول مین نے تمھارے مکلف ہونے سے اس امر خطیر کو قبول کیا تھا اب مجھے معاف رکھو اور یہ عمل جلیل تم دوسرے کی جانب رجوع کرو انھون نے جواب دیا کہ جس شخص کو آپ تجویز کرکے فرمائین اس کا حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کرکے اسے سریر سلطنت پر متمکن کرین ناصرالدین شاہ نے کہا کہ حسن کانکوی بہمن شراد ہی اور آثار بزرگی اور شجاعت اسکے ناصیہ سے ظاہر اور ہویدا ہین اور تاج و تخت کے لائق ہی القصہ یہ راے رزین خاص و عام کو پسند آئی اور سبھون نے اسپر اتفاق کیا اور تخت پر جلوس کی ساعت اختیار کرنے مین درمیان صدرالشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی کے کہ امراے صدرہ دکن سے تھے اور علم نجوم اور ریاضی سے بہرہ وافر رکھتے تھے اور درمیان منجمان ہندی کے کہ اس اردو مین حاضر تھے بہت گفتگو اور بحث واقع ہوئی اور جو منجمان براہمہ کثرت سے تھے ظفرخان نے انکی ساعت مجوزہ منظور کی اور بادشاہ قطب الدین کی مسجد مین بروز ہفتہ شہر ربیع الثانی کی چوبیسوین تاریخ ۷۴۸ شہ سات سو اڑتالیس ہجری مین تاج شاہی اسکے زیب سر کرکے چھتر سیاہ کہ نشان خلفاء عباسی ہی تیمناً اور تبرکاً اس کے سر پہ پھرایا اور مملکت دکن کا خطبہ اس کے نام پڑھا اور شاہ علاء الدین حسن کانکوی بہمنی خطاب دیا اور شہر حسن آباد گلبرگہ کو فال مبارک سمجھ کر حسن آباد نام رکھا اور اسی کو پاے تخت اختیار کیا ابیات به نام حسن خسروی شد تمام ❊ جہان زیر فرمان اوگشت رام ❊ بر اورنگ شاہی برآمد بگاہ ❊ برآورد بر سر کیانی کلاہ ❊ به شمشیر فرمانروائی گرفت ❊ بداد و دہش بادشاہی گرفت ❊ جہان را ازو شد عمارت پدید ❊ بہر مملکت نام نیکش رسید ❊ ہمان شہر گلبرگہ شد تخت گاہ ❊ عمارت برآورد برا وج ماہ ❊ بنام حسن شہر شد چون تمام ❊ نہادند زان حسن آباد نام ❊ اور ملا داؤد بیدری نے کتاب تاریخ تحفۃ السلاطین مین کہ بنام والقاب بادشاہ ہنر پرور فضیلت گستر فیروز شاہ بہمنی آراستہ کی ہی یون مرقوم کیا ہی کہ صدرالشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی بارہا مجلسون مین متاسف ہوکر کہتے تھے کہ اگر سلطان علاء الدین اس ساعت مین جو ہم نے تجویز کی تھی مرتکب امر سلطنت ہوکر خطبہ اور سکہ اپنے نام پڑھاتا بہتر تھا اور یہ خبر سلطان علاء الدین کے سمع مبارک مین پہونچی تو متفکر اور اندیشناک ہوا اور دونون فاضلون کو خلوت مین طلب کرکے ان سے تاسف کا سبب استفسار فرمایا اسواسطے کہ اسکے آئینہ خاطر مین توہم کی صورت عکس پذیر ہوئی تھی کہ شاید اس سبب سے دونون فاضلون کا تاسف ہوا اس ساعت کی تاثیر سے جو منجمان ہندی نے اختیار کی ہی کوئی نقص یا خلل میری سلطنت مین راہ پاویگا یعنی بادشاہی ملک دکن مجھپر قرار نہ پکڑے گی بنابرین صدرالشریف سمرقندی اور میر محمد منجم بدخشی نے اس معنی کو سمجھکر قسمین شدید کھائین اور کہنے لگے کہ جس امر نے خاطر شریف مین خطور کیا ہے وہ نہین ہے ہمارے تاسف کا اور سبب ہے سلطان نے پوچھا وہ کیا ہے وہ عرض پیرا ہوے کہ ہمین اوضاع اور اشکال اجرام فلکی سے ایسا معلوم ہوا کہ جس ساعت مین آنحضرت تخت سلطنت پر جلوہ گر ہوے ہین تاثیر اس کی سے عدد شاہان اس دودمان کا بیس نفر کو نہ پہونچے گا اور عدد سال بھی دو سو کی مدت نہ کھینچے گا اور وہ ساعت کہ ہم نے تجویز کی تھی اس کے حسن اثر سے سات سو برس بادشاہی اس خاندان مین رہتی اور ڈیڑھ سو نفر حضرت بادشاہ کشورگیر گیتی ستان کی اولاد و احفاد سے اورنگ سلطنت دکن پر جلوس کرتے

کرتے تھے اس درمیان مین دہلی سے خبر آئی کہ طغی نام ایک غلام نے جماعت اوباش و راجلاف اپنے پاس جمع لاکر راہ مخالفت اور طغیان اختیار کی اور بعزم گجرات بہ تعجیل تمام روانہ ہے سلطان محمد تغلق شاہ نے جب یہ خبر سنی ایک جماعت کو دولت آباد کے محاصرہ کے واسطے مقرر کیا اور خود گجرات کی طرف متوجہ ہوئے اور بعضے امرائے ناصر الدین شاہ کہ ناسک اور باٹوہ مین رہتے تھے بادشاہ کی مراجعت سے واقف ہو کر دولت آباد کی سمت راہی ہوئے اور جب ان امرا کا جو قلعہ کے محاصرہ مین مشغول تھے مقابلہ نہ کر سکے تو بادشاہ کا پیچھا کر کے آب نربدہ کے کنارے تک پس و پیش لشکر بادشاہی پر ترکتاز کر کے بہت بہت خرابیاں ظہور مین پہونچائین اور چند فیل خزانہ کو جنپر اشرفی اور طلا بار تھا دستیاب کر کے مراجعت کی اور حسن کانکوی ہمنی المخاطب بظفر خان اس عنایت غیبی سے شادمان اور امیدوار ہو کر امرائے اطراف کو فراہم لاکر مع بیس ہزار سوار کار گزار قلعہ احمد آباد بیدر کی طرف کہ عماد الملک ترکمان المخاطب بسر تیز مع لشکر گران اس مقام مین مقیم تھا روانہ ہوا اور عماد الملک ترکمان بھی لشکر جمع کر کے مع شوکت و عظمت تمام حسن کانکوی ہمنی کے مقابل آیا اور بیس روز طرفین نے اپنے دور پر خندق کھودی لیکن کوئی جنگ مین جرأت نہ کرتا تھا یہانتک کہ راجہ مملکت تلنگ نے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے ہاتھ سے نہایت تنگ اور عاجز تھا کولاس سے پندرہ ہزار پیادے حسن کانکوی ہمنی المخاطب بظفر خان کی مدد کیواسطے بھیجے اور ناصر الدین شاہ نے بھی پانچ ہزار سوار مع خزانہ سلطان محمد تغلق شاہ کہ دستیاب ہوا تھا اسکی کمک کے واسطے دولت آباد سے روانہ کیے اس صورت مین ظفر خان کے پاس ایک جمعیت عظیم ہم پہونچی پس بقصد جنگ طبل بجا کر بسر براہی ملک سیف الدین غوری سپاہ بآئین بایستہ آراستہ کی اور سطرف عماد الملک ترکمان کہ شجاعت و مردانگی مین ضرب المثل زمانہ تھا آراستگی فوج مین مستعد ہوا اور میمنہ اور میسرہ درست کر کے ظفر خان کے مقابل آیا اور ایسا مقابلہ کیا کہ زمین خون سے نہا گئی اور آسمان کا رنگ فق ہو گیا اور صبح سے ظہر تک طرفین کے ہا ذرا اور تہمتن مقتول اور مجروح ہوئے اور چونکہ تقدیر ملک ملک بخش جل شانہ مقتضی اس امر کی تھی کہ حسن کانکوی ہمنی دکن کے بادشاہی پر سرفراز ہوا اور خاتم بادشاہی اس دیار کی اس کے زیب انگشت ہو عماد الملک ترکمان اس معرکہ مین مارا گیا اور لشکر اس کا منہزم اور متفرق ہوا چنانچہ بعضے مفرور قلعہ احمد آباد بیدر مین اور بعضے قلعہ قندھار مین قلعہ بند ہوئے اور کچھ لوگون نے بمحنت و مشقت تمام آپ کو شہر مندو مین پہونچایا نیم جان اور ظفر خان نے ملک سیف الدین غوری کو دونون قلعہ کے محاصرہ کے واسطے چھوڑا اور خود مظفر و منصور ہو کر با حشمت و شوکت موفور مع طبل و علم و سامان سلطنت کے جو عماد الملک ترکمان سے بزور شمشیر لیا تھا ناصر الدین شاہ کی امداد کے لیے بطالع سعد دولت آباد کی سمت عازم ہوا اور وہ امرا کہ سلطان محمد تغلق شاہ کی طرف سے مع دس بارہ ہزار سوار اور پیادہ کے دولت آباد کے محاصرہ مین مشغول تھے عماد الملک ترکمان کے قتل ہونے اور فوج کے تفرقہ سے اور حسن کانکوی ہمنی المخاطب بظفر خان کے پہونچنے سے خائف اور ترسان ہوئے اور دہلی اور گجرات کا راستہ لیا اور ناصر الدین شاہ دولت آباد سے برآمد ہو کر ظفر خان کے استقبال کیواسطے نظام پور مین کہ چھ کوس دولت آباد سے ہے گیا اور ملاقات کر کے چار دن اس مقام مین قیام کیا اور جب جانا کہ حسن کانکوی ہمنی نے استقلال بدرجہ کمال پہونچایا ہے اور اسکی بزرگی نے دلون مین قرار پکڑا ہے اور لوگ اسکی بادشاہی کے نہایت راغب اور مائل ہین پیشدستی کر کے جمیع امرا

خواہی نخواہی اسمٰعیل فتح افغان کو ساتھ ناصر الدین شاہ کے مخاطب کرکے چھتر اس کے سر پر پھرایا اور خطابات جو کہ درمیان افغانان متعارف تھے آپس میں ایک دوسرے کے درمیان میں قسمت کیے اور ہر ایک سردار مملکت دکن کے ایک قطعہ پر متصرف ہوا اور سب کے سب فوج فراہم لانے میں مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ کی مخالفت میں یکدل اور یکجہت ہوے اس وقت حسن کانگوی بہمنی نے بخطاب ظفر خانی مشرف ہوکر جاگیر بکری اور راے باغ اور مرج اور کلہر اور حسن آباد گلبرگہ سے اختصاص پایا اور وہ بھیرون راے حاکم حصار گلبرگہ کو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے نوکران معتبر سے تھا تہ تیغ کرکے مستقل ہوا اور نور الدین نام ایک شخص خاں جہان ہوکر وہ بھی جاگیر لائقہ پر متصرف ہوا اور جو بادشاہ محمد تغلق شاہ نے گجرات میں یہ خبر سنی بسبیل استعجال دولت آباد کی طرف متوجہ ہوے اور عماد الملک ترکمان الملقب بسر تیز اور ملک گل افغان بھی مع لشکر مالوہ اس کے شریک ہوے اور ناصر الدین شاہ تیس ہزار سوار افغان اور مغل اور راجپوت اور دکنی جمع لاکر دولت آباد کے قلعہ سے برآمد ہوکر اُس میدان میں جہان سلطان علاء الدین خلجی اور پسر رام دیو لڑے تھے صفین آراستہ کرکے بادشاہ سے جنگ میں مشغول ہوا اور میمنہ اور میسرہ بادشاہی کو برہم اور متفرق کرکے قریب تھا کہ بادشاہ بھاگے یا دستگیر ہووے کہ دفعۃً خذلان اور کفران نعمت جلوگیر ہوئی ولی نعمت سے مصاف کرنا مبارک نہ آیا یعنے نور الدین المخاطب بخانجہان کے ایک تیر مقتل میں ایسا لگا کہ خانہ زین سے زمین پر آیا اور لشکر خاص ملکی کہ چھ سات ہزار تھے ایکبارگی پیٹھ دکھا کر بھاگے اور اس وقت ناصر الدین شاہ کے علمدار پر ایسا خوف غالب ہوا کہ علم اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور اہل معرکہ نے جب علم اپنے مقام پر نہ دیکھا ناصر الدین شاہ کے بھاگنے پر گمان کرکے ہاتھ جنگ سے کھینچا اور جو کہ شب نزدیک تھی جنگگاہ کے قریب فروکش ہوے اور جوانون اور بہادرون کے زخمون کے باندھنے اور ٹانکنے میں مشغول ہوے اور سلطان محمد تغلق شاہ بھی خیمہ اور خرگاہ اس مقام میں جہان جنگ واقع ہوئی تھی ایستادہ کرکے لوازم ہوشیاری اور بیداری میں مصروف ہوا اور سحر ہوتے ناصر الدین شاہ اور حسن کانگوی بہمنی المخاطب بہ ظفر خان اور جمیع سرداران دکن نے آپس میں مشورہ کرکے یہ قرار دیا کہ اب صلاح جنگ صف میں نہین ہے چاہیے کہ ناصر الدین شاہ مع اس جماعت کے کہ قلعہ کی محافظت میں کام آوے دولت آباد کے قلعہ میں متحصن ہووے اور حسن کانگوی بہمنی المخاطب بظفر خان مع بارہ ہزار مرد اہل نبرد قلعہ گلبرگہ میں قیام کرے اور وہی آزاد ذمہ دار رہے تو جس طرف کہ لشکر بادشاہ متوجہ ہووے اسکے دفع کے واسطے اقدام کرے اور باقی امرا جا بجا اپنی جاگیرون پر موجود ہوکر پرگنات کی حفاظت میں سرگرم رہین اور ایک دوسرے کی اعانت میں آپ کو معاف اور معذور نہ رکھین بعد اس قرارداد کے ابھی نصف شب باقی تھی کہ کوچ کرکے ہر ایک نے اس طرف کہ مقصد انکا تھا روانگی کی اور سلطان محمد تغلق شاہ نے جب علی الصباح اس صحرا مین اس جماعت سے نشان نہ دیکھا عماد الملک ترکمان کو مع لشکر مستعد و جرار حسن کانگوی بہمنی المخاطب بظفر خان کے تعاقب میں بھیجا اور خود دولت آباد کی تسخیر میں متوجہ ہوے اور جو کہ رمالون اور اختر شناسون بادشاہی نے بادشاہ سے عرض کی تھی کہ تین روز تک شروع محاصرہ کے واسطے ساعت خوب نہین ہے اسواسطے ان دنون میں اہل قلعہ کے ڈرانے کیواسطے امراے بادشاہی افواج آراستہ کرکے قلعہ سے دور دور ایستادہ ہوتے لیکن چوتھے دن اہل قلعہ پر بنیاد جنگ ڈالکر ساباط کی تیاری اور منجنیق نصب کرنے اور سرنگ کھودنے میں مشغول ہوے اور روز بروز مردم اندرونی قلعہ پر کام تنگ

یہ نغمۂ جان خراش سن کر جس وقت درۂ مانک گنج مین کہ سرحد دکن ہے پہونچے سب نے جمع ہوکر ایک انجمن سنواری اور آپس مین متفق ہوکر کہنے لگے کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ بے گناہون کو بے پرسش قتل کرتا ہے اور ہم تو دو گناہ بزرگ مین منسوب ہین جس وقت بادشاہ کے روبرو جاوین گے فوراً بغیر امتیاز گنہگار و بیگناہ کے ہمارے قتل کے بارہ مین حکم صادر فرماوے گا پس مناسب یہ ہے کہ ہم دکن سے باہر نہ جاوین اور مثل گوسفند دست و پا بستہ آپ کو قصاب کے سپرد نہ کرین کہ مفت اور رائگان قتل ہون چنانچہ بعد اس قرار و مدار کے سرحد سے کوچ کرکے عازم مراجعت ہوے اور احمد لاچین کو کہ مقام تشدد مین آن کرام کا مانع ہوتا تھا قتل کیا اور باتفاق تمام دولت آباد مین گئے اور دکن کی خلائق کہ بادشاہ کے قتل و غضب سے جان سے تنگ آئی تھی بعضے انکے شریک ہوے اور بعضون نے آدمی معتمدان کے پاس بھیج کر اظہار یکجہتی کی اور قصہ کاوہ آہنگر اور ضحاک کا وقوع مین آیا یعنے فساد عظیم کہ دست تدارک اس کے علاج سے کوتاہ تھا حادث ہوا قطعہ رعیت زبیدادی شہریار ؎ بہ پیچید گردن سر انجام کار ؎ چو بیداد پیشہ بود شہریار ؎ نہ ماند بر و مملکت پایدار ؎ عماد الملک ترکمان الملقب بسر تیز نے کہ داماد سلطان محمد تغلق اور سپہ سالار برار اور خاندیس کا تھا اور ایلچپور مین استقامت رکھتا تھا جب تفرقہ اپنے لشکر کا ملاحظہ کیا اور اسے یقین ہوا کہ چیدہ اور خلاصہ امرا خاندیس اور برار کے امراے مخالف سے ایک زبان ہوے اور در پے اس کے تضییع اور دفع کے ہین اس واسطے توقف مین صلاح نہ دیکھی شکار کے بہانہ ایلچپور سے باہر نکل گیا اور ساتھ ایک جماعت قلیل مخصوصون اور معتمدون کے شکار کنان سلطان پور اور ندربار مین پہونچا اور امرا اس طرف کے جب اس کے فرار پر مطلع ہوے سب متفق ہوکر مال و اسباب عماد الملک پر متصرف ہوے اور دولت آباد کا راستہ لیا اور اہل خلاف سے پیوستہ ہوکر اظہار اتحاد اور یکجہتی کیا اور مردم حصار دولت آباد نے بھی جب مخالفون کی قوت اور مکنت دیکھی تو انھون نے بھی ساتھ اس جماعت کے رابطہ دوستی اور اتحاد کا بہم پہونچایا اور عالم الملک کو گرفتار کرکے قلعہ کو مع خزانہ اور اسباب تجمل حضرات مخالفین کے سپرد کیا اور تین مہینے کے عرصہ مین مملکت دکن کہ ہزار طرح کا خون جگر کھا کے لی تھی شاہ دہلی کے قبضۂ تصرف سے برآوردہ ہوئی اور اس خطہ مین کوئی مطیع اور فرمان بردار نہ رہا اور جب امیران صدہ مرتکب ایسے امر خطیر کے ہوے آئین مشورہ کرکے کہنے لگے کہ یہ امور مہمات ملکی اور مالی بے سردار اور حاکم کے صورت پذیر نہونگے شرط عقل وہ ہے کہ درمیان اپنے ایک شخص کو سریر سلطنت پر جلوہ گر کرین تو مہمات ہمارے ایک صورت اور رونق پیدا کرین نظم چو در گلشن ملک غاری نماند ؎ بہ گنجینۂ قلعہ مارے نماند ؎ بسے گنج در دست ایشان فتاد ؎ بسا خوب اسپان تازی نژاد ؎ بکردند آنگہ یکی انجمن ؎ ہمہ نیک رایان ثابت سخن ؎ سران جملہ گفتند بالاتفاق ؎ کہ بے شاہ سست است ہر اتفاق ؎ بہم زابکر دیکی مرد سر ؎ بہ بندیم ماجملہ پیشش کمر ؎ بعد از گفتگوے دراز و قیل قال بسیار قرعہ بنام اسمعیل فتح افغان جو امراے دو ہزاری سے تھا پڑا کس واسطے کہ بڑا بھائی اس کا ملک گل افغان اعاظم امراے سلطان محمد تغلق شاہ سے تھا اور اس عرصہ مین مع لشکر مستعد جنگ و پیکار مالوہ رہتا تھا بامید اسکے کہ عند الحاجت اپنے بھائی کی مدد اور اعانت کرے گا جمیع امراے دکن نے

زبان فیض ترجمان سے ارشاد کیا کہ سلطان نے رفت وسلطان نے آمد اور قبل اس کے کہ کوئی شخص اسکے آنے کی خبر معروض رکھے شیخ نے ایک خادم سے فرمایا کہ ایک شخص کہ آثار نجابت اس کے ناصیۂ حال سے ظاہر ہے دروازہ کے باہر ایستادہ ہے اسے حاضر کر خادم اس کی طلب کو گیا حقارت ظاہری اور لباس نامناسب سے نہ پہچانا در حضرت کی خدمت مین واپس آن کر عرض کیا کہ ایسا کوئی شخص ظاہر نہین ہوتا جس سے حضوری مین حاضر ہونے کو کہون شیخ نے فرمایا کہ پھر جاکر نظر غور سے ملاحظہ کر کہ وہ ضرور موجود ہے خادم نے عرض کی کہ ایک مرد مجہول بیٹھا ہے شیخ نے فرمایا اسی کو حاضر کر کہ ظاہر مین درویش اور باطن مین شاہ ہے جب وہ حاضر ہوا شیخ نے اس کے حال پر نہایت توجہات اور التفات مبذول فرمائے اور احوال اس کا استفسار کیا اور جو دسترخوان اٹھ گیا تھا وہ روٹی کہ اپنے افطار کے واسطے طاق مین رکھ چھوڑی تھی سر انگشت پر رکھکر اسے دی اور فرمایا یہ چتر شاہی ہے بعد مدت اور محنت بسیار کے دکن مین تجھے نصیب ہوگا حسن کانگوی بہمنی کو اس بشارت فیض اشارت سے سودا حکومت دکن کا سر مین پڑا اور منتظر وقت تھا اور چاہتا تھا کہ اس طرف متوطن ہو کر بتدریج گوہر مقصود ہاتھ مین لاوے یہانتک کہ بادشاہ محمد تغلق شاہ اپنے عہد سلطنت مین دکن تشریف لے گیا اور اپنے استاد قتلغخان کو دولت آباد کا حاکم کیا اور حکم فرمایا کہ امرا اور منصبدار جو ارادہ اس کی رفاقت کا رکھتا ہو دکن مین توقف کرے حسن کانگوی بہمنی نے فرصت پاکر باتفاق بعضے امیران صدہ کے کہ ساتھ اسکے خصوصیت اور آشنائی رکھتے تھے قتلغخان کی رفاقت اختیار کرکے قریہ کونجی اور چند قریہ دیگر پرگنہ رائے باغ سے جاگیر پائی اور ان سنوات مین جیسا کہ قبل اسکے مذکور ہوا سلطان محمد تغلق شاہ نے امیران صدہ گجرات کے دفع فساد کیواسطے لشکر کھینچا بعد معرکہ کے بعض کو جو ان مین سے ہاتھ آئے قتل کیا اور بعضون کو تعاقب کرکے اطراف و جوانب مین مفرور کیا اور بہت دکن مین پناہ لے گئے اور جو قتلغخان اس وقت مین حسب الفرمان بادشاہ اپنے بھائی عالم الملک کو دولت آباد مین چھوڑ کر درگاہ شاہی مین متوجہ ہوا تھا اور امرائے دکن عالم الملک کو شمار مین نہ لاتے اور منہزمون اور باغیون کے پناہ دینے مین کچھ نہ ڈرتے یہ خبر سلطان محمد تغلق شاہ کو پہونچی چاہا کہ ایک جماعت امیران صدہ دکن کو اپنے روبرو طلب کرے اور بجائے ان کے کچھ امرائے معتبر کو دکن مین بھیجے اس واسطے احمد لاچین اور قزلباش بیگ و ملک علی کو عالم الملک کے پاس دولت آباد مین بھیجکر ایک فرمان مشتمل بر تاکید تمام صادر فرمایا کہ بمجرد پہونچنے فرمان ہذا تمام امرائے صدہ دکن کو گجرات بھیجے کہ لشکر کی ضرورت ہے عالم الملک نے تعمیل کرکے تو اچیون کو ان کے احضار کے واسطے گلبرگہ اور رایچور اور دہلری مین بھیجا اور اس جماعت نے جیسا کہ رسم ہی سفر کے سامان کے بہانہ پانچ چھ مہینے درنگ کی جب چار ہزار سوار مع تمام یراق دولت آباد مین پہونچے عالم الملک سے رخصت لیکر احمد لاچین کے ہمراہ گجرات کی طرف متوجہ ہوئے احمد لاچین نے عاقبت اندیشی نہ کرکے ان سے طمع اور توقع بہت کی اور جب امیدین اسکی ظہور مین نہ آئین باتین لایعنی زبان پر لاکر انھین غائبانہ کہتا تھا کہ اس جماعت سے دو گناہ بزرگ ایسے صادر ہوئے کہ علت تامہ قتل ہین ایک پناہ دینا باغیان گجرات کا اور دوسرے تاخیر اور درنگ روا رکھنا احضار حضور مین امیران بیگناہ

ہین روضہ چوتھا سلاطین تلنگ کے حالات مین جو قطب شاہیہ کہلاتے ہین روضہ پانچوان شاہان برار کے بیانمین جو
عماد شاہیہ مشہور ہین روضہ چھٹا بیانمین شاہان بیدر کے جو بریدشاہیہ کہلاتے ہین نوراللہ تعالی مضجعہم روضہ اول
بادشاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کے بیان مین جو سلاطین بہمنیہ مشہور ہین۔ ناظرین بہ تمکین کی خردہ دان پر
پوشیدہ نہ رہے کہ چہرہ کشایان مرقع حکایات نے سلطان علاءالدین کانکوی بہمنی کی کیفیت خروج اور اصل ونسب مین اقوال
مختلفہ نقل کیے ہین ازانجملہ جو مشہور تر ہے اس کتاب مین تحریر کرتا ہون اور طول سے مجتنب ہوکر سخن مختصر عرض کرتا ہون بعضے
اصحاب خبر یون لکھتے ہین کہ حسن نام ایک شخص دارالخلافت دہلی مین کانکوی ہمن منجم کی ملازمت مین جو شاہزادہ محمد تغلق شاہ
کے حضور مین قرب ومنزلت رکھتا تھا رہا تھا اور نہایت فلاکت مین زمانہ بسر کرتا تھا ایک دن معاش کی تنگی سے
بتنگ آن کر کانکوی سے اوقات بسری کے لیے کسی کار خدمت کی درخواست کی کانکوی نے ایک جوڑی
بیل اور دو مزدور اسے دے کر دہلی کے حوالی مین ایک زمین خراب اس کے حوالہ کی کہ اس مین زراعت کرے
اور اس کے حاصل سے اوقات بہ فراغت بسر کرے حسن نہایت اضطرار اور احتیاج سے اطاعت کرکے
کاشتکاری اور قلبہ رانی کے تردد مین مشغول ہوا ناگاہ ایک دن ہلکا پھال زمین مین اٹک گیا ہلواہے نے حسن کو خبر
کی حسن نے جاتے ہی اس مقام کو کھود کر دیکھا کہ ہل کے پھال کی نوک ایک زنجیر مین الجھی ہے اور وہ زنجیر ایک
ظرف مسی مملو باشرفی علائی اور طلاء غیر مسکوک کی گردن مین بستہ پائی لیکن بدون اس کے دست خیانت
اس پر دراز کرے اس کو ایک چادر مین لپیٹ کر ہنگام شب کانکوی ہمن کے پاس لے گیا اور حقیقت حال معروض
کی کانکوی ہمن حسن کی دیانت اور امانت پر ثناخوان ہوا اور علی الصباح یہ واقعہ عجوبہ شاہزادہ کی سمع مبارک
مین پہونچایا شہزادہ نے حسن کی کمال دیانت اور علو ہمت سے تعجب کرکے اسے اپنے حضور طلب کیا اور اسکے
طرز خوب اور وضع مرغوب سے خوش ہوا اور اس کا تذکرہ اپنے پدر غیاث الدین تغلق شاہ کے مسامع فیض مجامع
مین پہونچایا بادشاہ نے اُسے بہ مرحمت خسروانہ اختصاص دیکر امیران صدہ کی سلک مین منسلک اور منتظم کیا القصہ ایکدن
کانکوی ہمن نے حسن سے کہا کہ تیرے طالع کے زائچہ سے مجھے ایسا دریافت ہوتا ہی کہ تو صاحب اقبال ہووے اور
حق سبحانہ تعالی کی توفیق اور تائید سے جلد موفق اور موید ہوکر درجہ اعلی پر فائز ہوشے پس مجھ سے عہد اور شرط کر کہ جو
واہب بےمنت تجھے دولت عظیم ارزانی فرماوے تو تو میرا نام اپنا جزو اسم کرے کہ تیرے نام کی برکت سے میرا بھی نام
دفتر عالم مین دوام قبول کرلے اور دفتر اپنا میری اولاد کے جانب رجوع کرنا حسن نے یہ امر قبول کیا اور ابھی منزل مقصود
تک کہ مراد دولت دینوی سے ہے نہ پہونچا تھا کہ اس کا اسم جزو نقش نگین اپنا کرکے حسن کانکوی بہمنی مشہور کیا اور کہتے ہین
کہ ایکدن حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے دہلی مین رنگ برنگ کے کھانے پکواکر صلاے عام
دی چنانچہ شاہزادہ محمد تغلق بھی اس خوان مائدہ فیض پر حاضر ہوا اور درویشون کے خوان نعمت سے بہرہ
اٹھایا بعد ازان بعد روانگی سلطان اور تفرقہ مجلس کے حسن کانکوی بہمنی شیخ کی خانقاہ مین داخل ہوا چاہا کہ عرض بندگی
کرکے شرف ملازمت شریف سے مشرف ہوشے حضرت شیخ نے عالم کشف مین احوال اس کا دریافت کرکے

مقدمہ ذکر سلاطین بہمنیہ مین

رب یسر ولا تعسر وتمم بالخیر

مقالہ تیسرا سلاطین دکن کے بیان مین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناظرین پر تمکین کی راے رزین پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ احوال خواقین دہلی کے بیان کے بعد پر تو اندیشہ بیان وقائع سلاطین دکن کی طرف چہکا حفظاً للترتیب اول عنان شدیز خامۂ خوشخرام ذکر سلاطین بہمنیہ کی طرف منعطف کرتا ہون اور جیسا کہ رسم مورخان متقدمین اور متاخرین ہے غرض میری ان اوراق کے لکھنے سے حصول درم اور دینار نہین ہے کس واسطے کہ توجہ خاقان اعظم اور جہانبان معظم ناصر الدنیا و الدین ابو المظفر ابراہیم عادل شاہ ثانی سے میرا پانوٗن خزانہ کے سر پر ہے بلکہ صبح و شام ساتھ بحر و کان کے فیض رسان رہ کر چشم احسان فلک اور انجم سے نہین رکھتا بلکہ ہمت والا نہمت میری اس پر مصروف ہی کہ فرمان خدیو زمان پر ٹپکا خدمت کا کمر جان پر باندھون اور ایسی کتاب کہ جامع قضایاے تمامی ممالک ہندوستان جنت نشان ہوا ور ساتھ ایسی عبارت کے کہ پسند طبائع خاصان ہو مرقوم قلم گوہر فشان کرون نظم این چار عروس ہفت خسر گاہ ٭ کاورد نشان بہ نیمہ راہ ٭ نازان وچمان دست و رقاص ٭ در جلوہ کشم بجلۂ خاص ٭ چندی اگرم امان دہد بخت ٭ یک یک برم بپایۂ تخت ٭ سازم دل ازین فسانہ سیراب ٭ زان پیشتر کہ گیردم خواب ٭ اور یہ مقالہ چہ روضہ پر مشتمل ہے روضہ اول بیان مین وقائع شاہان حسن آباد گلبرگہ اور احمد آباد بیدر کہ مشہور بہ سلاطین بہمنیہ ہین روضہ دوسرا سلاطین بیجاپور کے بیان مین جو بلقب عادل شاہیہ معروف ہین روضہ تیسرا احوال شاہان احمد نگر کی صفت مین جو بنام نظام شاہیہ موصوف

سوار ہوتا تھا اور چار ہزار میورہ کہ سرعت سیر مین ماہ کی طرح مشہور تھے ملازم رکھے تھے اور اکثر ایسا بھی اتفاق ہوا ہے کہ میورہ پیادہ سات سو کوس کی مسافت دس دن مین طے کرکے منزل مقصود مین فائز ہوا ہی اور عدد اکبر شاہ کے فیلون کے چھ ہزار سے متجاوز اور پانچ ہزار سے کبھی کم نہین ہوئے کسی بادشاہ دہلی نے اس قدر ہاتھی دستیاب نہ کیے تھے اور باقی متروکات اس کا اس تفصیل کے ساتھ ہے علائی دس کرور روپیہ اور دو ہزار کرور لعل خاصہ کہ بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے جدا رکھے تھے اور دس من پختہ سونا غیر مسکوک اور ستر من پختہ نقرہ غیر مسکوک اور ساٹھ من پختہ پول سیاہ اور پانچ ہزار کرور تنگہ تھے اور گھوڑے طویلہ مین بارہ ہزار اور ہاتھی سرکار خاصہ چھ ہزار اور حلقہ آہو پانچ ہزار اور یوز یعنے چیتا کچھ کم ہزار تھے کہتے ہین اکبر شاہ ہر چند کہ جہد فرماتے تھے کہ عدد چیتے کا بھی ہزار کو پہونچے میسر نہ ہوے کس واسطے کہ جب عدد ان کا نو سو سے افزون ہوتا تھا مرگ ناگہانی ان مین پڑتی تھی ہزار پورے نہ ہوتے تھے غرضکہ اس قدر متروکات اکبری اس تفصیل سے ایک کاغذ پر لکھے ہوئے ملے اس کو تحقیق کر لو باقی اور شئے کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیئے کہ کس کثرت سے ہو گی اور یہ قطعہ مادہ تاریخ رحلت آنحضرت کا ہے قطعہ جلال الدین محمد شاہ اکبر ٭ ز دنیا گشت سوے خلد راہی ٭ چو رضوان دید حیران شد کہ این کیست ٭ ندا آمد کہ یک ظل آلہی ٭ تمام ہوا مقالہ دوسرا

سنہ۱۰۰۹ ایک ہزار نو ہجری مین احمد نگر کا قلعہ مفتوح ہوا چنانچہ تفصیل آیندہ آوے گی لہذا بہادر خان زیادہ منتشر ہوا اور امان چاہ کر سنہ مذکورہ مین قلعہ آسیر کہ بے نظیر ہے دیوانیان بادشاہی کے سپرد کیا اور خزینہ اور دفینہ اور اسلحہ اور امتعہ نفیسہ کہ محاسبان سریع الحساب اور خامہ شکستہ زبان کے بیان سے خارج تھا اولیاے دولت قاہرہ بادشاہ جمجاہ کے تصرف مین آیا اور علم والا کے موافق شاہزادہ اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے برہان پور مین آن کر احمد نگر کے غنائم نظر مبارک سے گذرانے اور جب ابراہیم عادل شاہ نے پیشکش سالانہ پیش کر کا قبول کیا اور طالب صلح ہوا عرش آشیانی نے یہ امر پذیرا فرمایا اور ابراہیم عادل شاہ کی بیٹی مسماۃ بیگم سلطان کو شاہزادہ دانیال کی ہمبستری کے واسطے طلب کیا اور میر جمال الدین انجو کو کہ امراے معتبر سے تھا اس عروس اور پیشکش لانے کیواسطے بیجاپور بھیجا اور آسیر اور برہانپور اور احمد نگر شاہزادہ کو عنایت فرما کر میرزا عبدالرحیم خانخانان کو اسکی اتالیقی کے واسطے مقرر کیا اور خود مظفر و منصور دارالخلافت آگرہ کی طرف روانہ ہوے اور اوائل سنہ۱۰۱۰ ایک ہزار دس ہجری مین منزل مقصود مین پہونچ کر فتحنامے اطراف واکناف مین بھیجے اور سنہ۱۰۱۱ ایک ہزار گیارہ ہجری مین شیخ ابوالفضل فرمان طلب کے موافق درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور نرور کی اطراف مین ایک جماعت راجپوتان از رچہ بہ طمع مال سر راہ آئے اور جنگ کر کے ابوالفضل کو قتل کیا اور مال اس کا لیگئے اور ماہ صفر سنہ۱۰۱۴ ایک ہزار چودہ ہجری مین میر جمال الدین انجو کہ بیجاپور کی طرف گیا تھا ہمراہ عروس اور پیشکش اور ایلچی ابراہیم عادل شاہ کے پلٹ آیا اور گنگ گوداوری کے کنارے مونگی پٹن کے نزدیک بعد جشن وطوی بزرگ عروس کو شاہزادہ دانیال کے سپرد کر کے خود آگرہ مین آیا اور ایسی عمدہ پیشکش لایا کہ کبھی دکن سے ایسے نفائس دہلی مین نہ آے تھے اور اوائل شہر ذی الحجہ سنہ مذکورہ مین شہزادہ دانیال بلدۂ برہان پور مین کثرت مے نوشی سے بیمار ہو کر عالم بقا کی طرف خراماں ہوا اور اکبر شاہ ان دونون فرزند کے فراق مین ایسے رنج والم مین مبتلا ہوے کہ روز بروز قوت سلب ہونے سے ناتوان ہوے یہان تک کہ روز چہارشنبہ ماہ جمادی الثانی کی تیرھوین تاریخ سنہ۱۰۱۴ ایک ہزار چودہ ہجری مین روضۂ جنان کی طرف راہی ہوے اور مدت سلطنت بادشاہ جمجاہ کی اکاون برس اور چند مہینے تھی البقاء للملک المعبود اور فوت اکبر شہ مادہ تاریخ رحلت اس شہنشاہ کا ہے اور عرش آشیانی اگرچہ خط وسواد کامل نہ رکھتے تھے لیکن کبھی شعر کہتے تھے اور علم تاریخ مین وقوف تمام رکھتے تھے اور ہند کے قصے خوب جانتے تھے اور قصہ امیر حمزہ کا کہ تین سو ساٹھ داستان ہین اور نشان درگاہ نے نثر و نظم مرغوب مین درلا کر ہر ایک داستان کو مصور کیا ہے آنحضرت کی مخترعات سے ہے اور شوارع مین ہر پانچ کوس پر دو گھوڑے رہوار اور چند میورہ مقرر تھے چنانچہ اس کو ڈاک چوکی کہتے تھے فرمان ضروری یا عرضداشت امراے سرحد کہ وہان پہونچے میورہ سوار ہو کر دوسری چوکی پر پہونچا دیں چنانچہ رات اور دن مین ایک سو پچاس کوس راہ طے کرتے تھے اور آگرہ سے احمد آباد گجرات تک خبر پانچ دن مین پہونچتی تھی اور جس وقت کوئی شخص حضور سے دوسری جگہ مقرر ہوتا تھا یا کسی مقام سے درگاہ مین آتا تھا اور بہ تعجیل مامور ہوتا تھا ڈاک چوکی کے گھوڑے پر

کہ ساتھ فیروز جنگی کے شہرت رکھتا تھا اس فتح غیبی اور نصرت لاریبی سے نہایت شاد ہوا اور چار دن کے بعد شاہزادہ [illegible]
آیا اور عرش آشیانی بھی کہ عبد اللہ خان ازبک کی خبر فوت سنکر بکمال اطمینان لاہور سے آگرہ کی طرف تشریف لائے
تھے اس فتح کی بشارت سے نہایت مسرور ہوئے اور گھوڑا اور خلعت میرزا عبد الرحیم خانخانان کے واسطے ارسال فرمایا
لیکن چند عرصہ کے بعد جب صادق محمد خان کے نفاق سے درمیان شاہزادہ مراد اور میرزا عبد الرحیم خانخانان کے نزاع و
کلفت کا بلند ہوا عرش آشیانی نے سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابو الفضل کو شاہزادہ کے پاس بھیجا اور میرزا عبد الرحیم
خانخانان کو سنہ ۱۰۰۶ ایک ہزار چھ ہجری مین اپنے حضور طلب کیا اور دشمنوں کی شکایت اور بدگوئی سے چند مدت تک عتاب
اور معاتب اور مخذول رکھا اور خانخانان کے آنے کے بعد سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابو الفضل قلعہ نرنالہ اور
گاویل اور کھرلہ کو جو مملکت برار مین واقع ہین عرصہ قلیل مین مفتوح کرکے بادشاہ کی خدمت مین اپنی خدمت
کا اظہار کیا ناگاہ شاہزادہ انھین دنون مین مرض صرع مین گرفتار ہوکر اواخر سنہ ۱۰۰۷ ایک ہزار سات ہجری مین دوسرے
اقلیم کی تسخیر کا عازم ہوا یعنے فوت ہوا اور چند روز شاہپور مین مدفون ہوا آخر کار اسے دہلی لیجاکر اسکے جد عظیم ہمایون
بادشاہ کے پہلو مین لٹایا اور یہ مصرع اسکی تاریخ وفات کا ہے مصرع ازگلشن اقبال ثانی [illegible] گم شد عرش آشیانی شاہزادہ کی
فوت سے نہایت محزون اور مغموم ہوا اور تسخیر دکن مین زیادہ تر سعی ہوا اور جب [illegible] مرشد قلی نے [illegible]
پرگنہ بیر کو منہزم کرکے بیر کو محاصرہ کیا اور سید یوسف خان مشہدی اور شیخ ابو الفضل اسکے مقابلہ سے عاجز آئے بادشاہ
میرزا عبد الرحیم خانخانان کی نسبت مقام نوازش مین ہوکر صدر التفات ہوئے اور اسکی دختر جانان بیگم کو شاہزادہ دانیال
کے عقد ازدواج مین لائے اور دونون کو حسن اتفاق سے تتمہ ولایت نظام شاہیہ فتح کرنے کے واسطے روانہ کیا اور
خود بدولت واقبال بھی پیچھے سے سنہ ۱۰۰۸ ایک ہزار آٹھ ہجری مین دکن کی طرف متوجہ ہوئے اور دار الخلافہ آگرہ کا انتظام شاہزادہ
عالمیان سلطان محمد سلیم کے تفویض فرمایا اور شاہزادہ دانیال اور خانخانان دکن مین آئے جب بہادر خان بن راجہ علی خان
فاروقی کو اسکے باپ کے طور پر مطیع نہ پایا اور دیکھا کہ وہ قلعہ آسیر مین گھس گیا تو انھون نے [illegible]
مونگی پٹن کے قریب توقف کیا اور اسکے دلاسا مین مشغول ہوے اس درمیان مین عرش آشیانی نے مندو مین پہونچکر
شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم خانخانان کو پیغام بھیجا کہ تم احمد نگر مین جاکر اس قلعہ کو فتح کرو اور مین بہادر خان فاروقی کی
گوشمالی دونگا شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم خانخانان تیس ہزار سوار ہمراہ لیکر احمد نگر کی طرف متوجہ ہوے اور اہنگ خان حبشی
اور بھی امرا جو صاحب اختیار ملک تھے بے جنگ بھاگے اور فوج شاہی محاصرہ مین مشغول ہوئی اور عرش آشیانی نے
اول بہادر خان فاروقی کو اطاعت اور انقیاد کے واسطے نصیحت فرمائی اور جب دیکھا کہ میرا ارشاد اثر پذیر نہ ہوا
مندو سے برہانپور مین تشریف لائے اور امرائے درگاہ آسیر کی تسخیر مین مشغول ہوے اور جب کہ ایام محاصرہ نے
طول کھینچا اور قلعہ کے اندر لوگون کی کثرت سے عفونت بہم پہونچی اور آدمی بیماری کے شروع ہونے سے مرنے لگے
بہادر خان فاروقی باوجود افزونی ذخیرہ اور استحکام حصار و کثرت خیل وحشم کے متوہم ہوکر سراسیمہ ہوا اور
چونکہ انھین دنون مین خواجہ ابو الحسن ترمذی کے حسن اہتمام سے کہ میر دیوان شاہزادہ دانیال تھا اوائل

دریافت کر کے اور افواج کو آراستہ کر کے آب گنگ سے کہ زانو تک تھا عبور کیا اور ماہ جمادی الثانی کی سترھوین تاریخ سنہ ایکہزار پانچ ہجری مین سہیل خان سپہ سالار عادل شاہیہ مع سپاہ کثیر مقابل آیا امرائے نظام شاہیہ کو میمنہ مین اور امرائے قطب شاہیہ کو میسرہ مین مقرر کیا اور نہایت غرور اور تمکنت سے میدان کی طرف روانہ ہوا اور آواز ہل من مبارز کی بلند کی اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے پہلے اس کا مقابلہ اختیار کیا اور آخر رائے تبدیل کر کے عین جنگ مین راجہ علی خان فاروقی اور راجہ رام چند اور بھی امرائے راجپوت کو اس کے مقابل چھوڑا اور انھون نے سہیل خان کے ہراول کو متفرق کیا اور جب سہیل خان پر حملہ کیا اس نے اول ضرب توپ و تفنگ و بان سے بہت مردم خاندیس اور راجپوت ضائع کئے اور اس وقت بہادران دکن کولے کر رابون کے پیچھے سے برآمد ہو کر داد مردی اور مردانگی دی چنانچہ راجہ علیخان اور راجہ رام چند تین ہزار مرد اہل نبرد سے مقتول ہوے اور قریب شام کے کہ زیادہ دو گھڑی دن سے باقی نہ رہا تھا کوئی شخص سہیل خان کے مقابل نہ رہا اور وہ اس گمان سے کہ مین نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو شکست دی ہی آگے بڑھا اور جو میرزا عبدالرحیم راجہ علیخان وغیرہ کے قتل ہونے کی خبر نہ رکھتا تھا وہ بھی غنیم کی طرف بڑھا اور دکنی مغلونکی بنگاہ مین کہ مار کر کے ایستادہ تھے پہونچکر تاراج مین مشغول ہوا اور غنیمت لینے کے بعد چونکہ قرار فتح کا اپنی نسبت دیتے تھے حفظ غنائم کیواسطے اس شب کو اپنی سرحد کی طرف روانہ ہوے اور سہیل خان تھوڑے آدمیون سے ایکمقام مین پہونچکر فروکش ہوا اور چونکہ مشعل نہ تھی اور کوئی شخص خبر ایک دوسرے کی نہ رکھتا تھا تاریکی مین بیٹھا میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی کہ دشمن کو آگے سے پسپا کیا تھا ایسے مقام مین کہ جہان سہیل خان کے ارابے آتشبازی کے تھے پہونچکر اس نے بھی تاریکی مین توقف کیا اور بہت مغلونسے کہ انھین شکست متیقن ہوئی تھی مفرور ہو کر ایسے جولان ہوے کہ شاہ پور تک باگ نہ موڑی اس درمیان مین سہیل خان کے دو تین چند چراغ روشن ہونے سے روشنی نمود ہوئی میرزا عبدالرحیم نے آدمی بھیج کر دریافت کیا کہ سہیل خان ہی تب چند توب اور ضرب زن کہ دکنیون سے پر از باروت اور تیار دستیاب ہوئی تھین سر کین اور گولی اور گراب انکے درمیان ڈالکر ولولہ برپا کیا سہیل خان نے جب جانا کہ غنیم درمیان مین ہے چراغون کو بجھا کر نقل مکان کیا اور آدمی اطراف و نواح مین بھیجکر ایک جماعت فوج متفرق کو اپنے پاس فراہم کیا اور میرزا عبدالرحیم خانخانان نے بھی دشمن کی موجودگی پر واقف ہو کر نقارۂ خاص بجاے اور کرنا ے پھونک کر خبردار کیا افواج بادشاہی جو اس صحرا مین موجود تھی صدائے نقارہ سے فوج فوج اور جوق جوق خانخانان کی ملازمت مین آئی اور جسوقت کوئی سردار یا کوئی فوج اسکے پاس آتی تھی منود بم کی صدا بلند کر کے کرنا پھونکتے تھے اور اہل اسلام جوش و خروش مین آنکر نعرۂ تکبیر بلند کرتے تھے چنانچہ اس شب کو گیارہ مرتبہ کرنا پھونکے گئے اور سہیل خان نے بھی اس رات کو آدمی اطراف و جوانب مین بھیجکر جسقدر ممکن ہو سکا لشکر دکن کا جمع کیا دوسرے دن جب آفتاب نے علم شجاعت بلند کر کے مع نیزہ و شمشیر اپنا رخ انور چمکایا سہیل خان دس بارہ ہزار سوار لیکر میرزا عبدالرحیم خانخانان کیطرف متوجہ ہوا اور خانخانان باوجود اس کے کہ تین یا چار ہزار سوار سے زیادہ نہ رکھتا تھا متوکلا علی اللہ دشمن کے دفع کے واسطے مستعد ہوا اور حرب شدید کے بعد سہیل خان چند زخم کھا کر پشت فرس سے جدا ہوا اور اسکے ملازمان قدیم نے ہجوم کر کے گھوڑے پر سوار کیا اور دونون طرف سے اسکے بازو پکڑ کے معرکہ سے باہر لیگئے اور میرزا عبدالرحیم خانخانان

عازم ہوئے اور میان منجھو خان کہ امراے مخالف کو دفع کر کے مستقل ہوا تھا شاہزادہ کے طلب کرنے سے پشیمان ہوا اور
قلعہ کو مع ذخیرہ اور آذوقہ چاند بی بی دختر حسین نظام شاہ بحری کے سپرد کیا اور مردم جنگی اور اعتباری اس کے پاس
چھوڑ کر خود مع توپخانہ احمد کے ہمراہ سرحد عادل شاہیہ کی طرف گیا شاہزادہ اور میرزا عبد الرحیم ساتھ اس تفصیل کے
جو داستانہاے دکن میں مرقوم ہوئی شہر ربیع الثانی سنہ ۱۰۰۴ ایک ہزار چار ہجری میں احمد نگر پہونچکر قلعہ کے محاصرہ اور
نقب کھودنے اور دمدمہ بنانے میں مشغول ہوئے چاند بی بی نے مردانہ وار ان کے مدافعہ میں قیام کیا اور عادل شاہ
اور قطب شاہ سے مدد طلب کی اور رجب تین مہینے میں پانچ نقب برج کے نیچے پہونچیں اہل قلعہ نے واقف ہو کر قلعہ
کی طرف سے دو نقب کا ٹکر باروت برآوردہ کر کے بیکار کر دیں اور دیگر نقبوں کی تلاش میں ہوئے کہ شاہزادہ
اور صادق محمد خان میرزا عبد الرحیم خانخانان کے بے اطلاع مسلح اور مکمل ہو کر بعیت نماز جمعہ غرہ ماہ رجب سنہ
مذکور میں قلعہ کے قریب گئے اور بقصد اس کے کہ فتح اپنے نام ہو گی نقبوں میں آگ دی بس تین نقب کہ جنمیں باروت
تھی موازی پچاس گز دیوار قلعہ اڑا کر رخنہ عظیم بہم پہونچایا اور ان دو نقبوں بیکار شدہ کی آتش افروزی کا کہ باروت خالی
ہونے سے خبر نہ رکھتے تھے انتظار کھینچا سپاہ کو قلعہ میں جانے نہ دیا چاند بی بی فرصت پا کر برقع پہن کے رخنہ کے قریب آئی
اور توپ اور ضرب زن اور رہچکلہ بہت اس رخنہ میں نصب فرمائے ہر چند سپاہ مغل حملہ آور ہوئی فرصت قلعہ میں داخل ہونے کی
نہ پائی شب کو محروم اور ناکام اپنے مقام میں گئی اور چاند بی بی نے تمام شب ایستادہ ہو کر خرد و بزرگ اور مرد و زن قلعہ کو رخنہ
کے مسدود کرنے کو مامور کیا اور طلوع صبح تک سنگ اور گل اور اجساد مردہ سے تین گز دیوار بلند کر کے مقام مدافعہ میں
ہوئی اس درمیان میں مشہور ہوا کہ سہیل خان خواجہ سرا سرلشکر عادل شاہی مردم نظام شاہیہ اور قطب شاہیہ کو ہمراہ لیکر
مع ستر ہزار سوار احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا ہے اور چونکہ مغل کے لشکر میں غلہ گران ہوا گھوڑے ضعیف و ناتوان ہوئے میرزا
عبد الرحیم خانخانان نے صلح میں صلاح دیکھی اور چاند بی بی بھی ضیق محاصرہ سے تنگ آئی تھی صلح قبول کر کے اقرار کیا کہ ولایت
برار جیسا کہ برہان نظام شاہ بحری نے بادشاہ کی پیشکش کی تھی شاہزادہ کے متعلق رہے اور احمد نگر مع مضافات بہادر نظام شاہ
برہان نظام شاہ بحری کے پوتے کے نام مقرر رہے القصہ اس طریقے سے طرفین سے عہد و پیمان درمیان میں آیا شاہزادہ اور
میرزا عبد الرحیم کوچ کر کے برار گئے اور بالاپور کے قریب ایک شہر موسوم شاہ پور احداث کر کے آباد کیا اور ان دنوں میں
شاہزادہ جشن طوی کر کے بہادر خان فاروقی کی دختر اپنے عقد میں لایا اور برار کے پرگنے امرا پر تقسیم کیے اسوقت شہباز خان کنبوہ
کہ امراے کلان سے تھا شہزادہ سے رنجیدہ ہو کر بے رخصت مالوہ کی طرف گیا اور چاند بی بی نے بہادر نظام شاہ خلف
برہان نظام شاہ بحری کو احمد نگر کا حاکم کیا اور اہنگ خان حبشی نے دوبارہ سرداروں کے زمام اختیار قبضہ میں لانیسے
غلبہ تمام بہم پہونچایا اور باوجود اس کے کہ چاند بی بی راضی نہ تھی عادل شاہ اور قطب شاہ سے مدد طلب کر کے مع
پچاس ہزار سوار کے امراے مغل سے لڑنے کو برار کیطرف متوجہ ہوا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان و شاہزادہ نے صادق محمد خان کو
شاہپور میں چھوڑکر اور خود ہمراہ شاہرخ میرزا اور راجہ علیخان فاروقی حاکم برہانپور وغیرہ کے مع موازی بیس ہزار سوار کینو کی
حرب کے واسطے لب آب گنگ سون پت پر استقبال کیا اور چند روز وہان مقام کر کے مردم دکن کا طریقہ جنگ اور وضع

قتلوی افغان سے جنگ کرکے غالب آیا اور ولایت اوڈیسہ کو کہ اعمال بنگالہ سے ہی انکے تصرف سے برآوردہ کرکے ایکسو بیس
ہاتھی کہ افغانون کی جنگ مین ہاتھ آئے تھے بادشاہ کی درگاہ مین ارسال کیئے اور عرش آشیانی نے جو دس برس سے خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ کو نہ دیکھا تھا حضور مین طلب کیا اور خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کہ ہر وقت حرمین شریفین کی زیارت کا شوق
دل مین رکھتا تھا مع عیال واطفال اور خزانہ کشتی مین سوار ہو کر حجاز کی طرف روانہ ہوا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر
شاہزادہ مراد المشہور بہاری کو مالوہ سے گجرات کی حکومت پر مقرر کیا اور صادق محمد خان کو اس کی وکالت پر تعین فرمایا
شاہرخ میرزا کو مالوہ کی حکومت دی اور شہباز خان کنبو کو کہ تین برس سے قید تھا رہا کرکے اسکی وکالت پر تعین کیا اور
جو قبل اس کے جلالہ یعنے پیر روشنائی کا بیٹا کہ کوہستان خیبر سے عبد اللہ اوزبک کے پاس گیا تھا اسوقت پلٹ کر خیبر
مین آیا اور ہند اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا میرزا جعفر قزوینی کہ سال گذشتہ مین بخطاب آصف خان اختصاص
پاکر جلالہ کے دفع کے واسطے مقرر ہوا تھا اس سے جنگ مین غالب آیا اور جلالہ مذکور کو مع اہل وعیال اور واحد علی بھائی
اور دیگر اس کے عزیز واقارب کے کہ چارسو آدمی تھے دستگیر کرکے درگاہ مین لایا اور ان ایلچیون نے جو کہ دکن گئے تھے
معاودت کرکے اس طرف کے بادشاہون کی خبر عدم اطاعت پہونچائی بادشاہ تسخیر دکن کا عازم ہوا اور شاہزادہ دانیال کو
ماہ محرم ۱۰۰۲ ایک ہزار اور دو ہجری مین دکن کی تسخیر کے واسطے تعین فرمایا اور جب شاہزادہ لاہور سے برآمد ہو کر سلطانپور
پہونچا بادشاہ کی رائے نے تغیر فرمایا شاہزادہ مذکور کو پھر واپس طلب کیا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان کو امیر لشکر کے
جو شاہزادہ کے ہمراہ تعین ہوا تھا تسخیر دکن کو بھیجا اور اس سال میرزا رستم بن سلطان حسین میرزا ابن بہرام میرزا ابن شاہ اسمعیل
صفوی کہ حکومت قندھار کی رکھتا تھا بھائی کی مخالفت اور اوزبک کے غلبہ سے ملازمت کو آیا اور قلعہ قندھار پیشکش
کیا اور سلک مین امرائے پنجہزاری کے منتظم ہو کر حاکم ملتان ہوا اور اس سال میرزا عبد الرحیم خانخانان جو مندو پہونچا
نظام شاہ بحری نے کہ ملازمت شاہ سے رخصت کے وقت اقرار کیا تھا کہ مملکت برار عرش آشیانی کے پیشکش کرونگا
ان دنون مین عنایت خان شیرازی کو بجابت خانخانان کے پاس بھیجکر اظہار اطاعت کی لیکن انھین دنون مین بمرض الموت
مبتلا ہو کر ۱۰۰۳ ایک ہزار تین ہجری مین مرگیا اور اس کا بیٹا ابراہیم نظام شاہ بحری قائم مقام ہوا وہ ابراہیم عادل شاہ
کی جنگ مین مارا گیا اور میان منجھو خان جامگی نے کہ پیشوا اسکا تھا ایک لڑکے احمد نام کو خاندان نظام شاہیہ مین منسوب
کرکے اپنا حاکم کیا اور امرا سر جادۂ اطاعت سے پھیر کر منازعت کیواسطے مستعد ہوے اور میان منجھو خان جو طاقت انکے
مقابلہ کی نہ رکھتا تھا قلعۂ احمد نگر مین متحصن ہوا اور ایلچی احمد آباد گجرات مین بھیجکر شہزادہ کو پیغام دیا کہ اس طرف ہرج ومرج
ظاہر ہونے سے کام نظام سے ابتر ہے اگر آپ بسبیل استعجال اس طرف قدم رنجہ فرماوین قلعہ آپ کے سپرد کرونگا اور جو اسوقت
شاہزادہ کو بھی فرمان تسخیر دکن کا پہونچا تھا بسرعت تمام آٹھ ہزار سوار سے احمد نگر کی سمت روانہ ہوا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان
مندو مین یہ خبر سنکر کمین مین تھا باتفاق لشکر شاہرخ میرزا اور شہباز خان کنبو اور راجہ جگناتھ عموی راجہ مان سنگھ اور
راجہ درگا اور راجہ رام چند اور بھی دیگر امرا کے ہمراہ بہ تعجیل دکن کی جانب متوجہ ہوا اور راجہ علی خان والی خاندیس بحسن تدبیر
مع پانچ ہزار سوار قلعہ کالنہ مین جو دکن کی سرحد مین ہی شاہزادہ مراد سے جا ملا اور کوچ متواترہ سے احمد نگر کیطرف

میرزا عبد الرحیم خانخانان نے اس حال سے آگاہی پاکر دولتخان لودھی کو کہ سپہ سالار اس کا تھا مع امرائے بزرگ اس جماعت
کی کمک کو بھیجا اور وہ دو دن مین اسی کوس کی مسافت طے کر کے سہوان مین آیا اور میرزا جانی نے اس فوج کو ماندہ اور
خستہ پاکر دوسرے دن پانچہزار سوار سے میدان جنگ مین آنکر آتش حرب افروختہ کی اور دولتخان لودھی باوجود اس کے کہ
دو ہزار سوار سے زیادہ اپنے ہمراہ نہ رکھتا تھا حرب مین مصروف ہوا اور میرزا جانی کو اسنے منہزم کیا اور میرزا جانی موضع الوز مین
دریا کے کنارے فروکش ہوا اور میرزا عبد الرحیم خانخانان نے اس طرف سے اور اس لشکر نے اس طرف سے جاکر اسکو درمیان مین لیا
اور غلہ اور آذوقہ کی رسد اسپر ایسی مسدود کی کہ میرزا جانی کی فوج اونٹ اور گھوڑا ذبح کر کے کھاتی تھی اور میرزا جانی عاجز ہو کر
صلح کا طلبگار ہوا اور اپنی بیٹی میرزا ایرج بڑے بیٹے میرزا عبد الرحیم خانخانان کو دیکر اقرار کیا کہ بعد ایام برسات کے بلا توقف
درگاہ مین حاضر ہونگا اور ان دنون مین سید یوسف خان مشہدی فرمان شرف کے بموجب اپنے چھوٹے بھائی میرزا یادگار کو کشمیر مین
چھوڑکر درگاہ مین آیا اور میرزا یادگار کشمیر کے ایک بڑے زمیندار کی بیٹی اپنے عقد نکاح مین لایا اور اہل کشمیر کی کمک سے
قوی پشت ہوکر نشان مخالفت کا بلند کیا اور وہان کا خطبہ اپنے نام پڑھاکر فوج و حشم کی فراہمی مین مصروف ہوا اور
قاضی علی میر دیوان کشمیر اور حسن بیگ بدخشی جو کشمیر کا تحصیلدار اور خراج گذار تھا میرزا یادگار سے جنگ کر کے قاضی علی
مقتول ہوا اور حسن بیگ کشمیر سے نکل گیا عرش آشیانی نے یہ خبر سنکر چونکہ میرزا یادگار کل یعنے گنجا تھا یہ بیت کہی بیت
کلاہ خسروی و تاج شاہی ٭ بہر کل کے رسد حاشا و کلا ٭ پھر شیخ فرید بخشی کو کہ شیخ زادہائے دہلی سے تھا مع ایک جماعت
امرا اس طرف نامزد کیا اور میرزا یادگار مع جمعیت عظیم مقابل آنکر فروکش ہوا ناگاہ کچھ شب گذرنے کے بعد اقبال اکبری نے
اپنا کام کیا یعنے صادق بیگ اور ابراہیم خان کہ سید یوسف خان مشہدی کے ملازمان قدیم سے تھے منصب اور تقسیم تنخواہ کے
بارہ مین میرزا یادگار سے رنجیدہ ہوکر اس کے سر پر تاخت لائے اور وہ یہ شور و غوغا سنکر خیمہ سے نکل گیا اور صحرا مین جاکر
ایک سنگ کی پناہ مین مخفی ہوا صبح صادق کے طلوع کے وقت صادق بیگ اور ابراہیم خان نے اسے دستیاب کر کے
اس کا سر تن سے جدا کیا اور شیخ فرید دہلوی کے پاس بھیجا تائید ایزدی سے کشمیر دوبارہ اولیائے دولت قاہرہ کے
تصرف مین آیا اور اس کے بعد عرش آشیانی دوبارہ کشمیر کی سیر کے واسطے سوار ہوئے اور چالیس روز وہان کی سیر کر کے
حوض زین لنکا اور عمارت سلطان زین العابدین اور برف برسنے کا تماشا دیکھا پھر اس ملک کی حکومت سید یوسف خان مشہدی
کو عنایت فرمائی پھر رہتاس اور پنجاب کی طرف روانہ ہوئے اور اسوقت میرزا عبد الرحیم خانخانان اور میرزا جانی والی
سندھ نے سنہ۱۰۰۱ ایک ہزار ایک ہجری مین ٹھٹھہ سے آنکر ملازمت کی اور میرزا جانی والی سندھ سلک امرائے سہ ہزاری
مین منسلک اور منتظم ہوا اور ولایت سندھ بندگان بادشاہی کے قبضہ مین آئی اور اس سال خان اعظم میرزا عزیز کوکہ
نے گجرات کے بڑے زمیندار کھنگار کے تدارک کو لشکر کشی کی جس نے مظفر شاہ گجراتی کو پناہ دیکر غرور و سرکشی اختیار
کی تھی اور حسن تدبیر سے مظفر شاہ گجراتی کو دستیاب کر کے احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اور مظفر شاہ نے اثنائے راہ مین
تجدید وضو کے بہانہ ایک گوشہ مین جاکر استرہ سے کہ اسی دن کے واسطے اپنے پاس رکھتا تھا اپنے تئین ہلاک کیا اور خان اعظم
میرزا عزیز کوکہ نے اس کا سر درگاہ مین بھیجا اور خود احمد آباد گیا اور اس سال راجہ مانسنگھ ابن راجہ بھگوانداس پسران و برادران

جنگ شدید اور معرکہ عظیم واقع ہوا چنانچہ محمد رفیع خان بخشی اور محمد حسین اور میر شرف الدین میر ابو تراب کے بھانجے
کہ امرائے نامدار بادشاہی تھے بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور بڑا بیٹا جام کا اور وزیر اس کا مع چار ہزار راجپوت
مقتول ہوئے اور فتح و نصرت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے قرین حال ہوئی اور چونکہ عبداللہ خان اوزبک بدخشان لے کر
کابل کی فکر میں تھا بادشاہ نے چند سال لاہور سے اور اس حدود سے حرکت نہ کی اور چونکہ اس عرصہ میں میرزا جانی والی سندھ
باوجود قرب وجوار اور فرمان طلب کے ملازمت کے واسطے نہ آیا بادشاہ نے میرزا عبدالرحیم خانخانان کو مع ایک جماعت
امرائے نامدار مثل شاہ بیگ خان کابلی اور فریدون بیگ برلاس اور محمد خان نیازی اور سید بہاء الدین بخاری وغیرہ اور
سو زنجیر فیل اور توپخانۂ بسیار سندھ کی تسخیر اور بلوچوں کے دفع کے واسطے نامزد فرمایا اور ۹۹۹ھ نو سو ننانوے
ہجری میں شہاب الدین احمد خان نے مالوہ میں اس دار ناپائدار سے انتقال کیا اور عرش آشیانی نے چار شخص کو چار
رکن کرکے دکن کی طرف برسم ایلچی گری بھیجا شیخ فیضی شاعر کو آسیر اور برہان پور میں اور خواجہ امین الدین کو احمد نگر
کی سمت اور میر محمد امین مشہدی کو بیجاپور میں اور میرزا مسعود کو بھاگ نگر کی طرف روانہ کیا اور ان کے پیچھے شہزادہ
مراد المشہور بہ پہاڑی کو حکومت مالوہ دے کر اور اسمٰعیل قلی خان کو اتالیق کرکے روانہ کیا اور شہزادہ جب گوالیار کے
اطراف میں پہونچا یہ خبر سنی کہ مدھکرن زمیندار عمدہ اس نواح کا پرگنات بادشاہی میں مزاحمت پہونچاتا ہے یہ سنتے ہی
اس طرف متوجہ ہوا اور مدھکرن مقابلہ میں آیا اور شکست کھا کر جنگل میں بھاگا اور انھیں دنوں مرگیا اور اس کا بیٹا
رام چند قائم مقام ہوکر مطیع ہوا اور شاہزادہ کی خدمت میں حاضر ہوکر قدمبوس ہوا تب شاہزادہ نے وہاں سے کوچ کیا
خان اعظم میرزا عزیز کوکہ نے جب سنا کہ دولتخان ولد امین خان حاکم جوناگڑھ جو جنگ میں زخمی ہوکر جوناگڑھ کی طرف بھاگا
تھا وہاں مرگیا ہے تو خان اعظم نے جوناگڈھ فتح کرنے کا قصد کیا اور وہاں جاکر سات مہینے اس قلعہ کو محاصرہ کرکے
مفتوح کیا اور اسی سال میرزا عبدالرحیم خانخانان نے قلعہ سہوان کو جو آب سندھ کے کنارہ واقع ہے محاصرہ کیا
اور میرزا جانی والی سندھ نے باتفاق وہاں کے زمینداروں کے مع غراب اور کشتی اور توپخانہ بسیار اسکی طرف متوجہ
ہوا اور سات کوس پہونچکر سو غراب اور دو سو کشتی بھری ہوئیں تیر انداز اور توپچی سے آگے بھیجیں اور میرزا عبدالرحیم
نے باوجود اس کے کہ پچیس غراب سے زیادہ اپنے پاس موجود نہ رکھتا تھا مقابلہ کیا اور ایک شبانہ روز جنگ کرکے
غنیم سے سات غراب چھین لیں اور دو سو آدمی کے قریب قتل کیے اور باقی بھاگ کر میرزا جانی والی سندھ کے
پاس گئے اور میرزا جانی ماہ محرم سنہ ایک ہزار ہجری میں آب سندھ کے کنارے آیا اور ایسی زمین میں کہ اطراف اسکے
پانی و کیچڑ تھا فروکش ہوا اور میرزا عبدالرحیم نے مقابل آن کر اس کو محاصرہ کیا دو مہینے کامل [illegible]
سپاہی طرفین کے کام آئے اور ان دنوں مردم سندھ نے راہ آمد و شد غلہ کی خانخانان کے لشکر پر بند کی کہ ایک دانہ [illegible]
جان کے برابر گران ہوئی تھی نظم گشت زان تنگی جہانی تنگدل ٭ گرسنہ ماندہ سیران سنگدل ٭ [illegible]
بودی چو [illegible] ٭ قرص خور در آسمان دیدے [illegible] ٭ خانخانان نے اس سبب سے ایک جماعت کو [illegible]
چھوڑ کر وہاں سے کوچ کیا اور ٹھٹھہ کی طرف روانہ ہوا میرزا جانی والی سندھ مردم سہوان کو کمک [illegible] کرکے [illegible]

بھیج کر اظہار اطاعت اور انقیاد کیا اور محمد صادق خان حسب الحکم ترک محاصرہ کر کے بھکر کی سمت روانہ ہوا اور اوائل شہر
ربیع الثانی سنہ مذکور مین زین خان کوکہ حکومت کابل پر مامور ہوا اور کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس لاہور مین آیا اور آخر
ماہ ربیع الثانی مین میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان ولد بیرم خان ترکمان اور علامۃ الزمان عضدالدولہ شاہ
فتح اللہ شیرازی حکم والا کے بموجب لاہور مین آن کر سعادت بساط بوس سے مشرف ہوے اور ایسطرح محمد صادق خان نے
بھکر سے آن کر سعادت خدمت بابرکت حاصل کی عرش آشیانی نے کنور مانسنگھ ولد راجہ بھگوانداس کو امارت اور
ریاست بہار وحاجی پور اور پٹنہ عنایت فرما کر اسطرف روانہ کیا اور کشمیر کی حکومت سید یوسف خان مشہدی کو امداد فرمائی
اور محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو کہ کشمیر کے زمینداروں سے عاجز ہوا تھا حضور مین طلب کیا اور محمد صادق خان کو
افغانان یوسف زئی کے دفع کے واسطے سوات وبجور مین بھیجا اور اسمٰعیل قلیخان کو کہ اس طرف تھا طلب کر کے گجرات مین روانہ
کیا اور قلیج خان کہ بعد میرزا عبدالرحیم المخاطب بخانخانان کی حکومت گجرات پائی تھی درگاہ مین حاضر ہوا اور ۹۹۷ھ
نو سو ستانوے ہجری ماہ جمادی الثانی مین عرش آشیانی نے سیر کشمیر کی عزیمت فرمائی جب بھیر مین کہ وہان سے کوہستان کشمیر
شروع ہے پہونچے اہل حرم کو مع شاہزادہ مراد اور دانیال وہان چھوڑ کر سری نگر مین کہ پایہ تخت کشمیر ہے تشریف لیگئے اور وہان
علامۂ زمان عضدالدولہ شاہ فتح اللہ شیرازی جو گجرات سے پلٹ کر خدمت فیض موہبت مین حاضر ہوا تھا عالم بقا کی طرف
راہی ہوا بادشاہ نہایت غمگین اور متاثر ہوے اور شیخ فیضی شاعر نے مرثیہ اس کا ترکیب بند موزون کیا کہ
اول بیت اس کی یہ ہے بیت دگر ہنگام آن آمد کہ عالم از نظام افتد ۔ جہان عقل را در نیم روز علم شام افتد
عرش آشیانی بعد تفرج نزہت گاہ کشمیر سیر کابل کے عازم اور طے مسافت مین مشغول ہوے اور حکیم ابوالفتح گیلانی جو
ہم زبان اور مصاحب بادشاہ کا تھا اور بخت ودولت کی طرح ہمیشہ ملازمت مین حاضر ہو کر رقم اخلاص کے صفحہ ضمیر پر
لکھتا تھا منزل دھن پور مین سفر آخرت اختیار کیا اور باباحسن ابدال مین مدفون ہوا اور جب بادشاہ اٹک رہتاس
مین پہونچے شہباز خان کنبو کو افغانان یوسف زئی کے دفع کے واسطے تعین فرمایا اور کوچ بر کوچ کابل کی طرف
روانہ ہوے اور اس مقام مین حکیم ہمام اور میر صدر جہان برادر علامۂ زمان حکیم ابوالفتح گیلانی کہ بطور ایلچی گری
عبداللہ خان اوزبک ماوراءالنہر مین گئے تھے مع ایلچی عبداللہ خان اوزبک کے حضوری پائی اور بادشاہ نے
مدت دو مہینے اوقات صرف سیر باغات اور گلگشت گلزار فرمائی اور ساکنان کابل کو ممنون انعام اور مرہون احسان
کیا اور جب خبر پہونچی کہ راجہ ٹوڈرمل اور راجہ بھگوانداس نے لاہور مین حیات مستعار سپرد قابض ارواح کی
کابل کی حکومت محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کہ امراے سہ ہزاری سے تھا اس کو دے کر توختہ بیگ کو اس کی مدد
کے واسطے چھوڑا اور محرم کی بیسوین تاریخ ۹۹۸ھ نو سو اٹھانوے ہجری مین مراجعت بہ لاہور فرمائی اور گجرات کی حکومت
خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو دے کر مالوہ سے اس طرف بھیجا اور شہاب الدین احمد مالوہ کی حکومت پر مامور ہوا اور
خان اعظم میرزا عزیز کوکہ جب گجرات مین پہونچا مسمی جام کے سر پر کہ زمینداروں اس حدود سے تھا لشکر کھینچا اور جام نے
بھی دولت خان ولد امین خان کے اتفاق سے کہ بعد فوت پدر جوناگڑھ کا والی ہوا تھا بیس ہزار سوار لیکر مقابل آ

مستحدثات آنحضرت سے ہی روان ہوے شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوانداس اور شاہ قلیخان محرم اور بھی امراے نامدار دیگر مع قریب پانچہزار سوار کے ولایت کشمیر کی تسخیر کیواسطے مقرر فرمایا اور زین خان کوکہ کو مع افواج آراستہ سر پر افغانان سوات و بجور روانہ کیا اور کنور مان سنگہ ولد راجہ بھگوانداس کو بقصد اخراج افغانان روشنائی کہ ظلمت کفر و زندقہ مین شہرت رکھتے تھے بھیجا اور کہتے ہین ایک شخص ہندوستانی نے کہ اپنا نام پیر روشنائی مشہور کیا تھا افغانون کے درمیان جاکر انھین مرید کیا اور جب وہ فوت ہوا اس کا بیٹا جلالہ کہ چودہ برس کا تھا بادشاہ کی ملازمت مین آیا اور چند عرصہ مین بھاگ کر افغانون کے درمیانین گیا اور ایک خلق کثیر کو ساتھ اپنے متفق کر کے ہندوستان اور کابل کے راستہ کو مسدود کیا اور جب بادشاہ پر افغانان سوات و بجور کی جمعیت کی حقیقت منکشف ہوئی سعید خان گھکر اور شیخ فیضی شاعر اور ملا شیری شاعر اور ملا محمد عاقل کو زین خان کوکہ کی مدد کے واسطے روانہ کیا اور انکے پیچھے حکیم ابو الفتح گیلانی کو مع امراے مشہور زین خان کی کمک کے لیے مقرر فرمایا ان لوگون نے باوجود ایسے لشکر کے افغانون سے شکست فاحش کھائی خواجہ عزت بخشی اور راجہ بیربل اور ملا شیری اور ایک جماعت اور مردم معتبر او معتمد نے مع آٹھ ہزار سوار کے شربت فنا چکھا اور زین خان کوکہ اور حکیم ابو الفتح گیلانی نے بہزار محنت و مشقت آپ کو قلعہ اٹک رہتاس مین ۹۹۵ نو سو پچانوے ہجری مین بہ ملازمت فائز کیا اور کنور مان سنگہ ولد راجہ بھگوانداس کہ افغانان روشنائی کے تدارک کو گیا تھا کتل خیبر مین ان سے ہم مصاف ہوا اور ایک جماعت کثیر کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور بادشاہ اٹک رہتاس سے لاہور مین تشریف لائے کنور مانسنگہ ولد راجہ بھگوانداس کو کابل کی حکومت اور افغانان خیبر کی تادیب کو تعین فرمایا اور اس سال دختر راے سنگہ کو کہ امراے معتبر سے تھا شاہزادہ محمد سلیم کے عقد مین لایا اور شاہرخ میرزا اور راجہ بھگوانداس کہ کشمیر کی طرف گئے تھے برف و باران اور قحط غلہ سے عاجز آن کر کشمیریون سے صلح کی اور زعفران زار اور دار الضرب کشمیر کو خالصہ شاہی کر کے بازگشت کی بادشاہ نے وہ صلح قبول نہ فرمائی اور محمد قاسم خان امیر بحر کابلی کو مع جماعت امرا دوبارہ کشمیر کی تسخیر کے واسطے روانہ کیا اور اس نہج سے جو داستان سلاطین کشمیر مین مرقوم ہوئی ہے جب اہل کشمیر آپسمین لڑنے لگے لشکر بادشاہی بفراغ خاطر کشمیر مین داخل ہو کر متصرف ہوا اور اس سال سلیمان میرزا جد شاہرخ میرزا بھی کابل سے لاہور مین آکر بادشاہ کی ملازمت مین مشرف ہوے اور عرش آشیانی نے عبد اللہ خان اوزبک بادشاہ توران کے ایلچی کو کہ قبل اسکے اٹک رہتاس مین ملازمت مین آیا تھا ہمراہ حکیم ہمام برادر علامہ زمان عضد الدولہ حکیم ابو الفتح گیلانی اور میر صدر جہان کے کہ سید سادات حسینی قنوج سے تھا مع تحف و ہدایا کہ قریب ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے ہوتا تھا رخصت انصراف فرمائی اور ۹۹۶ نو سو چھیانوے ہجری مین جب جلالہ نے غلبہ پایا اور سید حامد بخاری کو قتل کیا اور کنور مان سنگہ کو بنگش کی طرف مقرر کیا بادشاہ نے عبد المطلب خان اور محمد قلی بیگ اور حمزہ بیگ ترکمان کو اسکے تدارک کے واسطے تعین کیا انھون نے جلالہ کو زیر کیا اور بہت لوگ اس گروہ مین سے قتل کئے اور اس سال ولادت سلطان خسرو ولد شاہزادہ عالمیان محمد سلیم کی دختر راجہ بھگوانداس سے وقوع مین آئی عرش آشیانی طلیعۂ اولین کوکب نیر سے نہایت خوشحال اور محظوظ ہوے اور جشن کی آرائش مین نہایت درجہ کوشش فرمائی اور خانخانان نے [illegible] حسب فرمان قضا جریان سیوان سندھ کو محاصرہ کیا اور جانی بیگ حاکم ٹھٹھہ نے عاجز ہو کر ایلچی با تحف و ہدایا درگاہ [illegible]

ہو کر اس طرف متوجہ ہوا مظفر شاہ سراسیمہ ہو کر جنگل کی سمت بھاگا اور چند روز کے بعد باتفاق بہیل اور کولی اور
کر اس جنگل سے برآمد ہوا اور مقام سرائے مین لشکر بادشاہی کے مقابل آن کر مقاتلہ مین مشغول ہوا اور شکست پاکر
رائے سنگھ راجہ جلوارہ کے پاس پناہ لے گیا اور میرزا عبدالرحیم پانچ مہینے کے بعد فرمان قضا جریان کے بموجب
درگاہ کی طرف روانہ ہوا اور جو مظفر شاہ کو شکست دے کر نام پیدا کیا تھا خطاب خانخانان سے مخاطب ہوا اور
پھر حکم کے موافق گجرات مین آیا اور اس سال برہان نظام شاہ بحری ولد حسین شاہ بحری اپنے بھائی مرتضی نظام شاہ
بحری سے بھاگ کر درگاہ مین آیا اور سلک ملازمون مین منتظم ہوا اور شاہ فتح اللہ شیرازی کہ علامۂ عصر تھا وہ بھی
دکن سے آیا اور بادشاہ کے تقرب مین اختصاص پایا اور سنہ ۹۹۳ نو سو ترانوے ہجری مین سید مرتضی سبزواری اور
خداوند خان حبشی نے صلابت خان ترک سے شکست پاکر درگاہ مین آکر پناہ لی اور بادشاہ کہ ہمیشہ تسخیر دکن
کی فکر مین تھا اس جماعت کو خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس کہ مالوہ کا حاکم تھا بھیجکر حکم تسخیر دکن کا نافذ فرمایا اور شاہ
فتح اللہ شیرازی کو عضد الدولہ خطاب فرما کر مہام دکن کے سرانجام کے واسطے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے پاس مالوہ
مین روانہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مالوہ کی سرحد مین آیا اور جب راجہ علی خان فاروقی حاکم خاندیس کو دکھنیون
کی طرف [illegible] دیکھا شاہ فتح اللہ شیرازی کو اس کی نصیحت کے واسطے بھیجا لیکن اس کا ارشاد اس کے دل مین اثر پذیر نہوا
پیش آیا [illegible] اسے مرتضی نظام شاہ بحری کے میرزا محمد تقی نظیری اور بہزاد الملک باتفاق راجہ علی خان خان اعظم

مین طلب کیا اور بعد پہونچنے اعتماد خان کے شہاب الدین احمد خان احمد آباد سے برآمد ہوا چند روز سامان کے واسطے پٹن مین توقف کیا اور سپاہی اس کے کہ اکثر عیال و اطفال ہمراہ رکھتے تھے صعوبت سفر کی تاب نہ لا کر مظفر شاہ گجراتی کے پاس گئے مظفر شاہ گجراتی جمعیت عظیم بہم پہونچا کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا اعتماد خان شہر کو اپنے آدمیون کے سپرد کر پٹن مین شہاب الدین احمد خان کے پاس آیا اور مظفر خان گجراتی زور لا کر احمد آباد پر متصرف ہوا اور اعتماد خان بہ مبالغہ تمام شہاب الدین احمد خان کو ہمراہ لے کر احمد آباد کی سمت متوجہ ہوا مظفر خان گجراتی شہر سے برآمد ہو کر جنگ مین مصروف ہوا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان کو شکست دیکر مغرور کیا اور اعتماد خان اور شہاب الدین احمد خان منہزم ہو کر پٹن کی طرف راہی ہوے اور عریضہ مشتمل کیفیت احوال مرسول درگاہ کیا عرش آشیانی نے میرزا عبد الرحیم ولد بیرم خان ترکمان کو کہ میرزا خان مشہور تھا مع امراے جاگیردار اجمیر اس فساد کے دفع کے واسطے تعین کیا لیکن ابھی میرزا عبد الرحیم وہان نہ پہونچے تھے کہ مظفر شاہ گجراتی قطب الدین خان اتکہ جاگیردار بہروچ کو قلعہ بڑودہ مین محاصرہ کر کے غالب آیا اور قطب الدین خان کو قتل کر کے چودہ لاکھ روپیہ بادشاہی کہ قلعہ بڑودہ مین جمع تھا مع اموال قطب الدین خان کہ دس کرور سے متجاوز تھا متصرف ہوا اور احمد آباد مین آنکر جمع لاکھ تیل و حشم مین کوشش کی میرزا عبد الرحیم المشہور بہ میرزا خان جب پٹن گجرات مین پہونچا شہاب الدین احمد خان اور بھی دیگر امرا متفرق کو جمع کر کے مع آٹھ ہزار سوار بلیت رج ہریک شہاب جبہ گسل ۞ تیغ ہریک درفش خارہ گذار ۞ لیکر احمد آباد کیطرف متوجہ ہوا جب موضع سرکیج مین کہ تین کوس شہر سے ہی پہونچا مظفر شاہ گجراتی نے محرم کی پندرھوین تاریخ سنہ ۹۹۲ نوسو بانوے ہجری مین باتفاق زمینداران و گجراتیان مع تیس ہزار سوار مغل اور راجپوت کے مقابل آکر صف جنگ آراستہ کین اور مبارزان طرفین اور بہادران جانبین صرصر تند کی طرح ایک دوسرے پر حملہ آور ہوے اور عنان سبک اور رکاب گران کر کے تیر و نیزہ و تبر اور تیغ و شمشیر و خنجر سے داد مردی و مردانگی دی ؎ نظم ؎ دو لشکر تیغ و پیکان تیز کردند ۞ ہلاک یکدگر انگیز کردند ۞ در دو داس تیغ از سر فشانی ۞ زہر سو کشت زار زندگانی ۞ اجل تا بر سر شخصے رسیدہ ۞ ز شخص او نشانی ہم ندیدہ ۞ آخر کار دونون طرفین سے ایک جماعت کثیر مقتول ہوئی تھی ہماے فتح نے سایہ میرزا عبد الرحیم عرف میرزا خان کے سر پر ڈالا اور مظفر شاہ گجراتی مقہور ہوا اور بھاگ کر احمد آباد مین دم لیا اور چونکہ میرزا عبد الرحیم اسکے تعاقب مین شہر مین داخل ہوا مظفر شاہ گجراتی دوسری طرف سے بھاگ گیا اور جب قلیچ خان ہمراہ امراے مالوہ پیچھے سے پہونچا میرزا عبد الرحیم باتفاق ان کے مظفر شاہ گجراتی کے تعاقب مین کھنبایت کی طرف روانہ ہوا اور اس نے بھاگ کر کوہستان نادوت مین پناہ لی اور جنگ پر مستعد ہوا اور جب گولہ عبد الرحیم کی توپ کا مظفر شاہ گجراتی کے قول پر پہونچا اور چند شخص ضایع ہوے پاے ثبات متزلزل کر کے جوناگڑھ مین جام کے پاس پناہ لے گیا اور میرزا عبد الرحیم نے قلیچ خان کو قلعہ بہروچ کے محاصرہ کو بھیجا اور خود احمد آباد مین آیا اور نصیر خان مظفر شاہ کا سالا کہ قلعہ بہروچ کا حاکم تھا سات مہینے قلعہ مین قلعہ بند ہو کر آخر کو دکن کی طرف بھاگا اور قلعہ قلیچ خان کے تصرف مین آیا اور مظفر شاہ دوبارہ جام اور امین خان حاکم جوناگڑھ کی اعانت سے جمعیت کر کے اس مقام مین کہ احمد آباد سے ساٹھ کوس پر ہے آیا اور جب میرزا عبد الرحیم شہر سے برآمد

زرنگار کابل کی طرف متوجہ ہو کر نواح رہتاس مین پہونچے یوسف خان مشہدی نے شرف بساط بوس سے سرفرازی
پائی اور پانی کی طغیانی کے سبب سے جو پل کا باندھنا دشوار تھا بادشاہ نے مع شاہزادہاے والا تبار نیلاب
سے عبور کیا اس سبب سے محمد حکیم میرزا کے گماشتے کہ پشاور اور اس حدود مین تھے بھاگ گئے اور جب موکب مسعود
جلال آباد مین پہونچا شاہزادۂ عالمیان نے سلطان سلیم کو وہان چھوڑا اور شاہزادہ مراد کو مقدمہ کرکے باہستگی کابل
روانہ ہوا جس دم شاہزادہ شترگردن مین جو کابل سے پندرہ کوس ادھر ہے پہونچا فریدون خان مع سات سو جوان
بہادر مقرری محمد حکیم میرزا کے شاہزادہ کی اردو پر تاخت لایا اور غنیمت بیشمار لے گیا اور محمد حکیم میرزا ماہ صفر کی دویم
تاریخ سنہ مذکور مین افواج آراستہ کرکے شہزادہ کے مقابل صف آرا ہوا اور کنور مان سنگھ اور توزک خان انکہ
فیلون کو پیش کرکے میرزا کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور زنبورکین کہ فیلون پر تھین ایکبارگی سر کین اتفاقاً زنبورک کا
گولا ایک آدمی کے جو میرزا کے قریب ایستادہ تھا اسکے سینہ مین لگ کر پشت سے برآمد ہو کر اور تین آدمیون کا کام تمام
کیا اور میرزا یہ حال معائنہ کرکے معرکہ سے روگردان ہوا اور تعاقب کے وقت اسکے بہت مردم نامی مقتول ہوئے اور
بادشاہ نے منزل سرخاب مین فتح کی خبر سماعت فرمائی اور ساتوین ماہ مذکور کو کابل مین تشریف لائے اور جو محمد حکیم میرزا غوربند
کی طرف مفرور ہوا تھا بادشاہ نے کسی کو نہ ستایا اور اس سبب سے کہ محمد حکیم میرزا ایلچی بھیجکر عذرخواہ ہوا بادشاہ نے گناہ اسکے
معاف فرمائے اور اہل کابل کو مورد انعام اور مصدر احسان کیا اور اس مہینے کی چودھوین تاریخ کو مراجعت کی اور جب نیلاب
سے بخیر و سعادت عبور کیا اس حد کے انتظام کے واسطے ایک قلعہ گچ اور سنگ سے بنانیکا حکم دیا اور اسکا نام اٹک رکھا کسواسطے
کہ مذہب کفار مین اٹک سے عبور منع ہے اور اٹک بھی لغت ہندی مین بمعنی منع ہے اور عرش آشیانی ماہ رمضان المبارک کی
انیسوین تاریخ کو لاہور مین رونق افزا ہوئے اور وہان کی حکومت راجہ بھگوان داس کو عنایت فرمائی اور چند روز کے بعد
فتحپور سیکری کی طرف سوار ہوئے کیونکہ فتحپور سیکری ان دنون مین مستقر سریر بادشاہی ہوا تھا وہان نزول اجلال اور حلول
اقبال فرمایا اور شہباز خان کنبو کو کہ کسی امر کے واسطے مقید کیا تھا ماہ رمضان المبارک سنہ ۹۹۰ نوسو نوے ہجری مین قید سے رہا کرکے
لشکر بنگالہ کی کمک کے واسطے بھیجا اور اس عرصہ مین عرش آشیانی کو بیماری تپ و اسہال کی لاحق ہوئی چونکہ آنحضرت بھی بطریق
ہمایون بادشاہ افیون کا استعمال کی عادت رکھتے تھے اعیان حضرت مضطرب اور متفکر ہوئے لیکن شافی مطلق کے فضل سے شفاے
عاجل حاصل ہوئی اور زر خطیر تصدق فرمایا اور ماہ محرم سنہ ۹۹۱ نوسو اکانوے ہجری مین خان اعظم عزیز میرزا کوکہ جو بنگالہ مین ناظم
تھا درگاہ مین آیا اور بعضے مطالب ضروریہ عرض کرکے پھر وہان گیا اور شہر شوال سنہ مذکور مین عرش آشیانی جو پراگ پر کہ
مابین گنگا اور جمنا کے ہے تشریف لائے اور بناے قلعہ اور احداث شہر الہ آباد کا کہ ساتھ الہ آباس کے مشہور ہے حکم فرمایا اور
جیسا کہ مذکور ہوا سلطان مظفر گجراتی جب اظہار اخلاص کرکے سب گجراتیون سے پیشتر ملازمت کے واسطے حاضر ہوا عالیہ
خوب سے نوازش پائی اور مدت مدید خدمت مین موجود رہا اور آخر کو گجرات کی طرف بھاگا اور اس وقت کہ بادشاہ
الہ آباس مین تشریف رکھتے تھے باتفاق شیرخان گجراتی خروج کرکے مصدر آشوب ہوا اور بادشاہ نے اعتماد خان گجراتی
کو کہ محل اعتماد ہوا تھا حکومت گجرات کے واسطے بھیجا شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کو کہ حاکم احمد آباد تھا حکم

سے کوہستان بانسوالہ اور مندو مین داخل ہوے اور شکار کرتے ہوے دکن کی سرحد تک گئے چونکہ مرتضی نظام شاہ
بحری والی احمد نگر دیوانہ ہوکر پردہ نشین ہوا تھا اس کی ولایت کی تسخیر کا داعیہ کیا لیکن بعضے امور کے مانع ہونے سے
فتح پور سیکری کی طرف متوجہ ہوے اور ۹۸۸ھ نو سو اٹھاسی ہجری مین پھر عرش آشیانی نے اجمیر کی طرف توجہ فرمائی
اور عادت کے موافق ایک کوس کی مسافت سے پیادہ ہوکر خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ منورہ مین داخل ہوئے
اور زیارت کی اور اس مقام مین مظفر خان ملازمت کے واسطے حاضر ہوا اور منصب وزارت پاکر استقلال تمام پیدا کیا
اور بادشاہ نے وہان سے دہلی کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کابل کی طرف متوجہ ہوے اور ان دنون مین
ستارہ ومدار مغرب کی طرف ظاہر ہوا اور بادشاہ جب اجودھن مین پہونچے زیارت شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی کرکے کابل کی
روانگی کی عزیمت رکھتے تھے لیکن چونکہ وقت مقتضی نہ تھا فسخ عزیمت کرکے سایہ وصول فتح پور سیکری پر ڈالا اور اس سال
مسجد جامع فتحپور سیکری کہ ۹۷۹ھ نو سو اکاسی ہجری مین شروع کی تھی تیار ہوئی اور ۹۸۶ھ ہجری مین والی خاندیس نے مظفر حسین مرزا
ولد ابراہیم حسین میرزا کو کہ اس کے پاس آیا تھا فرمان والاشان کے موافق مقید کرکے مع اسکی والدہ کے درگاہ مین بھیجا اور
بادشاہ نے مقام عنایت مین ہوکر اپنی بیٹی شاہزادہ خانم کو اس کے عقد مین دیا اور اس سال حسین قلیخان ترکمان المخاطب
بخان جہان کہ امراے پنج ہزاری سے تھا بنگالہ مین قضاے الٰہی سے فوت ہوا اور ۹۸۶ھ نو سو ستاسی ہجری مین
فتحپور سیکری کے فراش خانہ خاص مین آگ لگی خیمہ اور سراپردہ مخمل اور زربفت وغیرہ اور قالین ہاے زربفت اور بھی قماش
اس قدر کہ حساب مین نہ سماوے جلا اور سنہ مذکورہ مین عرش آشیانی اجمیر کی طرف تشریف لے گئے اور وہان سے
فتحپور سیکری کی طرف معاودت کی اور بعد فوت حسین قلیخان ترکمان جب افغانون نے بنگالہ اور بہار مین قوت پکڑی در پے
فتنہ اور فساد ہوے عرش آشیانی نے خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو مع امراے عمدہ اس طرف روانہ فرمایا اور محمد حکیم میرزا
فرصت پاکر شکر خان مقدم پنجاب کے بہکانے سے لاہور کی تسخیر کا عازم ہوا پہلے شادمان کو کہ اپنے کو مع ہزار سوار
بطور ہراول پیشتر بھیجا اور کنور مان سنگھ راجپوت نے جو امراے پنجاب سے تھا جس دم کہ شادمان کو کہ نے نیلاب سے
عبور کیا اس کے مقابلہ کے واسطے پیش قدمی کی اور وقوع حرب کے بعد اس کو منہزم کیا اور اکثر لوگ اسکے مقتول ہوے
اور کچھ پانی مین ڈوب گئے اور جس وقت کہ محمد حکیم میرزا نواحی رہتاس واقع پنجاب مین پہونچا کنور مان سنگھ نے آپ کو
سید یوسف خان مشہدی کے پاس جو اس قلعہ کا والی تھا پہونچایا اور چند روز کے بعد لاہور مین آیا اور جب یوسف خان مشہدی
نے اعلام مدافعہ برپا کیے اور ساتھ حکیم محمد میرزا کے متفق نہ ہوا اس واسطے میرزا نے عنان یکران عزیمت لاہور کی طرف
معطوف رکھی اور محرم کی گیارھوین تاریخ ۹۸۹ھ نو سو نواسی ہجری مین لاہور کو محاصرہ کیا اور سعید خان اور راجہ
بھگوانداس اور کنور مان سنگھ قلعہ مین متحصن ہوے عرش آشیانی باوجود خلل بنگالہ اور بہار کے کابل کی طرف متوجہ ہوے
اور محمد حکیم میرزا افغانون کے عصیان کے سبب سے آنحضرت کی پنجاب کی تشریف آوری کا گمان نہ رکھتا تھا بمجرد سننے
اس خبر کے برق و باد سے بھی پیش دستی کرکے کابل مین گیا اور بادشاہ جس وقت سرہند کے نواحی مین پہونچے اور یہ معلوم ہوا
کہ شاہ منصور شیرازی ساتھ حکیم محمد میرزا کے ابواب مراسلات مفتوح رکھتا تھا اسواسطے اسکو دار پر کھینچا اور جب نواے

ہوے حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان جمیع امراے بادشاہی کو ایکجا کرکے گڑھی کا عازم ہوا اور حملہ اول مین اس قلعہ
کو مفتوح کیا اور قریب ڈیڑھ ہزار افغان کے اس معرکہ مین قتل کرکے اس موضع کی طرف کہ مسکن داؤد بن سلیمان افغان
کا تھا متوجہ ہوا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان مع لشکر بہار و ننوہٹ و حاجی پور وغیرہ ساتھ اس کے ملحق ہوے اور
پنجشنبہ کے دن پندرھوین ربیع الثانی سنہ مذکورہ مین بآراستگی سپاہ قیام کیا اور داؤد بن سلیمان نے بھی پچاس ہزار
افغانون کے ساتھ کہ اطراف وجوانب سے اسکی کمک کو آئے تھے صفوف حرب آراستہ کرکے مقابلہ کیا اول کالا پہاڑ کہ
امراے داؤد بن سلیمان سے تھا جرانغار حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان پر تاخت لایا اور اس کے لشکر کو متفرق
اور پریشان کیا اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان داؤد بن سلیمان کے برانغار یعنے صف میمنہ پر حملہ آور ہوا اور اسکی
جمعیت کو پسپا کیا اس درمیان مین خانجہان نے داؤد بن سلیمان کے قلب پر حملہ کیا اور طرفین سے جنگ صعب
وقوع مین آئی اور خلق بیشمار فریقین سے مقتول ہوئی میدان مین کشتون کے پشتے ظاہر آئے پھر نسیم فتح لشکر بادشاہی
کے پرچم پر چلی داؤد بن سلیمان کا پاے قرار جگہ سے ہل گیا راہ فرار نا پائی بہادرون نے اس کا پیچھا کرکے دستگیر کیا اور
خان جہان کے پاس زندہ حاضر لائے اور اس کے فرمانے سے اس کو قتل کیا اور جنید بن داؤد بن سلیمان مجروح ہوکر
معرکہ سے نکل گیا تھا تین دن کے بعد مرگیا اور خان جہان وہ سب ممالک بنگالہ کہ افغانون کے تصرف مین تھے اپنے
قبضہ مین لائے اور تمام ہاتھی افغانون کے جو دستیاب ہوے تھے مع دیگر غنائم بادشاہ کی خدمت مین بھیجے اور مظفر خان
پٹنہ مین جاکر ۹۸۴ نو سو چوراسی ہجری مین قلعہ رہتاس کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور محمد معصوم خان کو اثناے راہ سے حسین خان
افغان کے تدارک کو کہ اس نواح مین تھا بھیجا محمد معصوم خان حسین خان افغان کو منہزم اور پریشان کرکے پرگنہ مین کہ جاگیر
اس کی تھی فروکش ہوا اور کالا پہاڑ نے مع سات سو یا آٹھ سو سوار کے جو نواحی رہتاس مین تھے معصوم خان کے سر پر آن کر
محاصرہ کیا اور محمد معصوم خان موقع پاکر عقب دیوار قلعہ کو شگافتہ کرکے باہر آیا اور کالا پہاڑ کا سامنا کرکے جنگ مین
مشغول ہوا اور فیل ایاز نام جو کالا پہاڑ کا فیل جنگی تھا خرطوم سے محمد معصوم خان کے گھوڑے کو زیر کرکے پیادہ کیا اس
درمیان مین جوانان تیر انداز نے تیر کی ضرب سے فیلبان کو ہلاک کیا اور اس فیل بے فیلبان اور بدمست نے بحسب اتفاق
اپنی ہی فوج پر حملہ کرکے بہت سے افغان سوار اور پیادہ کو پامال کیا اس سبب سے شکست پٹھانون پر پڑی اور کالا پہاڑ
مارا گیا اور فیل ایاز بھی گرفتار ہوا مظفر خان قلعہ رہتاس مین گیا اور اس سال شہباز خان کنبو نے قلعہ سیوانہ کو کہ راجہ چندرسین
پسر مالدیو سے تعلق رکھتا تھا چھین لیا پھر وہ راجہ گنجوتی کو دفع کرنے کے واسطے کہ جو بنگلہ اور بہار کے سر راہ پر واقع ہی مامور ہوا
اور راجہ کو ایک جنگل صعب مین نیست کرکے قلعہ شیر گڈھ کو جو راجہ گنجوتی کے بیٹے کے قبضہ مین تھا مفتوح کیا اور جب فتح قلعہ رہتاس
کا کام اسکے سپرد ہوا وہان جاکر محاصرہ کیا اور مظفر خان نے اس نواح کے پٹھانون کے دفع کے واسطے توجہ کی اس صورت مین
جو پٹھان قلعہ مین متحصن تھے طول مدت محاصرہ سے عاجز آئے اور امان طلب کرکے قلعہ کو سپرد کیا اور شہباز خان کنبو اس
قلعہ کو اپنے بھائیون کے سپرد کرکے درگاہ مین گیا اور اس بادشاہ نے اجمیر کی طرف جاکر شہباز خان کنبو کو قلعہ کمل میر کے تسخیر
کے واسطے کہ تصرف مین رانا کے تھا تعین کیا اور اس نے جاکر قلعہ مذکور کو سہل ترین وجہ سے فتح کر لیا اور بادشاہ اجمیر

طرف بھاگا اور راجہ ٹوڈرمل اور بھی دیگر امرا اوڈیسہ کی طرف روانہ ہوئے جنید پسر داؤد بن سلیمان نے دو مرتبہ انھین
شکست دی آخر خواجہ مظفر علی المخاطب بہ مظفر خان اوڈیسہ مین آیا اور داؤد بن سلیمان سے جنگ کی بنیاد ڈالی اور
گوجر نام افغان کہ شجاعت مین ضرب المثل تھا اور داؤد بن سلیمان کی ہراولی اسکے متعلق تھی خواجہ مظفر علی کی ہراول پر
کہ خانعالم تھا حملہ کیا اور ہراول کی فوج کو درہم برہم کرکے خانعالم کو مقتول کیا اور ایک جماعت کہ قول اور ہراول
کے درمیان قائم تھی وہ بھی ان کے صدمہ سے متفرق اور پریشان ہوکر قول مین پناہ لائی اور قول کی بھی باعث تفرقہ
ہوئی اور خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان کہ تھوڑے آدمیون سے رہا تھا گوجر کے مقابل ہوا عجب اتفاق گوجر نے
اسکے مقابل ہوکر اسے بھی مجروح کیا خواجہ مظفر علی جنگ کرتا ہوا معرکہ سے باہر ایستادہ ہوا اور جب مردمان متفرق پھر اس کے
پاس فراہم ہوئے پھر وہ گوجر کی طرف متوجہ ہوا اور عین حرب مین ایک تیر گوجر کے ایسا کاری لگا کہ جانبر ہوا اور داؤد بن سلیمان
بے دل ہوکر بھاگا اور غنیم کے ہاتھی سب گرفتار ہوئے پھر راجہ ٹوڈرمل اور امراے بادشاہی نے تعاقب کیا داؤد بن سلیمان
جب دریاے چین کے اطراف مین پہونچا اور راہ گریز مسدود ہوئی ناچار اپنے اہل و عیال کو قلعہ مین چھوڑ کر اور کفن
گردن مین ڈالکر بقصد جنگ پلٹ آیا راجہ ٹوڈرمل نے حقیقت احوال خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان سے ظاہر کی
اور وہ باوجود جراحت اور زخمون کے خود وہان گیا جب داؤد بن سلیمان ملاقات کے واسطے آیا پٹکا اور خنجر اور شمشیر مرصع
اور جواہر قیمتی اسکو دیا اور اوڈیسہ اور کٹک اور بنارس اسکے سپرد کرکے پلٹ گیا اور سنوات سابق یعنے عہد محمد بختیار خلجی سے شیر شاہ
کے زمانہ تک بلدہ گور شاہان بنگالہ کا پایہ تخت تھا لیکن پردیسی آدمیون کو وہان کی ناسازی آب و ہوا کے سبب افغانون نے
خواص پور ٹانڈہ کو احداث کرکے نشیمن گاہ حکام کیا تھا خواجہ مظفر علی المخاطب بمظفر خان گور کی تعمیر کی فکر مین پڑا اور وہان جاکر اس شہر کو
ازسرنو تعمیر کرکے اپنا نشیمن کیا چنانچہ اسی عرصہ مین آب و ہوا کے اختلاف سے بیمار ہوا اور رجب کی انیسوین تاریخ سنہ ۹۸۳
نوسو تراسی ہجری مین نقد حیات مستعار قابض ارواح کے سپرد کی اور بادشاہ نے حسین قلیخان ترکمان کو خطاب خانجہانی دیکر
بنگالہ کی حکومت پر معین کیا اور اس عرصہ مین سلیمان میرزا والی بدخشان اپنے پوتے شاہرخ میرزا کی مخالفت سے جلا وطن
ہوکر درگاہ کی طرف متوجہ ہوا اور بلدہ فتحپور سیکری مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور چند روز کے بعد حج کی
رخصت لےکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا اور خانہ خدا کی زیارت سے مشرف ہوکر اسی راستہ سے بدخشان گیا اور دوبارہ
وہانکی حکومت اور امارت پر فائز ہوکر اپنے منزل مقصود کو پہونچا اور انھین دنون مین ارباب غرض نے عرض اقدس مین پہونچایا
کہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے فرمان طلب اسکے نام صادر ہوا اور وہ کہ اس تہمت سے بری تھا
بے توقف درگاہ مین آیا اور چند روز قید خانہ کی محنت اور صعوبت کھینچی اور شہاب الدین احمد خان نیشاپوری گجرات کی حکومت
پر فائز ہوا اور اس سال بادشاہ نے اجمیر کی طرف جاکر زیارت کی اور حافظ حقیقی کی ضمانت سے بخیر و سعادت معاودت کی
اور ابھی حسین قلیخان ترکمان المخاطب بخانجہان مطلب کو نہ پہونچا تھا کہ داؤد بن سلیمان افغان باتفاق افغانان باردیگر
بنگالہ خواص پور ٹانڈہ کا عازم ہوا اور امرا طاقت توقف کی نہ لائے سب کے سب خواص پور ٹانڈہ سے باہر آئے
اور داؤد بن سلیمان افغان خواص پور ٹانڈہ اور اس حدود پر متصرف ہوا اور قریب پچاس ہزار افغان کے اس کے پاس فراہم

ہوے اور جب قریب پہونچے مع جمیع مردم کہ ہمراہ تھے بیرقیں ہاتھ مین لیکر بلدۂ آگرہ مین داخل ہوے اور سنہ مذکورہ مین داؤد بن سلیمان افغان کرانی کہ بنگالہ کو تصرف مین رکھتا تھا اطاعت سے منحرف ہوا اور منعم خان المخاطب بخانخانان فرمان موافق اس کے مقابل گیا اور چند معرکون کے بعد انکے درمیان مین صلح واقع ہوئی بادشاہ نے صلح قبول نہ فرمائی راجہ ٹوڈرمل کو صاحب اہتمام بنگالہ کر کے منعم خان کے پاس بھیجا کہ داؤد بن سلیمان افغان کرانی کو مستاصل یا اخراج کرین داؤد بن سلیمان نے جو لودی نام افغان کو غنیم خانگی بہم پہونچایا تھا ناچار گردن حلقہ باج و خراج مین ڈالا اور لودی نام افغان کو حسن سلوک اور تدبیر سے دستیاب کر کے قتل کیا اور قوت پکڑ کے عہد توڑا اور آب سون کے کنارے آن کر اس مقام مین کہ آب سون اور گنگ آپس مین ملحق ہے روبروے آب پر منعم خان خانخانان سے جنگ کی اور چند کشتی تاخت کر کے منہزم ہوا اور جاے دور دست مین گیا اور منعم خان خانخانان نے آب سون سے عبور کر کے پٹنہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا اور عرش آشیانی نے جب دیکھا کہ میرے بغیر توجہ وہ قلعہ فتح نہ ہوگا خود مع جمیع شاہزادگان اور امرا ہزار کشتیون پر سوار ہو کر اور پیشخیمہ رنگ برنگ کشتیون پر ڈال کر عین باران مین اس طرف متوجہ ہوے چنانچہ قلعہ چنار کے مقابل بعض کشتیان گرداب ہائل مین پہونچ کر خیر و سلامتی سے پار آئین اور پھر خطۂ بنارس مین نزول فرمایا اور جو افواج کہ خشکی کے راستہ سے روانہ ہوئی تھی وہ بھی آن پہونچی اور شاہزادہاے عالی تبار اور حرم کو جونپور بھیج کر خود پٹنہ کی طرف عازم ہوے اور اس وقت کبیر خان کہ قلعہ بھکر کے تسخیر کو گیا تھا اس نے فتحنامہ بھکر کا درگاہ مین ارسال کیا بادشاہ اسے فال نیک سمجھکر دریا کی راہ سے جب حوالی پٹنہ مین پہونچے معلوم ہوا کہ عیسی خان نیازی جو افغانون کے سرداران معتبر سے تھا قلعہ سے نکلکر منعم خان المخاطب بخانخانان سے جنگ مین مارا گیا اور جو لوگ کہ قلعہ مین ہین بھاگنے کی فکر مین ہین بادشاہ نے خان اعظم کو تین ہزار سوار قلعہ حاجی پور کی فتح کے واسطے مقرر کیا اور اس نے وہان پہونچکر قلعہ کو فتح خان کے قبضہ سے برآورده کیا اور داؤد بن سلیمان افغان اس خبر سے ہراسان اور مخوف ہوا ایلچیون کو درگاہ مین بھیجکر طلب عفو جرائم کی بادشاہ نے فرمایا کہ بعد حصول نقد ملازمت تیری تقصیرین معاف ہو سکتی ہین اور اگر تو حاضر نہو باوجودیکہ ہمارے پاس تجھ ایسے ہزار نوکر ہین تنہا تیرا مقابلہ کرتا ہون جو ظفریاب ہوا اس کا قلعہ ہووے داؤد بن سلیمان اس جواب سے زیادہ سراسیمہ ہوا شب کو گڑھی کے دروازہ سے کشتی مین بیٹھکر بنگالہ کی سمت بھاگا عرش آشیانی نے صبح ہاتھی تعین لانے کے واسطے پچیس کوس راہ طے کی اور چار سو فیل لے کر معاودت کی اور پٹنہ کا ضبط اور مہمات کا اہتمام منعم خان خانخانان کی طرف رجوع کیا پھر مسرور اور محظوظ ہو کر دارالسلطنت آگرہ مین مراجعت فرمائی خان اعظم میرزا عزیز کوکہ گجرات سے اور خان جہان لاہور سے مبارکبادی کے واسطے آئے اور تہنیت کے بعد اپنے محال مین بازگشت کی اس وقت بادشاہ نے خواجہ مظفر علی ترندی کو جو نوکران بیرم خان ترکمان سے تھا مظفر خانی خطاب دے کر قلعہ رہتاس اور بنگالہ کے فتح کے واسطے بہار مین نامزد کیا اور خود اجمیر مین تشریف لے گئے اور دو لاکھ کے قریب نقد و جنس خادمان حظیرہ خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ اور سید حسن خنگ سوار اور مستحقین کو پہونچا کر آگرہ مین آئے اور خواجہ مظفر علی المخاطب بہ مظفر خان جو عازم بنگالہ ہوا تھا جب قلعہ گڑھی مین کہ بنگالہ کا دروازہ ہے پہونچا داؤد بن سلیمان تاب اسکے مقاومت کی نہ لایا اوڈیسہ کی

ہوتے تھے وہ فیل کیا ہوئے سبحان خان نے کہا کہ آج نوان دن ہی بادشاہ نے پائون رکاب مین رکھا اس صورت مین یقین ہی کہ
اس سرعت کے ساتھ فیل ہمراہی نہین کرسکتے محمد حسین میرزا مخوف ہوکر صفوف حرب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور اختیار الملک
کو پانچہزار سوار سے دروازہ ہاے احمد آباد کی محافظت کے واسطے مقرر کیا اور خود باتفاق شیر خان فولادی مع سات ہزار
سوار مغل اور راجپوت اور گجراتی اور حبشی بادشاہ کے مقابل آیا اور بادشاہ دریا کے کنارہ ایستادہ ہوکر دیر تک مشغول
لشکر گجرات کے انتظار مین رہے جو کہ دروازے دشمنون کے اختیار مین تھے انھین باہر نکلنے کی فرصت نہ ملی بادشاہ دریا
عبور کر کے میدان مین رونق افزا ہوے اور محمد حسین میرزا ڈیڑھ ہزار مغل فدائی لے کر کہ اکثر معرکون مین ان سے لازمہ شجاعت
اور دلاوری کے ظہور مین آئے تھے فوج ہراول بادشاہی پر حملہ آور ہوا اور شاہ میرزا جرانغار پر اور حبشیون اور گجراتیون نے
برانغار پر تاخت لا کر بازار جنگ کو گرم کیا بیت دو لشکر بیکبار بر خاستند چو برابر صف کین بیاراستند چو اس درمیان مین
کہ فریقین ایک دوسرے سے الجھکر گیرودار مین مشغول تھے بادشاہ شیر خشمناک کے مانند سو سوار جرار لے کر ایک طرف سے
نمودار ہوے اور محمد حسین میرزا پر حملہ کیا اور محمد حسین میرزا نام بادشاہ کا سنتے ہی بدحواس ہوکر بھاگا اور امراے جرانغار اور
برانغار نے محمد حسین میرزا کو منہزم دیکھکر انھون نے بھی سلامتی فرار مین دیکھی اور محمد حسین میرزا کہ زخم رخسارہ پر رکھتا تھا
اور اس کا گھوڑا بھی زخمی تھا بھاگتے وقت بوتہ زقوم پر پہونچ کر چاہا کہ اس پر کود جاوے گھوڑے کی بیطاقتی اور اضطرار نے
اپنا کام کیا یعنے محمد حسین میرزا خانہ زین سے جدا ہوا اور مردمان شاہی نے پہونچکر اسے گرفتار کیا اور بادشاہ کے روبرو لائے
اور ہر شخص دعوی اسکی گرفتاری کا کرنے لگا بادشاہ نے محمد حسین میرزا سے پوچھا کہ کس نے تجھے گرفتار کیا جواب دیا کہ بادشاہ کے
نمک کے سوا کسی نے مجھے گرفتار نہین کیا اور الحق اسنے سچ کہا اس وقت بادشاہ ایک جمعیت قلیل سے کہ عدد انکے دو سو سے
بھی کم تھے ایک پشتہ کے نیچے کہ جنگ گاہ کی حوالی مین تھا بیٹھکر انتظار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کا کرتے تھے کہ فوج بزرگ
نمودار ہوئی اور جو افواج ظفر امواج سے بہت دور تھے ایک اضطراب بادشاہی آدمیون کے درمیان مین ظاہر آیا ایک
شخص اس کی تحقیق کے واسطے گیا اور خبر لایا کہ اختیار الملک گجراتی ہے کہ خبر شکست سنکر جنگ کے ارادہ پر آتا ہی بادشاہ نے ان
دو سو آدمیون کو حکم دیا کہ تیرباران کر کے انھین پسپا کرو اور بسبب دہشت نقارچیون کے دست و پا بھول گئے تھے بہ نفس نفیس
باواز بلند انھین فرمایا کہ وہ نقارہ بجانے مین مصروف ہوے اور اختیار الملک نے بھی جس دم یہ سنا کہ بادشاہ بھی ان
لوگون کے درمیان مین ہی ہراسان ہوکر راہ فرار پائی اور قضیہ محمد حسین میرزا اور ابراہیم حسین میرزا و علی قلیخان سیستانی
المخاطب بخان زمان اور بہادر خان سیستانی نے شہرت عظیم پائی کہ بادشاہ نے مثل آفتاب کے تسخیر کی ہے دشمن اس کا
نام سنکر فوراً فرار کو قرار پر اختیار کرتے تھے اس سبب سے کوئی حضرت کے مقابل نہ آیا اور جسوقت بادشاہ اختیار الملک
کے دفع مین متوجہ تھے راے سنگھ نے محمد حسین میرزا کو بادشاہ کے بے حکم قتل کیا اور اختیار الملک بھی بھاگتے
وقت زقوم زار مین پہونچا اور گھوڑا کوداتے وقت زمین پر گرا اور ایک مردم بادشاہی کے ہاتھ سے مقتول ہوا
اس وقت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ راہ پاکر ملازمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت اسی دن احمد آباد مین داخل ہوے اور مہمات
گجرات کو پھر خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کے جانب رجوع کر کے اجمیر کے راستہ سے باستعجال تمام دار الخلافت کی طرف متوجہ

محاصرہ ترک کر کے باتفاق سید یوسف خان اور محب علیخان وغیرہ اس کے تعاقب مین روانہ ہوا اور رٹھنہ کے اطراف مین اس کے اردو کے قریب جا کر جب خبر پائی کہ میرزا شکار کے واسطے گیا ہے اسکے اردو پر تاخت لایا اور مسعود حسین میرزا ان کے دفع کے واسطے سوار ہوا اور یہ خبر بھائی کو پہونچائی لیکن بھائی کے پہونچنے سے بیشتر جنگ کر کے دستگیر ہوا اور اسکے ہمراہی بہت قتل ہوئے اور ابراہیم حسین میرزا جب شکار سے پلٹا اور اپنے بھائی کو شہباز اجل کے پنجہ مین گرفتار پایا دل ہلاکت پر رکھ کر جنگ کے واسطے الستادہ ہوا اور جنگ شدید کے بعد منہزم ہو کر ملتان کی سمت روانہ ہوا اور بلوچیون نے سدراہ ہو کر اسے زخمی کیا میرزا عاجز ہو کر ایک بلوچ کے پاس پناہ لے گیا اور مخصوص خان حاکم ملتان نے اسکو اس بلوچ سے دستیاب کیا اور تیغ سیاست سے قتل کر کے سر اس کا تن سے جدا کیا اور باتفاق حسین قلیخان آگرہ مین آیا اور دونون میرزا جو کچھ رکھتے تھے بادشاہ کے ملاحظہ مین لاے اور بادشاہ کے ارشاد کے موافق میرزا کا سر قلعہ آگرہ کے دروازہ پر آویزان اور مسعود حسین میرزا کو قلعہ گوالیار مین محبوس کیا چنانچہ وہ بھی قید خانہ مین جان بر نہوا مرغ روح اسکا زندان قالب سے پرواز کر گیا اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین عرضداشت خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی اس عبارت سے پہونچی کہ اختیار الملک گجراتی اور محمد حسین میرزا آپس مین متفق ہو کر اکثر ممالک گجرات پر متصرف ہوے ہین و جمعیت کثیر اور جم غفیر سے آن کر بلدۂ احمد آباد کو محاصرہ رکھتے ہین **بیت** سر فتنہ دارد دگر روزگار ٭ ہمین ست اور اشب و روز کار ٭ اگر بادشاہ خود بہ نفس نفیس توجہ فرماوے مقرون بصواب ہوگا **بیت** بجز صرصر بادپایان شاہ ٭ کس این گرد را بر ندارد زراہ ٭ اور چونکہ موسم برسات تھا اور زیادہ لشکر بہ سرعت تمام نہ جا سکتا تھا عرش آشیانی نے دو ہزار سوار انتخاب کر کے جریدہ اور سبکبار بر سم منقلائی پیشتر روانہ کیے اور خود تین سو مرد کہ ان مین اکثر امرا اور منصبدار نامی تھے اشتران تیز رفتار اور سریع السیر پر سوار ہوے اور اسپان بادپا کو کوتل کر کے راہی ہوے اور چار منزل کو ایک منزل کر کے پٹن گجرات اور لشکر منقلائی مین جا پہونچے اور اس کے بعد تین ہزار سوار ظل رایت فتح آیت مین مجتمع ہوے بادشاہ نے ترتیب افواج کر کے قول یعنی قلب میرزا عبدالرحیم ولد بیرم خان ترکمان المخاطب بخانخانان کے سپرد کی اور جرانغار اور برانغار اور ہراول مقرر کیے اور جرانغار فوج جانب دست چپ بادشاہ اور برانغار فوج جانب دست راست بادشاہ سے عبارت ہے کہ روز جنگ محافظت کیواسطے رہتی ہے اور ہراول یعنے وہ فوج کہ سب سے آگے رہتی ہے اور یہ تینون لغت لغات ترکی سے ہین اور خود بدولت و اقبال سو سوار سے طرح ہو کر احمد آباد کیطرف روانہ ہوے اور ایک قراول یعنے گول چلچی کو مژدہ قرب وصول سلطانی پہونچانے اور طلب لشکر کیواسطے گجرات بھیجا جب احمد آباد کے دو کوس ادھر پہونچے نقارچیون نے نقارے اور ڈھول بجانا شروع کیے محمد حسین میرزا اور اختیار الملک بادشاہی ایلغار سے خبر نہ رکھتے تھے صداے نقارہ ہاے بادشاہی سے سراسیمہ اور پریشان ہو کر اسباب جنگ کی ترتیب مین مشغول ہوے پھر محمد حسین میرزا دو تین ہزار سوار سے معاملہ کی تحقیق کے دریاے احمد آباد کے ساحل پر آیا اور سبحان خان نامے سے کہ بادشاہ کی طرف سے وہ بھی دریا کے کنارے پہونچا تھا پوچھا کہ یہ کون لشکر ہے اور اس جماعت کا کون سردار ہے سبحان خان نے جواب دیا کہ افواج بادشاہی اور کوکبۂ شاہنشاہی ہے محمد حسین میرزا نے کہا کہ آج دن چودھواں ہے مخبر میرے آنحضرت کو آگرہ مین دیکھ آئے ہین اگر احیاناً افواج خاصہ بادشاہی ہے تو جو فیل کہ رکاب سے کبھی جدا نہین

مقابلہ کو آوے اور آپ کو مخاطرۂ عظیم مین ڈالے اور بعد اس واقعہ کے اردوے بزرگ مین پیوستہ ہوکر قلعۂ سورت کی تسخیر مین متوجہ ہوے اور گل رخ بیگم دختر کامران میرزا کی جو زوجہ ابراہیم حسین میرزا تھی قلعہ کو مردم جنگی کے سپرد کرکے اپنے فرزند مظفر میرزا کے ہمراہ دکن کی طرف راہی ہوئی اور رایات عالیات قلعہ پر پہونچے اور مورچے تقسیم ہوے اور جب میرزا ؤن نے پٹن کی نواح مین یکجا ہوکر آپس مین قرعۂ مشورت کا ڈالا اس وقت سب کی راے نے اس امر پر قرار پکڑا کہ ابراہیم حسین میرزا اپنے چھوٹے بھائی مسعود حسین میرزا کو ہمراہ لیکر پنجاب مین جاکر فساد برپا کرے اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا شیرخان فولادی سے ملحق ہوکر پٹن جادین شاید کہ قلعۂ سورت ان خللون کے سبب محاصرہ سے خلاص ہوئے اسکے بعد جب ابراہیم حسین میرزا ناگور پہونچا راے سنگھ حاکم جودھپور نے اس کا تعاقب کیا اور شام کے وقت اسکے قریب جا پہونچا اور جو آب یعنے ایک تالاب جو اس حدود مین تھا ابراہیم حسین میرزا اسپر متصرف ہوا تھا راے سنگھ مضطرب ہوکر تمام شب جنگ مین مشغول رہا اور خلق کثیر طرفین سے مقتول ہوئی اور جب گھوڑا ابراہیم حسین میرزا کا زخم تیر سے سقط ہوا شکست اس کے ہمراہیون پر پڑی اور سب نے راہ فرار نابی اور ابراہیم حسین میرزا نے پیادہ پا قدرے راہ طے کی تھی جب اس کا ایک نوکر آیا گھوڑے پر سوار ہوکر نکل گیا اور جب دہلی مین پہونچا چندروز قیام کرکے خیل وحشم فراہم کرکے سنبھل مین آیا اور محمد حسین میرزا اور شاہ میرزا اور شیرخان فولادی آٹھ ہزار سوار لیکر پٹن پہونچے اور احمد خان بارہہ کو قلعہ پٹن مین محاصرہ کیا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ ان کی دفع کے واسطے احمد آباد سے پٹن کی طرف متوجہ ہوا تھا جب پٹن کے پانچ کوس پر پہونچا مخالفین پیش قدمی کرکے جنگ مین مصروف ہوے اور حرب نہایت سخت واقع ہوئی جرانغار اور برانغار خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کی متفرق ہوئی لیکن خان اعظم نے قدم ثبات ہاتھ سے نہ دیا اس درمیان مین رستم خان اور مطلب خان آپ کو مطمئن کرکے دوبارہ حملہ آور ہوے اور سلک جمعیت محمد حسین میرزا اور تمام مخالفون کی شکستہ کرکے دکن کی طرف مفرور کیا اور جب سرکوب یعنے دمدمہ قلعہ سورت کے گرد تیار ہوا اہالی حصار نے امان چاہی اور قلعہ ملازمان درگاہ کے سپرد کیا اور بادشاہ کامیاب ہوکر احمد آباد گجرات کی طرف سوار ہوے ان دنون مین راجہ بہارجیو راجہ بگلانہ کہ سرحد دکن کے راجاؤن نامی سے تھا شرف الدین حسین میرزا کو جو اس سے دس برس پہلے ناگور سے بھاگ کر دکن مین گیا تھا بے اعتدالی کے سبب وہان بھی مجال توقف نہ پائی اور کوہستان بہارجیو سے چاہتا تھا کہ آپ کو محمد حسین میرزا کے پاس پہونچا دے گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا اور وہ بعد زدوکوب وذلت وخواری بسیار گوالیار کے قلعہ مین محبوس ہوکر مرگیا اور جنگیز خان کی والدہ خاقان اکبر سے اثناے طے مسافت مین سر راہ آکر حجاز خان حبشی کی جو اسکے فرزند کا قاتل تھا شکایت کرکے خون کی دعویدار ہوئی بادشاہ کہ بہانہ طلب تھا حجاز خان حبشی کو ہاتھی کے پانؤن کے نیچے ڈالکر قصاص مین پہونچایا اور ولایت گجرات یک قلم میرزا عزیز کوکہ کے خیل اور قرابتیون کو تقسیم کرکے اجمیر کے راستہ سے ماہ صفر کی دوسری تاریخ ۹۸۱ نوسو اکاسی ہجری مین مرکز دولت مین داخل ہوکر استقرار پایا اور ابراہیم حسین میرزا جب سنبھل مین پہونچا یہ خبر سنی کہ امراے پنجاب حسین قلیخان کے ہمراہ کوہستان پنجاب مین جاکر قلعۂ نگرکوٹ کو محاصرے مین رکھتے ہین اس سبب سے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا کہ جو وہ ولایت خالی ہے دست انداز ہوکر سندھ کے راستہ سے پھر آپ کو بھائیون کے پاس پہونچاوے اور حسین قلیخان قلعہ نگرکوٹ کا

محسوس ہوتا تھا سب محبوس ہوے اور شہر احمد آباد کہ آیہ کریمہ الذی لم یخلق مثلہا فی البلاد اس کی شان مین ہے
بے جنگ فتح ہوا جیسا کہ شاہان گجرات کے وقائع مین مرقوم ہوا ہے اور جو ابراہیم حسین میرزا بھروچ کی نواحی مین اور
محمد حسین میرزا حوالی سورت مین تھا عرش آشیانی ان کی دفع کے واسطے عازم ہوے اسوقت اختیار الملک کہ عمدہ
امراے گجرات سے تھا جون کی طرف بھاگا تب تمام امراے گجراتی بطریق حبشیان قید ہوے اور اسکے بعد جب سایہ
چتر فلک ساے بندر کھمبایت پر پڑا خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو احمد آباد گجرات کی حکومت عنایت فرمائی اور جب ابراہیم حسین میرزا
نے بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی تو رستم خان رومی کو اس خوف سے کہ مبادا بادشاہ کی ملازمت کیواسطے جاوے
قتل کیا اور چاہا کہ اردوے ظفر قرین کے چالیس کوس کے فاصلہ سے گذر کر پنجاب کی طرف جاوے اور فساد برپا کرے بہرحال
گئے یہ خبر عرش آشیانی کے سمع مبارک مین پہونچی خواجہ جہان اور قلیج خان کو شاہزادہ سلیم کی خدمت مین اردو کے انتظام کے
واسطے چھوڑا اور جمعیت قلیل سے ابراہیم حسین میرزا کی تنبیہ اور تادیب کو بطور تاخت روانہ ہوے اور دوسرے دن چالیس
سوار ہمراہ رکاب لیکر آب مہندری سے کہ قصبہ سترنال کے قریب واقع ہے پہونچے اور ابراہیم حسین میرزا جو ہزار سوار اپنے ہمراہ
رکھتا تھا نہ بھاگا اس مقام مین مقیم رہا اور بادشاہ نے ایک ساعت توقف کیا اس درمیان مین سید محمود خان بارہہ
اور راجہ بھگوانداس اور مان سنگھ اور شاہ قلیخان محرم اور سورجن رنتھنبور کا راجہ اور بھی دیگر امرا کہ سورت کیطرف تعین ہوے
تھے حسب الحکم اثناے راہ سے پلٹ کر مع ستر سوار ملازمت مین حاضر ہوے اور باوجود اسکے کہ اگر بادشاہ ایک لحظہ
صبر کرتا فوج فوج اور جہان جہان لشکر فراہم ہوتا عرش آشیانی تعجیل کر کے ایک جماعت کو کہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نہ تھی
ہمراہ رکاب لے کر ابراہیم حسین میرزا کی جنگ کے واسطے متوجہ ہوے اور مان سنگھ کو ہراول کیا اور آب سے عبور کر کے اس
قصبہ کے ظاہر مین غنیم سے کہ ہزار سوار ہمراہ رکھتا تھا مقابل ہو کر جنگ مین مشغول ہوے اور ابراہیم حسین میرزا نے
حملہ آور ہو کر تیر اندازون کو ہلاک کیا اور بادشاہ راجپوتون کے ہمراہ قلت فوج کے سبب ایسے مقام مین کہ دو طرف
اسکی دیوار زقوم یعنی تھوہر کی تھی ایستادہ تھے کہ تین سوار سے زیادہ اس مقام مین بہ پہلو ایک دوسرے کے
قیام نہ کر سکتے تھے اسوقت تین سوار لشکر مخالف سے شوخی کر کے جس مقام مین کہ بادشاہ ایستادہ تھے مارا مار آئے اور
راجہ بھگوانداس کہ آنحضرت کے قریب تھا شمشیر لے کر ان مین سے ایک کے مقابل ہو کر اسے منہزم کیا پھر دوسرے کی طرف
متوجہ ہوا اور بادشاہ نے کہ زقوم کے پیچھے ایستادہ ہو کر تیر اندازی کرتے تھے راجہ بھگوانداس کی مدد کے واسطے گھوڑے
کو جولان کیا دشمن آنحضرت کے صدمہ کی تاب نہ لا کر مع تیسرے رفیق کے مفرور ہوے اور راجہ بھگوانداس کے بھائی نے
اعدا پر تاخت کر کے داستان رستم اور اسفندیار کو طاق نسیان پر چھوڑا اور تنہا چند آدمیون کو خاک مذلت پر ڈالا اور داد دلیری
اور مردانگی دے کر خود بھی مقتول ہوا اسوقت بادشاہ مع تیر اندازون اور راجپوتون کے زقوم کے درمیان سے برآمد
ہوے اور ابراہیم حسین میرزا پر شیر ژیان کی طرح حملہ آور ہوے اور اقبال شاہی نے مدد کر کے ابراہیم حسین میرزا کو بے اس کے
کہ کام سیر تنگ ہوشے دشت ادبار کی طرف آوارہ کیا اور ابتداے پیدائش سے اس زمانہ تک معلوم نہین کہ کسی بادشاہ
نے ایسا کار نمایان کیا ہو کہ عالم عالم لشکر اور خیل خیل سپاہ کو چھوڑ کر خود ساتھ ایک جماعت قلیل کے ایسے دشمن قوی کے

للہ الحمد از پئے جاہ و جلال شہریار ؂ گوہر مجد از محیط عدل آمد در کنار ؂ عرش آشیانی ایفاے نذر کے واسطے جو فرزند کے بارہ مین کی تھی پیادہ پا اجمیر کی طرف روانہ ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی کی زیارت بجا لا کر دست زر فشان انعام و احسان مین کھولا اور دہلی کے راستہ سے شکار کنان معاودت کی اور اس عرصہ مین راجہ رام چند روالی قلعہ کالنجر کہ شیر شاہ اسکی فتح کی خواہش مین چلا تھا اور سلیم شاہ کے بعد پھر کفار کے تصرف مین آیا تھا قصبۂ چیتور سے ہراسان ہو کر وہ قلعہ بے جنگ بادشاہ کی نذر کیا اور محرم کی تیسری تاریخ ۹۷۸ھ نو سو اٹھتر ہجری مین پھر شیخ سلیم کے گھر مین بادشاہ کا فرزند تولد ہوا اور موسوم بمحمد مراد اور ملقب بہ پہاری ہوا اور اس سال بادشاہ دوبارہ اجمیر کی زیارت کے واسطے تشریف لے گئے اور شہر کے گرد ایک حصار پختہ اور سنگ سے بنا کر کے ناگور کی طرف گرم عنان ہوے اور چندرسین ولد مالدیو اور راے کلیان مل راجہ بیکانیر ملاقات کے واسطے آے اور پیشکش وافر پیش کیے بادشاہ راجہ کلیان مل سے بیٹی لے کر وہان سے شکار کنان قصبۂ اجودھن مین گئے اور شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہو کر دیپالپور آئے اور میرزا عزیز کوکہ وہان کے جاگیردار نے طوی دیگر پیشکش لائق گذرانی اور جب لاہور مین رونق افزا ہوئے حسین قلیخان ترکمان حاکم اس بلدہ کا بھی بدستور میرزا عزیز کوکہ کے پیشکش لائق نظر اقدس مین لایا اور بادشاہ غرۂ صفر ۹۷۹ھ نو سو اناسی ہجری مین حصار فیروزہ کی سیر کے واسطے تشریف لے گئے پھر اجمیر مین آئے اور شرائط زیارت بزرگوار بجا لا کر آگرہ کی طرف متوجہ ہوے اور اسوقت مین سکندر خان اوزبک کہ بنگالہ کے جنگلون مین سرگردان پھرتا تھا منعم خان المخاطب بخانخانان اسکو بادشاہ کی پابوسی کو لایا اور اسکے گناہون کا شفیع ہوا اس سال جو مقام سیکری آنحضرت پر مبارک ہوا تھا اس جگہ ایک شہر وسیع بنا فرمایا اور اسی عرصہ مین جب گجرات فتح ہوا تو اس کا نام فتح پور رکھا اس کا قصہ یہ ہوا کہ شہر صفر ۹۸۰ھ نو سو اسی ہجری مین جب ملک گجرات مین خلل اور فساد نہایت بہم پہونچا بادشاہ اس کی تسخیر کا عازم ہوا اور جب اجمیر مین گذر ہوا زیارت کر کے روح پر فتوح خواجہ سید حسن خنگ سوار سے کہ امام ہمام حضرت زین العابدین علیہ و علی آبائہ الکرام و اولادہ العظام آلاف التحیۃ والسلام کی اولاد سے استمداد کر کے خان کلان کو بہت اعزاز سے برسم ہراولی اس طرف روانہ کیا اور راے سنگھ کو جو دھپور کی حکومت پر کہ وطن مالدیو کا تھا مقرر کر کے خود بھی گجرات کیطرف روانہ ہوے اور ناگور کی دو منزل پر خبر پہونچی کہ چہارشنبہ کی شب کو ماہ جمادی اول سنہ مذکور مین شیخ سلیم قدس سرہ کے مکانمین شاہزادہ نیک خصلت دانیال پیدا ہوا آنحضرت نے لوازم خوشحالی پیش پہونچا کر اس مولود مسعود کا نام دانیال رکھا اور جب پٹن گجرات بادشاہ کا محل نزول ہوا شیر خان فولادی جو گجرات کے امراے کبار سے تھا بہ مشکل بھاگ کر نکل گیا ایک ہفتہ کے بعد سید احمد خان بارہہ پٹن کی حکومت پر مقرر ہوا اور رایات عالیات احمد آباد کی طرف متوجہ ہوے اور ابھی دو منزل طے نہ فرمایا تھا کہ سلطان مظفر گجراتی نے باتفاق میرزا ابو تراب جو شیرازی الاصل تھا اور اس کے باپ دادا نے گجرات مین اعتبار تمام پیدا کیا تھا ملازمت کے واسطے پہونچکر شرف بساط بوسی حاصل کی اور دوسرے دن اعتماد خان اور سید چاند خان بخاری اور اختیار الملک اور ملک اشرف اور وجیہ الملک اور الف خان حبشی اور حجاز خان حبشی اور بھی دیگر سرداران با تجمل و سامان تمام آستان بوسی سے سرفراز ہوے چونکہ حبشیون کے چہرۂ حال سے نفاق

خاکستر کیا اور جب آگ کی روشنی سے معلوم ہوا کہ انھون نے جوہر کیا ہے سپاہ اسلام اسی رات کو قلعہ کی طرف متوجہ ہوئی اور جب
کسی نے مزاحمت نہ کی قلعہ مین در آئے اور بادشاہ بھی صبح کے وقت ہاتھی پر سوار ہو کر مع جمیع امرا اور امیرزادونکے جو پیادہ
تھے قلعہ مین داخل ہوا اور ایک جماعت کفار متہور کہ منازل اور تنجا ہاے محکم مین در آئی تھی اس قدر لڑی کہ دوپہر تک
دس ہزار مرد سب قسم کے مارے گئے اور لشکر نصرت اثر سے سواے نصرت علی تواچی کے کسی شخص نے شہادت نہ پائی اور
تین دن کے بعد اس مقام کی حکومت آصف خان ہروی کے متعلق ہوئی اور خاقان اکبر نے منصور و مظفر ہو کر مراجعت فرمائی
اور اثناے راہ مین ایک شیر سہمناک درختون کے نیچے سے برآمد ہوا بادشاہ کے حکم سے کوئی اس کا مزاحم نہوا آنحضرت نے ایک
تیر چلّہ کمان مین جوڑ کر اس کے مارا شیر زخمی ہو کر پشتہ کے نیچے گیا اور ایستادہ ہوا بادشاہ نے دوبارہ بندوق کا دوگانہ مارا
زخم کاری نہ لگا شیر ہما کر آنحضرت کی طرف متوجہ ہوا اس حال مین ایک مرد شیر دل عادل نام نے فدائی کے مانند آپکو شیر تک
پہونچا کر مقابلہ کیا اتنے مین اور بھی جان نثارون نے آنکر شیر کو ہلاک کیا اور بادشاہ کی سلامتی پر لوازم شکر بجا لائے اور بادشاہ نے
جب آگرہ مین قیام کیا چند روز کے بعد یہ خبر سمع مبارک مین پہونچی کہ ابراہیم حسین میرزا اور محمد حسین میرزا چنگیز خان گجراتی
سے روگردان ہو کر مالوہ مین آگئے ہین اور اوجین کو محاصرہ کیا ہے بادشاہ نے قلیچ خان اندجانی اور خواجہ غیاث الدین
بخشی قزوینی کو ان کے دفع کے واسطے مقرر کیا میرزایان مزبور آب نربدہ کی طرف مفرور ہوے اور بدحواس
ہو کر آب سے عبور کر کے پھر گجرات کی طرف راہی ہوے اور شہر رجب ۹۷۶ نو سو چہتر ہجری مین عرش آشیانی
نے قلعہ رنتھنبور کے فتح کی عزیمت مین رایات ظفر آیات کو مرکز دائرہ خلافت سے حرکت دی اور جب شکار کنان
رنتھنبور مین نزول فرمایا راجہ سورجن نے چونکہ اس قلعہ کو کہ حجاز خان غلام سلیم شاہ سے خریدا تھا قلعہ بند ہو کر
مدافعہ مین قیام کیا اور افواج شاہی نے اس قلعہ کو چارون طرف سے محاصرہ کر کے راہ آمد و شد بند کی اور
بادشاہ کے حکم سے کوہ مدن پر جو قلعہ کے قریب ہے سرکوب بنا کر چند توپ اور ضرب زن اس پر لے گئے حالانکہ پہلے
ارتفاع کوہ کی جہت سے کوئی بادشاہ اتنی بلندی پر نہ لے گیا تھا اور جب توپ سر ہوتی تھی کتنے مکان خراب اور
مسمار ہوتے تھے راجہ سورجن عاجز ہو کر امان کا طلبگار ہوا اور مع اہل و عیال اپنے قلعہ سے نکل گیا اور حصار مع ذخائر
اور خزائن بادشاہ کے تصرف مین آیا اسکے بعد آنحضرت اجمیر کی طرف سوار ہوے اور خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ
کی زیارت سے مستفید ہوے اور بعدہ آگرہ مین تشریف لائے اور حضرت شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کی زیارت کو قصبہ سیکری
مین گئے چونکہ عرش آشیانی کے چند فرزند متولد ہو کر پیوند زمین ہوے تھے اور کوئی لڑکا باقی نہ تھا شیخ نے مژدہ فرزندان
طویل العمر کی ولادت کا دے کر خوشحال کیا قضارا اسی عرصہ مین آثار حمل ظاہر ہوا اور روز چہارشنبہ کی صبح کو شہر
ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۹۷۷ ہجری مین کوکب ولادت شاہزادہ سلیم نے بطالع چوبیس درجہ میزان بمقام سیکری
شیخ سلیم چشتی قدس سرہ کے مکان مین افق جاہ و جلال سے طلوع کیا اور خاقان اکبر نے اس موہبت عظمی کے شکرانہ
مین تمام قیدیون کو رہا کیا اور خواجہ حسین ثنائی نے ایک قصیدہ اس صنعت سے کہا کہ مصرع اول تاریخ جلوس
جلال الدین محمد اکبر بادشاہ اور مصرع ثانی مین تاریخ ولادت شاہزادہ جہانگیر کی ہے اور یہ مطلع اسکا ہے مطلع

قلعہ بند ہوا تھا کشتی مین سوار ہو کر گورکھپور کی طرف بھاگا ماہ محرم ۹۷۵ نوسو پچہتر ہجری مین ظفر اور منصور ہو کر آگرہ مین تشریف لائے اور چونکہ اس وقت تک رانا اودے سنگھ حضرت کے جادۂ اطاعت مین نہ آیا تھا باوجود سفر متواترہ بسبیل استعجال اس طرف روانہ ہوے جب قلعہ شیوپور مین پہونچے حاکم وہان کا قلعہ خالی کرکے اپنے صاحب سورجن راجہ رنتھنور کے پاس گیا بادشاہ نے اس حصار کو ملازمان درگاہ کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون کی طرف جو مالوہ کی سرحد مین ہے توجہ فرمائی اولاد سلطان محمد میرزا کہ قلعہ مندو پر متصرف تھی یہ خبر سنکر مضطرب ہوئی اور چونکہ ان دنون مین الغ میرزا فوت ہوا تھا باقی دیگر میرزایان بہ عجلت تمام گجرات کی سمت بھاگے عرش آشیانی مالوہ شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کے سپرد کرکے قلعہ کاکرون سے رانا کے دفع کے واسطے عازم ہوے اور رانا آٹھ ہزار راجپوت کار آزمودہ اور ذخیرہ بہت قلعۂ چیتور مین جو ایک پہاڑ پر واقع ہوا ہے چھوڑ کر خود مع اہل وعیال جاہاے قلب اور دشوار گذار مین گیا بادشاہ نے عازم تسخیر قلعہ چیتور ہو کر محاصرہ کیا اور پانچہزار نجار اور سنگ تراش اور لوہار اور نقاب یعنی سرنگ کھودنے والے اور مزدور اور بیلدار ساباط کے بنانیکے واسطے کہ مخصوص قاعدہ ہند ہے معین فرماے اور وہ ساباط اور حفر نقب کی تیاری مین مشغول ہوے اور ساباط عبارت ہے دو دیوار سے کہ بفاصلہ ایک تفنگ انداز کے بنیاد کرتے ہین اور تختون اور گاے کی کھال سے منڈھے ہوے توکرون کی پناہ مین ان دیوارون کو قلعہ کے قریب پہونچاتے ہین اور آتشباز اور نقاب ان دیوارون کے کوچہ وسیع سے بہ فراغ خاطر قلعہ کے نیچے آکر نقب کھودنے مین مشغول ہوتے ہین اور باروت نقب مین بھر کرکے اڑاتے ہین اور رخنہ قلعہ کی دیوار مین ڈال کر اسی راستہ ساباط سے لشکر وہان پہونچ کر قلعہ مین در آتے ہین القصہ جب دو ساباط تیار ہوئین اور دو نقب برجون کے نیچے پہونچین دونون کو باروت سے بھر کرکے ایکبارگی آگ دی حسب اتفاق ایک نقب نے جلد تر آگ پکڑی وہ برج اڑ گیا اور رخنہ عظیم ظاہر ہوا دو ہزار مرد اہل نبرد مسلح ہو کر جو کمین مین تھے بخیال اسکے کہ دونون نقب اڑنے سے رخنے قلعہ مین پڑے ہون گے ایکبارگی ساباطون سے قلعہ کی طرف دوڑے اور ایکہزار آدمی اس رخنہ پر پہونچکر راجپوتون سے ہم مصاف ہوے اور ایکہزار مرد نے جب دوسرے طرف رخنہ نہ دیکھا اس مین سے قدرے باہر آئے اور مردمان حصاری ان کے مدافعہ کے واسطے قیام کرکے عین جنگ مین تھے کہ ناگاہ اس برج کی نقب نے بھی آگ پکڑی اور برج اڑا اور اعضاء دوست ودشمن کے جابجا پریشان ہو کر ہر طرف گرے اور پندرہ امراے بادشاہی مثل سید جمال الدین بارہہ اور مردان قلی شاہ وغیرہ مع پانچ سو لشکر انتخابی ضائع ہوے اور اہالی قلعہ سے بھی ایک جماعت کثیر ہلاک ہوئی اور جب معاملہ ایسا ہوا سپاہیون نے اس رخنہ سے مجال قلعہ مین درآنے کی نہ پائی اس روز قلعہ فتح نہوا اور بعد اس واقعہ کے ایک ساباط اور تیار ہوئی ایک دن بادشاہ اس مقام مین کہ جہان ساباط تیار کی تھی لڑائی کی سیر کرتے تھے اور جیمل راجپوت کہ سردار اہالی قلعہ تھا اور رانا سے قرابت رکھتا تھا تمام دن قلعہ کے گرد اہتمام کے واسطے پھرا اور عشا کی نماز کے وقت خاص مورچہ بادشاہی پر آیا اور روشنی مشعل مین محسوس ہوا بادشاہ نے بندوق خاص کہ دست حق پرست مین تھی روشنی کی برابر رکھکر آگ دی اتفاقات حسنہ سے بندوق کی گولی جیمل کی پیشانی پر لگی کہ مرغ روح اس کا تڑپکر دار البوار مین پہونچا اور جب اہل قلعہ نے اپنے سردار کو مقتول دیکھا جنگ سے دست کش ہوے اور پہلے اسکی لاش جلائی اور اپنے منازل مین جاکر جوہر کیا یعنی تمام مال واسباب و عیال و اطفال کو جلاکر

مکر و حیلہ سے جانکر پروانہ کی ناگاہ صدا کوس اور نقارہ بادشاہی کی ان اجل رسیدگان کے گوش زد ہوئی سراسیمہ و بدحواس مجلس سے اٹھکر صف آرائی مین مصروف ہوے اور پہر دن چڑھے روز دوشنبہ غرہ ذی الحجہ ۹۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری مین آتش جنگ مشتعل ہوئی اور بابا خان قاقشال کہ ہراول بادشاہ کا تھا ایک جماعت کو کہ مخالفونکی طرف سے اسکے مقابلہ کو آئی تھی حملہ اول مین پسپا کرکے علی قلیخان کی فوج مین پہونچایا اور بہادر خان سیستانی نے اسوقت بابا خان قاقشال پر حملہ کرکے صف مجنون خان مین داخل کیا اور بہادر خان باوجود اسکے کہ اس تردد مین فوج اسکی بے ترتیب بھی ہوگئی تھی با صف مجنون خان پر حملہ آور ہوا اور آن واحد مین اس صف کو درہم برہم کرکے چاہتا تھا کہ فوج خاصہ بادشاہی پر بھی تاخت کرے اس درمیان مین ایک جماعت مردم معتبر نے کہ فوج شاہی کے آگے تھے مدافعہ کے واسطے قیام کیا اور بادشاہ خان اعظم میرزا عزیز کوکہ کو ردیف اپنا کرکے ہاتھی پر سوار تھے احتیاطاً فیل سے اترکر گھوڑے پر سوار ہوے لیکن کفران نعمت کی شامت نے اپنا کام کیا بہادر خان کا گھوڑا زخم تیر سے پانون سے گرا اور بہادر خان پیادہ ہوا اور ابھی یہ خبر بادشاہ کو نہ پہونچی تھی کہ وہ حضرت بنفس نفیس خود جنگ پر آمادہ ہوے فیلون کو بہیئت مجموعی علی قلیخان سیستانی کی افواج پر دوڑایا پہلے ایک فیل فیلان بادشاہی سے کہ جس کا ہیرانند نام تھا علی قلیخان کے لشکر کیطرف دوڑا اور فیل رودیانہ نام کو کہ مخالف کی طرف سے اسکے مقابل آیا تھا ایسی ٹکر ماری کہ فوراً زمین پر گرا اسوقت طرفین سے جوانون نے ہتھیار سنبھالے اور کارزار مین مشغول ہوے اور علی قلیخان کا آفتاب سعادت و کامرانی زوال کو پہونچا تھا اثناء حرب و ضرب مین ایک تیر علی قلیخان کے جسم مین لگا وہ اسکے نکالنے مین مصروف تھا کہ دوسرا تیر اسکے گھوڑے کے لگا وہ اس کے زخم سے ایسا تڑپا کہ علی قلیخان خانہ زین سے جدا ہوکر زمین پر آیا ایک اسکے متعلقین نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا وہ سوار ہوا چاہتا تھا ناگاہ نرسنگہ نام فیل اجل کی طرح اسکے سر پر پہونچا اور آن واحد مین اسے چیونٹی کی طرح پامال کیا سپاہ کو جب اس کا مرنا متحقق ہوا پانون قرار کا جگہ سے ہل گیا اور طریقہ فرار کا نا پا اسی حال مین نظر بہادر نام ایک شخص بہادر خان کو زندہ گرفتار کرکے بادشاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے اس سے فرمایا کونسی برائی تمھین پہونچی تھی کہ جس کے عوض تم نے تلوار ہم پر کھینچی بہادر خان نے خجالت اور ندامت سے جواب نہ دیا اتنا بولا کہ الحمد للہ آخر عمر مین حضرت کا دیدار کہ گناہون کا محو کرنے والا ہے میسر ہوا بادشاہ نے نہایت مروت سے حکم اسکی حراست اور محافظت کا صادر فرمایا لیکن جو کہ ابتک علی قلیخان خان زمان کا فوت ہونا ثابت نہوا تھا دولت خواہون نے اس کا زندہ رہنا مناسب نہ جانکر حضرت کی بے اجازت تہ تیغ کیا سچ ہے نظم بکفران نعمت دلیری کہ کرد ٭ کہ اسپ مرادش سکندر نخورد ٭ بہادر کہ بد رستم روزگار ٭ زکفران نعمت چنین گشت خوار ٭ اور ابھی ان دو بیتون سے کہ قاسم ارسلان کی طبع زاد ہین مستفاد ہوتا ہے کہ خان زمان بندوق کی ضرب سے ہلاک ہوا ابیات چو شد خان زمان یاغی و باغی ٭ ز شاہ اکبر کہ مثلش نیست دیگر ٭ تفنگ خوردہ ز عالم رفت و گردید ٭ بہادر گشتہ از گفت برادر ٭ برائے فتح شہ تاریخ جستم ٭ خرد گفتا مبارک فتح اکبر ٭ عرش آشیانی نے علی قلیخان خان زمان اور بہادر خان کا سر پنجاب اور کابل مین بھیجا اور جان علی اوزبک اور یار علی بیگ اور میرزا بیگ اور خوشحال بیگ اور میرزا شاہ بدخشی اور علی شاہ بدخشی وغیرہم کو کہ خان زمان کے توابع تھے گرفتار کرکے جونپور کی طرف سوار ہوے اور وہان کے لوگونکی عبرت کے واسطے انھین فیل مست سے پامال کرایا اور منعم خان المخاطب بخانخانان کو اس شہر کی حکومت عنایت فرمائی اور جو سکندر خان اوزبک کہ قلعہ اودہ مین

لیکن الغ میرزا سے دو فرزند رہے ایک سکندر سلطان اور دوسرا محمود سلطان اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے
سکندر سلطان کا الغ میرزا اور محمود سلطان کا شاہ میرزا نام رکھا اور تربیت مین انکے مساعی جمیلہ فرمائی اور محمد سلطان میرزا مع
تمام احفاد اکبر شاہ کے عہد جلوس مین پھر ہندمین آیا اور پرگنہ ادم پور سرکار سنبھل سے مدد معاش کی وجہ مین پایا اور حق تعالیٰ
نے عالم پیری مین اسے چار بیٹے اس پرگنہ مین عطا فرمائے محمد حسین میرزا و ابراہیم میرزا و مسعود حسین میرزا و عاقل میرزا اور یہ
چارون ابھی خرد سال تھے کہ بادشاہ نے تربیت کرکے سرحلہ امرا سے کیا اور بعد یورش جون پور رخصت لے کر سنبھل مین اپنی
جاگیرون پر گئے اور اس عرصہ مین کہ بادشاہ محمد حکیم میرزا کے دفع فساد کے لئے پنجاب کی طرف روانہ ہوے تھے اپنے
چچیرے بھائیون سکندر سلطان اور محمود سلطان سے جن کا لقب الغ میرزا و شاہ میرزا تھا متفق ہوکر عصیان پر کمر باندھی اور
ایک جماعت اراذل اور اوباش کو جمع کرکے دست اندازی کرنے لگے اس نواح کے جاگیردارون نے انھین مغلوب کرکے
ایسا پسپا کیا کہ مالوہ مین جاکر پناہ لی اور وہ علاقہ جو سردار صاحب وجہ دسے خالی تھا ان کے تصرف مین آیا اور منعم خان
المخاطب بخانخانان نے محمد سلطان میرزا کو سرکار سنبھل سے مقید کرکے قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور اس نے محبس مین قضا کی
اور اسی طرح سے علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان اور سکندر خان اوزبک اور دوسرے امرا نے محمد حکیم میرزا کے لاہور
مین آنے سے آگاہ ہوکر نقض عہد کیا اور اپنے کام کے خیال مین مصروف ہوے اور قنوج اور اودھ اور دوسری لائین
اور پرگنون پر قابض ہوکر جمعیت عظیم بہم پہونچائی عرش آشیانی لاہور سے انکی دفع کے واسطے بسرعت تمام آگرہ مین آئے
اور احضار لشکر کا حکم دے کر دو ہزار فیل اور لشکر بیشمار ہمراہ رکاب لیکر جونپور کی طرف متوجہ ہوے اور خان زمان نے کہ
سید یوسف مشہدی کو قلعہ سیرگڑھ مین محاصرہ کیا تھا یہ خبر سنکر اس جلدی مین جو گمان بادشاہ کے مراجعت کا نہ رکھتا تھا یہ
بیت پڑھی بیت سمند تند ور زین نعل او خورشید را ماند کہ از مشرق بمغرب رفت ویک شب درمیان ماند اور پاے قلعہ
سے اٹھکر بہادر خان سیستانی کے پاس کہ قلعہ کڑہ مانکپور مین مجنون خان قاقشال کو محاصرہ مین رکھتا تھا گیا عرش آشیانی
اس کا تعاقب کرکے اس طرف متوجہ ہوے اور رجب رائے بریلی کے پرگنہ مین پہونچے سُنا کہ علی قلی خان سیستانی
المخاطب بخان زمان آب گنگ سے عبور کرکے ارادہ مالوہ کا رکھتا ہے تاکہ محمد سلطان میرزا کی اولاد سے ملت پیدا کرکے
اس حدود پر متصرف ہووے اور اگر شاید کچھ مصیبت پہونچے تو شاہان دکن کے پاس پناہ گزین ہووے عرش آشیانی رات
کیوقت کڑہ مانکپور کے گھاٹ پر تشریف لائے جو کشتی حاضر نہ تھی فیل تیز بال سندر نام پر سوار ہوے ہر چند امرا مانع آئے
قبول نہ کیا اور متوکل علی اللہ آب قمار گنگ مین در آئے قضارا تائید سماوی اور اقبال عدو مال کی قوت سے دریا پایاب
ہوا ہاتھی کو احتیاج تیرنے کی نہوئی بادشاہ نے مع چند فیل دیگر اور سو سوار سے عبور کیا اور علی الصباح بے توقف علی قلیخان سیستانی
المخاطب بخان زمان کے اطراف اردو مین پہونچے اور اسوقت آصف خان ہروی اور مجنون خان مع جمعیت خوب بادشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوے علی قلیخان اور بہادر خان بادشاہ کے عبور کا گمان مردمان قلیل سے اس شب کو نہ رکھتے تھے تمام رات مے نوشی
اور ناچ دیکھنے مین مشغول رہے یہانتک کہ ایک شخص مردم بادشاہی سے انکے اردو مین جاکر باواز بلند پکارا کہ اے غافلو بادشاہ
تمہارے قصد مین آب سے عبور کرکے اجل ناگہانی کیطرح تمہارے سر پر پہونچا ہے انھون نے یہ خبر آصف خان ہروی اور مجنون خان کے

عرضداشت کی کہ بعد قتل ہونے شاہ ابو المعالی کے سلیمان میرزا نے خطبہ کابل کا اپنے نام پڑھایا اور میرزا سلطان نام
ایک شخص کو کابل مین اپنی طرف سے چھوڑ کر بدخشان گیا اور جو محمد حکیم میرزا نے میرزا سلطان کو کابل سے نکالدیا ہے اب
سلیمان میرزا لشکر فراہم کر کے چاہتا ہے کہ کابل مین جاکر پھر متصرف ہوں اگر اس وقت کمک عنایت ہووے عین
ذرہ پروری ہوگی بادشاہ نے فرامین فوراً بنام امرائے پنجاب اور محمد قلی خان حاکم ملتان کے اس مضمون سے
صادر فرمائے کہ جس وقت سلیمان میرزا قصد تسخیر کابل کرے اس طرف جاکر اس کی مزاحمت دفع کرو اور فریدون خان
کابلی کہ امرائے بادشاہی سے تھا اور محمد حکیم میرزا کا ماموں ہوتا تھا رخص ہوا کہ محمد حکیم میرزا کے پاس جاکر اس کا
ممد اور معاون ہو لیکن قبل فرامین پہونچنے کے سلیمان میرزا کابل مین آنکر قلعہ کو محاصرہ کر چکا تھا اور محمد حکیم میرزا
جو تاب مقاومت نہ رکھتا تھا بھاگ کر نیلاب مین آیا فریدون خان نے آب نیلاب کے ساحل پر محمد حکیم میرزا سے ملاقات
کی اور اسکے بعد اظہار کیا کہ بادشاہ علی قلیخان المخاطب بخان زمان اوزبکوں کے خرخشہ مین گرفتار ہے اور فرصت لاہور
مین آنے کی نہین رکھتا مناسب یہ ہے کہ لاہور مین جاکر متصرف ہو اور امرائے پنجاب کو اپنا شریک کر کے خوب ترو جہ سے
سلیمان میرزا کی مضرت دفع کرو اور محمد حکیم میرزا فریب کھاکر لاہور کی طرف روانہ ہوا اور قطب الدین محمد خان اتکہ اور
میر محمد خان اور بھی دیگر امرا لاہور مین متحصن ہوکر درپے مدافعہ ہوے اور محمد حکیم میرزا مہدی قاسم خان کے باغ مین مقیم ہوا
ہرچند سعی کی کہ امرائے پنجاب اسکے شریک ہوں یہ صورت آئینہ وقوع مین جلوہ گر نہوئی بادشاہ نے علی قلیخان خانزمان
کی مہم کو تعویق مین ڈالکر آگرہ منعم خان خانخانان کے سپرد کیا اور ماہ جمادی الاول کی چودھوین تاریخ ۹۷۴ھ نوسو چوہتر ہجری
مین بسرعت تمام لاہور کی سمت متوجہ ہوے اور ابھی سرہند سے آگے نہ بڑھے تھے کہ خبر لاہور مین پہونچی ایکبارگی شادیانہ کے
نقارے بجانے لگے میرزا کہ خواب استراحت مین تھا بیدار ہوا اور سبب شادیانہ بجانے کا استفسار کیا انھون نے جواب دیا
کہ جو بادشاہ بسبیل استعجال قریب آیا ہے اس لیے شادیانہ بجاتے ہین میرزا نے تصور کیا شاید بادشاہ لاہور کے نزدیک
پہونچا ہوبے توقف سوار ہوکر ایسا گرم عنان ہوا کہ کابل تک پیچھے پھر کر نہ دیکھا اور جب موسم سرما پہونچا سلیمان میرزا
کابل سے بدخشان گیا اور وہان کی حکومت غنیمت جانکر قناعت کی اور بادشاہ لاہور مین تشریف لائے اور اس
حدود مین بہ شکار قمرغہ مشغول ہوے وزیر خان شکارگاہ مین شرف ملازمت سے مشرف ہوا اور آصف خان کے
عفو جرائم کی درخواست کی عرش آشیانی نے اسکے فرد جرائم پر قلم عفو کھینچا اور اسکی تقصیرات سے درگذر کر کے وزیر خان کو
پنجہزاری کیا اور حکم فرمایا کہ آصف خان ہروی باتفاق مجنون خان قاقشال کڑہ مانکپور مین استقامت کر کے اس
حدود کے محافظت مین سرگرم رہے اور جس دم رایات عالیات عازم پنجاب ہوے محمد سلطان میرزا کی اولاد اور احفاد
نے مصدر اعمال ناشائستہ اور مرتکب افعال نابائستہ ہوکر قسم قسم کے فساد برپا کیے اور نسبت محمد سلطان میرزا کی باپ
کی طرف سے ساتھ امیر تیمور گورکان کے پہونچتی ہے چنانچہ واقعات بابر ظہیر الدین محمد شاہ مین تحریر ہوئی اور مان اس کی
سلطان حسین میرزا کی دختر ہے اور نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے عہد مین حرام خواریان کر کے مقرون بعفو ہوئی اور الغ میرزا
بڑا بیٹا اس کا کابل مین جنگ ہزارہ مین مقتول ہوا اور شاہ میرزا اس کا چھوٹا بیٹا قضائے الٰہی اور اجل طبعی سے فوت ہوا

مین بھیجکر التماس عفو جرائم کی ہی اس قدر صبر کرو کہ جواب پہونچے میر معز الملک نے اس بات کو قبول نہ کیا اور صفین جنگ
کی آراستہ کین اور سکندر خان اوزبک کو کہ ہراول تھا مغرور کر کے اسکے ہمراہیون سے بیشمار قتل کئے بہادر خان سیستانی
کہ اس وقت تک اپنی فوج مین ایستادہ تھا تاخت لے جاکر افواج بادشاہی کو زیر و زبر کیا اور میر معز الملک
قنوج کی طرف مفرور ہوا اور غنیمت وافر بہادر خان سیستانی کے سپاہیون کے ہاتھ آئی اور جب صبح ہوئی عرش آشیانی
جونپور کو علی قلی خان سیستانی کی والدہ کو معاف کر کے قلعہ چنار اور بنارس کی سیر کو سوار ہوے اس وقت علی قلیخان
المخاطب خان زمان سکندر خان اوزبک کے اغوا کے باعث آب گنگ سے عبور کر کے غازی پور مین آیا اور
وہان سے اکثر پرگنات پر قابض اور متصرف ہوا بادشاہ نے علی قلی خان خان زمان کو مخاطب اور معاتب کر کے
حکم فرمایا کہ اشرف خان جونپور کی طرف جاکر علی قلی خان خان زمان کی والدہ کو محبوس کرے اور خود لطور
ایلغار غازی پور کی طرف روانہ ہوے اور علی قلی خان خان زمان پہاڑون کے دامن مین کہ جنگل نہایت پر درخت
تھا بھاگا اور بہادر خان باتفاق سکندر خان و ابراہیم خان اوزبک شب کو بہ سبیل استعجال جونپور مین آیا اور زینہ لگا کر
قلعہ پر چڑھ کر اپنی والدہ کو رہا کیا اور اشرف خان کو مقید کر کے بنارس کی طرف روان ہوا عرش آشیانی یہ خبر سنکر
جونپور مین رونق افزا ہوے اور احضار لشکر اور سپاہ ممالک محروسہ کے واسطے حکم دیا خان زمان خائف اور ہراسان
ہو کر دوبارہ بعجز و زاری پیش آیا اور یہ بیت عریضہ مین لکھی بیت بدین امید ہاے شاخ در شاخ چو کرم ہاے تو مارا کرد گستاخ
اور بادشاہ اس سبب سے کہ بہادر خان سیستانی کو عہد طفلی سے بھائی کہتے تھے اور علی قلیخان خان زمان کو بھی خدمات سابقہ
کے سبب سے بہت دوست رکھتے تھے اور نہین چاہتے تھے کہ یہ بالکل تباہ اور برباد ہون دوبارہ انکے گناہ معاف
فرمائے اور جاگیرین انکی بدستور سابق مقرر اور بحال رکھین بیت گرچہ میگفت کہ زارت بکشم میدیدم چو کہ نہانش نظرے با من
دل سوختہ بود بود القصہ ایک ملوک پیشین کہتا تھا کہ اگر خلائق جانین کہ مجھے عفو جرائم مین کیسی لذت حاصل ہوتی ہی تو گناہ
کے سوا کوئی تحفہ اور ذریعہ میرے قرب کا نہ کرین فی الواقع مصرع در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست چو عرش آشیانی نے
بعد عفو کے تکلیف احضار فرمائی خان زمان کثرت تجالت کو عذر مانع حضوری کر کے عرض گذار ہوا کہ جبوقت آنحضرت
بخیر و سعادت تشریف شریف دار السلطنت مین ارزانی فرمائینگے بندہ مع برادر سر سے قدم کر کے آستان بوسی کیواسطے
حاضر ہوگا آنحضرت نے عذر اس کا پذیرا کر کے اس سے قسم لی اور دار السلطنت آگرہ کیطرف عازم ہوے اور بعد نزول
مہدی قاسم خان کو مع چار ہزار سوار آصف خان ہروی کی دفع اور حکومت گڑھہ کے واسطے روانہ فرمایا اور علی قلیخان
المخاطب بخان زمان نے کہ اسی طرح سے دل مین ارادہ مخالفت اور مخاصمت رکھتا تھا آصف خان ہروی کو اپنی طرف جونپور
مین کھینچا اور آصف خان علی قلیخان کے نخوت و تکبر سے عاجز آیا اور تھوڑے دنون کے بعد اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ گڑھہ کی طرف
بھاگا اور بہادر خان سیستانی نے پیچھا کر کے آصف خان ہروی سے مقابلہ کیا اور اسے مغلوب کر کے دستگیر کیا وزیر خان
نے فرصت دیکھکر مع فوج ہمراہی بہادر خان پر تاخت کی اور اس کو منہزم کر کے اپنے بھائی ادہموے کو رہا کیا اور دونون
متفق ہو کر گڑھہ کی طرف روانہ ہوے اور اس مقام مین قیام کیا اور درمیان اس حال کے ایلچیان محمد حکیم میرزا نے آن کر

ہوئی اور آصف خان قلعہ چوراگڑھ مین کہ مسکن رانی کا تھا گیا اور رانی کا فرزند خورد سال جو قلعہ مین تھا ہجوم کیوقت آدمیونکے
ہاتھ پانوٴن سے پامال ہوکر ہلاک ہوا اور جواہر اور تماثیل طلائی اور مرصع اور اشیاے نفیسہ کہ سرداروں کی سرکار مین
ہوتا ہے اور ایک سو عدد دیگین مسی کہ اصطلاح ہند مین اس کو کنکال کہتے ہین مملو اشرفی طلاے احمر سے آصف خان
کی سرکار مین داخل ہوئین اور آصف خان نے ایک ہزار اور پانچ سو فیل مین سے کل تین سو زنجیر فیل بادشاہ کیواسطے بھیجے
اور دوسری چیزون کا مذکور درمیان مین نلایا عرش آشیانی شکار کرتے ہوے جب ولایت گڑھ مین داخل ہوے باد ہاے
مخالف اور ہوا کی گرمی سے بیمار ہوکر آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور جب فہمایش اشرف خان منشی اور لشکر خان بخشی نے
قوم متمرد مین اثر نہ کیا بادشاہ کے حکم کے بموجب شاہم خان جلایر اور شاہ بداغ خان اور محمد امین خان دیوانہ وغیرہ کہ اسطرف
کے جاگیر دارون مین سے تھے سکندر خان اور ابراہیم خان اوزبک کے دفع کے واسطے متوجہ ہوے اور ہنگام جنگ
جب بہادر خان سیستانی مخالفون کی کمک کو پہونچا شاہم خان جلایر منہزم ہوا محمد امین دیوانہ اور شاہ بداغ خان دستگیر
ہوے عرش آشیانی نے حقیقت حال پر واقف ہوکر منعم خان خانخانان کو مع لشکر عظیم برسم منقلای روانہ کیا اور خود بھی
سنہ ۹۷۳ نوسو تہتر ہجری مین اس طرف متوجہ ہوے اور جب قنوج مین پہونچے افواج سے جدا ہوکر سکندر خان اوزبک
کے سر پر کہ لکھنوتی مین تھا تاخت کی سکندر خان اوزبک خبر پاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے پاس بھاگا اور علی قلیخان
اور بہادر خان سیستانی نے ترہن گھاٹ پر جاکر آب گنگ سے عبور کیا اور بادشاہ جونپور مین تشریف لائے آصف خان
ہروی نے حلقہ اطاعت کا زیب گوش کیا اور مجنون خان قاقشال جاگیر دار کڑہ مانکپور کے ذریعہ سے ملازمت مین پہونچکر
سرفراز ہوا اور بعد چند روز کے آصف خان سیستانی کہ پانچ ہزار سوار خاص رکھتا تھا امراے معتبر کی جمعیت سے
مخالفون کے دفع کے لیے مقرر ہوا اور آصف خان گھاٹ ترہن پر جاکر علی قلیخان المخاطب بخان زمان کے لشکر کے مقابل
فروکش ہوا اور ساتھ اسکے زبان اور دل ایک کرکے لیت و لعل مین اوقات گذاری کرتا تھا بادشاہ نے اس حال سے
خبردار ہوکر جاگیر اسکی تغیر کی اور آصف خان آدھی رات کو اپنے بھائی وزیر خان کے ہمراہ اردو سے گڑھ کیطرف روانہ ہوا
عرش آشیانی نے منعم خان خانخانان کو اس لشکر کی سپہ سالاری کے واسطے بجاے آصف خان ہروی کے روانہ کیا
اور علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے سکندر خان اوزبک اور بہادر خان سیستانی کو درمیان دوآب کے بھیجا کہ آگرہ تک
تاخت کرکے اس حدود مین خلل ڈالین بادشاہ بداغ خان اور اسکے فرزند مطلب خان اور اقبال خان لنگ اور حسین خان
اور سعید خان اور راجہ ٹوڈرمل اور محمد امین دیوانہ اور محمد خان افغان سور اور محمد معصوم خان اور لشکر خان بخشی کو
بسرداری میر معز الملک کے کہ اکابر سادات مشہد مقدس طوس سے تھا سر راہ بہادر خان سیستانی کے بھیجا اس وقت
علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے منعم خان خانخانان کو اپنے گناہونکا شفیع کرکے اپنی والدہ اور ابراہیم خان اوزبک
کو کہ بجاے عم بزرگوار کے جانتا تھا مع فیلان نامی درگاہ مین بھیجا عرش آشیانی مقام عفو مین ہوے اور جونپور بھی
جو سابق انکی جاگیر مین تھا مقرر رکھا لیکن میر معز الملک بہادر خان سیستانی اور سکندر خان اوزبک کے پاس پہونچ کر
درپے جنگ تھا کہ بہادر خان نے پیغام کیا کہ میرے بھائی علی قلیخان المخاطب بخان زمان نے والدہ کو بادشاہ کی خدمت

مین بطور یلغار منڈو کی طرف روانہ ہوے اور محمد قاسم خان نیشاپوری جاگیر دار سارنگپور ملازمت کے واسطے حاضر ہوا
اور جب بادشاہ اجین مین وارد ہوے عبد اللہ خان اوزبک متوہم ہو کر مع کوچ و اسباب گجرات روانہ ہوا اور بادشاہ
نے بجلیس کوس اسکے تعاقب مین تاخت فرمائی اوزہراول بادشاہی عبد اللہ خان کے سر پر پہونچا جب کام اسپر تنگ
ہوا پلٹ کر جنگ کی اور غالب آنکر بفراغ خاطر گجرات گیا اور بادشاہ نے منڈو مین جاکر بادشاہان خلجیہ کی عمارات کی سیر
کی اور میران مبارک شاہ فاروقی والی برہان پور نے بعد اظہار اطاعت و اخلاص اپنی بیٹی بادشاہ کو دی اسوقت منڈو
کی مسند حکومت قرا بہادر خان کو مرحمت فرمائی اور رایات جلال دار السلطنت آگرہ کی طرف متوجہ ہوے اور قریب قلعہ
میری کلارس کے ایک غول ہاتھی کا کہ اسمین ایک ہاتھی مست اور کوہ پیکر تھا نظر آیا سپاہیان فرمان کے موافق اسے قلعہ
سیری کلارس مین ہانک لائے اور فیل مست دیوار قلعہ توڑ کر صحرا کی طرف راہی ہوا اور جسوقت کہ ایک فیل فیلان خاصہ سے
اسکے سر راہ لے گئے فیل وحشی جنگ کیواسطے ایستادہ ہو کر گرفتار ہوا اور ۹۷۲ نوسو بہتر ہجری مین خواجہ معظم برادر اعیانی
جولی بیگم نے کہ ماموں بادشاہ کا ہوتا تھا بے اعتدالی کے سبب گرفتار ہو کر قید مین وفات پائی اور اسی سال قلعہ آگرہ کہ
خشتی تھا اسمار کیے سنگ سرخ سے بنا رکھی اور چار برس مین تیار ہوا اور بعد قضیہ عبد اللہ خان اوزبک کے ایسا عوام کی
زبانون پر جاری ہوا کہ بادشاہ امراے اوزبک سے رنجیدہ ہو کر سب کو معزول اور مخذول فرماویگا اس سبب سے سکندر خان اوزبک
اور ابراہیم خان اوزبک وغیرہ نے کہ بہار اور جونپور کے جاگیر دار تھے سر اطاعت سے پھیرا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان
اور بہادر خان سیستانی اگرچہ انکی مان اصفہانی اور خود عراق زادی تھے لیکن چونکہ مورث اعلی انکے اوزبکون کے گروہ سے تھے اور
بھی گناہان سابق سے ایک توہم اور ہراس رکھتے تھے آپ کو اوزبکون کے سلک مین منتظم کر کے سردار طائفہ باغیہ کے ہوے
اور آصف خان ہروی کہ انکی جوار مین جاگیر رکھتا تھا وہ بھی قضیہ خزائن کے سبب سے انکا شریک ہوا اور تیس ہزار سوار
جرار سے علم مخالفت بلند کیا اور جسقدر ممالک پر کہ ممکن ہوا متصرف ہوے عرش آشیانی کہ تعجیل مہمات مین جازم رکھتے تھے
اس مقولہ سے ایک حرف زبان پر نہ لائے اور شکار کے بہانہ سے مذکو مین نرور گڑھ کی طرف نہضت فرمائی اور شکار مین مشغول
ہوے اشرف خان منشی کو سکندر خان اوزبک کے پاس بھیجا تو اسے تسلی اور دلاسا دیکر حضور مین حاضر کرے اور لشکر خان بخشی کو
آصف خان ہروی کے پاس روانہ کیا کہ جملہ خزائن اور غنائم سے جو کہ لائق سرکار ہو لیکر بازگشت کرے اور تنزل انکی کیفیت یہ ہے
کہ آصف خان ہروی جب امراے پنجہزاری ہوا ولایت کڑہ اور مانکپور جاگیر پائی اور ہمسائگی کے سبب عازم تسخیر گڈھہ کہ وہ
کبھی بادشاہ اسلام کا مسخر نہوا تھا اور ایک عورت مسماۃ رانی درگاوتی کہ صورت اور سیرت مین آراستگی تمام رکھتی تھی اس
ولایت کی حاکم تھی آصف خان ہروی نے چند مرتبہ لشکر اس حدود مین بھیجکر خرابی مین کچھ تقصیر نہ کی اور آخر کو خود پانچ چھ ہزار
سوار اور پیادے بیشمار لیکر ولایت گڑھہ مین گیا اور رانی نے بھی مع ایک ہزار اور پانچ سو فیل اور آٹھ ہزار سوار و پیادے سے
مقابلہ کیا اس صورت مین جنگ عظیم واقع ہوئی ناگاہ ایک تیر رانی کی آنکھ مین لگا تردد سے باز رہی اور پاس ناموس سے
کہ مبادا گرفتار اور دستگیر ہوئے دل جان سے اٹھا کر فیلبان سے خنجر لیا اور اپنے تئین ہلاک کر کے نام اپنا جریدۂ عالم مین
ثبت کیا اور عروس ملک کہ ہر روز ایک شوہر کے آغوش مین اور ہر شب دوسرے کے عقد مین جاتی ہے آصف خان کے ہم آغوش

سال خواجہ معین میرزا شرف الدین حسین کا باپ کہ خواجہ ناصر الدین عبید اللہ کا نواسہ تھا ترکستان سے لاہور کی طرف
آیا میرزا شرف الدین حسین حکم اقدس کے بموجب لاہور گیا اور ہمراہ باپ کے آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور بادشاہ خود اسکی
پیشوائی کو سوار ہوے اور آگرہ مین لائے اس درمیان مین میرزا شرف الدین حسین توہم کو اپنے دلمین راہ دیکر اجمیر کی سمت
بھاگا اور جب اسکے جانے سے ایک غلل اس نواح مین پیدا ہوا حسین قلیخان ذوالقدر بیرم خان ترکمان کے بھانجے کو ناگور کی
حکومت پر مقرر فرمایا اور میرزا نے اجمیر کو اپنے ایک معتمد کے سپرد کر کے جالور کی طرف کہ گجرات کی سرحد ہے گیا اور حسین قلیخان ذوالقدر
نے اجمیر کو صلح سے لیا اور شاہ ابو المعالی کہ حبس شاہ سے نجات پا کر مکہ معظمہ کی طرف گیا تھا اس وقت وہان سے پلٹ کر
میرزا شرف الدین حسین کا شریک ہوا اور اسکے اشارہ سے ۹۷۱ھ نوسو اکہتر ہجری مین نارنول مین آن کر دست اندازی کی
حسین قلیخان ذوالقدر نے احمد بیگ اور یوسف بیگ کو کہ اسکے ملازمین سے تھے شاہ ابو المعالی کے تعاقب مین روانہ کیا اور
خود میرزا کی دفع کیواسطے گرم عنان ہوا شاہ ابو المعالی اثناے کوچ اسی جگہ کمین گاہ مین جا بیٹھا اور جب احمد بیگ اور یوسف بیگ
اسکے روبرو آئے شاہ ابو المعالی نے حملہ کر کے دونون کو قتل کیا اور خاقان اکبر نے کہ منوہر پور مین شکار مین مشغول تھے یہ خبر سنکر
ایک جماعت امرا کو اسکے تدارک کے واسطے تعین فرمایا اور شاہ ابو المعالی پنجاب گیا اور وہان سے محمد حکیم میرزا کے پاس کابل مین
پہونچا اور یہ بیت پڑھی بیت ما درین درنہ پے حشمت و جاہ آمدہ ایم ۔ از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم محمد حکیم میرزا نے اپنی
ہمشیرہ کو اس کے عقد نکاح مین دیا اور اسے صاحب جاہ و حشم کیا اور ابو المعالی کابل کی بادشاہی کے خیال مین مبتلا ہو اپنی
اپنی خوش دامن کو جو ملک کی صاحب اختیار تھی جبر و درشتی سے اپنے مکان مین لا کر قتل کیا اور میرزا کی عنان دولت کہ خردسال تھا
اپنی ہتھیلی مین لایا تاکہ بتدریج اسے بھی خارج کرے اور سلیمان میرزا نے کابل مین آنکر شاہ ابو المعالی کو بعد جنگ گرفتار کر کے ہلاک
کیا القصہ میرزا شرف الدین حسین نے جب ابو المعالی کے مفرور ہونے سے اطلاع پائی جالور سے بھاگ کر احمد آباد گجرات مین گیا
اور بادشاہ شکار سے فارغ ہو کر جب شہر دہلی مین داخل ہوئے اور بازار چوپڑ مین پہونچے قتلق فولاد کہ میرزا شرف الدین حسین
کے غلامون سے تھا بادشاہ کے قتل پر آمادہ ہوا جب بادشاہ اپنی دائی ماہم انکہ کے مدرسہ کے قریب پہونچے تو ازدحام مین
اس غلام نے ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کھنی کو توڑا اور ہاتھ کو بلند کر کے دھر کھینچا لوگون کو گمان ہوا کہ کسی جانور کو ہدف تیر
قضا کیا چاہتا ہی پھر اس نے ہاتھ نیچا کر کے بادشاہ کی طرف کہ فیل پر سوار تھے پھینکا اور تیر نیچا حضرت کے شانہ مین لگا
اور ایک بالشت گوشت مین در آیا لیکن ابھی تیر شانہ مین تھا کہ قتلق فولاد کو بضربت ہاے شمشیر و خنجر پارچہ پارچہ
اور پرزے پرزے کر کے خاک مذلت پر ڈالا اس کے بعد تیر برآوردہ کر کے حضرت کو قباے پنبہ دار پہنائی اور بادشاہ
کچھ اضطراب نہ فرما کر اسی طرح فیل پر سوار دولت خانہ کی طرف تشریف لے گئے اور حکیم عین الملک گیلانی نے جو معالجہ
مین عیسی نفس تھا تداوی مین کلیم اللہ کی طرح ید بیضا دکھا کر ایک ہفتہ مین آثار صحت ظہور مین پہونچائے اس کے بعد
بادشاہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوے اور آصف خان ہروی کو کڑہ اور مانکپور کی حکومت پر روانہ کیا اور خود بدولت و اقبال
افیال کے شکار کو قلعہ نرور کی جانب سوار ہوئے اور فیلون کی گرفتاری مین تصرفات اور اختراعات کیے اور چونکہ
عبد اللہ خان ازبک حاکم مالوہ نے ہاتھی کثرت سے بہم پہونچا کر بادشاہ کے واسطے نہین بھیجے تھے جریدہ موسم برسات

به لباس آسائش بام کے کنارے جلوہ گر ہوے جو ہین حضرت کی نگاہ خان اعظم شمس الدین انکہ مقتول پر پڑی آتش غضب حضرت کے دماغ مین بھڑکی اور شمشیر خاصہ لیکر اس محل پر کہ ادہم خان انکہ کھڑا تھا آئے اور ادہم خان سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ تونے خان اعظم کو کس واسطے قتل کیا ادہم خان نے دوڑ کر بادشاہ کے دونون دست حق پرست پکڑے اور عاجزی کرنے لگا بادشاہ اس بے ادبی سے زیادہ تر غضبناک ہوے اور اپنے ہاتھ چھوڑا کر ایسا گھونسا اسکے منہ پر مارا کہ بیہوش ہوکر گر پڑا اسوقت بادشاہ کے حکم کے موافق اس کوٹھے سے کہ بارہ گز بلند تھا اسے نیچے گرایا اور جو ابتک ایک رمق جان اسمین باقی تھی حسب حکم دوبارہ اسے کوٹھے پر بیجا کر ایسا گرایا کہ اسکا کام تمام ہوا ماہم انکہ نے اپنے فرزند کی لاش دہلی مین بھیجکر مدفون کی اور خود بھی قرین حزن و الم ہوکر چالیس دن مین مرگئی اور انکہ بفتح حرف اول و ثانی تائے منقوطہ فوقیہ ترکی مین دودھ پلائی کے شوہر و اسکے قرابتیون کو کہتے ہین اور انکہ بانون مرضعہ یعنے دودھ پلانے والی کو کہتے ہین اور کوکہ برادر رضاعی کا نام رکھتے ہین و منعم خان کہ ادہم خان کا محرک تھا کابل کی طرف کہ اس کا چچیرا بھائی وہان کا حاکم تھا بھاگا اور میر منشی جاگیردار پرگنہ سورت نے اسے گرفتار کرکے درگاہ مین بھیجا بادشاہ نے اس کی خطا معاف فرمائی اور اس کی عزت و توقیر مین نظر توجہات مبذول رکھی اور خطاب اور منصب انکہ خانی خان اعظم کے بڑے بیٹے کو کہ میرزا عزیز کو عنایت فرمایا اور پایہ اس کی دولت کا بلند کیا۔ کہتے ہین گروہ گھکران کا جو ہمیشہ دودمان تیموریہ کی اطاعت کرتے تھے شیر شاہ نے چند مرتبہ لشکر ان کی ولایت پر بھیجکر بہت خرابی کی اور جب اطاعت نہ کی خود اس جماعت کے سر پر جاکر سارنگ خان اس قبیلہ کے سردار کو بمکر و حیلہ دستیاب کرکے قتل کیا اور اس کے فرزند کمال خان کو ہمراہ لیجاکر قلعہ گوالیار مین محبوس فرمایا اسکے بعد سلطان آدم گھکر برادر سارنگ خان گھکر حاکم اپنی قوم کا ہوا اور بدستور سابق افغانونکی مخالفت مین کوشش کرتا تھا جب سلیم شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا اسنے بھی اس ولایت پر چڑھائی کی اور گھکرون نے باقسام حیلہ افغانونکو ایسا عاجز اور تنگ کیا کہ لوگ بدشواری اردو سے نکلتے تھے اور جو شخص لشکر گاہ سے برآمد ہوتا تھا گھکر اسے گرفتار کرکے قندھار اور کابل اور بدخشان کی طرف بھیجتے اور فروخت کرتے تھے اور جو کبھی انکے دل مین ترس اور ترحم آتا تھا تو اسے اردو کے لوگونکے ہاتھ قیمت کامل کو بیچتے تھے سلیم شاہ نے بمشکل تمام انکی ولایت کو تاخت و تاراج سے خراب اور ویران کیا اور امرائے پنجاب کو انکے اخراج اور بیخ اکھاڑنے کے واسطے مقرر کیا اور خود دارالسلطنت گوالیار مین آیا اور حکم کیا کہ ایک مکان مین باروت بچھاکر اور تمام گھکرون کو جو کہ قید مین تھے لیجا کر اور آگ دیکر اڑادو چنانچہ اسی طریق سے انھین ہلاک کیا لیکن کمال گھکر حافظ حقیقی کے حکم سے اسی مکان کے ایک گوشہ مین جا قائم رہا کسی طرح اسے ضرر نہ پہونچا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر کمال خان گھکر کو طلب کیا اور متابعت کے بارہ مین قسم دیکر پنجاب کی رخصت دی چنانچہ کمال خان باتفاق امرائے پنجاب ولایت گھکران کی تسخیر مین سائی تھا کہ سلیم شاہ فوت ہوا اور جب ہمایون بادشاہ ملک پنجاب مین داخل ہوا تو ملازمت کرکے خدمات پسندیدہ بیش بجا لایا اور اکبر شاہ کے عہد مین کرہ اور مانکپور جاگیر پائی اور خان زمان کی لڑائی مین آثار شجاعت ظہور مین پہونچائے اس سبب سے حکم ہوا کہ امرائے پنجاب سلطان آدم گھکر کو دفع کرین جو ہمایون بادشاہ کی اطاعت مین نہ آیا تھا اور کمال خان گھکر کو قائم مقام اس کا کرین امرائے پنجاب نے سنہ مذکورہ مین باتفاق کمال خان گھکر ولایت گھکران پر متصرف ہوکر سلطان آدم گھکر کو زندہ دستگیر کیا اور کمال خان گھکر کو اس قبیلہ سرکش کا حاکم بنایا اور اس

قتل ہوئے اور دیو نداس زخمی ہوا جب آمین قوت سواری کی نہ رہی سر اس کا کاٹ کر معرکہ سے باہر لیگئے اور چند سال
کے بعد ایک شخص نے جوگیون کے لباس مین دعوی کیا کہ مین دیو نداس ہون بعضون نے قبول کیا اور بعضون نے تکذیب کی
یہانتک کہ وہ بھی ایک معرکہ مین مارا گیا میرزا شرف الدین حسین قلعہ پر متصرف ہوئے اور فتحنامہ درگاہ مین ارسال کیا ملا پیر محمد المخاطب
بہ پیر محمد خان کہ سردار صاحب داعیہ تھا شادی آباد مندو کو مقام قرار اور آرام اپنا کیا اور مالوہ کے میدان کو ایکبارگی خار
تعرض متعلقان باز بہادر سے مصفا کیا اور بیجا نگر کا قلعہ مستحکم کہ متعلق مالوہ سے ہی بجبر و قہر لیکر وہان کے سپاہیون کو تمام قتل
کیا اور چونکہ باز بہادر بحمایت حاکم برہان پور سرحد خاندیس مین مقیم ہو کر وقت بوقت مالوہ کے اطراف مین مزاحمت پہونچاتا
تھا ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان نے ولایت خاندیس پر چڑھائی کر کے بلدہ برہان پور کو قتل عام کیا اور بہت سادات اور علما
اور مشایخ اس روز شہد شہادت چکھ کر روضۂ رضوان مین داخل ہوئے ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان ابھی برہانپور ہی مین تھا
کہ باز بہادر نے میران مبارک شاہ فاروقی اور تفال خان حاکم برار کو مدد کے واسطے طلب کر کے اسکے مقابلہ اور مقاتلہ کو روانہ ہوئے
اور ملا پیر محمد کے تمام سپاہی ملا کے جبر اور بد مزاجی سے بہ تنگ آئے آخر کو بلا اجازت مندو کی طرف راہی ہوئے اور آب نربدہ سے
عبور کر گئے اور امرائے کمکی نے بھی کدورت ظاہر کر کے آپکو ایک طرف کھینچا اور جنگ سے پہلوتہی کی ملا پیر محمد نے ناچار ہو کر
مراجعت کی تفال خان نے کہ مرد شجاع تھا پیچھا کیا اور ملا پیر محمد سراسیمہ قطع مسافت مین مشغول ہوا اور وقت عبور آب نربدہ
پر عربدہ سے قطار شتر محمولہ کا دھکا ملا پیر محمد کی سواری کے گھوڑے کے پہلو پر اس زور سے لگا کہ پانون اس کے زمین
سے جدا ہوئے ہر چند ان لوگون نے کہ اس کے قریب تھے سعی کی کہ اسکے پاس ہو پہونچکر دستگیری کرین جو اجل نے پنجہ اسکے
گریبان حیات مین محکم مارا تھا کسی کی تدبیر اثر پذیر نہ ہوئی اور ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان بحر فنا مین غرق ہوا ایسے
وقت مین جب مخالف تعاقب مین ہوپنچے امرائے مغل شادی آباد مندو کو بھاگ گئے اور دشمنون کے تعاقب سے
وہان بھی توقف میسر نہوا آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے اور باز بہادر دوبارہ ٩٥٩ نوسوانسٹھ ہجری مین مالوہ پر متصرف ہوا
تفال خان اور میران مبارک شاہ فاروقی اپنے مقام مین گئے عرش آشیانی نے عبد اللہ خان اوزبک حاکم کالپی کو باز بہادر
کے فساد دفع کرنے کے واسطے تعین فرمایا اور باز بہادر طاقت اسکے مقابلہ کی نہ لا کر کوہستان کمبل میر کیطرف بھاگا اور عبد اللہ خان
اوزبک کامران ہو کر شادی آباد مندو مین مقیم ہوا ان دنون مین سید بیگ ولد معصوم بیگ صفوی جو شاہ طہماسپ کے
قرابتیان قریب سے اور وکیل مطلق العنان تھا برسم ایلچی گری تحف و نفائس کثیر لایا اور دو لاکھ روپیہ کہ پانچہزار تومان عراق کے
ہوئے انعام پائے اور اسی عرصہ مین جب خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ نے امر وکالت مین استقلال بہم پہونچایا ادہم خان نے حسد
کر کے چاہا کہ بیرم خان ترکمان کی طرح اسے بھی بادشاہ کی نظر سے گرادے اور باوجود غیبت اور بدگوئی کے جب اسکی مراد حاصل
نہوئی تو بعض امرا کی تحریک کے سبب خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ کو ٩٧٠ نو سو ستر ہجری مین سر کچہری جس وقت
کہ تلاوت قرآن مین مشغول تھا اس بہانہ سے کہ اسکی تواضع مین قیام نہ کیا تیغ ستم سے قتل کیا اور چونکہ بادشاہ کی
عنایت پر اعتماد رکھتا تھا نہ بھاگا اور قصر رفیع پر کہ حرم شاہی کے مقابل تھا ایستادہ ہوا اور اس شور و غوغا سے
عرش آشیانی کہ حرم سرا مین استراحت فرماتے تھے بیدار ہوئے اور سبب اس کا پوچھا اور اس قضیہ سے مطلع ہو کر مانند سلطان

شکر بجالائے ان دنون مین شیر خان ولد محمد شاہ عدلی نے چالیس ہزار افغان لے کر انتزاع جونپور کے قصد مین آب گنگ سے عبور کیا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان بارہ ہزار سوار سے اسکے مقابل ہوا بعد جنگ عظیم او رمعرکہ شدید کے شیر خان کو مغلوب کیا اور بہادر خان علی قلیخان سیستانی کا بھائی کہ داستان ہفت خوان اسفندیار کو معتبر نہ جانتا تھا اس معرکہ مین چند جوان افغان کو کہ ہر ایک آپ کو ہزار جوان کے برابر فرض کرتے تھے ضرب نیزہ و شمشیر سے خاک ہلاک پر ڈالا اور بہادری اور صف شکنی مین دونون بھائی آفاق مین مشہور ہوے اور نہایت مغرور ہو کر فیل ہاے نامی کہ اس معرکہ مین ہاتھ آئے تھے ان مین سے ایک بھی درگاہ مین نہ بھیجا چنانچہ یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی شکار کے بہانہ کالپی کے راستہ سے اس طرف عازم ہوے جب کڑہ مانک پور کے قریب پہونچے دونون بھائیون نے سعادت ملازمت حاصل کر کے پیش کش ہاے لائقہ گذرانین اور فیلان خوب نامی جسقدر جنگ مین دستیاب ہوے تھے داخل فیل خانہ شاہی کئے اور الطاف خسروانی سے نوازش وافر پاکر مطمین خاطر ہوے اور بادشاہ آگرہ کیطرف روانہ ہوے اور تیسری منزل مین علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور اس کے بھائی بہادر خان کو رخصت جاگیر عطا فرمائی اس کے بعد آگرہ مین داخل ہوئے خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ حاکم پنجاب اور ادہم خان انکہ حاکم مالوہ نے حکم کے موافق حاضر حضور ہو کر پیشکش ہاے لائق گذرانین اور عرش مکانی نے مالوہ کی حکومت ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو مرحمت فرما کر منصب وکالت کا خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ کو عطا فرمایا اور سنہ ۹۶۹ نو سو انہتر ہجری مین خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کی زیارت کے واسطے اجمیر گئے اور جب قصبہ سنبھر مین پہونچے راجہ پورن مل کہ اس حدود کا زمیندار معتبر تھا اپنی دختر بادشاہ کو دے کر نوکری اختیار کی اور اس کا بیٹا بھگوان داس بھی ملازم ہو کر امراے کبار کے سلک مین منتظم ہوا اور لشکر ظفر پیکر جب اجمیر مین پہونچا بادشاہ لوازم زیارت بجالاے اور میرزا شرف الدین حسین حاکم اجمیر کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کے واسطے کہ راجہ مالدیو کے ممالک سے تھا تعین فرمایا اور خود تین شبانہ روز مین ایک سو تیس کوس مسافت طے کر کے مع پانچ چھ کس آگرہ مین آئے میرزا شرف الدین حسین جب میرٹھ کے قریب گیا جگمل اور دیو نداس نے کہ امراے راجہ مالدیو سے تھے قلعہ مین قلعہ بند ہو کر مدافعہ کے واسطے قیام کیا میرزا لوازم محاصرہ بجالایا اور نقب کے کھودنے مین مشغول ہوا چنانچہ ایک روز نقب جو برج کے نیچے پہونچی تھی باروت بھر کے آگ دی اور وہ برج ویران ہوا اور قلعہ مین رخنہ ظاہر ہوا اور بہادران مغل رخنہ کی طرف متوجہ ہوے اور راجپوتون نے مدافعہ کیواسطے قیام کیا اور اس شب کو ایک جنگ نہایت سخت واقع ہوئی اور جب کام درست نہوا پلٹ آئے اور راجپوتون نے سوراخ بندی قلعہ کیواسطے فرصت دیکھکر اس شب کو تمام رخنے مسدود کئے اور آخر کو طول ایام محاصرہ سے تنگ ہو کر صلح کے طلبگار ہوے میرزا شرف الدین حسین نے اس شرط پر انکی التماس قبول کی کہ اوپچی کے سواے کوئی شے باہر نہ لیجاوین امان دیکر سر راہ سے اٹھا جگمل نے اسباب اور اموال سے قطع نظر کر کے اپنے آدمیون کو لیکر شرط کے موافق قلعہ سے نکل گیا لیکن دیونداس کو غیرت اور تہور دامنگیر ہوئی تمام اسباب اپنے کو جلا دیا اور پانچ سو سوار راجپوت برآمد ہوا اور میرزا اس سانحہ سے مطلع ہو کر سد راہ ہوا چنانچہ جنگ نہایت شدید واقع ہوئی دو سو اڑ پچاس آدمی راجپوتون سے

ہوا جب سن رشد اور تمیز کو پہونچا کابل مین آنکہ شہزادہ نصیر الدین محمد ہمایون کے سلک ملازمین مین منسلک ہوا اور حسن سلوک
اور اخلاق پسندیدہ اور طبع موزون اور علم موسیقی کے وقوف سے شہزادہ نصیر الدین کا منظور نظر ہو کر مصاحب خاص
ہوا اور سولہ برس کے سن مین بمیدان معرکہ لوازم شجاعت اور جانسپاری بجالایا اور شہرت عظیم پیدا کی اور بابر شاہ نے
یہ خبر سنکر محمد بیرم خان کو اپنے روبرو بلایا اور اپنی ہم کلامی اور ہم زبانی سے سرفراز فرمایا اور جب آثار قابلیت اس کے
چہرۂ حال سے مشاہدہ کئے ارشاد ہوا کہ ہمیشہ شاہزادہ کے ہمراہ مجلس بہشت آئین مین آمد و شد رکھے چنانچہ اس کے
بعد رفتہ رفتہ مدارج اعلی کو پہونچا بیرم خان ترکمان نہایت رعیت پرور اور پرہیزگار رہتا اور اہل فضل و دانش سے
کہ مراد علما اور فضلا سے ہے صحبت رکھتا تھا اور خوانندہ اور سازندہ ہر وقت زنگ غم کا حضار مجلس کے آئینہ دل
سے صاف کرتے تھے اور جوانان سرو قد لالہ غدار ہمیشہ اس کی محفل رنگین کو تازہ رکھتے تھے بیت بخوبی ہر یکے
آرام جانے ٭ بزیبائی دل آویز جہانے ٭ اور بھی تربیت اور آداب شاہی نہایت خوب جانتا تھا اور زیب و زینت
مین کہ اہل دنیا کا لازمہ ہے بہت کوشش کرتا تھا اور نظم و نثر مین بے نظیر تھا اور دیوان ترکی اور فارسی
اس کا متداول ہے اور منقبت مین ائمہ معصومین علیہم السلام کے قصائد غرا بہت کہے ہین اور یہ چند ابیات
اسی کے طبع زاد ہین نظم شہی کہ بگذرد از نہ سپہر افسر او ٭ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ٭ محبت شہ مردان مجو ز
بے پدری ٭ کہ دست غیر گرفتست پاے مادر او ٭ ہماے قدر تو مرغیست کز علو جلال ٭ گرفتہ ملک دو عالم صداے
شہپر او ٭ قصہ کوتاہ خاقان اکبر نے اس سال کے آخر مین ادہم خان آنکہ کو مع افواج اور سامان تمام مالوہ کی تسخیر کیواسطے
نامزد کیا اور باز بہادر کہ سارنگپور مین اس کے اوقات عیش و عشرت مین گذرتے تھے اس وقت مطلع ہوا کہ لشکر مغل کا
دس کوس پر پہونچ گیا اس وقت صحبت زنان مغنیہ سے اٹھکر شہر کے باہر عزیمت جنگ کی لیکن جبدم بہادران چغتائی
کمان گوشہ نشین اور تیر فتنہ آئین لے کر اس کی طرف حملہ آور ہوے حملہ اول مین تاب ان کی صدمات کے نہ لاکر بادیدۂ
گریان و دل بریان برہانپور کی طرف بھاگا ادہم خان ولایت مالوہ امرا کو تقسیم کرکے جمیع اسباب شاہی باز بہادر
مع کنیزان مغنیہ پر متصرف ہوا اور اس مین سے چند زنجیر فیل کے سوا دوسری شے بادشاہ کے واسطے نہ بھیجی اسواسطے
بادشاہ اس طرف سوار ہوے جب قلعہ کاکرون کے نواح مین پہونچے حاکم قلعہ نے کہ باز بہادر کے ملازمون سے
تھا قلعہ کو تسلیم کیا عرش آشیانی وہان سے اول شب کو تاخت کرکے صبح کے وقت سارنگپور کے حدود مین تشریف
لائے اور یہ اول تاخت آنحضرت کی تھی ادہم خان نے کہ بحسب اتفاق اسی دن قلعہ کاکرون کی تسخیر کی عزیمت مین روانہ
ہوا تھا سارنگپور سے تین کوس آگے جا کر زمین بوسی کا شرف حاصل کیا عرش آشیانی سارنگپور مین رونق افزا ہوے
اور ادہم خان کے مکان مین استقامت فرمائی ادہم خان نے آنحضرت کی تشریف آوری کا سبب دریافت کرکے تمام غنائم
نظر اقدس سے گذران کر معذرت چاہی بادشاہ نے رقم عفو اسکے صفحہ جرائم پر کھینچی اور آگرہ کی طرف مراجعت فرمائی اور
نرور کے نواح مین ایک شیر نہایت قوی ہیکل سر راہ نمود ہوا بادشاہ نے بنفس نفیس اسکے مقابل جا کر ضربت شمشیر آبدار سے
اسے خاک مذلت پر ڈالا امرا اور منصبدار کہ اسوقت حاضر تھے تصدق بچھاور کرکے بادشاہ کی سلامتی پر لوازم

شب سنہ مذکور مین مع ایک جماعت سازندہ اور خوانندہ کے کولاب سہسنگ کی سیر کو گیا اور کشتی مین سوار ہوکر بروے
آب سیر کرتا تھا سہس ہندی زبان مین ہزار کو کہتے ہین اور نیگ یعنی بتخانہ ہے جو کہ ایک ہزار بتخانہ اس کولاب مین
واقع ہوے تھے اس سبب سے ساتھ اس نام سہسنگ کے موسوم تھا بیرم خان بعد حصول نقد سیر و تماشا صبح
کے وقت کشتی سے اتر کر اپنے مقام کی طرف متوجہ ہوا اور اس درمیان مین مبارک خان نام افغان لوحانی کو جس کا
باپ ہیموی بقال کی جنگ مین بیرم خان کے ملازمون کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا انتقام کا خیال کر کے ملاقات کے بہانہ
سے روبرو آیا اور مصافحہ کے وقت بیرم خان کو ضربت ہاے خنجر سے شہید کیا چنانچہ اس کی وفات کی یہ تاریخ ہے قطعہ
بیرم بطواف کعبہ چون بست احرام ٭ در راہ شد از شہادتش کار تمام ٭ در واقعہ ہاتفی پے تاریخش ٭ گفتا کہ شہید شد
محمد بیرام ٭ اس کے بعد افغانون نے ہجوم کر کے خان شہید کے اردو کو تاراج کیا پھر مجدا مین دیوانہ اور بابا زنبور
اور دیگر ملازمین بیرم خان نے اس کے فرزند میرزا عبدالرحیم کو کہ صفر کی چودھوین ۹۶۴ھ نوسو چونسٹھ ہجری
مین متولد ہوکر اس وقت چار برس کا تھا اسکی والدہ کے ہمراہ کہ دختر جمال خان چچیرے بھائی حسن خان میواتی کی
تھی احمدآباد گجرات مین لیگئے اور اعتماد خان حاکم احمدآباد گجرات نے میرزا عبدالرحیم کو اکبر شاہ کی خدمت مین روانہ
کیا چنانچہ آیندہ اس کا حال جابجا مذکور ہوگا بیرم خان اس خاندان عالیشان کے امراے بزرگ سے تھا اور باپ
اور دادا اسکے اولاد امیر تیمور صاحبقران کی خدمت مین صاحب جاہ اور منصب تھے اور نسب اس کا یہ ہے
محمد بیرم خان ترکمان بن سیف علی بیگ بن یار علی بیگ بن شیر علی بیگ اور شیر علی بن احفاد علی شکر ترکمان بہارلو کا
نواسہ تھا جسوقت زون حسن سلطان عراق پر غالب ہوا اور سلطان ابوسعید میرزا نے شہادت پائی شیر علی بیگ اس
حدود سے میرزا سلطان محمود بن سلطان ابوسعید میرزا کے پاس حصار شادمان کیطرف آیا اور جب میرزا سے کچھ التفات
ظاہر نہوئی ولایت کابل کی طرف آیا اور چھ مہینے کے بعد آٹھ سو جوان کارآمدے کر بقصد تسخیر شیراز و بارادہ بادشاہی
وہان سے فارس کی طرف روانہ ہوا اثناے راہ مین ایک جماعت دیگر ترکمان اور سیستانی وغیرہ سے اس کے
ہمراہ ہوئی پھر سپاہ خوب اور جمعیت مرغوب لیکر شیراز پہونچا اور ایک جماعت امراے زون حسن سے
اس کے مدافعہ کے واسطے اٹھی شیر علی بیگ نے شکست پائی اور مال و اسباب تلف کر کے باحال پریشان
خراسان کی طرف متوجہ ہوا لیکن راہ مین جس مقام مین پہونچا دست اندازی اور زبردستی سے سامان اور
سرانجام سپاہ بہم پہونچایا اور میرزا سلطان حسین حاکم ہرات اور دیگر امرا اس امر سے واقف ہوکر اسکے سدراہ
ہوے اور شیر علی بیگ جنگ مین قتل ہوا اور فرزند اور ملازم اسکے متفرق ہوے اور بڑا بیٹا اسکا یار علی بیگ قندز
کیطرف گیا اور خسرو شاہ کے ملازمون مین منتظم ہوا اور جب بابر بادشاہ جیسا کہ مذکور ہوا خسرو شاہ کی جمعیت پر متصرف
ہوا یار علی بیگ اور اس کا فرزند سیف علی بیگ بابر شاہ کے ملازم ہوے اور یار علی بیگ کی فوت کے بعد سیف علی بیگ
اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور غزنین جاگیر پائی اور جب وہ بھی غزنین مین فوت ہوا اسکا بیٹا محمد بیرم خان کہ طفل
خردسال تھا اپنے عزیزون کے پاس بلخ مین گیا اور ان کی برکت سے بقدر ضرورت تحصیل علوم اور کمالات مین فارغ المرام

قلعہ ماچیواڑہ مین بیرم خان ترکمان کے قریب ہونچا جنگ مین مشغول ہوا اور دلاوران طرفین بحر اخضر کے موجونکے مانند آپسمین متلاطم جنگ ہوئے اور جسقدر جگر مین قوت رکھتے تھے داد پردلی اور جوانمردی دی نظم بہ شمشیر فولاد و تیر خدنگ ؁ گذرگاہ کردند بر مور تنگ ؁ سپاہی چو زنبور بانیشتر ؁ زغوغاے زنبور ہم بیشتر ؁ ولی بیگ ذوالقدر اور اسمٰعیل قلیخان اور اسکے بیٹے حسین خان اور شاہ قلی خان محرم نے آثار شجاعت اور مردانگی ظہور مین لاکر اکثر صفوف خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو برہم کیا آخر الامر کفران نعمت نے اپنا کام کیا یعنی جب خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ نے بیرم خان کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور ولی بیگ ذوالقدر اور مردم معتبر اور سرفروش و جان نثار مقتول ہوئے ان کے قتل ہونے سے بیرم خان ترکمان سراسیمہ ہوکر کوہستان سوالک کی طرف بھاگا اور بعد اس فتح کے عرش آشیانی نے خواجہ عبدالمجید ہروی کو آصف خان خطاب دیکر دہلی کے انتظام کے واسطے مقرر فرمایا اور خود بدولت و اقبال عازم لاہور ہوئے جب لودھیانہ مین پہونچے منعم خان کابل سے آنکر خطاب خانخانان اور منصب وکالت پر سرفراز ہوا اور جب موکب بادشاہی کوہستان سوالک کے قریب پہونچا ایک جماعت مردم منقلائی سے بیجا با کوہستان سوالک مین درآئی اور وہانکے زمیندار بیرم خان ترکمان کی حمایت سے جاے تنگ مین ایستادہ ہوکر جنگ مین مصروف ہوے اور جب وہ مغلوب اور عاجز ہوے بیرم خان نے تنگ ہوکر جمال خان نامے اپنے غلام معتمد کو درگاہ مین بھیجا اور حقوق سابقہ کو نسبت اپنے گناہان حال کے شفیع کر کے امان چاہی عرش آشیانی نے ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب بہ مخدوم الملک کو استمالت کے واسطے اس کے پاس بھیجا بیرم خان ملا عبداللہ سلطانپوری کے اتفاق سے ماہ ربیع الثانی ۹۶۸ھ نوسواڑسٹھ ہجری مین بادشاہ کی ملازمت کے واسطے متوجہ ہوا اور حکم کے موافق امرا اور ارکان دولت استقبال کے لیے روانہ ہوے اور باعزاز و اکرام تمام مجلس بادشاہی مین لائے بیرم خان گردن مین دستار ڈال کر اور اپنے ولی نعمت کے قدمون پر سر رکھکر ہاے ہاے کر کے رویا بادشاہ نے دست مرحمت اس کے سر پر رکھا اور اس کی قدیم جگہ پر بٹھایا اور رفع خجالت کے واسطے بہ خلعت خاص مشرف کیا اور اس سے یہ ارشاد کیا کہ اگر تجھے سپاہ گری کی طرف میل ہو تو ولایت کالپی اور چندیری تجھے مرحمت فرماؤن اور جو تجھے مصاحبت علیہ کی تمنا ہو تو اپنے پاس نگاہ رکھ کر مصاحبانہ سلوک کرتا رہون اور جو تو حرمین شریفین کے طواف کی عزیمت رکھتا ہو احسن وجوہ سے مکہ معظمہ کی سمت روانہ فرماؤن بیرم خان عرض گذار ہوا کہ اب تک قواعد اخلاص و اعتقاد مین کسی طرح کے قصور اور فتور نے راہ نہین پائی اور یہ تردد اور تجسس اس واسطے تھا کہ فدوی ملازمت مین فائز ہوکر غبار ملال خاطر اقدس سے زائل کرے الحمدللہ علی احسانہ کہ جو دل مین تمنا تھی میسر ہوئی اب خیر اندیش کو داعیہ یہ ہے کہ اماکن شریفہ مین پہونچکر بدعاے ازدیاد جاہ و جلال مشغول رہے بادشاہ نے پچاس ہزار روپیہ دیکر حج کی رخصت کرامت فرمائی اور خود بدولت اس سے جدا ہوکر حصار فیروزہ کے راستہ سے شکار کنان آگرہ کی طرف تشریف لے گئے اور بیرم خان گجرات کیطرف متوجہ ہوا تاکہ اس ولایت کے کسی بندر سے کشتی مین سوار ہوکر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہووے اور جب پٹن گجرات کیطرف کہ حکومت وہانکے بادشاہ گجرات کی طرف سے موسیٰ خان لودھی سے تعلق رکھتی تھی ہونچا اس شہر کے باہر اترا اور جمادی الاول کی چودھوین

حیات مستعار بسر کرے بادشاہ نے اس معنی کو سمجھ کر میر عبداللطیف قزوینی کو کہ بعد ملا پیر محمد کے بادشاہ کا معلم ہوا تھا
بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ جب تک ہمگی خاطر اشرف سیر و شکار کے نشاط مین مصروف تھی رضا ہمایون
اس امر کی مقتضی تھی کہ وہ جان بابا مہمات بادشاہی کا متکفل ہووے اب داعیہ یہ ہے کہ مہمات خلائق مین خود بنفس نفیس مشغول
ہون انسب کہ وہ دولتخواہ دامن اشغال دنیوی سے جدا کر کے حج کا عازم ہووے اور آیندہ ہوا و ہوس کے گرد نہ پھرے
بیرم خان نے بموجب اس بیت کے بیت ؎ سر نیاز بباید نہاد گردن طوع ؎ کہ ہرچہ حاکم عادل کند ہمہ داد است ؎ اظہار
اطاعت و فرمان برداری کر کے علم اور نقارہ اور ہاتھی اور تمام سامان بادشاہی کو حسین قلی بیگ ذوالقدر کی صحابت سے درگاہ
مین روانہ کیا اور خود دوبارہ ناگور کی طرف متوجہ ہوا کہ گجرات کے راستہ سے حرمین شریفین مین جاوے اور بجز ولی بیگ ذوالقدر
اور اسمعیل خان کہ بیرم خان سے خویشی کی نسبت رکھتے تھے اور شاہ قلیخان محرم اور حسین خان تکلو اور شیخ گدائی اور خواجہ
مظفر علی ترمذی کہ میر دیوان اس کا تھا اور وہ لوگ کہ انہین سے معتبر تھے اسکے ہمراہ گئے اور باقی کہ تربیت کردہ اسکے
تھے اور سالہاے دراز اسکی صحبت مین بسر لیجا کر آپ کو یاران وفادار سے شمار کرتے تھے گاہ بیگاہ فوج فوج جدا
ہو کر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اسپ و شتر جو کچھ اس کے اردو مین پائے اس پر متصرف ہوئے اور شاہ
ابوالمعالی بھی انہین مین سے تھا اور ابوالمعالی کا انجام یہ ہوا کہ سواری کے وقت بادشاہ کی کورنش کو آیا اور گھوڑے
پر سوار تسلیم کے واسطے سر جھکایا یہ ادا بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ آئی گرفتار ہو کر قید مین ڈال دیا گیا بیرم خان ترکمان
اسباب بادشاہی ارسال کر کے ناگور سے بڑھکر بیکانیر گیا اور چند روز وہان متوقف رہا اور مکہ معظمہ کی روانگی سے پھر
پشیمان ہوا اور لوٹ کر ناگور مین آیا بادشاہ یہ خبر سنکر دہلی سے پرگنہ جھجر کی طرف سوار ہوئے اسوقت ملا پیر محمد نے بیرم خان ترکمان کا
احوال پر اختلال سنکر آپکو دربار مین پہونچایا اور خطاب پیر محمد خان اور طوق و علم اور نقارہ پاکر مع لشکر بیشمار بیرم خان کے سر پر
تعین ہوا اور رایات جلال نے دہلی کی طرف معاودت کی اور فرمان منعم خان کی طلب مین کابل کی طرف روانہ ہوا
بیرم خان ملا پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کے تعین ہونے سے نہایت آزردہ اور غمگین ہوا اور اس کی مخالفت مین
اصرار کر کے پنجاب کی طرف متوجہ ہوا ملا پیر محمد اس کے تعاقب سے باز نہ آیا بیرم خان جب قلعہ بھٹنڈہ مین پہونچا احمال و
اثقال زیادہ کو اس قلعہ مین کہ اسکے ایک نوکر مسمی شیر محمد خان کے تصرف مین تھا چھوڑا اور خود روانہ ہوا اور شیر محمد خان
نے اسکے تمام اسباب اور اموال کو اپنا ملک مطلق تصور کر کے بیرم خان کے نوکرون کو بذلت و خواری قلعہ سے نکالدیا اور
بیرم خان دیپالپور کی طرف کہ حکومت وہان کی اسکے ایک متعلقون قدیم موسوم بدرویش محمد اوزبک کے سپرد تھی روانہ ہوا
اور اس شہر کے قریب پہونچکر خواجہ مظفر علی دیوان کو اس کی طلب کے واسطے بھیجا درویش محمد اوزبک بیرم خان کے
توقع کے خلاف پیش آیا اور خود نہ آیا بلکہ خواجہ مظفر علی دیوان کو مقید کر کے بادشاہ کی خدمت مین بھیجدیا بیرم خان
کہ اس سے نہایت امیدیاری اور اعانت کی رکھتا تھا متحیر اور پریشان ہو کر جالندر کیطرف راہی ہوا عرش آشیانی نے ملا
پیر محمد المخاطب بہ پیر محمد خان کو حضور مین طلب کر کے خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ کو مع فرزندان و برادران اور ایک
جماعت امراے پنجاب کے ضبط اور بیرم خان ترکمان کے دفع فساد کے واسطے نامزد فرمایا خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ جب ظاہر

بادشاہ کی عنان عزیمت اس طرف معطوف ہونے سے استدعا ہم بندگان خیر طلب کی تصدیع و کربت صاحب جیب
کے مانند ہمین بھی تیغ بیدریغ کرے گا اگر حضرت ہمین مکہ معظمہ اور اماکن شریفہ کی طرف رخصت فرما دین تو بیرم خان کے
پنجہ ظلم سے نجات پاکر ہمیشہ ابقاے عمر و دولت مین قیام کرین بادشاہ اگرچہ اس عرضداشت سے نہایت متاثر ہوئے لیکن
بیرم خان کے حقوق خدمات نمایان پر نظر کرکے اس کا ایکبارگی معزول کرنا مناسب ہمت والا نہمت نہ جانا اپنے تئین معذور
کرکے بیرم خان کو ترقیم فرمایا کہ ہم نے قصداً مریم مکانی کی عیادت کے واسطے اس طرف کی عزیمت کی ہے شہاب الدین احمد خان
اور ادہم خان انکہ ہماری تشریف آوری مین کسی طرح کی مداخلت نہین رکھتے ہین پس آزردہ نہو اور اپنے ایک استمالت نامہ
ان کے نام لکھ بھیجے موجب تسلی اس جماعت کا ہوگا اور شہاب الدین احمد خان نے جب مقدور قدرت عرض مطلب
کی پائی مجلس اقدس مین باواز بلند وہ باتین کہ ظاہر کرنے والی بیرم خان کی قباحت اور عصیان کی تھین آغاز کرکے
ایکبارگی خاطر اشرف کو منحرف کیا بیت ہرچند باغیار عنایت نظرے ہست ٭ گوئیم بدیشان کہ سخن را اثرے ہست ٭
بیرم خان ترکمان بادشاہ کے نوشتہ سے سراسیمہ ہوا اور ایک عرضداشت اس مضمون کی کہ حاشا نسبت ایسی بندے کے
جو لوازم بندگی اور خدمات نمایان سے اس درگاہ مین قیام گزین ہوا خیرخواہ کے حق مین نسبت لغزش برائی اور تمرد بھی
ہوگا تحریر کرکے حاجی محمد خان سیستانی اور ترسون بیگ کی مصاحبت سے دہلی مین بھیجی لیکن جو کام دست اختیار سے نکل گیا تھا
کسی نے گوش ارادت ان باتون پر نہ رکھا دونون قید اور محبوس ہوئے اور یہ خبر مشہور ہوئی امرا اور منصبدارون نے
بیرم خان سے جدا ہوکر دہلی کا راستہ لیا اور شاہ ابو المعالی نے کہ لاہور مین محبس سے بھاگ کر کمال خان گکھر کے پاس پہنچا
تھا کمال خان کو کشمیر کے تسخیر کی تحریک کی اور جب کمال خان اس کے کہنے سے کشمیر کی طرف گیا جنگ سخت کے بعد شکست
پائی اسکو اپنے پاس سے جدا کیا اور شاہ ابو المعالی نے دیپالپور مین جاکر بہادر خان کی نسبت ارادہ غدر کا کیا
بہادر خان سیستانی نے اس کو گرفتار کرکے سندھ کی طرف نکال دیا شاہ ابو المعالی اس نواح سے گجرات مین
آیا اور وہان ایک خون کرکے علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان کے پاس جونپور گیا علی قلیخان نے اسکو بیرم خان کے
اشارہ کے موافق کہ اس وقت بادشاہ دہلی مین تھے آگرہ کیطرف بھیجا بیرم خان نے اسے قلعہ بیانہ مین قید کیا اور جب بادشاہ
کی رنجش حد سے افزون دیکھی پہلے اس فکر مین ہوا کہ مالوہ مین جاکر اس حدود کو مسخر کرکے علم استقلال بلند کرے اس نیت سے
آگرہ سے بیانہ گیا اور جب بہادر خان اور دوسرے سردارون کو کہ مالوہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اپنے پاس طلب کیا تو بہت
امرا کہ اعتماد کامل ان پر رکھتا تھا اس سے جدا ہوکر دہلی گئے اور بیرم خان ترکمان بدبختی کا خار اپنے بخت کے پانو مین خلیدہ دیکھ کر
مالوہ کے جانے سے پشیمان ہوا اور شاہ ابو المعالی کو قید سے رہا کرکے چاہا کہ جونپور مین جاکر علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان
کے اتفاق سے کہ دست گرفتہ اسکا تھا افغانان بنگالہ کو زیر کرکے اس حدود پر متصرف ہووے لیکن اس کے بعد کہ چند منزل
اس طرف روانہ ہوا تھا اس عزم سے شرمندہ ہوکر بعزیمت حج ناگور کا راستہ لیا اور ایک جماعت امرا کو مثل بہادر خان اور
اقبال خان وغیرہ کے کہ اس ساعت تک اس سے جدا ہوئے تھے درگاہ کیطرف رخصت کیا اور جب ناگور کے اطراف مین پہنچا
بعضے مفسدون کے اغواسے مکہ معظمہ کی عزیمت فسخ کرکے خیل و حشم کی فراہمی مین ہمہ تن آمادہ ہوا کہ پنجاب مین جاکر اس حدود مین

شیخ گدائی ولد شیخ جمالی دہلوی شاعر کہ اس صلہ مین کہ جب شیر شاہ کے فتنہ مین بیرم خان گجرات مین جا پڑا تھا اسنے خدمات پسندیدہ پیش ہونچائی تھین منصب صدارت اور امارت پر پہونچایا اور جب مجث ملا پیر محمد کا زیادہ تر بادشاہ کے خاطر فیض مقاطر کے موجب کلفت ہوا بیرم خان ترکمان مقام تدارک مین ہوکر تسخیر گوالیار کا تذکرہ درمیان مین لایا اور چند مدت اسے مشغول رکھا اور چونکہ قلعہ گوالیار کو سلیم شاہ نے اپنا جائے نشست کیا تھا اور سہیل خان نام ایک غلام غلامان سلیم شاہ سے بحکم محمد شاہ عدلی اس کے انتظام کے واسطے قیام رکھتا تھا جب بیرم خان کے ارادہ سے مطلع ہوا تو اسنے رام شاہ کو کہ راجہ مان سنگہ کی نسل سے تھا پیغام کیا کہ آپکے باپ اور دادا قدیم الایام سے اس قلعہ کے حاکم رہے ہین اور مین اس قلعہ کی ضبط سے ایسے بادشاہ عظیم الشان کے جوار مین عاجز ہون اس قلعہ کا عوض جو کچھ مناسب جانئے مجھے دیکر آپ قلعہ پر متصرف ہووین رام شاہ اس لطیفہ کو عنایات غیبی جان کر قلعہ کی طرف متوجہ ہوا اور اقبال خان جاگیردار اس طرف کا بیرم خان ترکمان کے اشارہ سے سد راہ اس کا ہوا اور بعد جہد وافر اور قتال متکاثر کے رام شاہ کو ولایت رانا کی طرف مفرور کیا اور قلعہ گوالیار کو محاصرہ کر لیا اور سہیل خان غلام نے ایلچی بیرم خان ترکمان کے پاس بھیجکر اطاعت اظہار کی بیرم خان نے عرض اقدس مین پہونچا کر حاجی محمد خان کو اپنی طرف سے وہان بھیجا تو قلعہ پر متصرف ہوکر سہیل خان کو نہایت تشفی اور دلاسا دے کر درگاہ مین لایا اور علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان نے بھی کہ درپے رفع کدورت بادشاہ تھا اس سال سرکار جونپور اور بنارس کو آب گنگ کے ساحل تک کہ بعد شکست نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے افغانون کے تصرف مین تھے ضرب شمشیر سے ایکبارگی برآوردہ کر کے ممالک محروسہ مین داخل کیا اس سبب سے بادشاہ اس سے بھی راضی ہوے اور دونون سردارون کو خلعت و کمر بند و شمشیر مرصع وغیرہ سے مخلع کر کے اقسام الطاف و نوازشات سے سرفراز اور ممتاز فرمایا اور ماہ رجب سنہ مذکورہ مین شیخ محمد غوث بھائی شیخ بہلول کا کہ حق خدمت اس خاندان والا شان پر رکھتا تھا اور افغانون کے غلبہ کے وقت گجرات مین گیا تھا اس وقت مع فرزندون اور مریدون کے درگاہ مین آیا اور جب بیرم خان کو اپنی طرف متوجہ اور مہربان نہ پایا پھر گوالیار کی طرف کہ مسکن قدیم اس کا تھا روانہ ہوا خاقان اکبر دوبارہ اس مقدمہ پر بیرم خان ترکمان سے نہایت آزردہ ہوے۔ بیت۔ بلے سلطان معشوقان غیور است ٭ ز شرکت ملک معشوقیش دور است ٭ اور بیرم خان نے بادشاہ کے مشغول ہونے کے واسطے بہادر خان یعنی علی قلی خان سیستانی کے چھوٹے بھائی کو کہ امراے پنجہزاری سے تھا دیالپور سے طلب کر کے مع لشکر بسیار مالوہ کی تسخیر کے واسطے کہ تصرف مین باز بہادر کے تھا تعین فرمایا اتفاقاً اس عرصہ مین بادشاہ نے شکار کا میل کر کے بیرم خان ترکمان کو سرانجام مہام کے واسطے آگرہ مین چھوڑا اور شکار کرتا ہوا جب سکندرآباد کو آیا ماہم آنکہ اور ادہم خان نے کہ بیرم خان ترکمان کے دشمن تھے معرض اقدس مین معروض کیا کہ حضرت کی والدہ ماجدہ دہلی مین تشریف رکھتی ہین اور انکے دشمنون نے علالت ہم پہونچائی ہے اگر وہ جناب عیادت کو قدم رنجہ فرمادین مریم مکانی کو موجب خوشحالی اور باعث فارغ البالی ہوگا اس سبب سے بادشاہ دہلی کی طرف سوار ہوئے شہاب الدین احمد خان نیشاپوری کہ امراے پنجہزاری سے تھا اور ماہم انکہ کا خویش ہوتا تھا اور دہلی کی حکومت رکھتا تھا استقبال کے واسطے حاضر ہوا اور پیشکش بہت نذر کی لیکن ایک دن ادہم خان کے اتفاق سے عرض کیا کہ بیرم خان ترکمان

اس کا قفس تن سے پرواز کر گیا علی قلی خان صحبت غلیظ دیکھ کر سمجھا کہ دشمن شاہم بیگ کے بہانہ سے اس کو
خراب کیا چاہتے ہین اس واسطے اس نے شاہم بیگ کو رخصت دی شاہم بیگ ہر روز ایک منزل سے دوسری
منزل مین اور ہر شب ایک مقام سے دوسرے مقام مین بسر لے جاتا تھا یہان تک کہ پرگنہ سرورپور مین کہ
جاگیر عبدالرحمن بیگ نام ایک شخص کی تھی پہونچا اور علی قلی خان سیستانی کی ایک معشوقہ گائن تھی اور اس کا
نام آرام دل تھا کمال اتحاد سے شاہم بیگ کے پاس ہر ایک مجلس مین حاضر کرتا تھا اور تناسب مداخل
کے سبب شاہم بیگ اور آرام دل کے درمیان ایک محبت پیدا ہوئی علی قلی خان نے وہ گائن اس کے
حوالہ کی اور شاہم بیگ ایک مدت اس کے ساتھ ہم بستر رہا اور عبدالرحمن بیگ کو کہ اس کے مصاحبون سے
تھا دیدی اس وقت مین عبدالرحمن بیگ اس کے حقوق آشنائی منظور رکھکر لوازم ضیافت بجا لایا چنانچہ ایک
دن دونون شخص نے ایک باغ مین بیٹھکر مجلس شراب آراستہ کی شاہم بیگ نے آرام دل کو کہ حاضر تھی
طلب کیا عبدالرحمن بیگ نے مضائقہ کیا شاہم بیگ کے مزاج مین تحکم تھا عبدالرحمن بیگ کو جکڑ کر باندھا
اور آرام دل کو سنگدلی سے کھچوا منگوایا اور جب موئد بیگ برادر عبدالرحمن بیگ اپنے بھائی کی گرفتاری اور
ذلت وخواری سے آگاہ ہوا ایک جماعت مسلح ہمراہ لیکر باغ کے دروازہ پر آیا اور آتش جنگ افروختہ کی اثنائے جنگ مین
ایک تیر شاہم بیگ کے ایسا کاری لگا کہ اسکے صدمہ سے جانبر نہوا علی قلیخان سیستانی اس سانحہ سے واقف ہوکر
بقصد انتقام سرورپور کی طرف متوجہ ہوا اور جو کہ عبدالرحمن بیگ نے بھاگ کر بادشاہ کے پاس پناہ لی تھی شاہم بیگ
کا جنازہ ہمراہ لے کر جونپور کی طرف گیا اس درمیان مین مصاحب بیگ ولد خواجہ کلان بیگ جو خاندانی ملازم تھا
اپنے باپ دادا کے سوابق حقوق پر غرور کرکے بیرم خان ترکمان کے ساتھ کہ صاحب تیس ہزار سوار کا تھا حسب مرضی
سلوک نہ کرتا تھا اور باوجود نصیحت ہرگز متنبہ نہوتا تھا آخر کو دہلی مین حسب الحکم بیرم خان کے قتل ہوا اور امرائے
چغتائی مین فساد عظیم برپا ہوا اور بادشاہ بھی غمگین ہوکر ماہ محرم سنہ ۹ نوسو ستر ہجری مین دریا کے راستہ سے آگرہ کی طرف
متوجہ ہوا اور ابھی قضیہ مصاحب بیگ کے قتل کا دلون سے محو نہوا تھا کہ بیرم خان ترکمان ملا پیر محمد کے غلبہ سے عاجز آیا اور
اسکے اخراج کے درپے ہوا اسواسطے کہ ملا پیر محمد ایک تو بادشاہ کا استاد اور دوسرے اس سے قربت رکھتا تھا امرا اور
ارکان دولت اکثر اوقات اسکے مکان مین بار نپاتے تھے اس عرصہ مین ملا پیر محمد بیمار ہوے اور بیرم خان ترکمان ان کی
عیادت کو گیا غلام اور دربان اسکے روبرو آئے اور یہ بات کہی کہ آپ ایک لحظہ یہان توقف فرمائیے کہ ہم آپکے آنیکی
خبر سرکار مین بھیجکر اذن دخول حاصل کرین بیرم خان ترکمان نہایت آزردہ ہوا اور ملا پیر محمد اس حال سے آگاہ ہوکر
باہر تشریف لائے اور معذرت کرکے بیرم خان کو دیوانخانہ مین لے گئے پھر بھی بیرم خان کے ہمراہیون مین سے
ایک نفر سے زیادہ اذن دخول نہ پایا اور یہ قضیہ دیگر کدورات سابقہ کی ضمیمہ ہوا آخر بیرم خان ترکمان نے
بادشاہ کے بدون اذن ملا پیر محمد کو کہ نوکر چالیس برس کا تھا قلعہ بیانہ مین محبوس کیا اور چند روز کے بعد گجرات کیطرف
کشتی مین بٹھاکر مکہ معظمہ مین روانہ کیا اور حاجی محمد خان سیستانی کو بجائے ملا پیر محمد وکیل اپنا کیا اور

نہین رکھتا لیکن اپنے فرزند شیخ عبدالرحمن کو درگاہ مین بھیجکر خود بنگالہ کی طرف جاکر بادشاہ کی اطاعت مین سرگرم رہونگا خان اعظم شمس الدین خان انکہ قلعہ سے واپس آیا اور سکندر شاہ کا پیغام بادشاہ سے معروض کیا وہ قبول منظور ہوا اور شیخ عبدالرحمن رمضان کے مہینے سنہ ۹۶۴ نو سو چونسٹھ ہجری مین حاضر حضور ہوا اور چند زنجیر فیل پیش کش کیے سکندر شاہ قلعہ سے برآمد ہوکر بنگالہ گیا عرش آشیانی نے وہ قلعہ مردم درگاہ کے سپرد فرمایا اور عازم لاہور ہوئے اور اثناے راہ مین بیرم خان ترکمان کے مزاج مین انحراف جاگزین ہوا چند روز سوار نہ ہوا ایک دن بادشاہ نے دو فیل نامی مست کی لڑائی کا حکم دیا وہ لڑتے ہوئے بیرم خان ترکمان کے خیمہ کے قریب جا پہونچے اور شور و غل تماشائیون کا بلند ہوا بیرم خان کے دلمین یہ گمان گذرا کہ یہ امر بادشاہ کے اشارہ سے سرزد ہوا ہے پھر بوساطت ماہم انکہ کے پیغام دیا کہ اس دولتخواہ کے منزل کے قریب فیلان مست کے چھوڑنیکا کیا سبب ہے اگر کوئی بات میری طرف سے بخیر واقع موقف عرض مین پہونچی ہوا ور وہ موجب غبار دل صفا منزل ہوئی ہوا اس کے اعلام سے مجھے ممنون مکرمت کرین ماہم انکہ نے جو کچھ بیان واقع تھا جواب دیا کہ فیلون کا آنا اس نواح مین اتفاقیہ ہے نہ کسی کی فرمائش سے اس صورت مین بھی بیرم خان کی تسلی نہ ہوئی یہان تک کہ لاہور مین آیا اور خان اعظم شمس الدین محمد خان انکہ نے کہ بیرم خان اس سے بدگمان تھا اس کے خیمہ مین جاکر قسم کھائی کہ خلا اور ملا مین ایسی بات کہ خاطر اقدس کے باعث کلفت ہو نہین کہی گئی عرش آشیانی شہر صفر کی پندرھوین تاریخ سنہ ۹۶۵ نو سو پینسٹھ ہجری مین عازم دہلی ہوئے اور شکار کنان اور صید افگنان ماہ جمادی الثانی کی پچیسوین تاریخ کو منزل مقصد پر پہونچے اور اثناے راہ مین یعنی موضع جالندر مین ازدواج سلیمہ سلطان بیگم دختر میرزا نورالدین محمد خواہرزادۂ ہمایون بادشاہ کا اکبر شاہ کے حسب الارشاد بیرم خان کے ساتھ واقع ہوا اور اس سال امیر الامرا علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان سے کہ امراے پنج ہزاری سے تھا اور صوبہ شرقی کی حکومت رکھتا تھا امر نا شائستہ سرزد ہوا جو حضرت کے خاطر دریا مقاطر کی رنجش کا سبب ہوا وہ یہ ہے کہ ایک لڑکا شاہم بیگ نام کہ احدیون کے زمرہ مین منتظم تھا اور قبل ازین کے بہ سبب حسن صورت اور نیک سیرت اور تناسب اعضا ہمایون بادشاہ کا منظور نظر ہوا تھا علی قلی خان نے بخطاب المخاطب خان زمان اسے کسی تقریب سے اپنے پاس لے گیا اور برسم اجلاف اور اوباش ماوراءالنہر کے تسلیم اور تواضع کہ سلاطین کے واسطے مخصوص ہے نسبت اس کے فعل مین لاتا تھا اور اس معنی نے شہرت پائی عرش آشیانی نے شاہم بیگ کی طلب مین حکم نافذ فرمایا اور جو اہمال اس کے بھیجنے مین ہوا ملا پیر محمد کی تجویز سے لشکر خان زمان کے سر پر مقرر ہوا اسنے ہراسان ہوکر فرخ علی نام نوکر کو کہ معتمد اس کا تھا بھیجا تاکہ عذر خواہی اور معذرت کرے فرخ علی دہلی مین آیا اور ملا پیر محمد کے پاس کہ کوئی امر بے رضا اس کی جاری نہ ہوتا تھا گیا اور ملا پیر محمد خان زمان کے مذہب شیعہ کے دعوی کرنے اور اصحاب اخیار پر تبرا کرنے سے نہایت آزردہ تھا اور اس کو بیرم خان ترکمان کے دوستون سے شمار کرتا تھا فرخ علی کو زد و کوب کے بعد اس قدر لاتین مارین اور کوٹھے سے نیچے گرا دیا کہ مرغ روح

سوار ہوا اور تین چار ہزار سوار کارگزار لے کر قلب فوج سے جدا ہوا اور چغتائی افواج مقدمہ کو آن واحد مین
برہم مارا اور بے توقف صفوف قلب پر کہ محل قرار علی قلی خان سیستانی کے تھے متوجہ ہوا بہادران بیرم خانی کہ
اس صف مین تھے شرائط شجاعت بجالائے آلات حرب کے استعمال مین کچھ تقصیر نہ کی اس درمیان مین ایک تیر
ہیموی بقال کی آنکھ مین لگا ہرچند کہ کاری نہ تھا افغانان بیدل نے سبب خون اسکے جو حدقہ چشم سے روان دیکھا
راہ فرار ناپی ہیموی بقال نے باوصف اس چشم زخم کے جرأت کو کام فرمایا یعنی تیر کو باہر کھینچکر آنکھ کو رومال سے
باندھا اور تھوڑے آدمیون سے سراسیمہ حملہ کیا تھا اس وقت شاہ قلی خان محرم ہیموی بقال کے فیل کے قریب
پہونچا اور اسے معلوم نہ تھا کہ یہ ہیموی بقال کا مرکوب ہے حملہ فیلبانون پر کیا فیلبانون نے اپنے حفظ کے واسطے
ہیموی بقال کے حال سے خبر دی شادی خان بخت کی مساعدت سے خوشحال ہو کر فیل اور فیلبانونکو مع ہیموی بقال
معرکہ سے کنارے لاکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا اور مغلون نے افغانون کا پیچھا کیا اس قدر آدمی کہ محاسب
وہم اسکی تعداد سے عاجز ہے تیغ بیدریغ سے قتل کئے شاہ قلی خان جو ہیموی بقال کو بادشاہ کے روبرو کہ دو تین کوس
کے فاصلہ پر تھا لایا بیرم خان نے عرض کی کہ بادشاہ بقصد جہاد اگر ایک شمشیر اس کافر حربی کے سر پر رسید کرین جہاد اکبر
ہوگا آن حضرت سر شمشیر اس کے فرق پر پہونچا کر غازی ہوئے اس وقت بیرم خان ترکمان نے اپنے ہاتھ سے اُسے
مقتول کیا اور سر اس کا کابل مین اور لاش بے سر دہلی مین روانہ کی اور ڈیڑھ ہزار ہاتھی سے زیادہ لشکر ظفر پیکر کے
ہاتھ آئے بادشاہ منصور و مظفر ہو کر دہلی مین تشریف لائے ملا پیر محمد شروانی کو کہ بیرم خان ترکمان کا وکیل تھا میوات کی
طرف بھیجا اس نے وہان جاتے ہی ہیموی بقال کی اہل و عیال کو دستگیر کیا اور خزانہ اس کا دستیاب کر کے بہت
افغانون کو کہ وہان تھے علف تیغ خون آشام کیا درمیان اس حال کے لشکر قزلباش نے بپاشلیقی سلطان حسین میرزا
بن بہرام میرزا بن شاہ اسمعیل صفوی شاہ طہماسپ صفوی کے حکم کے بموجب قندھار کے اطراف مین آن کر محاصرہ کیا
بعد مساعی جمیلہ محمد شاہ قندھاری کے تصرف سے جو نوکر بیرم خان ترکمان کا تھا برآوردہ کر کے قابض ہوئے
اور خضر خواجہ خان بھی سکندر شاہ سے لڑکر لاہور بھاگا عرش آشیانی بموجب اسکے کہ مصرع ع جہانگیری توقف بر نتابد چہ
سکندر شاہ کے دفع کے واسطے پنجاب کی طرف متوجہ ہوئے سکندر شاہ نے کہ کلانور مین آیا تھا مقاومت کی قدرت
اپنے مین نہ دیکھی قلعہ مانکوٹ مین کہ سلیم شاہ نے گکھڑون کے دفع کے لیے پہاڑون کے درمیان ایک کوہ رفیع
پر تیار کیا تھا جا کر متحصن ہوا بادشاہ نے وہان نزول فرما کر تین مہینے قیام کیا اور ان دنون مین عرش آشیانی کی
والدہ ماجدہ اور دیگر بیگمات اور اہل و عیال امرا اور سپاہیان کو جسقدر کابل مین تھے ان امرا کے ہمراہ جو منعم خان
کی کمک کے واسطے گئے تھے پہونچے اور محمد حکیم میرزا حکم کے موافق مع والدہ اور ایک ہمشیرہ اعیانی اپنے کے کابل مین رہا
اس ملک کی حکومت اس سے تعلق ہوئی اور منعم خان اس کا اتالیق ہوا اور جب قلعہ مانکوٹ کے محاصرہ نے چھ مہینے کا
عرصہ کھینچا سکندر شاہ نے عاجز ہو کر استدعائے قدوم ایک امرائے معتبر کی چنانچہ بعد صدور حکم خان اعظم شمس الدین
محمد خان اتکہ قلعہ مین گیا اور سکندر شاہ نے اس سے یہ بات کہی کہ مین جرائم کی کثرت سے بادشاہ کی ملازمت کی طاقت

گر دوست بود مہر دو جہان دشمن باش چنانچہ اور اسوقت جمیع امرا کو ایکجا کر کے ایک انجمن ترتیب دی اور مشورہ کیا چونکہ لشکر مخالف کا ایک لاکھ سوار سے زیادہ نشان دیتے تھے اور لشکر بادشاہ کا شمار بیس ہزار سے زیادہ نہ تھا سب کابل کی روانگی پر مائل ہوئے لیکن بیرم خان ترکمان نے جنگ مخالفین میں مستعد ہونا انسب دیکھا خاقان اکبر باوجود صغر سن کے اس مشورہ اور صلاح پر مائل اور راغب ہوا اور بے تامل خضر خواجہ خان کو کہ فرزند سلاطین مغل سے تھا اور بابر شاہ کی بیٹی مسماۃ گلبدن بیگم اس کے عقد نکاح میں تھی لاہور کا حاکم کر کے سکندر شاہ کے دفع کے واسطے تعین کیا اور خود بنفس نفیس ہیمو بقال کی تادیب اور تنبیہ کے واسطے آمادہ ہوئے اور نوشہرہ میں امراے گریختہ نے ملازمت کی اور خانخانان نے تردی بیگ کو بسبب تقصیرات کے ایسے وقت میں کہ بادشاہ شکار کو گئے تھے مکان میں بلایا اور بلا توقف اپنے حضور سراپردہ میں گردن ماری اور بادشاہ نے یہ خبر شکارگاہ میں سنی جب معاودت کی بیرم خان نے معروض کیا کہ میں تحقیق جانتا تھا کہ آنحضرت باوجود گناہ کبیرہ کے کہ اس سے سرزد ہوا عنایت ذاتی اور مراحم قلبی سے اسکے قتل میں تامل فرماوینگے اور عفو ایسی تقصیر کا ایسے وقت میں کہ مخالف قریب پہونچا اور افغان کے مانند ایک غنیم نے ممالک ہند پر غلبہ پایا مناسب نہ تھا مہر آئینہ میں نے حکم اقدس صریح اس باب میں حاصل نہ کر کے جرأت اس کے قتل میں کی عرش آشیانی نے زبان تحسین و آفرین میں کھول کر اس کا عذر مسموع فرمایا اور ثقات سے سنا گیا کہ اگر بیرم خان ترکمان تردی بیگ کو نہ قتل کرتا الوس جغتائی ضبط میں نہ آتا اور قصہ شیر شاہ کا پیش آتا اس کے بعد امراے مغل نے کہ ہر ایک آپ کو کیقباد اور کیکاؤس جانتے تھے بیرم خان ترکمان سے حساب میں ہو کر ہواے سرکشی سر سے باہر کی اور نفاق برطرف ہوا اور رایات ظفر آیات نوشہرہ سے دہلی میں روانہ ہوئے سکندر خان اوزبک اور عبداللہ خان اور علی قلی خان اندرابی اور محمد خان جلایر بدخشی اور مجنون خان قاقشال اور دیگر امرا بہ اشیلقی علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان کہ امیر الامرا تھا برسم منقلائی روانہ ہوئے اور ایک جماعت بیرم خان کے نوکران خاصہ سے بھی مثل حسین قلی بیگ اور محمد صادق خان پروانچی اور شاہ قلیخان محرم اور میر محمد قاسم خان نیشاپوری اور سید محمد بارہہ وغیرہم امراے منقلائی کے ہمراہ ہوئے اور ہیمو بقال نے جو آپ کو راجہ بکرماجیت مشہور کر کے کوس تکبر اور غرور کا بجاتا تھا شادی خان افغان اور امراے افغان کو بھی ساتھ اپنے ملحق کر کے مع افواج کثیرہ کہ مور و ملخ کے مانند تھی عزم رزم میں استقبال کیا اور ایک جماعت سرداران عمدہ افغانون کو مع توپخانۂ عظیم افواج منقلائی بادشاہی کے مقابلہ کو پیشتر روانہ کیا اور وہ خود افواج مغل سے منہزم ہو کر بحال ابتر پلٹ گئے اور توپخانہ یک قلم برباد گیا ہیمو بقال جب پانی پت کے نواح میں پہونچا اور خبر لشکر جغتائی کے قریب تر پہونچنے کی سنی فیلون کو کہ اعتماد تمام ان پر رکھتا تھا سرداران بزرگ کو تقسیم کیا تاکہ انپر سوار ہو کر لوازم جنگ میں مشغول ہووین اور علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان جمعہ کے دن علی الصباح کہ محرم کی دوسری تاریخ سنہ ۹۶۴ نوسو چونسٹھ ہجری تھی آراستگی صفوف میں مصروف ہو کر مستعد قتال ہوا اور طرفین سے مردان مرد اور طالبان نبرد اسپان تازی پر سوار ہو کر میدان حمانستان میں گھوڑون کو جولان کرنے لگے اور داد کشش کی دی اور مغلون نے کہ قتل تردی بیگ کو مشاہدہ کیا تھا پاے ثبات زمین کین سے متزلزل نہ کرتے تھے بارے ہیمو بقال فیل ہوائی نامی

کے بعد سکندر شاہ کوہ سوالک کے درمیان سے بھاگا اور دہرام چند راجہ نگرکوٹ کا دربار مین حاضر ہوا عرش آشیانی نے اسکے حال پر نوازش فرمائی اور ملک موروثی جاگیر مین اسے ارزانی فرمایا اور عرش آشیانی بارش کی کثرت سے جالندھر کیطرف روانہ افزا ہوئے ایک مدت وہان توقف کیا اور ان دنون مین سلیمان میرزا بقصد تسخیر کابل بدخشان سے روانہ ہوا اور اس کے پہونچتے ہی منعم خان نے کہ سردار کاردیدہ تھا حصاری ہو کر علم مدافعت بلند کیا اور خاقان اکبر اس حال سے مطلع ہوئے اور محمد قلی برلاس اور خان اعظم شمس الدین محمد خان اتکہ اور خضر خان کو منعم خان کی اعانت کو بھیجا چنانچہ بعضے قلعہ مین در آئے اور اکثر باہر رہے اور چار مہینے کے عرصہ مین شب و روز بدخشانیون کو اطراف اردو مین زحمت پہونچا کر عاجز اور تنگ کیا سلیمان میرزا نے منعم خان کو پیغام دیا کہ اگر وہ خطبہ مین میرا نام داخل کرے تو مین یہان سے کوچ کر جاؤن منعم خان نے صلاح وقت دیکھکر اسکے کہنے پر عمل کیا اور سلیمان میرزا بدخشان کی طرف متوجہ ہوا ان روزون مین ہیموی بقال وزیر محمد شاہ عدلی مع تیس ہزار سوار اور پیادے اور دو ہزار فیل جنگی کے کہ اکثر اس مین مست تھے آگرہ کی طرف روانہ ہوا سکندر خان اوزبک تاب مقاومت نہ لاکر دہلی کی طرف راہی ہوا اور شادی خان افغان کہ وہ عدلی کے امرائے معتمد سے تھا آب رہٹ کے کنارے آیا اور علی قلیخان سیستانی نے کہ اس وقت خان زمانی کا خطاب پایا تھا باتفاق امرائے کمکی مثل قاسم خان و محمد امین دیوانہ و بابا سعید قبچاقی مع تین ہزار سوار عراقی اور خراسانی آب رہٹ سے عبور کر کے شادی خان افغان سے مقابلہ کیا اور وہ منہزم ہوا اور کچھ فوج اس کی قتل ہوئی اور اکثر آب دریا کے عبور کے وقت غرق ہوئی جیسا کہ تین ہزار فوج سے دو سو یا تین سو سے زیادہ آدمی زندہ نہ رہے اور جب ہیموی بقال آگرہ پر متصرف ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا تردی بیگ خان نے ایلچیون کو اطراف مین بھیجکر امرا کو طلب کیا عبد اللہ خان اوزبک اور لعل سلطان بدخشی اور علی قلی خان اندرابی اور میرک جان کولابی وغیرہ بلا توقف دہلی مین آئے اور علی قلی خان سیستانی المخاطب بخان زمان اور اس کی کمکی ابتک دہلی مین نہ پہنچی تھی کہ تردی بیگ خان نے شتابی کر کے ہیموی بقال سے مقابلہ کیا اور ہیموی بقال کہ ایک کافر شجاع تھا تین چار ہزار سوار جرار انتخابی اور فیلان کوہ پیکر جنگی لے کر صف قلب سے جدا ہوا اور اول تردی بیگ خان پر کہ اپنے مقابل سے جنگ مین مشغول تھا حملہ آور ہوا چنانچہ اسے معرکہ سے پسپا کر کے اورون کی طرف متوجہ ہوا اور انھین بھی منہزم کر کے دہلی پر قابض ہوا تردی بیگ خان اور دیگر امرا سے ممکن تھا کہ علی قلیخان سیستانی المخاطب بخان زمان اور دوسرے امرا اور سرداران کو ساتھ اپنے متفق کر کے شکست کا تدارک کرتے یا یہ کہ دہلی کے اطراف مین پناہ لیکر بادشاہ سے کمک کے مستدعی ہوتے دونون امرون مین سے ایک بھی نہ کیا نوشہرہ کی طرف روان ہوئے اور ولایت خالی چھوڑ کر دشمن کے سپرد کی علی قلیخان سیستانی نے میرٹھ مین یہ خبر سنی جو تنہا اس حدود کے ضبط سے عہدہ برانہ ہو سکتا تھا لاچار ہو کر وہ بھی نوشہرہ گیا عرش آشیانی جالندھر مین اس واقعہ سے مطلع ہوئے جو پنجاب کے سوا اور تمام ممالک افغانون کے تصرف مین در آگئے تھے دلگیر ہوئے چونکہ صغر سن کے باعث امور بادشاہی مین مشغول نہو سکتے تھے بیرم خان ترکمان کو خان بابا خطاب دیکر نوازش فرمائی اور یہ ارشاد کیا کہ ہمنے تمام مہمات ملکی کو تیری طرف رجوع کیا جسمین صلاح دولت دیکھ عمل مین لا وہ کام میرے حکم پر موقوف نہ رکھ اور علاوہ اسکے اس بارہ مین ہمایون شاہ کی روح پر فتوح اور اپنے فرق مبارک کی قسم دیکر ظاہر کیا کہ تو لوگون کی دشمنی کا نااندیشہ کر اور یہ مصرع پڑھا مصرع دست

اور دیوان شعر آنحضرت کا نسبۃً حسبتہ نظر پڑتا ہے اور یہ ابیات بھی انھیں کے طبعزاد ہین نظم گذشت از دل سرگشتہ ناوک ستمش ؞
نماند بر من دل دادہ لذت المش ؞ بقصد کشتن عشاق گر کند میلے ؞ عجب نباشد از اخلاق و شیوۂ کرمش ؞ کرامت زہرۂ قرب
حریم حرمت او ؞ کہ جبرئیلؑ امین نیست محرم حرمش ؞ اگر بہ پرسش عشاق می نہد قدمے ؞ ہزار جان گرامی فدائے ہر قدمش ؞
ولہ خوش آنکہ باخیال تو عمرے نشستہ بودم ؞ وز شوق سرو قامت از جائے جستہ بودم ؞ عیبم مکن کہ گفتم موے ترا پریشان ؞
در شرح جعد زلفت چون دل شکستہ بودم ؞ وز شرح غنچۂ او ہرگز نگفتہ حرفے ؞ لب تا دران حکایت پیوستہ بستہ بودم ؞
ہمائے کہ چون ہمایون در حال وصل بیخود ؞ با دوست در حکایت از خویش رفتہ بودم ؞ ولہ داغ عشق تو بر جبین من است ؞
خاتم لعل تو نگین من ست ؞ تا نشستم چو خاک بر در تو ؞ پشت بام فلک زمین من ست ؞ ہر کجا شاہ و شہریارے بود ؞
این زمان بندۂ کمین من ست ؞ خط مشکین بہ صفحۂ گلفام ؞ آیت رحمت مبین من ست ؞ ولہ من اشک روان چو گنج قارون
دارم ؞ گلگونہ دران کیسہ ز افیون دارم ؞ **ذکر بادشاہ جمجاہ ابوالمظفر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی
کی سلطنت کا**۔ شیخ ابو الفضل شیخ فیضی کے بھائی نے اس بادشاہ عالی جاہ کے جزوی اور کلی قضایا اکبر نامہ
مین کہ ایک لاکھ اور ہزار بیت کے قریب ہے ثبت کیا اور مؤلف ان اوراق کا محمد قاسم فرشتہ کہ در پے اختصار ہے
خلاصہ اس کا اس کتاب مین مندرج کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جسوقت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کتب خانہ کے کوٹھے سے
گر کر شدت ضعف مین گرفتار ہوا ارکان دولت اور اعیان حضرت نے شیخ جولی کو کہ معتمدان درگاہ سے تھا اس حالت کی
خبر پہونچانے کے واسطے بذریعہ ڈاک پنجاب کی طرف روانہ کیا اور اس نے کلانور مین پہونچکر شاہزادۂ والاگہر کی
نقد ملازمت حاصل کر کے قضیہ سانحہ کا معروض کیا اور اس کے پیچھے ہی جب خبر رحلت پہونچی امرا لوازم تعزیت
بجالائے اور آپس مین اتفاق کر کے ماہ ربیع الثانی کی دوسری تاریخ سنہ ۹۶۳ نوسو ترسٹھ ہجری مین شہزادۂ جلال الدین محمد اکبر
کو کہ تیرہ برس اور نو مہینے اس کی عمر سے گذرے تھے کلانور مین تخت فرمانروائی پر اجلاس کروایا قطعہ گل امید شگفت و
وزید باد مراد ؞ مراد خلق خدا آن چنانکہ باید داد ؞ ز دست فتنۂ دوران جہان بشد ایمن ؞ کہ بادشاہ جہان پا بر سریر نہاد ؞
بیرم خان ترکمان باوجود منصب سپہ سالاری اور اتالیقی کے وکالت کے عہدہ پر مامور ہو کر متصدی امور ملک و مال ہوا
اور فرامین بشارت جلوس اور استمالت سپاہ و رعیت اطراف و اکناف مین بھیجکر تمغاجات اور راہداری و سلامانہ اور پیشکش اور
سرانہ تمامی ممالک محروسہ کا معاف اور واگذاشت کیا اور بیرم خان نے سب سے پہلے شاہ ابو المعالی کو کہ داعیہ مخالفت کا رکھتا تھا
گرفتار کر کے واجب القتل ٹھہرایا اور ہر چند حضرت کہ بیشتر اسم شریف انکا عرش آشیانی اور کاہے ساتھ خاقان اکبر کے ادا ہو گا
کمال ترحم سے راضی نہ ہوئے اور اس سید کو قید کر کے پہلوان گل گیر کے پاس جو لاہور کا کوتوال تھا بھیجا شاہ ابو المعالی چندروز
کے بعد قید خانہ سے بھاگا گل گیر پہلوان نے کمال خجالت اور انتہائے غیرت سے اپنے تئین ہلاک کیا اور تردی بیگ خان نے
تمام اسباب بادشاہی کو دہلی سے ابو القاسم میرزا ولد کامران میرزا کے ہمراہ اردوئے معلی مین ارسال کیا اور علی قلی خان سیستانی
حاکم سنبھل اور سکندر خان اوزبک حاکم آگرہ اور بہادر خان حاکم دیپالپور اور منعم خان اتالیق اور محمد حکیم میرزا نے عرائض بھیجکر
اظہار اخلاص اور بندگی کی بعدہ لشکر ظفر پیکر سکندر خان کے استیصال کے واسطے دامن کوہ سوالک کی سمت روانہ ہوا اور حضرت

رعایت مندول رہتی تھی اور بیرم خان ترکمان کہ آنحضرت کا مصاحب اور ہمدم تھا مذہب امامیہ رکھتا تھا اور جس وقت کہ
سریر سلطنت پر جلوہ گر ہو کر بادشاہ ہوئے بہت قزلباش اور اہل عراق کو تربیت کرکے بزرگ کیا اور کہتے ہیں کہ مرزا
آنحضرت سے مذہب کے بارہ مین ہمیشہ ہم زبانی کرتا تھا جس وقت کہ شیرشاہ کے صدمہ سے یہ سب ایران میں گئے ہوئے
تھے ایک دن دونوں بھائی سوار کسی طرف جاتے تھے ایک کتا نظر پڑا کہ پانوں اٹھا کر ایک قبر پر پیشاب کرتا تھا میرزا نے
کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قبر کا صاحب رافضی ہے بادشاہ نے کہا ہاں یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کتا بھی سنی ہے غرض اس طرح
کی ظرافت بھائیوں کے درمیان اکثر ہوا کرتی تھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسے کلمات کامران میرزا کے سنی اور بیرم خان ترکمان
کی خوشی اور دوسرے ارباب دخل کے واسطے سرزد ہوتے تھے اور آنحضرت کا مذہب البتہ سنی تھا بادشاہ خود بھی کہتے تھے

اس حال مین علی قلی سیستانی اور چند سردار دیگر واقف ہوکر بہ تعجیل عجیل بیرم خان کے پاس حاضر ہوئے اور ہر طرف سے تیر باران شروع کیا افغان بیتاب ہوکر جنگ کے بہانہ سوار ہوئے اور جب اردو سے باہر آئے دہلی کا راستہ لے کر متوق ہوئے تاتار خان اور ہیبت خان افغان نے ایک ساعت توقف کیا جب اپنی سپاہ مین نہایت تفرقہ دیکھا انھون نے بھی ہاتھی اور گھوڑے اور اسباب چھوڑ کر راہ فرار نا پی مغل افغانون کا ساز و سلب تاراج کر کے بہت خوش ہوئے اور عمدہ سامان حاصل کر کے مسرور اور مسرور ہوئے بیرم خان نے فیلون کو جنت آشیانی کے حضور لاہور مین بھیجا اور خود ماچھواڑہ مین قیام کیا اور امراے چغتائی کو پیشتر روانہ کیا وہ دہلی کے اطراف تک تاخت کر کے بہت پرگنون پر متصرف ہوئے اور حضرت نے اس فتح سے محظوظ ہوکر بیرم خان ترکمان کو خانخانان کے خطاب اور یار وفادار و ہمدم غمگسار کے القاب سے سرفراز فرمایا اور اس کے نوکرون کی اسامی کیا وضیع و کیا شریف اور کیا ترک اور کیا تاجیک اور کیا سقہ اور کیا فراش اور کیا باورچی اور کیا ساربان سب کو دفتر بادشاہی مین ثبت کر کے پایہ شگرف پر پہونچایا اور کچھ انمین سے خان اور سلطان ہوکر نامداران جہان سے ہوئے سکندر شاہ بعد شکست تاتار خان اور ہیبت خان افغان کے موافقت کے بارہ مین امراے افغانان سے قسم لیکر مع اسی ہزار سوار اور توپ بسیار اور فیلان جنگی اور نامی کے عزم رزم مین پنجاب کی طرف متوجہ ہوا بیرم خان ترکمان نے نوشہرہ مین جاکر نوشہرہ کو مضبوط کیا اور جب سکندر شاہ نوشہرہ کے ظاہر مین تھوڑے فاصلہ پر فروکش ہوا بیرم خان نے عریضہ لاہور بھیجکر استدعاے قدوم میمنت لزوم کی اور آنحضرت رایات اجلال متحرک کر کے نوشہرہ مین تشریف لائے اور قلعہ مین بیٹھے اور چند روز طرفین سے عاشقان جنگ اور طالبان نام و ننگ نے میدان جانستان مین پیش قدمی کر کے داد مردی اور مردانگی کی دی آخر بتاریخ سلخ ماہ رجب سنہ مذکور مین کہ نوبت قراولی شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کی تھی افغانان نے صفوف حرب آراستہ کر کے جنگ سلطانی کے درپے ہوئے اور تمام سپاہ چغتائی قتال پر مستعد ہوکر شاہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوئی ایک طرف بیرم خان ترکمان مع اعوان و اتباع اور دوسری طرف سکندر خان اور عبداللہ خان اوزبک اور شاہ ابوالمعالی اور علی قلیخان سیستانی اور بہادر خان اور تردی بیگ خان بقاعدہ چنگیزی حملہ آور ہوے اور لوازم شجاعت اور مردانگی کے مافوق طاقت بشری ظہور مین پہونچائی اور توفیق الٰہی سے افغانون کو مار بھگایا اور سکندر شاہ کوہستان سوالک کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی کے حکم کے موافق سکندر خان اوزبک اور دوسرے خوانین دہلی اور آگرہ مین جاکر متصرف ہوئے جنت آشیانی نے ابوالمعالی کو پنجاب کی حکومت دے کر سکندر شاہ کے دفع کے واسطے مامور کیا اور خود بدولت و اقبال رمضان کے مہینے مین دہلی مین تشریف لائے اور بادشاہ ملک بخش کی توفیق سے دوبارہ مملکت ہندہ پر کہ خال چہرۂ ہفت کشور ہے فرمانروا ہوئے اور بیرم خان ترکمان کو جاگیر اور عنایات خسروانہ سے ممتاز کر کے نہایت نوازش فرمائی اور تردی بیگ خان کو دہلی کا حاکم کیا اور سکندر خان اوزبک نے آگرہ کی حکومت پائی اور علی قلیخان سیستانی سنبھل اور میرٹھ کی سند امارت پاکر اس طرف روانہ ہوا اور بیرم خان نے یہ رباعی اس فتح کی تاریخ مین موزون کی رباعی

منشی خرد طالع میمون طلبید ٭ انشاء سخن ز طبع موزون طلبید ٭ تحریر چو کرد فتح ہندوستان را ٭ تاریخ ز شمشیر ہمایون طلبید ٭

مہیا نہ تھا متردد ہوئے اور ایک دن سیر وشکار کے واسطے سوار ہوئے مخصوصون سے فرمایا کہ مین سفر ہندوستان
کے واسطے شگون لیتا ہون کہ اگر تین آدمی بہم نظر آوین ان کے نام استفسار کرکے مین فال نیک اختیار کرون فی الجملہ اول
جو شخص سامنے آیا اس کا نام پوچھا اس نے عرض کی کہ میرا نام دولت خواجہ ہے تھوڑی دور اور گئے ایک دہقانی نظر آیا بعد سوال
اس نے کہا کہ مجھے مراد خواجہ کہتے ہین اس صورت مین آنحضرت نے ارشاد کیا کہ کیا خوب ہووے کہ تیسرا شخص سعادت خواجہ
نام رکھتا ہو اتفاقات حسنہ سے جب چند قدم اور قدم رنجہ فرمایا ایک شخص اُسی اسم کا موجود ہوا جنت آشیانی اس بشارت خوش اشارت
سے نہایت خوش وقت اور محظوظ ہوئے اور باوجود اس کے کہ پندرہ ہزار سوار سے زیادہ نہ رکھتے تھے اور افغانون کا لشکر لاکھ
سوار سے کم نہ تھا اور دو لاکھ بھی نشان دیتے تھے اس حال سے بسفر ہندوستان عازم ہوئے اور شہزادہ محمد حکیم میرزا
کو منعم خان کی اتالیقی مین کابل مین چھوڑا اور خود بدولت وسعادت پائے مبارک رکاب ہمراہ مین رکھکر صفر کے مہینے سنہ ۹۶۲
نوسو باسٹھ ہجری مین روانہ ہوئے اور بیرم خان ترکمان نے فرمان قضا جریان کے موافق مع بہادران ورتہمتنان جنگ دیدہ
کے کہ اس کے آبا اور اجداد کے نوکر تھے بہ شوکت تمام سعادت ملازمت حاصل کی جنت آشیانی نے نیلاب سے عبور
کرکے بیرم خان ترکمان کو منصب سپہ سالاری کا عنایت فرمایا اور خضر خواجہ خان اور تردی بیگ خان اور سکندر سلطان اور
علی قلی خان سیستانی اور دوسرے سردارون کو اسکے ہمراہ کرکے بطور مقدمہ پیشتر روانہ کیا تاتار خان افغان حاکم قلعہ
رہتاس کہ وہ قلعہ شیر شاہ افغان کا بنایا ہوا ہے طاقت مقاومت اپنے مین نہ دیکھکر دہلی کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی
کوچ متواترہ سے لاہور آئے اور امرائے افغان جو اسکی محافظت مین قیام کرتے تھے بلا جنگ بھاگے اور جنت آشیانی
بے منازعت شہر مین داخل ہوئے اور بیرم خان ترکمان امرائے منقلائی کے ہمراہ سرہند گیا اور اس حدود کو بھی بے
تحریک سیف دستان متصرف ہوا اور اس نواح کے زمیندار اور رعایا نے جادۂ اطاعت مین قدم رکھا اور جب خبر
ببیچ تغیر ترائی ۱۲
پہونچی کہ ایک گروہ شہباز خان اور نصیر خان کی سرداری مین دیپالپور مین فراہم ہوکر فساد کا ارادہ رکھتا ہے جنت آشیانی
نے شاہ ابو المعالی کو کہ سادات ترمذ سے تھا اور فرزندی کے خطاب سے نوازش پائی تھی باتفاق علی قلی خان سیستانی کے
انکے دفع کے واسطے مامور کیا اور اس نے جماعت افغانون کو شکست دیکر متفرق اور پریشان کیا اور ساز و سلب اور
اہل وعیال کو انکی غارت کرکے مراجعت کی سکندر شاہ نے تاتار خان اور ہیبت خان افغان کو مع تیس ہزار سوار لشکر چغتائی
کی جنگ کے واسطے نہایت قوت اور سامان سے مقرر کیا اور بیرم خان ترکمان دشمن کی کثرت سے اندیشہ نہ کرکے جنگ پر
آمادہ ہوا اور آب ستلج سے عبور کرکے انکے سر پر روانہ ہوا اور غروب آفتاب کے وقت آب مچیواڑہ کے ساحل پر اردوے
خصم کے مقابل نزول کیا اور جو موسم زمستان تھا افغانان آگ اپنے خیمون کے آگے روشن کرکے لوازم بیداری مین
مشغول ہوئے بیرم خان ترکمان اس حال سے خبردار ہوکر خوشحال ہوا اور بدون اسکے کہ کوئی شخص اسے خبر کرے ایک ہزار سوار
اپنے ملازمان خاص سے لیکر اردوے مخالف کے کنارے گیا اور افغانون کو کہ آگ کی روشنی سے نمودار تھے ہدف تیر کرکے شور اور
ولولہ انکے درمیان ڈالا اور افغانون نے کہ قلت عقل کی صفت سے موصوف ہین روشنی کی زیادتی مین کوشش کی اور تمام لکڑیان
اور علف کہ اردو مین تھا یکبارگی روشن کیا اس حرکت سے مغل اور بھی خوشوقت ہوئے اور تیر اندازی مین تقصیر نہ کی

کی تھی اپنے ہمراہ لے گیا اور تین حج کر کے ۹۶۴ نو سو چونسٹھ ہجری میں اس مقام مشرفہ میں انتقال کیا اور معلی عزکی مین دفن ہوا
ہان سچ ہے نظم گنج بقا نیست درین خاکدان ❊ مغز وفا نیست درین استخوان ❊ جملہ جہان خواہ کہن خواہ نو ❊ چون گذر نست
نیز رو بجو شاہ۔ میرزا کامران کی تین بیٹیان تھین اور ایک بیٹا موسوم بہ ابوالقاسم میرزا تھا اور جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے
اسکو ۹۶۴ نو سو چونسٹھ ہجری مین قلعہ گوالیار مین قید کیا اور جسوقت خان زمان کے سر پر جاتا تھا اسکے قتل کا اشارہ کیا اور
ابوالقاسم میرزا نے قتل کے وقت یہ بیت کہ طبعزاد اسکی تھی پڑھی بیت فلک کشتن من اینقدر شتاب مکن ❊ چو خواہم از ہست
مرد اضطراب مکن ❊ قصہ کوتاہ کامران میرزا کی بیٹی میرزا ابراہیم حسین بن سلطان محمد کے عقد مین تھی اور اس سے ایک لڑکا
موسوم بہ مظفر حسین متولد ہوا اور دوسری بیٹی میرزا عبدالرحمن مغل کے عقد مین اور تیسری شاہ فخرالدین مشہدی رضوی
کے حبالۂ نکاح مین تھی القصہ جب بادشاہ کو کامران میرزا کے فساد سے دلجمعی حاصل ہوئی اولوالعزمی سے چاہا کہ کشمیر کو
بھی حوزۂ تصرف مین درلائے چونکہ سلیم شاہ پنجاب مین پہونچا تھا امراے چغتائی نے اس تجویز کے خلاف یک زبان ہوکر
عرض کیا کہ قبلۂ عالم وعالمیان جب ہم کشمیر مین درآمد ہون گے تمام افغان راہ برآمد مسدود کرین گے اسوقت کار دشوار
ہوگا بادشاہ نے یہ بات قبول نہ فرمائی کشمیر کی طرف روانہ ہوئے اور تمام امرا خوشی طبعا نہ ہمراہی نہ کرکے کابل کی طرف
مین متوجہ ہوئے جنت آشیانی نے ناچار ہوکر اشہب عزیمت کی باگ کابل کی طرف موڑی اور نیلاب سے عبور کرکے
قلعہ بکرام تعمیر فرمایا اور سکندر خان اوزبک کے سپرد کرکے کابل مین تشریف لیگئے اور شہزادہ جلال الدین محمود وزیر کے
ہمراہ غزنین کی رخصت مرحمت فرمائی اور ۹۶۰ نو سو ساٹھ ہجری مین شہزادہ محمد حکیم میرزا بلدۂ کابل مین متولد ہوا احوال
اس کا جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقائع کے ذیل مین آوے گا اور اس سال جنت آشیانی کی طبیعت فیض طویت
مفسدون کی تہمت اور افترا کے باعث بیرم خان ترکمان سے منحرف ہوئی اور اس لحاظ سے کہ مبادا مذہب کے اتحاد کے سبب قزلباش
کی طرف مائل ہووے عزیمت یورش قندھار کرکے غزنین کے راستہ سے وہان گیا بیرم خان ترکمان جو اس تہمت سے بری تھا
اور اس معاملہ سے ہرگز آگاہی نہ رکھتا تھا آنحضرت کی خبر توجہ سنکر پانچ چھ آدمی مخصوص سے استقبال کرکے سعادت ملازمت
حاصل کی اور پیشکش خوب اور تحف مرغوب نذر کئے اور جب آنحضرت پر ثابت اور متحقق ہوا کہ دشمنون نے جو کچھ اس کی نسبت
عرض کیا ہے محض تہمت اور افترا ہے اس واسطے دلجوئی بیرم خان کی فرمائی اور دو مہینے کابل قندھار مین عیش وعشرت
مین مشغول رہے اور ارباب غرض کو بھی سرزنش اور ملامت کی اور بیرم خان کے حال پر گوناگون نوازش اور قسم قسم کے الطاف
مبذول فرمائے اور بیرم خان ترکمان نے عرض کی کہ قندھار کی حکومت منعم خان یا دوسرے کو تفویض کرکے اسے بھی ملازم
رکاب کرین یہ عرض معروض قبول مین نہ آئی لیکن رخصت کے وقت اس خان ذیشان کے حسب التماس بہادر خان برادر علیخان سیستانی
کو زمین داور کی جاگیر عنایت فرمائی اور اسے اس طرف روانہ کرکے خود کابل مین تشریف لائے پس اس وقت
مین بعضے مردم دہلی اور آگرہ کی عرضیان ملاحظہ مین گذرین کہ سلیم شاہ درمیان سے گیا اور ملوک وخوانین افغان کے
آپس مین طریق عناد وفساد ناپتے ہین اور تیغ خلاف غلاف سے کھینچکر ہر وقت ہر وقت آپس مین خونریزی کرتے ہین اور اب
وہ وقت آیا ہے کہ حضرت ملک موروثی کی طرف متوجہ ہوکر تصرف مین لاوین بادشاہ کو جو سامان لشکر کشی ہندوستان

جنت آشیانی دوبارہ اسکے سرپرچلے اور بیرم خان ترکمان کو لکھا کہ غزنین مین آکر علاج حاجی محمد خان کا کرو اور حاجی محمد خان نے
میرزا کو پیغام دیا تھا کہ آپ جلد غزنین مین آئیے کہ بندہ مطیع و فرمانبردار ہے میرزا کہ لمغان سے پشاور مین بھاگا تھا بنگش اور
کرویز کے راستہ سے غزنین کی سمت روانہ ہوا لیکن بیرم خان ترکمان اس کے پہونچنے سے پیشتر غزنین مین داخل ہوا اور حاجی
محمد خان کو بلامیت تمام کابل لے گیا تھا میرزا ناچار پشاور مین گیا اور جنت آشیانی نے کابل مین معاودت فرمائی حاجی محمد خان
از روے توہم دوبارہ غزنین کی طرف مفرور ہوا اور بیرم خان پھر غزنین جاکر اسے دلاسا کابل مین لایا اسوقت مرزا عسکری
کو کہ برادر اعیانی میرزا کامران کا تھا میرزا سلیمان کے پاس بھیجا کہ بلخ کے راستہ سے مکۂ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے عسکری میرزا
اس وادی مین جو شام اور مدینہ منورہ کے مابین ہے سنہ ۹۶۱ نوسو اکسٹھ ہجری مین فوت ہوا اور اسکی ایک بیٹی تھی جسکو جلال الدین
محمد اکبر بادشاہ نے یوسف خان مشہدی کے عقد مین دیا اور کامران میرزا ہوس سلطنت اور طمع شاہی مین افغانون کے
درمیان لشکر کے فراہم لانے مین مقید تھا جنت آشیانی نے اول حاجی محمد خان کو جو بانی شر اور خمیر مایۂ فساد تھا اول لے سے
تیغ سیاست سے قتل کیا اسکے بعد میرزا کی تادیب کے واسطے متوجہ ہوا اور خیبر کے نواح مین میرزا مع افغانان بسیار
اردوے بادشاہ پر ذیقعدہ کی اکیسوین شب سنہ ۹۵۸ نوسو اٹھاون ہجری مین شبخون لایا اور ہندال میرزا شہد شہادت چکھ کر
روضہ رضوان کو سدھارا اور جب میرزاے ناسعادت مند کو بھائی کے شہید ہونیکی خبر پہونچی کارنا کردہ پلٹ کر افغانونکے پاس
آیا جنت آشیانی نے رقیہ سلطان بیگم دختر میرزا مع خیل وحشم ہندال میرزا کے شہزادۂ جلال الدین محمد اکبر کو ارزانی فرمائی اور غزنین
اسکی جاگیر مین مقرر کیا اور خود افغانون کے مسکنون پر تاخت لایا اور اس مرتبہ بکثرت تمام الوس مہمند اور خلیل کو قتل و تاراج
نہایت خوار اور ذلیل کیا افغانون نے جب دیکھا کہ نقصان اور خرابی کے سوا حاصل کچھ نہین ہے میرزا کی رفاقت سے دست بردار ہوئے
اور وہ ہند مین جاکر سلیم شاہ کے پاس التجا لے گیا اور سلیم شاہ نے بدسلوکی سے جب ارادہ اسکے حبس کا کیا بھاگ کر راجہ نگرکوٹ
کے پاس پناہ لے گیا اور سلیم شاہ جو میرزا کو صاحب داعیہ جانتا تھا اسکے پیچھے سنہ ۹۶۰ نوسو ساٹھ ہجری مین راجہ ہاے پنجاب کے
سر پر روانہ ہوا اور میرزا ہراسان ہوکر نگرکوٹ سے سلطان آدم ککھر کے پاس گیا اتفاقاً ان دنون مین جو میرزا حیدر دوغلات
نے زمینداران کشمیر کی سرکشی سے شکایت اور التماس قدوم میمنت لزوم کی تھی جنت آشیانی نیلاب سے عبور کرکے ہند مین داخل
ہوے سلطان آدم نے اندیشہ کرکے میرزا کی محافظت کی حقیقت درگاہ مین لکھی چنانچہ منعم خان حکم کے موافق سلطان آدم
کے پاس جاکر میرزا کو لایا اس کے بعد الوس چغتائی نے کہ میرزا کے نفاق اور جنگ و جدل سے نہایت آزردہ تھے معروض
رکھا کہ ہماری عرض و ناموس کی بقا میرزا کامران کی فنا پر منحصر ہے بادشاہ کمال مروت اور رحم دلی سے اسکے قتل پر راضی نہتھا
آخر امرا کی تسکین کے واسطے اسکی آنکھ مین میل پھیرنے کی رضا دی اور محمد مومن قرنجودی نے یہ مصرع اسکا مادۂ تاریخ کیا مصرع
چشم پوشید زبیداد سپہر ؂ اور جب جنت آشیانی میرزا کے دیکھنے کو تشریف لے گئے میرزا نے چند قدم استقبال کرکے یہ قطعہ
سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ کا پڑھا قطعہ زقدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم ؂ ز التفات بغربت سراے دہقانی ؂ کلاہ گوشۂ
دہقان بآفتاب رسید ؂ کہ سایہ بر سرش افگند چون تو سلطانی ؂ جنت آشیانی پر گریہ نے اسقدر غلبہ کیا کہ مجال تکلم نہ رہی اٹھے اور
افسوس بہت کیا اور میرزا حج کی اجازت لیکر سندھ کے راستہ سے مکۂ معظمہ کیطرف روانہ ہوا اور اپنی زوجہ کو کہ دختر میرزا شاہ حسین ارغون

عرض اقدس مین پہونچایا کہ جو ئبار بلخ سے عبور کرنا مناسب نہین ہے صلاح آئین ہی کہ درہ گز کی طرف جاکر اردو کیواسطے ایک
جگہ محکم معین کرین اور مردم بلخ کو تسلی اور دلاسا کرکے بے جنگ تصرف مین لاوین اور جب مبالغہ حد سے گذرا ناچار جنت آشیانی
نے کوچ کیا اور جو درہ گز کابل کیطرف ہے اور دوست و دشمن کہ اس مشورہ سے آگاہ نہ تھے تصور مراجعت کرکے بسرعت تمام
کابل روانہ ہوئے اور ازبکون نے دلیر ہوکر بہیئت مجموعی تعاقب کیا اور سلیمان میرزا اور حسن قلی سلطانکو کہ محافظت کیواسطے
لشکر مغل کے عقب مقرر تھے زیر کرکے فوج بادشاہی کے قریب پہونچے آنحضرت نے پھر کر بنفس نفیس ایک شخص کو کہ جو سب سے
آگے جاتا تھا بزخم نیزہ خانہ زین سے جدا کیا اور میرزا ہندال اور تردی بیگ اور تولک خان قوچین نے بھی شجاعت
مین تقصیر نہ کی لیکن جو لشکر چغتائی متفرق ہوا تھا کچھ تدبیر نہ بن پڑی اور کام پیش نہ گیا بادشاہ نے باگ کابل کیطرف معطوف
فرمائی اور میرزا کامران کے درپے دفع ہوکر علی بیگ کو جو میرزا کے ملازمان عمدہ سے تھا اس سے برخلاف کرلیا اور سلیمان میرزا اور
ہندال میرزا کو بھی کشم اور قندھار سے اس کے سر پر تعین کیا اور میرزا نے سامان بادشاہی پھینک کر چاہا کہ ضحاک اور بامیان
سے ہزارہ کے درمیان جاکر وہان کے راستہ سے سندھ کی طرف روانہ ہون بادشاہ نے ایک جماعت کو اس کے سر راہ
بھیجا قراچہ خان اور قاسم حسین وغیرہ نے کہ پھر آنحضرت کے پاس حاضر ہوے تھے میرزا کو مخفی پیغام دیا کہ لشکر عمدہ ضحاک
اور بامیان کی طرف روانہ ہوا ہے تمھین لازم ہی کہ کوتل قبچاق کے راستہ سے اس طرف متوجہ ہوا اور ہمین بھی اپنا شریک و
ہوا خواہ سمجھو وہ انکے کہنے سے بامیان کا راستہ چھوڑ کر قبچاق مین آیا بادشاہ وہان گیا اور قراچہ خان اور دیگر رفیق حضرت
کے جنگ کے وقت میرزا کے شریک ہوئے اور بادشاہ نے لشکر قلیل سے پاے ثبات زمین کین مین گاڑ کر جنگ عظیم کی اور پیر محمد اختہ
اور احمد ولد میرزا قلی مارے گئے اور وہ حضرت کہ اس معرکہ مین خود مباشر قتال ہوئے تھے زخم شمشیر فرق مبارک پر پہونچا
اور گھوڑا بھی زخمی ہوا پھر آپ نے ضرب نیزہ سے اعدا کو اپنے پاس سے دفع کیا اور ضحاک اور بامیان کی طرف متوجہ
ہوے اور میرزا دوبارہ کابل پر متصرف اور کامران ہوا اور جنت آشیانی بدخشان کی طرف رونق افزا ہوئے اور ایک قافلہ
سے جو اسپ بیشمار اور متاع وافر رکھتا تھا گھوڑے اور اسباب بطریق مساعدت لیکر لشکر مین تقسیم کیے اور شاہ بداغ اور
تولک خان قوچین اور مجنون خان اور ایک جماعت کو کہ مجموع دس نفر ہوتے تھے خبر گیری کے واسطے کابل کی طرف
بھیجا اور تولک خان کے سوا کوئی پلٹ کر نہ آیا آنحضرت نے ملازمان قدیم کی بیوفائی سے تعجب کیا اور جب سلیمان میرزا اور
ابراہیم میرزا اور ہندال میرزا مع افواج آسکے تب چار دن کے بعد کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا نے استقبال
کرکے آب پنجہر کے کنارے تنور جنگ گرم کیا اور منہزم ہوکر بال اپنے سر اور داڑھی کے ترشوا کر لباس قلندران مین
کوہ ہندوکش کے دامن اور لمغان مین پہونچا اور ہنگام فرار میرزا عسکری گرفتار ہوا اور قراچہ خان قتل ہوا جنت آشیانی
مظفر و منصور کابل مین تشریف لائے اور ایک سال عیش و عشرت مین بسر کیا اور دوسری مرتبہ جب سپاہیان واقعہ طلب نے
میرزا کے پاس جاکر ہجوم کیا اور جمعیت اس کی بہ تعداد ایک ہزار اور پانچ سو کے پہونچی اور حاجی محمد خان اور بابا قشقہ بھی بے
رخصت غزنین گئے آنحضرت نے سامان جنگ درست کرکے میرزا کے سر پر چڑھائی کی وہ ہمراہ افغانان مہمند اور خلیل اور داؤدزئی اور
ملکان لمغانات نیلاب کیطرف بھاگا بادشاہ نے کابل مین نزول فرمایا اور میرزا نے پھر افغانان کے درمیان آنکر دروازہ فساد کا وا کیا

عبور کیا اور آدمی اس کے متفرق تھے کامران نے پہونچکر جنگ کر کے شکست دی اور اسباب میرزا ہندال کا تاراج کیا
مقارن اس حال کے جنت آشیانی برکنار آب پہونچے میرزا کامران طاقت مقاومت نہ لاکر طالقان کی طرف بھاگا اور
جو کچھ تاراج مین لے گیا تھا اور جو کچھ رکھتا تھا سب تاراج مین دیا اور دوسرے دن قلعہ طالقان مین محصور ہوا
اور جب اوزبکون کی امداد سے مایوس ہوا میرزا سلیمان کے ذریعہ سے مکہ معظمہ کی رخصت طلب کی اور آنحضرت
نے قبول کیا کامران میرزا اور عسکری میرزا قلعہ سے برآمد ہو کر بقصد زیارت حرمین شریفین دس فرسخ گئے اور یہ
گمان رکھتے تھے کہ وہ حضرت ایک فوج بہ تعاقب ان کے بھیجین گے اور آنحضرت نے نہ بھیجی اس سبب سے نہایت
شرمندہ ہو کر بہ نیت ملازمت پلٹ آئے اور جنت آشیانی نے اکثر میرزایون کو ان کے استقبال کو بھیج کر نہایت مہربانی مبذول
فرمائی اور کولاب کی جاگیر انھین دیکر جاگیر کی طرف رخصت کیا اور حضرت معاودت کر کے کابل مین تشریف لائے اور
فتحنامہ کے حاشیہ پر جو کہ بیرم خان ترکمان کے پاس قندھار بھیجا تھا یہ بیتین کہ اس شاہ عجاد کی طبع زاد ہین اپنے خاص
خط سے قلمی کین نظم باز فتحے زغیب روے نمود ٭ کہ دل دوستان ازو بکشود ٭ شکر ہد کہ باز شادانیم ٭ برح یار و دوست
خندانیم ٭ دشمنان را بکام دل دیدم ٭ میوۂ باغ فتح را چیدم ٭ روز نوروز بیرم ست امروز ٭ دل احباب بیغم ست امروز ٭
شاد بادا ہمیشہ خاطر یار ٭ غم نگردد بگرد یار و دیار ٭ ہمہ اسباب عیش آمادست ٭ دل بفکر وصالت افتادست ٭ کہ تا حبیب
کے بینم ٭ گل ز باغ وصال کے چینم ٭ گوش خرم شود ز گفتارت ٭ دیدہ روشن شود ز دیدارت ٭ در سریم حضور
شاد بہم ٭ بنشینیم خرم و بیغم ٭ بعد ازان فکر کار ہند کنیم ٭ عزم تسخیر ملک سند کنیم ٭ ہر در بستہ کشادہ شود ٭ ہرچہ خواہیم
ازان زیادہ شود ٭ آنچہ خواہیم از زمان و زمین ٭ گوید آمین چو جبرئیل امین ٭ یا الٰہی میسرم گردان ٭ دو جہان را بمرم
گردان ٭ اور یہ رباعی بھی بدیہہ کہکر اس کے حاشیہ پر ترقیم فرمائی رباعی اے آنکہ انیس خاطر محزونی ٭ چون طبع لطیف
خویشتن موزونی ٭ بے یاد تو نیستم زمانے ہرگز ٭ آیا تو بیاد من محزون چونے ٭ اور بیرم خان ترکمان نے بھی درجواب یہ رباعی
موزون کر کے تحریر کی رباعی اے آنکہ بذات سایۂ بیچونی ٭ از ہرچہ ترا وصف کنم افزونی ٭ چون میدانی کہ بے تو چون
میگذرد ٭ چون می پرسی کہ در فراقم چونے ٭ اور جو بیرم خان ترکمان کو اوزبک سے قسم قسم کی تشویش و تکلیف پہونچی تھی ۹۵۶ھ
نو سو چھپن ہجری مین بقصد انتقام باتفاق ہندال میرزا اور سلیمان میرزا بلخ کی طرف روانہ ہوئے کامران میرزا اور عسکری میرزا
پھر مخالفت کر کے ملازمت کے واسطے نہ آئے اور باوجودیکہ نہ آنے سے دغدغہ یہ تھا کہ میرزا کامران کابل مین جاکر فساد
برپا کرے گا بادشاہ فسخ عزیمت نہ کر کے بلخ کے اطراف مین رونق افزا ہوئے شاہ محمد سلطان اوزبک تین ہزار سوار
سے مقابلہ کے واسطے آیا اور مقاتلہ کر کے قائمی سے جدا ہوا دوسرے دن پیر محمد خان اور عبدالعزیز خان ولد
عبداللہ خان اور سلاطین حصار کہ کمک کے واسطے آگئے تھے تیس ہزار سوار سے بادشاہ کی جنگ مین متوجہ
ہوئے سلیمان میرزا اور ہندال میرزا اور حاجی محمد سلطان ہراول نے انھین شکست دی اور پیر محمد خان اوزبک او رہمراہی
اس کے یہ حال مشاہدہ کر کے وقت غروب آفتاب شہر مین در آئے اور لشکر چغتائی کامران میرزا کے نہ آنے سے اپنے اہل و عیال
کی طرف سے منتشر اور دل نگران تھا اور اس رات کو کہ صبح اسکے سپاہ گری کے حساب سے بلخ البتہ مفتوح ہوتا فراہم ہو کر

صلح کی تمہید کرکے بدخشان کی حکومت سلیمان میرزا کو اور قندھار کی امارت ہندال میرزا کو مقرر کرکے کابل کی طرف متوجہ
ہوا اور ضحاک اور غوربند کے قریب کہ لشکر کامران میرزا سد راہ ہوا تھا اسکو متفرق کرکے وہ افغانان مین آیا اور اس مقام
مین شیر افگن بیگ اور تمام لشکر میرزا نے ہجوم لاکر اعلام محاربہ بلند کیے اور اسی جگہ شکست کھائی اور شیر افگن مقتول
ہوا جنت آشیانی کابل کے قریب فروکش ہوئے اور ہر روز آتش جنگ افروختہ ہوتی تھی اس ہنگام مین
میرزا کو خبر پہونچی کہ ایک بڑا قافلہ فلان موضع مین پہونچا ہے اور اس مین گھوڑے کثرت سے ہین میرزا شیر علی کو
کہ امیر عمدہ اور شجاع بے نظیر تھا مردم جرار اور کار آزمودہ ہمراہ کرکے بھیجا کہ قافلہ کو شہر مین لاوے بادشاہ یہ خبر سنتے ہی
بسرعت تمام قلعہ کے نزدیک آئے اور راہ آمد و شد یک قلم مسدود فرمائی میرزا شیر علی نے بعد مراجعت حال دگرگون
دیکھ کر صف نبرد آراستہ کی اور فوج شاہی سے مقابلہ کرکے بھاگا اس وقت میرزا سلیمان بدخشان سے اور میرزا الغ بیگ
اور قاسم حسین سلطان اور ایک جماعت کثیر ملازمان بیرم خان ترکمان سے ملازمت مین حاضر ہوئی اور قراچہ خان و مانوس بیگ
قلعہ سے بھاگ کر بادشاہ سے جا ملے میرزا نے مضطرب ہوکر مانوس بیگ کے تین فرزند کو کہ قلعہ مین تھے بعقوبت
تمام قتل کیا اور دیوار قلعہ سے ان کی نعشین پھینک دین اور قراچہ خان کے بیٹے کو فصیل کی دیوار پر استوار کیا اور
قراچہ خان نے قلعہ کے قریب جاکر فریاد کی کہ اگر میرا فرزند قتل ہوگا میرزا کامران اور عسکری میرزا بھی مقتول ہونگے
میرزا جب سب طرف سے مایوس ہوا شب کو قلعہ کی دیوار مین سوراخ کرکے نکل گیا اور بادشاہ دوبارہ قلعہ پر متصرف
ہوا میرزا دامن کوہ کابل مین در آیا اور ایک جماعت مردم ہزارہ نے دوچار ہوکر میرزا جو کچھ رکھتا تھا لے لیا یہانتک کہ
پوشاک بھی جو پہنے تھا اتروا لی اور آخر کو جب معلوم ہوا کہ یہ میرزا کامران ہے مدد کرکے اسکے آدمیون کے پاس کہ غوربند
مین تھے پہونچایا میرزا نے وہان مجال توقف اور قیام نہ پائی ناچار بلخ کیطرف راہی ہوا اور پیر محمد خان حاکم وہان کا اس کی مدد
کیواسطے سوار ہوکر غوری اور بقلان کو گیا اور میرزا کے سپرد کرکے پلٹ آیا اور میرزا جمعیت کرکے بدخشان کی تسخیر کیواسطے متوجہ ہوا
میرزا سلیمان اور اس کا بیٹا میرزا ابراہیم طاقت مقاومت نہ لاکر کولاب کی طرف روانہ ہوئے اس وقت قراچہ خان اور
مانوس بیگ اور بعضے امرا نے توقعات بیجا سے ازانجملہ چاہا کہ غازی وزیر قتل کیا جاوے اور خواجہ قاسم بجاے اس کے
وزیر مقرر ہوا اور یہ امران کے جملہ مدعیات بیجا سے تھا جو یہ بات جنت آشیانی کے پسند خاطر نہ آئی امراے مذکور ترک رفاقت
کرکے میرزا عسکری کے ہمراہ بدخشان کی طرف راہی ہوئے جنت آشیانی بہ نفس نفیس ان کے تعاقب مین گئے اور جب انھین
نہ پایا مراجعت کرکے فرامین بطلب میرزا ابراہیم بن میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کے صادر فرمائے میرزا ابراہیم درگاہ
کی طرف متوجہ ہوا راہ مین قمر علی سنقائی کو کہ امراے گریختہ کی جانب سے سر راہ بیٹھکر اخبار اردوے بادشاہ کے انھین
پہونچاتا تھا قتل کیا اور کابل مین آن کر بادشاہ کی خدمت مین مشرف ہوا اور میرزا ہندال اثناے راہ مین شیر علی کو
دستگیر کرکے بادشاہ کے پاس لایا اور چونکہ کامران میرزا قراچہ خان کو کشم مین چھوڑکر خود طالقان مین گیا تھا
جنت آشیانی نے ہندال میرزا اور حاجی محمد کوکہ ہمراہ ایک جماعت کے بطور مقدمہ لشکر کشم کی طرف روانہ کیا قراچہ خان
نے حقیقت حال میرزا کو قلمی کی اور اس نے بطور تاخت آپکو کشم مین پہونچایا اسوقت کہ ہندال میرزا نے آب طالقان سے

بھی مع فوج پہونچکر قلعہ مین داخل ہوئے اور بداغ خان قاچار نے کہ نہایت عاقل تھا جنگ مین صرفہ نہ دیکھکر عراق کی روانگی کی رخصت حاصل کی جنت آشیانی نے بیرم خان کو قندھار کی حکومت پر مقرر کیا اور خود تسخیر کابل کے عازم ہوئے اسوقت میرزا یادگار ناصر بھائی بابر شاہ کا کہ میرزا شاہ حسین ارغون کے تسلط اور بدسلوکی سے بھاگ کر کابل مین آیا تو بابا تفاق میرزا ہندال ملازمت کیواسطے آیا اور جبکہ بادشاہ کابل کے باہر مقابل اردوے میرزا کامران کے فروکش ہوا تھا ہر روز ایک جماعت اسکے لشکر سے آنکر اظہار اخلاص کرتی تھی یہانتک کہ قراچہ بیگ کہ کامران میرزا کے امراے بزرگ سے تھا وہ بھی بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور کامران میرزا سراسیمہ اور بدحواس ہوکر وقت غروب آفتاب قلعہ ارک مین در آیا جب وہ حضرت اسی وقت قلعہ کے قریب پہونچے کامران میرزا توقف کو مستلزم ہلاک جانکر غزنین کی طرف بھاگا اور جنت آشیانی نے ہندال میرزا کواس کے تعاقب مین مامور کیا اور خود بدولت واقبال ماہ رمضان المبارک کی شب دہم سنہ مذکور مین داخل قلعہ ہوئے اور شہزادہ جلال الدین محمد اکبر کہ چار برس کا تھا مع بیگمات بادشاہ کی خدمت مین فائز ہوا زمانہ سا تھ اس ترانہ کے مترنم ہوا

بیت عزیز مصر برغم برادران غیور ٭ زقعر چاہ برآمد باوج ماہ رسید ٭ اور یہ مصرع اس فتح کا مادہ تاریخ ہے ٭ **مصرع**

بے جنگ گرفت ملک کابل از وے ٭ اور میرزا کامران نے جب غزنین مین راہ نہ پائی زمین داور مین قوم ہزارہ کے درمیان در آیا اور انھون نے بھی جب جگہ نہ دی بھکر کی طرف میرزا شاہ حسین ارغون کے پاس گیا اور وہ اپنی بیٹی کامران میرزا کو دیکر مقام معاونت اور استمداد مین ہوا اور میرزا ظاہرًا عیش وسرور اور باطنًا اندیشہ و فتور مین دن گذارتا تھا **بیت** بظاہر با ہمہ گفت و شنو داشت ٭ ولے دل جاے دیگر در گرو داشت ٭ جنت آشیانی نے شہزادہ کو محمد علی طغائی اتالیق کے پاس کابل مین چھوڑا اور خود بسعادت وبرکت سنہ ۹۵۳ نو سو ترپن ہجری مین بہ تسخیر بدخشان عزیمت کی اور کوچ کے وقت یادگار میرزا نے کہ مکرر دشمنی اور مخالفت کی تھی دوبارہ فکر فرار کی، جنت آشیانی اس حال سے آگاہ ہوئے اور اسے تیغ سیاست سے قتل کیا اس کے بعد ہندوکش سے گذر کر تیرگران مین فروکش ہوئے میرزا سلیمان مع لشکر بدخشان مقابل آن کر حملہ اول مین بھاگا پھر جنت آشیانی جب طالقان کی طرف متوجہ ہوئے مزاج شریف انکا جادۂ صحت اور اعتدال سے منحرف ہوا اور دو مہینے کے بعد صحت پائی اور جو شورش اور فساد کہ ظہور مین آیا تھا ساکن ہوا اسوقت خواجہ معظم بھائی بوبی بیگم کا خواجہ رشید کو کہ عراق سے اس کے ہمراہ آیا تھا بعضے امور کے سبب اسے مقتول کر کے کابل کی طرف بھاگا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اس مقام مین محبوس ہوا اور میرزا کامران جب آنحضرت کی روانگی بدخشان سے واقف ہوا اغور بند کیطرف تاخت کی اثناے راہ مین داگرون سے دوچار ہوکر اکثر مال واسباب ان کا لیا اور غزنین مین آنکر اجلاف کی موافقت سے زاہد بیگ حاکم شہر کو قتل کیا اور بطور تاخت کابل کی طرف متوجہ ہوا اور علی الصباح جب دروازہ قلعہ کا کھلا شہر مین آنکر آپکو قلعہ مین پہونچایا اور محمد علی طغائی کو کہ حمام مین تھا گرفتار کر کے قتل کیا اور فضل بیگ اور مہتر وکیلدار کو نابینا کر کے شاہزادہ کو مع اہل حرم موکلون کے سپرد کر کے حسام الدین ولد میر خلیفہ کو بھی مقتول کیا کہتے ہین کہ جس سحر کو میرزا قلعہ مین در آیا حاجی محمد عسس سے کہ بابر شاہ کا مسخرہ تھا دو چار ہوا میرزا نے کہا کیونکر مین گیا اور آیا حاجی نے جواب دیا کہ اول شب کو گیا اور صبح کو آیا اور یہ بیت پڑھی **بیت** صبح امید کہ بد معتکف پردۂ غیب ٭ گو برون آی کہ کار شب تار آخر شد ٭ اور جب یہ خبر سمع ہمایون مین پہونچی بمقدمات

اسی چندروز کے عرصہ مین تمام اسباب شاہی مرتب کرکے جنت آشیانی کو رخصت دی لیکن آنحضرت نے فرمایا کہ سیر تبریز اور
اردبیل میرے مکنون خاطر ہو دونون شہرون کی سیر کرکے ارولح طیبہ شیخ صفی اور انکی اولاد اجداد سے استمداد کرکے منزل مقصود
کی طرف روانہ ہونگا حضرت شاہ نے اس امر کی تجویز فرما کر اس محال کے حکام کو فرمان مطاعہ صادر فرمائے کہ لوازم تعظیم وتکریم مین
حضرت کے دیدہ ودانستہ تقصیر نہ کرین وہ حضرت اس بلاد کی سیر اور مشائخ بزرگوار کی زیارت کرکے برفاقت شاہزادہ مراد اور امرائے
قزلباش مشہد مقدس حضرت امام رضا علیہ آلاف التحیۃ والثنا کے راستہ سے قندھار کی طرف متوجہ ہوے اور اول گرم سیر کے
قلعجات دیوان بادشاہی کے تصرف مین آئے اور جنت آشیانی کا خطبہ وہان پڑھا گیا عسکری میرزا نے اس حال سے خبر پاکر شاہزادہ
محمد اکبر کو کہ نامہربان کے پنجہ ظلم مین گرفتار تھا میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر خود سامان قلعہ داری کا مہیا کیا اور قندھار
کے قلعہ مین متحصن ہوا اور جنت آشیانی نے باتفاق بداغ خان قاچار کے وہان پہونچکر محرم کی ساتوین تاریخ ۹۵۲ نوسوباون
ہجری مین قلعہ مذکور کو محاصرہ فرمایا اور مدت محاصرہ نے جب چھ مہینے کا عرصہ کھینچا جنت آشیانی نے بیرم خان ترکمان کو بطور ایلچی
کامران میرزا کے پاس کابل مین بھیجا اور اثنائے راہ مین ایک قوم ہزارہ سے آنکر بیرم خان کی سدراہ ہوئی اور جنگ سخت کے بعد
بیرم خان ترکمان مظفر ومنصور ہوکر کامران میرزا کی ملازمت مین حاضر ہوا اور اطاعت اور تسلیم قلاع اور بقاع کے بارہ مین تحریک
کی جب موثر نہ ہوئی مراجعت کرکے حقیقت بے حقیقتی کامران میرزا کی سمع مبارک مین پہونچائی اور قزلباش کا لشکر طول محاصرہ سے
اور مطیع نہونے الوس چغتائی سے دلگیر ہوا اس عرصہ مین محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور قاسم حسین میرزا اور میر امیر کسا اور
شیر افگن بیگ برادر منعم خان کامران میرزا سے بھاگ کر جنت آشیانی کے حضور پہونچے اور ایک جماعت مردم معتبر قلعہ قندھار بھی
برآمد ہوکر حضرت کی خدمت مین فائز ہوئی اور عسکری میرزا نے مضطرب ہوکر امان چاہی اور باتفاق امرا نہایت خجالت سے
بشرف ملازمت مشرف ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور جو حضرت شاہ کے حضور مین قرار پایا تھا کہ قندھار کا قلعہ شہزادہ مراد کے متعلق
رہے اس صورت مین آنحضرت نے قلعہ شہزادہ کو واگذاشت کیا اور شہزادہ اور بداغ خان قاچار اور ابوالفتح سلطان افشار
اور صوفی ولی سلطان شاملو موسم سرما کے سبب قلعہ مین در آئے اور باقی امرائے قزلباش پلٹ گئے اور الوس چغتائی قزلباش
کو قلعہ دینے سے آزردہ ہوئے اور جب اس زمستان مین انھین کوئی جائے امن نہ رہی اکثر بھاگ کر کابل گئے اور
عسکری میرزا بھی فساد کا داعیہ کرکے بھاگا اور ایک جماعت اسکے تعاقب مین روانہ ہوئی اور گرفتار کرلائی اور وہ حضرت مع
لشکر ظفر پیکر کابل کی طرف سوار ہوکر روانہ ہوگئے اور ہنوز غزنین کے راستہ مین تھے کہ یہ خبر پہونچی کہ شہزادہ مراد بقضائے الٰہی
سے فوت ہوا اور وہ حضرت اثنائے راہ سے معاودت فرما کر استرداد قلعہ کے عازم ہوئے اور بداغ خان قاچار کو یہ
پیغام بھیجا کہ قندھار کا قلعہ چندروز کے واسطے عاریۃً ہمارے سپرد کرو کہ کابل اور بدخشان کے مفتوح ہونے کے بعد پھر
تمھارے سپرد کرینگے بداغ خان نے یہ امر منظور نہ کیا اور آنحضرت نے بھی سکوت کرکے بیرم خان ترکمان اور الغ میرزا
اور حاجی محمد خان کو مخفی پیغام دیا کہ تسخیر قلعہ کی فکر سے غافل نہونا چاہیئے الغرض ایک دن شتر کی قطار کہ علف سے محمول
تھی شہر مین آئی تاکہ قلعہ مین لے جاوین حاجی محمد خان فرصت پاکر اس قطار کی پناہ مین دروازہ تک آیا اور محافظ اور دربان
جب مانع ہوے ضربت ہائے شمشیر آبدار سے انھین خاک مذلت پر ڈالا اس وقت بیرم خان ترکمان اور الغ میرزا

نوسواکا دن ہجر مین شاہ ایران یعنے شاہ طہماسپ بن شاہ اسمٰعیل صفوی سے ملاقات کی اور تکریم و تعظیم اور ضیافت کہ لائق
حال ایسے مہمان اور ایسے میزبان کے چاہیے تھی وقوع مین آئی ایک دن حضرت شاہ نے اثنائے محاورہ اور مکالمہ مین
پوچھا کہ سبب دشمن ضعیف کے غلبہ کا کیا تھا جنت آشیانی نے کہا بھائیون کا نفاق حضرت شاہ نے فرمایا کہ روش سلوک
بھائیون کے ساتھ وہ نہ تھی جو آپ بجالائے اور جب دسترخوان مائدہ طعام کا بچھا بہرام میرزا شاہ طہماسپ کے بھائی نے
کر اس مجلس مین دست بستہ مودب کھڑا تھا طشت و آفتابہ لیکر حضرت شاہ کے دست حق پرست پر پانی ڈالا اور مثل سائر
خدمت گارون کے خدمت مین مشغول ہوا اس وقت حضرت شاہ نے جنت آشیانی کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا بھائیونکو اس
حال پر رکھنا چاہیے بہرام میرزا اس بات سے اس قدر آزردہ ہوا کہ جبتک جنت آشیانی عراق مین رونق افزا رہے باگ دشمنی کی ہاتھ
سے نہ دی اور ایک گروہ کو ساتھ اپنے متفق کرکے جسوقت کہ فرصت پاتا تھا باتین موحش زبان پر لاتا تھا اور دلائل اور
براہین سے ذہن نشین اور خاطرنشان کرتا تھا کہ صلاح نہین ہے کہ صاحبقران کی اولاد ہندوستان مین کہ ہمسایہ
ایران کے ہے فرمانروا ہووین الغرض حضرت شاہ جب تک ییلاق قیدار نبی علیہ السلام مین تھے جنت آشیانی کی خوشحالی
کے واسطے تین مرتبہ شکار قمرغہ کی بنیاد ڈالی اور ہر مرتبہ اول آنحضرت کو شکار کرنے کی تکلیف دی اسکے بعد بیرم خان کو من بعد
بہرام میرزا اور سام میرزا کو حکم کیا بعدہ امرا اور سپاہیون کو امر فرمایا تو سب نے بہ ترتیب و قاعدہ اسپان تیز رفتار اور
تازی شیر صولت اثر شکار پر دوڑائے اور شمشیر و تیر و نیزہ سے صحن صحرا کو چرند سے خالی کیا اور صیدگاہ کی زمین خون شکار
کی کثرت سے لعل بدخشان کے ہمرنگ ہوئی اور سنگ مرمر نے رنگ یاقوت رمانی قبول کیا اور جب قزوین مین مراجعت فرمائی
بہرام میرزا اور بعضی مقربون نے سخن ہائے ناخوش سے حضرت شاہ کا مزاج منحرف کیا اور جنت آشیانی بھی پر حذر ہوئے لیکن
اس مصرع پر عمل کیا مصرع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش ۔ اور بیرم خان کی التماس کے سبب سے نہایت
ملائمت اور فروتنی بجالائے ان دنون سلطان بیگم شاہ طہماسپ کی بہن اور قاضی جہان قزوینی ناظر دیوان اور حکیم
نورالدین کہ محرمون سے تھے اتفاق کرکے درپے اس کے ہوئے کہ حضرت شاہ کے صفحۂ دل سے غبار کلفت کا زائل کرین
اس واسطے ایک دن سلطان بیگم نے خلوت مین ایک تقریب اٹھاکر یہ رباعی جنت آشیانی کی حضرت شاہ کے حضور مین
پڑھی رباعی ہستیم ز جان بندۂ اولاد علی ۔ ہستیم ہمیشہ شاد با یاد علی ۔ چون سر ولایت از علی ظاہر شد ۔ کردیم ہمیشہ ورد
خود ناد علی ۔ حضرت شاہ یہ رباعی سن کر خوشحال ہوئے اور فرمایا اگر ہمایون بادشاہ عہد کرے کہ اپنے ممالک محروسہ
کے منبرون کو ائمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اسامی بزرگوار سے مزین اور مشرف کرون گا مین کمک کرکے
ممالک موروثی پر روانہ کرون سلطان بیگم نے جنت آشیانی کو پیغام دیا آنحضرت نے جواب دیا کہ لڑکپن سے اس عہد تک
خاندان رسالت کی محبت میرے دل مین جاگزین ہے اور امرائے چغتائی کا نفاق اور میرزا کامران کی ناسازی کا سبب یہی تھا
حضرت شاہ نے بیرم خان کو خلوت مین طلب کرکے ادھر ادھر کا تذکرہ شروع کیا اور جو مقدمات مذکورہ سے غبار کلفت مرتفع
ہوا تھا اس مجلس مین مقرر کیا کہ شہزادہ مراد کو کہ طفل گہوارہ ہے باتالیقی بداغ خان قاجار کہ امرائے عمدہ سے تھا مع دس ہزار سوار
جنت آشیانی کے ہمراہ کرے تو بھائیون کو تنبیہ اور تادیب کرکے کابل اور قندھار اور بدخشان کو مسخر کرے پھر حضرت شاہ نے

ذکر سکندر شاہ سور اور زوال دولت افغان بتقدیر خداوند غفور۔

واضح ہو کہ جب سکندر شاہ سور تخت آگرہ پر جلوہ گر ہوا لوازم عیش و سرور بجالایا اور امراے اکابر افغان کو طلب کر کے فرمایا کہ مین بھی ایک تم سے ہون مجھے تم پر کسی طرح کی فوقیت نہین ہے بادشاہ بہلول لودھی نے فرقہ افغانان لودھی کو تمام جہان مین مشہور کیا اور شیر شاہ بہ شفقت تمام سواد اعظم ہندوستان جنت نشان کو اپنے قبضہ مین لایا اور گروہ سور کو بلند آوازہ فرمایا اب مثل ہمایون بادشاہ کے وارث مملکت کمین فرصت مین ہے کسی طرح اس سے امین نہین ہو سکتے اگر تم برضا و رغبت میری بادشاہی کے خواہان ہو نفاق و حسد کو دل مین راہ نہ دے کر غبار نزاع ایک دوسرے کے درمیان سے دور کرو تو حسن اتفاق کی برکت سے کار بادشاہی مین نظام اور رونق ظہور مین آوے اور اگر تم مجھے اس امر جلیل القدر کے شائستہ نہین جانتے اپنی قوم مین سے جس شخص کو اس منصب عظیم الشان کے لائق جانو تخت سلطنت پر متمکن کرو کہ مین بھی اسکے جادہ اطاعت مین قدم رکھکر دل و جان سے مخلص اور ہواخواہ ہون گا امراے افغان یہ کلام سنکر جوابدہ ہوئے کہ ہم سب نے آپکو شیر شاہ کے چچا کے خاندان سے سمجھکر تخت شاہی پر جلوہ گر کیا اور اپنا صاحب اور مالک بنایا ہے اسکے بعد سبھون نے کلام مجید کو درمیان دیکر قسم کھائی کہ ہم آپ سے کبھی مخالفت نہ کرین گے لیکن اسی عرصہ مین باوجود عہد و میثاق کے مناصب اور خطاب و جاگیر کے بارہ مین کلفت اور رنجش درمیان مین آئی اتفاق نے صورت نہ باندھی قضارا ہمایون بادشاہ انھین دنون مین پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور تاتار خان رہتاس سے بھاگ کر دہلی مین آیا اور مغلون نے لاہور پر تاخت کر کے افغانون کو زیر و زبر کیا کچھ ان کی پیش نہ گئی اور سرہند تک متصرف ہوئے سکندر شاہ نے پچاس ہزار سوار اور ایک روایت مین لاکھ سوار افغان اور راجپوت کو تاتار خان اور ہیبت خان افغان کی سپہ سالاری مین فوج چغتائی کے مدافعہ کو تعین فرمایا اور افغان نے شکست فاحش پائی چنانچہ آیندہ مفصل بیان آوے گا اور گھوڑے اور ہاتھی چھوڑ کر ایسے بھاگے کہ دہلی تک باگ نہ موڑی اور سکندر شاہ سور اگرچہ اپنے امرا کا نفاق بخوبی تمام جانتا تھا لیکن ضرورتاً اسی ہزار سوار لشکر گاہ سے لے کر سنہ ۹۶۲ نو سو باسٹھ ہجری مین پنجاب کی طرف راہی ہوا اور سرہند کے قریب پہونچکر بیرم خان ترکمان کے ساتھ جو شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر کے رکاب مین تھا جنگ کر کے منہزم ہوا اور کوہ سوالک مین پناہ لی اور دار الملک دہلی اور آگرہ دوبارہ امراے ہمایون بادشاہ کے تصرف مین کیا اور عدل و داد کی آبیاری سے عالم رشک صحن گلستان ارم ہوا اور بیرم خان ترکمان کے مساعی جمیلہ سے سکندر شاہ سور کوہستان سوالک سے مفرور ہو کر بنگالہ کی طرف بھاگا اور اس حدود پر بھی قابض ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد نقد جان قابض ارواح کے سپرد کی اور تاج خان کرانی بجاے اس کے بنگالہ کا حاکم ہوا القصہ تتمہ اس کلام کا واقعات حکام بنگالہ مین ناظرین پر کیفیت مطالعہ فرماوین انشاء اللہ تعالیٰ وہان شرح مقام قوم کلک تحقیق ہوگا

ذکر مراجعت نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا عراق سے طرف کابل اور تسخیر ان حدود کی بتوفیق خداوند جز و کل اور ممالک ہندوستان جنت نشان کا اس بادشاہ کشورستان کے دوبارہ آنا حوزہ تصرف مین

جب بیرم خان ترکمان حکم کے موافق قزوین سے ییلاق قیدار نبی علیہ السلام مین کہ ابہر اور سلطانیہ کے درمیان مین ہے جاکر جواب کتابت مشتمل بر تہنیت قدوم اور اشتیاق ملاقات لایا جنت آشیانی اس طرف متوجہ ہوئے اور ماہ جمادی الاول سنہ ۹۵۱

ہوا راجہ رام چندر نے مصلحت وقت دیکھ کر اُسے بہ تعظیم تمام تخت پر بٹھایا اور نوکرون کے مانند اس سے سلوک ہوا اور چند عرصہ
کے بعد بیانہ کے افغانون سے کہ رائسین کے حدود مین رہتے تھے باز بہادر حاکم مالوہ سے ایک نزاع واقع ہوئی اور افغانون
نے ایلچی رام چندر کے پاس بھیج کر بادشاہ ابراہیم کو مانگا اور مالوہ مین لے گئے اور اپنا حاکم بنایا اور چاہا کہ درگاوتی رانی
ولایت گدہیہ کو مدد کے واسطے طلب کر کے باز بہادر سے مقابلہ کرین رانی نے یہ امر قبول کیا اور اپنی ولایت سے
روانہ ہوئی اور باز بہادر نے ایک جماعت اس کے پاس بھیجکر اس ارادہ سے باز رکھا بادشاہ ابراہیم نے جب دیکھا کہ
درگاوتی پشیمان ہوکر اپنی ولایت کو گئی اپنا رہنا اس مقام مین مناسب نجانا اوڑیسہ کی طرف کہ اقصاے بلاد بنگالہ سے
ہے جا کر ایام گذاری کی یہان تک کہ ۹۷۵ھ نو سو پچھتر ہجری مین سلیمان کرانی ولایت اوڑیسہ پر مسلط ہوا اور ابراہیم شاہ
عہد وپیمان سے اپنے پاس بلا کر تیغ غدر سے ہلاک کیا القصہ جب ہیموی بقال چنار مین عدلی کے پاس گیا خبر پہونچی
ہمایون بادشاہ نے سکندر شاہ کو منہزم کر کے دہلی اور آگرہ پر قبضہ کیا باوجود اس حال کے چونکہ قوم افغان
خودرائی کو شعار اپنا جان کر ایک لحظہ بے جنگ وجدل نہ رہتے تھے عدلی کو استرداد دہلی کی فرصت میسر نہ ہوئی
محمد خان گوریہ کے تدارک کو کہ علم مخالفت بلند کیا تھا گیا اور موضع چیتر کہ مین کہ پندرہ کوس کالپی سے ہے فریقین کے درمیان
جنگ عظیم اور معرکۂ شدید واقع ہوا اور محمد خان گوریہ مارا گیا اور عدلی نے منصور ومظفر ہوکر چنار کی طرف مراجعت کی اور دہلی
کے استخلاص اور استرداد کی فکر مین ہوا اس درمیان مین ہمایون بادشاہ دار دنیا کی رحمت مین واصل ہوا عدلی
ہیموی بقال کو پچاس ہزار سوار اور پانچ سو فیل جنگی ہمراہ کر کے روانہ کیا کہ آگرہ اور دہلی اور پنجاب کو امراے مغل کے
تصرف سے برآوردہ کرے اور خود امراے افغان کی مخالفت کے سبب چنار سے دور نہ جا سکا ہیموی بقال جب
آگرہ کی نواح مین پہونچا امراے مغل کہ اس شہر مین تھے قوت جنگ اپنے مین نہ دیکھ کر دہلی کی سمت روانہ ہوے ہیموی بقال
آگرہ کو اپنے مردمان معتبر کے سپرد کر کے دہلی کی طرف گیا تردی بیگ حاکم دہلی کا صف آرا ہوکر اس سے مقابل
ہوا اور شکست کھا کر پنجاب کی طرف مفرور ہوا ہیموی بقال دہلی پر قابض ودخیل ہوکر درپے اس کے ہوا کہ سامان
درست کر کے لاہور جاوے قضارا بیرم خان ترکمان نے کہ اکبر شاہ کی طرف سے صاحب اختیار تھا پیش دستی کر کے
خان زمان مغل کو بتعجیل تمام دہلی کی طرف روانہ کیا اور خود بھی بادشاہ کو لے کر پیچھے سے راہی ہوا ہیموی بقال یہ خبر سنکر نہایت
شان وشوکت سے خان زمان کے مقابلہ کو گیا اور پانی پت کے نواح مین فیل پر سوار ہوکر لشکر مغل سے ہم مصاف ہوا اور
حملہ ہاے مردانہ کر کے صف میمنہ اور میسرہ اور قلب کو برہم کیا لیکن جلال الدین محمد اکبر شاہ کے اقبال کے سبب افغان اپنا
مال واسباب چھوڑ کے تاراج مین مشغول ہوے اور حسب اتفاق ایک گروہ مغلون کا ہیموی بقال سے دوچار ہوا اور اس سے پہچانا اور اس کے
ہاتھی کو گھیر کر زندہ دستگیر کیا اور جلال الدین اکبر شاہ کی خدمت مین لے جا کر تہ تیغ کیا ہیموی بقال کے قتل ہونے کے بعد
عدلی زبون اور ضعیف ہوا اور ایک بارگی افغان خیرہ سر ہوے اور خضر خان بن محمد خان گوریہ بقصد انتقام پدر درپے
جمعیت ہوا اور اپنا لقب بہادر شاہ رکھا اور اکثر ممالک پورب پر متصرف ہوا اور اس ممالک کے خطبہ اور سکہ پر اپنا نام
کیا اس کے بعد عدلی کے سر پر فوج کش ہوا اور جنگ شدید کے بعد عدلی بھی قتل ہوا اور سلطنت اس کی آخر ہوئی

وہان سے آگرہ کی طرف تاخت لایا اور اکثر ممالک اس حدود کے زیرنگین کرکے استقلال تمام بہم پہونچایا عدلی نے ناچار ہوکر گرانیان سے
ہاتھ کھینچکر چنار سے کوچ کیا اور ابراہیم خان سور کے دفع کے واسطے متوجہ ہوا جب دریاے گنگ کے کنارے پہونچا ابراہیم خان سور نے
ایلچی اسکے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ اگر حسین خان اور بہادر خان شروانی اور اعظم ہمایون اور چند امراے دیگر جو صاحب اقتدار اور ذی اعتبار
ہین آوین اور لوازم عہد و میثاق درمیان مین لاوین اعتماد اسپر کرکے ملازمت مین حاضر ہونگا عدلی نے بیعقلی سے اس جماعت کو روانہ کیا
اور ابراہیم خان سور نے سب کو حسن سلوک سے ساتھ اپنے متفق کیا اور عدلی کی مخالفت اور دشمنی پر اصرار کیا عدلی نے جب اس
امر سے آگاہی پائی قوت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھی اور آگرہ اور دہلی سے قطع نظر کرکے چنار کی طرف راہی ہوا اور ممالک
اس طرف کے قبضہ مین لاکر فروکش ہوا اور استقلال تمام بہم پہونچایا اور ابراہیم خان سور نے اپنا خطاب ابراہیم شاہ رکھکر نشان
بادشاہی کا بلند کیا اس عرصہ مین احمد خان سور حاکم پنجاب جو شیر شاہ کا چچازاد بھائی ہوتا تھا اور عدلی کی ایک بہن اس کے بھی
حبالۂ نکاح مین تھی عدلی کی خبر زبونی اور مغلوبی اور ابراہیم شاہ کے غلبہ اور تسلط کی سنکر اسکو بھی بادشاہی اور سرداری کی ہوس
دماغ مین جاگزین ہوئی اور ہیبت خان اور تاتار خان کو کہ امراے سلیم شاہ سے تھے ساتھ اپنے یکدل اور یکجہت کرکے سکندر شاہ
لقب کیا اور دس ہزار سوار لاہور سے لے کر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور موضع فرح کے قریب کہ دس کوس بلدہ آگرہ سے ہے
نزول کیا ابراہیم شاہ نے بھی ستر ہزار سوار ہمراہ رکاب لیکر نہایت شوکت اور عظمت سے استقبال کیا اور فوج کے علاوہ دو سو امیر
ہمراہ رکھتا تھا کہ ان مین اکثر صاحب سراپردہ و تجمل و علم و نقارہ تھے سکندر شاہ اس کا جاہ و حشم دیکھکر ہراسان اور اپنے
آنے سے پشیمان ہوا اور صلح کے دروازہ سے آنکر التماس کی کہ پنجاب مجھے معاف کرین ابراہیم شاہ اپنے لشکر و حشم کی کثرت پر مغرور
ہوکر سکندر شاہ کی ملائمت اور تملق پر ملتفت نہ ہوا اور موضع مذکور مین صفوف جنگ آراستہ کرکے نقارہ حربی پر چوب
ماری اور جدال و قتال پر مستعد ہوا سکندر شاہ نے اپنا علم امرا کے ہمراہ کرکے دشمن کے مقابل کیا اور خود ایک جماعت جوانان
جہان دیدہ اور جنگ آزمودہ سے کمین مین ایستادہ ہوا ابراہیم شاہ نے حملہ اول مین لشکر پنجاب کو متفرق کیا اور جب سپاہ
اس کی لوٹ مین مشغول ہوئی سکندر شاہ قابو دیکھکر کمین سے برآمد ہوا اور ابراہیم شاہ کے قلب لشکر پر تاخت کرکے ایک لحظہ
مین اُسے منہزم کیا اور مضمون کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة کا ظہور مین آیا بادشاہ ابراہیم سنبھل کی طرف گیا اور سکندر شاہ
کامیاب ہوکر دہلی اور آگرہ پر متصرف ہوا اور اس کے بعد سکندر شاہ بقصد جنگ ہمایون بادشاہ پنجاب کی طرف روانہ ہوا
ابراہیم شاہ سرانجام اپنا کرکے سنبھل سے کالپی کی سمت آیا اس وقت عدلی نے ہیموی بقال کو کہ اس کا وزیر تھا
مع سپاہ آراستہ اور فیلان کوہ پیکر اور توپخانہ خوب چنار سے دہلی اور آگرہ کی تسخیر کے واسطے بھیجا ہیموی بقال نے ابراہیم شاہ کا
دفع اہم جانکر نواح کالپی مین اسکو شکست دی ابراہیم شاہ بیانہ کی طرف اپنے باپ کے پاس روانہ ہوا اور ہیموی بقال نے پھر اس مقام
مین آنکر تین مہینے تک محاصرہ کیا اور چو ان دنون مین محمد خان سور حاکم بنگالہ علم مخالفت بلند کرکے چنار اور جونپور اور کالپی کی
تسخیر مین متوجہ تھا عدلی نے ہیموی بقال کو طلب کیا ہیموی بقال محاصرہ ترک کرکے روانہ ہوا ابراہیم شاہ نے اسکا تعاقب کرکے
موضع منداکھر مین کہ آگرہ سے چھ کوس ہے اسکے سر پر پہونچکر بنیاد جنگ کی ڈالی اور شکست پاکر پھر اپنے باپ کی خدمت مین
روانہ ہوا اور چند روز کے بعد بادشاہ ابراہیم ولایت پٹنہ کی طرف گیا اور راجہ رام چند رسے جو وہاں کا راجہ تھا لڑا اور گرفتار

اس نہایت کو پہونچا کہ ہماری جاگیر شروانیان سنگ فروش کو دیتے ہین جب کلام بلند ہوا اس کا باپ کہ ضعیف و بیمار تھا
سکندر خان کو درشتی اور ناہمواری سے منع کرتا تھا لیکن اسے یاراے صبر نہ رہا بولا اے باپ شیر شاہ تجھے ایک مرتبہ قفس
آہنی مین قید کرکے ارادہ قتل کا رکھتا تھا آخر کو سلیم شاہ تیرا شفیع ہوا اور اس مہلکہ سے تجھے نجات بخشی اب گروہ سور تیرے
اخراج کا قصد رکھتا ہے تو اس معنی کو نہین سمجھتا عنقریب تجھے نہ چھوڑین گے اُسوقت سرمست خان نے کہ بہت بلند قد اور
قوی ہیکل تھا ہاتھ سکندر خان کے شانہ پر رکھکر سمجھایا کہ اے فرزند یہ تمام درشتی کس واسطے ہے اور سرمست خان کا ارادہ
تھا کہ اس بہانہ سے اُسے دستگیر کرے سکندر خان نے اس معنی کو دریافت کرکے ایسا خنجر اس کے شانہ پر مارا کہ سرمست خان
فوراً ستون کے مانند زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا اور چند لوگ جو کہ اس کے متعرض ہوے تھے انمین بعضون کو ہلاک
اور بعضون کو زخمی کیا اور عدلی اس شور و فساد مین اٹھکر حرم سرا کی طرف روانہ ہوا سکندر خان نے تعاقب کیا
عدلی نے کواڑ بند کرکے زنجیر لگادی اور اکثر امرا جو کہ دیوانخانہ مین تھے اپنی تلوارین پھینک کر بھاگے سکندر خان
مثل دیوانون سرمست کے دو گھڑی تک جس طرف جاتا تھا ضربہاے شمشیر سے قتل کرتا تھا اس درمیان مین ابراہیم خان
کہ عدلی کا بہنوئی تھا اور رشتہ مین شیر شاہ کے چچا کی اولاد سے ہوتا تھا ایک جماعت لیکر اسپر حملہ آور ہوا اور ضربہاے
شمشیر آبدار سے اس کا جسم نازنین پرزے پرزے کیا اور دولت خان لوحانی نے بھی ایک ضرب شمشیر سے کام شاہ محمد قرملی
کا تمام کیا کہتے ہین اسی دن تاج خان کرانی کہ عمدہ امراے سلیم شاہ سے تھا قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ سے برآمد ہوکر شاہ محمد قرملی کے
دروازہ کے قریب اس سے ملاقی ہوا اور شاہ محمد اس سے احوال پوچھنے لگا تاج خان نے جواب دیا کہ کار دگرگون ہوا مین نے اپنا
قدم اس کارخانہ سے باہر کھینچا ہے تو بھی آن کر میری رفاقت کر شاہ محمد نے یہ امر قبول نہ کیا اور عدلی کے سلام کیواسطے گیا
اور جاتے ہی مارا گیا تاج خان کرانی نے قلعہ سے برآمد ہوکر بنگالہ کا راستہ لیا عدلی نے ایک فوج اُس کے تعاقب مین
روانہ کی اور چھپرامؤ کے اطراف مین کہ آگرہ سے چالیس کوس اور قنوج سے تیس کوس ہے اس کے سر پر پہونچکر جنگ
مین مصروف ہوئی تاج خان بھاگ کر چنار کے جانب متوجہ ہوا اور راہ مین بعضے عمال خالصہ عدلی پر متصرف ہوا اور
نقد و جنس سے جو کچھ ہاتھ لگا تحصیل کیا اور ایک حلقہ فیل کہ سو زنجیر فیل سے مراد ہے پرگنات سے لیکر اپنے بھائیون عماد اور
سلیمان اور الیاس سے کہ حاکم بعض ولایات کنار گنگ اور خواص پور ٹانڈہ کے تھے ملحق ہوا اور علم مخالفت بلند کیا اور
عدلی بھی کرانیون کے سر پر فوج کش ہوا اور نہر گنگ کے کنارے طرفین کا مقابلہ ظہور مین آیا اسوقت ہیمون بقال نے عدلی
سے کہا اگر ایک حلقہ فیل آپ میرے ہمراہ کرین دریا سے عبور کرکے کرانیون پر حملہ آور ہون اور انھین ہلاک کرکے خاک مذلت مین
ڈالون عدلی نے وہ سامان مرحمت کیا ہیموں بقال نے آب گنگ سے عبور کیا اور جنگ کے بعد غالب آیا اسی عرصہ مین ابراہیم خان سور
کہ شوکت وافر رکھتا تھا عدلی نے اسکی گرفتاری کا ارادہ کیا اور عورت اسکی عدلی کی ہمشیرہ تھی اس حال سے خبردار ہوئی اور شوہر
کو آگاہ کیا اور ابراہیم خان چنار سے بھاگ کر اپنے باپ غازی خان کے پاس کہ ہندوون کا حاکم تھا روانہ ہوا عدلی نے
عیسیٰ خان نیازی کو اسکے تعاقب کیواسطے مقرر کیا اور وہ کالپی کے قریب اس سے مقابل ہوا اور جنگ واقع ہوئی عیسیٰ خان نیازی
منہزم ہوا اور ابراہیم خان سور لشکر فراہم کرکے دارالملک دہلی پر متصرف ہوا اور زر و سکہ پر اپنا نام جاری کیا اور خطبہ اپنے نام پڑھا کر

تھے کہ مبارز خان ولد نظام خان سور نے کہ شیر شاہ کا بھتیجا اور چچیرا بھائی سلیم شاہ کا اور سالا اسکا تھا اپنے بھانجے فیروز شاہ کو قتل کیا اور وزرا اور امراکے اتفاق سے خود تخت پر اجلاس کرکے اپنا لقب عادل شاہ رکھا خواجہ نظام الدین بخشی نے اپنی تاریخ اکبری مین لکھا ہی کہ سلیم شاہ نے مرض الموت سے پیشتر اپنی منکوحہ مسماۃ بی بی باقی سے بارہا کہا تھا کہ اگر تو اپنے فرزند فیروز خان کو دوست رکھتی ہی تو اجازت دے کہ مبارز خان تیرے بھائی کو درمیان سے اٹھاؤن کہ تیرے فرزند کا خار راہ ہی اور جو بھائی کو دوست رکھتی ہی تو اپنے دلبند کی زندگی سے ہاتھ اٹھا کہ اسے مبارز خان سے خطرے ہین اسکی بی بی جواب دیتی تھی کہ میرا بھائی عمر عیش و عشرت مین بسر کرتا ہی اور نغمہ و ساز کی طرف اوقات مصروف رکھتا ہی اسکو خیال سامان بادشاہی نہین ہی ہرچند سلیم شاہ اس بارہ مین اسے ملامت کرتا تھا مفید نہوتا تھا آخر کو سلیم شاہ کے فوت کے بعد تیسرے دن مبارز خان مع اعوان و انصار اپنے فیروز خان کے محل مین داخل ہوکر اسکے قتل کے درپے ہوا ہرچند اسکی ہمشیرہ زار زار روکر اپنے نور عین کی شفاعت کرتی تھی اور کہتی تھی اے بھائی اس بیگناہ کے قتل سے دست کش ہو تو مین اسے لیکر ایسے مقام مین جا وُن کہ کوئی اس سے نشان نہ پاوے فائدہ نہ کیا آخر اس سنگدل نے اس طفل معصوم کو بیصدو رقصور تیغ جفا سے شہید کیا بیت بمردی کہ ملک سراسر زمین ٭ نیرزد کہ خونے چکد بر زمین ٭ **ذکر سلطنت محمد شاہ سور المشہور بعدلی کا**۔ مبارز خان کو جب سامان بادشاہی ظاہری کا بہم پہونچا اپنا لقب محمد شاہ عادل رکھا اور عوام الناس اسکو بحذف الف اور اضافہ یاے نسبت عدلی کہتے تھے اور عدلی کو چونکہ بادشاہی کی قابلیت نہ تھی جب ہی اس نے مردم اراذل کمینون کا ہاتھ پکڑکر مہمات عمدہ شاہی کو ساتھ انکے رجوع کیا اور ہیموی نام ہنود کہ بقال قصبہ ریواڑی کا ساکن تھا اور سلیم شاہ نے اس کو منصبداران جدیدہ کے سلک مین منتظم کرکے چودھری بازار کا کیا تھا عدلی نے اس کو صاحب اختیار ملک و مال کیا اور خود شرب شراب اور صحبت زنان مغنیہ دلارام مین مشغول ہوا اور جو زربخشی اور فیاضی بادشاہ محمد تغلق شاہ کی سنی تھی خیال اسکی تقلید کا کرکے اوائل جلوس مین دروازہ خزانہ مفتوح کرکے خلق کو انعامات دے کر مستمال اور توانگر کیا اور کنہ باسن جسکے پیکان مین ایک تولہ طلا تھا باثناے سواری وغیرہ گوشہ کمان مین رکھکر ہر طرف پھینکتا تھا اور وہ تیر جس شخص کے مکان مین گرتا تھا یا جس کے ہاتھ آتا تھا دس ہزار روپیہ دے کر اس سے لیتا تھا بس اس طریق سے شیر شاہ اور سلیم شاہ کا خزانہ تھوڑے عرصہ مین تلف کرکے آپ کو بادشاہ بزرگ تصور کیا اور مردم خوش طبع افغان اس کے کام بے موقع سے اس کو عدلی کے بجاے اندھلی کہتے تھے کس واسطے کہ اندھلی زبان ہندی مین کوری اور نابینائی ہی جب ہیموی بقال کا تسلط اور استقلال حد سے گذرا امراے افغان اس کی بدی اور بدوضعی سے رنجیدہ اور دلگیر ہوکر دشمن ہوے اور ہر گوشہ سے فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا اکثر امرانے سر اطاعت اور فرمانبرداری سے پھیرا اور جو کہ شرط فرمانبرداری ہی بجانہ لاے اسواسطے عدلی کا دلون اور نظرون مین کچھ وقر اور اعتبار نہ رہا رونق اور نظام اسکی بادشاہی کی زائل ہوئی اور ایک دن قلعہ گوالیار کے دیوانخانہ مین بارعام دیا اور امراے نامدار حاضر ہوئے اور عدلی جاگیر تقسیم کرتا تھا اس درمیان مین حکم کیا کہ ولایت قنوج جو محمد شاہ فرملی کی جاگیر ہی تغیر دے کر سرمست خان شروانی کو دیوین جو کہ دونون قبیلہ دار تھے اس مقدمہ مین گفتگو کی سکندر خان ولد شاہ محمد فرملی کہ جوان نوخاستہ اور بہادر تھا سر دربار از روے درشتی بولا کہ اب کلام

سلک مین منسلک ہوا لیکن تھوڑے عرصہ مین فساد مذہب مہدویہ کا دل مین لاکران سے منحرف ہوا اور شیخ علائی اس معنے
کو سمجھکر ساتھ اس بہانہ کے کہ امر معروف و نہی منکر مین بواجبی اطاعت نہین کرتا ہی اظہار رنجش خواص خان سے کر کے
خواص پور سے برآمد ہوئے اور سفر حجاز کی عزیمت فسخ کر کے بیانہ کی طرف پلٹ گئے اور ان دنون مین سلیم شاہ آگرہ مین
تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو شیخ علائی سلیم شاہ کے طلب کے موافق آگرہ مین گیا اور اسکی مجلس مین حاضر ہو کر بادشاہون
کے رسوم اور آداب کا مقید نہوا اسلام مشروع سلیم شاہ پر کیا اور سلیم شاہ نے کراہت کیساتھ علیک السلام کہا اور یہ
اسکے مقربون پر دشوار ہوئی ملا عبداللہ سلطانپوری المخاطب بمخدوم الملک نے مقام انکار شیخ علائی مین ہو کر فتوی
اسکے قتل کا دیا اور سلیم شاہ نے میرزا رفیع الدین انجو اور ملا جلال حکیم دانشمند اور ملا ابوالفتح تھانیسری اور دیگر علماے
وقت کو حاضر کر کے تشخیص اس قضیہ کی حوالہ انکے کی اور سلیم شاہ کے حضور مجلس بحث منعقد ہوئی شیخ علائی کسی پر غالب
نہوتا تھا بلکہ مغلوب ہو کر جواب سے عاجز آتا تھا اور کلام مجید کی تفسیر پر رجوع کر کے اس طرح سے آیات کے معانی بیان
کرتا تھا کہ سلیم شاہ کے دل مین اثر پذیر اور ذہن نشین ہو جاتے تھے اور اس سے کہتا تھا اے شیخ اس دعوی باطل مہدویہ سے
باز آ تو تجھے اپنے تمام قلمرو پر محتسب کرون اور اب تک میرے بغیر اذن تو امر معروف کرتا رہا اب میرے حکم سے کرتا رہ اور جب
شیخ علائی نے یہ بات قبول نہ کی سلیم شاہ نے باوجود فتواے ملا عبداللہ سلطانپوری کے حکم قتل صادر نہ کیا بلکہ قصبہ ہندیہ
کیطرف کہ سرحد دکن ہی اخراج فرمایا اور بہار خان حاکم اس مقام کا کہ سلیم شاہ کے امراے عمدہ سے تھا مع تمام لشکر اپنے ساتھ
کے اس سے گرویدہ ہو کر اسکے دائرہ اعتقاد و اخلاص مین در آیا اور مخدوم الملک نے اس بات کو بہت بری طرح سے سلیم شاہ
کے ذہن نشین کیا اور شیخ علائی کو اس سرحد سے طلب کیا اور اس مرتبہ پھر سلیم شاہ نے علما کو حاضر کر کے بیشتر سے بیشتر اس
قضیہ کی تشخیص کی تب ملا عبداللہ سلطانپوری نے سلیم شاہ سے کہا کہ یہ شخص خود مہدویت کا دعوی کرتا ہے اور حضرت
امام مہدی آخر الزمان بادشاہ تمام روے زمین کے ہونگے اسواسطے تمام لشکر تیرا ساتھ اسکے گرویدہ ہوا ہے حتی کہ عزیز
تیرے بھی پوشیدہ اسکے مذہب مین داخل ہوئے ہین اور احتمال ہی کہ نقصان تیرے ملک اور بادشاہی مین ظاہر آوے
سلیم شاہ کسی وجہ سے ملا عبداللہ کا قول نہ سنتا تھا اور پھر شیخ علائی کہ بہار مین شیخ بڈھ طبیب کے پاس کہ مرد دانشمند تھا
اور شیر شاہ اس کا معتقد ہو کر کفش اسکے پانون کی سیدھی کرتا تھا بھیجا تو اسکے فتوے کے موافق عمل کرے اور سلیم شاہ خود پنجاب
کی طرف متوجہ ہو کر قلعہ مالکوٹ کی تعمیر مین مشغول ہوا جب شیخ علائی بہار مین پہونچا شیخ بڈھ نے موافق فتوے ملا عبداللہ سلطانپوری
المخاطب بمخدوم الملک کے فتوے لکھکر سلیم شاہ کے ایلچیونکو دیا اس درمیان مین شیخ کو مرض طاعون کہ اسوقت مین شائع تھا
عارض ہوا اور حلق مین اسکے ایک زخم پڑا کہ ایک انگشت کی مقدار فتیلہ یعنی بتی جاتی تھی اور رنج سفر بھی اس پر مستزاد ہوا جب
شیخ کو سلیم شاہ کے روبرو لائے قوت گفتار نہ رکھتا تھا سلیم شاہ نے آہستہ اسکے کان مین کہا کہ تو کہدے کہ مین مہدوی نہین ہون
اور مطلق العنان ہون شیخ نے اسکا کلام نہ سنا سلیم شاہ نے مایوس ہو کر حکم دیا کہ چند تازیانہ مارو لکھا ہی کہ تیسرے تازیانہ مین
شیخ علائی نے جان قابض ارواح کو سونپی اور یہ قضیہ سنہ ۹۵۵ نو سو پچپن ہجری مین وقوع مین آیا تھا اور مادہ اسکی تاریخ کا ذکر
اللہ ہی اور سلیم شاہ جب فوت ہوا اسکا فرزند کہ بارہ برس کا تھا باتفاق امرا قلعہ گوالیار مین تخت پر بیٹھا اور ابھی تین دن گذرے

خواص خان دلی کہتے تھے چنانچہ اس کا قتل مبارک ہوا تھوڑے عرصہ مین یعنے ابتداے ۹۶۰ نوسوساٹھ ہجری مین سلیم شاہ
کی مقعد مین ایک دانہ دنبل کا برآمد ہوا اور درد کی شدت سے اس نے فصد لیکر خون نکلوایا اور رگھر سے نکلا تو ہوا لگی اور مرگیا مدت
اس کے سلطنت کی نو برس تھی نیلاب سے بنگالہ تک شیر شاہ کے مسافر سراؤن کے بیچ بیچ مین ایک ایک سراے اور
آباد کرکے ہر ایک سرا مین طعام پختہ اور خام بطریق شیر شاہ مسافرون اور محتاجون اور توانگرون کے واسطے مقرر کیا
اور اسی سال محمود شاہ گجراتی اور برہان نظام الملک بحری نے بھی وفات پائی اور بدر مؤلف نے تاریخ اس واقعہ کے
زوال خسروان پائی اور قضایاے عزیب سے جو سلیم شاہ کے زمانہ مین واقع ہوئے واقعہ شیخ علائی ہے اور تفصیل اسکی بزبیل
اجمال یہ ہے کہ انکے باپ کا نام حسن تھا اور وہ حضرت شیخ سلیم کے خلیفہ ہوکر قصبہ بیانہ مین سجادۂ شیخی پر ارشاد یعنی ہدایت
طالبون کو کرتے تھے جب رخت ہستی عالم بقا کی طرف کھینچا شیخ علائی کہ اولاد ارشد آنحضرت کے تھے اور فضیلت
و دانش مین امتیاز تمام رکھتے تھے اپنے والد ماجد کے قائم مقام ہوے اور طالبان حق کی ہدایت مین مشغول ہوئے
اتفاقاً شیخ عبداللہ افغان نیازی کہ شیخ سلیم چشتی کے مریدان نامی سے تھے سفر مکہ معظمہ سے معاودت فرما ہوئے اور
روش مہدویہ کہ سید محمد جونپوری کو مہدی موعود جانتے ہین اختیار کرکے بیانہ مین رحل اقامت ڈالی اور جب
شیخ علائی کو وضع اس کی خوش آئی اس کی صحبت کے فریفتہ ہوئے اور آبا و اجداد کا طریقہ ترک کرکے خلائق کو روش
مہدویہ دعوت کرنے لگے اور برسم اس طائفہ کے شہر کے باہر شیخ عبداللہ افغان نیازی کے ہمسایہ مین توطن کیا اور
ساتھ ایک جماعت کثیر احباب اپنے سے کہ ساتھ ان کے متفق و گرویدہ ہوئے تھے بطریق توکل اور تجرد بسر لیجاتے تھے
اور ہر روز نماز کے وقت تفسیر قرآن مجید کی اس قسم سے بیان کرتے تھے کہ جو شخص اس مجلس مین حاضر ہوتا تھا ایک
ان دو کام سے کرتا تھا یا اصلاً اور قطعاً اپنے کام کے واسطے نجاتا تھا اور ترک اہل و عیال کرکے دائرہ مہدویہ مین
داخل ہوتا تھا یا کہ معاصی اور مناہی سے تائب ہوکر ساتھ سید محمد جونپوری کے گرویدہ ہوتا تھا اسکے بعد اگر کشت اور زراعت
یا تجارت کرتا تھا تو دسوان حصہ راہ خداتعالی مین صرف کرتا تھا اور بہت کثرت سے ایسا ہوا کہ باپ نے بیٹے سے اور بھائی نے
بھائی سے اور زن نے شوہر سے مفارقت قبول کرکے راہ فقر و قناعت اختیار کی اور نذر اور فتوح جو کہ ان کے پاس
آتے تھے چھوٹے اور بڑے علی السویہ شریک تھے اور اگر کچھ ہم نہ پہونچتا تھا دو تین روز فاقہ مین بسر کرتے تھے اور
اظہار نہ کرتے تھے اور پاس انفاس مین اوقات مصروف رکھتے تھے اور سپر اور شمشیر اور ہتھیار ہر وقت اپنے ہمراہ
لے کر شہر اور بازار یا جس مقام مین نامشروع دیکھتے تھے اول ساتھ رفق اور مدارا اسکے منع کرتے تھے اور اگر نرمی کرنا
پیش نہ جاتا تھا قہراً اور جبراً اس نامشروع کو تغیر دیتے تھے اور حکام شہر سے جو شخص کہ ان سے موافق تھا امداد مین اس کے
کوشش کرتے تھے اور جو کہ منکر تھا قدرت منع اور ان کے مقاومت مین نہ رکھتا تھا اور جب شیخ عبداللہ افغان نیازی نے
دیکھا کہ یہ ماجرا ساتھ خاص و عام کے پڑا ہے اور فساد عنقریب برپا ہوا چاہتا ہے شیخ علائی کو سفر حجاز کی دلالت کی اور
شیخ علائی ساتھ اسی وضع اور حالت کے مع تین سو ستر خانوادہ مردم کے سفر حجاز کی طرف متوجہ ہوئے اور جب
خواص پور مین کہ جودھپور کے حدود مین واقع ہے پہونچے خواص خان مشہور انکے استقبال کو آیا اور انکے معتقدان کے

اور خواجہ اویس شروانی کہ اعظم ہمایون کے سرپر تعین تھا دھنکوٹ کے اطراف مین ان سے لڑا اور شکست پائی اور اعظم ہمایون تعاقب
کر کے توشہرہ تک آیا سلیم شاہ نے یہ خبر سنکر لشکر گران ترتیب دیکر نیازیون کے دفع کے واسطے بھیجا اعظم ہمایون پھر پلٹ کر
دھنکوٹ مین گیا جب سلیم شاہ کا لشکر موضع سنبلہ کے قریب پہونچا نیازیون نے محاربہ کیا اور شکست فاش کھائی اور اعظم ہمایون
کی مان اور زن و فرزند اسیر ہوئے چنانچہ اسیرون کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا اور تمام نیازی کھکرون کے پاس پناہ
لے گئے اور پہاڑون پر کہ کشمیر کے متصل ہین درآئے سلیم شاہ مع لشکر گران نیازیون کی آتش فساد کی تسکین کیواسطے سوار ہوکر
پنجاب کی طرف متوجہ ہوا اور دو برس تک کھکران سے محاربہ اور مجادلہ رہا اور ان دنون مین ایک شخص نے تنگ راستہ
مین کہ اسوقت سلیم شاہ کوہ ماہنکوٹ پر چڑھتا تھا شمشیر برہنہ کر کے اسکے قتل کا قصد کیا سلیم شاہ کمال چستی اور چالاکی سے
اس پر غالب آیا اور آن واحد مین اس کا کام تمام کیا اور وہ تلوار پہچانی جو کہ خود اقبال خان کو بخشی تھی اور جب کھکران
مغلوب ہوئے اور ان مین قوت باقی نہ رہی اعظم ہمایون کشمیر مین آیا حاکم کشمیر سلیم شاہ کے ملاحظہ سے نیازیون کا سد راہ
ہوا نیازیون نے بھی صف جنگ آراستہ کی آخر کو اعظم ہمایون اور سعید خان تیغ کے گھاٹ اترے حاکم کشمیر نے انکے سر کاٹکر
سلیم شاہ کے پاس بھیجے اور سلیم شاہ نے نیازیون کی مہم سے فراغ حاصل کر کے مراجعت کی اسوقت میرزا کامران جنت آشیانی
سے بھاگ کر سلیم شاہ کے پاس پناہ لایا اور سلیم شاہ نے از روے نخوت و تکبر پیش آن کر نالائق سلوک کیا اس
سبب سے میرزا کامران سلیم شاہ کے روبرو سے مفرور ہوا اور کوہ سوالک مین دم لیا اور وہان سے ولایت کھکران
مین گیا اور سلیم شاہ نے دہلی مین جاکر چند روز قیام کیا اور اس وقت خبر آئی کہ ہمایون بادشاہ آب نیلاب کے کنارے
پہونچا کہتے ہین کہ اسوقت سلیم شاہ اپنے گلے مین جوکین لگا کر خون نکلواتا تھا اسوقت سوار ہوکر روانہ ہوا اور اول روز
تین کوس پر جاکر مقام کیا اور چونکہ توپخانہ آراستہ ہمراہ رکھتا تھا اور اسی عرصہ مین بیل ارابہ کے پرگنون مین گئے تھے اور
وہ چلنے مین جلدی کرتا تھا فرمایا کہ پیادے بجاے گاو ارابہ کھینچین پھر ہر ایک توپ کو ہزار دو ہزار پیادے کھینچنے لگے
اور وہ بسرعت تمام لاہور کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ ہمایون بادشاہ نے بیشتر مراجعت کی تھی چنانچہ اپنے موقع پر
مذکور ہوگا سلیم شاہ نے بھی لاہور سے معاودت کر کے قلعہ گوالیار مین قیام کیا اتفاقاً ایک روز انترے کے نواح مین شکار
کرتا تھا ایک جماعت مفسدون کی بعض آدمیون کے اغوا سے اسکے سد راہ ہوکر مقام غدر مین ایستادہ ہوئی اور حسب
الاتفاق سلیم شاہ نے دوسرے راستہ سے مراجعت کی اور وہ جماعت بیکار اور معطل رہی اور جب یہ حقیقت سلیم شاہ کے گوش زد
ہوئی بہاء الدین اور محمود اور مداد کو کہ فتنہ کے بانی تھے قتل کر کے گوالیار مین قرار پکڑا اور ہر شخص کو اپنے امرا سے کہ سبکو
ساتھ قوت اور غلبہ کے گمان لیجاتا تھا گرفتار کر کے قید کرتا تھا اور گردن مارتا تھا یہانتک کہ خواص خان کہ شجاعت مین
رستم زمان اور سخاوت مین حاتم دوران تھا اس سے متوہم ہوکر کوہ بکوہ اور صحرا بصحرا پھرتا تھا اور سرگردانی سے تنگ
آکر سنہ ۹۵۹ نوسو انسٹھ ہجری مین امان کے ساتھ تاج خان کرانی کے پاس کہ اسکے ایک امرا سے معتبرین سے تھا اور سنبھل
مین قیام رکھتا تھا آیا اور تاج خان نے سلیم شاہ کے حکم کے موافق نقض عہد کر کے تیغ غدر سے اس کو قتل کیا اور اسکے
آدمیون نے تابوت اس کا دہلی مین لے جاکر پیوند زمین کیا اور اہل ہند اسے کبار اہل اللہ سے شمار کرتے تھے اور اس کو

محبوس دیگر کے کہ جملہ چودہ نفر تھے قید کرکے اپنے بہنوئی شہباز خان لوحانی کے پاس گوالیار مین بھیجا اور شجاعت خان حاکم مالوہ اور اعظم ہمایون کو طلب کیا شجاعت خان نے آنکر ملازمت کی اور اعظم ہمایون متعذر ہوا سلیم شاہ نے شجاعت خان کو پھر مالوہ کیطرف رخصت کیا اور خود خزانہ لانیکے واسطے رہتاس کے سمت سوار ہوا اور سعید خان یعنی اعظم ہمایون کا بھائی کہ ہمیشہ حضور مین حاضر رہتا تھا راہ سے فرار کرکے لاہور گیا سلیم شاہ بھی راستہ سے بازگشت کرکے آگرہ مین آیا اور لشکر کیا حضار کا حکم دیکر نئی دہلی کی طرف رونق افزا ہوا اور حکم کیا کہ گرداگرد شہر اور اس قلعہ کے کہ ہمایون بادشاہ نے تعمیر کیا تھا ایک حصار گچ و سنگ سے تیار کرین اور جب سلیم شاہ کی خبر توجہ دہلی کیطرف شجاعت خان کو پہونچی شجاعت خان اظہار اخلاص کیواسطے مع ایک جماعت مخلصان سلیم شاہ کے روبرو آیا اور استمالت پائی اور سلیم شاہ نے چند روز دہلی مین قیام کیا اور لشکر کو آراستہ کرکے لاہور کی عزیمت کی اور اعظم ہمایون خان مع طائفہ مخالفان باتفاق خواص خان اور لشکر پنجاب کہ سلیم شاہ کی افواج سے دو چند تھا مقابلہ کیواسطے چلا اور قصبۂ انبالہ کے نواح مین دونون لشکر قریب ہوئے کہتے ہین کہ جب سلیم شاہ لشکر نیازیونکے قریب فروکش ہوا تو خود مع مقربون کے چند اشخاص کے لشکر نیازیون کے مشاہدہ کو جاکر ایک پشتہ پر چڑھا اور جب نظر اسکی ان پر پڑی اس مقام مین ایستادہ ہوکر کہا کہ میری عزت و ناموس مین نہین سماتا ہے کہ باغی کو دیکھکر صبر کرون پھر افسرون کو حکم دیا کہ صفوف جنگ آراستہ کرکے عزیمت جنگ کرو اور اس شب کو کہ صباح اسکے جنگ ہوئی اعظم ہمایون اور اسکے بھائی نے خواص خان سے حاکم کے نصب کرنے کے واسطے مشورہ کیا تھا کہ حاکم کون ہو خواص خان نے کہا تھا کہ عادل خان کو تلاش کرکے حاکم کرنا چاہیے اور اعظم ہمایون اور اسکے بھائی نے کہا تھا بیت ملک بمیراث نگیرد کسے ٭ تا نہ زند تیغ دو دستی بسے ٭ چنانچہ اس مقدمہ کے سبب ان کے درمیان مین کدورت پیدا ہوئی جب کہ صفوف آراستہ ہوئین اور طرفین مقابل ہوئے خواص خان بے جنگ ہزیمت کرکے فوج کے باہر نکل گیا اور نیازیون نے حتی المقدور مقابلہ اور محاربہ کیا جو کہ نمک حرامی کا نتیجہ شامت و ندامت ہی یہ بھی بھاگ گئے اور فتح عظیمی سلیم شاہ کو نصیب ہوئی بیت کسے را کہ دولت کند یاوری ٭ کہ آرد کہ بادے کند داوری ٭ سعید خان یعنی برادر اعظم ہمایون مع دس آدمی ہمراہیون کے جو مسلح تھے اور کوئی شخص اسے نہین پہچانتا تھا اس نے چاہا کہ مین مبارکباد کے بہانہ سلیم شاہ کے پاس پہونچکر اسکا کام تمام کرون جب گیا ایک فیلبان نے اسے پہچانکر نیزہ مارا اور وہ فیلان جنگی کے حلقہ اور سلیم شاہ کی فوج خاص کے داہنی طرف سے برآمد ہوکر نکل گیا القصہ نیازیون نے شکست کے بعد دھنکوٹ کی طرف جو روہ کے قریب ہی فرار کیا سلیم شاہ قلعہ رہتاس تک جسکو اسکے والد نے تعمیر کیا تھا ان کے تعاقب مین گیا اور خواجہ اویس شروانی کو مع لشکر قوی نیازیون کے سر پر تعین کرکے خود بدولت و اقبال آگرہ کی طرف مراجعت کی اور وہانسے گوالیار مین آیا اسوقت ایک دن شجاعت خان قلعہ کے اوپر سلیم شاہ کے آگاڑی جاتا تھا ایک شخص عثمان نامے کہ شجاعت خان نے اسکا ہاتھ قطع کیا تھا سر راہ کمین کرکے فرصت وقت کا جویا تھا ایکبارگی برق کیطرح جست کی اور ایک وار شجاعت خان پر کیا شجاعت خان زخمی ہوکر اپنے مکان پر گیا اور گمان کیا کہ یہ شخص سلیم شاہ کے اغوا سے اس فعل کا مرتکب ہوا ہی یہ سوچ کر گوالیار سے بھاگ کر مالوہ کی طرف گیا سلیم شاہ نے مندو تک اسکا پیچھا کیا اور جب شجاعت خان بانسوڑہ مین آیا عیسی خان سور کو مع بیس ہزار سوار اوجین مین چھوڑ کر خود مراجعت کی اور یہ معرکہ سنہ ۹۵۴ نو سو چون ہجری مین واقع ہوا تھا

کے واسطے کہ مشائخ وقت سے تھے گئے اور چونکہ وہ شب شب برات تھی خواص خان کو نماز کے واسطے جو کہ اُس شب مین مقرر ہے
توقف اور اہمال حاصل ہوا پہر دن چڑھے آگرہ کے نواح مین داخل ہوئے سلیم شاہ نے اس آمد کے طرز سے آگاہ ہوکر سراسیمہ
قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیازی اور دیگر امرا سے کہا کہ اگر مجھ سے عادل خان کے بارہ مین بدعہدی واقع ہوئی تھی خواص خان
اور عیسیٰ خان نے کس واسطے مجھے آگاہ نہ کیا جو مین اندیشۂ فاسد سے باز آتا قطب خان نے سلیم شاہ کا اضطراب دیکھکر کہا کچھ
اندیشہ نہین ہے ابھی اختیار باقی ہے اس فساد کی تسکین کا مین ضامن ہون سلیم شاہ نے قطب خان نائب اور دوسرے امرا کو کہ
فی الجملہ اتفاق عادل خان سے رکھتے تھے اس بہانہ سے کہ جس طرح ہوسکے حرف صلح اور صلاح درمیان مین لاوین رخصت
کیا کہ عادل خان کے پاس جاوین اور ارادہ اس کا یہ تھا کہ اس جماعت کو اپنے پاس سے دور کرکے قلعہ چنار کیطرف
خزانہ لانے کے بہانہ سے فرار کرے اور دوبارہ سامان جنگ اور افواج فراہم کرکے جنگ ومحاربہ مین مشغول ہووے
عیسیٰ خان نیازی نے سلیم شاہ کو اس امر سے ممانعت کی اور کہا اگر آپ کو اور آدمیون پر اعتماد نہین ہے دس ہزار افغان
قرملی وغیرہ ایام شہزادگی سے آپ کے نوکر خاص اور محل اعتماد ہین باوجود اس قدرت اور مکنت کے تعجب کا مقام
ہے کہ آپ دولت خداداد پر بھروسا نہین فرماتے فرار کو قرار پر اختیار کرتے ہین اور امرا ہر چند کہ مخالفت باطنی رکھتے ہون
غنیم کے پاس بھیجنا حزم اور احتیاط سے بعید ہے پس لایق اور سزاوار یہ ہے کہ آپ بنفس نفیس تمام لشکر پر سبقت کرکے میدان
کارزار مین رونق فزا ہون اور پاے ثبات محکم فرماوین کوئی شخص آپکے حضور سے دشمن کی طرف نجاوے گا سلیم شاہ نے اس
بات سے قوی دل ہوکر استقامت کی اور قطب خان نائب اور دوسرون کو کہ رخصت دی تھی پھر طلب کرکے فرمایا کہ مین
اپنے ہاتھ سے تمھین کیونکر غنیم کے سپرد کرون شاید کہ بدی تمھارے حق مین اندیشہ کرے یہ کہکر حرب پر آمادہ ہوا اور شہر سے
برآمد ہوکر میدان مین ایستادہ ہوا وہ لوگ کہ عادل خان سے ہمزبان تھے سلیم شاہ کو معرکہ مین دیکھکر شرم سے داخل یساولن
ہوئے اور ظاہر بلدہ آگرہ مین جنگ واقع ہوئی تائیدات آسمانی نے سلیم شاہ پر نوازش فرمائی سنگ تفرقہ عادل خان اور خواص خان
کی جمعیت مین ڈالا اور خواص خان اور عیسیٰ خان نیازی میوات کی طرف راہی ہوئے اور عادل خان تنہا پٹنہ مین جاکر ایسا مفقود الخبر ہوا
کہ کسی نے اسکے احوال سے خبر نہ پائی اور معلوم نہوا کہ اسکا مآل کیا ہوا پھر سلیم شاہ نے خواص خان اور عیسیٰ خان کے تعاقب مین لشکر تعین کیا
اور فیروزپور مین آتش جنگ افروختہ ہوئی اور سلیم شاہ کے لشکر نے شکست کھائی اسکے بعد جب دوسرا لشکر کمک کو پہنچا خواص خان
اور عیسیٰ خان تاب مقاومت نہ لائے کوہ کمایون کی طرف بھاگے سلیم شاہ نے قطب خان نائب کو اور ایک جماعت دیگر انکے سرپر
تعینات کی اور اس نے جاکر دامن کوہ کمایون مین قیام کیا اور ہمیشہ دامن کوہ کو تاخت وتاراج سے خراب کرتا تھا اسوقت سلیم شاہ
نے خود چنار کی طرف عزیمت کی اثناے راہ مین جلال خان جلوانی اور اسکے بھائی کو اس اتفاق کے سبب کہ عادل خان
سے رکھتے تھے ماخوذ کرکے قتل کیا پھر چنار مین جاکر خزانہ برآوردہ کرکے گوالیار مین بھیجا اور خود بجانب آگرہ مراجعت فرمائی
اور چونکہ قطب خان عادل خان کے بلانے اور احداث فتنہ مین داخل تھا بسبب اس خوف وہراس کے کوہ کمایون کے دامن سے
فرار کرکے لاہور مین ہیبت خان نیازی المخاطب باعظم ہمایون کے پاس گیا سلیم شاہ نے اعظم ہمایون پر حکم نافذ کرکے
قطب خان نائب کو طلب کیا اعظم ہمایون نے حکم کے موافق قطب خان کو سلیم شاہ کی خدمت مین روانہ کیا بادشاہ نے اسکو مع چند

مجھے آپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے سوا کچھ چارہ نہین ہے اس کے بعد کالنجر سے آگرہ کی طرف متوجہ ہوکر جب
قصبہ کوڑہ کے نواح مین پہونچا خواص خان نے اپنی جاگیر سے آن کر ملازمت کی اور سرنو سے جشن جلوس ترتیب دیکر
پھر سلیم شاہ کو امرا کے اتفاق سے سریر سلطنت پر جلوہ گر کیا اور اُس کے بعد سلیم شاہ نے دنیاداری کے بموجب ایک
مکتوب اور عادل خان کے پاس بھیجکر محبت اور اخلاص ظاہر کیا اور ملاقات کا طالب ہوا اور عادل خان نے سلیم شاہ
کے امرا کو کہ قطب خان نائب اور عیسیٰ خان نیازی اور خواص خان اور جلال خان جلوانی تھے قلمی کیا کہ تم میرے آنے مین کیا
صلاح دیکھتے ہو اور سلیم شاہ کو بھی لکھا کہ جو یہ چارون شخص آنکر میری تسلی کرین تو اس طرف عنان عزیمت معطوف کرتا ہون
سلیم شاہ نے ان چارون امرا کو عادل خان کے پاس بھیجا اور انھون نے جاکر ساتھ عہد اور قول کے عادل خان کی تسلی
کی اور اقرار کیا کہ اول ملاقات مین آپ کو رخصت دلوائینگے اور ہندوستان کے جس ملک مین جہان چاہین جاگیر
لیوین عادل خان ان کے ہمراہ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا جب قصبۂ سیکری مین کہ بالفعل ساتھ فتحپور کے اشتہار رکھتا ہی
پہونچا سلیم شاہ شکار مین مشغول تھا اپنے بھائی کی خبر آمد سنکر اس مقام مین کہ ملاقات کے واسطے آراستہ کیا تھا استقبال
کرکے ملاقات کی اور محبت برادری کے آثار طرفین سے ظاہر ہوئے لحظہ آپس مین بیٹھے پھر آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے
سلیم شاہ نے ایک عذر اپنے بھائی کی نسبت اندیشہ کرکے اپنے توابعین کو سمجھا دیا تھا کہ عادل خان کے ملازمین
اور توابعین سے اس کے پاس دو تین آدمی سے زیادہ نہ چھوڑین لیکن دروازہ مین آدمی اسکے ممتنع نہوئے ایک جماعت
کثیر ہمراہ اسکے داخل ہوئی اور اندیشہ اور تدبیر سلیم شاہ کی سست ہوئی تب بضرورت اظہار ملایمت اور چاپلوسی کرکے کہا کہ
مین نے ابتک افغانان سرکش اور بے سر کو نگاہ رکھا آیندہ انھین آپکے سپرد کرتا ہون یہ کہکر عادل خان کا ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا
اور نہایت چاپلوسی کی عادل خان نے جو کہ عیاش اور فراغت جو تھا سلیم شاہ کی مکاری اور فریب سے آگاہ ہوکر قبول و منظور نہ کیا
اور تخت سے اٹھکر سلیم شاہ کو تخت پر بٹھایا اور اول خود سلام کیا اور مبارکبادی اسکے بعد ہر ایک اعیان مملکت و ارکان سلطنت
نے مبارکباد کہکر لوازم نثار و شرائط ایثار پیش پہونچائے اور اسی مجلس مین قطب خان نائب و عیسیٰ خان نیازی اور خواص خان
نے عرض کیا کہ قول اور عہد جو ہمارے اور عادل خان کے درمیان مین آیا تھا یہ ہی کہ اول ملاقات مین عادل خان کو رخصت دیکر
بیانہ اور توابع اسکی جاگیر مین مقرر ہووے سلیم شاہ نے قبول کرکے عادل خان کو بیانہ کی طرف رخصت کیا اور عیسیٰ خان نیازی اور
خواص خان کو ہمراہ کیا اور سلیم شاہ نے دو تین مہینے کے بعد غازی محلے کو جو محرمون اور مقربون سے تھا مع بیڑی طلائی بھیج کر
حکم دیا کہ عادل خان کو گرفتار کرلاوے عادل خان یہ خبر سنکر خواص خان کے پاس میوات مین گیا اور سلیم شاہ کے نقض عہد کا اظہار
کرکے نالان ہوا خواص خان کا دل بھر آیا اور غازی محلے کو طلب کرکے وہی بیڑی اسکے پانون مین ڈالی اور نشان مخالفت بلند کیا
اور ان امرا کو جو سلیم شاہ کے ہمراہ تھے ہر ایک کے نام خط تحریر کرکے اپنا متفق کیا اور باتفاق عادل خان لشکر جرار ہمراہ لیکر آگرہ
کی طرف متوجہ ہوا اور قطب خان نائب و عیسیٰ خان نیازی نے جو قول وعہد مین داخل تھے سلیم شاہ سے رنجیدہ ہوکر عادل خان
کو ترغیبات تحریر کرکے یہ اقرار کیا کہ کچھ رات باقی رہے عادل خان آپ کو آگرہ مین پہونچاوے تو لوگ بے حجاب و مانع سلیم سے
جدا ہوکر اسکے پاس آسکین اتفاقاً عادل خان اور خواص خان جب قصبہ سیکری مین کہ بارہ کوس آگرہ سے ہی پہونچے شیخ سلیم کی ملاقات

غرہ کہ از تو بزرگ تر دیدم ۞ شیر شاہ نے پندرہ برس امارت کی اور پانچ سال اکثر بلاد ہندوستان مین
بادشاہ رہا۔ بڑا عاقل و مدبر تھا اور اپنے ایام سلطنت مین بہت ایسے کام کیے جن کے اچھے آثار باقی
رہے چنانچہ عاقلانہ نیک کام یہ تھا کہ ستارگانون بنگالہ سے لیکر دریاے نیلاب سندھ تک کہ ایک ہزار پانچسو
کوس ہے ایک سڑک بنوائی اور ہر کوس پر ایک مسجد و کنوان پختہ بنوایا اور مسجد مین قرآن پڑھانے والا و موذن
و امام مقرر کیا اور ان کا وظیفہ جاری کیا اور وہان ایک سراے پختہ بنوائی جس کے ایک دروازہ پر
مسلمان مسافرون کو کچا و پکا کھانا ملتا تھا اور دوسرے دروازہ پر ہندو مسافرون کو اسی طرح ملتا تھا تاکہ
کسی مسافر کو تکلیف نہ ہو اور ہر سراے مین ڈاک چوکی کے دو گھوڑے رکھے کہ ہر روز ستارگانون بنگالہ کی
اور رہتاس اٹک کی خبرین و عرضیان اسکو ملتی تھین اور اس سڑک کے دونون طرف میوہ دار درخت لگائے تھے
کہ مسافر انکے سایہ مین چلتے و پھل کھاتے اور دو طرفہ باغات بھی تھے جن مین ترکاری کے چمن تھے اور اسی طرح آگرہ سے
مندو تک کہ تین سو کوس ہے اسی قسم کا انتظام کیا تھا اور اس بادشاہ کے زمانہ مین امن ایسا تھا کہ مسافر آنے
جانے والے صحرا و بیابان مین جہان کہین پہونچتے اپنے اسباب کی طرف سے بخوف ہو کر اترتے تھے اگر بڑھیا
اشرفیون کا ٹوکرا لیے صحرا مین سو رہتی تو اس کو چوکیداری کی کچھ ضرورت نہ ہوتی۔ شیر شاہ جب آئینہ مین اپنی سفید
داڑھی دیکھتا تو کہتا کہ بادشاہی شام کے قریب میرے پاس آئی ہے اور بہت افسوس کرتا۔ شعر کا بھی شوق تھا
بلکہ خود بھی ہندوستانی طریقہ کے مضحکہ والے اشعار کہتا تھا۔ اس کی انگوٹھی کے نگینہ پر یہ سجع تھا۔ **شعر**
شہ اللہ باقی ترا باد دائم ۞ بمان شیر شہ بن حسن سور قائم ۞ اسکے معنی یہ ہین کہ اے بادشاہ
اللہ باقی ہمیشہ تیرا کارساز ہو ۞ اے شیر شاہ بن حسن سور تو ہمیشہ قائم رہے۔ اپنے اکثر اوقات کو خلائق کے کام
مین صرف کرتا اور لشکر کا سرانجام اور رعایا کی غمخواری پورے طور سے انجام دیتا تھا اور ہر حال مین عدل و انصاف
پر قائم رہتا تھا۔ بیشک اسی شخص نے زندگی کا پھل پایا جس کا مرنے کے بعد تک نام باقی رہ گیا۔ کسی شاعر
نے اس کے مرنے کی تاریخ یون لکھی ہے ۔ شیر شاہی کہ از مہابت او ۞ شیر و بز آب را ہم میخوردند ۞ چون برفت
از جہان بدار بقا ۞ گشت تاریخ او ز آتش مرد ۹۵۲ ۞ **ذکر سلیم شاہ بن شیر شاہ افغان سور کی سلطنت کا**
جس وقت کہ شیر شاہ فوت ہوا عادل خان اس کا بڑا بیٹا کہ ولیعہد تھا رنتھنبور مین اور چھوٹا فرزند اسکا جلال خان
قصبۂ ریون توابع پٹنہ مین تھا امرا نے جب دیکھا کہ عادل خان مسافت دور دراز مین ہے اور حاکم کا ہونا ضروری
ہے سب نے ایلچی جلال خان کی طلب مین بھیجا اور جلال خان پانچ دن کے بعد اردوے شاہی مین پہونچا اور عیسیٰ خان حاجب
اور دوسرے امرا کی کوشش سے ماہ ربیع الاول کی پندرھوین سنہ ۹۵۲ نو سو باون ہجری مین عین قلعہ کالنجر مین تخت سلطنت
پر جلوس فرمایا اور ساتھ اسلام شاہ کے مخاطب ہوا اور خاص و عام کی زبان پر سلیم شاہ مذکور ہوا القصہ جب سلیم شاہ
قائم مقام پدر ہوا اپنے بڑے بھائی عادل خان کو عرضداشت لکھ کر اظہار کیا کہ جو آپ شہر دور دراز مین رونق افزا تھے
اور مین نزدیک تھا واسطے تسکین آتش فتنہ و فساد کے آپ کی تشریف آوری تک مین نے افواج کی محافظت کی اور

سمجھا یا کہ یہ مکر و حیلہ ہے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چونکہ تہمت بیوفائی سب کے نزدیک شرم و عار ہے بالخصوص
اصیل راجپوت تو اس سے بہت ہی عار کرتے ہین آخران امرا نے مالدیو سے کہا کہ ہم لوگون پر بیوفائی کا
داغ لگایا جاتا ہے اب ہم کو لازم ہے کہ ہم سب شیر شاہ سے لڑین خواہ فتح ہو یا مارے جاوین مالدیو کو اسقدر
توہم چھایا تھا کہ اُن کے اس ارادہ سے بھی ڈرا کہ مبادا نزدیک ہوا اور برباد کیا جاوے لہذا رات کو روانہ ہوا
اوران سردارون نے دس بارہ ہزار کی جمعیت سے جدا ہو کر شبخون مارنے کے ارادہ سے لشکر شیر شاہ
کا قصد کیا۔ شیر شاہ کے طالع ارجمند سے وہ لوگ راہ غلط کر کے صبح کو شیر شاہی لشکر کے قریب پہونچے
اور از راہ حمیت و غیرت آمادہ مرگ ہو کر لشکر شیر شاہ پر جو اسّی ہزار سے کسی طرح کم نہ تھا حملہ کیا اور اکثر
لشکر افغانان کو درہم برہم کر دیا قریب تھا کہ شیر شاہ شکست کھا کر بھاگے کہ اس کے قوت طالع سے حسب اتفاق
ایک سردار جلال خان حلوانی تازہ دم فوج سے پہونچ گیا اور یہ حالت دیکھکر فوراً راجپوتون کی فوج پر ٹوٹ
پڑا اور اس ناگہانی حملہ سے راجپوتون مین زلزلہ پڑ گیا اور زبردست سردار مثل کوٹھیا وغیرہ کے مارے گئے
اور راجپوتون نے شکست کھائی۔ شیر شاہ نے پہلے تو شکست کا یقین کر لیا تھا اب فتح سے شاد ہو کر شکر کیا اور
کہا کہ مجھ سے بڑی غلطی ہوئی تھی کہ ایک مٹھی جوار باجرہ کے پیچھے مین نے ہندوستان کی سلطنت کھوئی ہوتی بات
یہ تھی کہ مالدیو کی مملکت اکثر ریگستان بے آب ہی جس مین سوائے جوار باجرہ و ساوان کے دوسری چیزین مانند
گیہون و چانول و جو و نیشکر و چنے و عمدہ ترکاریون سے کچھ پیدا نہین ہوتا ہے۔ ادھر مالدیو نے جب یقین کیا
کہ وہ سب تحریرات زور و مکر تھین تو اپنے بہادر امرا کے بیگناہ قتل ہونے سے بہت افسوس کیا اور آخر خود
کوہستان جودھپور مین چلا گیا اور شیر شاہ اس فتح کے بعد چتور گیا اور اس کو صلح سے لے کر رنتھنبور مین آیا
چونکہ قلعہ رنتھنبور اپنے بڑے بیٹے عادل خان کو دیا تھا اس نے اجازت چاہی کہ چند روز قلعہ مین سامان و رسد
کا انتظام کر کے حاضر ہوا اور شیر شاہ وہان سے قلعہ کالنجر کی طرف گیا جو منجملہ مستحکم قلعون کے شمار کیا جاتا ہے
چونکہ راجہ کالنجر نے پورن مل کے بارہ مین بے وفائی و بدعہدی دیکھی تھی مطیع ہوا اور شیر شاہ نے قلعہ کو ہر طرف
سے گھیر لیا اور ساباط و سرکوب بنوا کر قلعہ پر لڑائی ڈالی اور جہان خود کھڑا تھا وہان باروت بھرے ہوئے
ڈبے تھے جن کو آگ دے کر لوگ قلعہ مین پھینکتے تھے اتفاقاً ایک ڈبہ دیوار قلعہ سے ٹکر کھا کر الٹ کے
حقون کے درمیان گرا اور سب مین آگ لگ گئی جس سے شیر شاہ و شیخ خلیل مرشد و ملا نظام دانشمند و دریا خان
شروانی جل گئے اور شیر شاہ باوجود اس حالت کے مورچل پر پہونچایا گیا اور جب اسکو ہوش آتا تھا تو باواز
بلند تاکید کرتا کہ جاؤ اور فوج کو تاکید کرو کہ بغیر قلعہ فتح کیے واپس نہون یہانتک کہ اسی روز کی شام کو قلعہ
فتح ہوا اور شیر شاہ نے بھی ہمیشہ کے لیے دنیا سے آنکھ بند کر لی اور یہ ۹۵۲ھ نو سو باون کی بارھوین تاریخ
ربیع الاول تھی ؎ ز روزگار رہین حالتم پسند آمد ﴿ کہ خوب و زشت و بد و نیک در گزر دیدم ﴿ بر این صحیفہ مینا
رخامہ خورشید ﴿ نگاشتہ سخنے خوش باب زر دیدم ﴿ کہ اے بہ دولت دہ روزہ گشتہ مستظہر ﴿ مباش

کے رکھی ہین شیر شاہ حمیت اسلامی سے جوش مین آیا اور قلعہ رائسین فتح کرنے پر عازم ہوا جب مدت محاصرہ دراز ہوئی تو شیر شاہ نے صلح کی گفتگو شروع کی اور پورن مل سے عہد وپیمان کیا کہ اس کو جان کا ضرر نہ پہونچاوے گا۔ پورن مل مع زن و فرزند اور چار ہزار نامی راجپوتون کے قلعہ سے باہر مقیم ہوا اور شیر شاہ کو علماے وقت مین سے رفیع الدین صفوی نے فتوی دیا کہ پورن مل کو قتل کرنا واجب ہی باوجودیکہ عہد وپیمان تھا یہ فتوی دیا۔ شیر شاہ نے تمام لشکر و فیلان کوہ پیکر کو بھیجکر اس کے لشکر کو محاصرہ کر لیا پورن مل و راجپوتون نے موت پر آمادہ ہوکر زن و فرزند کو ہلاک و سوختہ کیکے اس طرح پروانہ کیطرح ہاتھیون و تلوارون و تیرون پر گرے کہ کارنامہ رستم و اسفندیار کیل ہو گیا اور شیر شاہ وہان سے آگرہ مین آیا اور چند ماہ کے بعد تازہ لشکر کا انتظام کرکے ولایت مارواڑ کی تسخیر پر آمادہ ہوا اور ہر منزل پر لشکر کے گرد خندق بنواتا اور ہوشیاری و احتیاط سے کام لیتا تھا جب زمین ریگستان آگئی اور قلعہ بندی ممکن نہ ہوئی تو اس نے راے صائب و عقل دوربین سے حکم دیا کہ بورون مین بالو بھر کر تلے اوپر رکھکر قلعہ بندی کرین اور سب سے پہلے اس نے راجہ مالدیو کا قصد کیا جو ناگور و جودھپور کا حاکم تھا اور ہندوستان کے راجون مین سب سے زیادہ لشکر و حشم رکھتا تھا اور مالدیو بھی قریب پچاس ہزار راجپوت لے کر چند منزل بڑھ کر نواح اجمیر مین شیر شاہ کے مقابل اترا اور قریب ایک ماہ تک دونون لشکر برابر رہے لڑائی مین کوئی سبقت نہین کرتا تھا اور شیر شاہ نے اس کی جمعیت کثیر دیکھ کر توہم کیا اور وہان آنے سے پشیمان ہوا چونکہ مالدیو حقیقت مین اس مملکت کا وارث نہ تھا بلکہ زبردستی اس نواح کے راجاؤن کو مطیع کرکے مہاراجہ بن بیٹھا تھا اس موقع پر جن راجاؤن کو صدمہ پہونچا تھا فرصت پاکر شیر شاہ سے ملے اور شیر شاہ کے مشورہ سے انھون نے ہندوی زبان مین مالدیو کے سردارون کی طرف سے شیر شاہ کے نام خطوط لکھے کہ اتنی مدت تک ہم لوگون نے بمجبوری مالدیو کا ساتھ دیا اور اس کے ظلم سہے اور وقت کے منتظر رہے اب خدا نے آپ ایسے بادشاہ کو ادھر بھیجا ہے تاکہ اس سے ہمارا انتقام لے ہم تہ دل سے آپ کے شریک ہین جس وقت آپ کی فوجین قریب آوینگی ہم مالدیو سے جدا ہوکر آپ سے ملحق ہو جائین گے۔ اور ان خطوط کے جواب مین شیر شاہ کی طرف سے ان سردارون کے نام جواب لکھے کہ خاطر جمع رکھو انشاء اللہ تعالی بعد فتح کے تمھارے اقطاع موروثی تم کو دے کر تمھاری عزت و تکریم کی جائے گی اس عرصہ مین جو کچھ دولتخواہی کر سکو آئین دریغ نہ کرنا۔ پھر ان جعلی خطون کو ترکیب سے مالدیو تک پہونچا دیا۔ مالدیو ان خطوط کو دیکھ کر ہراسان ہوا کیونکہ اس کو ہمیشہ اپنے امراء کی طرف سے اندیشہ رہتا تھا اور اس نے ایک سردار کو بھیا نام سے بطور امتحان مشورہ کیا کہ کیا آگے بڑھین۔ اس نے خیر خواہی کے طور پر کہا کہ یہی موقع ہے ضرور بڑھو یہی سردار سب مین زیادہ شجاع و قوی تھا۔ اب مالدیو کو یقین ہو گیا کہ ضرور یہ سازش رکھتا ہے اور فی الفور پلٹ جانے پر آمادہ ہو گیا اور امراء نے ہر چند نصیحت کی کچھ فائدہ نہ ہوا آخر ان کو معلوم ہوا کہ اس قسم کے خطوط آئے ہین تو سب نے ان کو جعلی قرار دیا اور

بلوچون کے سردار تھے شیر شاہ سے ملے اور شیر شاہ نے کوہستان نندنہ وحوالی کوہ بالناتھ کو غور سے دیکھکر
جہان جہان قلعہ بنانے کی ضرورت دیکھی قلعہ بنایا اور اٹک پاس قلعہ رہتاس بنایا۔ اور اُس وقت
اپنے غلام خواص خان کو جس کی لیاقت و مردانگی کے سبب سے بادشاہ ہو گیا تھا امیر الامرا بنایا اور
ممالک محروسہ کا دسوان حصہ اسکی جاگیر قرار دی اور اس کو ہیبت خان نیازی و فوج کثیر کے ساتھ
رہتاس کے مقام پر چھوڑ کر ہندوستان کی طرف لوٹا اور جب آگرہ مین پہونچا تو سنا کہ خضر خان شروانی
جو اس کی جانب سے بنگالہ کا حاکم تھا سلطان محمود بنگالی کی لڑکی سے شادی کر کے شاہی طور و
طریقہ سے بسر کرتا ہے شیر شاہ بیدار مغز ہو گیا تھا فوراً اس کے تدارک کے لیے جانب بنگالہ کوچ کیا
اور خضر خان شروانی استقبال کے واسطے آیا تو قید ہو گیا اور شیر شاہ نے ولایت بنگالہ کو چند
آدمیون مین منقسم کر کے طوائف الملوکی پیدا کر دی اور قاضی فضل کو جو ولایت کردہ کے علمار مین
سے دیانت و امانت مین مشہور اور بنام قاضی فضیح زبان زد خواص و عوام تھے اس ولایت کا امین
مقرر کر کے صلاح و فساد ان کے اختیار مین کر کے آگرہ کو واپس ہوا اور ۹۴۹ھ نو سو انچاس ہجری مین
ولایت مالوہ مسخر کرنے کے لیے سوار ہوا اور اس کے امراء مین سے شجاعت خان افغان نے قلعہ
گوالیار کا محاصرہ کیا تھا اور آخر ابو القاسم بیگ کو جو جنت آشیانی کی طرف سے حاکم تھا قلعہ سے
نکال کر ملازمان شیر شاہی کو قلعہ پر متصرف کر چکا تھا۔ شیر شاہ جب مالوہ پہونچا تو ملو خان حاکم مالوہ
جو خلجی بادشاہ کی طرف سے مالوہ پر حاکم تھا بطور صلح کے بغیر بلائے چلا آیا اور شیر شاہ سے
ملا لیکن چند روز بعد وہم و ہراس کی وجہ سے بھاگ گیا اور شیر شاہ نے حاجی خان کو مالوہ پر حاکم کیا
اور شجاعت خان کو بھی سیواس مین جاگیر دیکر وہین چھوڑا اور خود رنتھنبور کی طرف متوجہ ہوا اور
ملو خان اس کے بعد مالوہ مین آکر حاجی خان و شجاعت خان سے لڑا اور شجاعت خان سے شکست
کھا کر بھاگ گیا لہذا شیر شاہ نے شجاعت خان کو مالوہ پر حاکم کیا اور حاجی خان کو طلب کر لیا اور
جب رنتھنبور کے قریب پہونچا تو چالاک ایلچی بھیجکر قلعہ کو سلطان محمود لودھی کے ملازمین سے بطور صلح
لے کر آگرہ آیا۔ کہتے ہین کہ جب ملو خان کے لڑنے و بھاگنے کی خبر شیر شاہ کو پہونچی تو فی البدیہہ یہ مصرع
کہا ع با ما چہ کرد دیدی ملو غلام گیدی ٭ شیخ عبد الحی ولد شیخ جمالی نے دوسرا مصرع عرض کیا ع
قولیست مصطفےٰ را لا خیر فی عبیدی ٭ شیر شاہ نے آگرہ مین ایک سال قیام کر کے لشکر و ملک کا انتظام
کیا اور ہیبت خان حاکم رہتاس کو لکھا کہ ملتان کو بلوچون کے قبضہ سے نکال لے اس نے
فتح خان بلوچ سے جنگ کر کے ملتان فتح کر لیا۔ شیر شاہ نے اس کو اعظم ہمایون خطاب دیا اور ۹۵۰ھ
نو سو پچاس مین معلوم ہوا کہ پورن مل ولد راجہ سلہدی پوربیہ نے قلعہ رایسین مین علم تغلب بلند کیا اور
اس نواح کے بہت سے پرگنات پر قبضہ کر کے دو ہزار مسلمان عورتین اپنے حرم مین بطور رقاصہ پاتریون

بیت بیچارہ کشادہ شود کار سخت ٭ بہ مدت بر آید بہار از درخت ٭ اور جنت آشیانی نے تین مہینہ شہر گور مین جس کو پہلے لکھنوتی کہتے تھے بسر کی تو خبر آئی کہ ہندال مرزا نے آگرہ و میوات مین فتنہ برپا کیا اور صریح بغاوت کے ساتھ اپنے نام کا خطبہ پڑھا ہے اور شیخ بہلول قدس سرہ کو قتل کیا (بلکہ مرزا کامران و عسکری و محمد زمان کی اولاد اور سلطان محمد سنب کی بغاوت و فتنہ کے اخبار وہان پھیل گئے) جنت آشیانی نے مرزا جہانگیر قلی بیگ کو پانچ ہزار سوار انتخابی سے گور مین چھوڑا اور خود بعجلت روانہ ہوئے لیکن کثرت بارش سے اور عفونت آب و ہوا سے علاوہ رسد کی تنگی کے اکثر سپاہیون کے گھوڑے بلکہ بہت آدمی مرے اور اس حالت مین یکایک ایسی بے سامانی سے بہت پریشانی لاحق ہوئی اور شیر خان نے موقع غنیمت جانکر بہت کثیر فوج لیکر جوسا کے نواح مین راہ روکی اور اپنے گرد قلعہ بناکر بیٹھ گیا۔ اور اپنا مکر و حیلہ ہر وقت جاری رکھا القصہ بارہا ایلچی و عرائض کے بعد شیخ خلیل نامی ایک شخص کو بھیجا کہ یہ میرا مرشد ہے اور درخواست کی کہ بہار سے گڈھی تک بادشاہی تصرف مین چھوڑتا ہون اور خطبہ و سکہ بادشاہی نام سے جاری کرتا ہون تاکہ رہتاس و بنگالہ میرے نام رہے۔ بادشاہ نے بضرورت اس کو منظور کیا اور جب شیر خان نے قسم کھائی اور صلح ہو گئی تو افواج مغول بید غدغہ ہو کر جوسا پر پل باندھ کر عبور کی فکر مین بے ترتیب ہوئی اور اسی حالت مین رات کے وقت شیر خان مع افواج مستعد ہو کر صبح ہوتے فوج شاہی پر ٹوٹ پڑا اور بکمال بے ترتیبی سے شکست واقع ہوئی اور جنت آشیانی کمال پریشانی کے ساتھ آگرہ روانہ ہوئے بیت ہمہ سال گو ہرنہ خیزد ز سنگ ٭ گہے صلح سازد جہان گاہ جنگ ٭ اور شیر خان بنگالہ کو واپس گیا اور وہان جہانگیر قلی بیگ وغیرہ بغیر فوج و قوت کے اس سے لڑکر ناحق آدمی ضائع کرتے تھے کمزور ہو کر تیغ شیر خان ہوے اور شیر خان نے اپنا لقب شیر شاہ قرار دیکر خطبہ و سکہ اپنے نام کیا اور دوسرے سال (مغلونکی خانہ جنگی دیکھکر) شوکت و عظمت کیساتھ آگرہ کی طرف متوجہ ہوا۔ ایسے وقت مین جن کے طالع دولت عروج پر ہوتے ہین بیگانون کو یگانہ بنالیتے ہین یہان مرزا کامران نے جنت آشیانی سے جدا ہو کر لاہور کا راستہ لیا اور چغتائی امرا نے اسوجہ سے کہ بادشاہ روافض ترکمانون کی تربیت و عزت مین مبالغہ فرماتا ہے تعصب مین نفاق پیدا کیا اور باوجود اس حالت کے جنت آشیانی آگرہ سے قنوج کو روانہ ہوے اور دریاے گنگا سے پار ہو کر نشیبی مقام پر اترے اسوقت لشکر بادشاہی ایک لاکھ تھا لیکن متفرق و متزلزل اور لشکر افغانان پچاس ہزار لیکن متحد و یکدل چنانچہ بروز عاشورہ ۹۴۷ھ نو سو سینتالیس مین لشکر مغل نشیب سے کوچ کرکے کسی بلندی پر اترنا چاہتے تھے کہ ناگاہ شیر شاہ نے مثل سابق کے موقع پاکر فورًا حملہ کیا اور لشکر مغل جن کے دل مین بار اول کی ہیبت چھائی ہوئی تھی بغیر جنگ بھاگ کھڑے ہوے اور جنت آشیانی نے دریا مین گھوڑا ڈال دیا اور بمشقت تمام پار ہو کر لاہور کا راستہ لیا اور جب شیر خان نے لاہور تک تعاقب نہ چھوڑا تو جنت آشیانی جانب سندھ روانہ ہوئے۔ شیر شاہ نے خوشاب تک تعاقب کیا اور وہان اسمٰعیل خان و غازی خان و فتح خان بلوچ دوائی جو

بنگالہ فتح کردون لیکن مغلون کی موجودگی سے متردد ہون آپ کی دوستی پر مجھے قوی اعتماد ہے آپ میری فوج کے زن و فرزند اور میرے اہل و عیال و خزائن کو اپنے قلعہ مین جگہ دین تاکہ مین بنگالہ جاؤن اگر فتح نصیب ہوئی تو واپس ہوکر اس کا حق دوستی جیسا چاہیے ادا کرون گا اور شاید معاملہ برعکس ہوا تو یہی بہت ہے کہ میرے خزائن پر میرے دشمنون یعنے مغلون کا قبضہ نہ ہوگا راجہ نے اول تو اس امر کے قبول کرنے سے انکار کیا لیکن جب دوبارہ مکار ایلچی پہونچے کہ حلف و قسم ہے کہ سوائے عورتون و خزائن کے کچھ نہ بھیجون گا تو راجہ مذکور کو ہوس نے گھیر لیا کہ مفت کا خزانہ ملتا ہے منظور کیا اور شیر خان نے ہزار ڈولیان بنوائین اور ان کے واسطے عمدہ عمدہ پردے تیار کیے اور ہر ایک ڈولی مین دو مرد مسلح بٹھائے اور پانچ سو آدمیون کو مزدورون کی طرح بناکر ان کے سر پر توڑے اشرفیون سے بھرے ہوے رکھے اور حقیقت مین وہ ملمع کیے ہوئے پیسے تھے اور بجائے عصا ان کے ہاتھون مین لاٹھیان دیدین اس ہیئت سے سب کو قلعہ کے نیچے پہونچایا۔ اور راجہ نے قلعہ کا دروازہ کھلوایا تو ڈولیان داخل ہونی شروع ہوئین چونکہ شیر خان نے آگے آگے ڈولیون مین بوڑھی عورتین بٹھاکر خواجہ سرا ساتھ کر دیے تھے راجہ و اس کے متعلقین خزانہ کی خوشی مین مطلقاً غافل ہوگئے زیادہ تجسس و تفحص نہ کیا بلکہ جلد تر قلعہ مین داخل کرنے کی تاکید کرنی شروع کی جب ڈولیان اس حویلی مین پہونچین جو راجہ نے مقرر کی تھی تو ڈولیون مین سے پرانے تجربہ کار بھیڑیے ننگی تلوارین لیے ہوے نکل پڑے اور مزدورون نے بھی لوہے کی اشرفیان پھینک کر لاٹھیان سنبھالین اور دروازہ کی طرف دوڑے اور راجہ و اس کے ساتھی جو کمال غفلت مین اب بیدار ہوے کہ جب دروازہ قلعہ پر دشمن نے قبضہ کر لیا اور شیر خان بھی گھوڑدون پر مستعد تھا اشارہ پاتے ہی ہوا کی طرح دروازہ تک پہونچ گیا اور اکثر لشکر کے ساتھ اندر گھس آیا جب راجہ نے دیکھا کہ کام بگڑ گیا ہے تو پشت قلعہ کا دروازہ کھول کر بہزار مشقت بھاگ نکلا اور شیر خان نے رہتاس کے مثل قلعہ جس کی نظیر چار دانگ عالم مین کم ہے کس آسانی سے قبضہ مین کر لیا اور مدتون کے خزائن دفائن بھی ہاتھ آئے اور خزائن کو رو بنگالہ سے ملکر بادشاہی کا سامان مہیا ہوگیا زمانہ سابق مین اسی مکر و فریب سے نصیر خان فاروقی حاکم خاندیس نے قلعہ اسیر کو آسا اہیر سے چھین لیا تھا راقم الحروف کہتا ہے کہ اکثر قلاع ہندوستان میری نظر سے گذرے مگر رہتاس کے مثل ایک بھی نظر نہ آیا اور مسافران عالم نے بھی مجھ سے بیان کیا کہ ہم نے کسی ملک مین ایسا مستحکم قلعہ نہین دیکھا۔ یہ قلعہ ایک بلند پہاڑ پر صوبہ بہار سے متصل واقع ہوا ہے اور دامن کوہ سے دروازہ قلعہ تک ایک کوس سے زیادہ ہے اور عرض و طول پانچ کوس سے زیادہ ہے اس قلعہ بلند مین یہ عجیب بات ہے کہ بہت جگہ میٹھے پانی کے چشمے جاری ہین بلکہ جہان کہین چاہین ایک یا دو ہاتھ کھودین تو میٹھا چشمہ نکل آتا ہے اور جو کوئی یہ قلعہ دیکھتا ہے بے اختیار قدرت باری تعالیٰ کی تسبیح پڑھتا ہے اور جب شیر خان کے قبضہ مین ایسا قلعہ آگیا جو کسی بادشاہ سے فتح نہ ہوا تھا تو افغانون کے دل بہت بڑھ گئے اور انھون نے اپنے اہل و عیال اس قلعہ مین رکھے اور اسباب قلعہ داری پوری طرح مہیا کر لیا۔

کی آگ بھڑکتی گئی اور اپنی خانہ بربادی کے درپے ہوتے رہے ادھر شیر خان نے مہلت پاکر بہت قوت حاصل
کرلی وہ بھی بادشاہی سطوت کے سامنے ہیچ تھی لیکن خانہ بربادی کے ارکان خود جنت آشیانی کے بھائی و عزیز و
اقارب ہوئے چنانچہ قطب خان اس موقع پر گجرات سے بھاگ کر شیر خان کے پاس پہونچا اور یہان شیر خان نے بہار کو
دشمنون سے صاف کرکے بنگالہ پر لشکرکشی کی۔ اور دولت خان نے بحکم مالک الملک جل شانہ اسکا ساتھ دیا جیسے چغتائیون
کے نفاق و بداخلاقی نے ان کو سلطنت سے محروم کرنے کے اسباب جمع کیے۔ اس کا بیان یہ کہ شیر خان نے خوش اخلاقی و
عدل سے افغانون کو متحد و یکدل کرلیا اور بہار کا انتظام کرکے بنگالہ کا قصد کیا۔ امراے بنگالہ نے گڈھی کا دشوار گذار تمام
روکا اور ایک ماہ تک لڑتے رہے آخر شیر خان نے اُسپر قبضہ کرلیا اور بنگالہ مین داخل ہوا۔ بادشاہ محمود بنگالی کو تاب
مقابلہ نہ رہی اور شہر گور مین جو پاے تخت تھا قلعہ بند ہوگیا شیر خان نے مدت تک محاصرہ کیا لیکن اتفاق سے ایک بہاری
زمیندار نے فتنہ اٹھایا تو خواص خان و دیگر امرا کو تسخیر بنگالہ کے واسطے چھوڑکر خود جلد بہار آیا اور فتنہ فرو کیا۔
ادھر جب طول محاصرہ کے سبب سے شہر گور مین غلہ نہ رہا تو لاچار سلطان محمود کشتی مین بیٹھ کر حاجی پور چلا گیا اور شیر خان
نے دلجمعی سے خزانون پر قبضہ کرلیا اور بادشاہ محمود کا تعاقب کیا وہ مجبور ہوکر جنگ پر آمادہ ہوا اور آخر زخمی ہوکر بہزار
مشقت بھاگ نکلا۔ بنگالہ شیر خان کے قبضہ مین آگیا جنت آشیانی ہمایون بادشاہ جب گجرات سے آگرہ مین
آئے اور (اس وقت سلطان محمد مرزا وغیرہ قنوج مین باغی تھے اور بادشاہ کے بھائی عسکری مرزا و کامران وغیرہ
شہوت پرستی کے ساتھ دشمن ہو رہے تھے ان کا تدارک مقدم تھا تاکہ سلطنت مستحکم ہو لیکن بادشاہ نے انکو خویش
و بیگانہ سمجھا اور) شیر خان کا دفع کرنا سب سے زیادہ اہم خیال کرکے قلعہ چنار کی طرف کوچ کیا اور جلال خان لوحانی
جو قلعہ چنار مین تھا غازی خان سور کو مع ایک جماعت کے حراست قلعہ کے لیے چھوڑکر خود کوہستان جارکھنڈ
کا راستہ لیا اور جب محاصرہ کو طول ہوا چھ مہینہ گذر گئے تو رومی خان توپخانہ کے سردار نے دریا مین سرکوب
بناکر قلعہ مسخر کیا اور اسی زمانہ مین بادشاہ محمود بنگالی زخمی حضور مین پہونچا اور اس کے کمال الحاح سے ذاتی ترحم
کو کام فرماکر بادشاہ نے دوست بیگ کو قلعہ مین چھوڑا اور خود شیر خان کی جانب متوجہ ہوئے شیر خان نے
جلال خان و خواص خان و اکثر لشکر کو مقام گڈھی کی محافظت کے لیے چھوڑا اور خود مع خزائن بنگالہ جارکھنڈ کے
کوہستان مین چلا گیا۔ جنت آشیانی نے جہانگیر قلی بیگ و دیگر امرا کو گڈھی کی طرف روانہ کیا لیکن جلال خان و
خواص خان بے وقت ٹوٹ پڑے اور غالب ہوئے جنت آشیانی نے دوبارہ افواج روانہ کین اور پیچھے سے
خود بھی روانہ ہوئے اور جلال خان و خواص خان بھاگ گئے اور جنت آشیانی نے گڈھی سے عبور کرکے شہر گور
پر قبضہ کیا۔ ادھر شیر خان نے یہ راے قرار دی کہ کسی طرح قلعہ رہتاس ہاتھ آوے تو وہان فرزند و عیال
چھوڑکر خاطر جمع سے شیر جنگی و ملک گیری پر مستعد ہوا اور جب اسنے دیکھا کہ جنگ سے یہ قلعہ لینا بہت بربادی ہے
تو فکر صواب یہ نکالی کہ مکر و حیلہ چلنا چاہیئے لہذا اس بے نظیر قلعہ کے حاکم راجہ ہرکشن داس کے پاس
لائق ایلچی بھیجے کہ میرے پاس لشکر تو بہت ہے لیکن ولایت بہار بہت تنگ ہے میرا قوی ارادہ ہے کہ ولایت

کے ساتھ جنگ کرنے آیا اور نواح جالور مین جنگ کرکے شکست کھا کر خراب حال حوالی چتور مین تھا کہ پٹنہ کے پٹھانون نے اسے بلایا اور وہ آکر بادشاہ بن گیا۔ اور وہان سے بھاری لشکر بہار پر آیا۔ شیرخان نے دیکھا کہ پٹھان ضرور بادشاہ محمود لودھی کے تابع ہونگے تو بضرورت خود بھی مطیع ہوا اور شاہ محمود لودھی کے امرا نے ولایت بہار کو آپس مین بانٹ لیا اور کچھ حصہ شیرخان کے لیے بھی چھوڑ دیا اور عذر کیا کہ جب جونپور مغلون سے لے لیا جائیگا تو یہ تمام ولایت بہار تمھاری ہوگی۔ شیرخان نے بادشاہ محمود سے قولنامہ لے لیا اور چند روز بعد لشکر سرانجام کرنے کے بہانہ اپنی جاگیر سہسرام مین آیا۔ جب شاہ محمود لودھی ولایت جونپور لینے کے لیے چلا اور شیرخان کو بلوا بھیجا۔ اس نے لکھا کہ عنقریب لشکر وسامان جمع کرکے حاضر ہوتا ہون۔ لوگون نے بادشاہ محمود سے کہا کہ شیرخان بڑا مکار حیلہ باز ہے اسکی جاگیر مین جاکر اس کو ساتھ لین اور شاہ محمود مع لشکر جونپور کو روانہ ہوا۔ جنت آشیانی کے امرا جو جونپور مین تھے اپنے مین مقابلہ کی قوت نہ پاکر ہٹ گئے اور پٹھانون نے جونپور سے مانک پور تک قبضہ کر لیا۔ اس زمانہ مین جنت آشیانی کالنجر مین تھے۔ یہ خبر سنکر وہان سے جونپور کی طرف روانہ ہوئے۔ شاہ محمود لودھی مع اپنے خاص امرا بہن خان و بایزید کے مع دیگر امرا کے مقابلہ مین آیا۔ چونکہ شیرخان کو بہن و بایزید کے تفوق و تقرب سے دل مین جلن تھی چاہتا تھا کہ مجھے سب پر فوقیت حاصل ہو اور حالت کے مشاہدہ سے بھی مغلون کا غلبہ دیکھتا تھا لہذا اس نے چالاکی سے امیر ہندو بیگ سپہ سالار مغل کو پیام دیا کہ مین مجبوری افغانون کے پنجہ مین پھنستا ہون ورنہ فی الواقع فردوس مکانی کا نمک پروردہ ہون لڑائی کے وقت افغانون کی شکست کا باعث ہوجاؤنگا چنانچہ اس نے یہی کیا کہ لڑائی کے دن طرح دیکر اپنی فوج سمیت ایک طرف ہٹ گیا اور فردوس مکانی بابر فتحیاب ہوئے اور بادشاہ محمود بہت شکستہ و بدحال ہوکر پٹنہ مین گیا اور حکومت و امارت چھوڑ کر گوشہ عافیت اختیار کیا آخر ۹۴۹ھ نوسوانچاس مین ولایت اڑیسہ مین جاکر وفات پائی۔ جنت آشیانی بعد فتح کے آگرہ گئے اور امیر ہندو بیگ کو شیرخان کے پاس بھیجا کہ قلعہ چنار گڑھ ان کے حوالہ کردے۔ شیرخان نے قلعہ دینے مین عذر کیا اور امیر ہندو بیگ واپس آگئے۔ جب جنت آشیانی کو معلوم ہوا تو خود قلعہ چنار کی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ امرا کو پیشتر روانہ کیا انھون نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ شیرخان نے ایک عرضی لکھی کہ مین حضرت فردوس مکانی بابر بادشاہ کی نظر رحمت سے اس مرتبہ کو پہونچا ہون اور حضرت نے جس روز بادشاہ محمود و بہن و بایزید سے جنگ کی تو مین نے ہی خیرخواہی کرکے افغانون کو پراگندہ کردیا اگر بادشاہ یہ قلعہ اس خیرخواہ کے واسطے مسلم رکھین تو ہمیشہ اپنے بیٹے قطب خان کو پانچ سو سوارون کے ساتھ حضور مین ملازم کرکے خدمت گذاری کرتا رہون چونکہ ان دنون بہادر شاہ گجراتی کی شورش کی خبرین جنت آشیانی کو پہونچی تھین بادشاہ نے یہی مناسب جانا کہ اس کے ساتھ مدارا کیا جاوے اور شیرخان نے قطب خان کو عیسی خان حاجب کے ساتھ جو اس کے وزیر کے مثل تھا بادشاہ کی ملازمت مین بھیجا اور جنت آشیانی نے واپس ہوکر بہادر شاہ کی سرکوبی کی چنانچہ بہادر شاہ کی پریشانی اور بندر دیو کو بھاگ جانا پہلے بیان ہوچکا۔ اور قطب خان پانچ سو سوارون سے بادشاہ کے ملازم رکاب رہا ادھر بادشاہ گجرات کی تسخیر کے بعد دکن کے انتظام مین رہے اور بھائیون مین رشک وحسد

و خزانہ و سامان سب پر قبضہ کر لیا اور بہت قوی ہو گیا۔ اس جہت سے لوحانی خاندان والے شیر خان پر حسد کرنے لگے اور چاہا کہ کسی حیلہ سے اسکو ہلاک کرین اور اس بارہ مین اپنے شاہزادہ جلال خان لوحانی سے مشورہ کیا لیکن شیر خان کا ستارہ عروج پر تھا اسی مجمع مین سے بعض نے شیر خان کو اس سے آگاہ کر دیا۔ شیر خان نے جلال خان سے کہا کہ آپ کے امراے دولت مجھ پر حسد کر کے عداوت کے درپے ہین اگر آپ اس کا تدارک نہ کرین تو لاچار مجھے آپ کی خدمت سے جدائی اختیار کرنی چاہیئے۔ جلال خان نے کہا کہ جس تدبیر مین تیری بہتری ہو اس پر عمل کرون۔ شیر خان نے کہا کہ انکے دو فرقے کر دیجئے ایک فرقہ کو تحصیل مالگذاری کے لیے پرگنات پر روانہ کرنا چاہیے اور دوسرے فرقہ کو حاکم بنگالہ کے مقابل بھیج دیجیے اور اس کے بعد اپنی محافظت مین ایسی احتیاط کی کہ جلال خان اور لوحانی اسکے دفع کرنے سے عاجز ہو گئے اور آخر مین یہ راے قرار دی کہ سلطان محمود بادشاہ بنگالہ کی خدمت مین جا کر اسکی نوکری کرین اور ولایت بہار اس کی نذر کرین القصہ جلال خان و لوحانیون نے شیر خان کو اس بہانہ سے کہ مغل کے مقابل رہئے خود سلطان محمود حاکم بنگالہ کی خدمت مین پہونچے اور اس نے ابراہیم خان بن قطب خان کو کمک پر مقرر کر کے شیر خان کے مقابل بھیجا۔ شیر خان نے مٹی کا قلعہ بنایا تھا اسی مین قلعہ بند ہوا اور ہر روز ایک جماعت کو جنگ کیلیے باہر بھیجتا تھا یہانتک کہ ابراہیم خان نے بادشاہ سے کمک طلب کی یہ خبر سنکر شیر خان نے لوگون کو جنگ صف پر آمادہ کیا اور کمک پہونچنے سے پہلے ہی قلعہ سے نکلا اور ابراہیم خان نے بنگالی لشکر پیادہ و سوار و ہاتھی و آتشبازی مرتب کر کے مقابلہ کیا۔ شیر خان نے اپنی فوج مین سے کچھ لوگ مقابلہ کے لیے روانہ کئے کہ تیراندازی کرین اور تھوڑی لڑائی کے بعد بھاگین اور ادھر ٹیلہ کی آڑ مین تازہ دم فوج مہیا کر رکھی تھی چنانچہ اس ترکیب سے جب شیر خان کی فوج بھاگی تو بنگالہ کے سوارون نے توپخانہ چھوڑ کر پیچھا کیا اور شیر خان کا یہی مطلب تھا کہ سوارون کو ہاتھیون و توپخانہ سے باہر کرے اسی وقت کمین کی فوج سے حملہ آور ہوا اور ایکدم مین لشکر بنگالہ کو تہ و بالا کر کے ہلاک کیا اور ابراہیم خان بھی اپنے باپ کی طرح مارا گیا اور جلال خان لوحانی بمشکل بھاگ کر بنگالہ پہونچا۔ شیر خان نے تمام ہاتھیون و خزانہ و توپخانہ پر قبضہ کر لیا اور ملک بہار بالکل صاف ہو کر اس کے قبضہ مین آگیا اور سامان شاہی حاصل ہو گیا۔ کہتے ہین کہ اس زمانہ مین ابراہیم شاہ لودھی کی طرف سے تاج خان قلعہ چنار گڈھ مین تھا اور اسکی عورت لاڈو ملکہ بانجھ تھی جسپر عاشق تھا اور تاج خان کے دوسرے بیٹے جو دوسری عورتون سے تھے رشک کر کے لاڈو کو مار ڈالنے کی فکر مین ہوے ایک رات موقع پا کر بڑے بیٹے نے لاڈو پر تلوار ماری وہ اچھلتی پڑی اور غل ہوا کہ لاڈو ملکہ ماری گئی۔ تاج خان تلوار لیے ہوے وہان پہونچا اور غصہ مین بیٹے پر جھپٹا اسنے جان کے خوف سے باپ کو تلوار سے ہلاک کیا اور دونون جہان مین روسیاہ ہوا۔ شیر خان نے لاڈو ملکہ کے ماموں میر احمد ترکمان کو افسوس کے ساتھ خط لکھا اور آخر یہ قرار پایا کہ شیر خان ایسے بدنصیب لڑکون کی گوشمالی کرے اور لاڈو ملکہ سے نکاح کر کے قلعہ چنار اپنے تصرف مین لاوے چنانچہ یہی ہوا اور شیر خان اس زبردست قلعہ پر بھی متصرف ہو گیا۔ اس زمانہ مین فردوس مکانی بابر شاہ کے مقابلہ کے لیے شاہ محمود بن شاہ سکندر لودھی رانا سنگا کی پناہ مین گیا اور اس کو مہاراجہ بنا کر حسن خان میواتی وغیرہ زمینداروں

ابراہیم لودھی سے مجھے حاصل ہو گئے تھے بہت ہین۔ محمد خان سور نے اسکا احسان مانا اور رہتاس پہاڑ سے آکر اپنے پرگنات مین مقیم ہوا۔ جب شیر خان کو اطمینان حاصل ہوا تو جاگیر پر اپنے بھائی نظام کو مقرر کر کے خود سلطان جنید برلاس کی خدمت مین حاضر ہوا اتفاق سے سلطان جنید برلاس ان دنون بادشاہ بابر کی خدمت مین جاتا تھا شیر خان کو بھی ہمراہ لے گیا اور بادشاہ کی ملازمت حاصل کر کے دولتخواہون کے زمرہ مین داخل ہوا اور چندیری کے سفر مین بادشاہ کے ساتھ تھا۔ جب چند روز لشکر مین رہا اور مغل کا طور و طریقہ و سلطنت کا قاعدہ دیکھا تو اپنی ہوشیاری سے بہت سے نتائج نکال لیے چنانچہ ایک روز اپنے یارون سے کہنے لگا کہ قوم مغل کو ہندوستان سے نکال دینا آسان بات ہے انھون نے کہا کیونکر۔ بولا کہ انکا بادشاہ خود معاملات مین بہت کم فکر کرتا ہے۔ وزیرون پر دار و مدار ہے وہ لوگ رشوت خواری کر کے شاہی حقوق کی نگہداشت بہت کم کرتے ہین اور ہمارے افغانون مین عیب یہ ہے کہ باہم نفاق رکھتے ہین اگر دولت میرے نصیب مین ہو تو مین انکے درمیان سے نفاق اٹھا دون اور اپنا کام پورا کر لون۔ لوگ اس کے اس داعیہ پر ہنستے تھے کیونکہ بظاہر یہ خیال محال نظر آتا تھا ایک روز بادشاہی دسترخوان پر شیر خان کے آگے استخوان ماہیچہ رکھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ مین اس کے کھانے مین معذور ہون تو ماہیچہ کو روٹی پر رکھکر چھری سے ریزہ ریزہ کر کے پھر پیالے مین ڈال لیا اور چمچہ سے کھانا شروع کیا بادشاہ نے دیکھکر میر خلیفہ سے فرمایا کہ اس پٹھان نے آج عجیب کام کیا۔ چونکہ محمد خان سور کے ساتھ جو کچھ اس نے کیا تھا بادشاہ کو اس کی خبر پہونچ چکی تھی لہذا اس کلمہ سے اس کی دانائی کا اشارہ فرمایا لیکن شیر خان کو کچھ تو پہلے ہی سے توہم تھا اور آج جو بادشاہ نے میر خلیفہ سے گفتگو مین اس کی طرف اشارہ فرمایا تو اپنے ذہن مین سمجھا کہ میرے حق مین عبرت منظور ہے لہذا آدھی رات کو اردوے شاہی سے بغیر اطلاع بھاگ کر اپنی جاگیر مین چلا آیا اور سلطان جنید برلاس کو لکھا کہ چونکہ محمد خان سور کچھ بات بادشاہ سے کہکر چاہتا تھا کہ میری جاگیر پر فوج بھجوائے اس وجہ سے مضطرب ہو کر مین یہان چلا آیا ہون حالانکہ مین اسنے کو خیر خواہون سے جانتا ہون القصہ جب شیر خان اس حرکت سے مغلون سے مایوس ہوا تو پھر اپنے بھائی نظام خان کو ساتھ لے کر سلطان محمد کے پاس گیا اور نوازش پاکر بدستور سابق شاہزادہ جلال خان کی اتالیقی مین مقرر ہوا۔ اتفاق سے اس زمانہ مین سلطان محمد مر گیا اور جلال خان خورد سالی مین باپ کا قائم مقام ہوا اور جلال خان کی والدہ ملکہ لاڈو نے خود مہمات کی سربراہی اختیار کی اور شیر خان کی موافقت سے کام سرانجام کرتی تھی اتفاق سے چند روز مین لاڈو ملکہ بھی فوت ہوئی اور بہار کی حکومت پر شیر خان مستقل ہوا اور اس زمانہ مین سلطان محمود بادشاہ بنگالہ کی طرف سے حاجی پور مین مخدوم عالم نام حاکم تھا اس نے شیر خان سے ربط ضبط پیدا کیا اس وجہ سے بادشاہ بنگالہ کو مخدوم عالم کی طرف سے شک پڑ گیا اور اس نے منگیر کے حاکم قطب خان کو مقرر کیا کہ بہار فتح کیے اور شیر خان و مخدوم عالم کو سزا دے۔ شیر خان نے سنکر مکرر صلح کی درخواست کی اور اس مین بہت مبالغہ کیا کچھ فائدہ نہ ہوا آخر افغانون کو متفق کر کے مرنے پر آمادہ ہوا اور جنگ سخت کی یہانتک کہ قطب خان مارا گیا اور شیر خان نے غالب ہو کر ہاتھی

طرف سے منحرف کرکے کہاکہ اسکے لانے کا انتظام یہ ہے کہ اس کا بھائی سلیمان جو باپ کی عین حیات مین بھی جاگیر
پر مقرر تھا اور اب میرے پاس پڑا ہی جاگیر سلیمان کے نام کردی جاوے تو شیر خان مضطر ہوکر خواہ نخواہ آوے گا
سلطان محمد نے اسکے سابقہ حقوق پر نظر کرکے بلا سبب جاگیر تغیر کرنے کو مناسب نہ جانا اور محمد خان سور سے
کہاکہ جاگیر کو بھائیون کے نام مناسب طریقہ سے بانٹ دے۔ محمد خان سور نے اپنی جاگیر جونپور مین آکر اپنے غلام
سادی نام کو شیر خان کے پاس بھیجکر کہاکہ تیرے بھائی سلیمان و احمد ایک مدت سے میرے پاس پڑے ہین اور
اپنے حصہ جاگیر سے محروم ہین مناسب ہے کہ ان کو انکا حصہ دیدے۔ شیر خان نے کہاکہ یہ ملک روہ نہین ہے
جو کسی کی ملکیت ہو یہ تو ہندوستان ہی جس کو بادشاہ نے جاگیر دی اُسی سے متعلق رہتی ہی آج تک بادشاہون کا
یہ طریقہ رہا ہے کہ میت کا مال اسکے وارثون مین شرعی طور پر بانٹ دیتے ہین اور جو شخص سرداری کے لائق ہوتا
ہی اسکو حکومت دیتے ہین بیت ملک بہ میراث نگیرد کسے ٭ تا نہ زند تیغ دو دستی بسے ٭ مین بحکم بادشاہ ابراہیم لودی
سہسرام و خواص پور ٹانڈہ پر متصرف ہون جب سادی غلام نے واپس ہوکر شیر خان کا جواب بیان کیا تو محمد خان
نے غصہ ہوکر سادی غلام سے کہاکہ میری تمام فوج سلیمان خان و احمد خان کیساتھ لیجاکر بزور شمشیر شیر خان کو نکالکر
دونون پرگنہ دونون بھائیون کو دیدے اور جماعت کثیر دونون کی کمک کیواسطے چھوڑکر واپس آنا اس زمانہ مین شیر خان
کی طرف سے خواص خان کا باپ ملک سکھ خواص پور ٹانڈہ کا داروغہ تھا۔ شیر خان نے جب سلیمان و احمد کے
اس طرح آنے کی خبر سنی تو ملک سکھ کو لکھاکہ مقابلہ و مجادلہ مین قصور نہ کرنا۔ جب سادی و سلیمان و احمد
خواص پور ٹانڈہ کے نزدیک پہونچے تو ملک سکھ بقصد مقابلہ نکلا اور جنگ کرکے مارا گیا اور شیر خان
کا لشکر پراگندہ ہوکر سہسرام مین شیر خان کے پاس پہونچا۔ شیر خان کو مقابلہ کی طاقت نہ رہی لوگون
سے مشورہ کیاکہ کدھر جاؤن۔ بعض نے کہاکہ سلطان احمد کے پاس جاؤ۔ شیر خان نے کہاکہ محمد خان
اس کے خاص امرا مین ہے میری وجہ سے اُس کو رنجیدہ نہ کرے گا۔ آخر اس کی راے مین آیاکہ سلطان
جنید برلاس کے پاس جاوے جو بابر بادشاہ کی طرف سے کڑہ مانکپور کا حاکم تھا اور اس کے بھائی نظام نے
بھی اس راے کو پسند کیا۔ آخر اسنے ایلچی و عرائض بھیجکر قول و قسم حاصل کرکے کوچ کیا اور سلطان جنید برلاس کی
خدمت مین پہونچ کر بہت کچھ نذر دی اور مقرب ہوا اور چند روز بعد سلطان جنید برلاس سے عمدہ فوج حاصل
کرکے جاگیر پر پہونچا۔ محمد خان کو مقابلہ کی تاب نہوئی وہ بھاگ کر رہتاس کے پہاڑ مین چلا گیا اور شیر خان
دونون پرگنہ اپنے مع پرگنہ جونپور وغیرہ کے قبضہ مین لاکر قوی ہوا اور کمکی فوج والون کے ساتھ ہر طرح کی
خدمت گذاری کی اور بہت سے تحفہ و ہدیے سلطان جنید برلاس کے واسطے بھی بھیجے اور بعد اس کے اپنے
اقوام و قبائل کو جو پہاڑون مین بھاگ گئے تھے بلا لیا اور بہت عمدہ فوج بہم پہونچائی اور محمد خان سور کو پیام
دیاکہ اس حرکت سے میری غرض یہ تھی کہ بھائیون سے انتقام لون اور آپ تو میرے چچا کی جگہ ہین آپ پہاڑ
کی تنگی سے نکل کر اپنے پرگنات پر متصرف ہون۔ مجھے تو میرے دونون پرگنہ اور جو کچھ خالصہ پرگنات بادشاہ

اور آخر تم ہی ولیعہد ہوا اور سلیمان واحمد کو داروغہ کر دیا۔ فرید آخر مین دلگیر ہوکر مع اپنے بھائی نظام سے آگرہ گیا اور بادشاہ سکندر کے ایک امیر دولت خان لودھی کی خدمت مین رہا اور اس کو راضی وخوش کیا۔ ایک روز دولت خان نے کہا کہ جو تیرا مقصد ہو بیان کر کہ پورا کیا جاوے۔ فرید نے کہا کہ میرا باپ بوڑھا ہو گیا اور ایک ہندی لونڈی کے سحر مین مبتلا ہی اور لونڈی کے تسلط سے تمام جاگیر خراب وسپاہی بدحال ہین اگر وہان کی جاگیر ہمارے نام مقرر ہو تو ہم مین سے ایک بھائی مع پانچ سو سوار کے خدمت شاہی مین حاضر رہے اور دوسرا انتظام علاقہ وخدمت پدر بزرگوار انجام دے۔ دولت خان لودھی نے ایک روز بادشاہ سے اس کا تذکرہ کیا۔ بادشاہ نے ناخوش ہوکر فرمایا کہ وہ شخص بد ہے جو باپ سے شکوہ رکھتا ہی۔ دولت خان نے اسوقت تو فرید کو تسلی دی کہ کسی دوسرے موقع پر اس کا انصرام کرونگا اور فرید کا وظیفہ بڑھا دیا۔ لوگ فرید کو خوش خلقی وکرم ومروت کی وجہ سے دوست رکھتے جیسے دولت خان۔ القصہ بعد چند روز کے حسن سور نے انتقال کیا۔ دولت خان نے اس کے مرنے کی خبر بادشاہ سے کہی اور جاگیر بنام فرید ونظام لے کر فرمان کے ساتھ روانہ کیا۔ فرید وہان جاکر سرانجام مین مشغول ہوا اور سلیمان اسکے مقابلہ سے عاجز ہوکر محمد خان سور حاکم جونپور کے پاس گیا جس کے پاس پندرہ سو سوار تھے اور اس سے بھائی کی شکایت کی۔ محمد خان سور نے کہا کہ بابر بادشاہ ہندوستان مین آیا ہے۔ ابراہیم شاہ لودھی سے جنگ ہوگی اگر بادشاہ غالب ہوا تو تجھے بادشاہ کے پاس لے جاکر سفارش کرون گا۔ سلیمان نے کہا کہ میرے آدمی اور میری مان سب پراگندہ پھرتے ہین مین اس قدر انتظار نہین کر سکتا۔ محمد خان سور نے فرید خان کے پاس آدمی بھیج کر چاہا کہ باہم صلح کر دو فرید نے کہا کہ باپ کی زندگی مین جس قدر حصہ رسد سلیمان کو ملتا تھا اب بھی دینے مین مجھے عذر نہین ہے لیکن حکومت مین شریک نہین کر سکتا ہون کیونکہ جیسے دو تلوارین ایک میان مین نہین آسکتی ہین دو حاکم بھی ایک مقام پر نہین ہو سکتے۔ سلیمان کی غرض تو شرکت حکومت تھی محمد خان سور نے سلیمان کی دلجوئی کر کے کہا کہ صبر کر مین بزور شمشیر وہان کی حکومت چھین کر تجھے دونگا۔ جب فرید کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ اپنی فکر مین پڑا اور جب اس نے سنا کہ شاہ ابراہیم لودھی مارا گیا اور بابر شاہ غالب ہوا تو متفکر ہوکر آخر بہادر خان ولد دریا خان لوحانی کے پاس گیا جس نے بہار پر قبضہ کر کے اپنا نام سلطان محمد رکھا تھا اور اس کی نوکری کر لی۔ ایک روز سلطان محمد شکار کو گیا۔ وہان ایک شیر ظاہر ہوا اور فرید نے مقابل ہوکر بزخم شمشیر اُس کو ہلاک کیا۔ سلطان محمد نے خوش ہوکر اُس کو شیر خان خطاب دیا اور رفتہ رفتہ شیر خان کو اس کی خدمت مین تقرب حاصل ہو گیا یہان تک کہ اپنے چھوٹے بیٹے جلال خان کی اتالیقی اس کے سپرد فرمائی۔ چند روز کے بعد شیر خان نے اس سے جاگیر پر جانے کی اجازت حاصل کی اور اتفاق سے اس کو وہان بہت دن لگے۔ ایک روز سلطان محمد کے دربار مین شیر خان کا گلہ کیا کہ باوجود وعدہ کے نہین آتا ہے۔ محمد خان حاکم جونپور نے موقع پاکر عرض کیا کہ وہ بڑا حیلہ باز ومکار ہی۔ بادشاہ محمود بن سکندر لودھی کے ادھر آنے کا انتظار کر رہا ہے۔ اس حرف سے سلطان محمد کا مزاج اسکی

مین وچندے نار نول مین مقرر رہا۔جب بہلول لودھی کے بعد سلطان سکندر لودھی خود بادشاہ ہوا اوراسکے امرا مین سے جمال خان جون پور کا حاکم ہوا تو اس نے قدیمی نوکر ابراہیم سور کے بیٹے حسن سور کو بہتا س کے علاقہ سے سہسرام و خواص پور ٹانڈہ بطور جاگیر عطا کر کے پانچ سو سوار کا افسر کیا اور حسن سور کے آٹھ بیٹون مین سے فرید و نظام ایک افغانی لڑکی سے تھے اور باقی لڑکے کنیزون کے بطن سے تھے۔ چونکہ حسن سور کو فرید سے چندان الفت نہ تھی وہ رنجیدہ ہو کر جمال خان کی خدمت مین چلا گیا حسن نے جمال خان کو عرضی بھیجی کہ میرے لڑکے کو دلاسا دیکر میرے پاس ارسال فرمایا جاوے۔تاکہ یہان علم سیکھے اور اخلاق و آداب حاصل کرے جمال خان نے ہر چند اس سے کہا اس نے یہی عرض کیا کہ سہسرام سے زیادہ علما جونپور مین موجود ہین مین یہین طالب علمی کرتا ہون چنانچہ اس نے اُس زمانہ کے رسوم کے موافق گلستان و بوستان و سکندر نامہ و کافیہ عربی مع حواشی و دیگر کتب علمی تمام کین اور نثر و نظم و تواریخ مین بھی دستگاہ پائی۔ دو تین سال کے بعد حسن سور جون پور مین آیا تو عزیزو اقارب نے فرید کو باپ سے ملایا اور آخر حسن سور نے فرید کو جاگیر کا داروغہ کر کے روانہ کیا۔اس نے وقت رخصت عرض کی کہ حضور جاگیرات کا انتظام عدل پر ہے مین اگر اس کام پر مقرر کیا جاتا ہون تو عدل سے تجاوز نہین کرونگا اور نوکر اکثر آپ کے خویش و بیگانہ ہین اگر ظلم کرین تو مین رعایت نہ کرون گا۔اس قسم کے مقدمات معروض کر کے جاگیر پر روانہ ہوا اور وہان پختگی و کفایت سے کام کیا اور اقربا مین مساوات مرعی رکھی۔اس وقت اس کو بعضے سرکش زمینداروں کو تنبیہ کرنے کی ضرورت ہوئی اور جب مشورہ لیا تو لوگون نے کہا کہ لشکر تو آپ کے باپ کے ہمراہ ہے اور وہ بہت دور تعین ہوا ہے اس کے آنے تک انتظار کیجئے۔اس نے فرمایا کہ دو سو زینین تیار کرو پھر ہر موضع کے مقدم سے ایک گھوڑا عاریت مانگا اور گرد و نواح مین جو کار آمد سپاہی بیادہ پڑے تھے بلا کر فی کس خرچ و کپڑے سے ان کی مدد کی اور آیندہ وعدہ انعام دیا اور مانگے ہوے گھوڑون پر سوار کر کے وہان گیا جہان کا زمیندار اس کو خیال مین نہ لاتا تھا اور سرحد پر قیام کر کے اپنے گرد قلعہ بنایا اور ہر روز تھوڑا جنگل قطع کرتا تھا یہانتک کہ ان متمردون کے قلعہ تک راستہ نکال لیا اور سرکوب تیار کر کے ان دشمنون پر غالب ہوا اور بیشمار متمرد مارے گئے یا اسیر ہوے اس واقعہ سے اس کی ہیبت اس قدر وہان کے لوگون مین سمائی کہ بڑے بڑے متمردون نے اطاعت کر کے واجبی مالگذاری ادا کرنی شروع کی اور تمام پرگنات آباد و شاد ہوے اور دولت و قوت جمع کر کے تدبیر شجاعت مین مشہور عالم ہوا۔جب مدت کے بعد حسن سور واپس آیا تو پرگنات کی معموری و انتظام دیکھ کر بہت خوش ہوا اور فرید کی بہت تعریف کی۔کہتے ہین کہ حسن سور کو اپنی ایک لونڈی سے تعشق تھا جس کے بطن سے دو بیٹے سلیمان اور احمد تھے۔اس نے حسن سور سے کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ جب تمھارے لڑکے ہونگے تو پرگنات کے داروغہ بناؤنگا اب وعدہ پورا کرنے کا وقت ہے اور حسن بڑے بیٹے فرید کی خاطر سے ٹالتا تھا لیکن فرید نے خود ہی کچھ سمجھ کر پرگنات کی داروغگی سے ہاتھ اٹھایا اور حسن سور نے فرید سے عذر خواہی کی کہ جس طرح تم داروغہ ہو کر تجربہ کار ہوئے ہو جانتا ہون کہ تمھارے بھائی بھی مجرب ہو جاوین

حتی کہ منعم خان بھی بھاگ گیا لاچار ہو کر بادشاہ نے قندھار کی طرف کوچ کیا اس وقت بیرم خان گجرات کی طرف سے
یکایک بادشاہ کی خدمت مین پہونچ گیا۔ اسی زمانہ مین کامران مرزا قلعہ قندھار کو ہندال مرزا سے لیکر اپنی طرف سے
عسکری مرزا کو وہان مقرر کر کے ہندال کو کابل لے گیا تھا مرزا شاہ حسین ارغون نے مرزا عسکری کو لکھا کہ بادشاہ
بہت پریشان حال ہے اگر آپ گرفتار کرنا چاہین تو یہی وقت ہے۔ مرزاے مذکور نے شرم ایک طرف کر کے تاخت
کی اور یہ خبر جب بادشاہ کو پہونچی تو مریم مکانی کو ساتھ سوار کر لیا اور شاہزادہ کو گرمی و مشقت سفر کے خیال
سے اردو مین چھوڑ کر بیرم خان اور اکیس آدمیون کے ساتھ بغیر تجویز راہ کے خراسان کو روانہ ہوئے اور
مرزاے بے حمیت جب لشکر مین پہونچا اور جانا کہ بادشاہ نکل گئے تو کف افسوس مل کے اسباب پر متصرف ہوا
اور شاہزادہ کو قندھار لے گیا۔ بادشاہ کو ایسے نیک طینت بھائیون کے خطرہ سے کہین توقف کی گنجایش
نہ تھی رواروی مین سرحد سیستان مین پہنچ گئے وہان حضرت شاہ طہماسپ سید حسینی بادشاہ کی طرف سے
محمد سلطان شاملو حاکم تھا اس نے استقبال کیا اور سیستان مین لے جاکر چند روز خدمت کی اور جو کچھ اس کے
پاس تھا سب حضور مین پیش کیا اور اپنی عورتون کو مریم مکانی کی خدمت گذاری کے واسطے مقرر کیا۔ بادشاہ
نے بقدر ضرورت لے کر باقی سب اسکو دیدیا اور وہان سے ہرات کی جانب روانہ ہوئے وہان بادشاہ کی طرف
سے بڑا شاہزادہ سلطان محمد حاکم تھا اس نے اپنے اتالیق محمد خان تکلو کے ساتھ استقبال کیا اور بکمال تعظیم و تکریم
مہمانداری مین کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور فرمان شہنشاہی کے مطابق جو تمام حکام و لایات کو پہونچ چکا تھا ہر قسم کا
اثاثہ بادشاہی مہیا کر کے نذر کیا) اور سامان سفر ایسا خوب مرتب کیا کہ بادشاہ کی ملاقات تک درمیان مین کسی چیز کی
ضرورت نہ پڑی جنت آشیانی نے ہرات سے مشہد مقدس کا سفر کیا اور حضرت امام علیہ علیٰ آبائہ آلاف التحیۃ والسلام کی زیارت
کے بعد روانہ قزوین ہوئے راہ مین اکابر و امراے عراق استقبال کو آئے اور شرائط ضیافت بجالاتے تھے یہان تک
کہ آپ نے قزوین پہونچکر مقام کیا اور وہان سے دوست صادق بیرم خان کو بادشاہ ستودہ صفات کی خدمت مین
روانہ فرمایا **ذکر شیر شاہ افغان بن حسن سور کی بادشاہی کا**۔ شیر شاہ کا اصلی نام فرید اور اس کے
باپ کا نام حسن تھا اصل مین افغان روہ کی نسل سے تھا جب بادشاہ سکندر لودی انار اللہ برہانہ تخت
نشین ہوا تو حسن سور کا باپ ابراہیم نوکری کی ہوس مین دہلی آیا۔ روہ وہ کوہستان ہے جس کا طول سواد
بجور سے قصبہ سوے تک جو بھکر مین شامل ہے اور عرض حسن ابدال سے کابل تک ہے وہان کے افغان
چند قبیلہ ہین جن مین ایک فرقہ سور ہے اور یہ لوگ اپنے آپ کو سلاطین غور کی نسل سے خیال کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ شاہزادہ محمد سوری زمانہ سابقہ مین وطن مالوف سے نکل کر روہ کے افغانون مین آگیا جب ایک رئیس
کو اس کا نسب تحقیق ہوا تو باوجود اس کے کہ بیٹی کسی دوسرے فرقہ کو نہین دیتے تھے برخلاف رسم قدیم اس نے
محمد سور کو اپنا داماد بنا لیا اسکی اولاد سوری فرقہ ہوا۔ اس روایت کے موافق افغانان سور سب فاعنہ مین اشرف ہین گے
القصہ حسن سور کے باپ ابراہیم سور نے سلطان بہلول کے ایک سردار کی نوکری کر لی اور چند روز حصار فیروزہ

اس نے عرضیاں اس مضمون کی بھیجین کہ ہندوستان فتح کرنے مین وہ ہر طرح مدد و جانسپاری کے لیے تیار ہے آخر جیسلمیر کی راہ سے روانہ ہوئے جیسلمیر کے راجہ نے نہایت بے مروتی کرکے ایک جماعت کو راہ روکنے کے لیے بھیجا بادشاہ نے ان کو ہزیمت دی اور تاخت کرکے راجہ مالدیو کی ولایت کے قریب پہونچے۔ اسنے جو لشکر چغتائی کی بے سامانی و پریشانی دیکھی تو بلانے سے پشیمان ہوکر چاہا کہ بادشاہ کو دستگیر کرکے شیرخان کے پاس نیکو خدمتی ظاہر کرے اتفاقًا ایک نوکر نے جو پہلے بادشاہ کا کتابدار تھا خفیہ بادشاہ کو مالدیو کے ارادے سے آگاہ کیا بادشاہ نے آدھی رات کو تیزی کے ساتھ ریگستان کی راہ سے امرکوٹ کا قصد کیا جو ٹھٹھہ سے سو کوس ہے جب راہ مین آنحضرت کے گھوڑے نے سستی کی تو آپ نے تردی بیگ سے گھوڑا مانگا اس نے بیمروتی کرکے گھوڑا نذر کرنے مین مضایقہ کیا۔ ناچار آپ اونٹ پر سوار ہوئے۔ ندیم کوکہ جو آپ پیادہ چل رہا تھا اور ماں کو گھوڑے پر سوار لاتا تھا اس نے ماں کو اونٹ پر سوار کرکے گھوڑا نذر کیا۔ چونکہ یہ خبر متواتر تھی کہ مالدیو کے سپاہی تعاقب مین تیزی سے آتے ہین چلنے مین عجلت کی گئی لیکن چونکہ وہ ملک تمام ریگستان ہے پانی میسر نہ آیا اور تمام آدمی بے پانی کے تڑپنے لگے اور معرکہ کربلا کا نمونہ پیش آیا آنحضرت نے چند امرا کو جو ساتھ تھے فرمایا کہ پیچھے پیچھے چلے جاوین اور خود اہل و عیال و اسباب کو آگے کرکے بیس پچیس آدمیون سے آگے بڑھے کیونکہ کفار کے نزدیک ہوجانیکی خبر متواتر تھی۔ اتفاقًا رات مین سرداران مذکور راہ بھولکر دوسری طرف نکل گئے اور صبح ہوتے ہوئے لشکر کفار کی سیاہی نظر آئی لاچار امیر شیخ علی وغیرہ نے کلمہ شہادت پڑھکر باگ پھیری اور فوج کفار سے مقابلہ کیا حسن اتفاق سے اول تیر کفار کے سردار کے لگا اور اس کے گرتے ہی فوج کفار نے بھاگنا شروع کیا اور مجاہدین نے تعاقب کرکے بکثرت اونٹ غنیمت مین لیے اور بادشاہ شکر الٰہی بجالاکر ایک کنوئین پر اترا جس مین پانی بہت کم تھا اور وہان گم شدہ امرا بھی پہونچ گئے اور فی الجملہ آرام حاصل ہوا دوسرے روز وہان سے کوچ ہوا اور خیال تھا کہ اب پانی کی قلت نہو گی لیکن خلاف امید تین منزل تک کہین پانی نہ ملا۔ اور پیاس کی شدت سے لوگون کی عجب حالت ہوگئی چوتھے روز ایک کنوئین پر پہونچے جو بہت گہرا تھا۔ جب ڈول نکلتا تھا تو ڈھول بجاتے تھے تاکہ جو رس کھینچنے والے بیل آواز سنکر ٹھہرین اور شدت پیاس سے دس یا پانچ اس ڈول پر گر پڑے اور آخر رسی ٹوٹ کر ڈول کنوئین مین گر پڑا اور پیاسے بے اختیار فریاد کرتے تھے اور کچھ لوگ بے اختیار کنوئین مین کود پڑے اور ہلاک ہوگئے دوسرے روز کوچ کرکے ایک نہر کے کنارے پہونچے چونکہ چند روز سے جانورون و آدمیون نے پانی نہ پایا تھا بیتاب ہوکر اس قدر پانی پیا کہ مر گئے القصہ سخت محنت و مشقت کے بعد امرکوٹ پہونچے وہان کا راجہ رانا نام بہت اچھی طرح پیش آیا اور ہر طرح کی امداد اور خدمت گزاری مین کچھ کوتاہی نہ کی اور لشکری آسودہ ہوے اور اسی مقام پر شاہزادہ عالمیان جلال الدین محمد اکبر نیطالع ارجمند و بخت بلند بادشاہ بیگم حمیدہ بانو کے بطن سے پیدا ہوے اور جنت آشیانی شکر الٰہی بجا لائے اور بعد لوازم سرور اہل و عیال و اسباب اسی مقام پر چھوڑکر راجہ رانا کے ساتھ بھکر فتح کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے لیکن بعض جنگ مین امیر شیخ علی کہ مردانہ سردار تھا ارغونیون کی لڑائی مین مارا گیا اور لشکری بھی متفرق ہوئے

مع بیٹون وغیرہ کے بے وجہ محض بے وفائی کی وجہ سے بھاگا اور کامران مرزا کے لوگ بھی سب بھاگ
کھڑے ہوئے۔ سپاہیون کو اول واقعہ یاد تھا متوہم ہوے اور موقع پاکر بھاگنے لگے اور موسم برسات
بھی سر پر آگیا چونکہ لشکر گاہ نشیب مین تھی ادھر اس قدر پانی آیا کہ خیمے مثل حباب پیرنے لگے اور بادشاہ
نے بروز عاشورہ ۹۴۷ھ نوسو سینتالیس قصد کیا کہ یہان سے کوچ کر کے اونچی زمین پر اترین کہ ناگاہ شیرخان
یکایک ٹوٹ پڑا اور سخت جنگ کے بعد غالب ہوا اور اس مرتبہ بھی اس کے تعاقب سے وضیع و شریف
نے تین کوس طے کر کے دریاے گنگا مین بے اختیار کودنا شروع کیا جس کی زندگی تھی بادشاہ کے
ساتھ پار اترا ورنہ ڈوب گیا اور بادشاہ نے آگرہ مین بھی بوجہ قریب دشمن کے توقف نہ کیا لاہور کا راستہ
لیا اور غرہ ربیع الاول سنہ مذکور مین سب مرزا و خوانین لاہور مین مجتمع ہوئے لیکن جب شیرخان تعاقب
کرتا ہوا سلطان پور کے دریا سے پار اترا تو آنحضرت دریاے لاہور سے پار اتر کر ٹھٹھہ و بھکر کی طرف روان ہوئے
اور کامران مرزا مع مرزا عسکری و خواجہ کلان بیگ کے نواحی نوشہرہ سے جدا ہو کر کابل کو روانہ ہوئے اور بادشاہ
دریاے سندھ سے عبور کر کے بھکر کی طرف متوجہ ہوئے اور قصبہ لہری مین توقف کر کے ایلچی مع گھوڑا و خلعت
مرزا شاہ حسین ارغون حاکم ٹھٹھہ کے پاس بھیجکر مدد کے واسطے بلایا کہ متفق ہو کر گجرات فتح کرین۔ مرزا شاہ حسین ارغون
نے پانچ چھ ماہ لیت و لعل مین گذارے اور لشکریان بادشاہ پریشانی سے متفرق ہوئے اور مرزا ہندال
بھی ایسے وقت مین جدا ہو کر قندھار چلا گیا کیونکہ قراچہ خان حاکم قندھار نے عرضی لکھ کر اس کو بلایا تھا اور
جب یادگار ناصر مرزا نے بھی جدا ہونے کا ارادہ کیا تو جنت آشیانی نے بمشکل دلاسا دیکر مقرر کیا کہ وہ بھکر مین
جا کر توقف کرے وہ وہان جا کر بغیر منازعت قابض ہو کر قوی ہوا اور آنحضرت نے قلعہ سہوان کو محاصرہ کیا چونکہ
ایام محاصرہ مین سات ماہ کا طول ہوا اور شاہ حسین ارغون نے کشتیون مین بیٹھکر رسد بندی کی حتی کہ لشکریان بادشاہی
حیوانات کے گوشت پر بسر کرنے لگے بادشاہ نے یادگار ناصر مرزا کو لکھا کہ قلعہ کا فتح ہونا تمھارے آنے پر موقوف
ہے شاہ حسین ارغون نے اس کو اپنی دختر دینے کا اور اس کے نام خطبہ پڑھنے کا وعدہ دیکر منحرف کر دیا اور وہ
مدد کو نہ آیا لاچار ہو کر بادشاہ نے بھکر کی طرف معاودت کی اور مرزا سے عبور کے واسطے کشتیان مانگین اہل ٹھٹھہ
اس کے اشارہ سے رات کو کشتیان لے گئے اور صبح کو مرزا نے عذر کیا اور بادشاہ چند روز معطل رہے آخر دو تین
آدمی ملے جنھون نے غرق شدہ کشتیان نکالین اور بادشاہ نے عبور کیا اس وقت یادگار ناصر مرزا کمال شرمندگی کے
ساتھ ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے کہ کمال اخلاق و صفات ملکی سے آراستہ تھا ایک حرف بھی زبان سے نہ کہا
لیکن مرزا بے سعادت نے شاہ حسین ارغون کے اشارہ سے بادشاہی سپاہیون کو فریب سے ملا لیا اور بہتون
کو ساتھ لے گیا پھر بے وجہ ایک روز لڑنے کے واسطے سوار ہوا۔ لاچار بادشاہ بھی اپنی حفاظت کیلیے سوار ہوئے
لیکن کچھ لوگون نے درمیان ہو کر مرزاے نا سعادت مند کو ملامت کی اور واپس لیگئے جنت آشیانی اپنے معاملہ
مین متفکر تھے آخر یہ خیال کیا کہ راجہ مالدیو سے ملین کیونکہ ہندو راجاؤن مین یہ راجہ سب سے زیادہ قوی تھا اور بادشاہ

اور سوائے ہندوستانیون کے صحیح روایت کے موافق سات آٹھ ہزار مغل جن مین محمد زمان میرزا بھی تھے غرق بحر فنا ہوئے اور بادشاہ کو نظام نامی سقہ نے بمحنت و مشقت پار اتارا بادشاہ نے وعدہ کیا کہ تجھے آدھے دن آگرہ کی بادشاہی عطا کرونگا چنانچہ آگرہ ہو کر اپنا وعدہ پورا کیا اور اتنی ہی دیر مین اپنی اقوام کو مالا مال کر لیا اور اہل فوج مین سے جو لوگ بچے تھے بادشاہ سے ملحق ہوئے اور جب آگرہ سے قریب ہوئے تو کامران مرزا استاسعت ہو کر الور مین ہندال مرزا کے ساتھ ملحق ہو گیا اور چونکہ افغانون کے غلبہ سے وہان توقف محال تھا دونون کینہ ور بھائی بظاہر منفعل و نادم ہو کر بادشاہ کے پاس آئے اور جہانگیر بیگ و ابراہیم بیگ بنگالہ سے اور محمد سلطان مرزا باغی بھی قنوج سے مع اہل و عیال بھاگ کر آگرہ مین آ گئے اور تمام ممالک جولانگاہ دشمن کے لیے چھوڑ دیے پھر مجلس مشورہ منعقد ہونے لگی چونکہ کامران مرزا اپنا اتفاق نہین چھوڑتا تھا ہر روز کی مجلس سے کوئی نتیجہ نہین نکلتا تھا اور کامران مرزا ایسی حالت مین لاہور جانے پر مستعد ہوا اور اس کو ابھارنے والا خواجہ کلان بیگ مغل تھا جو لشکر چغتائی مین زبردست سردار تھا اور بابر شاہ کے زمانہ مین کابل کی اجازت لیکر گیا تھا اور کامران مرزا کے ساتھ پھر ہندوستان آیا تھا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر اسوقت مین ہم سب متفق ہو کر شیر خان کا فتنہ دفع نہ کرین تو یاد رکھو کہ آیندہ کسی کو ہندوستان نصیب نہ ہوگا اور اس مشورت و بحث کو چھ مہینے ہو گئے اور کچھ قرار نہ پایا۔ اس عرصہ مین مرزا کامران نے بدپرہیزی اور تداخل غذا کی وجہ سے بیماری سوء القینہ بہم پہونچائی اور فتنہ انگیزون نے خبر اڑائی کامران کو بھی گمان بیٹھ گیا کہ بادشاہ نے اس کو کھانے مین زہر دلوایا ہے اور کامران نے لاہور جانے کا عزم کر لیا لاچار بادشاہ نے اس شرط سے رخصت دی کہ تنہا جاوین اور کام کے آدمی سب چھوڑ جاوین کامران نے خواجہ کلان بیگ کو سامان خرچ کے بہانے رخصت کیا اور جس قدر عمدہ فوج تھی رفتہ رفتہ روانہ کر دی اور مردم معتبر مین سے کوئی نہ چھوڑا ہر ایک کو اس بہانہ سے کہ خواجہ کلان کے ملازمون سے ہین روانہ کرنا شروع کیا فقط ایک ہزار آدمی بماتحتی سکندر سلطان آگرہ مین چھوڑ دیے اور اس کے جانے سے اکثر امرائے چغتائی بیدل ہو گئے بلکہ کامران کے ساتھ نکل گئے البتہ کامران کے امرا مین سے مرزا حیدر دوغلات نے جدا ہو کر بادشاہ کا ساتھ دیا شیر خان افغان نے بھائیون کی نااتفاقی اور فوج کی پریشانی بذریعہ جاسوسون کے معلوم کر کے لشکر جرار ساتھ لے کر دریائے گنگ کے کنارے خیمہ کیا اور اپنے بیٹے قطب خان کو لشکر کثیر کے ساتھ دریا سے پار اتارا اور اس طرف کے ممالک پر بھی قبضہ کر لیا۔ بادشاہ نے یہ خبر سنکر قاسم حسین سلطان کو باتفاق یادگار ناصر مرزا و سکندر سلطان کے اس فتنہ کو روکنے کے لیے روانہ کیا اور کالپی کے نواح مین فریقین کا مقابلہ ہوا اور بعد سخت جنگ کے لشکر مغل نے فتح پائی اور قطب خان بہت سے افغانون کے ساتھ مارا گیا اور قاسم حسین سلطان نے قطب خان کا سر آگرہ روانہ کیا اور شیر خان کے دفع کے واسطے بادشاہ سے تشریف آوری کی درخواست کی۔ بادشاہ نے ایک لاکھ سوار کے ساتھ کوچ کیا اور قنوج کے نیچے گنگا سے اتر کر شیر خان کے مقابل خیمہ کیا جو پچاس ہزار فوج سے اترا ہوا تھا۔ ایسے موقع پر محمد سلطان مرزا

پیشوا و پیر شیخ بہلول کو اس بہانہ سے کہ وہ افغانون کے شریک و مخبر ہین قتل کیا پھر اپنے نام کا خطبہ شاہی پڑھا اور جانب دہلی کوچ کیا اور تسخیر کے واسطے محاصرہ کرلیا۔ بادشاہ یہ اخبار متوحش سنکر دلگیر و محزون ہوئے اور فی الحال بنگالہ جہانگیر بیگ و ابراہیم بیگ کو سپرد کیا یہ دونون مغل کے امراے کلان سے تھے اور تیزی کے ساتھ آگرہ کی جانب متوجہ ہوئے۔ شیر خان کو جب لشکر شاہی کی پریشانی اور مرزا ہندال وغیرہ کی مخالفت سے اطلاع ہوئی تو رہتاس سے لشکر جرارے کر روانہ ہوا اور جب بادشاہی لشکر جوسا پر پہونچا تو شیر خان نے سد راہ ہو کر تین مہینہ تک مقابل مین پڑاو کیا اور ہر طرح کی مزاحمت و تشویش پہونچانے مین کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور اسی حالت سخت مین کامران مرزا نے یہ اخبار سنکر لاہور سے دس ہزار سوارے کر دہلی فتح کرنے کا قصد کیا اور کوچ بکوچ جب دہلی پہونچا تو مرزا ہندال جو پہلے ہی سے محاصرہ کیے ہوئے تھا کامران مرزا سے متفق ہو گیا اور دونون نے محاصرہ مین سعی کی۔ اتنے مین فخر الدین علی کوتوال دہلی نے قلعہ سے نکلکر کامران مرزا سے عرض کیا کہ مین نمک حرامی نہین کرسکتا ہون بہتر یہ کہ پہلے آپ آگرہ فتح کرین تو دہلی خود ہی آپ کے واسطے ہو جائیگی۔ مرزا کامران نے اس کلام معقول کو قبول کیا اور جانب آگرہ روانہ ہوا وہان پہونچنے سے پہلے ہی دونون بھائیون مین اختلاف ہوا آخر مرزا ہندال پانچ ہزار سوار اور تین سو ہاتھی لے کر الور چلا گیا اور کامران مرزا نے آگرہ مین علانیہ مخالفت کا اظہار کیا۔ جنت آشیانی نے جوسا سے بار بار بھائیون کو لکھا کہ تمام فتن کی جڑ شیر خان افغان بہت زبردست دشمن باسامان ہے اور حالت خطرناک ہے ایسے وقت مین برادران عزیز کو چاہیئے کہ فی الفور یہان پہونچکر اول اس کا فتنہ دور کرین تاکہ سلطنت ہندوستان جو فردوس مکانی (بابر بادشاہ) نے اس مشقت سے حاصل فرمائی تھی دفعۃً ہاتھ سے جاتی نہ رہے اور الوس چغتائی تباہ نہ ہو اور بعد دفع دشمن کے انشاء اللہ تعالے مملکت بھائیون کی خواہش کے موافق تقسیم کرنے مین مجھے کچھ عذر نہ ہوگا۔ ہرچند بادشاہ نے مکرر نصائح سے اظہار محبت کیا مگر ناسعادت مند بھائیون مین جو برادران یوسفؑ سے بھی بڑھے ہوئے تھے کچھ اثر نہ ہوا اور جہالت و قساوت سے کہنے لگے کہ شیر خان نے اگر ہمایون کو شکستہ و تباہ کیا اور ہم سلامت ہین تو بہت آسانی سے شیر خان کو دفع کر کے ہندوستان کی بادشاہت باہم تقسیم کرلین گے۔ اس درمیان مین شیر خان نے از راہ مکر اپنے پیر شیخ خلیل درویش کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجا اور صلح کی درخواست کی بادشاہ نے بھی بمقتضاے وقت قبول کیا اور مقرر ہوا کہ بنگالہ و رہتاس پر شیر خان کفایت کرے اور وہان کا سکہ و خطبہ بادشاہ کے نام رہے چنانچہ اس پر شیر خان نے کلام الٰہی کی قسم کھائی اور سپاہ مغل آسودہ و مطمئن ہوئی لیکن دوسرے روز شیر خان ۹۴۶ھ نوسو چھیالیس مین افواج آراستہ و مکمل لیکر یکبارگی لشکر چغتائی پر آگرا اور وہ لوگ صفین بھی درست نہ کرنے پائے اور بعد جنگ کے غالب آیا اور گھاٹ جہان کشتیان تھین بند کرلیے۔ اس پریشانی مین شاہ وگدا و میر و وزیر بوجہ افغانون کے تعاقب کے بے اختیار پانی مین گرے

تھا جو اپنی قوت و تدبیر سے شرقی افغانون مین سے بہتون کو بزور شمشیر اور بہتون کو بحسن تدبیر مغلوب دمنکوب رکھتا تھا جب اس نے ۹۴۲ھ نوسوبیتالیس ہجری مین انتقال فرمایا اور شیر خان افغان جو امرائے افاغنہ مین سب سے زیادہ قوی تھا اس ہنگامہ مین کروفر دکھلاتا اور جون پور تک بے ادبی وشوخی کرتا تھا لاچار بادشاہ نے ۹۴۴ھ نوسو چوالیس کے اٹھارھوین ماہ صفر مین خود سفر کیا اور جاکر چنار گڈھ کا محاصرہ فرمایا اور غازی خان سور حاکم قلعہ نے مدافعہ مین دلیری کی اور طول محاصرہ کو چھ ماہ ہوگئے اور روزانہ جنگ مین بہت آدمی ضائع ہوگئے آخر بادشاہ نے رومی خان کو جو بہادر شاہ گجراتی سے جدا ہوکر ملازم ہوا تھا نوازش فرماکر فتح قلعہ اس کے حوالہ فرمائی رومی خان نے قلعہ کو ہر طرف ملاحظہ کیا اور دیکھا کہ تین طرف خشکی سے بہت مستحکم ہے لہٰذا چوتھی جانب جدھر دریائے گنگ تھا بڑی کشتی بنائی اور اس پر سرکوب اٹھانا شروع کیا جب کشتی بوجھ نہ اٹھا سکی تو اس کے ادھر ادھر دو کشتیان اور باندھین اور سرکوب اونچا کیا جب پھر بوجھ پڑا تو بدستور سابق دو کشتیان دیگر اضافہ کین اور برابر اسی طرح حکمت سے کشتیان بڑھاکر سرکوب کو قلعہ سے ملا دیا اور اس تدبیر سے بہت آسانی سے قلعہ فتح کیا اور رومی بہت سرفراز ہوا۔ اسی زمانہ مین سلطان محمود حاکم بنگالہ جلال خان ولد شیر خان کے مقابلہ سے شکست کھاکر زخمی بادشاہی لشکر مین آیا اور بہت عاجزی سے یورش بنگالہ کے واسطے الحاح کی۔ بادشاہ شروع ۹۴۵ھ نوسوپینتالیس مین تسخیر بنگالہ کا قصد کرکے روانہ ہوئے شیر خان نے یہ خبر سنکر اپنے بیٹے جلال خان کو مع خواص خان کے گڈھی کی محافظت کے لیے روانہ کیا۔ یہ گڈھی درمیان بہار و بنگالہ کے ایک مستحکم مقام ہے اس کے ایک طرف بہت بلند پہاڑ ہے جس مین نہایت گنجان خاردار جنگل ہے جس سے گذر نہایت دشوار بلکہ ممتنع ہے اور دوسری طرف دریائے گنگا بڑے زور شور سے جاری ہے جس کے پار اترنا نہایت مشکل ہے جنت آشیانی نے راہ سے جہانگیر بیگ مغل کو گڈھی فتح کرنے کے لیے اور ہندال مرزا اپنے بھائی کو محمد سلطان مرزا کا فتنہ دفع کرنے کے لیے روانہ فرمایا جہانگیر بیگ مغل جیسے ہی گڈھی پہونچا ہے ہنوز اسباب سفر بھی نہ اتارا تھا کہ جلال خان وخواص خان نے یکبارگی اس پر دھاوا کیا۔ جہانگیر بیگ نے شکستہ وزخمی اپنے آپ کو شاہی لشکر مین پہونچایا جب بادشاہ بھی جلدی گڈھی مین پہونچے تو جلال خان وخواص خان وہان سے بھاگ کر گور مین چلے گئے اور بادشاہ باطمینان گڈھی سے پار ہوگئے۔ شیر خان نے یہ خبر سنکر حالت اضطراب مین سلاطین گور و بنگالہ کا خزانہ جو انھین دنون ہاتھ آیا تھا ساتھ لے کر کوہستان جھارکھنڈ کی راہ لی۔ بادشاہ شہر گور مین جو دارالسلطنت بنگالہ ہے پہونچ گئے اور اس کو مسخر کرکے اس کے مکروہ نام کو جنت آباد سے بدل دیا اور تین مہینہ وہان توقف کیا لیکن وہان کی خراب آب وہوا سے اور سخت مشقت اٹھانے سے بہت گھوڑے واونٹ تلف ہوے اور آدمی بھی بکثرت بیمار پڑگئے اور عجب خراب حالت پیدا ہوگئی۔ اس حالت مین وحشتناک خبر بھائیون کی مخالفت کی پہونچی کہ مرزا ہندال نے محمد سلطان مرزا کا فتنہ دور کرنا تو یک طرف کیا اور آگرہ پہونچکر مخالفت کی بنیاد ڈالی اور پہلے بادشاہ کے

انکی نعش دہلی لے جاکر جوار حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ مین دفن کی گئی اور بادشاہ نے آگرہ کی جانب کوچ فرمایا
یہان عماد الملک و دیگر امراے گجراتی نے جمعیت بہم پہونچاکر احمد آباد کی طرف کوچ کیا اور ہرطرف شورش پیدا ہوئی
اور یادگار ناصر مرزا حاکم پٹن و قاسم حسین سلطان حاکم بھروچ نے دشمنون کے غلبہ سے وہ مقامات چھوڑ دیے اور سب
مرزا عسکری کے پاس جمع ہوئے اتفاقاً ایک روز مرزا عسکری نے مجلس شراب مین کہا کہ ہم لوگ بادشاہ ظل اللہ
ہین مہدی قاسم خان کے بھائی غضنفر نے جو مرزا کا کوکہ تھا آہستہ سے کہا کہ ہان مگر خود نہین ہو۔ پاس والے ہنس
پڑے اور مرزا نے حقیقت حال سے واقف ہوکر غضنفر کو قید کیا وہ چند روز بعد رہائی پاکر جزیرہ دریو مین بہادر شاہ
گجراتی کے پاس چلا گیا اور اس کو احمد آباد آنے کی ترغیب دی اور کہا کہ مجھے مغلون کے کچھ حالات خوب معلوم ہین
وہ سب بھاگنے والے ہین صرف بہانہ چاہتے ہین تو مجھے مقید کرکے لے چلو اگر وہ تم سے جنگ کرین تو مجھے ہلاک
کرنا۔ بہادر شاہ نے زمینداران سورت کو متفق کرکے اچھی جمعیت حاصل کی اور احمد آباد کی طرف روانہ ہوا اس وقت
امیر ہندو بیگ نے مرزا عسکری سے کہا کہ سکہ و خطبہ اپنے نام کرو تاکہ سپاہیون کو جان نثاری مین امیدواری ہو۔ یہ
تو مرزاے موصوف کی دلی آرزو تھی لیکن اس مجلس مین قبول نہ کیا بلکہ ہندو بیگ کو ملامت کی اور امرا کو ساتھ لیکر
احمد آباد سے باہر اساول کے پیچھے سرکج کے محاذی لشکرگاہ بنائی جب بہادر شاہ مقابل مین اترا تو اتفاق سے
مرزا عسکری کی طرف سے ایک گولہ توپ ایسا چلا کہ بہادر شاہ کی بارگاہ اوندھی گری۔ بہادر شاہ نے غضبناک
ہوکر غضنفر کو قتل کرنے کا قصد کیا غضنفر نے کہا کہ مصاف تک میرے قتل کرنے مین تاخیر کی جاوے کیونکہ مین
خوب جانتا ہون کہ آج ہی رات کو مرزا بھاگ جاے گا چنانچہ رات کو مرزا عسکری نے اس غرض سے جانپانیر کا
قصد کیا کہ وہان کے خزائن شاہی پر قبضہ کرکے خطبہ و سکہ اپنے نام کرے۔ بہادر شاہ دو تین روز تعاقب کرکے لوٹ
آیا اور اپنی خوش قسمتی پر نازان ہوکر مستقل ہوا۔ مرزا عسکری کے ارادہ سے جب تردی بیگ کو خبر ہوئی تو اس نے
مدافعت و ممانعت کی اور مرزا عسکری فتح سے مایوس ہوکر خراب نیت سے آگرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ فوج و حشم
جمع کرکے شاہی کا ڈنکا بجاوے جنت آشیانی نے مندو وغیرہ سے قطع نظر کرکے بعجلت آگرہ کی طرف کوچ کیا کہ
مبادا مرزاے مذکور وہان فتنہ برپا کرے۔ مرزا نے جب دیکھا کہ جنت آشیانی خود آگئے تو مجبوری سے اپنے
خیالات سے نادم ہوکر یادگار ناصر مرزا و قاسم حسین و دیگر امرا کو ساتھ لے کر ملازمت بادشاہ مین حاضر ہوکر
عذر پیش کیا کہ مجھ سے گجرات کا ضبط نہ ہوگا اس لیے مجبوراً حضوری مین حاضر ہون۔ بادشاہ نے کمال مروت
و مروت سے کچھ نہ کہا اور اس عرصہ مین تردی بیگ نے بھی صلح کے ساتھ قلعہ جانپانیر بہادر شاہ کے سپرد
کرکے حضوری حاصل کی اور فساد نیت و کفران نعمت کی وجہ سے مالوہ و گجرات جیسی سلطنت جو اس مشقت سے
مفتوح ہوئی تھی مفت ہاتھ سے گئی اور شوکت سلطنت مین خلل پیدا ہوا علاوہ دیگر امور کے ان دونون بادشاہ
کے مزاج پر افیون نے ایسا غلبہ کیا کہ دیوانداری کم کردی اور اکثر خلوت مین رہتے تھے اور مفسدون نے ہرطرف سے
شورش پیدا کی اور انھین ایام مین رکن شاہی امیر جنید برلاس حاکم جونپور نے انتقال کیا۔ یہ امیر صاحب اقتدار

سے غلہ و گھی وگھاس منگوائی اور اس قلعہ کے ایک طرف بہت گھنا جنگل تھا ادھر محاصرہ والی فوج نہ تھی تو رسیون کے ذریعہ سے یہ چیزین قلعہ پر کھینچ لائی جاتی تھین۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ گرد قلعہ کے دورہ کرنے سوار ہوے جب اس طرف ہونچے تو جنگل سے کچھ لوگ نکلتے دیکھے جو فوج کو دیکھتے ہی پھر جنگل مین بھاگے۔ بادشاہی لوگون نے تعاقب کیا اور چند آدمی گرفتار کرلائے جنھون نے جان کے خوف سے حال بیان کردیا اور ساتھ ہو کر وہ موقع دکھلا دیا۔ بادشاہ نے لشکر کے لوہارون سے آہنی میخین بنوائین اور ایک رات چاندنی مین قلعہ پر ہر طرف سے لڑائی ڈالی کہ شور وغوغا بلند ہے اور خود تین سو بہادر جوان لے کر جنگل کی راہ سے وہان ہونچے اور فولادی میخین ادھر اُدھر گاڑین اور چڑھ کر پھر دوسری گاڑین چنانچہ اوپر تک ہونچین اور صبح کے قریب فوج کو زیادہ زور ڈالنے کا حکم بھیجا اور اہل قلعہ کا اس طرف گمان بھی نہ تھا۔ ہمہ تن افواج کی طرف مشغول رہے۔ بادشاہ نے اول انتیس آدمی چڑھائے پھر بیرم خان خانان پھر ذاتی شجاعت کی وجہ سے خود بادشاہ اوپر چڑھ گئے اور صبح تک باقی سب آدمی بھی چڑھ آئے جنت آشیانی نے جوش شجاعت مین یہ الیساد شوار معرکہ زمانہ کے لوح جبین پر نقش کردیا جسکی نظیر بہت کم بادشاہون مین نظر آئے گی۔ الغرض صبح کو تکبیر کہتے ہوئے دروازہ قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اور محافظون کو نیست کرکے لشکر کے واسطے دروازہ کھولدیا اور ایسا مستحکم قلعہ اس دلیرانہ تدبیر سے فتح کرلیا۔ اس روز تمام اہل قلعہ قتل ہوے سوائے اختیار خان واس کے متعلقین کے جو ارک مولیہ مین گھس گئے تھے۔ اختیار خان نے بھی نہایت اضطراب سے امان مانگی اور باہر آکر خاک بارگاہ کو بوسہ دیکر معافی کا خواستگار ہوا چونکہ گجراتیون مین فضیلت رکھتا تھا بادشاہ نے معاف کیا بلکہ تربیت فرماکر ندیم مجلس خاص بنایا۔ اس روز جنت آشیانی نے دست کرم کشادہ فرماکر شاہان گجرات کے خزائن زر سرخ وسفید ڈھالین بھر بھر کے تقسیم فرمائے اور نفائس متاع روم وفرنگ وخطا وچین وغیرہ جو سالہاے دراز سے سرکار گجرات مین اندوختہ تھے سب تاراج ہوئے۔ بہادر شاہ نے بندر دیو سے جنگیز خان مقتول کے والد عماد الملک چرکس کو احمد آباد روانہ کیا کیونکہ رعایا نے باوجود اس حالت کے عرضداشت کی تھی کہ جس معتمد کو حکم ہو خراج ادا کیا جاوے عماد الملک نے احمد آباد مین آکر چند روز مین پچاس ہزار لشکری جمع کئے اور روز بروز اس کی قوت بڑھنے لگی جنت آشیانی نے یہ خبر سنکر چانپانیر کا صوبہ تردی بیگ مغل کو حوالہ کیا اور خود بجانب احمد آباد متوجہ ہوئے اور مرزا عسکری کو مقدمہ لشکر چغتائی کرکے آگے کیا۔ عماد الملک نے قصبہ محمود آباد کے قریب مرزا عسکری سے مقابلہ کرکے شکست کھائی اور بادشاہ نے احمد آباد مرزا عسکری کو حوالہ کیا اور اسی طرح امراے لشکر مین سے ہر ایک کو صوبجات پر مقرر فرماکر مرزا عسکری کا ماتحت کیا اور خود برہان پور کی جانب متوجہ ہوئے۔ برہان نظام شاہ وعماد شاہ ودیگر حکام دکن نے عرائض فرمانبرداری ارسال کئے کہ خاندیس کے تسخیر سے معافی دیجاوے لیکن ہنوز یہ عرضیان نواب درگاہ تک نہ پہونچی تھین کہ بادشاہ کو شیر خان افغان کی ناہنجاری کی خبر پہونچی اور بادشاہ نے مملکت برہان پور کو زیر وزبر کرنے کے بعد مندو کی طرف معاودت فرمائی اور وہان مولف تاریخ حبیب السیر نے جو ملازم رکاب تھے مرض اسہال سے رحمت ایزدی مین مقام کیا اور وصیت کے مطابق

ہجری مین کوچ بر کوچ آنحضرت کے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور اپنے تئین مصیبت مین ڈالا اور جنت آشیانی کو
اس طرح کی مروت حق مین اس کے بجالایا تھا ہر گز اس قسم کی بے ادبی کا گمان نہ رکھتا تھا یہ خبر سنکر غضبناک ہوا
اور اس کے مقابلہ کے واسطے روانہ ہوا اور نواح مندسور مین لشکر فریقین کا مقابلہ ہوا بہادر شاہ نے کہ توپخانہ
بہت جمع کیا تھا رومی خان کی ہدایت سے کہ صاحب اختیار اس کے توپخانہ کا تھا لشکر کے گرد خندق کھود کر اراب
آتشبازی کے اردو کے گرداگرد کھینچے اور اس کی آڑ مین دو مہینے تک لشکر چغتائی کے مقابل فروکش رہا اور ہر روز آتش جنگ
افروختہ کرتا تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ سپاہ مغل کو توپخانہ کی زد پر کھینچکر ضائع کرے لیکن جب فرمانروا اولوس چغتائی
نے یہ امر دریافت کیا امراء و سپاہ کو حکم دیا کہ توپخانہ کی زد پر نجاوین اور پانچ چھ ہزار مغل تیرانداز جنگ دیدہ
قزاق ہوکر لشکر گجرات کے اطراف و جوانب تاخت و تاراج کرین اور غلہ اور علف کی رسد یک قلم روکین اس
وجہ سے گجراتیون مین سخت قحط پھیلا اور بہ کثرت ہاتھی گھوڑے و آدمی ہلاک ہوے بہادر شاہ گجراتی نے دیکھا کہ
توقف مین گرفتاری پر نوبت ہے ناچار رات کو سراپردہ کی پشت چاک کر کے مبارک شاہ فاروقی والی برہانپور
و قادر شاہ مالوی و صدر جہان اور دو معتمد دیگر جملہ پانچ آدمیون کے ساتھ شادی آباد و مندو کیطرف بھاگا اور لشکری
بھی مطلع ہو کر بحال ابتر ادھر ادھر بھاگے بادشاہ ہمایون نے قلعہ مندو تک تعاقب کیا اور جو سامنے آیا مارا گیا اور جو
بہادر شاہ گجراتی متحصن ہوا اور زمانہ حصار مغل نے وسعت پائی اور جنت آشیانی نے مورچے تقسیم کر کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا
کچھ دنون بعد ایک رات تین سو مغل قلعہ پر چڑھ گئے۔ چونکہ گجراتیون کو مغلون کے نام سے خوف سمایا ہوا تھا بدون تعداد
دریافت کئے بے تحاشا نکل بھاگے۔ بہادر شاہ نے بھی تکیہ سے سر اٹھا کر حال پریشان دیکھکر پانچ چھ ہزار سوار سے جنپانیر کی راہ لی
یہی شہر ان دنون پایہ تخت گجرات بنایا تھا جنت آشیانی نے تعاقب کیا قریب تھا کہ بہادر شاہ گرفتار ہوجاوے لیکن اس کے
امیر الامراء صدر جہان خان نے جو مرد فاضل تھا سر راہ ہو کر سینہ سپر کر دیا اور ایسی سخت جانسپاری کی کہ بہادر شاہ دور نکل گیا
اور جنت آشیانی نے بذات خود صدر جہان کو تلوار پر رکھ لیا اور وہ زخمی ہو کر قرار سے عاجز ہو کر قلعہ سونگر مین جو کہ ادھر
مندو تھا گھس گیا اور دوسرے روز امان لے کر نکلا اور قلعہ ملازمان شاہی کے سپرد کیا جنت آشیانی نے اس کی
وفاداری و جان سپاری دیکھ کر اپنا ملازم و مقرب بنا لیا۔ القصہ بادشاہ نے قلعہ مستحکم مندو ملازمان درگاہ کے سپرد
کر کے تین روز بعد بہادر شاہ کا تعاقب کیا۔ بہادر شاہ نے قلعہ جانپانیر سے جس قدر زر و جواہر اٹھ سکا ساتھ لیا
اور احمد آباد گجرات کی طرف بھاگا۔ بادشاہ نے جانپانیر کو تاراج کر کے دولت خواجہ برلاس کو محاصرہ قلعہ
کے واسطے چھوڑ کر احمد آباد کی طرف کوچ کیا۔ بہادر شاہ نے وہان سے بھی بھاگ کر کھمبایت کی راہ لی اور جب بادشاہ
نے کھمبایت کا قصد کیا تو بہادر شاہ نے مضطرب ہو کر جزیرہ دیو کی طرف گریز کی اور اسی روز شام کو جنت آشیانی
کھمبایت پہونچے۔ دو روز مقام کے بعد معلوم ہوا کہ گجراتیون کا خلاصہ خزانہ جنپانیر مین ہے۔ پھر جنپانیر مین آئے اور
قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اختیار خان قلعہ دار نے سخت محافظت کی لیکن اس کی حرص نے کام خراب کر دیا اس کی
تفصیل یہ کہ اختیار خان کے پاس ذخیرہ کئی سال کے واسطے کافی موجود تھا پھر بھی اس نے زمینداروں کے ذریعہ

نا جانپانیر

ایک جماعت کو اپنا یار کرکے باتفاق اپنے فرزندون مسمیان مانع میرزا اور شاہ میرزا کے قنوج کیطرف مفرور ہوا اور
کچھ اس نواح سے اپنے تصرف مین لاکر پانچ چھ ہزار مرد مغل اور افغان اور راجپوت سے فراہم کیے اور جنت آشیانی نے
چندکس بہادر شاہ کے پاس بھیجکر محمد زمان میرزا کو طلب کیا اور بعد اس کے کہ وہ از رشتے تکبر اور تجبر حرف ہاے ناخوش
زبان پر لایا تادیب اس کی وجہ ہمت کرکے جو پاے وقت ہوا مقارن اس حال کے بہادر شاہ عازم تسخیر قلعہ چتور ہوا اور وہان
کے حاکم نے راجہ بکرماجیت کے پاس پناہ لاکر استعانت کی آنحضرت نے دار الملک دہلی سے بقصد گوشمال بہادر شاہ
اور رانا کی اعانت کے نہضت فرمائی جب کہ نواح گوالیار مین ہونچے باقتضاے وقت دو مہینے توقف کیا اور آخر آگرہ
کی طرف بازگشت فرمائی اور رانا نے معاونت سے مایوس ہوکر تاج مرصع اور پیشکش وافر بہادر شاہ گجراتی کو دیکر قلعہ کو
قید محاصرہ سے مستخلص کیا بہادر شاہ نے اس یورش اور فتح سے نہایت مغرور ہوکر محمد زمان میرزا کو نہایت بزرگ کیا اور اسیطرح سے
از روے تدبیر علاء الدین ولد بادشاہ بہلول لودھی کو کہ اسکے پاس تھا تقویت کرکے تسخیر دہلی کی فکر مین ہوا اور تاتار خان
ولد علاء الدین کو سپہ سالار کرکے مع چالیس ہزار سوار افغان کے آنحضرت کے اطراف ولایت پر تعین کیا اور اس نے
تھوڑے عرصہ مین قلعہ بیانہ سے نواح آگرہ تک جولانگاہ مراکب افغانان کیا اور بادشاہ نے میرزا ہندال کو مع
ایک جماعت امراے مغل تاتار خان کے دفع کے واسطے حکم صادر فرمایا اور اکثر سپاہ مخالف سپاہ مغل کی خبر توجہ
سے ہراسان ہوکر متفرق ہوئی اور تاتار خان نے جو مفر اور ملاذ نہ رکھتا تھا ناچار دس ہزار آدمی سے مقابلہ اور
مقاتلہ میرزا ہندال کا اختیار کیا اور مغلوب ہوکر مع تین سو آدمی رؤساے معتبر افغان سے قتل ہوا اور میرزا ہندال
نے قلعہ بیانہ کو مسخر کیا اور مظفر اور منصور ہوکر معاودت فرمائی اور بہادر شاہ گجراتی ۹۴۰ھ نوسو چالیس ہجری مین
پھر تسخیر چتور کا عازم ہوا اور لشکر جرار اس طرف لیگیا اور جنت آشیانی نے احتیاطاً دہلی مین دریاے جون کے
کنارے ایک قلعہ نہایت مضبوط احداث کیا اور نام اس کا دین پناہ رکھا اور بعد تیاری کے مردم معتبر کے سپرد فرمایا پھر
سارنگ پور کی طرف کہ ممالک محروسہ شاہ گجرات تھا روانہ ہوا اور یہ دو بیت موزون کرکے اسکے پاس بھیجین قطعہ اے کہ
ہستی غنیم شہر چتور ٭ کافران راجہ طور میگیری ٭ بادشاہی رسید بر سر تو ٭ تو نشستہ چتور میگیری ٭ اور بہادر شاہ نے بھی ملاحظہ
اور نرمی نہ کرکے یہ جواب تحریر کیا قطعہ من کہ ہستم غنیم شہر چتور ٭ کافرانرا بجور می گیرم ٭ ہر کہ یکند حمایت چتور ٭ تو ببین کش چہ
طور می گیرم ٭ کہتے ہین بہادر شاہ نے جواب ناصواب کھینچنے کے بعد اپنے مقربون سے مشورہ کیا اکثر نے یہ جواب دیا کہ
جنت آشیانی شاہ عظیم الشان ہے اول اس کی مہم سے مفروغ ہونا چاہیے اس کے بعد قلعہ کی تسخیر مین مشغول
ہونا لازم ہے اور بعضے بولے کہ ہمایون شاہ شرع کا پابند ہے حمایت کفار کی بدنامی سے اندیشہ کرکے ہمارے سر پر
نہ آویگا بہتر یہی کہ ہم قلعہ کفار کو جو بہ نیت تسخیر مدت سے محاصرہ مین رکھتے ہین انجام کو پہونچاوین اور حصار کے فتح
ہونے کے بعد دوسرے کام مین مشغول ہوون بہادر شاہ نے اس بات کو تصدیق کرکے محصورون کی تضییق مین کوشش
کی اور جنت آشیانی نے یہ حکایت سماعت کرکے سارنگپور مین اسقدر توقف فرمایا کہ بہادر شاہ نے قلعہ مذکور کو فتح کیا
اور جو اس کا اقبال منہ کمی کی طرف رکھتا تھا کسی وجہ سے فروتنی نہ کی شاہ دہلی سے مقام ستیرہ مین ہوا اور ۹۴۱ھ نوسو اکتالیس

یہ بادشاہ لطف طبع اور حسن خلق سے موصوف اور عیش و نشاط مین مشغوف تھا اور علم ریاضی و نجوم سے بہرہ تمام رکھتا تھا جیسا کہ کرۂ ارض کو مع طبقات عناصر اور افلاک مجسم کیا اور الوان مناسب سے رنگ کر کے ہر ایک فلک مین کواکب اسکے ثبت کئے اور اسی طرح سے ہفت مجلس ترتیب دی مجلس اول مین کہ ساتھ قمر کے منسوب ہے مثل ایلچیان و مسافران اور شاطران کے رہتے تھے اور مجلس دوم مین کہ ساتھ عطارد کے نسبت رکھتی ہے بوڑھے اور مثل انکے بسر لیجاتے تھے اور باقی کو اوپر اسکے قیاس کرنا چاہیے اور اہل ہر ایک مجلس کے مجالس سبعہ سے جامہ اس رنگ کا کہ ساتھ اس مجلس کے نسبت رکھتا تھا پہنتے تھے اور وہ حضرت ہر ایک روز کو روزہاے ہفتہ سے ایک ایک دن ان مجالس مین بسر لیجاتے تھے اور اسم شریف اسکا اس کتاب مین اکثر جنت آشیانی ادا ہوگا القصہ جب سکہ اور خطبہ نے بنام نامی اور القاب گرامی آنحضرت کے زینت پکڑا اس کے بھائی کامران میرزا طمع مملکت پنجاب مین کر کے بہ بہانہ پرسش اور مبارکباد کے ہند کی طرف روانہ ہوا جنت آشیانی مکارم اخلاق سے اغماض عین کر کے مقام سازگاری مین ہوے اور پنجاب اور پشاور اور لمغان کو کابل اور قندھار اور بامیان مین اضافہ کر کے فرمان اقطاع اور ضبط اس حدود کا کامران میرزا کے واسطے بھیجا اور میرزا ہندال کو ولایت میوات عنایت کی اور ولایت سنبھل میرزا عسکری کو ارزانی رکھی اور ۹۳۸ھ نو سو اڑتیس ہجری مین قلعہ کالنجر کی عزیمت کے واسطے لشکر کھینچکر محاصرہ کیا چونکہ اس مدت مین محمود خان ولد سکندر لودھی بین افغان کے اتفاق سے جون پور پر متصرف ہوا تھا اور آتش فتنہ مشتعل کی تھی ناچار راے کالنجر سے پیش کش لے کر بہ تعجیل تمام جونپور کی طرف گیا اور افغانون کو جنگ شدید کے بعد منہزم کیا اور بدستور سابق اس طرف کی حکومت سلطان جنید برلاس کے تفویض فرما کر آگرہ کیطرف مراجعت کی اور ایک جشن عظیم ترتیب دیکر بروایت نظام الدین احمد بخشی بارہ ہزار آدمی کو ساتھ انعام اور خلعت کے سرفرازی بخشی ازانجملہ دو ہزار آدمی نے ساتھ بالاپوش مع تکمہ مرصع کے اختصاص پایا اور بعد فراغ جشن دلھیے ایلچی شیر خان کے پاس بھیجکر قلعہ چنار کا خواہان ہوا اور جب اس نے انکار کیا اس طرف متوجہ ہوئے اس سبب سے کہ ان دنون مین سلطان بہادر شاہ گجراتی سر اٹھاکر مصدر آشوب ہوا تھا ہر آئینہ بادشاہ نے قلعہ چنار کو ساتھ شیر خان کے مقرر رکھا اور صلح گونہ درمیان مین لاکر مراجعت فرمائی اور ابتک وہ آگرہ مین نہ پہونچا تھا کہ قطب خان ولد شیر خان کہ باپ کیطرف سے ملازم رکاب سعادت انتساب ہوا تھا چنار کی طرف بھاگا اور محمد زمان میرزا نبیرہ سلطان حسین میرزا نے یہ داعیہ کیا کہ جنت آشیانی کو باتفاق امراے چغتائی درمیان سے اٹھاکر خود متصدی امر بادشاہی ہند ہوئے اور آنحضرت نے اس معنی سے اطلاع پائی ایک مرتبہ گناہ اس کا بخشا اور کلام مجید کی قسم دیکر کچھ نہ کہا آخرکار چونکہ فتنہ و فساد باپ سے میراث رکھتا تھا ضبط اپنا نہ کر سکے پھر درپے مخالفت ہوا اس مرتبہ اسکو قید کیا اور یادگار میرزا کے سپرد کیا تو اسے قلعہ بیانہ مین محبوس کرے اور محمد سلطان دختر زادہ سلطان حسین میرزا اور نخوت سلطان کو کہ امراے کبار اور سلاطین روزگار مغل سے تھے اور ساتھ محمد زمان میرزا کے اتفاق رکھتے تھے حکم فرمایا کہ دونون کی آنکھون مین میل کھینچین اور جو شخص کہ مرتکب اس امر کا تھا نخوت سلطان کو کور کر کے محمد سلطان کے بارہ مین اس نے اغماض کیا اور اسکی آنکھ کی پتلی مین ضرر اور صدمہ نہ پہونچایا اور محمد زمان میرزا یادگار بیگ کے نوکرون سے سازش کر کے اس قلعہ سے گجرات کی طرف بھاگا اور محمد سلطان کہ کورون کے مانند گھر مین تھا وہ بھی

؎ بوڑھے فارسی مین پیران ہے شاید دبیران کو غلط کیا گیا تو ترجمہ منشی کرنا عطارد سے مناسب ہے واللہ اعلم ۱۲

واجبی عمل مین لاتا تھا یہان تک کہ اپنے بیٹے کیوک کو اسکا ملازم کیا اور چغتائی خان بحکم چنگیز خان ماوراالنہر اور ترکستان
اور بلخ اور بدخشان کو اپنے قبض و تصرف مین رکھتا تھا اہلیت اور سیاست اور اطلاع امور بادشاہی اور
تورہ چنگیز خانی مین سب بھائیون سے ممتاز اور متمیز تھا اور قراچار نویان کہ جد پنجم امیر تیمور گورگان تھا چنگیز خان
کے حکم سے امیر الامراے چغتائی خان تھا اور چونکہ وہ عیش و شکار مین نہایت مشغول او مشعوف اور اکثر اوقات انہین مصروف
رہتا تھا اس واسطے امیر قراچار نویان تدبیر مہمات سلطنت مین قیام کرتا تھا اور مصالح امور ملک اولوس چغتائی کا بر وجہ احسن
کفایت فرماتا اور دوسرا اوجی خان جو بڑا بیٹا چنگیز خان کا تھا بادشاہ کے حکم سے دشت قپچاق اور خوارزم اور خرز اور
بلغار اور سقسین اور آلان اور آش اور روس اور حدود شمالی اسکے سپرد تھی اور درمیان اُسکے اور اوکتائی قاآن اور
چغتائی خان کے باوجود اُس کے کہ ایک مان سے تھے دشمنی تھی اور طعن اسکے نسب مین کرتے تھے اور مان ان تینون
کی بوریہ قوجین دختر بادشاہ مہر تھی اور جوجی خان چنگیز خان کی فوت سے چھ مہینے پہلے ابتدا اوائل شہور سنہ ۶۲۴ چھ سو
چوبیس ہجری مین فوت ہوا اور اوزبک خان بادشاہ معظم دشت قپچاق کہ جوجی خان کی نسل سے تھا سلطان عادل
اور مسلمان نیک خصلت تھا اور تمام اوزبک اس سے منسوب ہین اور اسلام دشت قپچاق مین اس نے آشکارا کیا اور
دوسرا تولی خان چھوٹا بیٹا باپ کے نزدیک سب سے محبوب تر تھا اور سب بھائیون سے مقام صداقت مین تھا اور
وہ زمانہ پرورش خطا سنہ ۶۲۸ چھ سو اٹھائیس ہجری مین مرگیا اور ایک بیٹا اس کا کہ قبلا قاآن بن تولی خان تھا شاہ خطا
ہوا اور شہر خان وہ بالیغ بناکرکے ایک نہر عظیم دریاے زیتون سے کہ بنادر ہند سے چالیس روزہ راہ طے کرکے اُس
شہر کے درمیان جاری کی اور دوسرا بیٹا کہ ہلاکو خان بن تولی خان تھا اپنے بھائی منکو قاآن کے حکم کے موافق ضبط ایران مین
متوجہ ہوا اور حقیقت چنگیز خانیہ کی یہان تک ظاہر اور روشن ہوئی اب جاننا چاہیئے کہ نسبت امیر تیمور گورگان کی
قراچار نویان کی طرف اس طور پر ہے امیر تیمور بن امیر طراغائی بن امیر برکل بن امیر ایلنگز بہادر بن انجل نویان بن قراچار نویان
اور نسبت قراچار سا بجۃ الانقوا کے یون ہے قراچار بن سوغوچجن بن ایرمچی برلاس بن ایرمدی برلاس بن قاچولی بہادر بن
تومنائی خان بن بایسنقر خان بن قیدو خان بن دوتمین بن بوقائی بن بوزنجر بن الانقوا اور الانقوا از بہرام چوبینہ کی دختر
سے تھا اور بہرام چوبینہ دختر یلدوز خان سے تھا قوم برلاس سے اور نسبت چنگیز خان جیسا کہ کتب مین مذکور ہے تو بوزنجر کے
ساتھ پہونچتی ہے اور امیر تیمور کے چار فرزند تھے ایک میرزا جہانگیر کہ وہ باپ کی عین حیات سمرقند مین فوت ہوا اور دوسرا
میرزا شاہ رخ حاکم ہرات تیسرا میرزا عمر شیخ حاکم اندجان چوتھا میرزا میران شاہ حاکم تخت ہلاکو خان اسواسطے صاحبقران
کے بعد چار شعبہ ہوئے مدت ہاے مدید چارون بھائیون نے ہر ایک مقام مین بجاے خود نوبت بادشاہی بجائی
جیسا کہ حالت تحریر اس نامہ کے شعبۂ چہارم مین کہ میران شاہیہ مین دولت و سلطنت باقی ہے اور ہندوستان
اور کابل اور غزنین اور قندھار اور غور اور بامیان مین فرمان روا ہے۔

ذکر جلوس نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کا اول مرتبہ تخت سلطنت سواد اعظم ہندوستان مین اور بیان اخبار بادشاہ جم جاہ اور جانا شاہ ایران کے پاس بسبب غلبہ شیر شاہ افغان کے

مین مجتہد تھا اور نماز اس سے فوت نہ ہوتی تھی اور ہر جمعہ کے روز روزہ رکھتا تھا اور علم موسیقی اور شعر و انشا اور املا مین وحید عصر تھا وقائع اپنے ایام سلطنت کے زبان ترکی مین اس طرح سے تحریر فرمائے کہ فصحا قبول کرتے ہین جیسا کہ خانخانان ولد بیرم خان نے اکبر شاہ کے عہد مین اسے فارسی مین ترجمہ کیا اور وہ نوشتہ درمیان خلائق کے متداول ہی اور شکل و شمائل مرغوب ساتھ خوش کلامی اور خندان روئی کے جمع رکھتا تھا اور یہ بیت طبع زاد اسکی ہے بیت باز آئے اے ہملے کہ بے طوطی لبت ٭ نزدیک شد کہ زاغ برد استخوان من ٭ اور ادراک اسکا اس مرتبہ تھا کہ شیخ زین صدر ایک وقت جو ملازمت مین پہونچا شہزادہ نے اس سے پوچھا کہ عمر تیری کس قدر ہے شیخ نے کہا بیش ازین ہفت سال چہل سالہ بودم وقبل ازین بدو سال چہل داشتم واکنون نیز چہل دارم شہزادہ نے فی الفور شیخ کا مقصود دریافت کر کے تحسین بلیغ فرمائی اور عدالت اس کی اس مرتبہ تھی کہ ایک وقت قافلہ خطا کا اندجان کے پہاڑون مین پہونچا اور برق اور صاعقہ گرنے سے دو شخص کے سوا تمام اہل قافلہ ہلاک ہوئے اور بادشاہ نے اس حال سے مطلع ہو کر ایک جماعت کو حکم دیکر تمام مال و اسباب قافلہ والون کا فراہم کروایا اور ہر چند کوئی وارث حاضر نہ تھا اور احتیاج بدرجۂ اعلیٰ رکھتا تھا آدمی اطراف و جوانب مین بھیجکر ورثہ کو طلب کیا اور دو برس کے بعد جب وہ حاضر ہوئے تمام اسباب بلا تامل انکے سپرد کیا اور باوجود اسکے آنحضرت کی مدت عمر لشکر کشی اور جنگ و تردد مین گذری لیکن سررشتہ عیش و عشرت کا ہاتھ سے نہ دیا اور ہمیشہ بزم نشاط آراستہ کر کے جوانان خورشید عذار مہ جبین کیا مرد کیا عورت جلسہ مین جمع کرتا تھا اور کابل کے باہر دامنہ کوہ مین ایک مرغزار کہ مثل بہشت برین کے تھا ایک حوض کو چک سنگ مین کندہ کر کے شراب ارغوانی سے پر کرتا تھا اور مردم خوش طبع اور صاحب ادراک کے ہمراہ بزم نشاط برپا کر کے داد انبساط دیتا تھا اور یہ بیت اپنے اُس حوض کوثر مثال کے کنارے کندہ کروائی تھی بیت نوروز و نوبہار و مے و دلبری خوش ست ٭ بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست ٭ اور طناب پیمایش جو سفر اور شکار مین پیچھے سے زمین کو ناپ لی جاتی تھی ہندوستان مین مخترعات اس شہنشاہ بے نظیر سے ہے سو طناب کی ایک طناب بنائی تھی اور ہر ایک طناب چالیس گز اور ہر گز نو مٹھی مستوی الخلقۃ اور گز سکندری جو پیشتر ہند مین مروج تھا متروک ہوا گز بابری نے اوائل عہد نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ تک تمام قلمرو ہندوستان مین رواج بہم پہونچایا اور چونکہ بادشاہی معظم بلاد ہند وستان کی امیر تیمور صاحبقران کی اولاد مین منتقل ہوئی لہذا واجب جانا کہ تھوڑا بابر شاہ کا اصل و نسب نوک خامہ معجز طراز سے اس دفتر خجستہ اثر کے صحائف پر ثبت کرون پوشیدہ نہ رہے کہ چنگیز خان بن یسوکا بہادر بن برتان کے چار فرزند نامدار تھے چنگیز خان نے اپنے حین حیات مین ہر ایک کو ممالک اور مرتبہ اور دایل اور ایماق اور امرا تعین فرماکر چار الوس بہم پہونچائے اور ایک قانون زبان مغلی مین کہ اسے تورہ کہتے ہین انکے درمیان چھوڑا اور اسامی پسران مزبور کے یہ ہین اوکتائی قاآن چغتائی خان جوجی خان تولی خان اور اوکتائی قاآن اگرچہ سب سے چھوٹا تھا لیکن جو از روے عدالت اور مکرمت کے اپنے بھائیون پر فوقیت رکھتا تھا باپ کے حکم سے ولیعہد ہوا قراقرم اور کلوران مین کہ شہر اصلی چنگیز خان کا ہی بادشاہ ہوا اور شرب شراب کی افراط سے سنہ ۶۳۶ چھ سو چھتیس ہجری مین مرگیا اور چغتائی خان کہ بحسب اعتبار دوسرا بیٹا چنگیز خان کا تھا باپ کی وصیت کے موافق اپنے چھوٹے بھائی اوکتائی قاآن کی نہایت اطاعت کرتا تھا اوکتائی قاآن بھی اس کی نسبت رعایتین

ضیافت اور پیشکش گذرانا رعایت خسروانہ اور عنایت شاہانہ سے سرفراز ہوا اور محمد زمان میرزا بہار کی فتح پر مامور ہو کر تعجیل وا
ہوا اور سلطان محمود تاب نہ لا کر بھاگ گیا اور اسی عرصہ مین افغانان بہار نے پھر جمعیت بہم پہونچائی اور جنگ پر آمادہ ہو کر آب
گنگ کے کنارے آئے بادشاہ نے عسکری میرزا کو مع لشکر خوب گذر بدری کی طرف بھیجا کہ آب سے عبور کر کے مخالفون کے
سر پر جاوے اور خود بھی عبور کے تہیہ مین ہو تے حسین تیمور سلطان اور توختہ توخا سلطان نے پیشتر آب سے عبور کیا اور
ساتھ یاسی مرد اہل نبرد سے افواج غنیم کیطرف متوجہ ہوے اور اس درمیانمین فوج میرزا عسکری کی کہ آب سے عبور کر گئی تھی نمایاں
ہوئی افغانون نے شکستہ دل ہو کر راہ فرار آگے لی اور اس سبب سے کہ نصرت شاہ غاشیۂ اطاعت دوش پر لیکر متعہد مہمات
افغانان اس حدود کا ہوا اور موسم برسات کا بھی پہونچا بادشاہ نے ایکبارگی اس جماعت کے استیصال پر کوشش نکی اور
سلطان جنید برلاس کو اس طرف کا صاحب اختیار کیا اور خود بسعادت و اقبال آگرہ کی طرف معاودت کی اور جب قصبۂ منیر
مین پہونچے مزار شیخ یحیٰی پدر شیخ شرف الدین منیری کی زیارت کر کے خیرات بہت کی پھر بجانب آگرہ تشریف
ارزانی فرمائی اور شہزادۂ محمد ہمایون کو بدخشان سے طلب کیا اور شہزادہ محمد ہمایون اپنے بھائی ہندال میرزا کو بدخشان کی
حکومت پر چھوڑ کر اپنے والد ماجد کی ملازمت مین روانہ ہوا اس وقت سلطان سعید حاکم اوزگند نے فرصت دیکھکر بدخشان کی
تسخیر پر ہمت باندھی اور میرزا حیدر دوغلات کو منقلا مین روانہ کر کے طے مسافت مین مشغول ہوا اور ہندال میرزا قلعہ مین
حصاری ہوا اور سلطان سعید اس کے محاصرہ مین مشغول ہوا جب کام پیش نہ گیا اور بدخشانیون نے کہ اسے طلب
کیا تھا ان سے یاری نہ دیکھی آتش نہب و غارت اس ملک مین مشتعل کر کے پلٹ آیا لیکن خبر اس کے مراجعت کی ابھی آگرہ
مین نہ پہونچی تھی کہ فردوس مکانی نے بدخشان کی امارت میرزا سلیمان ولد میرزا خان کو دی اور سلطان سعید کو تحریر کیا
کہ ایسا امر جو مخالفت جانبین کا باعث ہووے معلوم نہین ہے اور حقوق سابقہ اور لاحقہ بہت ہین اگر ملاحظہ خاطر
ہندال میرزا نہین کرتے ہو سلیمان میرزا کو کہ نسبت اسکی فرزندی کی ساتھ ہمارے اور تمھارے ظاہر ہے مین نے
بدخشان مین روانہ کیا ہے یقین کہ رعایت اور جانب داری اسکی فرماوینگے القصہ جب سلیمان میرزا مقام مقصد تین پہونچا
اور سلطان سعید کو نہ دیکھا بے دردسری متصدی امارت بدخشان ہوا اور میرزا ہندال ہند مین آیا اور اس تاریخ سے اب تک
بدخشان میرزا سلیمان کی اولاد کے تصرف مین ہی او رحالات انکے وقائع کے تقریبات مین تحریر ہونگے اور فردوس مکانی ماہ رجب
سنہ ۹۳۶ نوسو چھتیس ہجری مین عرض الموت مین مبتلا ہو کر بیخود ہو گئے اور مرض ہر روز بڑھتا جاتا تھا اور معالجہ خلاف مدعا نتیجہ
دیتا تھا یہان تک کہ حیات سے مایوس ہو کر شہزادہ محمد ہمایون کو کہ قلعہ کالنجر کی تسخیر کے واسطے تعین کیا تھا طلب کر کے اپنا
قائم مقام کیا اور دوشنبہ کے دن ماہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ سنہ ۹۳۷ نوسو سینتیس ہجری مین سرائے فنا سے رخت حیات
باندھ کر داعی حق کو لبیک اجابت کہا پھر بموجب وصیت میت آنحضرت کی کابل مین لیجا کر قدم رسول مین مدفون کی مادہ
آنحضرت کی تاریخ وفات کا بہشت روزی بادہ ہے شہزادہ محمد بابر بارہ برس کے سن مین سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا اور
اڑتیس برس بادشاہی کی اور سخاوت اور مروت مین مرتبہ کمال رکھتا تھا اور اسکے ملازم بارہا مکر و بیوفائی کر کے اس سے جدا
بلکہ اسکی جان کے خواہان ہوئے لیکن پھر جب اُسپر غلبہ پایا مقام انتقام مین نجا کر انھین مورد انعام و احسان فرمایا اور علم فقہ حنفی

دفع کے واسطے گئی تھی بیصرفہ جنگ کر کے شکست پائی ہے اس سبب سے فردوس مکانی بہ تعجیل تمام قنوج کی طرف روانہ
ہوئے اور رابری مین امراے شکستہ مغل ملحق ہوئے اور بادشاہ جب آب گنگ کے کنارے پہونچے تیس یا چالیس کشتی
بہم پہونچا کر پل باندھا اور حسین تیمور سلطان اور کئی امرا نے شروع عبور کیا اور افغانون نے صلاح توقف مین نہ دیکھی فرار کو
قرار پر اختیار کیا اسکے بعد حسین تیمور سلطان نے تعاقب کر کے افغانون کو آوارہ کیا اور انکے زن و فرزند بہت اسیر کیے
اور بادشاہ نے حوالی دریاے گنگ مین شکار کر کے آگرہ مین معاودت فرمائی اور محمد زمان میرزا ولد بدیع الزمان میرزا
کو جو بلخ سے مفرور ہو کر دربار سلطانی مین حاضر ہوا تھا آگرہ کا حاکم کیا اور خود بدولت و اقبال محرم کی پانچوین تاریخ
سنہ ۹۳۵ نو سو پینتیس ہجری مین ماہ سریع السیر کے مانند بجانب گوالیار سوار ہوئے اور قلعہ گوالیار اور فیل سنگی اور عمارات
بکرماجیت اور راجا مان سنگھ کو کہ اس حصار مین تھین تفرج کر کے رحیم داد کے باغ و حوض کی سیر کے واسطے تشریف لیگئے اور
اس مقام مین گل سرخ آتشین کہ بہت کم نظر آتے تھے مشاہدہ ہوئے حکم فرمایا کہ نہال اسکے آگرہ مین لیجا کر بٹھاوین کس لیے کہ
اکثر وہ پھول برنگ شفتالو ہوتا ہے اور سرخ آتشین بہت کم دستیاب ہوتا ہے اور اسیطرح سے مسجد جامع سلطان شمس الدین التمش کی
کہ گوالیار مین ہے زیارت کر کے بکرات و مرات فاتحہ آمرزش اسکے واسطے پڑھا اسکے بعد دار الخلافت آگرہ مین مراجعت فرمائی اور
رسالہ واقعات بابری مین مرقوم ہے کہ ماہ صفر کی تیئیسوین تاریخ سنہ مذکور مین ایک حرارت میرے بدن مین اس شدت سے ظاہر ہوئی
کہ مین نے نماز جمعہ کی مسجد مین بہ تشویش تمام ادا کی اور تیسرے روز یکشنبہ کو قدرے تپ لرزہ میرے جسم مین ظاہر ہوا اور اسوقت مین
نظم کرنے رسالہ والدیہ خواجہ عبید اللہ احرار مین مشغول ہوا اور میرے دلمین یہ خیال آیا کہ اگر یہ منظوم مقبول آنحضرت ہوئے مین اس
مرض سے نجات پاؤنگا جیسا کہ ایک شخص کو قصیدہ بردہ مفید پڑا اسکے ناظم نے مرض فالج سے نجات پائی پس اس رسالہ کو مین نے
وزن بحر رمل مسدس مجنون مین کہ سبحہ مولانا جامی ساتھ اس وزن کے ہے باختتام پہونچایا اور میری عادت ایسی تھی کہ جسوقت ایسا
عارضہ بہم پہونچتا تھا اقل درجہ ایک مہینا یا چالیس دن طول کھینچتا تھا اس مرتبہ آٹھوین ماہ ربیع الاول کو اُس الم سے مین نے نجات پائی
اور مراسم شکر پیش پہونچاے اور باغ ہشت بہشت مین مین نے بزم طوے ترتیب دی اور جب ایلچی اطراف قزلباش اور
اوزبک اور ہندوون کے حاضر ہوئے طلا اور نقرہ مین نے بترازو یعنی بکثرت انھین امداد کیا اور مستحقین اور سادات وغیرہ
کو بھی فیض رسان ہوا اور اخوند میر مورخ کتاب حبیب السیر اور مولانا شہاب الدین معمائی اور میرزا ابراہیم قانونی کہ ہرات
سے وارد ہوئے تھے اور ہر ایک اپنے فن مین اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اسدن آنکر ملازمت کی اور نوازشات سے ممتاز ہو کر منجملہ
مقربون سے ہوئے اور امرا اور خوانین اور مخصوصان لائق حال اپنے ساچق گذران کر لوازم شادمانی بجالاے اور
اس سال شہزادہ میرزا عسکری کہ ملتان مین تھا حضرت کے حکم کے موافق آیا اور اس تہیہ مین کہ نصرت شاہ کے سر پر جاے
کہ اسی عرصہ مین نصرت شاہ ایلچیون کو بھیجکر مطیع اور منقاد ہوا اور اس سال برہان نظام شاہ بحری والی احمد نگر نے عریضہ متضمن
تہنیت فتوحات سابقہ و لاحقہ ارسال کر کے اظہار اخلاص اور انقیاد کیا اور اس سال کے آخر مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان محمود
ولد سلطان سکندر لودھی ولایت بہار پر متصرف ہوا اور بلوچون نے اتفاق عجیب کر کے ملتان مین علم بغاوت کا بلند کیا ہے بادشاہ
مہمات ملتان کو تعویق مین ڈالکر بہار کی طرف متوجہ ہوئے اور جب کڑہ مین نزول اجلال فرمایا جلال الدین شاہ شرقی نے لوازم

عددان کے سرداروں کے کہ ہر ایک قطر مین اقطار ہند سے قائد ایک جماعت کفار سے تھی دس تک پہونچتی تھی اور وہ عشرہ کفر نے عشرہ مبشرہ کی نقیض پر نشان شقاوت بلند کیے تھے اور اپنے دستور سے میمنہ اور میسرہ اور قلب و جناح آراستہ کرکے نہایت دبدبہ اور صلابت سے معرکہ مین در آئے اور لشکر اسلام کی طرف سے فوج کا مرتب کرنا نظام الدین علی خلیفہ کے سپرد ہوا اور اس نے اس مقدمہ مین داد سعی اور اجتہاد کی دی اور یہ تجویز ہوئی کہ بادشاہ قول مین رہے اور قول کے داہنے طرف حسین تیمور سلطان اور سلیمان شاہ اور خواجہ دوست خازن اور یونس علی بیگ اور شاہ منصور برلاس اور درویش محمد ساربان اور عبد اللہ کتابدار اور دوست بیگ آقا کے سپرد ہوئے اور قول کی بائین سمت عالم خان بن بادشاہ بہلول لودھی اور شیخ زین صدر اور محب علی اور تردی بیگ اور شیر افگن اور آرائش خان اور خواجہ حسین دیوان مقرر ہوئے اور دوسری جماعت دیوانیون کی مردم ہر ایک ایک موضع میں ایستادہ ہوے اور برانغار شہزادہ محمد ہمایون میرزا کو ارزانی ہوئی اور اس کے یمین قاسم حسین سلطان اور احمد یوسف اور ہندو بیگ قوچین اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم اور بابا قشقہ مغل اور قوام بیگ ولد شاہ ولی خازن اور میرزا قنبر علی اور پیر علی شیبانی اور خواجہ پہلوان بدخشی اور عبد الشکور اور سلیمان آقا ایلچی عراق اور حسین ایلچی سیستان مقرر ہوئے اور برانغار کی بائین طرف سید میر شہ اور محمد کوکلتاش اور خواجگی اسد سرجاندار اور خانخانان ولد دولت خان لودھی اور ملک داؤد کرانی اور شیخ گھورن ہر ایک پیچ اس مقام کے کہ فرمان ہوا تھا ایستادہ ہوئے اور التمہ جرانغار ساتھ سید خواجہ کے رجوع ہوئے اور داہنے اور بائین اسکے محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور عبد العزیز امیر آخور اور محمد علی خنگ جنگ اور قتلق قدم اور امیر خان جی میرزائی مغل اور جان بیگ آتکہ اور جلال خان اور کمال خان جو بادشاہ علاء الدین کی اولاد سے تھے اور علی خان اور شیخ زادہ فرملی اور نظام خان بیانوی تعین ہوئے اور تولقمہ جرانغار مین تردی بیگ اور مومن آتکہ اور رستم ترکمان مع ایک جماعت نوبتیون کے مقرر ہوئے اور تولقمہ برانغار بھی امرا اور منصبدارون کی تفویض ہوئی اور سلطان بخشی لشکر مع تواچیان اور یساولان کے احکام بادشاہی سننے کے لیے آنحضرت کے مقابل ایستادہ ہوا اور روز مذکور سے ایک پہر اور دو گھڑی گذرین تھین کہ فریق من الجنۃ اور فریق من النار نور و ظلمت کی طرح ایک دوسرے کے مقابل آنکر زلزلہ زمین اور زلزلہ سپہر برین مین ڈالتے تھے پہلے چپتی و چابکی کفار نے برانغار اسلام پر حملہ کیا اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم سے حرب مین مشغول ہوئے اور فرمان کے موافق حسین تیمور سلطان کمک کو گئے اور کفار کو پسپا کیا اور قریب عقب انکے لشکر کے پہونچایا اور جلدو بنام اسکے ہوا اور اسکے بعد اطراف سے جیسا کہ قاعدہ چغتائی کا ہے سب طرف سے جنگ مین مصروف ہوے اور جس طرف کمک کی احتیاج ہوتی تھی پہونچاتے تھے اور استاد علی قلی رومی اور دوسرے ہنرمند استعمال آلات آتشباری مین تقصیر نہین کرتے تھے اور تا بین الصلواتین یعنی نماز عصر تک حرب قائم تھی اور کفار جنگ مین راسخ تھے سلطان جرات انکی مشاہدہ کرکے خود بنفس نفیس مع افواج قول و امرا کے شیر و پلنگ کی طرح حملہ آور ہوئے اور جنگ عظیم کے بعد شکست لشکر کفار کو نصیب ہوئی اور پاے ثبات انکا ہلگیا راہ فرار پائی چنانچہ حسن خان میواتی کہ قریب دو سو برس سے اسکے باپ دادا نے باستقلال تمام حکومت کی تھی بندوق کی ضرب سے مارا گیا اور راول یوا اور راے چندربھان چوہان اور مانک چند چوہان دکرم سنگھ راجپوت کہ سرداران صاحب شکوہ سے تھے سلک اموات

واسطے تعین کیا اور خود مع لشکر مغل کہ کابل سے ان کے ہمراہ آئے تھے اور چار آدمی امرائے ہند سے کمال خان اور جلال خان فرزندان سلطان علاء الدین اور علی خان قرلی اور نظام حاکم بیانہ کے آگرہ سے کوچ کیا جب موضع کانوہ عملداری بیانہ مین پہونچے مقام فرمایا اور عزم جزم اور نیت ثابت و راسخ و مصمم غزا اور جہاد عظیم پر کیا اور اس یورش مین شہزادہ محمد ہمایون کو کہ اسوقت تک شراب سے متنفر تھا مجلس شراب مین حاضر کرکے اپنے ہاتھ سے پیالہ اسے دیا اور اطراف بیانہ مین طرفین کا مقابلہ ہوا قراولان بادشاہی جو مخبری کرگئے تھے مغلوب اور زخمی ہوئے اور مردم قلعہ بیانہ بھی برآمد ہوکر غنیم سے لڑے اور شکست فاحش پاکر قلعہ بند ہوئے اور دغدغہ اور تردد دہشت انکے دلون مین پیدا ہوا ہیبت خان نیازی سنبھل کیطرف بھاگا اور حسن خان میواتی دشمن سے جا ملا اور ہر روز اطراف مملکت سے اخبار موحش پہونچنے لگین اور محمد شریف منجم کہ مرد عمدہ تھا سبب زیادتی خوف آدمیون کا ہوتا تھا اور ہر لحظہ کہتا تھا کہ مریخ مغرب کی طرف ہے جو شخص اس طرف سے جنگ کریگا البتہ مغلوب ہوویگا اور بادشاہ نے مجلس مشورہ کی آراستہ کی اور جنگ کے بارہ مین گفتگو کی اکثر بولے کہ جو دشمن کا غلبہ ظاہر ہو بہتر یہ کہ قلاع بزرگ اور سنگین مردم معتمد کے سپرد کرکے خود بدولت بنفس نفیس پنجاب کی طرف روانہ ہووین اور مدد غیبی کے منتظر رہین آنحضرت نے تامل فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ بادشاہان اسلام جو عالم کے اطراف اکناف مین ہین کہین گے کہ انھون نے حیات کو غنیمت جانکر ایسی ایک مملکت ہاتھ سے دی سزاوار جوان مردی اور بہادری یہ ہے کہ ہم دل شہادت پر رکھکر جان سے کوشش کرین **نظم** چو جان آخر از تن ضرورت رود * ہمان بہ کہ بارے بعزت رود * سرانجام گیتی ہمین است وبس * چو کہ نامے پس از مرگ ماند زکس * اہل مجلس نے جب یہ حرف مناسب سنے متفق اللفظ و المعنی ہوکر ندا الجہاد الجہاد کی بلند کی اور اس بات نے دلون مین تاثیر کی سبھون نے زبان ساتھ سمعنا اور اطعنا کے کھولی اور کہنے لگے اس سے کونسی سعادت بہتر ہے کہ مقتول شہید اور قاتل غازی ہے جواب دیا کہ ہم قسم کھاتے ہین کہ معرکہ سے ہم کبھی منھ نہ موڑینگے اور اس بارہ مین قسم کلام ملک العلام کی کھائی اور بادشاہ لب اپنا لب جام سے نہ اٹھاتا تھا اور کبھی بے صراحی اور پیالہ کے نہ رہتا تھا اسوقت بموجب اس بیت کے **بیت** باشی زمعاصی مزہ کش * تو بہ ہم بیمزہ نیست بچش * مے نوشی بلکہ جمیع مناہی حتی کہ ریش تراشی سے توبہ نصوح کیا اور تمغے ممالک محروسہ کے مسلمانون کو بخشے اور اس بارہ مین فرمان قلمرو مین ارسال فرمائے اور سہ شنبہ کے دن نوین جمادی الآخر سنہ مذکورہ کو کہ روز نوروز تھا صفہائے جنگ ترتیب دیکر بدستور مردم ارباب آتشبازی کے آراستہ کے افواج کے آگے رکھکر دشمن کی طرف کہ تین کوس پر تھا روانہ ہوا اور ایک کوس مسافت طے ہونے کے بعد نزول کیا جوانان صاحب داعیہ لشکر نے ساتھ افسری ملک قاسم اور بابا قشقہ مغل کے مخالف کے قراولون مارنے بھگانے مین عجب کام کیے اور تیرھوین ماہ مذکور کو وہان سے بھی کوچ کرکے بدستور روز اول ایک کوس راہ جاکر موضع کانوہ عملداری بیانہ مین فروکش ہوئے اور ابھی فراشون نے خیمہ برپا نہ کیے تھے کہ مخالفین مور و ملخ سے زیادہ فوج لیے مع فیلان کوہ پیکر ظاہر ہوے اور باعث اس کے کہ محمد شریف منجم مانع ہوکر دلیلین کرتا تھا فردوس مکانی ہوئے مع لشکر کہ بیس ہزار سے زیادہ نہ تھے مثل جنگ سلطان ابراہیم کی صفوف ترتیب کین کہتے ہین

ہوکر احتیاط اور ہوشیاری کی رعایت سے غافل ہوا اور اس شب کو نہایت غفلت سے بستر استراحت پر سویا اور دربان
کہ اکثر شیخ محمد غوث کے مرید تھے اس شخص سے موافق ہوئے اسی رات کو بعض ضروریات لانے کے بہانہ سے ایک
جماعت کثیر اور انبوہ غفیر قلعہ کے اندر لائے اور علے الصباح تاتار خان نے اس حال سے خبر پائی اور سکوت کے سوا چارہ
نہ دیکھا پھر قلعہ رحیم داد کے سپرد کرکے آگرہ گیا اور امرا کے سلک مین منتظم ہوا اور بیس لاکھ تنکہ انعام پائے اور محمد زیتون نے
بھی دھولپور سے آنکر امارت پائی اور حمید خان اور سارنگ خان اور دوسرے افغانون نے حصار فیروزہ پر فساد برپا کیا تھا کہ حسین تیمور
سلطان اور ابوالفتح ترکمان نے اس طرف تاخت لاکر انھین سزا کو پہونچایا اور سنہ ۹۳۳ نو سو تینتیس ہجری مین خواجہ اسد کہ کابل
سے عراق کی طرف شاہ طہماسپ صفوی کے پاس ایلچی گری کے واسطے گیا تھا سلیمان نامے ترکمان کے ساتھ آیا اور سوغاتین
لایا از انجملہ دو لونڈیان چرکس کی تھین بادشاہ کو ان کی طرف نہایت میلان خاطر ہوا اور اسی عرصہ مین بادشاہ ابراہیم
کی والدہ نے کہ نہایت عزت اور توقیر پائی تھی ساتھ احمد چاشنی گیر اور دیگر باورچیون کے کہ وہ اصل مین نوکر بادشاہ ابراہیم
کے تھے موافقت کرکے زہر خاصہ مین بادشاہ کے کہ خشکہ اور قلیہ خرگوش کا تھا آمیز کیا اور قدرت خدا سے بادشاہ کا کھلتے
ہی جی متلایا اور مکرر قے کرکے اس بلا سے نجات پائی مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت پر اور بعد لوازم تفحص و تجسس
داروغہ مطبخ اور باورچیون نے جو بیان واقع تھا عرض کیا بادشاہ نے صدق و کذب کے امتحان کے واسطے اس طعام مین
سے کسی قدر کتے کو دیا کتا اسی دم پھول گیا اور ایک شبانہ روز حرکت نہ کی اور خدمتگارون نے بھی امتحاناً اس مین سے
قدرے کھایا تھا ہزار مشقت سے رہائی پائی بادشاہ غضبناک ہوا اور داروغہ مطبخ کا پوست کھچوایا باورچیون اور اس کے مددگارونکو
بانواع عقوبت قتل کیا اور بادشاہ ابراہیم کی والدہ کا مکان غارت کرکے محبوس کیا اور شاہ ابراہیم کے فرزند کو بھی
میرزا کامران کے پاس کابل مین بھیجکر فارغ البال ہوا اور شہزادہ محمد ہمایون کہ ممالک شرقی کی طرف گیا تھا حدود جونپور
کو قبض و تصرف مین لایا اور سلطان جنید برلاس کے سپرد کرکے مراجعت کی اور جب کالپی مین آیا عالم خان حاکم
کالپی نے اسکی ملازمت حاصل کی اور ہمراہ رکاب آگرہ مین آیا اور نوازش سلطانی سے سرفراز ہوا اور رانا سنکا کی حکایت یہ ہے کہ
وہ بزرگ ترین راجہائے ہند ہے اور قبل ظہور اسلام اور ارتفاع رایات محمدی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دولت و سروری اسکے
خاندان مین تھی اور میوات ولایت اسکی ہے اور راجہ دہلی اور راجہ اجمیر جن کو سلطان قطب الدین نے مستاصل کیا تھا مع رانا سنکا
ایک قبیلہ سے تھے رفتہ رفتہ انکے اجداد آپسمیں ایک ہوئے اور اس زمانہ مین کہ فردوس مکانی بادشاہ ہندوستان ہوئے
ایک لاکھ راجپوت اسکے ظل رایت مین تھے اور سلطان ابراہیم کے بہت امرا کہ فردوس مکانی کی اطاعت مین نہ آئے تھے
ساتھ اس کے دم یکجہتی مارتے تھے اور محمود خان بیٹا سلطان سکندر مع دس ہزار سوار کے اس کے پاس گیا اور راٹور
کے راجہ پرم دیو اور نرسنگھ دیو اور راجہ چندیری موسوم بمیدنی رائے اور راول دیو ولد داؤد سنگھ اور راجہ ڈونگر پور اور رائے چندر
بھان چوہان اور مانک چند چوہان اور رائے دلیپ وغیرہ مع پچاس یا ساٹھ ہزار سوار راجپوت کے مطیع اس کے ہوئے
اور حسن خان میواتی دس ہزار سوار سے مددگار اس کا ہوکر بقصد جنگ و استخلاص ہندوستان مع دو لاکھ سوار آگرہ
کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ حضرت جو بعضے امرائے ہند پر اعتماد کلی نہ رکھتے تھے ہر ایک کو ایک سرحد کے ضبط کے

جاگیرین پائین اور محمود خان لوحانی اور قاضی حبیب بھی حاضر ہوکر جاگیرہاے مناسب سے خوشدل ہوئے اور آسودگی
او رامان ظاہر آئی بہت قصبے اور پرگنے ضبط مین آئے اس درمیان مین ببن خان افغان نے قلعہ سنبھل کو محاصرہ کیا
اور قاسم سنبھلی نے اظہار اطاعت کرکے بادشاہ کے ملاحظہ مین عریضہ بھیجا کہ ببن خان افغان نے مجھے قید کیا ہے
میری کمک فرمایئے بادشاہ نے میرزا محمدی کو کلتاش کو اس طرف روانہ کیا یہانتک کہ وہ آب جون سے عبور کرکے
ببن خان سے لڑا اور اُسے شکست دے کر مفرور کیا اور قاسم سنبھلی رہین احسان بے پایان ہوکر قلعہ میرزا محمدی
کو کلتاش کے سپرد کرکے دولت خواہون کے سلک مین منسلک ہوا فردوس مکانی نے سنبھل شاہزادہ ہمایون کو عنایت
فرمایا اور افغانان شرقی پر انھین نامزد کیا اور جب شاہزادہ قنوج کے اطراف مین پہونچا افغانان شرقی کہ چالیس ہزار سوار
تخمیناً تھے بلا جنگ جونپور کی طرف بھاگے از انجملہ فتح خان شروانی مع اپنی قوم شہزادہ کی ملازمت مین حاضر ہوا شہزادہ
نے اُسے تسلی دی اور مہدی خواجہ کو اسکے ہمراہ کرکے درگاہ مین بھیجا اور بادشاہ نے فتح خان شروانی پر نوازش فرماکر مجلس شراب
مین طلب کیا اور ملبوس خاص اسے عنایت فرماکر جاگیر خوب مرحمت کی بسبب اس لطف کے اکثر افغانان آنکر بادشاہی
چغتائی پر مائل ہوئے القصہ نظام خان حاکم بیانہ کہ رانا سنکا سے خائف تھا اسنے بھی اطاعت اظہار کی اور فردوس مکانی
طالب قلعہ ہوئے جب نظام خان نے انکار کیا باقی بیگ کو واسطے تاخت اور محاصرہ کے بھیجا اور یہ قطعہ بخط خاص مرقوم کرکے
روانہ کیا قطعہ باترک ستیزہ مکن اے میر بیانہ ٭ چالاکی و مردانگی ترک عیانست ٭ گر زود نیائی و نصیحت نکنی گوش ٭ آنجا کہ عیانست
چہ حاجت بہ بیانست ٭ نظام خان حاکم بیانہ اطاعت ناکردہ قلعہ سے برآمد ہوا اور باقی بیگ سے جنگ کرکے شکست
دیکر پھر قلعہ مین در آیا رانا سنکا اس حال سے مطلع ہوا اور فرصت غنیمت شمار کرکے عازم اسکے اخراج کا ہوا نظام خان نے
عاجز ہوکر ایلچی درگاہ مین ارسال کیا اور اظہار ندامت کے بعد استغفار کی جب بادشاہ نے اس کا جرم معاف کیا ملازمت مین
حاضر ہوکر قلعہ کو سپرد کیا اور بیس لاکھ تنگہ کی جاگیر اس کے واسطے دوآب کے درمیان مین مقرر ہوئی اس عرصہ مین منکٹ راے
نے کہ گوالیار کے حکام قدیم کے خاندان سے تھا ایک کافر خانجہان نام کے اتفاق سے لشکر گوالیار لیجاکر تاتار خان کو اُس قلعہ
مین محاصرہ کیا تاتار خان نے کہ قلعہ گوالیار کو تصرف مین رکھتا تھا وہان کے زمینداروں کے تسلط کے سبب تنگ ہوکر اطاعت
بادشاہی اظہار کی اور آنحضرت سے کمک کا مستدعی ہوا اور پیغام کیا کہ اگر ایک جماعت لشکر بادشاہی سے آوے قلعہ انکے سپرد
ہوگا آنحضرت نے رحیم داد اور شیخ گھورن کو کمک کے واسطے روانہ کیا اور انھون نے وہان جاکر سنکٹ راے کے محاصرہ سے
قلعہ خلاص کیا تاتار خان نے اپنے اقرار پر عمل نہ کیا اہالیان سلطانی کو قلعہ کے اندر راہ نہ دی لیکن شیخ محمد غوث نے کہ ایک مرد درویش
تھا اور مرید کثرت سے رکھتا تھا اس قلعہ مین مقیم تھا رحیم داد کو پیغام دیا کہ کسی حیلہ سے قلعہ مین داخل ہو اسکے بعد تاتار خان کا
علاج آسان ہوگا رحیم داد نے تاتار خان کو کہلا بھیجا کہ مین منکٹ راے کے شبخون سے ایمن نہین ہون اگر اجازت ہو چند آدمیون
سے قلعہ مین در آؤن اور لشکر تمام حصار کے باہر رہے آپکا بڑا احسان ہوگا اور جو منکٹ راے اور خانجہان ابتک اس حدود
مین تھے تاتار خان نے قبول کیا رحیم داد مع چند کس قلعہ مین داخل ہوا اور ایک شخص اپنے متعلقون سے تاتار خان کی تجویز
سے دربانون کے قریب چھوڑا تو اسکے متعلقان ضروری کو قلعہ کے اندر آنے دے اور تاتار خان مے غرور کے نشہ سے بیخود

وشہد مقدس اور اکثر مزارات متبرکہ مین زرکثیر ارسال رکھا اس حدود کے مستحقین کو خوش دل کیا اور واسطے ہر ایک مردم کابل مرد وزن اور بندہ اور آزاد اور خرد و بزرگ اور فقیر اور غنی کے کم سے کم ایک شاہرخی کہ ایک مثقال نقرہ ہی سراسیمہ ارسال فرماکر انھین بھی خوشحال اور محفوظ فرمایا اور جو کچھ بادشاہون نے سالہاے دراز مین فراہم اور اندوختہ کیا تھا ایک مجلس مین صرف کیا وجہ شہرت قلندری آنحضرت کی تمام خلائق پر روشن اور مبرہن ہوئی اور جو ہندوستانی مغلون سے ہراسان تھے پہلے پہل مطیع نہ ہوتے جو شخص جہان تھا مضبوط ہو کر اس نے علم مخالفت بلند کیا جیسا کہ قاسم خان سنبھل مین اور علیخان فرملی میوات مین اور محمد زیتون دھول پور مین اور تاتار خان بن مبارک خان گوالیار مین اور حسین خان لوحانی رابری مین اور قطب خان اٹاوہ مین اور عالم خان کالپی مین اور نظام خان بیانہ مین سالک مسلک بغاوت کے ہوئے اور آب گنگ کے اُس طرف جو اضلاع تھے افغانان بزرگ مثل نصیر خان لوحانی اور معروف خان فرملی وغیرہ تصرف مین لائے تھے اور سلطان ابراہیم کی بھی اطاعت جیسی واجب ہی نہ کرتے تھے چنانچہ نصیر خان لوحانی اور معروف خان فرملی ضرورت کے واسطے متفق ہوئے اور بہار خان ولد دریا خان لودھی کو سلطان محمد لقب دیکر اپنا حاکم کیا اور مع لشکر کثیر قنوج سے دو تین منزل آگرہ کی طرف آکر مقام کیا مقارن اس حال کے ببن خان جلوانی بھی فردوس مکانی سے روگرداں ہو کر ان کے پاس گیا اور راہ ہی قرار پایا اور اصحاب مدائن سر مخالفت اٹھا کر رہزنی مین مشغول ہوئے حتی کہ قوت آدمیون کا اور علوفہ گھوڑون کا دشواری سے دستیاب ہوتا تھا اور بھی اُس سال حرارت ہوا ے تابستان حد اعتدال سے گذری آدمی بہت قوم مغل سے ہلاک ہوئے اس سبب سے خواجہ کلان اور جمیع امرا نے اتفاق کیے عرض مین پہونچایا کہ صلاح دولت کابل کی معاودت مین ہی آنحضرت نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ ایسی مملکت ساتھ اس مشقت کے تصرف مین لایا ہون چھوڑنا اور تنگناے کابل مین گرفتار ہونا کیا لائق ہی لیکن آدمیون کے ارادہ نے تکرار قبول کی بادشاہ نے بعد دو روز سب امرا کو ایک مجلس مین حاضر کر کے فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہی کہ ہندوستان مین توقف فرماوین جس شخص کو ہماری رفاقت مد نظر ہو یہان رہے اور جو کوئی کہ کابل کی روانگی کا میل رکھتا ہی وہ شوق سے جاوے کچھ مضائقہ نہین ہے اس کلام سے سب امرا کو ثابت ہوا کہ آن حضرت کسی طرح ہندوستان سے دست کش نہون گے لاچار ہندوستان کی سکونت اختیار کی مگر خواجہ کلان کہ اکثر فتوحات ہندوستان اسکی سعی سے ظہور مین آئی تھین لیکن عدالت اور مضرت بھی یہان بہت اُسے پہونچی تھی کابل کی روانگی کا عازم جازم ہوا فردوس مکانی نے حکومت کابل اور غزنین کی اُسے مرحمت فرمائی اور کابل کی طرف روانہ کیا اور اُس نے رخصت کے وقت عمارات دہلی کی ایک عمارت پر یہ بیت لکھی بیت۔ اگر بخیر و سلامت گذر ز سند کنم ؛ سیاہ روے شوم گر ہواے ہند کنم ؛ اور جب ہندوستانیون کو معلوم ہوا کہ فردوس مکانی اپنے جد اعلیٰ امیر تیمور صاحبقران کی طرح ہند کو چھوڑ کر ولایت کو نہ جائین گے آمد و رفت شروع کی پہلے شیخ گھورن کہ دو تین شخص کے دو آب کے درمیان سے آن کر نوکر ہوا اور علیخان فرملی بھی میوات سے اپنے بیٹون کی رہائی کے لیے جو اُس زمانہ مین کسی تقریب سے گرفتار ہو گئے تھے درگاہ مین حاضر ہوا اور ساتھ طبل اور نقارہ کے سرفرازی پائی اور وہ عظیم الجثہ ہونے مین ضرب المثل تھا اور ہمیشہ پانچ من زرہ میں رکھتا اور کبھی سپر و شمشیر اپنے سے جدا نہ کرتا اور اُس کے بعد فیروز خان اور شیخ بایزید ...

کی بجالاے اسکے بعد آگرہ کی طرف سوار ہوئے اور جمعہ کے دن بائیسوین ماہ مذکور دارالسلطنت آگرہ مین نزول ہوا اور
قلعہ آگرہ کی تسخیر کی عزیمت کی جو تصرف مین بادشاہ ابراہیم کے لوگون کے تھا بکرماجیت راجہ گوالیار کہ بادشاہ ابراہیم کے
ہمراہ تھا جنگ مین مارا گیا اور اسکے آدمیون نے جو قلعہ آگرہ مین تھے شاہزادہ ہمایون کو ایک الماس بوزن آٹھ مثقال کے
کہ خزانہ سلطان علاءالدین خلجی مالوی سے دست بدست انکو پہونچا تھا اور جوہریون نے قیمت اس کی نصف خراج یک روزہ
تمامی ربع مسکون کی ہر شخص کی تھی پیشکش کیا اور شاہزادہ محمد ہمایون نے اسکو بادشاہ کی نذر کیا آنحضرت نے قبول فرمکر پھر
شاہزادہ کو بخشا اور اہل حصار آگرہ نے کہ داؤد کرانی اور فیروز خان سور اور سلطان ابراہیم کی والدہ ازانجملہ تھے جان و مال
کی امان طلب کی اور پانچوین دن قلعہ کو تفویض کیا اور واقعات بابری مین لکھا ہے کہ بعد حضرت رسالت پناہی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے تین بادشاہان اسلام نے ہندوستان مین آکر غلبہ پایا ہے ایک سلطان محمود غزنوی نے کہ مدت مدید تک
اس نے اور اسکی اولاد نے ہندوستان کی بادشاہی کی دوسرے سلطان شہاب الدین غوری اور اسکے توابع نے سالہاے
دراز تک اس دیار مین بادشاہی کی تیسرے مین ہون لیکن میرا کام ساتھ کام ان بادشاہون کے ہرگز مشابہت نہین
رکھتا کس واسطے کہ سلطان محمود تسخیر ہندوستان کے وقت بادشاہ ماوراءالنہر اور خوارزم اور خراسان تھا اور شمار
اس کی افواج کا اگر دو لاکھ نہ تھا تو ایک لاکھ سے زیادہ تھا اور تمامی ہندوستان مین اسوقت ایک بادشاہ نہ تھا
ہر ایک ولایت مین ایک راجہ حکومت کرتا تھا اور سلطان شہاب الدین غوری اگرچہ بادشاہ خراسان نہ تھا لیکن
اس کا بھائی سلطان غیاث الدین بادشاہ خراسان تھا اور وہ بھی ایک لاکھ اور بیس ہزار سوار سے ہندوستان مین آیا
اور اسے مسخر کیا اور اسوقت بھی ہندوستان ملوک طوائف تھا اور مین اول مرتبہ کہ ہندوستان مین آیا ڈیڑھ ہزار یا دو
ہزار مرد سے زیادہ نہ رکھتا تھا اور دوسری مرتبہ بارہ ہزار آدمی میرے ہمراہ رکاب تھے اور مین حاکم بدخشان اور
کابل اور قندھار کا تھا اور اس ولایت سے نصف محصول بھی جو کار آمد ہو مجھے نہین پہونچتا تھا اور بعضے ولایات
اپنی ایسی تھین کہ غنیم کی نزدیکی کے سبب مددگاری کی محتاج تھین اور مملکت ہندوستان بہرہ سے بہار تک تصرف مین افغان
کے تھی اور حساب کے روسے وہ ولایت گنجائش پانچ لاکھ آدمی کی رکھتی تھی اور لشکر سلطان ابراہیم لودھی مین معرکہ
کے دن لاکھ سوار تھے اور علاوہ اس کے ایک ہزار فیل جنگی رکھتا تھا اور باوصف اس حال کے اوزبک جیسے غنیم کو پیچھے
چھوڑکر ساتھ ایسے غنیم مثل بادشاہ ابراہیم لودھی کے کہ اس جمعیت مین تھا از رشتے توکل لڑا اور مشقت میری ضائع نہ ہوئی
ہندوستان مفتوح ہوا اور یہ سعادت کچھ اپنی سعی اور ہمت سے مشاہدہ نہین کرتا بلکہ عین عنایت اور کرم الہی جانتا ہون
اور فردوس مکانی انتیسوین ماہ رجب کو شاہان ہند کے خزانون اور دفینون کے ملاحظہ کے واسطے گیا وہان تین لاکھ اور
پچاس ہزار روپیہ نقد اور ایک خزانہ وابستہ ہمایون میرزا کو مرحمت کیا اور محمد سلطان میرزا کو چارقب اور پٹکہ اور
شمشیر مرصع اور دو لاکھ روپیہ امداد فرمایا اسی طرح تمام میرزاؤن اور امیرون اور سپاہیون حاضر و غائب اور طالبہ بلکہ
سوداگر اور جمیع مردم کو کہ اس سفر مین ہمراہ تھے علی قدر مراتب خزانہ سے حصہ پہونچایا اور اپنے عزیزون اور آشنایان
کو سوغات خراسان اور سمرقند اور کاشغر اور عراق مین بھیجے اور مکہ اور مدینہ اور کربلاے معلی و نجف اشرف

بادشاہ ابراہیم پر گئے اور جو غنیم واقف تھا کچھ کام اور تدبیر نہ بن پڑی پلٹ آئے اور سلطان ابراہیم نے دلیر ہوکر افواج کو آراستہ کیا اور بہ تعجیل قصبۂ پانی پت کی طرف روانہ ہوا فردوس مکانی یہ خبر سنکر برانغار اور جرانغار کو آراستہ کرکے بسرعت روانہ ہوے پانی پت سے آگے چھ کوس پر لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوے سلطان ابراہیم نے یہ خبر سنکر اسی دن نزول کیا اور دوسرے دن کہ روز جمعہ اور شہر رجب کی دسوین تاریخ تھی افغان جنگ پر آمادہ ہوکر پانی پت کی طرف متوجہ ہوئے اور فردوس مکانی نے برانغار شاہزادہ ہمایون اور خواجہ کلان بیگ اور سلطان محمد دولدی اور ہندو بیگ اور ولی بیگ خازن اور پیر قلی سیستانی کے سپرد فرمائی جوانغار پر محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور عادل سلطان اور جنید برلاس کو مقرر فرمایا اور قول کے دست راست پر چین تیمور سلطان اور میرزا مہدی کوکلتاش اور شاہ منصور اور دوسرے امرا تعین ہوئے اور قول کے دست چپ پر میر خلیفہ اور تردی بیگ اور محب علی خلیفہ اور دوسرے سرداروں نے قیام پکڑا اور خسرو کوکلتاش اور محمد علی خنگ جنگ بسرداری میرزا سلیمان بن خان میرزا ہراول مقرر ہوئے اور عبدالعزیز امیر آخور بعضوں کے ساتھ طرح مقرر ہوئے اور ولی قراول اوج برانغار مین اور قراقوزی بہادر اوج جرانغار مین مقرر ہوے اور ملک قاسم تولقمہ برانغار براد علی بہادر تولقمہ جرانغار پر معین ہوے اور سلطان ابراہیم کی جب افواج معرکہ مین آئی اور جیسے کہ رسم ہندیون کی ہے برق کی طرح حملہ آور ہوے اور جس وقت کہ قریب گئے شتابی مین اُن کے فرق آیا پھر مردم تولقمہ دست راست وچپ سے گھوڑون کو جمکا کر مخالفون کے پس پشت آئے اور افواج میمنہ اور میسرہ بھی حملہ کرکے جنگ مین مشغول ہوئی اور ایک جماعت قول سے جرانغار اور برانغار کی مدد کو گئی اور پہر دن چڑھے سے دوپہر تک تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور حرب و ضرب کے بازار نے رونق پکڑی **نظم** برآمد خروشیدن گیرودار ٭ درآمد بزنہار ازان روزگار ٭ زخون یلان خاک آغشتہ شد ٭ تو گفتی زمین ارغوان گشتہ شد ٭ عاقبت الامر قادر علی الاطلاق کے حکم سے بادشاہ ابراہیم لودھی مع پانچ یا چھ ہزار سوار کے میدان جانستان مین قتل ہوا اور نسیم فتح وظفر فردوس مکانی کے رایت کے پرچم پر چلی اور جواتبک بادشاہ ابراہیم کا قتل شخص اور دریافت نہوا تھا لشکر منصور نے سپاہ مقہور کا پیچھا کرکے افغانون کی قتل مین تقصیر اور تاخیر نہ کی اور خیل خیل ہاتھی دستیاب کیے فردوس مکانی جنگ گاہ سے پیشتر روانہ ہوئے بادشاہ ابراہیم کے اردو اور اثاثہ کی سیر کرتے تھے اور آب جون کے کنارے نزول اجلال فرمایا اور اس مقام مین سلطان ابراہیم لودھی کا سر کہ مقتولان معرکہ کے درمیان سے لائے تھے نظر مبارک مین گذرانا اور از روے روایت صحیح اس روز تمام معرکہ اور تعاقب کے وقت سولہ ہزار مرد افغانان نے شربت فنا چکھا اور ہندیون کی تقریر سے پچاس ہزار آدمیون نے جام ممات کا نوش کیا ہمین پانچ ہزار مرد ایک مقام پر سلطان ابراہیم کے قریب قتل ہوے تھے اور شہزادہ محمد ہمایون اور خواجہ کلان اور شاہ منصور اور ولی خازن بہ تعجیل خزانون کے ضبط کیواسطے آگرہ کی طرف روانہ ہوئے اور محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور سلطان جنید برلاس اموال کی محافظت کیواسطے دہلی گئے اور فردوس مکانی بھی پیچھے سے سہ شنبہ کے دن رجب کی بارھوین تاریخ کو دہلی مین تشریف لائے چنانچہ بروز جمعہ شیخ زین صدر نے منبر پر جاکر خطبہ بنام نامی اس بادشاہ کشورکشا کے پڑھا اور آنحضرت نے سیر قلعہ اور تفرج عمارات شہر کرکے زیارت قبور مشائخ اسلام اور سلاطین باحترام

تنہا ساتھ اسکے مقرر رکھی اور دولت خان کے فساد کی وجہ سے اُس سال سرہند سے لاہور کی طرف مراجعت کی اور لاہور کی داروغگی میر عبدالعزیز امیر آخور کو مقرر فرمائی اور سیالکوٹ خسرو کوکلتاش کو اور دیپالپور باباقشقہ مغل اور سلطان علاء الدین لودھی کو جو اس عرصہ مین شرف خدمت سے مشرف ہوا تھا تفویض فرمایا اور کلانور کو ساتھ محمد علی خنگ جنگ کے سپرد کرکے عنان معاودت کابل کی طرف معطوف کی اور آن حضرت کی غیبت مین دولتخان اور غازی خان نے بڑے حیلہ اور مکر سے دلاور خان مخاطب بخانخانان کو دستیاب کرکے اس کے پانون مین زنجیر ڈالی اور لشکر جرار سے دیپالپور کی طرف جاکر فیروزپور مین سلطان علاء الدین اور باباقشقہ مغل سے لڑے اور انھین شکست دے کر دیپالپور پر قابض ہوئے سلطان علاء الدین لودھی کابل کی طرف اور باباقشقہ مغل لاہور مین گیا اور دولت خان نے پانچ ہزار سوار افغان شروانی استخلاص کے واسطے سیالکوٹ پر تعین کیے اور میر عبدالعزیز میر آخور اور امراے لاہور نے اس امر سے آگاہی پائی اور خسرو کوکلتاش کی کمک کو گئے اور افغانون کے لشکر کو شکست فاحش دے کر مظفر و منصور ہوکر لاہور مین آئے اور اس درمیان مین ایک لشکر بادشاہ ابراہیم لودھی کی طرف سے دولت خان اور غازی خان کے تدارک کو نامزد ہوا تھا حوالی سرہند مین پہونچا اور دولت خان کو پھر فرصت امراے مغل سے مزاحمت کی نہ ہوئی مقابلہ اور مقاتلہ سپاہ بادشاہ ابراہیم لودھی مین روانہ ہوا اور بجواڑہ مین اس لشکر کے مقابل فروکش ہوکر سپہ سالار لشکر کو جس طور سے ممکن ہوسکا اپنا شریک کیا امرا اس معنی کو سمجھ کر سر لشکر کے بے اطلاع آدھی رات کو کوچ کرکے بادشاہ ابراہیم کے پاس گئے مقارن اس حال کے سلطان علاء الدین لودھی کہ کابل کی طرف گیا تھا لاہور مین آن کر فرمان امراے مغل کے نام اس مضمون کا لایا کہ امداد سلطان لودھی کی کرکے دہلی مین جاوین اور تسخیر کرکے ساتھ اسکے سپرد کرین دولت خان اور غازی خان اس مضمون کو دل مین لاکر آدمی امراے فردوس مکانی کے پاس بھیجکر بولے کہ سلطان علاء الدین لودھی ہمارا شہزادہ ہے اور ہماری غرض یہ ہے کہ وہ بادشاہ افغانون کا ہووے اُسے تم ہمارے پاس بھیجو تو سریر دہلی پر بٹھائین اور مملکت سرہند تک فردوس مکانی کے تعلق اور تصرف مین رہے اس مقدمہ مین جب دولت خان اور غازی خان نے قسمین مغلظ کھائین اور عہد کیا اور ایک عہدنامہ بمہر قضات اور اکابر درست کرکے بھیجا امراے لاہور نے اتفاق کرکے سلطان علاء الدین لودھی کو غازی خان کے پاس بھیجا غازی خان نے اُسے فوج عظیم جانکر اپنے بھائیون کو مع اور امراے افغانان اس کے ہمراہ کرکے دہلی مین روانہ کیا اور خود باقتضاے وقت پنجاب مین رہا اور سلطان علاء الدین لودھی بادشاہ ابراہیم لودھی سے جنگ کرکے منہزم اور منکسر اور پریشان اور بدحال پنجاب کی طرف آیا اور غازی خان نقض عہد کرکے بالشکر مستعد و جرار کلانور مین گیا اور محمد علی خنگ جنگ تاب مقاومت نہ لاکر کلانور سے لاہور کی طرف آیا اور غازی خان نے کلانور پر قبضہ کرکے بیرسرو مین مقام کیا اور جب فردوس مکانی کی خبر توجہ سنی وہان سے پراگندہ ہوکر ملوٹ مین گیا اور بھائیون اور آدمیون کو وہان چھوڑکر خود دامن کوہ مین در آیا اور وہان سے دہلی مین جاکر بادشاہ ابراہیم لودھی کو دیکھا اور وہ وہان رہا یہان تک کہ جنگ فردوس مکانی اور بادشاہ ابراہیم

مین قتل ہوا اور فردوس مکانی نے موسم بہار مین شہر کابل مین بزم نشاط آراستہ کی اور جبتک اس بلدۂ فردوس قرین
مین رونق افزا رہا صبح و شام مے گلرنگ کے جام اور خوبان سیم اندام کی صحبت اور مجالست مین اشتغال فرمایا نظم
مے و معشوق و گلزار و جوانی ٭ ازین خوشتر چہ باشد زندگانی ٭ نہادہ بریکے کف ساغر مل ٭ گرفتہ در دگر کف دستہ گل ٭
جہان اینست و این خود در جہان نیست ٭ و گر ہست این عجب جز یک زمان نیست ٭ القصہ آنحضرت نے بعد انقضاے
فصل بہار بساط نشاط اٹھائی جب خبر علاء الدین لودھی کی شکست اور نالایقی غازی خان و افغانان لودھی کی یاد کی ہمت
والا نہمت انکے دفع پر تعین فرمائی اور پانچوین مرتبہ روز جمعہ غرۂ ماہ صفر ۹۳۲ نو سو بتیس ہجری خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ اللہ
الملک الاکبر مین ہدایت ازلی اور عنایت لم یزلی کے ساتھ کابل سے کوچ کرکے قریۂ یعقوب مین خیام سپہر احتشام بر پا کیے اسوقت
خواجہ حسین دیوان لاہور نے ایک خزانہ کہ محصول خالصات سے ارسال کیا تھا پہونچا اور شہزادہ محمد ہمایون نے بھی بدخشان سے
آنکر آستان پدر والا گہر کی سعادت حاصل کی اور لشکر خوب ہمراہ لایا اور خواجہ کلان بیگ بھی کہ عظماے ارکان دولت سے تھا غزنین سے
آکر شرف یاب حضور سعادت دستور ہوا اس کے بعد فردوس مکانی نے جشن عظیم آراستہ کرکے ہر ایک ملازمان درگاہ کو اقسام
احسان سے خوش دل کیا اور لاہور کی طرف سوار ہوئے اثناے راہ مین گینڈے کے شکار مین توجہ فرمائی بہادران
سیستان اور بدخشان اور جوانان نو آمد سمرقند و خراسان نے کہ صفت گینڈے کی سنی تھی اور آنکھون سے نہ دیکھا تھا
از روے ذوق میدان مین آنکر چند گینڈے زندہ گرفتار کیے اور کتنون کو ہلاک کیا اور آنحضرت نے ماہ ربیع الاول کی
پہلی تاریخ کو آب سندھ سے عبور کیا اور بخشیان عظام نے سپاہیان خاصہ اور سپاہ امرا و منصبدارون کا شمار کیا
دس ہزار آدمی قلم بند ہوئے اور آب بہٹ سے عبور کرکے جب سیالکوٹ مین پہونچے سلطان علاء الدین لودھی چہر
مجلس حضور مین آیا اور آنحضرت نے قیام تمام کیا اور لوگون کی نظر و نین اسکی ایکسے قرار و ایک شوکت ظاہر ہوئی اور محمد علی
خنگ جنگ اور خواجہ حسین شرف دیوان نے بھی وہان نقد شرف خدمت حاصل کیا دولت خان اور غازی خان کہ حسب
ظاہر آپ کو منجملہ نوکران بادشاہ ابراہیم سے شمار کرتے تھے چالیس ہزار سوار لیکر آب راوی کے کنارے اور لاہور
کے قریب فراہم ہوئے اور جب بادشاہ کے قریب پہونچنے سے خبر پائی بیدست و پا ہو کر بلا جنگ متفرق ہوئے دولتخان
مع اپنے بڑے بیٹے علی جان کے قلعہ ملوٹ مین در آیا اور غازی خان کوہ پایہ کی طرف بھاگا اور فردوس مکانی نے قلعہ
ملوٹ کے قریب جاکر محاصرہ کیا اور دولت خان نے امان کے سوا مفر اپنا نہ دیکھا قلعہ سے برآمد ہو کر ملازمت مین
پہونچا اور قبل اسکے دولت خان آنحضرت کے عزم رزم مین دو تلوارین حمایل کرکے زبان لاف و گزاف مین کھولتا تھا
اسواسطے ملازمان شاہی نے دونون تلوارین اس کی گردن مین لٹکائین اور حضوری خدمت مین جب دو زانو بیٹھنے مین تعلل
کرتا تھا اسکی گردن مین ڈالکر خواہی نخواہی دو زانو بیٹھنے کی تاکید فرماتے تھے اور ہر چند فردوس مکانی اس سے خبریں استفسار
فرماتے تھے غلبۂ خوف سے وہ قدرت تکلم پر نہ رکھتا تھا اور باوجود اسکے تمام گناہ اسکے معاف ہوئے اور آنحضرت نے اپنے قریب جگہ
دی اور قلم عفو اسکے دفتر جرائم پر کھینچا اور جب عوام الناس نے قلعہ پر ہجوم لاکر تاراجی شروع کی اور امرا کی ممانعت سے ممنوع
نہ ہوے آنحضرت نے افغانون کے حفظ ناموس کے واسطے خود سوار ہو کر چند تیر انکی طرف ڈالے اتفاقاً ایک تیر مقتل پر

تنہا ساتھ اسکے مقرر رکھی اور دولت خان کے فساد کی وجہ سے اُس سال سرہند سے لاہور کی طرف مراجعت کی اور لاہور کی داروغگی میر عبدالعزیز امیر آخور کو مقرر فرمائی اور سیالکوٹ خسرو کوکلتاش کو اور دیپالپور بابا قشقہ مغل اور سلطان علاء الدین لودھی کو جو اُس عرصہ مین شرف خدمت سے مشرف ہوا تھا تفویض فرمایا اور کلانور کو ساتھ محمد علی خنگ جنگ کے سپرد کرکے عنان معاودت کابل کی طرف معطوف کی اور آن حضرت کی غیبت مین دولتخان اور غازی خان نے بڑے حیلہ اور مکر سے دلاور خان مخاطب بخانخانان کو دستیاب کرکے اس کے پانون مین زنجیر ڈالی اور لشکر جرار سے دیپالپور کی طرف جاکر فیروزپور مین سلطان علاء الدین اور بابا قشقہ مغل سے لڑے اور انھین شکست دے کر دیپالپور پر قابض ہوئے سلطان علاء الدین لودھی کابل کی طرف اور بابا قشقہ مغل لاہور مین گیا اور دولت خان نے پانچ ہزار سوار افغان شروانی استخلاص کے واسطے سیالکوٹ پر تعین کیے اور میر عبدالعزیز میر آخور اور امراے لاہور نے اس امر سے آگاہی پائی اور خسرو کوکلتاش کی کمک کو گئے اور افغانون کے لشکر کو شکست فاحش دے کر مظفر و منصور ہوکر لاہور مین آئے اور اس درمیان مین ایک لشکر بادشاہ ابراہیم لودھی کی طرف سے دولت خان اور غازی خان کے تدارک کو نامزد ہوا تھا حوالی سرہند مین پہونچا اور دولت خان کو پھر فرصت امراے مغل سے مزاحمت کی نہ ہوئی مقابلہ اور مقاتلہ سپاہ بادشاہ ابراہیم لودھی مین روانہ ہوا اور بجواڑہ مین اس لشکر کے مقابل فروکش ہوکر سپہ سالار لشکر کو جس طور سے ممکن ہوسکا اپنا شریک کیا امرا اس معنی کو سمجھ کر سر لشکر کے بے اطلاع آدھی رات کو کوچ کرکے بادشاہ ابراہیم کے پاس گئے مقارن اس حال کے سلطان علاء الدین لودھی کہ کابل کی طرف گیا تھا لاہور مین آن کر فرمان امراے مغل کے نام اس مضمون کا لایا کہ امداد سلطان لودھی کی کرکے دہلی مین جاوین اور تسخیر کرکے ساتھ اسکے سپرد کرین دولت خان اور غازی خان اس مضمون کو دل مین لاکر آدمی امراے فردوس مکانی کے پاس بھیجکر بولے کہ سلطان علاء الدین لودھی ہمارا شہزادہ ہے اور ہماری غرض یہ ہے کہ وہ بادشاہ افغانون کا ہوئے اُسے تم ہمارے پاس بھیجو تو سریر دہلی پر بٹھاوین اور مملکت سرہند تک فردوس مکانی کے تعلق اور تصرف مین رہے اس مقدمہ مین جب دولت خان اور غازی خان نے قسمین مغلظ کھائین اور عہد کیا اور ایک عہدنامہ بمہر قضات اور اکابر درست کرکے بھیجا امراے لاہور نے اتفاق کرکے سلطان علاء الدین لودھی کو غازی خان کے پاس بھیجا غازی خان نے اُسے فوز عظیم جانکر اپنے بھائیون کو مع اور امراے افغانان اس کے ہمراہ کرکے دہلی مین روانہ کیا اور خود باقتضاے وقت پنجاب مین رہا اور سلطان علاء الدین لودھی بادشاہ ابراہیم لودھی سے جنگ کرکے منہزم اور منکسر اور پریشان اور بدحال پنجاب کی طرف آیا اور غازی خان نقض عہد کرکے با لشکر مستعد و جرار کلانور مین گیا اور محمد علی خنگ جنگ تاب مقاومت نہ لاکر کلانور سے لاہور کی طرف آیا اور غازی خان نے کلانور پر قبضہ کرکے بیر سرور مین مقام کیا اور جب فردوس مکانی کی خبر توجہ سنی وہان سے پراگندہ ہوکر ملوٹ مین گیا اور بھائیون اور آدمیون کو وہان چھوڑ کر خود دامن کوہ مین در آیا اور وہان سے دہلی مین جاکر بادشاہ ابراہیم لودھی کو دیکھا اور وہ وہان رہا یہان تک کہ جنگ فردوس مکانی اور بادشاہ ابراہیم

آبادی سے نہ چھوڑا اور تیس ہزار بندی و غلام اردو مین ہم پہونچے اور غنائم شمار سے باہر تھی اور مقدم کفار سید پور
کا کہ امرائے افغان سے متعلق تھا مائل نہ ہوتا تھا دستیاب کر کے علف تیغ سیاست کیا اور پھر کابل کی طرف تشریف
لے گئے اور بعد چند عرصہ کے قندھار کی تسخیر کو نہضت فرمائی اور اُس قلعہ کو محاصرہ فرمایا اسوقت میرزا خان کی خبر وفات
پہونچی فردوس مکانی نے شہزادہ محمد ہمایون کو بدخشان کی حکومت پر بھیجا اور خود بدولت و اقبال تمام گرم سیر کو تحت تصرف
مین درلائے اور ان دنون مین خراسان ساتھ شہزادہ طہماسپ کے باتالیقی امیر خان مقرر تھا اسواسطے شاہ بیگ ارغون
نے ایلچی بھیجکر شہزادہ کی نسبت اظہار اطاعت کی اور امیر خان نے مقام امداد مین ہوکر فردوس مکانی سے التماس ترک
محاصرہ کی آنحضرت نے قبول نہ کر کے تین برس تک قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ باز نہ رکھا اور شاہ بیگ عاجز مطلق ہوکر ہر کیطرف
کہ توابع سندھ سے ہے بھاگا اور قندھار مع مضافات ۹۲۸ نو سو اٹھائیس ہجری مین حوزۂ دیوان بابری مین آیا اور شہزادہ
کامران میرزا کو عنایت ہوا اور ان دنون مین دولت خان لودھی نے بادشاہ ابراہیم سے متوہم ہوکر اپنے آدمی معتمد فردوس مکانی
کے پاس کابل مین بھیجے اور طلب قدوم کر کے حد سے زیادہ اخلاص اور دولت خواہی اظہار کی اور وہ حضرت
چوتھی مرتبہ ۹۳۰ نو سو تیس ہجری مین قدم مبارک رکاب دولت مین ڈال کر کوچ بر کوچ کھکران کے درمیان سے قطع
مسافت فرماکر شہر لاہور سے چند کوس ادھر آئے بہار خان اور مبارک خان لودھی اور بھکن خان لوحانی کہ امرائے پنجاب
سے تھے ایک حشر انبوہ جمع کر کے لشکر ظفر قرین کی طرف متوجہ ہوئے اور آتش حرب افروختہ کر کے بعد کوشش بہت
سی شکست پاکر منہزم ہوئے فردوس مکانی مظفر و منصور ہوکر بلدۂ لاہور مین داخل ہوئے جیسا کہ رسم و دستور
چنگیزیون کا ہے بازارون کو فال و شگون کے واسطے آگ دے کر جلایا اور تین چار دن کے بعد قلعہ دیبالپور پر چڑھائی
کی اور اس کو بھی سر کر کے وہان کے اہالیان کو قتل عام فرمایا اور دولتخان لودھی کہ بادشاہ ابراہیم سے باغی ہوکر
بلوچون کے درمیان رہتا تھا اس فتح کے بعد اپنی اولاد یعنے علی خان اور غازی خان اور دلاور خان کے ہمراہ دیبالپور مین
آنکر ملازمت آنحضرت حاصل کی اور جالندر اور سلطانپور و دیگر پرگنہ جاگیر پائے اور امرائے کلان کے سلک مین منتظم ہوا اور مرقم
ثقہ اور سالخوردہ سے مین نے سنا ہی کہ یہ دولت خان اس دولت خان لودھی کی نسل سے ہی کہ جسنے ۸۱۶ آٹھ سو سولہ ہجری
مین چند مدت دہلی کی بادشاہی کی تھی القصہ دولت خان نے کہا تھا رہ مین اسمعیل جلوانی اور مین جلوانی اور دوسرے
افغان جلوانی فراہم ہوئے ہین اگر فوج اس طرف جاکر انکو متفرق اور پریشان کرے نہایت انسب ہے آنحضرت نے
یہ بات قبول فرمائی اور افواج بھیجنے کا تہیہ کیا اس وقت اس کے چھوٹے بیٹے دلاور خان نے ازروے اخلاص عرض
اقدس مین پہونچایا کہ میرے باپ اور بھائی غازی خان مکر و فریب سے چاہتے ہین کہ لشکر کو حضرت سے دور کرین
اور فریب دے کر نقش دغل کھیلین آنحضرت نے بعد تحقیق و تفحص دولت خان کو مقید کیا اور آب ستلج سے عبور کر کے
نوشہر مین نزول اجلال فرمایا اور چند عرصہ کے بعد دونون کے گناہ معاف فرمائے اور قصبہ سلطانپور بنا کیا ہوا
اسی دولت خان کا ہی اور وطن بھی اسکا تھا اسکی جاگیر مین مقرر ہوا اس صورت مین باپ بیٹے جب سلطانپور مین پہونچے
اہل و عیال اپنے لیکر کوہ لاہور کے دامن مین در آئے فردوس مکانی نے دلاور خان کو خطاب خانخانی فرماکر دونون کی جاگیر

کیے اور وہ ولایت خواجہ کلان کو عنایت فرماکر مراجعت کی اور جب بادشاہ سکندر لودھی بادشاہ ہند فوت ہوا بادشاہ ابراہیم لودھی نائب مناب اس کا ہوا امراے افغان نے جو نہایت قوی تھے نفاق پر کمر باندھی جسطرح کہ اطاعت اسکی چاہیئے تھی نہ کی اس سبب سے انتظام نے مملکت ہند سے کنارہ قبول کیا فردوس مکانی موقع پاکر عازم تسخیر ممالک ہند ہوئے اور چار مرتبہ اس ملک پر چڑھائی کی پانچوین مرتبہ گوہر مقصود ہاتھ مین لائے اور دار الملک دہلی کے شاہ ہوئے اول مرتبہ ۹۲۵ھ نوسو پچیس ہجری مین دریاے سندھ کے کنارے تک کہ اسوقت ساتھ نیلاب کے شہرت رکھتا ہے سوار ہوئے جس شخص نے سر اطاعت سے پھیرا اسکے قتل و قید مین قیام کیا اور آب نیلاب سے عبور کرکے بہرہ تک کہ پرگنات معتبرہ پنجاب سے ہے گیا اور اس سبب سے کہ وہ حدود اکثر اوقات اولاد امیر تیمور صاحبقران کے تصرف مین رہے تھے رعیت مطیع اور فرمانبردار ہوئی اور تاخت و تاراج کے صدمہ سے امین ہوئی اور اس کے شکریہ مین جلد چار لاکھ شاہرخی خزانہ مین داخل کئے فردوس مکانی نے ایلچی مولانا مرشد نام کو سلطان ابراہیم کے پاس بھیکر پیغام دیا کہ جو وہ ولایت اکثر اوقات صاحبقران کی اولاد اور دولتخواہوں کے تصرف مین تھی اب بھی بہرہ کو مع توابع اور لواحق اس طرف چھوڑیں تو دوسری ولایتون مین تمھاری تعرض نہ پہونچے اور اس وقت خبر تولد فرزندی آنحضرت کو پہونچی چونکہ تسخیر ہند پیش نہاد ہمت تھی یہ سوم ساتھ ہندال میرزا کے کیا اور اس ولایت کو آب چناب تک حسین بیگ اتکہ کے سپرد فرماکر خود گکھڑ انکی ولایت کی سمت متوجہ ہوئے اور ہاتھی گکھڑ نے قلعہ پربالہ مین تحصن ہوکر رایت مجادلہ بلند کیا اور آخر کو ایک دن قلعہ سے برآمد ہوکر اس مقام مین کہ محل تردد زیادہ ایک سوار سے نہ تھا جنگ مین ایسادہ ہوا اور دوست بیگ کے ہاتھ سے کہ سردار آنحضرت کا تھا شکست پائی اور جو فرصت قلعہ مین داخل ہونے کی نہ پائی کوہستان کی طرف بھاگا اور قلعہ مع خزانہ اور دفینہ بادشاہ کے تصرف مین آیا اور ولایت بہرہ اور سندھ کے درمیان کی محمد علی خنگ جنگ کے سپرد کرکے کابل کی طرف مراجعت فرمائی اور دوسری مرتبہ اواخر ۹۲۵ھ نوسو پچیس ہجری مین بقصد تسخیر لاہور استعداد کرکے کابل سے روانہ ہوئے اور اثناے راہ مین تادیب الوس یوسف زئی کی فرض جانکر تاخت و تاراج کیا اور زراعت بھی اسکی پامال اور خراب کی اور جب پشاور مین پہونچا قلعہ کو تعمیر کرکے آب سندھ سے عبور کیا چاہتا تھا ناگاہ خبر آئی کہ سلطان سعید کاشغر سے متوجہ تسخیر بدخشان ہے اسواسطے عزیمت لاہور فسخ کرکے میرزا محمد سلطان ابن سلطان اویس مایقرا ابن منصور بن عمر شیخ بن امیر تیمور صاحبقران کو مع چار ہزار سوار لاہور مین نامزد کیا اور خود کابل کی طرف متوجہ ہوا اور جب اثناے راہ مین خبر سلطان سعید کے بازگشت کی پہونچی فردوس مکانی نے بخاطر جمع افغانان خضر خیل کے سر پر کہ وہ رہزنی مین مبادرت کرتے تھے تاخت کرکے ہلاک کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر کابل کی طرف روانہ ہوئے اور تیسری مرتبہ ۹۲۶ھ نوسو چھبیس مین بسعادت و اقبال ہند کی طرف توجہ فرمائی اور ہر منزل مین افغانونکی جسکو جستجو کرتے تھے اور جو دستیاب ہوتا تھا اسے تنبیہ اور تادیب فرماتے تھے غرضکہ سیالکوٹ مین نزول اقبال اور حلول اجلال فرمایا اور وہان کے باشندون نے بعجز تمام امان چاہی اور جان و مال اور ناموس سے محفوظ ہوئے لیکن جسوقت کہ رایت اٹھا پیکر آنحضرت نے پرگنہ سید پور پر ظل وصول ڈالا وہاں کے لوگون نے نامساعدت بخت سے نشان مخالفت کا بلند کیا اور تیغ اہل چغتائی نے ان کی سرافشانی کی اور کچھ اثر آدم اور

نہ گیا بادشاہ قندز مین آئے اسوقت خانزادہ بیگم ہمشیرہ فردوس مکانی کہ سمرقند کے محاصرہ مین شیبانی خان کے
ہاتھ آئی تھی اور وہ اپنے عقد نکاح مین لایا تھا شاہ اسمعیل صفوی نے اس کو مرد سے باعزاز تمام تر قندز مین
بھیجا ان حضرت نے جان میرزا کو مع تحف و نفائس شاہ اسمعیل صفوی کے پاس ہرات مین بھیجکر کمک طلب کی
اور خود حصار کی طرف روانہ ہوئے اور جو سلاطین اوزبک نخشب مین کہ اب ساتھ قرشی کے مشہور ہے اجتماع رکھتے
تھے ان کی جنگ مین صرفہ نہ دیکھ کر جا ہائے قلب بین در آیا اور چند عرصہ مین جب جمعیت بہم پہونچی اور ایک قوت
پیدا ہوئی ہمراہ ان کے جنگ کر کے غالب ہوا اور حمزہ سلطان اور مہدی سلطان کہ اسیر ہوئے تھے قتل
ہوے اور بادشاہ نے جان میرزا کو کہ اس دن جانسپاری کی تھی سرفراز فرمایا اور اس درمیانمین احمد سلطان اور
صوفی علی اور علی قلی خان استاجلو اور شاہرخ خان افشار از جانب شاہ اسمعیل صفوی کمک کو پہونچے چنانچہ حصار اور قندز اور
بقلان تصرف مین آیا اور جمعیت آنحضرت کی قریب ساٹھ ہزار کے پہونچی بخارا کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور سلاطین
اوزبک مثل عبداللہ خان اور جانی بیگ سلطان کو پسپا کر کے بخارا پر متصرف ہوئے اور نصف ماہ رجب سنہ مذکور مین
وہان سے سمرقند تشریف لے گئے اور تیسری مرتبہ خطبہ اور سکہ اُس شہر کا اپنے نام جاری کیا اور اس جگہ مقام کیکے ناصر میرزا
کو کابل کی حکومت پر تعین فرمایا اور لشکر شاہ اسمعیل صفوی کو بھی نہایت اعزاز و احترام سے رخصت دیکر آٹھ مہینے تک
اس بلدہ جنت نشان مین سریر عیش و کامرانی پر متمکن رہے اور جب لشکر بہمن نے رخت سفر باندھا فصل بہار پہونچی
اوزبک کہ ترکستان کی طرف گئے تھے مع سپاہ آراستہ جلوہ گر ہوئے اور تیمور سلطان کہ قائم مقام شیبانی خان ہوا تھا
ہمراہ عبداللہ خان اور جانی بیگ سلطان کے بخارا کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوا اور فردوس مکانی ان کا پیچھا کر کے
بخارا کی طرف گرم عنان ہوئے اور سلاطین مذکورین نے بخارا کے قریب جنگ کی اور آنحضرت شکست کھاکر بخارا مین
آئے اور اوزبکون کے غلو سے وہان مجال توقف نہ پائی پھر سمرقند مین داخل ہوئے اور اُس بلدہ مین بھی آرام
میسر نہ ہوئی حصار اور شادمان کی طرف گئے اور اس وقت نجم الثانی اصفہانی کہ سپہ سالار سپاہ قزلباش ہو کر بقصد
تسخیر بلخ اس طرف آیا تھا فردوس مکانی نے اس سے ملاقات کی اور ملک موروثی کی طمع پھر جاگزین ہوئی القصہ
نجم الثانی نے تھوڑی توجہ مین قلعہ فراش کو اوزبکون سے لے کر قتل عام کیا اور عدد مقتولون کا پندرہ ہزار پہونچا
اور مولانا بنائی از انجملہ تھے اور بعد اس فتح کے نجم الثانی نے نہایت عجب و نخوت مین باتفاق فردوس مکانی قجدوان
کی طرف جاکر قلعہ کا محاصرہ کیا اور سلاطین اوزبکیہ بخارا سے بسامان تمام قجدوان مین آنکر جنگ مین مشغول ہوئے اور
نجم الثانی کو مع اکثر لشکر قزلباش قتل کیا اور فردوس مکانی اپنی جمعیت لیکر حصار شادمان کی طرف متوجہ ہوئے اور امرائے
مغل کہ ہمراہ تھے بیوفائی کر کے ایک شب کو آنحضرت پر شبخون لائے آنحضرت نے عریان از دریا پر ہنہ خیمہ سے برآمد ہو کر عاقلانہ
اپنے کو ادرک تک حصار مین پہونچایا اور وہ جماعت جو شے کہ لشکر گاہ مین تھی تاراج کر کے متفرق ہوئی فردوس مکانی پھر اس حدود مین
صلاح توقف نہ دیکھکر کابل مین آئے اور ناصر میرزا کو غزنین کی حکومت دیکر سنہ ۹۲۴ نو سو چوبیس ہجری مین سواد وبجور کی طرف
ساتھ افغانان یوسف زئی کے تعلق رکھتا تھا گئے اور جب افاغنہ نے اطاعت نہ کی ہزار افغان کو قتل کر کے انکے زن و فرزند اسیر

اطراف مین پہونچی جان میرزا کو پیشتر زبیر راعی کے روبرو بھیجا اور خود آہستہ پیچھے جاتی تھی ناگاہ لشکر میرزا ابابکر کا شغری
دوچار ہوا اور شاہ بیگم کو گرفتار کرکے میرزا ابابکر کے پاس لے گئے اور جب جان میرزا زبیر راعی کے پاس گیا تو اس نے زیادہ
ایک نفر سے اُسکے نزدیک بچھوڑا مانند مجبوسون کے نگاہ رکھا اور یوسف علی کوکلتاش نے کہ جان میرزا کا نوکر قدیم تھا سترہ
آدمیون سے رات کے وقت زبیر راعی پر تاخت لاکر اُسے قتل کیا اور جان میرزا کو بادشاہی پر مقرر کیا اور واقعات بابری
مین مرقوم ہی کہ بدخشان کے بادشاہ قدیم کہ شاہ بیگم انکی نسل سے تھی اپنا نسب ساتھ سکندر فیلقوس کے پہونچاتے تھے اور ۹۱۶ھ
نوسو سولہ ہجری مین جب درمیان مملکت شاہ اسمعیل صفوی بادشاہ ایران اور شیبانی خان کے فاصلہ نہ رہا اور اوزبک متعرض
سرحد قزلباش ہوتے تھے شاہ اسمعیل صفوی نے ایلچی کو شیبانی خان کے روبرو بھیجکر نامہ لکھا کہ ہاتھ تعرض دامن مملکت عراق
سے کوتاہ کرے اور یہ بیت اسمین درج کی بیت نہال دوستی بنشان کہ کام دل ببار آرد ٭ درخت دشمنی برکن کہ رنج
بیشمار آرد ٭ شیبانی خان نے درجواب لکھا کہ دعوی سلطنت اور معارضہ بادشاہون کے ساتھ اُس شخص کو پہونچتا ہے
کہ باپ اور دادا جسکے بادشاہی کرتے رہے ہون تجھے آق قوینلو ترکمانون سے دشمنی کرکے دعوی خلافت کرنا معنی نہین رکھتا
ہے علاوہ برین اسوقت سلطنت ساتھ تیرے پہونچتی ہے کہ مثل میرے کوئی بادشاہ وارث اقالیم سبعہ درمیان مین نہ تھا
مصرع گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش ٭ اور عصا اور ایک کجکول تحفہ بھیجا کہ میراث تیرے باپ کا اور کام تیرا یہ ہے
بیت نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تردارند ٭ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ٭ اور اگر قدم اپنی حد سے باہر
رکھے گا سر اپنے سے اندیشہ کر بیت عروس ملک کسے درکنار گیرد چست ٭ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ٭ شاہ اسمعیل نے
درجواب تحریر کیا کہ اگر سلطنت میراث ہوتی پیشدادیون سے کیان کو نہ پہونچتی اور ساتھ چنگیز خان کے منتقل نہ ہوتی تجھے
کہان سے پہونچتی اور یہ کہ تو نے لکھا ہی بیت عروس ملک کسے درکنار گیرد چست ٭ کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند ٭ میرا بھی
قول یہی ہے مصرع جانان سخن از زبان مامیگوئی ٭ مین فی الفور آتا ہون اگر میدان جنگ مین نکلے گا تو باقی باتین جرگاہ
مین تجھ سے کہون گا اور جو نہین یہ چرخہ اور تکلا کہ مین نے تیرے پاس بھیجا ہی اپنے روبرو رکھو اور ایسے کام کی طرف رجوع
ہو کہ تیرے لایق ہی فرد بس تجربہ کردیم درین دیر مکافات ٭ باآل نبی ہر کہ درافتاد برافتاد ٭ اور نامہ کے متعاقب شاہ اسمعیل
صفوی بھی روانہ ہوا اور حکام اوزبک کو ممالک خراسان سے نکالکر مرو تک کسی مقام مین باگ شبدیز عزیمت کی نہ موڑی
اس عرصہ مین شیبانی خان نے اول صلاح جنگ مین نہ دیکھی قلعہ مرو مین متحصن ہوا اور آخر کو جب خط شاہ اسمعیل صفوی کا متضمن
سرزنش بسیار و مبنی ملامت بیشمار پہونچا خلائق سے شرمندہ ہوکر باہر آیا اور مصاف کرکے منہزم ہوا اور مع پانچ سو آدمی
کے کہ وہ سب سلاطین اور امرازادے تھے چہار دیواری مین کہ راہ باہر جانے کی نہ رکھتے تھے داخل ہوا اور قزلباش
نے تعاقب کرکے شیبانی خان کو مع تمامی امرا و سلاطین قتل کیا اسوقت جان میرزا نے یہ خبر بدخشانین فردوس مکانی کو بھیجی
اور خود قندز کی طرف گیا اور لکھا کہ فرصت غنیمت ہے جلد تشریف اس طرف ارزانی فرمایئے اور مملکت موروثی یعنے فرغانہ
وغیرہ پر متصرف ہوجیے وہ حضرت تعجیل ۹۱۷ھ نوسو سترہ ہجری مین حصار کی طرف گئے اور باتفاق میرزا جان آب آمویہ
سے عبور کرکے حصار کے حوالی مین پہونچے لیکن اوزبک اس مقام کو مضبوط رکھتے تھے کچھ کام بیش رفت

ارغون یساول کی طرف اور محمد مقیم زمین داور کی سمت بھاگا اور بادشاہ نے قلعہ قندھار کو مسخر کیا اور خزانے اور نفائس
امیر ذوالنون کے ہاتھ آئے لیکن بادشاہ عالی ہمت نے سب مال امرا اور افسران سپاہ پر قسمت کیا حکومت قندھار
اور زمین داور ناصر میرزا کو تفویض فرماکر منصور و مظفر کابل کی طرف تشریف لے گیا اور شیبانی خان اسی سال محمد مقیم ارغون
کے اغواسے کہ زمین داور سے داوری کے واسطے اس کے پاس گیا تھا قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر میرزا
نے حصاری ہوکر فردوس مکانی کے پاس عرضی بھیجی جواب صادر ہوا کہ حتی الامکان قلعہ کی محافظت میں کوشش کرے
اور اگر کار تنگ ہو صلح کرکے آپ کو حضور میں حاضر کرے تو باتفاق عوض اُس کے ممالک ہندوستان سے اپنے تصرف
میں لاوین چونکہ آنحضرت کو طاقت مقاومت شیبانی خان نہ تھی دغدغہ کلی بہم پہونچا کر ساتھ امرا کے مشورہ کیا اور کہا کہ کوئی
جاے امن اپنے واسطے پیدا کرنا چاہیے اور بدخشان یا ہندوستان کو مسخر کرنا چاہیے والا رہنا کابل کا بہت دشوار ہے
ایک جماعت نے بدخشان کو تجویز کیا اور بعضوں نے ہندوستان کو ترجیح دی فردوس مکانی نے شق آخر کو پسند کیا اور
ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے اور تومان سنگھار میں اقامت کرکے بعضے امور کے سبب جن میں سب سے بڑھکر سبب
بے سامانی تھا ہندوستان کی فسخ عزیمت کرکے پھر کابل کی جانب مراجعت کی اور ان دنوں میں ناصر میرزا نے قلعہ سے
برآمد ہوکر آپ کو بھائی کی ملازمت میں پہونچایا تھا اور شیبانی خان جو حصار شہر لینے کے بعد قلعہ ارک کو محاصرہ میں رکھتا تھا
بعضے اخبار سنکر عبداللہ سلطان کو مع اولاد امیر ذوالنون کے اسکی تسخیر کے واسطے چھوڑا اور خود خراسان کی طرف علم مراجعت کا
بلند کیا اور اُس عرصہ میں قلعہ قندھار کا دوبارہ ارغونیہ کے تصرف میں آیا عبداللہ سلطان اپنی ولایت کی طرف گیا اور کابل
کے باشندے مطمئن ہوکر بستر فراغت پر سوے اور اُس سال کہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری تھے شب سہ شنبہ ماہ ذیقعدہ کی چوتھی
تاریخ کو قلعہ ارک کابل میں شہزادہ ہمایون متولد ہوا مصرع شاہ فیروز بخت شد تاریخ ۔ اور ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری میں فردوس مکانی
افغانان ہمند پر فوج کش ہوے اور اُس عرصہ میں خسرو شاہ والی مغلوں کی ایک جماعت نے فرصت دیکھ کر عبدالرزاق
میرزا ابن الغ بیگ میرزا کو بادشاہ بنایا اور تین چار ہزار آدمی اس کے پاس فراہم ہو گئے اور فساد عظیم حادث ہوا
چنانچہ بادشاہ پر تہور ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کے پاس پانچ سو آدمی سے زیادہ نہ رہے تھے لیکن وہ حضرت باوجود
اس احوال کے ہمت اُس فساد کے دفع پر تعین کرکے کابل کو روانہ ہوئے اور مخالفوں سے ایسے لڑے کہ داستان سفندیار
اور افراسیاب کی منسوخ ہوئی اور بہ نفس نفیس خود اس دن مخالف کے پانچ بہادروں سے مقابل ہوکر زخم تیر و شمشیر سے
قتل کیے اور اسامی اس جماعت کی یہ ہیں علی شب کور اور علی سیستانی اور نظر بہادر اوزبک و یعقوب تیز جنگ و اوزبک بہادر
چنانچہ جب یہ پانچوں آدمی کہ بازوے لشکر مخالفین تھے مارے گئے میرزا عبدالرزاق گرفتار ہوا اور ہزیمت انکی شامل حال ہوئی اسوقت
فردوس مکانی نے اُسے آزاد کیا اور جب دوسری مرتبہ مصدر فتنہ ہوا تب مقتول ہوا اسکے بعد جب ولایت خسرو شاہ کی اوزبکوں
کے تصرف میں آئی مردم بدخشان نے جادۂ اطاعت سے قدم باہر رکھا اور ہر ایک گوشہ میں ایک سردار پیدا ہوا اور زبیر نام ایک
شخص کہ ساتھ راعی کے ملقب تھا قوی تر سب سے ہوا خان میرزا باتفاق اپنی والدہ کلان شاہ بیگم کے کہ وہ بدخشان کے شاہان
قدیم کی نسل سے تھی اس ملک کی طمع میں پڑا اور بادشاہ سے رخصت لیکر اُس طرف روانہ ہوا جب شاہ بیگم بدخشان کے

اور عزیزون کے پاس بھیجکر طلب کیا فردوس مکانی کہ انتقام لینے کی فکر مین تھے کابل سے کوچ کرکے روانہ ہوئے
باثنائے راہ جہانگیر میرزا کی فکر مین باعث عنان فرمائی احتشام کے بزرگون نے اس معنی کو دریافت کرکے جہانگیر میرزا کی
بیوفائی اور ملازمت مین آنحضرت کے پہونچکر اظہار اطاعت کیا جہانگیر میرزا مضطرب ہوکر اپنے بھائی کی خدمت مین آیا
اور اُسکی رکاب مین خراسان کی سمت روانہ ہوا اور جب موکب بابری ولایت تیمروزمین پہونچا خبر وفات سلطان حسین میرزا
کی شایع ہوئی چنانچہ رسالہ واقعات بابری مین مرقوم ہے کہ باوجود اس خبر کے مین نے رعایت ناموس خاندان کی کرکے
خراسان کی طرف توجہ کی اگرچہ اس توجہ مین بہت غرضین و مطالب تھے مقارن اس حال کے شہزادون کے ایلچی تواتر آئے
فردوس مکانی جو جنگ اوزبک کا عاشق تھا قبیل تمام مرتاب کی طرف کرمل جبل افواج تھا متوجہ ہوا اور تبادی آخر کی آٹھوین کو لشکر داد
کے نواح مین پہونچا مظفر حسین میرزا اور ابو الحسن میرزا بدیع الزمان میرزا کے فرمان کے بموجب استقبال کیواسطے سوار ہوئے اور
آنحضرت کو اردو مین لاکر بدیع الزمان میرزا سے ملاقات کروائی اور چند روز کے بعد شہزادگان بیشتر طلب جنگ اوزبک کی نیت
نکی جب جاڑے کا موسم پہونچا قشلاق کے بہانہ ہرایک نے ایک مقام کا راستہ لیا فردوس مکانی بدیع الزمان میرزا کے ہمراہ
ہرات مین آیا جو موسم سردی کا پہونچا تھا کابل کو روانہ ہوا اور چہار استون کو برف نے بند کیا تھا بزحمت بسیار ولایت ہزارہ
کے درمیان آیا اور جنگ کنان وہان سے گذر اکسواسطے کہ محمد حسین گورکان اور سنجر برلاس اور ایک جماعت مغلون نے
کابل مین جان میرزا کو کہ عم و پسر خالہ بادشاہ ہوتا تھا بادشاہ بناکر نقصان مملکت مین پیدا کیا تھا فردوس مکانی نے
اثنائے راہ سے خبر سلامتی اور اپنے پہونچنے کی لکھکر کابل مین بھیجی کیونکہ مردم کابل نے سنا تھا کہ ابو سلطان حسین میرزا
نے بادشاہ کو پکڑکر اختیار الدین کے قلعہ مین قید کیا ہے سر آئینہ وصول اسکے سے خوشحال ہوئے اور ایک جماعت نے کہ قلعہ
ارگ کابل مین حصاری ہوئی تھی استظہار پایا اور اسکے بعد کہ فردوس مکانی کابل مین پہونچے اہل حصار انکے شریک ہوئے اور مخالفون
کو جنگ کرکے شکست دی اور جان میرزا اور محمد حسین گورکان کو اسیر کیا اور آنحضرت نے از راہ مروت آزاد کرکے رخصت فرمایا
اور میرزا جان اولاد امیر ذوالنون کے پاس گیا اور محمد حسین گورکان فرار اور سیستان کی سمت روانہ ہوا اور ناصر میرزا چھوٹا
بھائی فردوس مکانی کا کہ حکومت بدخشان رکھتا تھا امراے شیبانی خان سے شکست پاکر کابل کی طرف آیا اور جہانگیر میرزا
خراسان سے مراجعت کے وقت افراط شراب سے اسہال دموی بہم پہونچاکر فوت ہوا تھا اس کی جگہ ناصر میرزا کو عنایت
فرمائی اور سنہ ۹۱۳ نو سو تیرہ ہجری مین تاخت الوس افغانان خلجی کے واسطے سوار ہوئے اور ایک لاکھ گوسفند و باقی اور اموال
آن حضرت کی سپاہ کے ہاتھ آیا اور باز گشت فرمائی اس وقت ارغون کے امرا نے اوزبکون کے غلبہ سے اظہار اطاعت
کرکے پیغام دیا کہ اگر اس طرف تشریف لاوین قندھار سپرد ہوگا اس واسطے آن حضرت نے اس طرف نہضت
فرمائی اور جب قلات سے عبور کیا جان میرزا نے آن کر ملازمت کی اور منظور نظر عاطفت ہوا اور جب بیشتر روانہ
ہوا شاہ بیگ اور محمد مقیم ارغون کو پیغام بھیجا کہ ہم حسب التماس تمہارے اس طرف آتے ہین لوازم اخلاص بجا لاکر
شرف مجلس حضور حاصل کرین وہ طلب سے پشیمان ہوکر پہلے قلعہ بند ہوئے اور آخر کو قلعہ سے نکل کر قریہ خشک
مین قریب قندھار مصاف کرکے دونون بھائیون نے شکست پائی اور جو فرصت قلعہ مین آنے کی نہ تھی شاہ بیگ

دیکھتا جو کچھ تیرے دل مین آوے دوستانہ کہ تو مین اُسپر عمل کرون اور اس پریشانی سے چند روز آرام کرون امیر صفا تدبیر نے زمین خدمت کو بوسہ دیکر عرض کیا کہ جب سے محمد خان شیبانی نے ممالک ماوراء النہر پر غلبہ پایا چنگاریان تفرقہ اور پریشانی کی اوپر صفحات احوال سپاہ و رعیت کے چمکین مناسب وہ ہو کہ ہم ساتھ روزگار ستیزہ کار کے موافقت کرین اور کابل کی طرف جاکر اپنے تئین مملکت اوزبک سے دور ڈالین نظم نداری اگر با عدو زور جنگ ؛ طریق مدارا گزین بیدرنگ ؛ ز ملکش بجائے نما انتقال ؛ کہ یکچند فارغ شوی از قتال ؛ فردوس مکانی اس رائے کو صواب جانکر ۹۱۰ نوسو دس ہجری مین متوجہ کابل کی طرف لایا اور جب عبور اس مقام پر کہ جہان خسرو شاہ کا مسکن تھا واقع ہوا اور وہ تدارک تقصیرات سابق کیواسطے ملازمت مین آیا فردوس مکانی نے مخفی اسکے ملازمون اور نوکرون کو کہ سوار و پیادہ ملاکر آٹھ ہزار آدمی تخمیناً ہوتے تھے فریفتہ کرکے اپنا کیا اور خسرو شاہ اس امر سے مطلع ہوکر سلامتی نفس سب چیز سے بہتر جانکر ایک رات کو تمام سلب و سامان اپنا ایک جگہ چھوڑ کر مع دو تین نوکر کے بدیع الزمان میرزا کی طرف بھاگا اور تین چار ہزار خانہ دار مغل کہ خسرو شاہ کے ہمراہ تھے آنحضرت کے شریک ہوئے اور تین چار شتر بار نقد و جنس اور تحف نفیسہ دستیاب ہوئے اور دوبارہ سامان بادشاہی بہم پہونچا کر کابل میں آیا اور کابل سلطان ابو سعید شہید کے حکم کے موافق الغ بیگ میرزا کے تصرف مین تھا اور جب وہ ۹۰۷ نوسو سات ہجری مین فوت ہوا اسکا بیٹا عبد الرزاق میرزا کہ خرد سال تھا بادشاہ ہوا اور ایک شخص زکی نام صاحب اقتدار ہوا لیکن امرا اس سے منحرف ہوئے اور عید قربان کے دن اُسے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اس سبب سے احوال کابلیون کا نہایت پریشان ہوا اور اس ملک مین انتظام و رونق نہ رہی اور محمد مقیم چھوٹا بیٹا امیر ذوالنون کا کہ حاکم گرمسیر تھا اس ملک کی طمع کرکے مع لشکر ہزارہ اور نکدری کابل کی طرف متوجہ ہوا امیر زا عبد الرزاق تاب جنگ نہ لایا افغانان لمغان کی طرف بھاگا اور کابل محمد مقیم کے تصرف مین آیا اور میرزا الغ بیگ کی بیٹی اپنے نکاح مین لایا جب بابر شاہ مع لشکر عظیم یعنے خسرو شاہ کی جمعیت سے کم کابل کے اطراف مین پہونچا محمد مقیم قلعہ بند ہوا اور آخر کو امان چاہ کر قلعہ کو سپرد کیا فردوس مکانی حکومت مین مشغول ہوے اور اس خطہ کو معمور کیا اور ماہ محرم ۹۱۱ نوسو گیارہ ہجری مین فردوس مکانی کی والدہ یعنی قتلق نگار خانم رحمت حق مین واصل ہوئی اور اسی سال ایک مہینے کے عرصہ تک ہر روز زلزلہ واقع ہوتا رہا اکثر عمارات مسمار ہوئین آنحضرت نے دوبارہ تعمیر کرکے رعایا کو مہد امن و امان مین نگاہ رکھا اور انھین دنون مین لشکر کشی کرکے قلعہ قلات کو کہ توابع قندھار سے ہی مردم ارغون کے ہاتھ سے بجبر و قہر لیا اور بدیع الزمان میرزا سے کہ اولاد ارغون کی مدد کے واسطے آیا تھا صلح کرکے قرین فتح و ظفر پلٹ گیا اور اسی سال کے درمیان قشلاقات اور ہزارجات کی طرف تاخت کی اور تادیب و تنبیہ کے بعد مقر دولت مین آیا اور غزنین جہانگیر میرزا کو مرحمت فرماکر اس طرف رخصت کیا لیکن ایک مدت کے بعد جہانگیر میرزا بیخفوری بادشاہ کا بہانہ کرکے بے اجازت کابل کی طرف آیا اور آنحضرت نے فتنہ انگیزی اعدا کے سبب اظہار عدم رضا کیا اور جہانگیر میرزا جیساکہ آیا تھا بے حکم کابل سے باہر جاکر سیدھا ادیاقات اور ہزارجات کے درمیان حوالی غزنین مین در آیا فردوس مکانی نے ماہ محرم ۹۱۲ نوسو بارہ ہجری مین خراسان کی عزیمت فرمائی کس واسطے کہ سلطان حسین میرزا شیبانی خان کے قوی ہونے سے آگاہ ہوا اور اُس تغافل سے جو بابر شاہ کو مدد نہ دینے مین کی تھی پشیمان ہوا آدمی اپنے جمیع فرزندان

کے بعد مراجعت کی اور چونکہ اوقات فردوس مکانی ساتھ صعوبت اور تنگی کے گذرتی تھی دوبارہ تاشکند مین سلطان
محمود خان بن یونس خان کے پاس تشریف لے گئے ایک مدت اوقات اس ولایت مین گذاری اور آخر کو سلطان محمود خان
بن یونس خان اور اس کا بھائی احمد خان کہ بالچہ خان مشہور ہوا تھا فردوس مکانی کی کمک کو روانہ ہوئے تو ولایت
فرغانہ سلطان احمد تنبل کے تصرف سے برآوردہ کر کے فردوس مکانی کے سپرد کرین جب ولایت فرغانہ مین پہونچے
سلطان احمد تنبل کہ غائبانہ جہانگیر میرزا کو بادشاہ جان کر اس مملکت سے دست کش ہوتا تھا مع لشکر مستعد جنگ و حرب
برآمادہ ہوا اور خوانین مغل نے کچھ امرا فردوس مکانی کے ہمراہ رکاب کر کے اس کی طرف روانہ کیے ان حضرت نے
اوس کو لیا اور مردم اور کند و فرغنستان اپنے حاکم کو اخراج کر کے مطیع ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف
نام مقام ۱۲
نہضت فرمائی اور سلطان احمد تنبل یہ خبر سنکر مقابل لشکر خوانین مغل سے اٹھکر اندجان کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ
مین آنحضرت سے دوچار ہوا اور ایسے وقت مین کہ سپاہ تاخت و تاراج کو گئی تھی جنگ کر کے شکست دی فردوس مکانی
زخمدار اوس مین گئے اور سلطان احمد تنبل باطمینان تمام اندجان مین داخل ہو کر برج و بارہ کی حفاظت مین مشغول ہوا اور اس
درمیان مین خوانین مغل کہ تعاقب مین اسکے آئے تھے پہونچے اور اندجان مین فروکش ہوئے اور فردوس مکانی بھی اُن سے
ملحق ہوئے اور چند روز کے بعد مردم اخسی نے آنحضرت کو طلب کر کے قلعہ اخسی سپرد کیا اور خوانین مغل اندجان سے کوچ
کر کے جاے مناسب مین وارد ہوے اُس وقت مین شیبانی خان با لشکر افزون از مور و ملخ و قطرات باران اخسی کی طرف
متوجہ ہوا فردوس مکانی اپنے بھائی کے ہمراہ قلعہ سے برآمد ہو کر خوانین مغل سے ملحق ہوئے پھر سب نے متفق ہو کر شیبانی خان
سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ منہزم ہوئے سلطان محمود خان بن یونس خان مع بھائی اپنے کے گرفتار ہوا فردوس مکانی مغولستان
کی طرف گئے اور ولایت تاشکند بھی شیبانی خان کے تصرف مین آئی اور نہایت استقلال ہم پہونچایا اور واسطے چند روز کے
بعد حقوق سابقہ مرعی رکھکر دونون بھائیون کو رہا کیا سلطان محمود خان بن یونس خان اپنے مقر مین جا کر امراض متضادہ
مین مبتلا ہوا ایک دن بعضے مقربون نے عرض کی کہ شیبانی خان نے تمہین زہر دیا ہی اگر حکم ہو تریاک مجرب کہ خطا مین
ہوتا ہی اور بالفعل اس مین سے سرکار مین موجود ہی ہم لاوین تو آپ اُسے استعمال کرین سلطان نے آہ سرد کھینچی اور یہ
ہان شیبانی خان نے مجھے زہر دیا ہی کہ وہ کس درجہ سے کس مرتبہ کو پہونچا ہی کہ ہم دونون بھائیون کو اسیر اور د
کے آزاد کیا امراض مختلفہ اس ننگ و عار سے میرے مزاج پر غالب آئے اگر اس زہر کے واسطے تریاق ہم پہونچے
ل کی جاوے گی اور مفید ہوگی فردوس مکانی مغلستان سے حصار و رہا و مان مین آیا اور وہان سے گذر
مدینۃ الرجال ترمذ مین پہونچا امیر محمد باقر حاکم وہان کا کہ اوزبکون کے خوف سے بستر استراحت پر بفراغت آرام نکرتا تھا
درود موکب بابری کو فوز عظیم جانا اور مع نیاز و پیشکش بانکسار تمام خدمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت نے توجہ کی
بارہ مین جس طرف کہ متضمن صلاح دولت ہو مشورہ کر کے کہا کہ مین اس درمیان مین مثل گوی خم چوگان زمانہ مین گرفتار ہون یا
اور شاہ شطرنج کی طرح بساط دہر مین خانہ بخانہ اور ہوا کے مانند سو بہ سو دوادوش اور جستجو کرتا ہون اور سرگردانی
و حیرانی کے سوا کچھ حاصل نہین ہرچند کہ اپنی قسمت کے زائچہ کو نظر کرتا ہون ضعف طالع کے سوا اپنی کچھ تقصیر نہین

میمنت لزوم سے رشک رخسار خوبان سمرقندی ہوا شیبانی خان بخارا کی طرف گیا اور محمد مزید ترخان نے فرصت پاکر
قلعہ قرشی اور حصار کو ازبکون کے تصرف سے برآوردہ کیا اور مرداورکس سے ابوالحسن میرزا نے آنکر قراکول کو لیا اور
فردوس مکانی نے سلطان حسین میرزا اور دوسرے سلاطین کے پاس ایلچی بھیجکر کمک طلب کی تاکہ یکبارگی شیبانی خان کو ماوراءالنہر
سے باہر کریے سلطان حسین میرزا اور بدیع الزمان میرزا اور خسروشاہ نے کہ عمدہ تھے تغافل کیا اور دوسرون نے اسقدر لشکر بھیجا
کہ کارگر ہوا اس واسطے شیبانی خان موسم زمستان مین زور لایا اور قراکول اور دوسرے مواضع کو بزور شمشیر لیا اور فردوس مکانی
شوال کے مہینے سنہ ۹۰۶ نوسوچھ ہجری مین لشکر فراہم لاکر باتفاق سپاہ کمک سمرقند سے بعزم رزم برآمد ہوا اور کنارہ ون
کے اطراف مین شیبانی خان سے مصاف واقع ہوئی اور قتال وجدال مین سعی موفورہ طرفین سے عمل مین آئی اور جو
لشکر کمکی سلطان محمود خان ابن یونس خان اور جہانگیر میرزا وغیرہ کی طرف سے آیا تھا سب متفرق اور پریشان ہوا ع
ان حضرت کے پاس دس پندرہ نفر سے زیادہ نہ رہے عنان پھیر کر سمرقند مین داخل ہوئے اور امرائے بزرگ مثل ابراہیم ترخان
اور ابراہیم سارو اور ابوالقاسم کوہ اور حیدر قاسم اور میر قاسم قوچین اور فدائی رومی اور خلیل برادر سلطان تنبل وغیرہ اس
معرکہ مین مارے گئے اور شیبانی خان نے سمرقند کے قلعہ کے نیچے پہونچکر بنیاد جنگ کی قائم کی اور فردوس مکانی نے مدرسہ
الغ بیگ میرزا مین سکونت اختیار کی تاکہ جس طرف کمک کے واسطے حاجت پڑے خود بنفس نفیس آپ کو پہونچا دے اور بہت
دنون تک درمیان مردم بیرونی اور درونی کے جنگ ہوتی رہی اور قوچ بیگ اور توامان کوکلتاش اور کل نظر
طغائی نہایت شجاعت اور اخلاص ظہور مین پہونچاتے تھے لیکن جب تین چار مہینے اس طرح سے گذرے اور شیبانی خان
نے حد سے زیادہ محصورون کی تضییق مین کوشش کی بلائے قحط غلہ نے شیوع پایا اور آتش جوع قلعہ بندون کے کانون معدہ
مین بھڑکی قرص خورشید سپید کے سوا کہ ہر صبح کو تنور فلک سے برآمد ہوتا تھا آدمیون کی آنکھون مین گروہ روٹی کا نظر نہ
آتا تھا اور کسی گھر مین دانہ اور گھاس موجود نہ تھا مگر مجرہ اور سنبلہ مین کہ ہاتھ کسی کا وہان نہ پہونچتا تھا علاوہ اسکے غلہ
مانند کبریت احمر یعنے گندھک سرخ کے نایاب ہوا اور کتابلی ماتحلیل کا بدل ہوا کام اس سے اور اس سے درگذرا اور گھوڑون
کے واسطے جب برگ اشجار نہ رہے چوب خشک کو زندہ کرکے اور تراش کرکے وہ تراشیدہ ایک ساعت پانی مین ترکرکے علیق
کے عوض گھوڑون کو دیتے تھے فردوس مکانی نے ایام محاصرہ مین ایلچی مکرر حکام خراسان اور قندزاور بقلان اور مغلستان
کے پاس بھیجکر کمک طلب کی لیکن کوئی فریاد کو نہ پہونچا اس لیے وہ حضرت لاچار ہوئے اور ابتدائے سنہ ۹۰۷ نوسو سات
ہجری مین آدھی رات کو کہ دیدہ روشن خلک کے سوا کسی پاسبان کی آنکھ سما سے سمک تک کشادہ نہ تھی خواجہ ابوالمکارم
اور بعضے دیگر آدمیون اعاظم سے قریب سولفر کے سمرقند سے برآمد ہوا اور اندجان کی طرف نہ گیا تاشکند کی جانب
روان ہوا اور جہانگیر میرزا اس وقت سلطان احمد تنبل سے جدا ہوکر بھائی کی خدمت مین حاضر ہوا اور فردوس مکانی
جب تاشکند مین پہونچا سلطان محمود خان بن یونس خان نے مقدم شریف کی تعظیم گرامی تصور کرکے لوازم ضیافت
پیش پہونچائے اور رخصت کے وقت اراپتہ حضرت کے پیش کش کیا تو وہان رونق افزا ہوکر موسم
زمستان لبسعادت وبرکت بسر فرمادین اور شروع بہار مین شیبانی خان نواحی اراپتہ مین آیا اور تاخت وتاراج

ع چونکہ ان سپاہیوں کی تنخواہ [illegible] اس لیے اپنی اپنی جگہ [illegible] ۱۲

مع دو سو چالیس کس کے شہر مین داخل ہوا اور مردم کوچہ و بازار سے جو کہ بیدار تھے لوازم دعاگوئی بجا لائے
اور تھوڑے عرصہ مین خلق تمام شہر کی آگاہ ہوئی اور ازبکون کو جہان پاتے تھے تہ تیغ کرتے تھے اور جان وفا میرزا حاکم
شہر نے مع ایک جماعت ازبکان خونخوار خواجہ قطب الدین یحیی کے مکان سے برآمد ہو کر باہر کا راستہ لیا اور اپنے تئین شیبانی خان
کے پاس کہ سات یا آٹھ ہزار سوار ازبک سے قلعہ دیدار کے نواح مین تھا پہونچا کر قضیہ سے آگاہ کیا چنانچہ شیبانی خان
ایلغار کرکے ساتھ ایک سو اور پچاس آدمی کے علی الصباح دروازہ آہنی پر پہونچا اور جب جانا کہ کچھ کام نہو سکیگا اسیوقت
پلٹا اور اسکے بعد سمرقند کے اعیان و اکابر آنحضرت کی ملازمت مین سرفراز ہوے اور لوازم تہنیت بجا لائے اور مولانا ثنائی
شاعر نے کہ اسوقت شیبانی خان کا ملازم تھا اور خواجہ ابو البرکات سمرقندی کہ آخر زمانہ شاہ طاہر مین دکن مین آیا تھا فضیلت
اور ندیمی مین عدیل اور نظیر نہ رکھتا تھا ان دونون نے مجلس ہمایون مین راہ پائی اور رسالہ ترکی تالیف اس بادشاہ مین کہ
ساتھ واقعات بابری کے شہرت رکھتا ہی بادشاہ نے اپنے قلم سے خود اس طرح لکھا ہی کہ سلطان حسین میرزا نے ہرات کو ایسی
ہی غفلت مین لیا تھا لیکن نزدیک ارباب عقل کے کہ انصاف رکھتے ہون درمیان اس فتح اور اس فتح کے فرق بہت ہے
اول یہ کہ سلطان حسین میرزا جنگ و جدل بہت دیکھے ہوئے تھا اور تجربہ بہت حاصل کیا تھا دوسرے یہ کہ غنیم اسکا یادگار
محمد میرزا جوان سترہ اٹھارہ برس کا تھا تجارب زمانہ سے اس قدر بہرہ نہ رکھتا تھا تیسرے یہ کہ اسکے تئین امیر علی اخور
نے کہ درمیان غنیم کے تھا اور تمام کیفیتون پر اطلاع رکھتا تھا طلب کیا تھا چوتھے یہ کہ ہرات خالی تھا اور یادگار میرزا
باغ زاغان مین مینوشی مین اشتغال رکھتا تھا کہ اس شب کو تین آدمی باغ کے دروازہ پر تھے اور وہ بھی یادگار محمد میرزا
کی طرح مست اور مدہوش تھے پانچوین یہ کہ سلطان حسین میرزا نے اول ہی مرتبہ ایلغار کرکے انکو غافل پاکر فتح کی اور
میرا سمرقند فتح کرنا اس کیفیت سے ہی کہ مین سمرقند کے لینے مین انیس برس کا تھا اور معرکے بہت نہ دیکھے تھے
اور تجربہ حاصل نہ کیا تھا اور میرا غنیم شیبانی خان مرد سالخوردہ اور تجربہ کار تھا اور سمرقند سے کوئی میری طلب کو نہ آیا تھا
اگرچہ دل انکا میری طرف مائل تھا لیکن شیبانی خان کے خوف سے کسی کو زہرہ اسکے اظہار کا نہ تھا اور جان وفا میرزا مع پچھ سو
ازبک خونخوار کے رستم اور اسفندیار کو اپنا غاشیہ کش جانتا تھا قلعہ مین موجود تھا اور محافظت مین قیام رکھتا تھا
ان سے مین نے قلعہ لیا اور حاکم کو مین نے پسپا کرکے مفرور کیا اور پہلی مرتبہ جبکہ ایلغار کے تمام سمرقندی آگاہ ہوچکے تھے اور دوسری
مرتبہ فتح میسر ہوئی یہانتک ترجمہ عبارت ترکی ان حضرت کا ہی اب ضمیر مورخان دانش پذیر پر مخفی اور محتجب نہ رہے کہ تسخیر سمرقند
جس طرح سے کہ فردوس مکانی کو میسر ہوئی بغایت مشابہ ہی ساتھ حکایت لوائی امیر تیمور صاحبقران گورکان بہمراہی دو سو
تینتالیس آدمی شب کو قرشی مین اور لینا اس بلدہ کا کمال دل خوشی مین لیکن فردوس مکانی برعایت ادب صاحبقران کا نام
زبان پر نہ لایا اور اس وقت قرشی مین کوئی فرمانروا نہ تھا اور امرا مثل امیر حسین اور امیر موسی شہر کے باہر تھے اور امیر موسی کا
بیٹا محمد بیگ کہ خردسال تھا بلدہ قرشی کے اندر اقامت رکھتا تھا اور سمرقند ایک شہر بادشاہ نشین ہی اور نہایت سنگین و متین کہ کبھی
کسی بادشاہ کے دلپر صورت اسکے تسخیر کی بسبیل قہر و غلبہ نگذری اور اس سبب سے اسکو بلدہ محفوظ سمرقند لکھتے ہین اور قرشی ایک موضع ہی
مختصر کہ ہمیشہ دار و غہ نشین رہا ہی مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا بالغرض جب ساحت سمرقند آنحضرت کے قدوم

میدان ۱۲

اس امر کو غنیمت شمار کر کے سمرقند کی طرف لشکر کھینچا اثنائے راہ میں جب محمد مرید خان اردو میں اُس کے ملحق ہوا امرا کے مشورہ سے ایلچی خواجہ قطب الدین یحییٰ قدس سرہ کے پاس کہ سمرقند کی باگ ان ہدایت شعار کے قبضہ اقتدار میں تھی بھیجا آپ نے جواب دیا کہ جب ظاہر قلعہ میں پہونچیں وہ امر کہ مطلوب ہی کفایت کو پہونچے گا لیکن سلطان محمود دولدی کہ آنحضرت کے نوکرون سے تھا بے سبب اردوے معلے سے بھاگ کر سمرقند کی طرف گیا اور وہان کے آدمیون کو خواجہ قطب الدین یحییٰ کی فکر سے آگاہ کیا اور وہ تدبیر اسوقت تقدیر کے موافق نہ آئی اور اس عرصہ مین فردوس مکانی کے نوکر جو علی دوست طغائی کی شامت سے پراگندہ ہوئے تھے ایک ایک دو دو سعادت و اقبال کے مانند موکب عالی مین داخل ہوئے اور اتنی خبرین عرض قدس واعلیٰ مین پہونچائین کہ یکبارگی مزاج قدسی مآثر اس سے منحرف ہوا اور رخصت فرمائی اور علی دوست طغائی باتفاق اپنے بیٹے محمد دوست سلطان احمد تنبل کے پاس جاکر مقرب ہوا اور چند روز کے بعد مر گیا اور جب شیبانی خان بخارا کو مسخر کر کے سمرقند کی تسخیر پر آمادہ ہوا اور سلطان علی میرزا نے اپنی والدہ کی تحریک سے سمرقند شیبانی خان کو دیا فردوس مکانی یہ خبر سنکر بلند کس کی طرف تشریف لے گیا اور وہان سے حصار کی طرف روانہ ہوا اور چغانیانین محمد مرید ترخان اور امرا سمرقند کی تسخیر سے ناامید ہو کر جدا ہوئے اور خسرو شاہ کے پاس گئے اور آنحضرت نے متحیر ہو کر متوکلانہ خسرو شاہ کے حدود مملکت طے کر کے سرماق کا راستہ لیا اور نہایت مشقت سے راہین تنگ اور پر سنگ قطع کر کے بیلاق آئے اور گھوڑے اور اونٹ بہت ضائع ہوئے اور جو آدمی قدیمی تھے متفرق ہوئے زیادہ دو سو چالیس آدمی سے باقی نہ رہے تھے آنحضرت نے مشورہ ارکان دولت سے کیا سب نے اسپر اتفاق کیا کہ جو شیبانی خان نے سمرقند پر ابھی قبضہ کیا ہی اور آدمی وہانکے اُس سے ابھی یکدل اور ایک زبان نہین ہوئے ہین ہم پوشیدہ سمرقند مین داخل ہون اور جو کہ وہ ملک ہمارا موروثی ہی وہان کے باشندے اگر مدد سے جی چرائینگے تو دشمنی بھی نہ کرینگے اور شہر ہمارے تصرف مین آنیکے بعد جو کچھ کہ مشیت ایزدی ہو فعل مین آوے گا اس نیت سے ایلغار کر کے رات کے وقت خان کے فرودگاہ مین آیا اور جب معلوم ہوا کہ مردم شہر نے خبر پائی ہی بحسب ظاہر مراجعت کا عازم ہو کر ہٹ آیا اور وہان خواب دیکھا کہ حضرت خواجہ ناصر الدین عبد اللہ میرے یہان تشریف لائے ہین بادشاہ نے استقبال کر کے ان کو صدر مجلس پر بٹھایا اس درمیان مین ایک دستار خوان کہ مناسب نہ تھا ان ہدایت شعار کے روبرو بچھایا گیا اور خواجہ نے متغیرانہ فردوس مکانی کی طرف دیکھا فردوس مکانی نے بایما و اشارہ عذر کیا کہ مین اس امر سے بری ہون تقصیر خوان سالار کی ہی خواجہ نے وہ عذر قبول کیا اور مجلس سے اٹھ کر روان ہوا بادشاہ مشایعت کے واسطے گیا اور خواجہ نے مکان کے دالان مین پہونچکر بازو بادشاہ کا پکڑ کر ایسا اٹھایا کہ پانون اس کے بلند ہوئے جس وقت وہ حضرت خواب سے بیدار ہوئے سمجھے کہ غنچہ مقصود نسیم فضل ایزدی سے شگفتگی پر ہے چنانچہ بخاطر جمع دوسری مرتبہ سمرقند پر تاخت لے گیا اور آدھی رات کو سر پل مغاک پر پہونچا چنانچہ اسی آدمی حکم کے موافق آگے گئے غار عاشقان کی طرف زینہ فصیل پر رکھکر اندر داخل ہوئے جب دروازہ فیروز کے قریب پہونچے فاضل ترخان کو کہ حافظ دروازہ تھا مع چند نفر نوکر قتل کیا اور دروازہ کھولکر فردوس مکانی

سنہ ۹ نوسو پانچ ہجری مین بقدر استطاعت لشکر جمع کرکے اوش کی طرف گرم عنان ہوا مخالفین تاب مقاومت نہ لاکر
دوسرے راستہ سے اندجان کی طرف گئے اور ہر ایک منصوران حضرت نے جو کچھ اس حدود مین دیکھا غارت کیا اور
لشکر جب معمور ہوا فردوس مکانی بارورد کی طرف کہ قلاع مستحکمہ سے ہے اور تصرف مین خلیل برادر سلطان احمد
تنبل کے تھا روان ہوا خلیل نے اعلام مدافعہ برپا کرکے جنگہاے سخت کین اور آخر کو امان چاہ کر قلعہ سپرد کیا آ
نے خلیل کو مع اسّی نفر عوض طائفہ خدام کے کہ مخالف مقید رکھتے تھے قید کرکے اندجان کی طرف بھیجا لیکن سلطان
تنبل نے اندجان کی نواح مین پہونچکر چاہا کہ سیڑھیان لگاکر قلعہ مین درآوے قلعہ کے باشندے آگاہ ہوکر اُن کے
مدافعہ کے واسطے اٹھے اور مخالفون کا کچھ کام پیش نہ گیا اور جب فردوس مکانی ایک فرسخ پر پہونچ گیا تو مخالفین وہان
سے کوچ کرکے ایک دریا کے کنارے مضبوط ہوئے اور وہ حضرت اس کے مقابل فروکش ہوے چالیس روز کامل مقام کیا
آخر الامر قریہ خوبانکی حوالی مین کہ اندجان سے تین فرسخ ہے درمیان دونون لشکر کے جنگ صعب واقع ہوئی اور ضرب تیغ و سے
خوبان کی زمین خون خوبان سے رنگین ہوئی پھر بادشاہ نے منصور و مظفر ہوکر سلطان احمد تنبل کو مفرور کیا اور سالماً غانماً
اندجان مین داخل ہوا اور انھین دنون مین یہ خبر پہونچی کہ پانچ چھ ہزار سوار سلطان محمود بن یونس خان کے جہانگیر میرزا
کمک کو آئے ہین اور قلعہ کاسان کو محصور کیا ہے فردوس مکانی نے عین شدت سرما مین کہ قطرات باران درمیان زمین و
اسمان کے منجمد ہوتے تھے اور مرغابی جاڑے کے صدمہ سے خود مرغ کباب کی سیخ مین جاتی تھی اُس طرف متوجہ ہوا اس صورت
مین لشکر کمک بادشاہ کی توجہ سے ہراسان ہوا اور اپنی ولایت کیطرف پلٹ گیا اور سلطان احمد تنبل کہ لشکر مغل کی ملاقا-
جاتا تھا اور اُن کی مراجعت سے خبر نہ رکھتا تھا غافل ہوکر آنحضرت کے لشکر ظفر پیکر کے قریب آیا جو چارہ نہ رکھتا تھا فروکش
اقرار کیا کہ کل طرفین سے تنور حرب گرم ہو لیکن رات کے وقت سوار ہوا اور جب فردوس مکانی نے اسکا تعاقب کیا اسنے
پشخار کے نیچے نزول کیا اور بادشاہ نے بھی اسکے مقابلہ مین خیمہ و خرگاہ بلند کرکے اقامت فرمائی اور تین چار روز کے
بعد علی دوست طغائی اور قنبر علی کہ بزرگ تران سے کوئی نہ تھا لیکن دل و زبان انکے آنحضرت سے موافق نہ تھے حرف صلح
درمیان مین لائے اور قرار پایا کہ آب خجند سے اخسی تک جہانگیر میرزا کے تصرف مین رہے اور ولایت اندجان و توابع اوزکند
بادشاہ کے زیر نگین ہوئے اور جس وقت سمرقند بادشاہ کے حوزۂ تسخیر مین آوے اندجان پر بھی جہانگیر میرزا کا قبضہ ہو
عہد و پیمان کے بعد جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل نے حاضر ہوکر بادشاہ کو آداب عرض کیا اور طرفین کے قیدیون نے
رہائی پائی فردوس مکانی اندجان مین آیا اور علی دوست طغائی کہ خیل و حشم کی زیادتی اور دینار و درم کی کثرت سے
ممتاز تھا اور علم اقتدار کا برپا کیے ہوئے تھا بدسلوکی حد سے لے گیا امیر خلیفہ کو بادشاہ کے بے اطلاع اخراج کیا
ابراہیم سارو اور ادریس لاغری کو مصادرہ فرمایا اس کے فرزند محمد دوست نے طریقہ بادشاہانہ اختیار کیا اور بادشاہ دشمن
کے قرب و جوار کے سبب مقام تادیب مین نہ ہوتا تھا اس درمیان مین محمد مزید ترخان کہ امراے معتبر سلطان علی میرزا
حاکم سمرقند سے تھا اپنے صاحب سے متوہم ہوکر جان میرزا ولد سلطان محمود میرزا سے جا ملا اور اسے ابھار کر سمرقند کی
طرف گیا اور شکست پاکر پلٹ آیا اور ایلچی فردوس مکانی کے پاس بھیجکر سمرقند کی تسخیر کی ترغیب کی آنحضرت نے

تیر تسخیر مین در لائے لیکن آن حضرت کے کام کے نہ تھے اور آپ اسی طرح اپنے مہمات مین متفکر اور حیران ہوئے
مصرع سنے راے سفر کردن ونے روے اقامت پس ایسے وقت مین بد بد خو شجر علی دوست طغائی کی طرف سے آیا
اور ایک عریضہ اس مضمون کا لایا کہ مجھ سے بہت گناہ صادر ہوئے مقام عذر مین ہون اب قلعہ فرغنستان میرے تصرف
مین ہے اگر وہ حضرت تشریف لاوین اسکو تفویض کرکے سلک غلامون مین منتظم ہون القصہ فردوس مکانی اس مژدے
کو مقدمۂ فتوح جانکر روان ہوا اور بعد وصول بمقصد علی دوست طغائی کہ دروازہ پر منتظر مقدم ہمایون تھا قلعہ کو
بادشاہ کے تصرف مین دیکر پیشکش مین بھی تقصیر نہ کی فردوس مکانی نے امیر قاسم قوچین کو کوہستان اندجان کی طرف
اور ابراہیم سارو اور اویس لاغری کو اخسی کے اطراف مین بھیجا کہ سعی کرکے آدمیون کو مطیع کرین القصہ غایاس اطراف
اندجان مطیع ہوئی اور ابراہیم سارو اور اویس لاغری نے قلعہ باب اور ایک دو قلعہ اور لیے اور لشکر سلطان محمود خان بن
یونس خان بھی ایسے وقت مین بقصد کمک روانہ ہوا زوزن حسن اور سلطان احمد تنبل فرغنستان کی فتح اور لشکر کے اطراف
مین متفرق ہونے سے آگاہ ہوکر جہانگیر میرزا کی ملازمت مین فرغنستان کی طرف متوجہ ہوئے اور اس قلعہ کو فتح کرکے
ایک جماعت اخسی کی طرف بھیجی لشکر سلطان محمود نے اس گروہ سے دوچار ہوکر اکثر کو تیغ کیا اور اسمین تھوڑے آدمی زیادہ
نہ بچے زوزن حسن یہ خبر سنکر سراسیمہ ہوا اور جب اسکے سپاہیون نے ایک ایک دو دو بادشاہ کی ملازمت مین جانا شروع کیا
ناچار وہان سے کوچ کرکے جہانگیر میرزا کے اتفاق سے اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور ناصر بیگ نامے کہ زوزن حسن کے خویشون مین
تھا اور اندجان مین حکومت کرتا تھا اسنے دیدۂ بصیرت سے اقبال بادشاہی بیشتر دیکھکر اندجان کو ضبط کیا اور آنحضرت کے
پاس ایلچی بھیجکر التماس تشریف قدوم میمنت لزوم کی اور تمام حریف حیران ہوکر ہر طرف راہی ہوئے چنانچہ زوزن حسن
اخسی کی طرف اور جہانگیر میرزا اور سلطان احمد تنبل قصبۂ اوش کی طرف روانہ ہوئے اور فردوس مکانی نے اندجان کی طرف
جاکر ناصر بیگ اور دوسرے دولتخواہون کو مورد عنایات فرمایا اور دار الملک کہ غائب ہوکر مدت مدید تحت تصرف بیگانہ رہ
ہوا تھا پھر ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۰۴ نو سو چار ہجری مین حوزۂ تصرف مین در آیا اور چوتھے دن فردوس مکانی اخسی کی طرف متوجہ ہوئے
زوزن حسن امان کے بعد بر آمد ہوکر حصار کی طرف گیا فردوس مکانی نے قاسم عجب کو قلعہ کی داروغگی پر نصب کیا [illegible]
ہمعنان نصرت از پے دوان پس پھر اندجان کی طرف مراجعت فرمائی اور زوزن حسن کے اکثر ملازم اس سے جدا ہوکر موکب ہمایون
مین جاملے اور ارکان دولت واعیان حضرت کے عرض اقدس مین پہونچایا کہ اکثر اسباب دولتخواہونکا مغلون نے تاراج
کیا ہے اور مولانا قاضی کو بھی اسی جماعت نے قتل کیا اگرچہ انھون نے ساتھ جان کے امان پائی ہے تو مال کے واپس دینے مین کیا
مضائقہ رکھتے ہین حکم ہوا کہ جو شخص اپنا مال جس کسی کے پاس پہچانے لیوے مغلون نے اس معاملہ سے آگاہ ہوکر [illegible]
لیا اور سلطان احمد تنبل کو اپنی مخالفت سے آگاہ کیا سلطان احمد تنبل و جہانگیر میرزا [illegible]
نے امیر قاسم قوچین کو ان کے مدافعہ کے واسطے بھیجا اور فریقین کے درمیان سخت جنگ واقع ہوئی [illegible]
منہزم ہوا اور بہت سے امراء مقرب شاہ اس معرکہ مین کام آئے اور بہت اسیر ہوئے [illegible]
آن کر ایک مہینے محاصرہ اور مجادلہ مین مصروف رہے جب [illegible] کوچ کرکے اوش کی طرف گئے اور فردوس مکانی

کی طرف بھیجکر شیبانی خان سے کمک طلب کی شیبانی خان اجابت فرماکر بطور تاخت روانہ ہوا اور جب قلعہ خواجہ دیدار کے قریب پہونچا اور فردوس مکانی درپے جنگ ہوا وہان سے عطف عنان کرکے سمرقند گیا اور بائیسنقر میرزا کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوکر اپنے ملک کی طرف پھر گیا بائیسنقر میرزا شیبانی خان کی مدد سے مایوس ہوا دو سو یا تین سو آدمی سے خسروشاہ کے پاس قندز کی طرف گیا فردوس مکانی بائیسنقر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کے فرار سے آگاہ ہوکر سمرقند کی جانب متوجہ ہوا اور آخر ماہ ربیع الاول سنہ ۹۰۳ نوسوتین ہجری مین سمرقند کے تخت پر جلوس کیا امرائے قدیم کو جن سے جانسپاری ظہور مین آئی تھی مراحم خسروانہ سے سرفراز فرمایا لیکن سلطان احمد تنبل کو اورون سے زیادہ سرفراز فرمایا اور چونکہ سمرقند صلح سے لیا گیا تھا کچھ سرمایہ سپاہیون کو نصیب نہ ہوا اس سبب سے بے سامان ہوکر متفرق ہوئے اور پہلے تمام مغل کہ ان کا سردار ابراہیم چپک تھا بھاگے اور جان علی اور سلطان احمد تنبل بھی اخسی کے سمت روانہ ہوئے اور ساتھ اتفاق زوزن حسن حاکم اخسی کے جہانگیر میرزا فردوس مکانی کے بھائی کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور پیغام دیا کہ جو سمرقند بادشاہ کے تصرف مین آیا ہی ولایت اندجان کو جہانگیر میرزا کے قبضہ مین چھوڑین فردوس مکانی اس گستاخی سے ناراض ہوا اور ایسی باتین کہ اس جماعت کے خلاف مرادتھین زبان پر لایا وہ لوگ مخالفت مین یکجہت ہوکر جہانگیر میرزا کے رکاب مین اندجان کے سمت متوجہ ہوئے اور آنحضرت نے التون خواجہ مغل کو انکی نصیحت کے واسطے بھیجا لیکن مخالفون نے ایک جماعت کو سرراہ بھیجکر التون خواجہ مغل کو قتل کیا اور علی دوست طغائی اور مولانا قاضی نے قلعہ اندجان کو محکم کرکے عرائض درگاہ مین بھیجین قضارا ان دنون مین مزاج وہاج فردوس مکانی کا اس طرح منہج اعتدال سے منحرف ہوا کہ مجال تکلم نہ رہی اور روئی کے بھاہے سے پانی لب پر ٹپکاتے تھے اور جب صحت پائی عرضیان اندجانیون کی جو کہ درخواست کمک اور اظہار بے طاقتی مین تھین پے درپے گذرین آنحضرت سمرقند ترک کرکے اندجان کی طرف متوجہ ہوئے لیکن علی دوست طغائی وغیرہ نے پہلے ہی بادشاہ کی سخت بیماری کی خبر سنکر مضطرب ہوکر سبنے قلعہ اندجان کا مخالفون کو دیا اور انھون نے مولانا قاضی کو قتل کرکے خطبہ بنام جہانگیر میرزا پڑھا فردوس مکانی کو سمرقند اور اندجان قبض وتصرف سے برآوردہ ہونے کے سبب پریشانی تمام شامل حال ہوئی پھر امیر قاسم قوجین کو تاشکند کی طرف اپنے ماموں سلطان محمود خان بن یونس خان کے پاس بھیجکر کمک طلب کی سلطان محمود خان بتعجیل روانہ ہوا اور چلکائی آہنگران مین آپس مین ملاقات کرکے روانہ ہونے کے تہیہ مین تھے کہ جہانگیر میرزا کے ایلچی نے سلطان کی خدمت مین آن کر اس کے ارکان دولت سے موافقت کی جس وقت بھانجونکو چھوڑکر خود تاشکند کی طرف چلا گیا اس وقت اکثر سپاہی فردوس مکانی سے جدا ہوئے اور سوائے ایک جماعت امرائے قدیم کے کہ زیادہ سو سوار سے نہ تھے کوئی شخص اُس کی ملازمت مین نہ رہا ناچار خجند کی طرف مراجعت کرکے ایک قاصد رایتہ کیطرف محمد حسن گورکان کے پاس دوغلات مین بھیجا اور اظہار کیا کہ خجند گنجایش رہنے کی نہین رکھتا ہے اور داعیہ میرا یون ہی کہ زمستان کو قریہ سلغر مین بسر کرون محمد حسین گورکان نے اس کی اجازت دی چنانچہ رایت بابری نے سایہ وصول اُس ملک پر ڈالا اور چند روز کے بعد کہ جمعیت بہم پہونچی امرا پھر یلاق کی طرف روانہ ہوے بعضے قلعون کو جنگ سے اور بعضون کو تدبیر سے

اندجان مین داخل ہوا حسن یعقوب یہ خبر سنکر باہر ہی باہر سمرقند کی طرف بھاگا اور میر قاسم کو بیگ سو رمی [illegible]
مین مشغول ہوکر ایک جماعت حسن یعقوب کے تعاقب مین دوڑائی چنانچہ اخسی کے حوالی مین حسن یعقوب نے اس
جماعت پر شبخون مارا اور اُس شب تاریک مین وہ غلطی سے اپنے ایک نوکر کے ہاتھ زخم تیر سے مارا گیا اور
اپنی سزاے اعمال کو پہونچا اور اسی سال ابراہیم سارو حاکم قلعہ اشیرہ نے باغی ہوکر خطبہ بایسنغر میرزا ابن سلطان
محمود میرزا کے نام پڑھا چنانچہ فردوس مکانی نے وہان جاکر محاصرہ کیا اس صورت مین چالیس روز کے بعد ابراہیم سارو
باتیغ و کفن قلعہ سے برآمد ہوا اور آنحضرت نے اُسکا جرم معاف کیا اور خجند کی طرف سوار ہوا اور وہان کے حاکم نے جب
بے مضائقہ قلعہ کو تفویض کیا وہان سے شاہرخیہ کی طرف روانہ ہوا تاکہ اپنے ماموں سلطان محمود بن یونس خان سے کہ
بعد مراجعت اخسی کے وہان رہتا تھا ملاقات کرے اور جب اُسکی مجلس مین آیا خان مذکور مراسم تعظیم و تکریم بجا لایا
ہوا اور فردوس مکانی رعایت ادب کرکے دو زانو بیٹھا اور خان عالیشان نے بادشاہ کو آغوش مہربانی مین کھینچ لیا اور
ضیافت اور خاطر ہوئی سے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا اور بعد دو تین دن کے فردوس مکانی نے اندجان کی طرف مراجعت فرمائی
اور جب بایسنغر میرزا ابن سلطان محمود میرزا جیسا کہ کتب متداولہ مین مسطور ہے بادشاہ سمرقند ہوا اور زمانے نے
ابواب تفرقہ اسکے روے روزگار پر کھولا فردوس مکانی ارادے کی تسخیر کے واسطے کہ ہر روز تصرف [illegible] میرزا
مین تھا آخر ش فترات مذکورہ مین گماشتگان بایسنغر میرزا کے تصرف مین آیا تھا سوار ہوا [illegible]
نے کہ بایسنغر میرزا ابن سلطان محمود میرزا کی طرف سے وہان کا داروغہ تھا حصاری ہوکر [illegible]
جب زمستان نزدیک آیا اور غلہ نایاب ہوا ناچار اندجان مین آکر دوسرے برس لشکر سمرقند کی طرف کھینچا [illegible]
کے زیر قلعہ بایسنغر میرزا کے بھائی سلطان علی میرزا وہان کے حاکم سے جو کشور گیری کا داعیہ رکھتا تھا [illegible]
کہ دوسرے برس ہم تم سامان خوب کرکے آوین اور سمرقند کو بایسنغر میرزا ابن سلطان محمود میرزا سے [illegible]
اس واسطے دونون نے اپنے ممالک کی طرف معاودت کی اور سنہ ۹۰۲ نو سو دو ہجری مین [illegible]
بادشاہ اپنی جگہ سے سمرقند کی طرف متوجہ ہوے سلطان علی میرزا سمرقند مین [illegible] بایسنغر میرزا [illegible]
سلطان محمود میرزا برآمد ہوکر اسکے مقابل اپنا خیمہ اور خرگاہ بلند کرکے بیٹھا اسی میان مین فردوس مکانی [illegible]
پھر سمرقندیان شب کو کوچ کرکے شہر کی طرف متوجہ ہوے اور اسی رات کو بسبب [illegible]
مکانی کے لشکر کا تھا سمرقندیون پر [illegible] سمرقندیون کو مجروح اور [illegible] کیا اور فردوس مکانی [illegible]
تھا مسخر کرکے [illegible] تمام سمرقند مین آیا اور اسی دن لڑائی ہوئی [illegible]
فتنہ بنظیر تھا ایک تیر اسکی گردن مین لگ کر اسکے صدمہ سے جانبر ہوا [illegible]
پر باندھکر وقت بیوقت دونون بادشاہ سے مجادلہ کرتے تھے لیکن تسخیر کی [illegible]
پہونچی سلطان علی میرزا بخارا کی طرف گیا اور فردوس مکانی [illegible]
پر تاخت لائے اور شہر کا محاصرہ ہوا [illegible] اس عرصہ مین بایسنغر میرزا ابن سلطان محمود میرزا نے [illegible]

اور صاحب داعیہ تھا سابق مین بارہا انکی ولایت پر لشکرکشی کرکے بہت خرابی کی تھی القصہ امیر شیرم طغائی عمر شیخ میرزا نے
چاہا کہ ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کو پہاڑ اور کند کیطرف جاوے کہ اگر امراء راہ بیوفائی مسلوک رکھکر سلطان احمد میرزا سے ملحق ہو وین
تو شاہزادہ مضرت سے محروس اور مصئون رہے لیکن مولانا قاضی جو شیخ برہان الدین بلخی کے پوتون سے تھا اور اعیان
اندجان کے سلک مین انتظام رکھتا تھا مانع آیا اور ظہیر الدین محمد بابر شاہ کہ اسکے بعد صرف انکا نام اُسکا مذکور رنکے ساتھ فردوس مکانی
کے اکتفا ہوگا حصار اندجان مین داخل ہوا ارباب جاہ برج و بارہ کی محافظت مین مشغول ہوئے اور حسین یعقوب اور امیر قاسم
قوچین جو فرخنستان مین انتظام کے واسطے نامزد ہوئے تھے واپس آئے اور لوازم اخلاص مین کسی طرح کی تقصیر نکی اور سلطان
احمد میرزا کہ فردوس مکانی کا چچا ہوتا تھا خجند اور فرغانہ کو مسخر کرکے اندجان کے چار فرسخ پر آیا اس حالت مین ایک ارباب
اندجان سے مشہور بہ محمد درویش نے مخالفت کے سبب تیغ قہر فردوس مکانی سے نوازش پائی اور آنحضرت نے مولانا
قاضی اور اوزن حسن اور خواجہ حسین کو سلطان احمد میرزا کے پاس بھیجکر پیغام کیا کہ یہ امر نہایت ظاہر ہے کہ آنجناب سمرقند کو چھوڑکر
اندجان مین اقامت نہ فرماوینگے اس صورت مین اگر حکومت اس دیار کی بدین جانب کہ مثل فرزند کے ہے تفویض فرماوین
مدت العمر اطاعت کے راستہ پر مستقیم ہوکر مخالفت نہ کریگا سلطان احمد میرزا اس بات سے متاثر ہوکر مقام صلح مین ہوا لیکن ارکان
دولت اسکے اپنے ارادہ سے نہ باز آئے کلمات پریشان زبان پر لائے اور قلعہ کی تسخیر مین عازم ہوکر سعی موفورہ عمل مین لائے
اس عرصہ مین فردوس مکانی کی قوت طالع سے سمرقندیون کے لشکر مین وبائے اسپ نے شیوع پایا طویلہ طویلہ اسپ
سقط ہوئے اور سپاہی گھوڑون کے مفقود ہونے سے مضطرب اور سراسیمہ ہوئے اور برہمی سمرقندیون کی اردو مین
ظاہر ہوئی سلطان احمد میرزا نے پھر بر سر مصالح ہوکر امیر درویش محمد کو اس مہم کے تصفیہ کیواسطے مامور کیا اور فردوس مکانی
کی طرف سے حسن یعقوب اس کام پر مقرر ہوا دونون نے عیدگاہ مین ملاقات کی اور موافقت کے بارہ مین ہم کلام ہوکر
صلح کی اور سلطان احمد میرزا سمرقند کی طرف متوجہ ہوا لیکن قضاے الٰہی سے راستہ مین فوت ہوا سلطان محمود بن یونس خان
دوسری طرف سے فرغانہ مین متوجہ ہوا جب اخسی مین پہونچا جہانگیر میرزا برادر فردوس مکانی کہ حاکم وہان کا تھا تاب مقاومت نہ لایا اور
ساتھ امراے معتمد مثل درویش علی اور میرزا قلی کوکلتاش اور محمد باقر اور شیخ عبداللہ سیکا اور آقا اویس لاغری اور میر
غیاث الدین طغائی کے قصبہ کاسان کی طرف کہ الکاے آقا اویس لاغری سے تھا اور ناصر میرزا فردوس مکانی کا چھوٹا بھائی
وہان حاکم تھا گرم عنان ہوا اور سلطان محمود خان بن یونس خان نے تعاقب کیا جب نزدیک پہونچا سب نے
اطاعت کرکے کاسان کو اس کے سپرد کیا اور سلطان محمود خان بن یونس خان پھر اخسی مین گیا چونکہ ہنوز کچھ کام پیش
نگیا تھا اور عارضہ نے اس پر تسلط کیا اپنی ولایت کا راستہ پکڑا مقارن اس حال کے ابابکر حاکم کاشغر اور ختن نے
حدود اور کند کی طرف لشکر کھینچکر تعذیب عباد اور تخریب بلاد کی اور جب مولانا قاضی اور دوسرے امرا اسکے دفع کو
مامور ہوئے تو صلح کرکے اُسنے بھی اوروں کے مانند اپنے مقر کی طرف بازگشت کی اور فردوس مکانی نے فرغانہ مین
جاکر حسن یعقوب کو صاحب اختیار ملکی اور مالی اور حاکم اندجان کیا اور سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین حسن یعقوب کی وضاع اور اطوار
رائحہ مخالفت استشمام فرماکر بطور تاخت اندجان کی طرف متوجہ ہوا اور اسوقت مین کہ حسن یعقوب شکار کے واسطے گیا تھا

ہوکر دہلی کی طرف روانہ ہوئے اور دہلی کو محاصرہ کیا بادشاہ ابراہیم یہ اخبار وحشت آثار سنکر اس جماعت کی طرف عازم ہوا جس وقت کہ فاصلہ چھ کوس کا باقی رہا سلطان علاءالدین نے شبخون اُسپر مارا اور صبح تک تمام افواج ابراہیم شاہ کو درہم اور برہم کیا اور ابراہیم شاہ کے بعضے امرا اُس شب کو علاءالدین سے ملحق ہوے لیکن شاہ ابراہیم پاے ثبات میدان جانفشان مین گڑا کر تھوڑسے خواص خاص سے اپنے سراپردہ مین ایستادہ ہوا اور اصلا ہاتھ کارزار مین نکھولا اور جب صبح صادق کی روشنی چمکی اور سلطان علاءالدین کا لشکر تاراج مین مشغول ہوا اور سلطان علاءالدین کے بھی ہمراہ چند لوگ سے زیادہ نہ تھے بادشاہ ابراہیم نے پیش دستی کرکے اُسپر حملہ کیا اور صدمۂ اول مین اُسے پسپا کرکے بھگایا چنانچہ ہر کس نے ہر جگہ سے کہ تاراج مین مشغول تھے اُسی جگہ سے راہ فرار نا پی القصہ سلطان علاءالدین اور امراے شکستہ پنجاب کی طرف گئے اور سلطان ابراہیم نے دہلی مین مقام کیا اور ۹۳۲ھ نوسو بتیس ہجری مین فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر شاہ نے اُس پر لشکر کھینچا چنانچہ وہ بتفصیل تحریر ہوگا اور موضع پانی پت مین دونون بادشاہ کے درمیان جنگ عظیم اور معرکہ شدید واقع ہوا اور نسیم فتح بابر شاہ کے اعلام پر چلی بادشاہ ابراہیم لودھی معرکہ جانستان مین قتل ہوا اور بادشاہی دہلی اور آگرہ نے خاندان صاحبقران مین انتقال کیا[له] ایام بادشاہی بادشاہ ابراہیم بیس برس تھے والبقاء للملک المعبود۔ **ذکر زیبندہ سریر کشورستانی فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ غازی کی بادشاہی کا** جس وقت کہ سلطان ابوسعید میرزا عراق مین شہید ہوا اُس کے گیارہ فرزند ارجمند تھے تفصیل انکے اسمای یہ ہے سلطان احمد میرزا سلطان محمود میرزا سلطان محمد میرزا شاہرخ میرزا الغ بیگ میرزا عمر شیخ میرزا ابوبکر میرزا سلطان مراد میرزا سلطان خلیل میرزا سلطان عمر میرزا سلطان میرزا ان سب مین سے چار صاحبزادہ بادشاہ ہوئے اور عہد پدر مین بھی ہر ایک ایک مملکت مین بادشاہی کرتے تھے الغ بیگ میرزا کابل مین اور سلطان احمد میرزا سمرقند مین اور سلطان محمود میرزا حصار اور قندز اور بدخشان مین اور عمر شیخ میرزا اندجان اور فرغانہ مین اور یونس خان حاکم مغولستان مین الغ بیگ میرزا کے سوا ہر ایک کو تینون بھائیون سے دامادی سے سرفراز کیا تھا اور اُس زمانے مین مملکت فرغانہ بادشاہ فرزانہ عمر شیخ میرزا کی معدلت سے رشک ریاض رضوان تھی اُس کے یہان ۸۸۸ھ آٹھ سو اٹھاسی ہجری مین یونس خان مذکور کی دختر مساۃ قتلق نگار خانم سے ایک فرزند پیدا ہوا نام اس کا محمد بابر میرزا رکھا چنانچہ حسامی قراکولی نے تاریخ اس کے تولد کی یون تحریر کی ہے **بیت** اندر شش محرم زاد آن شہ مکرم ٭ تاریخ مولدش ہم آمد شش محرم ٭ اور نسب سلطان ابوسعید میرزا کا صاحبقران کی طرف یون راجع ہوتا ہے سلطان ابوسعید میرزا ابن سلطان محمد میرزا ابن میران شاہ میرزا ابن امیر تیمور صاحبقران گورگان اور محمد بابر میرزا نے بارہ برس کے سن مین باپ کی طرف سے خطۂ اندجان کی سرداری پائی اور جب عمر شیخ میرزا دوشنبہ کے دن ماہ رمضان ۸۹۹ھ آٹھ سو ننانوے ہجری مین کبوتر خانہ کے کوٹھے پر سے گر کر شنقار ہوا بابر میرزا نے امرا کے اتفاق سے بادشاہ ہوکر ظہیرالدین لقب پایا اس کے بعد سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود خان بن یونس خان فرصت دیکھ کر بقصد انتقام دو طرف سے مملکت فرغانہ کی تسخیر کے واسطے متوجہ ہوئے کس واسطے کہ عمر شیخ میرزا نے کہ بادشاہ اولوالعزم

[له] ایام سلطنت [illegible] ہندوستان ۱۲

اس لشکر پر تاخت لاکر بہت آدمی مقتول اور مجروح کرکے نکل گیا اور جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی امرا سے ناراض ہوکر
بہت ملامت کے ساتھ پیغام دیا کہ جب تک تم اُس ولایت کو باغیون کے ہاتھ سے برآورد نہ کروگے گروہ متمردان اور
مقہوران مین شمار ہوگے اور احتیاطاً اور فوج اُنکی کمک کو بھیجی اور دشمنون کی طرف بھی چالیس ہزار سوار مسلح اور پانچ سو ہاتھی
جمع ہوے جب طرفین نزدیک پہونچے اور قریب تھا کہ آتش جنگ مشتعل ہو شیخ راجو بے بخاری کہ مقتدا اُس عہد کا تھا درمیان
مین آن کر مانع جنگ ہوا اُس جماعت نے کہا کہ اگر بادشاہ اعظم ہمایون شروانی کو رہا کرتا ہے تو اس کی ولایت سے
باز رہکر دوسرے بادشاہ کے ملک مین ہم چلے جاوینگے جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی اس امر کو پذیرا نفرمایا دریا خان لوحانی حاکم بہار
نصیر خان لوحانی اور شیخ زادہ محمد قرملی کو حکم بھیجا کہ یہ بھی اُس طرف سے باغیون کے سر پر جاکر انھین مستاصل کرین جب دونون
لشکر نے جمع ہوکر مقابلہ کا ارادہ کیا اور مخالفان طالع بادشاہی کی قوت سے اندیشہ نہ کرکے صف آرا ہوئے پھر جانبین نے حرب
وضرب مین مشغول ہوکر ایسی خونریزی کی کہ اسکے مشاہدہ سے چشم روزگار خیرہ ہوئی اور چونکہ شیوہ بغاوت کا شوم ہے وہ
ہرگز مین اور میمنت نہین رکھتا آخر الامر باغیون نے شکست فاحش کھائی اقبال خان مقتول اور سعید خان گرفتار ہوا اور فساد
ساکن ہوا اور مال و ملک انکا تصرف مین آیا بیت مکن چون ابر کافر نعمتے با منعم و مکرم ہ کہ یابد نعمت از بحر و زند بر سینۂ بحر
اس کے بعد جو انحراف مزاج سلطان کا امرا سے سکندری کے ساتھ اور مخالفت ظاہری اور باطنی امرا کی بادشاہ کی نسبت
گذری تھی امرا کو قید سے نجات نہ بخشی چنانچہ بہت سے ملوک معتبر مثل میان بھورہ اور اعظم ہمایون شروانی نے حبس مین وفات
پائی خوف وہراس نے امرا کے دلون مین راہ پائی دریا خان لوحانی حاکم بہار اور خان جہان لودھی و میان حسن قرملی وغیرہا
نے سر اطاعت سے پھیرا اور بادشاہ نے چندیری کے شیخ زادون سے اشارہ کیا تو اُنھون نے میان حسن قرملی حاکم چندیری کو
آدھی رات کو قتل کیا یہ حرکت بھی امرا کے از دیاد ہراس اور تنفر کا سبب ہوئی ایکبارگی ناامید ہوے اور بعد چند روز کے
دریا خان لوحانی حاکم بہار فوت ہوا اور اس کا بیٹا بہادر خان سلطان سے منحرف ہوکر بہار مین اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور اپنے
تئین سلطان محمد مشہور کرکے خطبہ اور سکہ اپنے نام جاری کیا اور جو امرا کہ بادشاہ سے روگردان ہوے تھے اسکے شریک ہوے اور
تخمیناً ایک لاکھ فوج اُسکے پاس فراہم ہوئی اور ولایت سنبھل تک متصرف ہوا اور اسوقت نصیر خان لوحانی حاکم غازی پور بھی
افواج سلطان سے ہزیمت پاکر اسکے پاس گیا اور چند مہینے ولایت بہار مین خطبہ سلطان محمد کے نام پڑھا اور چند مرتبہ افواج
شاہی سے جنگ کرکے غالب آیا اور اسوقت مین غازی خان ابن دولت خان لودھی لاہور سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا
اور پھر متوہم ہوکر بھاگا اور اپنے باپ کے پاس لاہور مین گیا اور دولت خان لودھی نے کسی وجہ سے بادشاہ کے قہر وغضب سے
نجات نہ دیکھی ناچار علم مخالفت بلند کیا اور التجا فردوس مکانی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ پاس جو کابل مین تھا لے گیا اور اس
جناب کو تحریص دیکر تسخیر ہندوستان پر آمادہ کیا اور پہلے بابر شاہ سے تضرع و زاری کرکے سلطان علاء الدین برادر بادشاہ
ابراہیم کو کہ نوکر بابر شاہ کا ہوا تھا ساتھ لاکر اکثر خویش و اقارب و اعوان و انصار اپنے اس کے ہمراہ کیے تو دہلی جا کر
اس حدود کو مسخر کرے اور شہزادہ علاء الدین روانہ ہوگیا اور اسمٰعیل خان جلوانی و دیگر امرا جو بادشاہ ابراہیم لودھی سے
مانوس ہوکر پرگنات پر رہتے تھے ساتھ انکے شریک ہوے اور لشکر کی تعداد چالیس ہزار پہونچی اور سب یکدل اور یکجہت

بے سبب ظاہری میان بھوۃ سے جو اعظم امرا اور وزراء سکندری سے تھا منحرف ہوا اور اُسنے باعتماد حقوق سابقہ خاطر بادشاہ کی استرضا مین غفلت کی آخر یہ نوبت پہونچی کہ اسکو مغلول اور محبوس کر کے ملک آدم کے سپرد کیا اور اُس کے بیٹے کو نوازش فرما کر بجاے پدر نصب کیا اور بعزم ملوکانہ فتح حصار گوالیار کر کے اعظم ہمایون شروانی حاکم ولایت کڑہ کو کہ امیر الامرا تھا مع تیس ہزار سوار اور تین سو زنجیر فیل قلعہ مذکور کے تسخیر کے واسطے بھیجا اور اسکے بعد آٹھ امراے عمدہ کو مع لشکر عظیم اور چند زنجیر فیل کے اُس کی کمک کو تعین کیا شہزادہ جلال خان مخوف ہوکر وہانسے برآمد ہوا اور سلطان محمود خلجی کے پاس مالوہ کی طرف گیا اور لشکر سلطانی گوالیار مین پہونچکر محاصرہ مین مشغول ہوا اور اتفاق حسنہ سے اس وقت راجہ مان سنگھ والی گوالیار کہ شجاعت اور تدبیر مین امثال اور اقران سے ممتاز تھا فوت ہوا تھا اور اس کا بیٹا بکرماجیت قائم مقام اسکا ہوا تھا استحکام مین مبالغہ کیا اور امراے سلطان ابراہیم دولت خانہ سلطانی برپا کر کے ہر روز وہان جمع ہوتے تھے اور ساتھ مہمات اور معاملات قلعہ گیری کے مشغول رہتے تھے اور یہ بھی اتفاقی راجہ مان سنگھ نے زیر قلعہ ایک عمارت عالی تیار کرائی تھی اور اُس کے دور مین ایک حصار متین تیار کر کے ساتھ بادل گڑھ کے موسوم کیا تھا اور ایک مدت کے بعد اہل اسلام نے نقبین کھود کر اُس مقام مین پہونچائین اور باروت سے پر کر کے آگ دی چنانچہ دیوار قلعہ کی شق کر کے بادل گڑھ مین داخل ہوئے اور وہ مقام فتح ہوا اور امرا نے ایک گاؤ روئین کہ وہان تھی اور سالہا سال سے ہنود اُسکی پرستش کرتے تھے حکم کے موافق آگرہ کی طرف بھیجا اور سلطان نے دہلی کی طرف سے روانہ کر کے دروازہ بغداد پر نصب کیا اور ایام دولت اکبر بادشاہ تک وہ گاے اس دروازہ پر تھی اور ان دونون مین شہزادہ جلال خان جو سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس گیا تھا عمدۂ سلوک اُسکے سے برنہ آیا بھاگ کر گڈھہ کے راجہ کے پاس دم لیا پھر جماعت گونڈان اسے گرفتار کر لائی اور بادشاہ ابراہیم نے اُسے قلعہ ہانسی میں روانہ کر کے اثناے راہ مین شہید کیا

قطعہ شربت سلطنت وجاہ چنان شیرین ست ✽ کہ شہان از پی او خون برادر ریزند ✽ خون آزردہ دلان راز پے ملک عزیز ✽ کہ ترا نیز ہمان جرعہ بساغر ریزند ✽ اور امراے پدر پر بھی بدگمان ہوکر اکثر انھین کے دفع کیے اور اعظم ہمایون شروانی اور اسکے بیٹے فتح خان کو کہ فتح قلعہ کو دونون نے نزدیک پہونچایا تھا آگرہ مین طلب کر کے محبوس کیا اور اعظم ہمایون کے دوسرے بیٹے کو جو کڑہ مین رہتا تھا اور خطاب اسلام خانی رکھتا تھا تغیر فرمایا اسنے خبر حبس پدر سنکر علم مخالفت بلند کیا اور لشکر فراہم کر کے احمد خان کو جو شقداری کے واسطے تعین ہوا تھا شکست دی اور جو اُسی عرصہ مین خبر فتح گوالیار کی کہ سو برس سے کفار کے تصرف مین تھا پہونچی بادشاہ خاطر جمع سے فتنۂ کڑہ کے تدارک کی فکر مین ہوا کہ دفعتہً اعظم ہمایون لودھی اور سعید خان لودھی پسر میانی مبارک خان لودھی کہ امراے کبار سے تھے لشکر گوالیار سے فرار کر کے ولایت لکھنؤ مین کہ اُنکی جاگیر تھی گئے اور اسلام خان سے خط وکتابت کر کے فتنہ اور فساد کے طغیان مین کوشش کی اور سلطان ابراہیم نے صحبت غلیظ دیکھکر اطراف سے لشکر جمع کیا اور احمد خان برادر اعظم ہمایون لودھی کو رعایت کر کے مع چند امراے نامی اور لشکر گران انتخابی اُس جماعت پر تعین فرمایا جس وقت کہ یہ قصبۂ بانگرمؤ کی نواحی اور قنوج کے قریب پہونچے اقبال خان غلام اعظم ہمایون لودھی مع پانچ ہزار سوار خاصہ اعظم ہمایون اور چند زنجیر فیل کے کمین سے آمد ہوا اور

دولت خواہون کے مشورہ سے اپنے بھائیون شہزادہ اسمٰعیل خان اور حسین خان اور محمود خان کو جو مقید تھے دولت خان کے سپرد کرکے حکم فرمایا کہ بہ محافظت تمام نگاہ رکھے اور خدمت کے واسطے ہرایک کے دو محرم مقرر فرمائین اور ماکول اور ملبوس اور تمام مایحتاج معین کیے اس کے بعد پنجشنبہ کے دن چوبیسوین ذی الحجہ ۹۲۳ نو سو تیئیس ہجری مین رایات بادشاہی شرق کی طرف متوجہ ہوے اثنائے راہ مین خبر پہونچی کہ اعظم ہمایون مع اپنے پسر فتح خان شاہزادہ جلال خان سے روگردان ہوکر عازم ملازمت ہے اس نوید سے بادشاہ کو تقویت دل حاصل ہوئی اور جب قریب پہونچا جمیع امرا کو استقبال کے واسطے بھیج کر ساتھ نوازشات خسروانہ کے سربلند کرکے بسرعت راہی ہوا اس وقت سے چند زمیندار چرتولی من توابع پرگنہ کول نے کہ مواس مشہور ہین عمر خان ابن سکندر خان سور سے مقابلہ کرکے اس کو شہید کیا اس واسطے ملک قاسم حاکم سنبھل نے اس کے سرپر جاکر اس مفسد کو دارالبوار مین پہونچایا اور اس فتنۂ ناگہانی کو تسکین دے کر قنوج مین بادشاہ کی ملازمت سے مشرف ہوا اور اکثر امرا اور جاگیردار جونپور مثل سعید خان اور شیخ زادہ قرملی وغیرہم خدمت مین شاہ کے حاضر ہوکر دولتخواہون کے سلک مین منتظم ہوئے سلطان نے اسوقت اعظم ہمایون شروانی اور اعظم خان لودھی اور نصیر خان لوحانی وغیرہم کو بالشکر گران و فیلان نامی شاہزادہ جلال خان کے مقابلہ کو تعین کیا اور شہزادہ نے امرا کے پہونچنے سے پہلے نعمت خاتون اور قطب خان لودھی کے توابعین اور اپنے متعلقون اور عمادالملک اور ملک بدرالدین کو قلعہ کالپی مین چھوڑ کر خود تیس ہزار سوار اور فیلان انتخابی سے آگرہ کی طرف روانہ ہوا اور امرائے بادشاہی نے قلعہ کالپی کو محاصرہ کیا شہزادہ نے آگرہ کے قریب پہونچکر بانتقام کالپی چاہا کہ ہاتھ تاراج مین کھولے درمیان اس حال کے ملک آدم نے جو بادشاہ کی طرف سے آگرہ کی محافظت کے واسطے تعین ہوا تھا پہونچکر شہزادۂ جلال خان کو بحرف و حکایات شیرین اس ارادہ سے باز رکھا یہانتک کہ اسکے بعد ملک اسمٰعیل ابن علاءالدین حلوانی اور کبیر خان لودھی اور بہادر خان لوحانی اور چند امرا مع لشکر پہونچے اور ملک آدم کو تقویت ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی اور شہزادہ کو پیغام کیا کہ اگر تو اوہوس باطل سے بازآن کر چتر و آفتاب گیر اور نوبت اور نقارہ اور دیگر امارات بادشاہی کو برطرف کرے اور امرا کا طریق اختیار کرے مین تقصیر اُس کی بادشاہ سے درخواست کرکے معاف کرادون اور سرکار کالپی بدستور سابق جاگیر مقرر کرادون شہزادہ اس امر پر راضی ہوا اور امارات شاہی ملک آدم کے پاس بھیجدیے ملک آدم نے اسباب مذکورہ کو بادشاہ کی خدمت مین بھیج کر حقیقت حال عرض کی چونکہ بادشاہ کالپی کو مفتوح کرکے اٹاوا پہونچا تھا وہ صلح قبول نہ کرکے شہزادہ کے استیصال کا عازم ہوا شہزادہ سراسیمہ ہوکر گوالیار کے راجہ کے پاس پناہ لے گیا بادشاہ نے آگرہ مین آنکر قیام کیا اور امرا بادشاہی کہ بادشاہ سکندر کے فوت کے بعد متزلزل ہوئے تھے مستحکم ہوے اور امرائے مخالف توبہ کرکے جادۂ اخلاص مین درآئے اس وقت ہیبت خان گرگ انداز اور کریم داد توغ اور دولتخان اندرایہ کو دہلی کی محافظت کے واسطے بھیجا اور شیخ زادہ محمود کو چندیری کے قلعہ کی حراست اور شہزادہ محمد خان نواسہ سلطان ناصرالدین مالوی کی وکالت کے واسطے روانہ کیا اور ان دنون مین بادشاہ کا

گذارے ہیبت خان نے حقیقت حال بادشاہ کو لکھی بادشاہزادہ نے شیخ زادہ قرملی پسر شیخ سعید قرملی اور ملک سمعیل ابن ملک علاء الدین جلوانی اور قاضی مجد الدین حجاب اور سعید حجاب کو شاہزادہ کی طلب مین بھیجا لیکن افسون ان کا بھی کارگر نہ ہوا اس کے بعد دانایان اور فیلسوفان درگاہ کے مشورہ سے اس حدود کے امرا اور حکام کے نام فرامین صادر کیے اور ہر ایک کو ایک مضمون علیحدہ لائق رتبہ اور حال ترقیم ہوا اور خلاصہ پیغام یہ کہ شہزادہ کی اطاعت سے احتراز کر کے اس کے حضور نہ جاوین اور خدمت اس کی اختیار نہ کرین اور اس طرف کے بعضے امراے صاحب شکوہ جو تیس ہزار اور چالیس ہزار سوار نوکر رکھتے تھے مثل دریاخان لوحانی حاکم ولایت بہار اور نصیر خان حاکم غازی پور اور شیخ زادہ محمد قرملی ضابطہ اودھ و لکھنو وغیرہم کو خلعت خاص و اسپ مع ساز و یراق اور ٹیکا اور خنجر ساتھ اپنے آدمیون معتبر کے کہ محرمیت رکھتے تھے بھیجکر دلجوئی کی اور جب فرامین جماعت مذکور کو پہونچے سب نے شہزادہ کی اطاعت سے سر پھیر کر مخالفت اختیار کی اور بادشاہ ابراہیم نے ایک تخت مرصع اور مکلل بجواہر نفیسہ دیوانخانہ مین نصب فرمایا اور جمعہ کے روز پندرھوین ذیحجہ ۹۲۳ نو سو تیئیس ہجری مین اُس تخت پر جلوس کر کے بار عام دیا اور ہر ایک ملازمان درگاہ اور اعیان دولت کو بقدر مراتب و منازل خلعت و خنجر و شمشیر مرصع اور اسپ و فیل و منصب و خطاب و جاگیر مرحمت کیا اور سر نو سب کو ممنون احسان اور مرہون عنایت کر کے اپنے سے راضی اور شاکر کیا اور فقرا اور مساکین پر بھی ابواب خیرات اور مبرات مفتوح کر کے وظائف مقرر فرمائے اور ائمہ کی یومیہ اضافہ کر کے گوشہ نشینون اور متوکلون کو فتوح اور نذرین بھیجکر امور جہانداری کو ایک رونق تازہ بخشی اور ملک کے کام کو استقامت دی اور شہزادہ جلال خان اس عظمت و وفاداری کو دل مین لایا اور مخالفت اس طرف کے امرا کی آنکھون سے مشاہدہ فرمائی جب جانا کہ اب اس کو شاہ ابراہیم سے جاے مدارا باقی نہین رہی بالضرورت پلٹ کر کالپی کی طرف گیا اور علانیہ دشمنی کا نقارہ بجایا اور باتفاق ایک جماعت کے کہ ساتھ اسکے متحد تھے خطبہ اور سکہ کالپی کا اپنے نام پڑھا کر فوج نو کی نگہداشت شروع کی اور زمینداروں کو تسلی و دلاسا دیکر اپنا جلال الدین شاہ نام رکھا اور ایلچی اپنا اعظم ہمایون شروانی کے پاس کہ جو بالشکر گران قلعہ کالنجر کو محصور کئے تھا بھیجکر پیغام دیا کہ مین تجھے بجاے عم و پدر کے سمجھتا ہون اور تو خوب جانتا ہے کہ مجھ سے کوئی تقصیر سرزد نہین ہوئی اور بادشاہ ابراہیم کی طرف سے نقض عہد ہوا کہ ایک ملک قلیل جو بطور میراث ساتھ میرے تجویز ہوا تھا اسمین بھی نظر ڈال کر بے پیوند صلہ رحم کا کاٹا ہے امیدوار ہون کہ حق کی جانب سے تو ہاتھ نہ کھینچے اور مظلوم کی رعایت اپنے اوپر واجب رکھے اور چونکہ اعظم ہمایون بادشاہ ابراہیم کے ساتھ سوء مزاجی رکھتا تھا اور ضعف نالے اور شکستگی اور ملائمت شہزادہ نے بھی اسکے دل مین اثر کیا ہاتھ قلعہ کالنجر سے کھینچکر شاہزادہ سے جاملا اور عہود و پیمان کے بعد قرار پایا کہ اول ولایت جونپور اور اُس نواح کو تصرف مین لاوین اسکے بعد اور فکر کرین پھر کوچ پر کوچ کر کے سعید خان پسر مبارک خان لودہی کے سر پر جو ضابطہ اودھ تھا روان ہوے اور وہ تاب مقاومت نہ لایا بھاگ کر لکھنو مین دم لیا اور حقیقت حال سلطان ابراہیم سے بذریعہ عرضی معروض کی سلطان ابراہیم نے ارادہ کیا کہ بالشکر انتخاب و جرار متوجہ ہو کر اس شاہ کو دفع کرے اُس وقت

قبول نہ کیا پھر میاں بھوہ کو مخاطب کر کے گواہون سے کہا اگر تم راست براست کہوگے جان کی امان ہے اور اگر دروغ کہوگے تیغ سیاست سے قتل ہوگے گواہون نے لاچار ہو کر صورت قصہ کی راستی سے اظہار کی اور جب اس عورت کے دیور کو طلب کر کے سیاست کی اس نے بھی واقعہ کو از روئے راستی کے بیان کیا خلاصہ یہ کہ عورت نے اُس تہمت سے نجات پائی اور بادشاہ کی حدت فہم اور کمالیت عقل سب پر واضح ہوئی الغرض بادشاہ سکندر طبع موزون رکھتا تھا اور شعر متین کہتا تھا اور گل رخی اس کا تخلص تھا اور شیخ جمالی کنبوہ اس کے مصاحبون و ندیمون سے تھا دو بیتین شیخ جمالی کنبوہ سے برسبیل یادگار تحریر ہوئین ابیات ما را ز خاک کویت پیراہنیست بر تن ٭ آنہم ز آب دیدہ صد چاک تا بدامن ٭ مرا از تیر ہاے او پراز پر گشت ہر پہلو ٭ کنون پرواز خواہم کرد سوے آن کمان ابرو ٭ اور کتاب فرہنگ سکندری اور کتب دیگر بھی اسکی عہد دولت مین مکتوب ہوئین مدت اس بادشاہ جمجاہ کی صاحب فرہنگ سکندری نے اٹھائیس برس اور پانچ مہینے لکھی ہی بیت سکندر شہ ہفت کشور نماند ٭ نماند کسے چون سکندر نماند ٭ ذکر

سلطان ابراہیم لودھی بن سلطان سکندر لودھی کی سلطنت کا

جب بادشاہ سکندر لودھی آگرہ مین فوت ہوا اس کا بڑا بیٹا سلطان ابراہیم کہ ساتھ اخلاق تمیدہ اور حسن کیاست اور فراست وشجاعت کے اتصاف رکھتا تھا باپ کا جانشین ہوا باپ و دادا کے قواعد و آداب سلوک کے خلاف اپنے عزیزون اور افغانون کے حق سے شروع کیا اور فرمایا بادشاہون کے عزیزا ور ہم قوم نہین ہوتے سب نوکر مین چاہیے کہ شرائط خدمت بجا لاوین امراے عمدہ افغان جو سلطان بہلول اور سلطان سکندر کی مجلس مین بیٹھتے تھے انھون نے لاچار بحسب ظاہر اطاعت کے سوا چارہ نہ دیکھا دست بستہ اس کے تخت کے آگے ایستادہ ہوئے اور باطن مین دل دگرگون کر کے اتفاق کو ساتھ نفاق کے مبدل کیا اور بخواہی نخواہی قرار دیا کہ بادشاہ ابراہیم تخت دہلی پر متمکن ہو کر ولایت جونپور کی سرحد تک فرمان گذار ہوے اور شہزادہ جلال خان مسند بادشاہی جونپور پر استقلال پاکر اس طرف کے ممالک پر فرمان روائی کرے پس اس صورت مین شاہزادہ جلال خان نے مع امراے جاگیر دار پرگنات جونپور و کالپی کے اس طرف متوجہ ہو کر اُن ممالک کے سریر سلطنت پر استقلال پایا اور فتح خان بن اعظم ہمایون شروانی کو وکیل امور سلطنت کر کے اس طرف کے امرا کو مطیع اور فرمان بردار کیا اسوقت خانجہان لوحانی نے رابری سے بادشاہ ابراہیم کی ملازمت مین آکر زبان طعن اور ملامت و ندا اور وکلا پر کھولی کہ امر بادشاہی کو مشترک رکھنا ایک خطاے عظیم اور سہو نہایت جسیم ہی بیت دوجان ہر گز بیک پیکر نگنجد ٭ دو فرمان وہ بیک کشور نگنجد ٭ ارکان دولت نے اس کی تلافی مین کوشش کر کے مصلحت دیکھی کہ جو شاہزادہ نے ابھی استقلال حاصل نہین کیا ہے اسے دہلی مین طلب کیا چاہیے چنانچہ اسکی طلب کو ہیبت خان گرگ انداز کو بھیجکر ایک فرمان مشتمل بر عاطفت و مکرمت صادر کیا کہ ایک مصلحت درمیان مین ہے چاہیئے کہ جریدہ آپ کو بطور یلغار پہونچاوے شہزادہ کو ہیبت خان گرگ اندازکی چاپلوسی اور ملائمت سے مکر و غدر کا ظن حاصل ہوا معاودت مین راضی نہوا اور بجا ہاے ملائم متعذر ہو کر ایام لطائف الحیل مین

گذرتا تھا اور اگر سر مو نا ملائم معلوم ہوتا فوراً اس کی تدارک مین مشغول ہوتا اور اکثر اوقات خود بنفس
نفیس تصفیات و فیصلہ مقدمات و مہمات و بست انجام ملکی و رفاہیت خلق مین صرف کرتا اور علاوہ
اس کے اس کی معدلت نصفت اور جودت عقل مین سخنان عجیب و غریب منقول ہین از انجملہ ایک یہ ہے کہ جس
وقت دو بھائی کوانیار کے باشندے بے سامانی سے بہ تنگ آکر ساتھ اس لشکر کے کہ سرحد پر ایک
ولایت کے تعین ہوتا تھا ہمراہ ہوئے اور غارت اور تاراج کے وقت کچھ سونا اور چند پارچہ رنگین
اور دو تھان لعل قیمتی ان کے ہاتھ آئے پھر ایک نے ان دونون بھائیون مین سے کہا کہ مدعا ہمارا حاصل
ہوا اس واسطے محنت اور مشقت اپنے اوپر گوارا کرین اپنے گھر مین جاکر بفراغت و راحت عمر پنج روزہ بسر
کرین دوسرے نے کہا اے بھائی جس وقت اول مرتبہ ہمین ایسی غنیمت دستیاب ہوئی شاید دوبارہ اس سے
بہتر ہاتھ آوے دوسرے نے کہا کہ مین کہین نجاؤن گا اس صورت مین دونون بھائیون نے آپس مین غنیمت تقسیم کی
اور بڑے بھائی نے اپنا بھی حصہ چھوٹے بھائی کے سپرد کر کے فرمایا کہ یہ امانتاً میری زوجہ کو پہونچاوے وہ شخص اپنے
مکان مین آیا اور وہ تمام غنائم لعل کے سوا اسکی بی بی کے حوالے کیے جب دو برس کے بعد بڑا بھائی اپنے گھر آیا غنیمت تعجیر
کی لعل آمین نپایا اسوقت اسنے اپنے چھوٹے بھائی سے پوچھا کہ لعل کیا ہوا اسنے جواب دیا کہ مین نے تیری زوجہ کے سپرد
کیا اسنے کہا کہ وہ کہتی ہے ہرگز مجھے نہین پہونچا پھر چھوٹے بھائی نے کہا جھوٹ کہتی ہے اسے قدرے تہدید کرنا چاہیے القصہ
بڑے بھائی نے اپنی عورت کو شکنجہ تہدید مین کھینچا اسنے کہا آج کی شب مجھے مہلت دے صبحکو حاضر کرونگی اور پھر کو میان
بھورہ کے گھر مین کہ امرائے بزرگ بادشاہ سکندر سے میر عدل تھا جا کر اپنا احوال اظہار کیا میان بھورہ نے اسکے شوہر کو
مع برادر اس کے طلب کر کے کیفیت استفسار کی اس کے شوہر کے بھائی نے کہا کہ مین نے اسے لعل بھی دیا ہے میان بھورہ
نے کہا اسکے گواہ رکھتا ہے اسنے کہا ہان میان بھورہ نے کہا کے شخص گواہ ہین اسنے کہا دو برہمن ہین میان بھورہ نے کہا
انھین حاضر کر وہ قمارخانہ مین گیا دو قمارباز برہمن کو کچھ دیکر تعلیم کیا کہ تم اسطرح سے گواہی دینا جب یہ محکمہ مین آئے اور
گواہی دی میان بھورہ نے شوہر زن سے کہا کہ تو جا جس طور سے ممکن ہو لعل اپنی زوجہ سے لے القصہ عورت اس معرکہ
سے باہر آئی اور اپنے تئین بادشاہ کی عدالت العالیہ مین پہونچا کر فریادی ہوئی بادشاہ نے اس سے تمام ماجرا استفسار
فرمایا عورت نے صورت حال راست براست تقریر کی بادشاہ نے فرمایا کہ تو کس واسطے میان بھورہ کے پاس مستغاثی
ہوئی عورت نے کہا مین گئی تھی لیکن جیسا کہ چاہیے وہان پرسش اور تحقیقات نہوئی القصہ بادشاہ نے سب کو طلب
کیا پھر ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ طلب کر کے تھوڑا موم ہر ایک شوہر اور زن اور اسکے بھائی کے ہاتھ مین دیا کہ ہیئت اس
لعل کی تیار کرو انھون نے اسکے موافق تیار کیا پھر گواہون کو جدا جدا طلب کر کے انھین حکم کیا کہ تم بھی ہیئت اس
لعل کی تیار کرو انھون نے بھی ایک ایک ہیئت مختلف بنائی اور بادشاہ نے تمام شکلین لعل کی اپنے پاس رکھین
پھر عورت کو طلب کر کے فرمایا کہ تو بھی اس لعل کی ہیئت تیار کر کہ وہ کیسا تھا عورت نے عرض کیا کہ لونڈی نے جس چیز
کو آنکھون سے مشاہدہ نہین کیا ہیئت اس کی کیونکر تیار کرے ہرچند بادشاہ نے اس بارہ میں مبالغہ کیا عورت نے

وفات پائی امرانے بادشاہ سکندر کو بادشاہی کے واسطے طلب کیا چنانچہ جس دن دہلی سے روانہ ہوا تھا شیخ بہاء الدین کی خدمت مین کہ بزرگان وقت سے تھے التماس فاتحہ کیواسطے گیا اور کہا مین چاہتا ہون کہ میزان آپکو سناؤن پھر سبق اُسکا شروع کیا اور استاد نے پڑھایا کہ بدان اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین بادشاہ نے کہا کہ پھر ارشاد کیجئے القصہ جب یہ جملہ تین بار تکرار پایا سلطان نے اُس بزرگ کے دست حق پرست کو بوسہ دیا اور اُس دعا کو فال نیک جانکر روان ہوا

قطعہ

حدیث اہل فنا ترجمان آنقدر بست ۔ بد و نیک و زبان شان شبیہ لوح و قلم ۔ سعادت ازلی در وفاق شان مضمر ۔ شقاوت ابدی در خلاف شان مدغم ۔

اور تعصب اسلام بہت رکھتا تھا حتی کہ تمام معابد کفار کو تیغ جہاد سے پیوند زمین کیا تھا اور جن مقامون مین ہنود غسل کرتے تھے اُسپر مسجد اور مدرسہ اور بازار تیار کرکے محافظ مقرر کیے تھے کہ کوئی مشرک غسل نکرنے پاتا تھا اور شہر متھرا مین جو کوئی ہندو قصد سر یا ریش تراشی کا کرتا تھا حجام قبول نکرتے تھے اور رسوم کفار کے تمام تقلم سرنگون کیے اور نیزہ کہ سالار مسعود کیطرف ہر سال جاتے تھے منع فرمایا اور عورتون کو مزارات کے جانے سے ممانعت کی اور صغرسن مین کہ ایام اُسکی شہزادگی کے تھے سنا کہ لدہ تھانیسر ایک موضع ہے کہ ہنود وہان جمع ہوکر غسل کرتے ہین علماء سے پوچھا کہ اس مقدمہ مین حکم شرع کیا ہے ایک نے ان مین سے فرمایا کہ بتخانہ قدیم کو ویران کرنا جائز نہین ہے اور جس حوض مین کہ قدیم سے غسل معمول ہوا ہے اُسکی ممانعت بھی مناسب نہین ہے شہزادہ نے یہ سنکر دست بخنجر ہوکر کہا کہ تو کفار کی حمایت کرتا ہے اس عالم نے جواب دیا کہ جو کچھ شرع مین آیا ہے کہتا ہون راہ خلاف مین نہین چلتا شہزادہ نے تسکین پائی اور اپنی مملکت کی تمام مسجدون مین قاری اور خطیب اور جاروب کش مقرر کیے وظیفہ اور روزینہ اُنکا جاری کیا اور اُسکے عہد مبارک مین علم نے رواج پایا اور امرا اور ارکان دولت اور سپاہیون نے کسب فضائل مین اشتغال کیا اور کفار ساتھ پڑھنے اور لکھنے خط فارسی کے کہ اسوقت تک درمیان اُنکے معمول نہ تھا مشغول ہوئے اور سپاہ گری نے بھی ایک رونق تازہ پکڑی اور جو شخص نوکری کیواسطے آتا نسب اُسکا تحقیق کرکے فراخور حال اُسکے رعایت فرماتا اور جو کوئی بے اسپ و یراق نظر آتا اُسے جاگیر دیتا اور کہتا جاگیر سے اپنا سامان درست کریگا اور خبرداری اُسکی سپاہ اور رعیت کے حال پر ایسی تھی اور خصوصیات خانہ رعایا اور برایا کے اطلاع رکھتا اور کبھی کبھی اوقات تنہائی آدمی سے خبر دیتا جیسا کہ آدمی گمان لیجاتے تھے کہ کوئی جن سلطان کا آشنا ہے جو غیبیات سے خبر دیتا ہے اور جب لشکر کسی طرف روانہ کرتا تھا ہر روز دو فرمان اُس لشکر مین پہونچتے تھے ایک اس مضمون کا کہ صبح کوچ کرکے فلان مقام مین نزول کرو اور ایک ظہر کیوقت کہ ایسا ایسا عمل مین لاؤ اور اس تحالیف کے خلاف ہرگز نکرنا گھوڑے ڈاک چوکی کے ہمیشہ مستعد رہتے تھے اور امرائے سرحد کے نام جو فرمان صادر ہوتا تھا وہ شخص صفہ کے نیچے آنکر فرمان کو دونون ہاتھ سے لیکر سر پر رکھتا تھا اور اگر حکم اُسی جگہ پڑھنے کا ہوتا تھا یعنی حکم پہونچایا تھا وہ اسی مقام مین پڑھا جاتا تھا اور اگر حکم ہوتا تھا کہ مسجد مین جاکر منبر پر پڑھے ویسا ہی عمل مین آتا تھا اور اگر مخصوص ساتھ اُس شخص کے ہوتا یا کوئی خصوصیت اُسمین تحریر ہوتی تھی مخفی پڑھا جاتا تھا اور سلطان علاءالدین

روزنامچہ نرخ اجناس اور واقعات جمیع ممالک محروسہ اور احوال لشکر کا بادشاہ کے ملاحظہ مین

تغیر کرکے اسکے بھائی ابابکر کو دی اور بحکم کرم جبلی اس سے زیادہ اُسکو معاتب نہ کیا اور پھر تھان کرکے راستہ سے
قصبہ باڑی کیطرف پہونچکر اُس پرگنہ کو مبارک خان کے بیٹون سے برآوردہ کرکے شیخ زادہ بھیکن کے سپرد کیا اور
دارالخلافت آگرہ مین آیا اور عادات قدیم کے موافق فرمان فتوحات ہر اطراف وجوانب مین صادر فرمائے اور اکثر
امرائے سرحد کو طلب کیا کہ قلعہ گوالیار پر چڑھائی کرکے جبراً اور قہراً مفتوح کرین اس بادشاہ نیکنام کا انجام یہ کہ زمانہ
کی عادت قدیم ہے کہ عطیہ اور پرورش اپنے سے پشیمان ہوتا ہے اُسوقت بادشاہ کو ساتھ مرض نا مرضی کے گرفتار کیا
اگرچہ از روے غیرت کے خیال اپنا نکرکے اُسی حالت مین کچہری مین اجلاس کرتا تھا اور سوار ہوتا تھا لیکن رفتہ رفتہ
یہ نوبت پہونچی کہ لقمہ حلق سے نہ اترا راہ نفس بستہ ہوئی اور دم گھٹا چنانچہ بروز یکشنبہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۲۳ نو سو تیئیس
ہجری مین دارالسرور کیطرف تشریف لیگیا **قطعہ** ساقیا نند درین بزم بدین بیرحمی ؎ کہ چو ہنگام طرب جام فرو رگیرند ؎
کاش عشرت ز گل و خاک سکندر سازند ؎ بادۂ عیش ز خون دل سنجر گیرند ؎ نظام الدین احمد اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ
جو مناقب اور مفاخر سلطان سکندر لودھی کے بعضی تواریخ مین ہقدر مذکور ہین کہ اکثر گمان اوپر مبالغہ اور اغراق
کے کیا جاتا ہے لیکن جو کچھ صحت مین قریب تر تھا ایراد کیا جاتا ہے کہتے ہین سلطان جمال ظاہری مین آراستہ اور کمال
باطنی مین پیراستہ تھا اور ایام سلطنت مین اسکی نہایت ارزانی اور امن وامان حاصل تھی اور بادشاہ ہر روز
بار عام کرتا تھا اور خود خلق اللہ کی دادرسی مین مشغول رہتا تھا اور گاہ صبح سے شام تک بلکہ عشا کی نماز کیوقت
تک معاملات مین مصروف ہوتا تھا اور نماز پنجگانہ اسی مجلس مین ادا کرتا تھا اور ایام سلطنت مین اُسکی دست تسلط
ہند کے زمینداروں کا کوتاہ ہوا اور سب مطیع و فرمان بردار ہوئے اور قوی و ضعیف یکسان اور برابر ہوئے
اور کامونمین انصاف مرعی رکھتا اور ہوائے نفس پر بہت کم جاتا اور خدا ترسی سے خلق پر نہایت مہربان تھا
چنانچہ جس روز اپنے بھائی باربک شاہ سے جنگ کرتا تھا کارزار کیوقت ایک قلندر حاضر ہوا اور اُسکا ہاتھ پکڑکر بولا
فتح تیرے واسطے ہے بادشاہ نے اپنا ہاتھ کراہت سے کھینچا فقیر نے کہا مین ہاتھ فال نیک پر مارتا ہون تونے اپنا
ہاتھ کیون کھینچا سلطان نے جواب دیا کہ جسوقت طائفہ اسلام کے درمیان جنگ ہو تو حکم ایکطرف نکرنا چاہیے بلکہ
یہ کہنا چاہیے کہ جس شے مین اسلام کی بہتری ہو وہ ہووے اور ہر سال دو مرتبہ فقرا اور مستحقین ولایت کے بہ تفصیل
نام لکھواتا تھا اور ہر شخص کے فراخور حال مبلغ ششماہہ بھیجتا تھا اور ہر زمستان مین جڑاول اور دوشالے
انھین دیتا تھا اور ہر جمعہ کو بھی بر سبیل جمعگی فقرائے شہر کو مبالغ پہونچاتا تھا اور ہر روز کتنے مقامونمین طعام
خام اور پختہ شہر مین تقسیم کرتا تھا اور کوئی برس ایسا نہ تھا کہ چند مرتبہ فتوحات اور کامیابی کے بہانہ مبلغ خطیر
فقیرون کو نہ پہونچاتا **بیت** اگر بایدت شوکت و سروری ؎ دل زیردستان بدست آوری ؎ اور ارباب جاہ سے
جو شخص کہ مساکین اور محتاجون کو وظیفہ اور مدد معاش مقرر فرماتا وہ بادشاہ کے نزدیک معتبر ہوتا اور اُس سے
یہ کہتا کہ تونے بنیاد خیر رکھی ہے اسمین نقصان نہ رکھے گا اسواسطے انمین سے اکثر آدمی شریعت کے بموجب
اپنے مال سے مستحقون کو پہونچاتے تھے تو بادشاہ کے روبرو معزز ہین منقول ہے کہ جسوقت سلطان بہلول نے

کر لشکر و حشم کو اپنے ہمراہ لیکر ہنونت گڈھ کیطرف جا کر حسین خان نومسلم کی اعانت کرے اُسنے عذر کر کے عرض
کیا کہ مین خدمت سے دور نہ ہونگا یہ معنی بادشاہ کے خاطر دریا مقاطر کی آشفتگی کا باعث ہوئی حکم کیا کہ وہ ہماری
خدمت سے دور رہے اور صبح تک جو کچھ مال اپنا لشکر گاہ سے لیجا سکے اُسکا ہے اور جو کچھ باقی رہے غارت عام کرین
اور پرگنہ بڑیری اُسکی مدد معاش کیواسطے مقرر ہووے چنانچہ وہ وہان جا کر ساکن ہوا اور اسی عرصہ مین بہجت خان
حاکم چندیری جو اپنے باپ دادا کے زمانہ سے مطیع اور فرمانبردار سلاطین مالوہ تھا فی الحال اُسنے سلطان محمود مالوی
کے ضعف اور فتور مملکت کو دیکھکر بوسیلۂ ارسال تحف بادشاہ کا توسل اختیار کیا بادشاہ نے عماد الملک بدہ کو کہ
احمد خان نام رکھتا تھا چندیری کی طرف بھیجا تو باتفاق بہجت خان اس حدود مین خطبہ سلطان کے نام پڑھا نے
اور اُسوقت بادشاہ آگرہ مین آیا اور لعادت معہودہ فرامین مشتمل بر مژدہ اطاعت بہجت خان اور پڑھنا خطبہ کا ولایت
چندیری مین اور حاصل ہونا فتوحات تازہ کا باطراف و اکناف ولایت مین بھیجکر بلند آوازہ ہوا اور اُس وقت
مصلحت ملکی کیواسطے بعضے امرا کو ساتھ تغیر اور تبدل جاگیر کے مناسب دیکھکر عمل کیا اور سعید خان منجھلے بیٹے مبارکخان
لودھی اور شیخ جمال قرملی اور رائے جگوسین کچھواہہ اور خضر خان اور خواجہ احمد کو چندیری کیطرف بھیجا وہ اُس ولایت
کو اپنے قبض و تصرف مین لاکر مستقل ہوئے اور حسب الحکم شہزادہ محمد خان نبیرہ سلطان ناصر الدین مالوی کو شہر بند کے
سلطنت اس ملک کی جسطرح کہ تھی ظاہرا اُسپر مقرر رکھی اور بہجت خان حاکم چندیری نے جب معاملہ ایسا دیکھا اپنا
رہنا اُس صوبہ مین صواب نجانا ناچار بادشاہ کی ملازمت مین فائز ہوا اور ان دنون مین بادشاہ کی طبیعت حق طویت
حسین خان قرملی فنالطہ سارن سے منحرف ہوئی تھی اسوجہ سے حاجی سارنگ کو اُسطرف بھیجا اسنے وہان جا کر اُسکے
لشکر کو حسن تدبیر سے اپنی طرف کر لیا اور اُس کے قید کرنے کی فکر مین ہوا اور وہ واقف ہو کر تھوڑے رفقا سے ولایت
لکھنوتی کیطرف گیا اور علاء الدین شاہ والی بنگالہ سے پناہ ڈھونڈھی اور ۹۲۲ھ نوسو بائیس ہجری مین علیخان ناگوری
نے جو سرکار و سیع مین پور مین تعین تھا شاہزادہ دولتخان حاکم رنتھور سے جو سلطان محمود مالوی کا محکوم تھا شیوۂ موافقت
اور مرافقت مرعی رکھکر اُسکو بادشاہ کی اطاعت کی ترغیب کی اور مقرر کیا کہ بادشاہ کی نقد ملازمت سے مشرف
ہو کر قلعۂ مذکور کو پیشکش کرے جب عریضہ علیخان ناگوری کا اس بارہ مین پہونچا بادشاہ نے محظوظ ہو کر اُس طرف
جانے کی عزیمت کی اور بیانہ کے نواح مین چار مہینے شکار اور مشائخ کبار کی ملاقات مین خصوصاً سید نعمت اللہ
اور شیخ حسینی کے ساتھ خوارق عادات اور مکاشفات کے اشتہار رکھتے تھے بسر کیے اور اُس عرصہ مین شہزادہ
دولت خان اور اُسکی والدہ کو کہ صاحب اختیار قلعہ رنتھور تھی ساتھ مواعید بسیار کے ایسا فریفتہ کیا کہ دولت خان
شہزادہ نے بہ تعجیل تمام عزم ملازمت کیا اور بادشاہ نے تمام امرا اُسکے استقبال کیواسطے بھیجکر بعزت تمام داخل اردو
کیا اور ملاقات کیوقت اُسے فرزندون کے مانند نواز کر خلعت اور چند زنجیر فیل عنایت فرمائے اور ساتھ قرار معہود
کے تکلیف سپرد کرنے قلعہ رنتھور کی دی اتفاقاً اُسی علیخان ناگوری نے دشمنی کر کے شہزادہ دولت خان کو
اُس پہ آمادہ کیا کہ قلعہ بادشاہ کو نہ دیوے بادشاہ نے اصل راز سے آگاہ ہو کر شیوراج پور کی سرکار اُس سے

کو مقید کیا اور حسب الحکم قلعہ ہنونت گڈھ مین بھیجکر محافظت مین مشغول ہوے اور اُسکے بعد اہالی قلعہ نے بے آبی اور کمی غلہ سے عاجز ہوکر امان چاہی چنانچہ امان پاکر قلعہ سے نکل گئے اور سلطان نے چھ مہینے قلعہ کے قریب قیام فرماکر بتخانونکو کھود و اکر مسجدین تعمیر فرمائین مفتی اور خطیب مقرر کیے اور علما اور طلبا کو وظائف معین کرکے اس مقام مین متوطن کیا اور ان دنونمین شہزادہ شہاب الدین بن سلطان ناصر الدین سلطان مالوہ نے باپ سے رنجیدہ ہوکر عزم ملازمت کیا جسوقت قصبہ سپری مین کہ اعمال مالوہ سے ہے پہونچا بادشاہ نے اسپ و خلعت بھیجکر پیغام کیا کہ اگر تم چندیری کو میرے سپرد کرو تو ایسی امداد کیجائیگی کہ سلطان ناصر الدین کا تم پر غلبہ نہوگا اتفاقاً شہزادہ شہاب الدین کو کوئی ایسا سبب مانع پیش آیا کہ ارادہ پدر سے برآمد نہوا اور سلطان سکندر نے ماہ شعبان ۹۱۴ھ نوسو چودہ ہجری مین پاے قلعہ نرور سے کوچ کیا جسوقت کرلب آب سندھ پہونچا اُسکے دلمین یہ اندیشہ گذرا کہ نرور کا قلعہ نہایت سنگین ہے اگر ہاتھ مین کسی مخالف کے پڑیگا اُسکے ہاتھ سے باسانی برآوردہ نہوسکیگا اسواسطے ایک حصار اور گرد قلعہ مذکور کے کھینچکر استحکام تازہ بخشا پھر اپنا منصوبہ پورا کرکے قصبہ بہار مین آیا اور ایک مہینہ اُس مقام مین توقف کیا اور اس جگہ نعمت خاتون زن قطب خان لودھی جو جلال خان شہزادہ کی مرضعہ تھی شہزادے کے ہمراہ آئی اور سلطان اُسکے دیکھنے کیواسطے گیا اور دلجوئی کی اور سرکار کالپی شہزادہ کی جاگیر مقرر کرکے ایک سو بیس راس گھوڑے اور زنجیر فیل اور مبلغ نقد عطا فرمائے اور نعمت خاتون کے ہمراہ کالپی کی رخصت دی اور خود ۹۱۵ھ نوسو پندرہ ہجری مین رایت اقبال مقام گوالیار سے دار الملک کی طرف حرکت مین لایا اور جب بنگھاٹ مین پہونچا افواج اس حدود کے متمردونکی تدارک کو بھیجکر اُس نواح کو اہل بغی کے خس و خاشاک سے پاک کیا اور بجا بھانہ بہٹا کر آگرہ کیطرف تشریف لایا اور اسوقت مین خبر پہونچی کہ احمد خان پسر مبارک خان لودھی حاکم لکھنوتی کفار کی مصاحبت کے سبب طریقہ ارتداد کا اختیار کرکے دین اسلام سے پھر گیا ہے بادشاہ نے اسکے چھوٹے بھائی محمد خان کے نام فرمان بھیجا کہ اسکو زنجیر مین مغلول کرکے خدمتمین روانہ کرے وہ حکم کے موافق کاربند ہوا اور سرکار لکھنوتی نے سعید خان اُسکے منجھلے بھائی کے نام قرار پکڑا اور ان دنونمین محمد خان پوتا سلطان ناصر الدین مالوی کا اپنے دادا کے قہر و غضب سے ہراسان ہوکر درگاہ عرش اشتباہ مین پناہ لایا بادشاہ نے سرکار چندیری اعمال مالوہ اُسکے نام مقرر فرمائی اور شہزادہ جلال خان کو حکم ہوا کہ ممد و معاون اُسکا ہوکر ایسا نہ کرے کہ سپاہ مالوہ کسی طرح کا صدمہ اُسے پہونچاوے اور اس وقت بادشاہ سیر و شکار کے واسطے دھولپور کیطرف سوار ہوا اور آگرہ سے دھولپور تک منزل بہ منزل قصر اور عمارات تعمیر فرمائین اور اُسی عہد مین محمد خان ناگوری اپنے خویشون علی خان اور ابابکر پر جو اُسے قتل کیا چاہتے تھے غالب آیا اور وہ بھاگ کر بادشاہ کی درگاہ مین آئے محمد خان ناگوری نے اُنکے پناہ لے جانے سے ساتھ ایسے بادشاہ عالی جاہ کے عاقبت اندیشی کرکے عرضیان اخلاص آمیز مع تحف و ہدایا بھیجین اور اُس ولایت کا خطبہ بادشاہ کے نام پڑھا اور زر و سکہ بھی بادشاہ کے نام سے جاری کیا اور بادشاہ نے خلعت اُس کے واسطے بھیجا اور آگرہ مین تشریف لایا اور چند روز بساط نشاط بچھاکر سیر باغات اور بزم آرائی مین بسر کیے پھر دھولپور کیطرف راہی ہوا اور میاں سلیمان چھوٹے بیٹے خانخانان فرملی کو فرمایا

مثل فتح علیہ قلعہ گوالیار کے جانتا تھا تمام فوج کو حکم کیا کہ جنگ وپیکار پر مستعد ہو کر قلعہ کی تسخیر مین ہمت باندھین
اور خود ایسی ساعت مین کہ اختر شناسون نے مقرر کی تھی بنفس نفیس میدان کیطرف متوجہ ہو کر ہر اطراف سے جنگ
شروع کی افواج بحر امواج نے مور و ملخ کی طرح قلعہ مین چسپیدہ ہو کر داد مردی اور مردانگی دی اور نسیم فتح وظفر پرچم
رایات سلطانی پر چلی ناگاہ قلعہ کی دیوار جو ملک علاء الدین کیجانب تھی وہ شگافتہ ہوئی اور جوانان مردانہ اور غازیان
فرزانہ اُسطرف سے داخل ہوئے ہر چند متحصنون نے زیاد الامان بلند کی کسی کے گوش زد نہوئی قلعہ کو مسخر کیا اور
راجپوت اپنے مکانونسے جنگ کرتے تھے اور اپنے اہل وعیال کو قتل کرکے اور آتش سوزان مین جلاتے تھے غرض راجپوت
بہت مقتول ہوئے اس عرصہ مین ایک تیر غنیم کیطرف سے آیا اور ملک علاء الدین کے دیدہ جہان بین کو بے نور کیا اور
بادشاہ فتح کے بعد لوازم شکر وسپاس فتاح حقیقی بجالایا اور بتخانونکو مسمار کرکے مساجد تعمیر فرمائین اور قلعہ کو مکھن خان ولد
مجاہد خان کے سپرد کیا اور جب بادشاہ کے سمع مبارک مین یہ خبر پہونچی کہ مجاہد خان نے راجہ ہنونت کرنہ سے رشوت
لیکر تعہد بادشاہ کے پھیرنے کا کیا ہے ماہ محرم سنہ ۹۱۳ نوسو تیرہ ہجری مین ماچین خاص حاجب کو کہ محمد خان مجاہد خان
سے تھا مقید کرکے ملک تاج الدین کنبوہ کے سپرد کیا اور اُن امرا کو جو دھولپور مین تھے حکم ہوا کہ مجاہد خان کو محبوس
کرین اور آگرہ کے قلعہ کیطرف کوچ کیا ایک روز راہ کی ناہمواری سے کہ نشیب وفراز بہت رکھتی تھی مقام ہوا اور آب کی
نایابی سے اُسدن حیوان صامت اور ناطق بہت تلف ہوئے اور جب بادشاہ کے حسب الحکم مردونکا شمار ہوا آٹھ سو آدمی
قلم بند ہوئے اور قیمت ایک کوزہ پانی کی پندرہ تنگہ ہوئی تھی بادشاہ وہانسے دھولپور مین آیا اور چند روز توقف کرکے
دار السلطنت کیطرف تشریف لایا اور برسات کو آخر کرکے سہیل کے طلوع کے بعد سنہ ۹۱۴ نوسو چودہ ہجری مین قلعہ نرور کی
تسخیر کی عزیمت کی اور وہ قلعہ از توابع مالوہ اور کفار کے تصرف مین تھا اور جلال خان حاکم کالپی کے نام حکم صادر ہوا
کہ نرور کو پیشتر جاکر محاصرہ کرے اور اہالی حصار اگر صلح کرین درگذر کرکے قبول کرے جلال خان نے حکم کے موافق قلعہ
مذکور کو محاصرہ کیا اور بادشاہ بھی عقب سے پہونچا اور دوسرے دن قلعہ کے دیکھنے کیواسطے سوار ہوا اور جلال خان
نے اپنے لشکر کو آراستہ کرکے پیادے اور سواروں اور فیلونکے تین گروہ کیے اور سر راہ ایستادہ کرکے چاہا کہ مجرا اپنی جمعیت
کرائے بادشاہ نے اُسکے لشکر کی کثرت ملاحظہ کرکے اپنے دلمین تجویز کیا کہ اسے بتدبیر وتدریج خراب کرے اور بادشاہ نے
اُس قلعہ کو آٹھ کوس کا جسکا دور تھا ایکسال تک محاصرہ کیا اور ہر روز آدمی جنگ کیواسطے پیشقدمی کرتے تھے اور قتل ہوتے
تھے لیکن آٹھ مہینے کے بعد بادشاہ کو معلوم ہوا کہ بعضے مردم معتبر متحصنون سے آمیزش رکھتے ہین اس سبب سے قلعہ سر نہین
ہوتا اور سبب دریافت کا یہ تھا کہ ایکدن بادشاہ بام محل پر ایستادہ ہو کر تفرج کرتا تھا دیکھا کہ دروازہ قلعہ کا ایک طرف
سے شگافتہ ہوا اور اسی وقت اندر سے بند کیا گیا سلطان نے اس امر کو ایکدل اور ایکزبان ہوتا امرا کا مردم حصار سے
جانکر پہلے جلال خان کے مردمان جری کو اپنے روبرو بلایا اُسوقت دو فرمان صادر فرمائے ایک جلال خان
کی گرفتاری مین بنام ابراہیم خان لوحانی اور سلیمان خان قرملی اور ملک علاء الدین حلوانی اور دوسرا شیر خان کے
حبس کے بارہ مین میان بھوزہ اور سعید خان اور ملک آدم کے نام القصہ خوانین مذکور نے جلال خان اور شیر خان

دیکر رخصت کیا اور بعد چند عرصہ کے خواص خان حاکم دہلی اپنے بیٹے اسمٰعیل خان کو دہلی مین چھوڑ کر حسب الحکم درگاہ مین آیا
اور نوازش خسروانہ سے سرفراز اور ممتاز ہوا اسوقت مین سعید خان شروانی نے کہ لاہور سے آیا تھا ملازمت کی چونکہ یہ غدارون کا
سرغنہ تھا اُسکو اور تاتار خان قرملی اور محمد شہ لودھی اور تمام غدارونکو گجرات کے اطراف مین اخراج فرمایا اور اُس
سال کہ سنہ ۹۰۷ھ نوسوسات ہجری تھی راجہ مان سنگھ راے گوالیار نے نہال نام خواجہ سرا کو برسم رسالت مع تحف و
ہدایاے لائق روانہ کیا اور چونکہ خواجہ سرا درشت گو اور بدزبان تھا بادشاہ نے ناراض ہو کر اُسے رخصت کیا اور اپنے آنے
اور قلعہ لینے کی تہدید فرمائی اور انھین دنون مین خبر فوت خانخانان قرملی حاکم بیانہ کی پہونچی چند روز بیانہ مین احمد
اور سلیمان پسران پسر خانخانان قرملی کو مقرر رکھا اور چونکہ بیانہ بسبب استحکام قلعہ اور ہونے سرحدون محکم کے محل بغاوت اور
فساد کا ہوا تھا احمد اور سلیمان پسران پسر خانخانان قرملی سے لیکر خواص خان کے سپرد کیا اور چند روز کے بعد صفدر خان
آگرہ کے انتظام کیواسطے کہ مضافات بیانہ سے تھا تعین ہوا اور احمد اور سلیمان جو بیانہ سے سنبھل مین آئے تھے شمس آباد اور جالیسر اور
کھیمل اور شاہ آباد اور دوسرے پرگنے پائے اور عالم خان حاکم میوات اور خانخانان حاکم لابری کو حکم ہوا کہ باتفاق خواص خان
قلعہ دھولپور کے تسخیر مین مشغول ہوین اور راے بنایک دیو کے تصرف سے برآوردہ کرین اور راے نے بقدم ممانعت آنکر
مجادلہ اور محاربہ کیا اور خواجہ بین کہ دلاوران صف شکن سے تھا اُس معرکہ مین شہید ہوا اور ہر روز ایک جماعت قتل
ہوتی تھی جب یہ خبر بادشاہ کو پہونچی بیتابانہ جمعہ کے دن ماہ رمضان المبارک کی چھٹی تاریخ سنہ مذکورہ مین سنبھل سے دھولپور
کیطرف حرکت کی اور جب قریب پہونچا راے بنایک دیو قلعہ اپنے متعلقونکے سپرد کرکے گوالیار کیطرف گیا اور آدمی اسکے صدمہ افواج
سکندری کی تاب نلاکر آدھی رات کو قلعہ سے برآمد ہو کر نکلگئے اور بادشاہ نے صبح کیوقت قلعہ مین داخل ہو کر دوگانہ شکر کا ادا کیا اور لوازم فتح
عمل مین لایا غازیون نے ہاتھ تاراج و غارت مین دراز کیا اور مکانونکو مسمار کرکے باغات اطراف دھولپور کے کہ سات کوس تک سایہ ڈالے ہوئے
تھے بیخ و بن سے اکھاڑے اور ایک مہینہ کے بعد رایات شاہی گوالیار کیطرف جنبش مین آئے اور آدم خان لودھی کو مع تمام امرا وہان چھوڑ کر
آب چنبل سے عبور کیا اور دریاے بہی عرف سیدی کے کنارے نزول فرما کر دو مہینے توقف کیا اور وہانکی آب ہوا کی زبونی کے سبب بیماری وبا اور طاعونکی
پیدا ہوئی اور آدمی بیمار ہوئے اور گوالیار کے راجہ نے بملایمت سے صلح کی درخواست کی اور سعید خان اور بابو خان
اور راے گنبس کو کہ بادشاہ سے بھاگ کر اُسکے پاس پناہ لے گئے تھے اپنی حفاظت سے نکالکر اپنے بڑے بیٹے بکرماجیت
کو ملازمت کے واسطے بھیجا چنانچہ بادشاہ نے اُسے اسپ و خلعت عنایت فرما کر رخصت انصراف مرحمت فرمائی
پھر علم مراجعت بلند کرکے جب دھولپور مین پہونچا اُسے بھی بنایک دیو کو بخشا اور آگرہ مین آیا اور اس شہر کو جو بیانہ کے
متعلق تھا اور زمانہ کفر و اسلام مین کبھی پاے تخت نہوا تھا گوالیار اور نرور کی تسخیر کے واسطے پاے تخت کرکے
حصار سیری کو کہ جو ساتھ دہلی نو کے شہرت رکھتا تھا ترک کیا اور برسات کا موسم اُس مقام مین بسر کیا اور ماہ رمضان المبارک
سنہ ۹۱۰ھ نوسودس ہجری مین طلوع ہلال کے بعد علم عزیمت قلعہ مندرایل کی تسخیر کے واسطے بلند کیا اور
ایک مہینہ کامل اطراف دھولپور مین توقف فرمایا اور افواج نے حسب الحکم جاتے ہی حوالی گوالیار
اور مندرایل تک تاخت و تاراج کیا اور اُس کے بعد خود جاکر قلعہ مندرایل کو محاصرہ فرمایا اور اہل قلعہ نے

بادشاہ چوگان بازی کیواسطے سوار ہوا اور عین چوگان بازی مین چوگان ہیبت خان شروانی کا سلیمان خان لودھی کے چوگان سے ٹکرا کر سلیمان خان کے سر مین لگا کہ مجروح ہوا اس سبب سے اُنکے درمیان مین اُس مقدمہ کے باعث مناقشہ ہو کر رنجش ہوئی خضر خان برادر سلیمان خان نے انتقام کیواسطے قصداً چوگان ہیبت خان شروانی کے سر پر مارا شور و غل برپا ہوا محمود خان لودھی اور خانخانان نے ہیبت خان شروانی کو تسکین دی اور دلاسا دیکر مکان پر لے گئے اور بادشاہ میدان سے محل مین داخل ہوا اور چار دن کے بعد پھر چوگان بازی شروع ہوئی اثنائے راہ مین شمس خان نامے خویشان ہیبت خان شروانی سے غضبناک کھڑا تھا جب خضر خان برادر سلیمان خان کو دیکھا چوگان اُسکے سر پر مارا اور بادشاہ نے شمس خان کو خوب زد و کوب کر کے اپنے محل مین مراجعت فرمائی اور اُسکے بعد اپنے امرا سے بدظن ہوا بعضون کو کہ مخلص اور دو تنخواہ جانتا تھا پاسبانی کا اشارہ کیا چنانچہ یہ ہر شب کو مسلح ہو کر پاسبانی کرتے تھے اُس عرصہ مین ہیبت خان شروانی اور دوسرے سردارون نے آپس مین اتفاق کر کے شہزادہ فتح خان بن بادشاہ بہلول سے عرض کی کہ فرمان سیاہ سکندر شاہ کی بادشاہی سے راضی نہین ہین اور تجھے سرداری مین قبول رکھتے ہین اگر حکم ہو سکندر شاہ کو درمیان سے اُٹھا کر ہم تجھے سریر سلطانی پر متمکن کرین شہزادہ نے شیخ طاہر کابلی اور اپنی والدہ سے یہ راز ظاہر کیا کہ شیخ اور شکی والدہ نے نصیحت کر کے اسپر آمادہ کیا کہ نام بداندیشونکے بادشاہ کے روبرو ظاہر کرے شہزادہ نے ویسا ہی کیا چنانچہ سلطان غدر اور بداندیشی اُس جماعت سے خبردار ہوا بالاتفاق امرا ہر ایک کو مختلف اطراف مین بھیجدیا اور اُسکے بعد بتدریج اُنکو برباد کیا اور سنہ ۹۰۵ نوسو پانچ ہجری مین سنبھل کیطرف جا کر چار برس اس حدود مین سیر شکار اور چوگان بازی مین بسر کیے اور اس مقام مین خبر بدعملی اور بدکرداری اصغر خان حاکم دہلی کی سُنی چنانچہ خواص خان حاکم ماچیواڑہ کو حکم بھیجا کہ دہلی مین جا کر اصغر خان کو مقید اور مغلول درگاہ مین بھیجے اور جب خواص خان حسب الحکم دہلی کیطرف متوجہ ہوا اصغر خان یہ خبر سنکر قبل پہونچنے خواص خان سے شنبہ ماہ صفر سنہ ۹۰۰ نوسو سات ہجری مین قلعہ سے برآمد ہو کر سلطان کے روبرو سنبھل مین حاضر ہو کر مقید ہوا اور خواص خان دہلی پر متصرف ہو کر حکومت مین مشغول ہوا اور نقل ہے کہ ایک برہمن جودھن نام موضع کاتھین مین سکونت پذیر تھا ایکدن اُسنے مسلمانون کے حضور اقرار کیا کہ اسلام حق ہے اور دین بھی درست ہے یہ بات اُس سے شائع ہو کر علماء کے گوش زد ہوئی اور قاضی پیادہ اور شیخ بدر جو کہ لکھنوتی مین تھے ساتھ نقیض ایک دوسرے کے فتوے دیتے تھے لہذا اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید حاکم اس ولایت نے برہمن کو مع قاضی اور شیخ مذکور بادشاہ کی خدمت مین سنبھل بھیجا اور چونکہ بادشاہ کو مذاکرہ علمی کے سننے مین رغبت تمام تھی علماء نامی کو اطراف سے طلب کر کے مجلس بحث ترتیب دی اور تفصیل اسمائے علماء کی یہ ہے کہ میاں قادر بن شیخ خواجہ اور میان عبد اللہ بن الہ داد کو ملتان سے اور سید محمد بن سعید خان کو دہلی سے اور ملا قطب الدین اور ملا الٰہ داد صالح کو سرہند اور سید امان اور سید برہان اور سید حسن کو قنوج سے بلایا اور ایک جماعت علماء سے جو ہمیشہ بادشاہ کے ہمراہ رہتے تھے مثل صدر الدین قنوجی اور میان عبد الرحمن ساکن سیکری اور میان عزیز اللہ سنبھلی یہ بھی اُس معرکہ مین حاضر ہوئے باتفاق علماء کا یہ حکم ہوا کہ اُسکو محبوس کر کے عرض اسلام کرنا چاہیے اگر انکار کرے اُسکی گردن مارین جودھن انکار کر کے مقتول ہوا اور بادشاہ نے جمیع علماء کو انعام

نے اُسکی عزت نگاہ رکھی اور اسباب عیش و فراغت کا اُسکے واسطے مہیا کیا تاکہ فکر اور تردد سلطنت سے باز آکر بقیہ عمر وہان بسر کرے اور دولت جونپور کے بادشاہ ہونیکی ساتھ اُسکے منقرض ہوئی اور بادشاہ سکندر نے منزل دیوبارہ سے ایک فوج ملک کھندو کے مقابلہ کو تعین فرمائی اور ملک کھندو نے راہ فرار نا پی اور ولایت بہار گماشتگان سکندر کے ہاتھ آئی اور سلطان نے محبت خان کو مع ایک جماعت امرا کے بہار مین چھوڑکر خود درویش پور مین آیا اور خانجہان پسر خانخانان فرملی کو اُردو پر چھوڑکر خود ترہت کا قصد کیا ترہت کے راجہ نے حاضر ہوکر کئی لاکھ تنگہ خراج قبول کیا بادشاہ نے مبارک خان لوحانی کو خراج وصول کرنے کے لیے وہان چھوڑا اور خود درویش پور لوٹ آیا اور جب خانجہان پسر خانخانان فرملی نے وفات پائی خسرو خان پسر بزرگ اُسکے کو ساتھ خطاب اعظم ہمایون کے امتیاز بخشا اور وہان سے شیخ شرف الدین یحیٰی منیری کی زیارت کو کہ بہار مین آسودہ تھے روانہ ہوا وہان کے فقرا اور مساکین کو انعام اور داد و دہش سے خورسند بلکہ تونگر کیا اور پھر درویش پور مین آکر بادشاہ علاء الدین شاہ بنگالہ کے سر پر روانہ ہوا اور جسوقت قتلغ پور مین جو متعلق اعمال بہار سے ہے پہونچا علاء الدین شاہ نے انیال اپنے بیٹے کو استقبال کیواسطے بھیجا اور سلطان سکندر نے بھی محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی کو اسطرف سے تعین کیا چنانچہ موضع بارہ مین دونون مقابل ہوئے اور حرف صلح کا درمیان مین لائے اور یہ قرار پایا کہ دونون مین سے کوئی ولایت یکدیگر مین مزاحمت نہ پہونچاوے اور مخالفونکو بھی پناہ نہ دیوے پھر محمود خان لودھی اور مبارک خان لوحانی نے معاودت کی لیکن قصبہ پٹنہ توابع بہار مین مبارک خان لودھی قضاے آلہی سے فوت ہوا اور سلطان سکندر لودھی قتلغ پور سے پلٹ کر درویش پور مین آیا اور کئی مہینے توقف کیا اور جو مبارک خان اُس مقام مین فوت ہوا تھا وہ ولایت اعظم ہمایون کے نام مقرر ہوئی اور ولایت بہار دریا خان پسر مبارک خان لوحانی کو عنایت فرمائی اور اُسوقت مین قحط غلہ ظاہر ہوا بادشاہ نے خلائق کے رفاہ کیواسطے فرامین منع زکوٰۃ غلہ کل قلمرو مین ارسال فرمائے اُس دن سے پھر زکوٰۃ غلہ کی ایک قلم موقوف ہوئی اور اُسوقت بادشاہ قصبہ سارن مین گیا اور بعضے پرگنے قصبہ سارن کے اطراف کے جو زمینداران کے تصرف مین تھے برآوردہ کرکے اپنے آدمیونکو جاگیر دیکر مچھلی گڈھ سے جونپور مین آیا اور چھ مہینے توقف کیا اور جب بادشاہ نے سالباہن راے پنّہ سے لڑکی طلب کی اور اُسنے انکار کیا اُسوقت انتقام کو سنہ ۹۰۴ھ نوسو چار ہجری مین پنّہ کیطرف گیا اور اُسکی آبادی سے ایک اثر نچھوڑا اور جب باندھو گڈھ کی حوالی مین کہ محکم ترین قلاع اُس ولایت سے ہے اور حاکم نشین ہے پہونچا جانان مردانہ نے جواہر زبان کین چونکہ تسخیر اُسکی دشوار تھی بادشاہ اُسکی حصار سے پلٹکر جونپور مین آیا اور وہان استقامت کرکے ایک مدت امور مملکت پرداخت مین اشتغال رکھا اس درمیان مین مبارک خان کا حسابی معاملہ پیش آیا کیونکہ مبارک خان موجی جو بعد قید کرنے باربک شاہ کے جونپور اُسکے حوالہ ہوا تھا اُسنے بہت مال درمیان سے تغلب کیا اور چاہتا تھا کہ لطائف الحیل مین گذرانے اور ہرچند خوانین کو شفیع کیا فائدہ نہ بخشا حکم ہوا کہ اُس سے آمدنی چند سال کی بندوبست بادشاہی کے کرین اس سبب سے امراے افغان نے اپنے دلمین یک گونہ رنجش بہم پہونچائی اتفاقاً اُن دنون مین

بادشاہ نے حکم کیا کہ کالا پہاڑ اور اعظم ہمایون شروانی اور خانخانان لوحانی اودھ کے راستہ سے اور مبارک خان کرّہ کی راہ سے جونپور کیطرف جا کر اُس حدود کا بندوبست کرین اور باربک شاہ کو مقید کر کے حضور مین حاضر کرین جب باربک شاہ کو بادشاہ کے روبرو لائے بادشاہ نے اُسے ہیبت خان لوحانی اور عمر خان شروانی کے سپرد کیکے خود جونپور کے اطراف سے قلعہ چنار کے سمت عزیمت کی اور بعضے امراے حسین شاہ شرقی کہ وہان تھے جنگ پر آمادہ ہوئے اور شکست کھا کر قلعہ بند ہوے چونکہ قلعہ محکم تھا بادشاہ نے محاصرہ مناسب نجانا کیتہ کیطرف کہ مضافات پٹنہ سے ہے نہضت فرمائی اور وہانکے راجہ راے بلبھدر نے استقبال کر کے اطاعت کی بادشاہ نے کیتہ پر اُسے بحال رکھا اور اریل کی طرف گیا اس درمیان مین بلبھدر متوہم ہو کر اسباب و حشم چھوڑ کر یکہ و تنہا پٹنہ کیطرف بھاگا بادشاہ نے تمام ساز و سلب اُسکا اسکے پاس بھیجیا جب اریل مین پہونچا دست تاراج دراز کر کے باغات اور عمارات سے کچھ اثر باقی نہ رکھا اور کرّہ کے راستہ سے دلمیو کیطرف گیا اور شیر خان برادر مبارک خان لوحانی کی منکوحہ کو اپنے حبالۂ نکاح مین لایا اور شمس آباد کی طرف توجہ فرمائی اور چھ مہینے وہان اقامت کر کے سنبھل مین گیا اور پھر شمس آباد کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی درمیان راہ کے دیوتاری کو کہ ماواے متمردان تھی قتل و غارت سے خراب کیا اور بقیۃ السیف نے بھاگ کر موضع وزیر آباد مین دم لیا سلطان وزیر آباد کے مالک کو بھی قتیل اور اسیر کر کے شمس آباد مین آیا اور ایام برسات شمس آباد مین گزرانے اور سنہ ۹۰۰ نوسو ہجری مین راے بلبھدر کی گوشمالی کو پٹنہ کی طرف متوجہ ہوا اثناے راہ مین متمردون اور بدمعاشون کے مواضع کو ویران اور انہین قتیل اور دستگیر کرتا تھا اور جب کہاران اور کہانی مین پہونچا نرسنگھ بیٹا بلبھدر کا جنگ مین مشغول ہوا اور ہزیمت پا کر پٹنہ مین بھاگا اور جب سلطان پٹنہ مین پہونچا راجہ بلبھدر سرگجھے کیطرف مفرور ہو کر راہ مین فوت ہوا اور سلطان سرگجھے سے سہدیو کیطرف کہ عمال پٹنہ سے تھا متوجہ ہوا اور جب وہان پہونچا وہان افیون اور کوکنار یعنی پوستہ اور نمک اور گھی نہایت گران ہوا اسلئے جونپور کیطرف گرم عنان ہوا اور جو گھوڑے کہ پٹنہ کے سفر مین محنت شاقہ کھینچے ہوے تھے انمین سے اکثر تلف ہوئے جو سوار کہ دس گھوڑے رکھتا تھا انمین سے نوضائع ہو ے لکم چند راے بلبھدر کے فرزند اور دیگر زمینداروں نے حسین شاہ شرقی کو لکھا کہ سلطان سکندر کے لشکر مین گھوڑے نہین رہے اور یراق تلف ہوا فرصت غنیمت ہے حسین شاہ شرقی نے یہ خبر سُن کر جمعیت کی اور چند فیل ہمراہ لیکر شاہ سکندر کے مقابلہ کو آیا بادشاہ سکندر نے بھی کنتت کے گھاٹ جا کر آب گنگ سے عبور کر کے استقبال کیا اور اٹھارہ کوس بنارس سے آگے میدان مقابلہ تھا بادشاہ نے خانجہان کو سالباہن پسر راے بیجند کے پاس بھیجا کہ اُسے دلاسا دیکر لائے اور خود بسرعت تمام سلطان حسین کے سر پر گیا اثناے راہ مین سالباہن خدمت مین حاضر ہوا بعد مقابلہ کے حرب شدید وقوع مین آئی لیکن ہزیمت حسین شاہ شرقی کے شامل حال ہوئی لاچار پٹنہ کیطرف گیا اور بادشاہ نے اردو چھوڑ کر بروایت صحیح ایک لاکھ سوار سے تعاقب کیا اور جب اثناے راہ مین معلوم ہوا کہ حسین شاہ ولایت بہار مین گیا ہے نو روز کے بعد بادشاہ لشکر اردو مین وارد ہوا اور بہار کیطرف توجہ فرمائی اور حسین شاہ نے ملک کندو کو حصار بہار مین چھوڑا اور خود کہلگانو مین جو توابع لکھنوتی سے ہے گیا اور سلطان علاء الدین بادشاہ بنگالہ

مصرع انچہ زادم سرپیست برکف دست :- اب ایک گھوڑا حضور سے مرحمت ہوئے تو یہ جان نثار لوازم جان نثاری بجا لاوے
بادشاہ نے اُسے گھوڑے پر سوار کیا پھر اُسنے باتفاق افواج ظفر امواج بار بک شاہ پر حملہ کیا بار بک شاہ تاب برق شمشیر نہ لایا
پائے ثبات اُسکا جگہ سے ہلگیا بداؤن کیطرف بھاگا اور شہزادہ مبارک خان گرفتار ہوا اور بادشاہ نے تعاقب کرکے ایکبار شاہ
کو بداؤن میں محاصرہ کیا آخر کو بار بک شاہ نے حاضر ہوکر ملازمت کی بادشاہ نے اُسکے اعزاز و احترام مین کوشش فرمائی اور
اُسے خوشدل اور محظوظ کرکے اپنے ہمراہ جونپور مین لایا اور جا بجا حسین شاہ شرقی حوالی بہار مین منقلب لشکر تھا اسے
بدستور سابق تخت شرقیہ پر تمکن کیا لیکن اُسکی خدمت مین اپنے مرد معتمد مقرر کیے اور اکثر مواضع مین اپنے حکام تعین فرمائے
اور بعضے پرگنات کو امرائے درگاہ پر قسمت کیا اور وہانسے کالپی مین آیا اور اُسے اعظم ہمایون سے تغیر کرکے محمود خان
لودھی کو دیا اور وہان سے دھولپور کیطرف روانہ ہوا اور جو تاتار خان وہاں کا حاکم لوازم انقیاد بجا لایا پھر وہ پر اسے بحال
فرما کر قلعہ گوالیار کیطرف توجہ مبذول کی اور خواجہ محمد قرملی کو مع خلعت خاص راجہ مان حاکم گوالیار کے پاس بھیجا
راجہ مذکور نے بھی جادہ اطاعت مین قدم رکھکر اپنے بھتیجے کو بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیا کہ بیانہ تک مشایعت
کرے اور سلطان شرف حاکم بیانہ بھی طریق اخلاص سے ملازمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے ارشاد کیا کہ بیانہ کو چھوڑ تو
اُسکے عوض جالیسر اور چندوار اور مارہرہ اور سکیٹ تجھے عطا کیا جاوے سلطان شرف نے عمر خان شروانی کو ہمراہ
لیا تاکہ کنجیان قلعہ کی سونپے لیکن بعد پہونچنے کے نقض عہد کرکے قلعہ کو محکم کیا اور بادشاہ تغافل کیکے آگرہ مین آیا اور جو
ہیبت خان طلوانی کہ مطیعان سلطان شرف سے تھا باغی ہوا اور قلعہ آگرہ پر اپنا عمل کرکے متحصن ہوا سلطان نے
ناراض ہوکر ایک جماعت امرا سے آگرہ کے محاصرہ کو چھوڑا اور خود معاودت کرکے بیانہ کی طرف گیا اور بقہر و غضب
قلعہ بندوں کی تنگی مین کوشش فرمائی اور ایک مدت کے بعد سلطان شرف نے عاجز ہوکر امان چاہی اور ۸۹۷ھ آٹھسو ستانوے
ہجری مین بیانہ کا قلعہ فتح ہوا اور خانخانان قرملی کے تفویض فرمایا اور سلطان شرف کو گوالیار کیطرف نکالدیا اور آگرہ کا
بھی قلعہ مفتوح ہوا پھر بادشاہ نے عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی اور اس عرصہ مین خبر پہونچی کہ ولایت
جونپور کے زمینداروں نے لاکھ سوار اور پیادہ کے قریب جمعیت بہم پہونچا کر شیر خان برادر مبارک خان لوحانی حاکم کڑے
کو شہادت مین پہونچایا ہے اور مبارک خان لوحانی بھی کڑہ سے برآمد ہوکر جسوقت پرستی پیال کے گھاٹ پر دریائے گنگ
سے عبور کرتا تھا راے سہدیو راجہ بھٹہ نے اسکو اسیر کیا اور بار بک شاہ غلبۂ اُس گروہ کا مشاہدہ کرکے جونپور سے کالا پہاڑ کے
پاس بہرایچ مین آیا اور سلطان نے چوبیس دن دہلی مین اقامت کرکے جونپور کیطرف عزیمت فرمائی جب آب گنگ سے
عبور کرکے ڈیلمؤ مین پہونچا بار بک شاہ خدمت مین حاضر ہوکر عنایات سلطانی سے ممتاز ہوا اور راے سہدیو بادشاہ کی
آمد کا غلغلہ سنکر ہراسان ہوا اور مبارک خان کو کہ اُسکے زندان ستم مین محبوس تھا بادشاہ کیخدمت مین بھیجا بادشاہ وہان سے
کانٹھ گڑھ مین آیا اور وہانکے زمینداروں نے اجتماع کرکے تنور جنگ گرم کیا آخر کو شکست کھا کر آوارہ دشت ادبار ہوئے اور غنیمت
بسیار غازیون کے ہاتھ آئی بادشاہ جونپور کیطرف گیا اور دوبارہ بار بک شاہ کو جونپور مین چھوڑکر مراجعت کی پھر اودھ کے اطراف
مین ایک مہینہ کامل شغل شکار مین بسر کیا اس عرصہ مین ہرکارے خبر لائے کہ بار بک شاہ زمینداروں کے غلبہ سے جونپور مین قیام نہین کر سکا

اور دہلی کیطرف مراجعت کی اور اپنے باپ کی طرح افغانیوں نے سلوک ہموار اور برادرانہ کیا اور اکابر قوم کے روبرو تخت پر بیٹھا اور اسوقت اُسے خدا نے چھ فرزند عطا کیے تھے اُنکے اسم یہ ہین ابراہیم خان اور جلال خان و اسمٰعیل خان و حسین خان و محمود خان و اعظم ہمایون خان اور امرائے نامی سے ترپین آدمی تھے خانجہان لودھی احمد خان ابن خانجہان بن خانخانان قرملی شیخ زادہ قرملی خانخانان لوحانی اعظم خان شروانی دریا خان ابن مبارک خان لوحانی نائب بہار عالم خان لودھی جلال خان ابن محمود خان لودھی نائب کالپی شیر خان لودھی مبارک خان موجی خلیل خان لودھی احمد خان لودھی حاکم اٹاوہ ابراہیم خان شروانی محمد شاہ لودھی بابو خان شروانی حسین خان قرملی نائب سہارن سلیمان خان ابن دوم خانخانان قرملی سعید خان ابن مبارک خان لودھی اسمٰعیل خان لوحانی تاتار خان قرملی عثمان خان قرملی و شیخ جان پسر مبارک خان لودھی شیخ زادہ محمد المشہور بکالا پہاڑ ابن عماد خان قرملی شیخ جمال ولد شیخ عثمان قرملی شیخ احمد قرملی آدم خان لودھی حسین خان برادر آدم خان لودھی کبیر خان لودھی نصیر خان لوحانی قاضی خان لودھی تاتار خان حاکم تجارہ میان حسن کنبوہ حجاب خاص مجد الدین حجاب خاص شیخ ابراہیم حجاب خاص شیخ عمر حجاب خاص قاضی عبد الواحد پسر طاہر کابلی حجاب خاص بہورہ خان پسر خواص خان شیخ عثمان حجاب خاص شیخ صدیق حجاب خاص خواجہ نصر اللہ مبارک خان قبول خان حاکم قصبہ باڑی صفدر خان پسر قوام الملک حاکم دہلی شیر خان برادر مبارک خان لوحانی عماد الملک کنبوہ تغلق مبارک خان لوحانی عالم خان لوحانی کبیر خان لودھی بھیکھن خان ظہیر خان لوحانی عمر خان شروانی جیار خان شروانی ستار خان جلوانی اور چند عرصہ کے بعد سلطان سکندر پرگنہ رابری کیطرف گیا اور عالم خان المشہور بادشاہ علاء الدین برادر سکندر چند دارین چند روز متحصن ہوا اور آخر کو بھاگ کر عیسیٰ خان کے پاس پٹیالے مین گیا بادشاہ سکندر رابری کو خانخانان قرملی کے نام مقرر فرماکر اٹاوہ کے سمت گیا اور سات مہینے وہان گذرانے اور عالم خان مشہور بہ بادشاہ علاء الدین کو اعظم ہمایون سے جدا کرکے اپنے نزدیک لایا اور ولایت اٹاوہ اُسے ارزانی فرمائی اور وہان سے پٹیالے کیطرف عیسیٰ خان وہان کے حاکم پر تاخت لایا اور عیسیٰ خان نے صف جنگ آراستہ کی اور مجروح ہوکر شکست پائی اور از روے عجز و انکسار ملازمت کی لیکن اس زخم سے جان بر نہوا بادشاہ سکندر نے ایک مرد معتمد باربکشاہ اپنے بھائی کی خدمت مین جو جونپور کا بادشاہ تھا بھیجکر پیغام اطاعت کرنے اور نام اُسکا مقدم خطبہ مین پڑھنے کا دیا راے گیلن کہ باربکشاہ سے موافق تھا آیا اور سلطان کا شریک اور ہوا خواہ ہوا اور جاگیر پٹیالے کی پائی اور جب باربک شاہ نے سر اطاعت سے پھیرا سلطان نے لشکر ہمراہ رکاب لیکر اُسپر چڑھائی کی باربک شاہ باتفاق کالا پہاڑ قنوج کیطرف روانہ ہوا اور جسوقت کہ افواج سلطانی آن پہونچی صف آرا ہوکر مستقیم ہوئے بازار گیر و دار کا گرم ہوا کالا پہاڑ اپنی جمعیت لیکر سلطان سکندر کے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا اور فوج سلطانی کے میان مین گھر گیا اور گرفتار ہوا جب سلطان سکندر کے حضور مین اسے حاضر لائے سلطان گھوڑے سے اُتر کر اُس سے بغلگیر ہوا اور نوازش نہایت اُسکے حال پر مبذول فرماکر ارشاد کیا کہ تم میرے بجاے والد ماجد ہو التماس یہ ہے کہ مجھے اپنے فرزندوں مین قبول فرمائیے کالا پہاڑ نہایت خجل اور نادم ہوکر بولا کہ مین اس احسان کا عوض جان کے سوا اور نہین رکھتا

اُسنے کہا سراپردہ دہلی کے باہر برپا کرکے آوازہ روانگی اور غلغلہ سفر کا بلند کرنا مناسب ہی اور تیاری سفر مین الیمگذاری کرنا لازم ہی سلطان سکندر نے اُس تعلیم پر عمل کیا قضا را ایّام مرض نے بادشاہ پر غلبہ کیا اور جلالی کے قریب جو ۳ال سکیٹ سے ہی سنہ ۸۹۴ آٹھ سو چورانوے ہجری مین رخت ہستی باندھا اُسکی بادشاہی کی مدت اڑتیس برس اور آٹھ مہینے اور سات دن تھی **نظم** بہشت صد و نود و چار رفت از عالم ؛ خدیو ملک ستان و جہان کشا بہلول ؛ بہ تیغ ملک ستان بود و لیک تیغ اجل ؛ بود محال بہ شمشیر و خنجر معقول ؛ بادشاہ بہلول لودھی ظاہرا صلاح مین آراستہ اور شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت مین پیراستہ تھا اور حضر اور سفر مین علما اور مشائخ سے صحبت رکھتا اور اوقات اُنکے ساتھ بسر لیجاتا اور افغانون کے ساتھ یاروانہ سلوک کرتا اور اُنکے روبرو تخت پر اجلاس نکرتا ایک فرش پر بقاعدہ کرتا جو غنیمت ملی کو لیا اور خزانے شاہان سابقہ کے افغانان لودھی پر قسمت کیے خود بھی مثل عوام الناس قسمت برادرانہ لیا اور خاصہ اپنے محلسرا ے مین نہ رکھتا اور خاصہ کے گھوڑون پر سوار نہوتا اور ہر روز طعام مکان سے ایک امیر کے منگواکر تناول فرماتا اور ہنگام رکوب اُنکے گھوڑے پر سوار ہوا اور کہتا مجھے بلز شاہی سے یہی نام کافی ہی اور مغل کی سپاہ گری پر اعتماد تمام رکھتا اس سبب سے اُسکی سرکار خاص اور شہزادون اور امرا کے پاس ہمیشہ بیس ہزار مغل نوکر تھے اور جسجگہ سنتا جوان کار آمد ہی آدمی بھیجکر اُسے اپنے روبرو بلاتا اور لائق حال سلوک کرتا اور عاقل اور شجاع اور متفرس اور مشہور تھا اور جہانداری کے قاعدے اور آئین خوب جانتا تھا اور کامون مین جلدی اور شتابی جائز رکھتا تھا اور از روے عدل اور انصاف کے خلق اللہ کے ساتھ حیات مستعار بسر کرتا تھا ذکر بادشاہی سلطان عادل باذل

نظام خان المخاطب بسلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی کا جب بحکم قادر ذوالجلال

بادشاہ بہلول لودھی سفر مذکور مین رحمت حق مین واصل ہوا امرا اور ارکان دولت نے فراہم ہوکر قرعہ مشورہ کا پھینکا الا بعضون نے اعظم ہمایون نبیرہ شاہ مرحوم کی بادشاہی پر رغبت کی اور اکثر امرا نے شاہزادہ باربک کیطرف میلان کیا کیونکہ زندہ اولاد مین وہی سب سے بڑا تھا اوسوقت مادر سلطان سکندر زیبا نام نے جو دختر ایک زرگر کی تھی اور اس سفر مین بادشاہ میرور کے ہمراہ تھی پس پردہ آنکر امرا سے فرمایا کہ میرا فرزند سلطنت کی لیاقت رکھتا ہی اور تمھارے ساتھ سلوک خوب کریگا عیسی خان لودھی جو چچیرا بھائی سلطان بہلول کا تھا اُسنے دشنام دیکر کہا سونار کی لڑکی کا بیٹا بادشاہی کے لائق نہین ہوتا کسواسطے کہ مثل مشہور ہی کام بڑھئی کا بندر سے راست نہین آتا خانخانان فرملی جو نہایت قوی تھا یہ سنکر بولا کہ کل بادشاہ فوت ہوا ہی آج اُسکی بی بی اور بیٹے کو دشنام دینا اور سخت کہنا لائق نہ تھا عیسی خان لودھی نے کہا تو نوکر سے کوئی رتبہ بیش نہین رکھتا بادشاہ کے خویش اور اقربا کے درمیان دخل مت کر خانخانان نے غضبناک ہوکر کہا کہ مین نوکر بادشاہ سکندر کا ہون نہ نوکر اور نوکا یہ کہکر مجلس سے برخاستہ ہوا اور اُن امرا سے کہ ساتھ اُسکے متفق تھے بادشاہ کا جنازہ اُٹھا کر قصبہ جلالی مین لیگیا اور بادشاہ سکندر کو طلب کرکے اوپر بلندی کے جو آب سیاہ کے کنارے واقع ہی اور اُسکو کوشک سلطان فیروز کہتے ہین سریر بادشاہی پر متمکن کرکے بسلطان سکندر مخاطب کیا **نظم** برین تخت فیروز ہر صبح و شام ؛ یکے مہر بخت جنبید بکام ؛ کس آن تخت و این مہر با خود نبرد ؛ بکام دل از مملکت بر نخورد ؛ بادشاہ سکندر نے جنازہ اپنے باپ کا دہلی بھیجا اور خود عیسی خان لودھی کے سر پر گیا اور مغلوب کرکے اُسکا گناہ معاف فرمایا

بادشاہان دہلی کے قبضۂ تصرف سے نکل گیا تھا مسخر کرکے مبارک خان لوحانی کے سپرد کیا اور قطب خان لودھی اور دوسرے سرداروں کو قصبۂ مجھولی مین چھوڑکر خود بداؤن کیطرف گیا اور سلطان حسین فرصت دیکھکر جونپور مین آیا اور امراے سلطان بہلول کے جونپور چھوڑکر قطب خان کے پاس مجھولی مین گئے اور سلطان حسین کے ساتھ ازراہ اخلاص پیش آکر کلام و دلنوازانہ درمیان مین لاے اور کمک پہونچنے تک ساتھ مدارا کے ایام گذاری کی اور جب سلطان بہلول یہ احوال سنکر قصبۂ ہلدی مین پہونچا خبر وفات قطب خان سنکر چند روز لوازم تعزیت مین مشغول ہوا اور پھر جونپور کیطرف گرم عنان ہوا اور سلطان حسین شرقی کو دوردست بھگاکر از سرنو جونپور کو مسخر کیا اور اپنے بیٹے باربک شاہ کو تخت شاہان شرقیہ پہ بٹھاکر خود کالپی کی طرف گیا اور اُسپر بھی متصرف ہوکر اپنے پوتے خواجہ اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید کو عنایت فرمایا اور چند وار کے راستہ سے دھولپور کی طرف متوجہ ہوا اور دھولپور کا راجہ کئی من سونا یعنی کندن پیشکش کرکے نوکرون کے سلک مین منتظم ہوا اور بادشاہ نے وہان سے الہ پور کیطرف جو رنتھنبور کے توابع سے ہے جاکر اُسکو تاراج کیا اور مظفر اور منصور ہوکر دہلی کی طرف مراجعت فرما ہوا اور جب معمر ہوا حواس اور قوی مین اُسکے فرق آیا ولایات اپنے فرزندون اور خویشون کو تقسیم فرمائین جونپور پر جیسا کہ مذکور ہوا شاہزادہ باربک شاہ کو مقرر فرمایا اور کڑہ اور مانکپور شاہزادہ عالم کو مرحمت کیا اور بہرایچ اپنے بھانجے شیخ محمد فرملی معروف بہ کالا پہاڑ کو لکھنؤ اور کالپی اعظم ہمایون بن خواجہ بایزید خان اپنے نبیرہ کو عطا فرمایا اور خواجہ بایزید قبل اسکے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا اور بداؤن خانجہان کو جو جملہ امراے معتبر سے تھا اور فی الجملہ نسبت خویشی رکھتا تھا ارزانی فرمایا اور دہلی مع اکثر پرگنات دوآبہ کے شاہزادہ نظام خان کو جو بعد کو سکندر شاہ ہوا عنایت کیا اور ولیعہد نامزد کیا اور چند روز کے بعد پھر گوالیار کی طرف گیا اور وہانکے راجہ سے اسی لاکھ تنکہ پیشکش لیے اور گوالیار پر اُسے مقرر رکھا پھر اٹاوہ مین آیا اور اٹاوہ کو سکیٹ سنگھ سے تغیر کرکے علم مراجعت بلند کیا اور تہانے راہ مین بیمار ہوا اکثر امراے لودھی جو نہایت قوی تھے اُسپر آمادہ ہوئے کہ اعظم ہمایون کو ولیعہد کیجیے بادشاہ جو چارہ نرکھتا تھا اس بات کو قبول کیا اور ایلچی سکندر خان کے طلب مین دہلی کیطرف روانہ کیا اور عمر خان شروانی جو منصب وزارت رکھتا تھا اور بادشاہ کی بے شعوری کی سبب سے ملک و مال کا صاحب اختیار ہوا تھا امراکے مشورہ سے واقف ہوکر سلطان سکندر کی مان کی صلاح سے کہ اس سفر مین ہمراہ تھی ایک آدمی معتمد مخفی دہلی مین بھیجکر سلطان سکندر کو صورت حال سے آگاہ کیا اور پیغام دیا کہ طلب کا باعث حبس و قید ہے آئین تعلل اور سستی کو انسب جانین سلطان سکندر نے ایک مدت امروز فردا مین بسر کی اور امراے مخالف نے فرصت دیکھکر عرض مین پہونچایا اور بادشاہ غضب مین آیا اور بیٹے کو تحریر کیا کہ اگر تو نہین آتا ہے تو مین آتا ہون سلطان سکندر یہ سنکر سراسیمہ ہوکر چلنے پر مستعد ہوا لیکن کوئی امرا اور معارف دہلی سے روانگی تجویز نکرتا تھا سلطان سکندر نے قتلغخان وزیر سلطان حسین شرقی سے کہ دستگیر ہوکر دہلی مین محبوس ہوا تھا اور صاحب راے اور حسن تدبیر مین شہرت رکھتا تھا مشورہ کیا

مین کرکے قطب خان لودھی کے سپرد کیا اور سلطان بہلول پیشتر جا کر بعض پرگنات مقبوضہ سلطان حسین شرقی مانند
قصبہ کھنپل اور پٹیالے اور شمس آباد اور سکیٹ اور مارہرہ اور جالیسر پر متصرف ہوا اور ہر ایک پرگنہ مین ایک شقدار
مقرر کیا اور جب تعاقب حد سے گذرا سلطان حسین شرقی موضع رام پنجہرہ کے قریب پلٹ کر مقابلہ اور مقاتلہ مین مصروف
ہوا اور آخر کو اس مژدہ پر صلح تے قرار پایا کہ موضع دھوپامئو سرحد ہو پھر سلطان حسین شرقی راپری کیطرف گیا اور سلطان
بہلول لودھی نے دہلی کیطرف مراجعت کی اور بعد ایک مدت کے سلطان شرقی لشکر فراہم کرکے بادشاہ بہلول لودھی
کے مقابلہ کو آیا اور موضع سنہارن مین معرکہ عظیم اور جنگ شدید واقع ہوئی سلطان حسین شرقی نے پھر ہزیمت پائی
اور مال بیقیاس و متاع وافر لودھیون کے ہاتھ آیا قوت اور مکنت اُنکی زیادہ ہوئی اور جب سلطان حسین شرقی
راپری کیطرف گیا اور بادشاہ بہلول نے موضع دھوپامئو کے قریب نزول کیا اس درمیانمین خانجہان کے فوت
کی خبر دہلی سے پہونچی سلطان نے اُسکے بیٹے کو خانجہان خطاب دیکر اُسکے باپ کی جگہ پر مقرر رکھا اور وہانسے سلطان
شرقی کے مقابلہ کو راپری کے سمت نہضت فرمائی اور بعد محاربہ شدید نسیم ظفر شاہ بہلول کے رایت پر چلی اور مظفر و منصور
ہوا اور سلطان حسین شرقی شکست پاکر گوالیار کیطرف گیا اور وہانکا راجہ خاومانہ حاضر ہوا اور کئی لاکھ تنگہ نقد اور خیمہ اور
سراپردہ اور فیل و اسپ و شتر پیشکش کیے اور دو تنخواہونکے زمرہ مین منتظم ہوا اور کالپی تک متابعت کی اور اس حال
پر اختلال مین بادشاہ بہلول اٹاوہ کیطرف گیا اور ابراہیم خان برادر سلطان حسین اور ہیبت خان عرف گرگ اٹاوہ
مین متحصن ہوکر تین دن لڑے اور آخر کو امان چاہ کر برآمد ہوے اور اٹاوہ سلطان بہلول کے سپرد کیا سلطان
بہلول نے اٹاوہ ابراہیم خان لوحانی کے سپرد کیا اور چند پرگنہ ولایت اٹاوہ بمواجب راے عطا فرماے اور لشکر گران
ہمراہ رکاب لے کر سلطان حسین شرقی کیطرف روانہ ہوا اور جب موضع راکانو مین جو کالپی سے متعلق ہے پہونچا سلطان حسین نے
استقبال کرکے آب جون کے کنارے اقامت کی اور چند مہینے محاربہ مین منقضی ہوے اور اس درمیانمین راے
تلوکچند حاکم ولایت کہتہ سلطان بہلول کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان کو اس مقام سے کہ پایاب تھا مع فوج عبور کروایا
سلطان حسین تاب مقاومت نہ لاکر ولایت ٹھٹہ مین داخل ہوا اور وہانسے جونپور گیا ابیات شیرے کہ چو دو سیلی سر پنجہ ہزبر
از دگرفت از نگیر دبر ارزش ؛ بازیکہ صید از کف شاہین کند بر دن ؛ زان پس بصید گاہ شمار و کبوترش ؛ اور راجہ
ٹھٹہ نے بھی استقبال کرکے سلوک آدمیانہ کیا اور چند لاکھ تنگہ مع چند اسپ و فیل پیشکش گذرانے اور فوج بھی ہمراہ کرکے
جونپور تک متابعت کی اُسکے بعد بادشاہ بہلول تعاقب کرکے جونپور کیطرف متوجہ ہوا اور جب سلطان حسین جونپور
چھوڑ کر بہرایچ کے راستہ سے قنوج کیطرف گیا بادشاہ بہلول بھی قنوج کی سمت روانہ ہوا اور آب رہت کے کنارے
فریقین کے درمیان آتش حرب افروختہ ہوئی اور ہزیمت جو سلطان حسین شرقی کی جبلت ہوگئی تھی ظہور مین
آئی اور ساز و سلب اور حشم شاہی اُس کا لودھیون کے ہاتھ لگا حرم محترم اُسکی بی بی خونزہ جو بادشاہ علاء الدین
نبیرہ خضر خان کی دختر تھی اسیر ہوئی بادشاہ نے بصلاح و عفت محافظت کرکے دہلی کیطرف مراجعت کی اور چند
عرصہ کے بعد افواج ترتیب دیکر لواے عزیمت ولایت جونپور کی تسخیر کیواسطے بلند کیا اور اُس خطہ کو جو بدتو سے

مخاصمت نکرین لیکن تین برس کے بعد حسین شاہ شرقی اٹاوہ کو محاصرہ کرکے وہانکے حاکم کہ وہ سلطان بہلول لودھی کا خویش تھا اولاسا دیکر اٹاوہ پر متصرف ہوا اور احمد خان میواتی اور رستم خان کول کے حاکم کو اپنی طرف کھینچا اور احمد خان جلوانی کو بھی ساتھ مواعید کے ایسا فریفتہ کیا کہ اُسنے بیانہ مین خطبہ اُسکے نام پڑھا اسوقت خود ایک لاکھ سوار اور ہزار فیل لیکر اٹاوہ سے دہلی کیطرف متوجہ ہوا سلطان بہلول نے باوجود اس حال کے تزلزل کو اپنے دل مین راہ نہ دیکر استقبال کیا اور تھواڑہ کے نزدیک بعد ساتھ قرب کے مبدل ہوئی اور ایک مدت بہ تہیہ جنگ برابر بیٹھے رہے پھر خانجہان نے طرفین کے درمیان مین آنکر صلح کروائی اور ہر ایک اپنے مقام کو روانہ ہوئے اور تھوڑے عرصہ کے بعد پھر سلطان حسین شرقی لشکر لیکر سلطان بہلول کے سر پر گیا اور سلطان بہلول دہلی سے برآمد ہوا اور موضع سنگھرہ مین کئی مرتبہ تنور جنگ نے گرمی قبول کی اور پھر ستلج کے پانی سے ساکن ہوا سلطان حسین اٹاوہ کیطرف اور سلطان بہلول نے دہلی کے سمت مراجعت فرمائی اور ان دنونمین سلطان حسین شرقی کی والدہ یعنی بی بی راجی فوت ہوئی چنانچہ گوالیار کا راجہ اور قطب خان لودھی ماتم پرسی کیواسطے سلطان حسین شرقی کے پاس گئے اور قطب خان لودھی نے جب اُسے سلطان بہلول کی مخاصمت مین صلب پایا خوش آمد آغاز کرکے کہا بہلول تمہارے نوکرونکے مانند ہے وہ تم سے برابری نہین کرسکتا ہے اور مین جبتک دہلی کو آپکے زیر نگین نکرونگا مجھے ہرگز صبر و قرار نہوگا اور بہ لطائف الحیل حسین خان شرقی سے رخصت لیکر سلطان بہلول کیخدمت مین آیا اور عرض کی کہ حیلا و تدبیر سے سلطان حسین شرقی کے ہاتھ سے نجات پاکر آیا ہون وہ دشمنی مین لاسخ ہے آپکو اپنی فکر کرنی مناسب ہے اس درمیانمین بادشاہ علاء الدین یعنی خضر خان کے پوتے نے اس دار فنا سے رحلت کی اور سلطان حسین شرقی اٹاوہ سے اسکی تعزیت کیواسطے بداؤنمین آیا اور بعد مراسم تعزیت کے بیمروتی کرکے بداؤن کو اسکے فرزندون کے قبضہ سے برآوردہ کیا اور پھر وہانسے سنبھل کیطرف گیا اور مبارک خان حاکم سنبھل کو مقید کیا اور ساتھ لشکر انبوہ اور فیل بسیار دہلی کے سمت متوجہ ہوکر سنہ ۸۸۳ھ آٹھ سو تراسی ہجری مین آب جون کے کنارے قریب گھاٹ کچھ کے نزول کیا اور سلطان نے سرہند مین یہ خبر سنی حسین خان پسر خانجہان کو کہ حسین خان نے خانجہان کے بیٹے کو میرک کے بندوبست کیواسطے روانہ کیا اور خود دہلی مین آیا اور ایک مدت طرفین نے کارزار مین زمانہ بسر کیا اور شرقیہ جو از روئے کثرت اور بہت کے کمال غلبہ رکھتے تھے قطب خان لودھی نے ایلچی سلطان حسین شرقی کے پاس بھیجکر پیغام دیا کہ مین بی بی راجی کے قید احسان مین ہون جسوقت کہ مین جونپور مین قید تھا اس عفیفہ سے انواع مہربانی میرے حق مین ظہور مین آئین اب صلاح اسمین دیکھتا ہون کہ آپ صلح کرکے مراجعت فرمائین اور تہانہ فرصت مین ہین اور نہر گنگ کے اسطرف کے ولایت پر آپ متصرف رہین اور جوکہ نہر گنگ کے اسطرف ہے بہلول شاہ کے قبضہ مین واگذاشت کرین الغرض طرفین راضی ہوئے اور نزاع برطرف ہوئی اور سلطان شرقی نے ساز اور اسباب چھوڑکر کوچ کیا سلطان بہلول نے فرصت پاکر تعاقب کیا اور سلطان حسین شرقی کی اُردو کو تاراج کرکے کچھ خزائن اور اسباب نفیسہ سے جو کہ گھوڑون اور فیلون پر محمول تھا اپنے قبضہ مین لایا اور تیس یا چالیس امرا سلطان حسین شرقی کے مثل قتلغخان وزیر کہ علماے وقت سے تھا اور ملک بدھو نائب عرض کے اسیر ہوئے اور سلطان بہلول نے قتلغخان کو زنجیر

محمد شاہ جونپور کیطرف روانہ ہوا اور سلطان بہلول نے دہلی کی سمت معاودت فرمائی جسوقت کہ دارالملک کے نزدیک پہونچا شمس خاتون خواہر قطب خان لودھی نے پیغام دیا کہ جب تک قطب خان محمد شاہ کے مجلس مین مقید ہے بادشاہ پر خواب و خور حرام ہے بادشاہ متاثر ہوکر دہلی کیطرف نہ گیا اور مراجعت کرکے جونپور کیطرف گرم عنان ہوا اور جب شمس آباد مین پہونچا شمس آباد راے کرن سے برآوردہ کرکے جوناخان کو کہ اُسکے پاس حاضر ہوا تھا دیا اور محمد شاہ شرقی نے استقبال کیا پھر سرستی کے اطراف مین دونون بادشاہ تھوڑے فاصلہ پر ایک دوسرے کے مقابل وارد ہوئے اور وقت بوقت جنگ کیواسطے تہیہ کرتے تھے اس درمیانمین محمد شاہ شرقی کے چھوٹے بھائی حسین خان نے اپنے بھائی کے غضب سے اندیشہ کیا جیساکہ واقعات شرقیہ مین مرقوم قلم زرین رقم ہوگا اور کچھ فوج اور فیلان جنگی لیکر لودیونکے ساتھ جنگ کے بہانہ لشکر سے برآیا اور عطف عنان کرکے قنوج کیطرف گیا سلطان بہلول نے یہ خبر سنکر کچھ امرا حسین خانکے استقبال کیوسطے بھیجے وہ لوگ اتفاق سے ساتھ شاہزادہ جلال خان کے برابر پہونچگئے کہ جو اپنے بھائی کے تعاقب مین آتا تھا اور اُسے اسیر کیا سلطان بہلول نے اسے مہربانی غیبی جانکر جلال خان کو قطب خان کے عوض قید کیا اور جب جونپور کے تمام امرا محمد شاہ سے روگردان ہوے اور اُسے قتل کیا اور حسین خان کو تخت شاہی پر متمکن کرکے خطبہ اور سکہ اُسکے نام جاری کیا سلطان بہلول اور سلطان حسین خان شرقی نے صلح کرکے عہد کیا کہ چار برس تک کوئی مزاحم ایک دوسرے کا نہوے اور راے پرتاب نے میدان اسطرف کا جو سلطان بہلول سے منحرف ہوکر محمد شاہ سے جاملا تھا اُسوقت قطب خان کے کہنے اور اُسکی دلجمعی دینے سے سلطان بہلول کے پاس آیا اور انھین دوتین روز مین سلطان حسین نے قطب خان کو کہ سات مہینے سے مقید تھا سلطان بہلول کے پاس بھیجا اور سلطان بہلول نے بھی شہزادہ جلال خان کو سلطان حسین کے پاس رخصت فرماکر دہلی کیطرف آیا اور جب مدت موعود منقضی ہوئی بادشاہ بہلول شمس آباد کی جانب گیا اور اُسے جوناخان سے تغیر کرکے دوبارہ راے کرن کے حوالہ کیا اور اُس مقام مین نرسنگھ ولد راے پرتاب نے ملازمت کی چونکہ راے پرتاب نے اس سے پہلے ایک نیزہ کہ بمنزلہ علم سرداری اُس زمانہ مین رہتا تھا دریا خان لودھی سے بزور لیا تھا دریا خان نے اُسوقت اُسکے بیٹے نرسنگھ کو قطب خان لودھی کے بجویز سے قتل کیا اور اُس معاملہ سے قطب خان بیٹا حسین خان افغان کا اور میا زرخان اور راے پرتاب آزردہ ہوکر حسین خان شرقی کے شریک ہوئے سلطان بہلول لودھی کو تاب مقاومت نہ رہی دہلی مین پلٹ گیا اور بعد چند روز کے سلطان بہلول حاکم لاہور کی بغاوت اور بے انتظامی مملکت پنجاب کے سبب اسطرف روانہ ہوا اور قطب خان اور خانجہان کو اپنی نیابت کیواسطے دہلی مین چھوڑا درمیان راہ کے سنا کہ حسین شاہ شرقی مع سپاہ آراستہ اور فیلان کوہ پیکر بقصد دہلی آتا ہے ناچار بسرعت تمام بازگشت کی اور پنجاب کو قطب خان لودھی اور خانجہان کے سپرد کیا اور خود غنیم کے مقابلہ کو عازم ہوا اور موضع چندوار مین پہونچکر دونون نے گیرودار کا بازار سات دن تک گرم کیا اس درمیان مین احمد خان میواتی اور رستم خان حاکم کول سلطان حسین سے جاملے اور تاتار خان لودھی نے سلطان بہلول سے موافقت کی پھر بعد اُسکے معرکہ جدال اور قتال نے طول کھینچا اعیان دولت کی سعی اور مشورہ سے قرار پایا کہ تین برس تک دونون بادشاہ اپنی ولایت پر قانع ہوکر

کرمین بھیجا لکر دنگا دریا خان سے منھ موڑا اور اُسکے پلٹتے ہی فتح خان ہروی ہزیمت پا کر گرفتار ہوا اور چونکہ فتح خان ہروی نے جھورا برادر راے کرن کو قتل کیا تھا راے کرن اُسکا سر کاٹ کر شاہ بہلول کی خدمت میں لایا محمود شاہ شرقی نے اس سانحہ کے وقوع سے تاب مقاومت نہ لا کر جونپور کیطرف مراجعت کی اور اس فتح کے بعد سلطان بہلول کی بادشاہی نے استقامت پائی اور قوت و مکنت تمام پیدا کی اور ضبط ولایت کیواسطے دورہ کا ارادہ کیا اول میوات کے سمت روانہ ہوا احمد خان میواتی نے استقبال کر کے حلقہ اطاعت اپنے زیب گوش کیا بادشاہ نے سات پرگنہ اُسکے تصرف سے برآورده کر کے باقی اُسے ارزانی فرماے اور وہانسے قصبہ برن میں گیا دریا خان لودھی حاکم سنبھل بھی از راہ انقیاد پیش آیا اور سات ہاتھی پیشکش کیے اُسوقت بادشاہ کول کیطرف آیا اُس کا علاقہ بدستور سابق عیسی خان پر بحال رکھا اور وہانسے برن آباد کیطرف پہونچکر سکیٹ کو ساتھ مبارک خان لوحانی کے جو حاکم وہاں کا تھا اور بادشاہ کی خدمت میں مشرف ہوا تھا مسلم رکھ کر بھوئین گانون میں جا کر راے پرتاب پر خراج مقرر کیا اور جب رابری کیطرف گیا قطب خان بن حسین خان افغان نے رابری کے قلعہ میں تحصن ڈھونڈھا بادشاہ نے تھوڑے عرصہ میں قلعہ رابری کو مفتوح کیا اور خانجہان قطب خان کو قول دیکر سلطان کے پاس لایا اور جاگیر اُسکی پھر اُسکو مرحمت ہوئی اور وہانسے اٹاوہ میں گیا وہانکے حاکم نے اطاعت کی اُسکی جاگیر کو تغیر نہ دیا اور اُسوقت جونا خان بادشاہ سے رنجیدہ ہو کر محمود شاہ شرقی کے پاس گیا اور شمس آباد کی حکومت پائی اور سلطان محمود شرقی نے پھر سلطان بہلول پر لشکرکشی ہو کر اٹاوہ کے اطراف میں نزول کیا پہلے دن افواج طرفین محاربہ میں مشغول ہوئین دوسرے دن قطب خان اور راے پرتاب نے صلح کا پیغام دیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو ملک مبارک شاہ بادشاہ دہلی کے تصرف میں رہتا تھا ساتھ بہلول شاہ کے مقرر ہووے اور جو کچھ سلطان ابراہیم بادشاہ جونپور کے تصرف میں تھا سلطان محمود کے تصرف میں رہے اور سات ہاتھی کہ سلطان بہلول لودھی نے فتح خان کے جنگ میں لیے تھے واپس دیکر قرار پایا کہ سلطان بہلول شمس آباد کو جونا خان سے لیوے اور سلطان محمود شرقی جونپور کیطرف گیا اور سلطان بہلول نے فرمان جونا خان کو لکھا کہ شمس آباد سے نکل جاوے جب اطاعت نہ کی سلطان بہلول نے اُس پر چڑھائی کی اور نکالدیا اور سلطان نے شمس آباد راے کرن کو عنایت فرما کر بندوبست اس حدود کا کیا اور محمود شاہ شرقی یہ خبر سنکر اپنے قول سے نادم ہوا اور بقصد نزاع پلٹ کر شمس آباد کے اطراف میں آیا اور قطب خان لودھی اور دریا خان لودھی اُسکے لشکر پر شبخون لے گئے ناگاہ قطب خان لودھی گھوڑے کی سکندری کھانے سے خانہ زین سے جدا ہوا محمود شاہ کے آدمیون نے اُسے دوڑ کر گرفتار کیا سلطان محمود نے اُسے جونپور کیطرف روانہ کر کے قید کیا اور سلطان بہلول نے شہزادہ جلال خان اور شہزادہ سکندر خان اور عمدۃ الملک کو سلطان محمود کی فوج کے مقابلہ میں راے کرن کی کمک کو روانہ کیا تھا پھر خود سلطان محمود کے مقابلہ کی عزیمت ایک سے تبدیل کیا اور لشکر خصم کے مقابل فروکش ہوا بعضے روزون میں سلطان محمود شرقی نے مرض الموت میں مبتلا ہو کر رخت ہستی باندھا اور اُس کا بیٹا محمد شاہ شرقی قائم مقام اُسکا ہوا اور اُسکی والدہ مسماۃ بی بی راجی کے حسن تدبیر سے دونون بادشاہ کے درمیان میں صلح واقع ہوئی یعنی سلطان محمود کی ولایت محمد شاہ کے تصرف میں رہی اور جو کچھ سلطان بہلول کے قبضہ میں تھا اُسکے قبضہ میں رہی

مین قربت اور مرتبہ ہی حمید خان نے متبسم ہوکر فرمایا کہ مین مخل اور زر لبفت تھین اس کام کیواسطے دونگا اور حبیب
خوان خوشبو کے مجلس مین آئے بعضے پٹھان روئی مین چونہ اور عود لیتے تھے اور چوستے تھے اور پھول چباکر تناول کرتے
تھے اور بعضے تھوڑا چونہ بغیر پان کھاتے تھے اور بعضے پان کی گلوری کھولکر فقط چونہ چاٹتے تھے اور حبیب چونہ کی تیزی
سے دہن مین سوزش ہوتی اضطراب اور بیتابی کرتے تھے اور حمید خان ہنسکر کہتا تھا کہ یہ عجیب آدمی ہین ملک بہلول
جواب دیتا تھا کہ یہ لوگ دہقانی حمق سے پُر اور عقل سے خالی ہین نہین عقلا اور اہل تمیز کی صحبت میسر نہین
ہوئی کمانے اور سونے کے سوا کوئی ہنر نہین رکھتے اور پھر چند روز کے بعد ملک بہلول بسبب قاعدہ ودامی کے حمید خان
کا مہمان ہوا اور وہان ضابطہ یہ تھا کہ جس وقت ملک بہلول مہمان ہوتا دربان اُسکے ہمراہیون کو روکتے تھے افغان اکثر باہر
رہتے اس مرتبہ افغان ملک بہلول کی تعظیم کے موافق دربانونسے ہشت مشت کرکے تھوڑے زور خود دربار مین داخل ہوئے
اور باآواز بلند ملک بہلول کو سخت وسست کہکر کہتے تھے کہ اگر وہ حمید خان کا نوکر ہی ہم بھی اُسکے نوکر مین ہم اپنے آقا
کے سلام سے کیون محروم رہین اور جیسا کہ خان اُسے دوست رکھتا ہی ہم پر بھی مشفق اور مہربان ہی حمید خان نے
اُنکا مباحثہ اور مکالمہ سنکر باآواز بلند ندا کی کہ خبردار اُنسے کوئی شخص متعرض نہووے اور سب کو دربار مین آنے دیوین پھر
تمام افغان ہجوم کرکے محل خاص مین داخل ہوئے اور دو دو نفر ہر ایک خدمتگار کے پہلو مین جو حمید خان کے گرد ایستادہ
تھے کھڑے ہوئے **بیت** دگر زندگانی توقع مدار ✽ کہ در جیب دامن وہی جاے مار ✽ اس عرصہ مین قطب خان لودھی
نے زنجیر بغل سے نکالکر حمید خان کے روبرو رکھی اور کہا مصلحت اس مین ہی کہ اب آپ گوشہ تجرد مین بیٹھکر یہ عمر بچی ہوئی
اپنے معبود کی عبادت مین صرف فرمایئن اور حق نمک کے سبب سے مین نے آپکی جان کا قصد نہین کیا پھر انھانون نے
حمید خان کو گرفتار اور مقید کرکے موکلون کے سپرد کیا اور ملک بہلول نے سکہ و خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اپنا نام
شاہ بہلول رکھا اور اُس سال کہ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری تھے دہلی اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید کے سپرد کرکے واسطے
لشکر فراہم کرنے اور انتظام ممالک ملتان اور پنجاب کے دیپالپور کیطرف گیا اور بعضے امراے سلطان علاءالدین نے کہ
بادشاہت لودھیون پر راضی نہ تھے سلطان محمود شاہ شرقی کو جونپور سے طلب کیا چنانچہ اُس نے ۸۵۶ھ آٹھ سو چھپن
ہجری مین لشکر عظیم ہمراہ لیکر دہلی کو محاصرہ کیا اور خواجہ بایزید پسر بزرگ سلطان بہلول کا مع امراے دیگر متحصن ہوا
سلطان بہلول یہ خبر سنکر بسبیل استعجال دیپالپور سے روانہ ہوا اور موضع بیرہ مین جو دہلی سے پندرہ کوس ہی فرود کش
ہوا اور سپاہی اسکے اونٹ اور بیل بارکش لشکر محمود شاہ شرقی کے جو چراگاہ مین چرتے تھے ہانک لائے محمود شاہ شرقی نے
یہ خبر سنتے ہی فتح خان ہروی کو مع تیس ہزار سوار اور تیس زنجیر فیل سلطان بہلول کے مقابلہ کو بھیجا اور افغان تین گروہ
ہوکر مقابل آئے قطب خان لودھی پسر سلام خان کا کہ نامور اور تیرانداز تھا ایک ہاتھی کو کہ فوج فتح خان مین آگے چلتا تھا
ایک ضرب تیر سے مقابلہ سے باز رکھا اور دریا خان لودھی سے جو محمود شاہ شرقی کا شریک ہوکر اُسطرف سے اہتمام جنگ کرتا تھا
باآواز بلند کہا کہ مان بہنین تیری قلعہ دہلی مین ہین تجھے بیگانہ کیطرف سے جنگ مین کوشش کرنی لائق نہین ناموس
کی حفظ و حمایت کیون نہین کرتا دریا خان نے جواب دیا کہ مین پسپا ہوتا ہون خبردار تعاقب نہ کرنا قطب خان نے قسم کھائی

وزیر الممالک کو شکست دیکر عریضہ مشتمل بر حسن عقیدت سلطان محمد شاہ کی خدمت میں ارسال رکھا اور اُسمین یہ بھی تحریر کیا کہ
مین حسام خان وزیر الممالک کی ناراضیون سے ملازمت سے محروم و مہجور ہون اگر اُسے قتل کرین اور منصب وزارت
حمید خان کو مرحمت فرمائین بندہ آپکا مطیع اور فرمانبردار ہوگا بادشاہ نے بے تامل حسام خان وزیر الممالک کو بے صدور
قصور قتل کیا اور ملک بہلول اور وے خلاص سلطان کی ملازمت کرکے سرہند اور اس نواحی کا بطور جاگیردار کے
مقرر ہوا اور اس حدود مین لودھی کمال استقلال سے رہتے تھے اور جب سلطان محمود خلجی حاکم مالوہ نے تسخیر دہلی کا قصد
کیا سلطان محمد شاہ لشکر کا محتاج ہوا اسے سرہند سے طلب کیا اور ملک بہلول بیس ہزار افغان اور مغل جمع لاکر جیسا کہ
تحریر ہوا بادشاہ کی کمک کو آیا دوسرے دن داد مردی اور مردانگی دیکر بادشاہ سے خطاب خانخانی کا پایا اور سرہند مین
آنکر بحکم بادشاہ کے نہایت غلبہ سے لاہور اور دیپالپور اور سنام اور دوسرے پرگنات پر متصرف ہوا اور نہایت غلبہ
اور تسلط سے نشان مخالفت بلند کیا اور اسقدر ملک پر بھی اکتفا نکرکے بادشاہ پر فوجکشی ہوا اور ایک مدت محاصرہ کیا جب
دہلی فتح نہوئی سرہند کیطرف مراجعت کی اور اپنے استحکام مین کوشش کی اور اپنا سلطان محمد خطاب کرکے خطبہ اور سکہ تسخیر
دہلی پر موقوف رکھا اُسوقت سلطان محمد شاہ فوت ہوا اور اُسکا فرزند سلطان علاء الدین تخت پر بیٹھا اور چند سال کے بعد
جیسا کہ مذکور ہوا حمید خان نے اُسے سرہند سے طلب کرکے ۸۵۵ آٹھ سو پچپن ہجری مین بادشاہ بنایا اُسوقت سلطان
بہلول لودھی کے نو بیٹے تھے خواجہ بایزید نظام خان جو آخر کو ساتھ بادشاہ سکندر کے مخاطب ہوا اور باربک شاہ اور مبارک خان
اور عالم خان مشہور بہ بادشاہ علاء الدین اور جمال خان اور میان یعقوب اور فتح خان اور میان موسی اور جلال خان
اور دیگر [illegible] نامی سے کہ اکثر سلسلہ یگانگی اور نسبت خویشی کی اُس سے رکھتے تھے چونتیس شخص تھے قطب خان ابن
اسلام خان لودھی و خان جہان لودھی و دریا خان لودھی و تاتار خان ابن دریا خان لودھی و مبارک خان لوہانی و
یوسف خان خاص خیل و عمر خان شروانی و قطب خان ابن حسین خان افغان و احمد خان میواتی و یوسف خان جلوانی
علیخان ترک بچہ و شیخ ابو سعید فرملی و احمد خان سیستانی و خانخانان فرملی و خانخانان لوحانی و شمشیر خان وزیر خان
خانان بن اسد خان و شیخ احمد سروانی و نہنگ خان و لشکر خان و شہاب خان منشی مبارز خان مہتر و رستم خان جونہ خان
بن غازی خان و ملک چمن بنہ خانجہان و عماد الملک اقبال خان و میان فرید معروف بفرملی شیخ جمال و شیخ عثمان
و رائے پرتاب رائے کھیتن رائے کرن چونکہ حمید خان قوت اور مکنت تمام رکھتا تھا ملک بہلول نے صلاح مدارا مین و بکھیر
ایک مدت اُسکی ملازمت مین بسر کی اور اکثر اوقات اُسکے مکان پر جاتا تھا چنانچہ ایک دن حمید خان کا مہمان ہوکر افغانونکو
سکھایا کہ اُسکی مجلس مین حرکات مضحکہ کرین تو وہ مجکو اور اس قوم کو خفیف العقل تصور کرکے اُنسے پرحذر نہوئے غرض کہ
افغان اُسکی محفل مین آئے اور ادا ہائے طرفہ کرنے لگے چنانچہ بعضون نے اپنی کفش کمر پر باندھی اور بعضون نے طاقچہ
مجلس مین حمید خان کے سر سے بلند رکھین حمید خان نے کہا یہ کیا حرکت ہے جواب دیا کہ ہم چور سے ڈرتے ہین ایسا نہ ہو اٹھا
لیجاوین اور پھر ایک لحظہ کے بعد حمید خان کیطرف متوجہ ہوکر بولے کہ فرش آپکا رنگین عجیب رکھتا ہے اگر ایک گلیم لطف
فرماوین ہم کلاہ اور طاقیہ بناکر اپنے فرزندون کیواسطے تحفہ بھیجین تو ہمارے اہل و عیال جانین کہ ہمارے تئین خان کی خدمت

کھین

نکالدے اور جسرت کھکر کو بھی ساتھ ہی مضمون کے فرمان صادر ہوا افغان اس بات سے خبردار ہو کر کوہستان میں
پناہ لینے لگے جسرت کھکر اور ملک سکندر تحفہ نے افغانون کو پیغام دیا کہ تم سے کوئی تقصیر ہمارے حضور میں نہیں آئی جانتے ہو
کیا سبب ہوا انھون نے عہد طلب کیا جب قسمیں بیان ایمان اٹھے ہوئے تو ملک فیروز لودھی مع بیٹے شاہین خان
اور بھتیجے ملک بہلول کو اہل و عیال سمیت کے مع افغانان تبہ ملک سکندر تحفہ و جسرت کھکر کے پاس گیا انھون نے
قطب خان کی تحریک سے نقض عہد کرکے ملک فیروز لودھی کو قید کیا اور افغانون کو قتل کرنے لگے الحاصل اہل و عیال کے
ملک بہلول اہل و عیال کو عقب میں چھوڑ اپنے تابع میں لیلیا اور شاہین خان مع افغانان ہمراہی جنگ
پر آمادہ ہوا کچھ خان زندہ دستگیر ہوئے اور باقی مع شاہین خان قتل ہوئے اور جب انکے سر سرہند میں لائے
جسرت کھکر ملک فیروز لودھی سے مقتولونکو استفسار کرتا تھا اور وہ ایک ایک کا نام بتاتا تھا یہانتک کہ شاہین کے فرزند کا
سر انکے روبرو لائے ملک فیروز نے کہا کہ میں اسے نہیں پہچانتا جسرت کھکر کے آدمیوں نے عرض کی کہ یہ جوان نہایت
شجاع تھا ایسی ایسی جوانمردی اور بہادری کی ملک فیروز زار زار روئے انکے لوگون نے رونے کا سبب پوچھا بولا
یہ میرا فرزند ہے میں شرم سے کہ مبادا اسنے جنگ میں سستی کی ہو اسکا نام پوشیدہ رکھتا تھا اب کہ میری مدد بھی ہوئی
اور معلوم ہوتا ہے کہ ملک بہلول اس جنگ میں موجود نہ تھا سلامت نکل گیا ہے وہ تمام رات روتا رہا اور انکے ہمراہ ہو کر
ملک سکندر تحفہ کو سرہند سپرد کرکے پنجاب گیا اور بندیوں کو دہلی بھیجا ملک بہلول لودھی نے آشنایان ہندو سے
مبالغ قرض لیکر افغانون کو تقسیم کیے اور ایک جماعت کا پیشوا بنکر اتفاق کرکے رہزنی اور تاخت و تاراج میں
مشغول ہوا اور جو کچھ دستیاب ہوتا تھا اپنے ہمراہیوں کو دیتا تھا اور تھوڑے عرصہ میں افغان کثیر اور خیل قبائل اسکے
پاس جمع ہوئے اور ایک مدت کے بعد ملک فیروز دہلی سے بھاگ کر ساتھ اسکے ملحق ہوا اور قطب خان بھی اپنے
فعل سے پشیمان ہو کر ساتھ اسکے متفق ہوا ملک بہلول نے سرہند کو اپنے تصرف میں لایا سلطان محمد شاہ نے اس تنبیہ
حسام خان وزیر الممالک کو مع افواج بیشمار اس فساد کے دفع کیواسطے بھیجا اور موضع کہ یہ میں کہ پرگنہ خضر آباد
اور شاہپور سے ہے ملک بہلول لودھی اسکے مقابل میں آیا اور صفوف حرب آراستہ کین اور حسام خان کو شکست دیکر قوت
اور کمک تمام بہم پہونچائی کہتے ہیں کہ ابتدائے حال میں جب ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کی خدمت میں پہونچا تھا ایک دن
سامانہ میں اپنے دو یار ہمراہ لیکر سادات نام درویش کی خدمت فیض موہبت میں حاضر ہوا اور دو زانو ہو کر مودب بیٹھا اور وہ مجذوب
بڑبڑاتا تھا کہ کون ایسا شخص ہے کہ دہلی کی بادشاہی دو ہزار تنکہ کو مول لیوے ملک بہلول لودھی ایک ہزار اور چھ سو تنکہ اپنے
پاس موجود رکھتا تھا وہ درویش کے روبرو پیشکش کیے اور عرض کی کہ اس سے زیادہ میرے پاس موجود نہیں اس بزرگوار
نے قبول کرکے فرمایا دہلی کی بادشاہی تجھے مبارک ہو ہمراہیوں نے اسکی اس حرکت سے تمسخر اور استہزا کیا اسنے جواب دیا
کہ یہ امر دو حال سے خالی نہیں ہے اگر یہ امر یعنی حصول سلطنت وقوع میں آیا تو مفت سودا کیا اور جو لغو میں شمار ہو تو خدمت فقرا کی
اجر سے خالی نہیں بیت سالکان را ہمت چہ ارادت بینند ملک کاوس فریدون بگدائے بخشند ملک بہلول ساتھ ملک
مع اقربا اور عشائر کے اس حدود پر پانی پت تک متصرف ہوا اور قوت اور استعداد تمام بہم پہونچائی اسکے بعد حسام خان

گوشہ مین مدت تک زندہ رہا آخر سنہ ۸۸۳ آٹھ سو تراسی ہجری مین قضاے الٰہی سے مرگیا مدت اُسکی سلطنت کی دہلی
مین سات برس اور چند ماہ تھی اور بداون کی حکومت اٹھائیس برس رکھی۔ **ذکر سلطنت سلطان بہلول
لودھی کا** مرقوم کلک جواہر سلک ہوتا ہے کہ ایک جماعت افغانان لودھی سے آپسمین یار و مصاحب ہوکر ہمیشہ
سوداگری کیواسطے ہندوستان مین آمد و شد کرتے تھے اور اُس جماعت مین سے سلطان فیروزشاہ باربک کے
عہد سلطنت مین ملک بہرام جو ملک بہلول لودھی کا دادا تھا اپنے بڑے بھائی سے رنجیدہ ہوکر جدا ہوا اور ملتان
مین آیا اور ملک مردان دولت حاکم ملتان کا ملازم ہوا اور اُسکے پانچ بیٹے تھے ملک سلطان شہ اور ملک کالا
اور ملک فیروز اور ملک محمد اور ملک خواجہ اور ان پانچون نے اپنے باپ کے فوت کے بعد ملتان مین سکونت اختیار
کی اور جب خضر خان سلطان فیروزشاہ کے عہد مین ملتان کا حاکم ہوا ملک سلطان شہ اُسکے ملازمونکے سلک مین
منتظم ہوکر سردار جماعت افغان ہوا اور بخت کی مساعدت سے اُس لڑائی مین جو خضر خان نے ملو اقبال خان کے
ساتھ کی تھی ملک سلطان شہ مین لڑائی مین ملو اقبال خان کے مقابل ہوا اور دلیری سے اقبال خان کو قتل کیا اس
سبب سے خضر خان کے نزدیک درجہ اعتبار کے لائق ہوکر خطاب اسلام خانی اور سرہند کی حکومت سے سرفراز ہوا
اور اُسکے بھائی ہمراہ اُسکے رہتے تھے ازانجملہ ملک کالا جو ملک بہلول لودھی کا باپ تھا بھائی کے توجہ سے پرگنہ
دوراله کا حاکم ہوا اور ملک کالا کے چچا کی بیٹی اُسکے نکاح مین تھی اور وہ ملک بہلول لودھی کی والدہ تھی وضع حمل
کے قریب مکان کے نیچے دبکر مرگئی تھی اور ملک بہلول لودھی اُسکے پیٹ مین تھا اُسی وقت شکم چاک کرکے برآوردہ
کیا گیا اور جب حیات کے آثار اُسمین پاے اُسکی محافظت مین مشغول ہوے اور ایک مدت کے بعد ملک کالا
افغانان نیازی کی جنگ مین مارا گیا اور ملک بہلول نے جسکو ان دنون ملو کہتے تھے اپنے چچا اسلام خان کے
پاس سرہند مین جاکر پرورش پائی اور جب ایک معرکہ مین اُسنے آثار جلادت اور شجاعت ظاہر کیے اسلام خان نے
اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کرکے تربیت مین مصروف ہوا کہتے ہین کہ رفتہ رفتہ اسلام خان اس مرتبہ کو پہونچا کہ بارہ ہزار
افغان کہ اکثر اُسکے عزیز اور ہم قوم تھے اُسکے ملازم ہوے اور اسلام خان نے ہنگام رحلت باوجود پسران رشید کے
ملک بہلول لودھی کو اپنا قائم مقام کرکے وصیت فرمائی اور جب اسلام خان نے محمد شاہ کے عہد مین اس
دار بے ثبات سے انتقال کیا اُسکے بعد اُسکے افغان نوکرون کے تین فرقے ہوئے چنانچہ افغان نے وصیت کے موافق
ملک بہلول کی ہمراہی اختیار کی اور بعضے ملک فیروز اور اسلام خان کے ساتھ کہ وہ بھی بادشاہ دہلی سے منصب
رکھتا تھا موافق ہوئے اور بعضون نے قطب خان ولد اسلام خان کا ساتھ دیا ملک بہلول لودھی نے کہ رشید تر تھا
ساتھ مرور اور تدریج کے استقلال تمام بہونچا کر ملک فیروز اور قطب خان کو ضعیف کیا اور قطب خان نے اس
نزاع کے سبب سرہند سے سلطان محمد شاہ کے پاس دہلی مین جاکر ارکان دولت کے وسیلے سے معروض رکھا کہ
افغانون نے سرہند مین ہجوم کیا ہے آخر اُنسے ایک خلل ملک مین حادث ہوگا سلطان محمد شاہ نے ملک سکندر تحفہ کو مع
لشکر گران قطب خان کے ہمراہ تعین کیا کہ سرہند مین جاکر افغانونکو درگاہ مین بھیجے اور اگر تمردی کرین سرہند سے

دیوان امیر کو ہی مرحمت کر کے اواخر ۸۵۲ھ آٹھ سو باون ہجری مین بداؤن کیطرف روانہ ہوا اور اسی چند روز مین دونون بھائیون کے درمیان نزاع بہم پہونچی ایک مارا گیا اور دوسرے کو مردم شہر نے حسام خان کے اغوا سے قصاص کو پہونچایا اور بادشاہ کہ عیش و عشرت مین مشغول تھا ساتھ اسکے ملتفت نہوا جب بداؤن مین پہونچا قطب خان اور راے پرتاب نے ملامت کی اور عرض کی کہ امرا حمید خان کے زندہ رہنے سے پریشان خاطر ہین اگر سلطان اسے قتل کرے جاگیرین پرگنے خالصہ بادشاہی مین داخل ہون اور راے پرتاب اس بارہ مین کوشش زیادہ کرتا تھا اسواسطے کہ قبل اس سے فتح خان پدر حمید خان ولایت راے پرتاب کو تاراج کر کے اسکی عورت پر متصرف ہوا تھا اسوقت چاہتا تھا کہ اسکے فرزند حمید سے انتقام سلے اور سلطان نے جو عاجز مطلق تھا اور عقل سے بنیاد بہرہ رکھتا تھا حکم اسکے قتل کا دیا لیکن حمید خان کے بھائیون اور ہوا خواہون نے اس معنی سے اطلاع پائی ہزار حیلہ و تدبیر زندان ستم سے نکالکر دہلی کیطرف بھاگے اور ملک محمد جمال جو نگہبان اسکا تھا آگاہ ہو کر پیچھے سے دہلی مین آیا اور حمید خان کے مکان پر جا کر جنگ مین مشغول ہوا ملک محمد جمال زخم تیر سے مارا گیا اور حمید خان حرم سراے سلطانی مین در آیا اور عورتون اور لڑکیون اور شاہزادون کو باہر نکالکر سبکو سروپا برہنہ نہایت اہانت اور بعزتی سے حصار شہر سے باہر کیا اور خزانے اور اسباب بادشاہی پر متصرف ہوا بادشاہ نے بدبختی سے موسم برسات کا مہلت کیلئے انتقام کو امروز فردا مین ڈالا حمید خان فرصت پاکر اس فکر مین ہوا کہ دوسرے کو بادشاہ بنا کر تخت سلطنت پر بٹھلائے بہر نوع کیا تو سلطان محمود شرقی اس وجہ سے پسند نہ آیا کہ وہ سلطان علاء الدین سے قرابت رکھتا تھا اس کا لانا خلاف مصلحت تھا اور سلطان محمود خلجی کا لانا ممکن نہ ہوا کیونکہ وہ مالوہ مین بہت دور تھا علاوہ برین یہ لوگ خود مختار بادشاہ تھے آخر اسکی رائے یہ قرار پائی کہ ملک بہلول لودھی جو بادشاہ نہین ہے اسکو لاکر بادشاہ بنا دے یعنی وہ برائے نام بادشاہ رہے اور در اصل خود بادشاہ ہووے ملک بہلول لودھی جو گجرات مین ایسے وقت کے تھا اپنے تحت کو مرحبا لکر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ مین حمید خان کے دفع کیواسطے دہلی کیطرف متوجہ ہوا ہون اور وہ باجمعیت تمام کوچ پر کوچ کر کے دہلی مین آنکر متصرف ہوا اور آئندہ جو وقوع مین آویگا تحریر ہوگا پھر ایک مدت کے بعد حمید خان کو اٹھا کر اپنے تئین بادشاہ بہلول مشہور اور موسوم کیا اور خطبہ مین نام بادشاہ علاء الدین کا داخل کر کے اسی سال کہ ۸۵۴ھ آٹھ سو چون ہجری تھی دہلی کو اپنے بڑے بیٹے خواجہ بایزید اور دوسرے امرا کے سپرد کر کے اقتضاے وقت کے سبب دیپالپور کیطرف گیا اور افغانون کے فراہمی اور ضبط ولایت مین مشغول ہو کر بادشاہ علاء الدین کو لکھا کہ مین نے بادشاہ کی توجہ سے حمید خان کو دفع کیا اور امر سلطنت کو جو کف اختیار سے نکل گیا تھا قبضہ مین لایا اور شہر کو آپ کے نام محافظت کر کے سلطان کا نام خطبہ سے نہین گرایا بادشاہ نے اسکے جواب مین ارقام کیا کہ جو میرے والد ماجد نے تجھے فرزند کیا تھا تو میرا بڑا بھائی ہے مین نے بادشاہی تجھے ارزانی رکھی اور مین نے بداؤن پر قناعت کی سلطان بہلول کامیاب ہو کر ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری مین یکبارگی امر سلطنت مین مشغول ہوا اور ین کا خطبہ سے قلم انداز کیا اور چتر شاہی اپنے سر پر لگایا اور بادشاہ علاء الدین بداؤن کے

سنہ ۸۴۹ھ آٹھ سو انچاس ہجری مین اس دار ناپائدار سے عالم باقی کیطرف رحلت کی اور اُسکا بیٹا سلطان علاء الدین سریر سلطنت پر متمکن ہوا بیت زہے ملک و دوران سر در نشیب ٭ پدر رفت و پاے پسر در رکیب ٭ سلطان محمد شاہ کی مدت سلطنت بارہ برس اور چند مہینے تھی **ذکر سلطان علاء الدین بن محمد شاہ کی سلطنت کا۔** بادشاہ علاء الدین نے جب قدم تخت دہلی پر رکھا تمام امرا سواے ملک بہلول لودھی کے تخت گاہ مین حاضر ہوے اور حلقہ بیعت اُسکا اپنے زیب گوش کیا اور بادشاہ علاء الدین سنہ ۸۵۰ھ آٹھ سو پچاس ہجری مین بیانہ کیطرف روانہ ہوا اثناے راہ مین مشہور ہوا کہ جون پور کا بادشاہ دہلی کے تسخیر کیواسطے آتا ہے باوجود اسکے کہ یہ خبر غلط تھی دہلی مین پلٹ آیا حسام خان نے کہ وزیر الملک اور نائب غیبت تھا عرض مین پہونچایا کہ بمجرد استماع خبر دروغ مراجعت کرنا بادشاہون کی شان کے خلاف ہے بادشاہ کو یہ بات گران آئی اظہار رنجش کیا اور خلائق پر ظاہر ہوا کہ یہ بادشاہ اپنے باپ سے سست تر اور امر سلطنت مین نہایت بیوقوف ہے اور سنہ ۸۵۱ھ آٹھ سو اکاون ہجری مین بادشاہ علاء الدین بداؤن کی طرف گیا اور ہوا اُسکی خوش آئی ایک مدت توقف کیا اور جب دہلی مین آیا ارشاد فرمایا کہ مجھے ہوا بداؤن کی دہلی سے زیادہ موافق ہے حسام خان نائب اور وزیر جو اُس یورش مین ہمراہ تھا اُسنے اُسکو نصیحت کی الا سود مند نہ آئی اور اسیطرح خاطر اُسکی بداؤن کیطرف مائل رہی اُسوقت تمام ہندوستان طوائف ملوک ہوا دکن اور گجرات اور مالوہ اور جون پور اور بنگالہ مین بادشاہ صاحب سکہ پیدا ہو گئے جیسا کہ پنجاب اور دیپالپور اور سرہند اور پانی پت کو ملک بہلول لودھی اپنے قبضہ مین رکھتا تھا اور مہرولی سے سراے لاڈو تک جو شہر دہلی کے متصل ہے احمد خان میواتی متصرف ہوا تھا اور سنبھل سے گذر خواجہ خضر تک کہ دہلی سے پیوستہ ہے دریا خان لودھی اور کول کو عیسی خان ترک بچہ اور راپری کو قصبہ بھونگاؤن تک قطب خان افغان اور کنپل پٹیالے کو راے پرتاب اور بیانہ کو داؤد خان اوحدی تصرف مین لایا فقط شہر دہلی مع چند مواضع کے بادشاہ کے قبضہ مین رہے اسیقدر ریاست مین بادشاہی کرتا تھا اور انہی دنون مین ملک بہلول لودھی نے مثل عہد سلطان محمد شاہ کے پھر تسخیر دہلی کے قصد مین لشکر کھینچکر محاصرہ کیا الا ناکام ہو کر پلٹ گیا الغرض بادشاہ علاء الدین نے امر بادشاہی کے تقویت کے بارہ مین متامل ہو کر قرعہ مشورہ کا ساتھ قطب خان اور عیسی خان اور راے پرتاب کے درمیان مین لایا چونکہ وہ بادشاہ کو ضعیف تر کیا چاہتے تھے بولے کہ امرا حمید خان سے دلتنگ ہین اگر اُسے ہم منصب وزارت سے معزول کر کے محبوس کرین تمام مطیع اور فرمانبردار ہون اور امر بادشاہی رواج اور رونق زیادہ قبول کرے اور ہم چند پرگنہ امرا سے برآوردہ کر کے شریک خالصہ بادشاہی کرین گے بادشاہ علاء الدین نے جو عقل سے بے بہرہ تھا فی الفور قبول کر کے حمید خان کو زنجیر مین کھینچا بیت کسی کو تا نگل گوید کہ از مرغان بستانی تراجز بلبلے بنود چہ داری بستہ پروا نہ ٭ اُسوقت ارادہ بداؤن کی روانگی کا کر کے فرمایا کہ مین وہان اقامت کیا چاہتا ہون حسام خان نے پھر از روے اخلاص عرض مین پہونچایا کہ دہلی کو چھوڑنا اور بداؤن کو پاے تخت کرنا صلاح دولت نہین ہے بادشاہ نے اُسکے قول کو سماعت نہ کر کے اور پیشتر سے زیادہ اُس سے رنجیدہ ہوا اور اُسے اپنی مصاحبت سے جدا کر کے دہلی مین چھوڑا اور دو برادران زن یعنی ایک سالہ کو دہلی کا کوتوال کیا اور دوسرے کو عمارہ امیری

کو قتل کیا اور حمید خان کو وزیر کرکے دوسرے کو بخطاب حسام خان کرکے نیابت وزارت سے سرفراز کیا حکام اطراف نے زبونی بادشاہ کے مشاہدہ کرکے اُسکے ممالک مین طمع کی اور جب زمینداران باج گذار نے بایج ستانی کو ایسا دیکھا ہاتھ اداے مال سے کھینچا اور سلطان محمد شاہ نے کسی کی تادیب و تنبیہ مین ہرگز التفات نفرمایا اور بے پروائی اسکی نہایت کو پہونچی اور ابراہیم شاہ شرقی بعضے پرگنات پر متصرف ہوا اور سلطان محمود خلجی سلطان مالوہ نے دہلی کے تسخیر کا قصد کیا اور سنہ آٹھ سو چوالیس ہجری مین دہلی کے دو کوس پر آکر بعنوان ولایت مین قیام کیا محمد شاہ نے مضطرب ہوکر اپنے آدمی ملک بہلول کے پاس بھیجے اور بمبالغہ اور ابرام تمام اُسسے مدد کیواسطے طلب کیا ملک بہلول بیس ہزار سوار لیکر دہلی مین آیا سلطان محمد شاہ باوجود شوکت و لشکر بسیار کے خود ارادہ جنگ نکرکے امراسے کہا کہ میرے سوار ہونیکی حاجت نہین ہے تم افواج آراستہ کرکے جنگ کرو امرا نے حسب الحکم سلطان کے محمود خلجی مالوی کے مقابل افواج آراستہ کی ملک بہلول مع اپنے لشکر کے کہ اُسمین اکثر پٹھان اور مغل تیر انداز تھے مقدمہ سپاہ دہلی ہوئے سلطان محمود مالوی نے جب سنا کہ بادشاہ خود نہین آیا اُسنے بھی اپنے بیٹون غیاث الدین اور قدر خان کو جنگ کیواسطے بھیجا چنانچہ از صبح سے شام تک آتش کارزار مشتعل رہی اور ملک بہلول اور اُسکے آدمیون نے حملے رستمانہ کیے چنانچہ لشکر دہلی اُسدن اُسکے مساعی جمیلہ سے شادمان اور مخلوط ہوا اور سلطان محمود خلجی مالوی اُس رات کو خواب پریشان دیکھکر مشوش ہوا اور صبح کیوقت سنا کہ سلطان احمد شاہ گجراتی مندو کیطرف سے آتا ہے زیادہ تر دلگیر ہوکر صلح کی فکر مین ہوا لیکن غیرت کے سبب اسکا تذکرہ زبان پر نہ لایا اور اُسوقت سلطان محمد شاہ مرتکب ایسے امر کا ہوا کہ کوئی شاہان دہلی سے نہوا تھا وہ یہ ہے کہ بے سبب اور بے تقریب دوسرے دن جنگ کے آپ کو دست توہم مین سپرد کرکے امرا اور ارکان دولت کے بے مشورہ ایک جماعت صلحا سے سلطان محمود خلجی مالوی کے پاس بھیجکر طالب مصالحہ ہوا سلطان محمود خلجی یہ امر خدا سے چاہتا تھا قبول کیا اور احسان کرکے اسی وقت کوچ کیا اور ملک بہلول نے بادشاہ کی اداسے مثل مار کے پیچ و تاب کھایا اور پھر سوار ہوکر مالویونکا پیچھا کیا اور ایک جماعت کثیر کو علف تیغ خون آشام کیا اور مال و متاع وافر دستیاب کرکے لشکر دہلی کی آبرو نگاہ رکھی سلطان محمد شاہ نہایت خوشحال ہوا اور ملک بہلول کو اپنی فرزندی مین لاکر خانخانان خطاب ارزانی رکھا لیکن طلب صلح سلطان محمد شاہ کی زبونی کا سبب ہوا اسکی نظرون اور دلونمین قرب اور اعتبار نہ رہا اور سلطان محمد شاہ ۸۴۵ھ آٹھ سو پینتالیس ہجری مین سمانہ کیطرف گیا اور حکومت لاہور اور دیپالپور کی ملک بہلول کو دیکر جسرت کھکر کے دفع کیواسطے مقرر کیا اور خود وہان سے بازگشت فرمائی اور ملک بہلول ولایت لاہور مین نہایت قوی ہوا اور پٹھان بکثرت اُسکے پاس فراہم ہوئے اور جسرت کھکر نے اُسکے ساتھ طریق دوستی کا نابکر دہلی کی بادشاہی کی ترغیب دی ملک بہلول کے سر مین ہواے بادشاہی پڑی اور بہت پرگنات پر متصرف ہوکر ایک جماعت تمام بہم پہونچائی اور بے سبب ظاہری ساتھ محمد شاہ کے بنیاد مخالفت کی ڈالی اور باکمال لبہت اور بیتیلا کے سلطان محمد شاہ پر لشکر کشی کی اور دہلی کو محاصرہ کرکے بے نیل مرام پلٹ گیا اور سلطان محمد شاہ نے روز بروز سستی قبول کرکے کام اس نہایت کو پہونچایا کہ امراے نزدیک نے سر اُسکی اطاعت سے پھیرا اور بیانہ کے زمیندار مستردی اور سرکشی اختیار کرکے سلطان محمود خلجی سے جا ملے سلطان محمد شاہ اُسوقت بیمار ہوا اور

براؤن کے دروازہ سے شہر کے اندر آئے اور سدپال نے اپنی حیات سے امید قطع کر کے جیسی کہ رسم کافران ہی اپنے
گھر مین آگ روشن کر کے زن و فرزندون کو جلا کر جنگ مین مصروف ہوا اور یہان تک لڑا کہ مارا گیا اور سدارن مع جمیع
کھتریون کے گرفتار ہوا اور بادشاہ کے حکم کے بموجب سلطان شہید کے خطیرہ کے قریب بعقوبت وشداید تمام قتل
ہوئے اور ملک ہشیار اور ملک مبارک جو سرور الملک کے قرابتیون اور رفیقون سے تھے لعل دروازہ کے نزدیک
انکو پھانسی دیگئی جب کھتریون اور دوسرے متعلقون ملک سرور الملک نے اپنے گھر مین محکم ہو کر جنگ پر کمر کسی
سلطان محمد شاہ نے حکم دیا کہ دروازہ بغداد کو مفتوح کر کے کمال الملک اور دوسرے دولتخواہون کو بلا دین چنانچہ
کمال الملک نے مع جمیع امرا شہر مین داخل ہو کر باغیون کے مکان کو مقفل کر کے سب کو گرفتار کیا اور تیغ آبدار سے سر انکے
سرتن سے جدا کر کے بار ہستی سے سبکدوش کیا **نظم** چنین است آئین گردندہ دور ٭ گہے مہربانی کند گاہ جور ٭ ز دوران امید وفا
داشتن ٭ بود چشم نور از سہا داشتن ٭ دو روزست اے بوالہوس مہر او ٭ نشان وفا نیست در چہر او ٭ دوسرے دن
کمال الملک اور تمام امرا نے سلطان محمد شاہ سے بیعت کی اور کمال الملک کمال خان ہو کر منصب وزارت پر منصوب ہوا
اور ملک چمن ساتھ غازی ملک کے مخاطب ہوا اور ملک الہ داد نے خطاب قبول نہ کیا لیکن اپنے بھائی کیواسطے خطاب
دریا خانی کا لیا اور ملک کھوتراج مبارک خانی اقبال خان کے ساتھ مخاطب ہو کر بدستور سابق حصار فیروزہ کے قلعداری
مین سرفراز ہوا اور خان اعظم سید خان ساتھ لقب مجلس عالی کے مخصوص ہوا اور حاجی صندلی المشہور حسام خان نے دہلی کی
کوتوالی پائی اور اقطاعات اور پرگنات اور عہدے ہر شخص کے ساتھ مقرر ہوئے اور جب سلطان محمد شاہ دہلی کی مہمات سے فارغ
ہوا ارکان دولت کی صلاح سے ربیع الاول سنہ مذکور مین برسم سیر ملتان کی عزیمت فرمائی اور مبارکپور کے چبوترہ کے
قریب فروکش ہوا اور حضار لشکر کے واسطے حکم دیا اکثر امرا آنے مین متردد ہوئے اور جب عماد الملک ملتان سے خدمت مین حاضر
ہوا تمام امرا اور افسران سپاہ مثل اسلام خان لودھی اور یوسف خان اوحدی اور اقبال خان وغیرہ کے دربار مین حاضر
ہوئے اور خلعتہائے فاخرہ سے سرفرازی پائی سلطان محمد شاہ نے ملتان مین جا کر مشائخ کی زیارت حاصل کی اور انتظام
اس ولایت کا ساتھ ایک معتمد کے رجوع کر کے دہلی مین معاودت کی اور ۸۴۰ھ آٹھ سو چالیس ہجری مین سمانہ کیطرف گیا
ایک فوج کو جسرت کھکر کی ولایت پر کہ فساد کرتی تھی بھیجا یہانتک کہ اسکی ولایت کو تاخت و تاراج کر کے پلٹ گئی اور خود
دہلی مین آیا پھر ایسا مستغرق عیش و عشرت ہوا کہ ملک و مال کی پروا نرہی اس سبب سے خلل عظیم واقع ہوا ملک بہلول بھی
کہ اپنے چچا کی فوت کے بعد سلطان شاہ المخاطب باسلام خان حاکم سرہند ہوا تھا اسوقت دیپالپور اور لاہور اور پانی پت
پر بحکم بادشاہ کے متصرف ہوا **بیت** چو شہ باز ماند ز پروائے ملک ٭ فتد ہر سرے را تمنائے ملک ٭ بادشاہ نے
ساتھ اس تفصیل کے جو عنقریب مذکور ہوگی لشکر اسپر بھیجکر انکو پہاڑون مین مفرور کیا اور بہت سے پٹھانون معتبر کو قتل کیا
اور ملک بہلول پھر جمعیت کر کے سرہند اور پنجاب مین آیا اور دوبارہ پانی پت تک متصرف ہوا سلطان محمد شاہ نے اس مرتبہ
حسام خان کو تعین کیا اور حسام خان شکست فاحش پا کر دہلی مین آیا اور ملک بہلول نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ اگر حسام خان
کو آپ قتل کرین مین آپکی اطاعت اور فرمانبرداری مین سرگرم رہون بادشاہ نے مدعی کا کلام گوش ارادت سے سنکر حسام خان

کو بخطاب معین الملک مخاطب کرکے جاگیر خوب اور سید السادات سید سالم کے بیٹے کو بخطاب خان اعظم سید خان و اقطاع لائق ویکر خوشدل اور محظوظ کیا اور رام او ر بندگان مبارک شاہی کو بیعت کے بہانہ سے دیوانخانہ مین طلب کرکے بعضے کو قتل اور بعضے کو مثل ملک کرم چند اور ملک مقبل اور ملک قنوج کو مقید کرکے جاگیرات بزرگ اپنے قبضہ مین لایا اور اپنے غلام مسمی رانوشہ کو تحصیل مال چند سالہ کیواسطے سامانہ کو بھیجا اور وہ بارھوین تاریخ ماہ مذکور کو شہر سامانہ مین داخل ہوا اور چاہا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ مین لائے یوسف خان اوحدی خبردار ہو کر ہندوان سے سامانہ مین آیا اور رانوشہ سے جنگ کرکے اُسکے عیال و اطفال کو اسیر کیا اور اُسوقت سو نفر امرائے خضر خانی اور مبارک شاہی سے کہ جاگیر وطن اپنے تھے مانند ملک جمن حاکم بداؤن اور ملک آلہ داد لودھی حاکم سنبھل اور امیر علی گجراتی اور امیر کنک ترک بچہ کے سبنے علانیہ نشان مخالفت کے بلند کیے اور ملک سرور الملک وزیر خانجہان شے خان اعظم سید خان و سدرن اور اپنے بیٹے یوسف کو ہمراہ کمال الملک کے اُنکے دفع کیواسطے مامور کیا اور جب وہ قصبہ برنین پہونچے کمال الملک نے چاہا کہ فرصت دیکھکر انتقام خون ولی نعمت سے یوسف خان پسر ملک سرور الملک وزیر خانجہان اور سدارن کو قتل کرے اور ملک آلہ داد نے جب جانا کہ کمال الملک کس فکر مین ہے خاطر جمع سے اہار مین استقامت کرے حرکت نہ کی ملک سرور الملک وزیر خانجہان نے کمال الملک کی فکر پر آگاہی پاکر ملک ہشیار اپنے غلام کو مع لشکر کثیر امداد کے بہانہ کمال الملک کے پاس بھیجا تو محافظت یوسف اور سدارن کی کرے اس درمیان مین ملک جمن ملک آلہ داد کے پاس اہار مین آیا اور سدارن اور ملک ہشیار جو کمال الدین سے متوہم تھے اس بات سے بیشتر ڈر کر آدھی رات کو دہلی کیطرف بھاگے اور کمال الملک نے جب اُنکے مفرور ہونیسے خبر پائی آدمی بھیجکر ملک آلہ داد اور ملک جمن اور امرائے موافق کو طلب کیا اور بیبلا توقف و تامل اُسکے شریک ہوئے اور علاوہ اُنکے اور بھی آدمی اطراف سے جمع آئے اور کمال الملک مع لشکر گران سلخ ماہ رمضان کو دہلی کیطرف متوجہ ہوا ملک سرور الملک وزیر خانجہان ناچار قلعہ سیری مین متحصن ہوا اور تین مہینے تک حرب وضرب مین مشغول رہا اور حکام اطراف کے روز بروز کمال الملک کے پاس آتے اور کام محصور دین تنگ کرتے تھے سلطان محمد شاہ کہ بیوفائی سرور الملک وزیر کی یقین کی آنکھ سے مشاہدہ کر چکا تھا خاطر دم بیروانی پر رکھتا تھا اور قابو ڈھونڈھتا تھا کہ آپ کو کمال الملک کے پاس پہونچاوے یا سرور الملک کو تہ تیغ کرے اور سرور الملک نے اس بات کو سمجھکر چاہا کہ پیشدستی کرے چنانچہ محرم کی آٹھوین تاریخ ۸۳۷ھ آٹھ سو سینتیس ہجری مین اپنے آدمیون اور میران صدر کے بیٹون کو بقصد غدر مسلح کرکے ساتھ لیے ہوئے سراپردہ بادشاہی مین داخل ہوا اور بادشاہ جو ہمیشہ ہوشیار رہتا تھا ایک جماعت کو اپنے محافظت کیواسطے موجود رکھتا تھا اشارہ سرور الملک وزیر خان جہان کے دفع اور قتل کا فرمایا سرور الملک وزیر نے تاب اُس جماعت کے حملہ کی نہ لاکر بھاگنے کا ارادہ کیا قریب تھا کہ قدم سراپردہ سے باہر رکھکر اپنے آدمیون سے ملحق ہووے کہ بادشاہ کے سپاہیون نے پہونچکر شمشیر آبدار سے اُسکو پارہ پارہ کیا اور میران صدر کے بیٹون کو کہ سب سے بدتر حرامخور تھے گرفتار کرکے سر دربار اُنکی گردن ماری لیکن سرور الملک کے اور رفقا اپنے مکانو مین محکم ہو کر جنگ مین مشغول ہوئے سلطان محمد شاہ نے آدمی کمال الملک کے پاس بھیجکر اوسے آگاہ کیا کمال الملک اور تمام امرا مستعد ہو کر

آٹھ سو سینتیس ہجری مین نہر جون کے کنارے ایک شہر بنا فرما کر مبارک آباد نام رکھا اور شکار کے بہانہ سرہند کیطرف
گیا اور تھوڑے عرصہ مین اُس ملک کے زمینداروں کو مطیع اور فرمانبردار کیا اُسوقت خبر فتح تبرہندہ کی مع سر فولاد غلام
کے پہونچی سلطان لشکر شہر مبارک آباد مین آیا اور سُنا کہ درمیان سلطان ابراہیم شرقی اور سلطان ہوشنگ مالوی کے
کالپی کی سرحد مین جنگ ہوئی ہے سلطان مبارک شاہ نے کہ ہمیشہ ممالک شرقی کے تسخیر کی فکر مین رہتا تھا فرصت جانکر
جمیع لشکر کو حکم دیا کہ سراپردہ بادشاہی دہلی کے باہر نزدیک چبوترہ سیر گاہ کے برپا کرین اور چند روز اجتماع لشکر کیواسطے
توقف فرمایا بیت ور این تدبیر واگر نے کہ تقدیر فلک ؛ صفحہ تدبیر را خط مشیئت درکشد ؛ اور جو سبب نیکی کی تھی
اور تغیر و تبدل کے سوا کوئی برائی اُن کافر نعمتوں سے نہ کی تھی اندیشہ غدر ملک سرور الملک وزیر سے نہایت غافل ہوکر
بے تکلف عمارات شہر مبارک آباد کے تماشے کو جاتا تھا چنانچہ نوین ماہ رجب سنہ ۸۳۷ آٹھ سو سینتیس ہجری مین جمعہ
کے دن بعادت مالوف معہود تھوڑے آدمی ہمراہ لیکر شہر مبارک آباد مین جاکر عمارت خاص مین فروکش ہوا اور جمعہ
کی نماز کا تہیہ کیا اُسوقت مثل میران صدر اور قاضی عبدالصمد مع ایک جماعت ہنوز مسلح اور مکمل اندر گئے اور
سدارن ولد کانکوی اپنی جماعت سے باہر رہا کہ کوئی باہر سے اندر نہ جا سکے سلطان نے باوجود اسکے کہ اس جماعت کو
ہتھیار بند دیکھا تھا غدر کی فکر نہ کرکے بحال اپنے بیٹھا رہا یہانتک ایسدپال نے تلوار کھینچکر ضرب سلطان کے فرق مبارک
پہونچائی و دوسرے سرداروں نے بھی چارونطرف سے شمشیرین علم کرکے اُس شاہ بے عدیل و نظیر کو شہید کیا میران صدر نے
سلطان شہید کو اُسی جگہ ڈالکر اپنے تئین سرور الملک کے پاس پہونچایا اور بولا کہ مین نے اقرار کے بموجب سلطان کو
قتل کیا اور ملک سرور الملک وزیر بے تدبیر صفت نے اُسیوقت محمد شاہ کو سریر سلطانی پر متمکن کرکے جہان کو اپنے مقصد
مین دیکھا سلطان مبارک شاہ کی مدت سلطنت تیرہ برس اور تین مہینے اور سولہ دن تھی اور یہ بادشاہ عاقل تھا اور خلائق
ستودہ سے انصاف رکھتا تھا اور کبھی ایام بادشاہی مین اُسکی زبان پر فحش اور دشنام جاری نہوے اور مکروہات کے گرد نہ پھرا
اور جمیع امور ملکی کو خود بنفس نفیس تحقیق کرتا تھا تاریخ مبارک شاہی اُسکے نام مسطور ہوئی۔ **ذکر سلطنت سلطان
محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان کا۔** جیسا کہ رسم جہان ہے کہ جہان بے جہانداری کے نہین رہ سکتا ہے اُسیدن
کہ سلطان مبارک شاہ شربت شہادت چکھ کر روضۂ رضوان کیطرف راہی ہوا محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان سریر
فرمانروائی ہندوستان پر جلوہ گر ہوا اور ملک سرور الملک وزیر کافر نعمت خطاب خانجہانی پاکر خزانہ اور فیل خانہ اور قورخانہ
بادشاہ مبارک شاہ پر متصرف ہوکر قوی دل ہوا اور تمام ہمت اُسپر مصروف کی کہ امرائے قدیم کو معزول کرکے امرائے جدید
بحال کرے اور فرصت کیوقت سلطان محمد شاہ کو بھی مثل سلطان مبارک شاہ شہید کرکے خود خداوند تخت و تاج ہووے
اور کمال الملک اور دوسرے امرا جو شہر کے باہر سراپردہ سلطان مبارک شاہ شہید کے قریب فروکش ہوئے تھے تن رضا بقضا
دیکر اسی دن ناچار شہر مین داخل ہوئے اور سلطان محمد شاہ سے ظاہرا بیعت کرکے باطناً اپنے ولی نعمت کے انتقام کی
فکر مین پڑے اور ملک سرور الملک وزیر نے شروع اپنا مقصد کرکے پہلے سدپال اور سدارن کھتری اور اُنکے قرابتیون کو
قتل مبارک شاہ کے صلہ مین بیانہ اور امروہہ اور نارنول اور کہرام اور چند پرگنے میان دوآب کے دیئے اور میران

تبر ہندہ کیطرف فتح اللہ غلام کی مدد کیواسطے منتشر ہوئی بادشاہ نے ناچار دوسری مرتبہ عزیمت پنجاب کی سنہ مذکور ۸۲۶ھ شش ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور راول عماد الملک کو ان امرائی کمک کیواسطے جنھون نے تبر ہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا تھا بھیجا جو کہ امیر شیخ علی کا لشکر عماد الملک سے ہراسان تھا تبر ہندہ کی عزیمت موقوف کرکے لاہور کیطرف ایلغار کیا اور ملک یوسف اور ملک اسمعیل جو شہر کی محافظت کیواسطے مقیم تھے مردمان شہر کی مخالفت سے آگاہ ہوکر رات کو شہر سے برآمد ہوکر دیپالپور کیطرف مفرور ہوئے دوسرے دن امیر شیخ علی نے ایک فوج انکے تعاقب مین بھیجی انھون نے جاکر ایک جماعت کے خون سے زمین کو رنگین کیا اور ایک جماعت کو اسیر و دستگیر کیا اور خود شہر اور لاہور کے قلعہ پر متصرف ہوا اور قتل و اسیر و غارت مین کوئی دقیقہ نچھوڑا اور لاہور کے قلعہ کی جس مقام مین مسمار اور خلل پذیر تھا مرمت کی اور دو ہزار مرد جنگی کے سپرد کیا اور استعداد قلعہ داری دیکر دیپالپور کیطرف روانہ ہوا ملک یوسف اور ملک اسمعیل کہ اُسکے ہاتھ سے لاہور سے بھاگ کر وہان گئے تھے قلعہ کو خالی کرکے بھاگنا چاہتے تھے عماد الملک مانع آیا اور اپنے بھائی احمد کو ولایت سرہند سے انکی مدد کو بھیجا جو کہ امیر شیخ علی نے ایک مرتبہ شکست فاحش پائی تھی جرأت جنگ نکرکے دیپالپور سے کوچ کیا اور قصبات دیپالپور اور لاہور کے درمیان پر متصرف ہوا اسوقت سلطان مبارک شاہ نے تلونڈی مین پہونچکر حکم دیا کہ عماد الملک اور اسلام خان لودھی تبر ہندہ سے حصول سعادت ملازمت مین فائز ہوئے اور باقی امرا اور منصب دار بدستور قلعہ گیری مین مشغول رہین امیر شیخ علی بادشاہ کے آنے سے خبردار ہوا اور آب جہلم سے عبور کرکے اپنے بھتیجے مظفر خان کو اسی طرح سے قلعہ سیور مین چھوڑا اور خود کابل گیا سلطان نے ملک سکندر تحفہ کو جو بہت روپیہ حسرت کو دیکر اس کی قید سے چھوٹ آیا تھا شمس الملک خطاب فرماکر دیپالپور اور جالندر اور لاہور کی حکومت پر تعین کیا شمس الملک ملک سکندر تحفہ نے مع لشکر گران حصار لاہور کو محاصرہ کیا اور مردم امیر شیخ علی کے بطلب امان کے قلعہ سپرد کرکے کابل کی طرف راہی ہوئے اور سلطان نے طلنبہ کی برابر آب راوی سے عبور کرکے سیور کے قلعہ کو محاصرہ کیا مظفر خان نے ایک مہینے تک اعلام مدافعہ بلند رکھے آخر کو عاجز ہوکر بادشاہ کو بیٹی اور پیشکش دیکر عازم مراجعت کیا بادشاہ نے ارادو کو دیپالپور کی اطراف مین چھوڑا اور خود ایک جماعت مخصوصون سے ملتان مین گیا اور زیارت مشائخ کبار کرکے لشکرگاہ مین آیا اور شمس الملک ملک سکندر تحفہ کو معزول کرکے صوبہ پنجاب اور دیپالپور عماد الملک کو عنایت فرمایا اور خود بسبیل استعجال دہلی گیا اور چونکہ کام وزارت اور اشراف دونون ملک سرور الملک وزیر سے اجرا ہوتے تھے اور اسکی طرف سے ایمن نہ تھا کار اشراف ملک کمال الدین کو دیکر حکم دیا کہ دونون باتفاق سرانجام کرتے رہین اور ملک کمال الدین جو مرد سنجیدہ و کار آزمودہ تھا سب کا مرجع ہوکر صاحب اختیار ہوا اور ملک سرور الملک وزیر اس بات سے اور دیپالپور اور لاہور و جاگیرات سابق کی عزل سے رنجیدہ خاطر ہوکر درپے نفاق ہوا اور سدارن ولد کانکو ہی کھتری اور سدپال نبیرہ گنجو ہی کھتری کو کہ اس خاندان کے پروردہ اور صاحب حشم و خدم تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور امیران نائب عرض ممالک اور قاضی عبد الصمد حاجب خاص و دوسرے آدمیونکو بھی بادشاہ کی مخالفت اور مخاصمت پر متفق اور یکدل کرکے جویاے وقت ہوا اور اسوقت سلطان مبارک شاہ نے ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ ۸۳۷

اور حرب صعب کے بعد باوجود اس کے کہ فتح خان قتل ہوا نسیم ظفر عماد الملک کے پرچم اعلام پر چلی اور امیر شیخ علی نے شکست
فاحش پائی اور اکثر آدمی اُس کے مارے گئے اور باقی آب جہلم مین ڈوب گئے اور امیر شیخ علی جو کچھ ہند سے اپنے
قبضہ مین لایا تھا بالتمام ضائع کرکے قدرے قلیل اپنے ہمراہ لیکے کابل مین پہونچا اور مضمون سلامت بجلدی ظاہر
کیا اور عماد الملک اور تمام امرا قلعہ سیور تک تعاقب کرکے ملتان کیطرف پلٹ گئے اور امیر شیخ علی اپنے بھتیجے
ملک مظفر کو مع اسباب حصارداری قلعہ سیور مین چھوڑ کر خود کابل کیطرف متوجہ ہوا اور امرائے ملکی بادشاہ کی حکم کے
موافق دہلی مین آئے اور اُس عرصہ مین بادشاہ عماد الملک کے غلبہ سے متوہم ہوا اور اُسے مع جمیع امرا دہلی مین
طلب کیا اور ربیع الاول کے مہینے ۸۳۵ھ آٹھ سو پینتیس ہجری مین جسرت کھکر فرصت پاکر آب جہلم اور راوی اور بیاہ سے عبور
کرکے جالندر کیطرف گیا اور ملک سکندر تحفہ کہ ساتھ کسی تقریب کے لاہور سے برآمد ہوا تھا اپنا لشکر فراہم کرکے جسرت کے
مقابل آیا اور اُسکا گھوڑا معرکہ جنگ مین کیچڑ مین پھنسا اسوجہ سے جسرت کے ہاتھ مین زندہ گرفتار ہوا اور سلب اور اموال بہت
اُسکے سے متصرف ہوکر لاہور مین آیا اور محاصرہ کرکے قلعہ گیری کے اسباب کی آراستگی مین مشغول ہوا اور جسرت کی تحریک کے سبب
امیر شیخ علی انتقام کے فکر مین پڑا اور کابل سے برآمد ہوکر ملتان کے حدود مین آیا اور قصبہ طلبنہ کو محاصرہ کیا باوجود اسکے
کہ صلح کے اقرار سے لیا تھا عورتون اور لڑکون کو اسیر کرکے باقی کو تہ تیغ کیا اور قلعہ کو مسمار کرکے خاک سیاہ کیا اور فولاد
غلام بھی تبرہندہ سے برآمد ہوکر ولایت رائے فیروز مین گیا اور رائے فیروز کو قتل کیا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر
ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین سراپردہ سرخ لاہور اور ملتان کیطرف برپا کیے اور ملک الشرق ملک سرور الملک
وزیر کو لاہور کی حکومت دیکر مقدمہ لشکر کیا اور جب ملک سرور الملک وزیر سمانہ مین پہونچا جسرت پائے قلعہ سے برخاست
کرکے کوہستان مین آیا اور امیر شیخ علی بھی کابل کیطرف بھاگ گیا اور فولاد غلام نے بھی تبرہندہ کے قلعہ مین دم لیا
سلطان نے ولایت لاہور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر سے تغیر فرماکر نصرت خان کرک انداز کو لاہور کا حاکم کیا
اور خود اثنائے راہ مین ساحل آب جون پر قریب پانی پت کے لشکرگاہ کرکے چندے استقامت کی اور عماد الملک
کو مع سپاہ مکمل اور مسلح زمینداران بیانہ اور گوالیار کے دفع فتنہ کیواسطے بھیجا اور ملک الشرق ملک سرور الملک وزیر
اور زیرک خان اور سلام خان اور دوسرے امرا کو قلعہ تبرہندہ کے محاصرہ کو روانہ کیا اور خود دہلی کیطرف معاودت
فرمائی اور ماہ ذیحجہ سال مذکور مین جسرت پھر لاہور آیا اور نصرت خان کرک سے مقابل جنگ ہوا مگر تاب اُسکی حملہ کی نہ لاکر
واپس اپنے مقام پر گیا اور ماہ ذیحجہ ۸۳۶ھ آٹھ سو چھتیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہوکر تبرہندہ کے تسکین فساد کیواسطے سمانہ
مین گیا اور اپنے والدہ مخدومہ کی وفات کی خبر سنکر دہلی کیطرف تنہا مراجعت کی اور بعد تکفین و تجہیز اور مراسم عزا کے
پھر لشکر مین ملحق ہوا اور فسخ عزیمت تبرہندہ کرکے میوات کیطرف راہی ہوا اور لاہور اور جالندر کی حکومت نصرت خان
سے برآوردہ کرکے ملک الہداد لودھی کو مفوض فرمائی اور جسرت معاودت بادشاہ سے قوی دل ہوکر جالندر کو بزور شمشیر
نصرت خان سے چھین کر لشکر انبوہ کثیر وہانسے فراہم لایا اور الہداد لودھی سے جنگ کرکے غالب آیا اور جسرت کا فساد پھر قوی ہوا
سلطان مبارک شاہ نے اکثر ولایات میوات کو تاراج کرکے جلال خان سے پیشکش لیا اور دہلی مین آیا اور خبر توطیہ امیر شیخ علی کی

خزانہ اور قوت تمام رکھتا تھا جنگ اور قلعہ داری مین اصرار کیا اور عماد الملک نے نیل مقصود لیٹ آیا اسواسطے کہ تسخیر اُس قلعہ
کی بزودی دشوار تھی بادشاہ نے عماد الملک کو رخصت ملتان کی دی اور خود بھی نواح سرہند سے رایت مراجعت برپا کیا
اور اسلام خان لودھی اور کالیخان اور رائے فیروز اور دوسرے امیران مذکور قلعہ کے محاصرہ اور تسخیر کیواسطے معین ہوئے اور شاہ ملک
اول تبرہندہ کیطرف گیا اور امرا کو قلعہ کے محاصرہ مین سربراہ کرکے ملتان کی سمت روانہ ہوا اور جو قلعہ کے لینے مین سعی اور
کوشش بہت کی اور چھ مہینے تک قلعہ کو محاصرہ کیا اور قریب تھا کہ قلعہ کو مفتوح کرین فولاد غلام دریاے اضطراب مین
غوطہ زن ہوا اور نجات اس غرقاب سے منحصر امیر شیخ علی حاکم کابل کے توسل مین جانی اور ایک جماعت معتمدین کو کابل
کیطرف بھیجکر مبالغ خطیر قبول کیے اور چو سلطان مبارک شاہ بخلاف پدر امیر شاہرخ سے طریق ملائمت مسلوک نرکھتا تھا
جیسے امیر شیخ علی کابل سے برآیا راستہ مین کھکر بھی اُس سے جا ملے امیر شیخ علی نے آب بیاہ سے عبور کرکے قطاع امرا کے جو قلعہ گیری
مین مشغول تھے تاخت و تاراج کرکے بالکل خاک سیاہ کیا اور اسکے بعد تبرہندہ کے نزدیک پہونچا امرا نے قوت محاربہ بہت
مفقود دیکھی پاے قلعہ سے برخاستہ ہوئے اور اپنے علاقہ مین گئے اور فولاد غلام نے قلعہ سے برآمد ہوکر امیر شیخ علی کو دیکھا
اور دو لاکھ تنگہ نقرہ دیے اور اپنے اہل و عیال اُسکے سپرد کرکے قلعہ کیطرف گیا اور استحکام قلعہ مین زیادہ تر ساعی ہوا اور
امیر شیخ علی نے آب ستلج سے عبور کرکے قتل و غارت مین سعی موفور اور کوشش بلیغ بہم پہونچائی اور فولاد غلام سے جو کچھ
نقد و جنس حاصل ہوا تھا سو حصہ زیادہ اُس سے اپنے تصرف مین لایا اور مردم گرسنہ کو کہ کسی سال سے عسرت مین تھے
اسیر کرکے لاہور مین آیا اور ملک سکندر تحفہ جو کچھ ہر سال اُسے دیتا تھا ادا کرکے پھیر دیا اور امیر شیخ علی دیپالپور مین جاکر
جس جگہ اثر آبادی دیکھتا تھا ویران کرتا تھا جیسا کہ بیست یا چالیس ہزار ہندو کو قتل کیا اور ہندی بہت
گرفتار ہوے اور جو کہ کوئی معارض نرکھتا تھا فساد مین کمی نہ کی اور عماد الملک امیر شیخ علی کے دفع کرنیکے ارادہ سے قصبہ
طلبنہ تک آیا امیر شیخ علی جنگ سے پہلوتہی کرکے خلیب پور کیطرف گیا اس درمیان مین سلطان کا فرمان پہونچا کہ عماد الملک طلبنہ
سے برخاست کرکے ملتان کیطرف جاوے عماد الملک نے ملتان کی سمت کوچ کیا امیر شیخ علی نے دلیر ہوکر آب راوی سے
عبور کیا اور آب جہلم کے ساحل پر جو پرگنے آباد تھے اور ساتھ چناب کے مشہور ہین خراب کرکے ملتان سے دس کوس
آگے پہونچا اور عماد الملک نے اسلام خان لودھی کو کہ عم ملک بہلول تھا اُسکے مقابلہ مین بھیجا اور وہ اثناے راہ مین امیر
شیخ علی کے پاس پہونچکر محاربہ سخت و قوت مین لایا اور اسلام خان نے شکست پائی لشکر اُس کا کچھ قتل ہوا اور کچھ
بھاگ کر خیرآباد کیطرف جو ملتان سے تین منزل ہے روانہ ہوا اور دوسرے دن کہ ماہ رمضان کی چوتھی تاریخ تھی امیر شیخ علی
ملتان کے قریب خیرآباد مین اترا اور قلعہ پر لڑائی ڈالی عماد الملک نے شہر کے پیادے باہر نکالے اُنھون نے شیخ علی
کے لشکر کو باغات مین معطل رکھا اُسدن امیر شیخ علی سے کچھ کام نہ بن آیا پلٹ گیا اور اسیطرح ایک مدت تک ہر روز قلعہ پر دوڑ
مارتا تھا اور اپنے آدمیونکو قتل کرواتا تھا سلطان مبارک شاہ نے یہ خبر سنکر فتح خان بن مظفر خان گجراتی کو ساتھ امراے
بزرگ مثل زیرک خان اور ملک کالو شحنہ فیل اور ملک یوسف اور کمال خان اور رائے بہورا کو عماد الملک کی مدد کو
بھیجا اور چھبیسوین ماہ شوال کو امرا ملتان کے قریب پہونچے عماد الملک نے مستظہر ہوکر اُنکے اتفاق سے صف قتال آراستہ کی

سلطان مبارک شاہ میوات کی طرف جاکر جہد داری مین آیا اور جب جلال الدین خان اور تمام میواتی عاجز ہوئے ملگزاری قبول کی اور بعضون سے تنگر ملازمت کی سلطان پلٹ کر دہلی مین آیا اُسوقت خبر فوت ملک رجب نادری حاکم ملتان کی پہونچی سلطان نے ملک محمود حسن کو جسنے ولایت بیانہ کے آتش فساد کو تسکین بخشی تھی دہلی مین آیا ہوا تھا اُسے ساتھ خطاب عماد الملکی کے سرفراز کر کے ملتان کیطرف بھیجا اور سنہ ۸۲۳ آٹھ سو تیئیس ہجری مین سلطان نے گوالیار کیطرف نہضت فرمائی اور اس ولایت کے فساد کو تسکین دیکر ہلکھاٹ کی سمت روانہ ہوا ہلکھاٹ کا راجہ ہزیمت کھاکر کوہ پایہ مین در آیا بادشاہ نے اسکی ولایت برباد کی اور بیشمار اسیر کیے اور وہانسے رابری مین آیا اور اُس ولایت کو حسین خان کے بیٹے سے تغیر کرکے ملک حمزہ کے حوالہ کیا اور عازم مراجعت ہوا اثناے راہ مین سید السادات سید سالم فوت ہوا اُسکے بڑے بیٹے کو سید خان اور چھوٹے کو شجاع الملک خطاب دیا کہتے ہین سید السادات سید سالم تیس برس خضر خان کے مشمولہ زمرہ امراے عمدہ سے تھا اور جاگیرین لائق رکھتا تھا اور تبرہندہ مین خزانہ اور ذخیرہ اور اسباب قلعہ داری کا جمع کیا تھا اور خارج از قطاع تبرہندہ اور رام وہہ اور سرستی درمیان دو آب مین بھی ولایتین بہت رکھتا تھا اور مال کے جمع کرنے مین حریص تھا بادشاہ نے اسکا خزانہ جو بادشاہونکے خزانہ سے دعوی ہمسری کرتا تھا تمام مع جاگیرات اُسکے فرزندونکے نام مسلم رکھا اور انھون سے حقوق بادشاہی کو منظور نہ رکھکر فولاد نام غلام ترک بچہ سید السادات سید سالم کو قلعہ تبرہندہ کیطرف بھیجکر ساتھ مخالفت کے ترغیب کی ساتھ اس امید کے کہ نرغہ اس فساد کا ساتھ اُنکے رجوع لاکر خود علم بغاوت بلند کرین بادشاہ نے اس معنی سے مطلع ہوکر پسر سید السادات سید سالم کو قید کیا اور ملک یوسف اور رلے ہیولے کو فولاد غلام کی تسلی کیواسطے اور دستیاب کرنے مال سید السادات سید سالم کے تبرہندہ کیطرف بھیجا فولاد غلام نے حرف صلح درمیان مین لاکر اُنھین غافل کیا اور صبح کیوقت قلعہ سے برآمد ہوکر شبخون مارا اور جو ملک یوسف اور رلے ہیولی کے پاس سپاہ جمعیت تھی کچھ کام نہ کرکے پلٹ آئے اور دوسری شب کو پھر اُنکے سر پر تاخت لایا اور برج قلعہ سے اور بار سے بھی توپ و تفنگ بھر کرکے مردم بادشاہی کو متفرق کیا اور تمام بھاگ کر سرستی کیطرف گئے اور فولاد غلام نے اُن کے مال و اسباب پر متصرف ہوکر قوت اور غلبہ تمام بہم پہونچایا آخر بادشاہ یہ خبر سنکر خود تبرہندہ کیطرف متوجہ ہوا اور موافق حکم کے امرا اور افسران فوج اور زمیندار فراہم ہوئے اور عماد الملک حاکم ملتان بھی فرمان طلب کے بموجب خدمت مین حاضر ہوئے بادشاہ نے سرستی مین توقف کرکے چند امرا کو پیشتر بھیجا اور انھون نے وہان جاکر تبرہندہ کے قلعہ کو محاصرہ کیا فولاد غلام نے پیغام دیا کہ عماد الملک کے قول پر مجھے اعتماد تمام ہے اگر وہ آنکر مجھے امان دیوے قلعہ سے برآمد ہوکر سلطان کی نقد ملازمت حاصل کرون چنانچہ التماس اُسکی قبول ہوئی سلطان نے عماد الملک کو تبرہندہ مین بھیجا فولاد غلام نے قلعہ کے دروازہ کے قریب عماد الملک سے ملاقات کرکے عہد و میثاق کے بعد ایسا قرار دیا کہ کل برآمد ہوکر پابوس کے شرف سے مشرف ہونگا اس درمیان مین ایک اہل لشکر سلطانی نے جو اُسکا آشنا تھا پیغام دیا کہ عماد الملک نیک مرد صادق القول اور واثق العہد ہے لیکن سلطان نظر صلاح دولت پر رکھکر اسکی بات سنے گا اور دوسرونکی عبرت کے واسطے تجھے سیاست فرماویگا فولاد غلام خائف ہوکر اپنے ارادہ سے پشیمان ہوا اور رجو

مین پہونچا ملک محمود حسن کو مع دس ہزار سوار مخلص خان برادر شاہ شرقی کے مقابلہ کو جاتا وہ کے قصد مین آیا تھا روانہ
کیا مخلص خان تاب اقامت نہ لاکر اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور محمود حسن چند روز توقف کرکے اپنے لشکر سے جا ملا شاہ
شرقی ساحل آب کو پناہ لیکر برہان آباد کیطرف آیا سلطان مبارک شاہ اتروے سے کوچ کرکے قصبہ مالی کو نہ کیطرف
متوجہ ہوا شاہ شرقی عظمت اور شوکت مبارک شاہی مشاہدہ کرکے ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین ترک مقابلہ کیکے قصبہ
رابری کیطرف روانہ ہوا اور وہانسے آب جون سے عبور کرکے بیانہ گیا اور آب کنتیر کے کنارے مقام کیا سلطان مبارک
بھی چندوارہ کے قریب آب جون سے عبور کرکے لشکر سے پانچ کوس پر فروکش ہوا اور طرفین اپنے اُردو کے آگے
خندق کھود کر بائیس دن مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے اور افواج مبارک شاہی ہر روز اطراف لشکر شرقی پر
تاخت کرکے گھوڑے اور مواشی اور آدمیون کو اسیر کرلاتے تھے یہانتک کہ شاہ شرقی ساتوین تاریخ ماہ جمادی الآخر
سنہ مذکور کو بعزم جنگ سوار ہوا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن اور خان اعظم بن فتح خان بن سلطان مظفر
گجراتی اور زیرک خان اور سلام خان اور ملک چمن بنیرہ فیروز خان اور ملک کالو شحنہ پیل اور ملک احمد مقبل کو
ہمراہ سردار الملک وزیر اور سید السادات میر سالم کے مقابلہ مین بھیجا چنانچہ دوپہر دن سے شام تک معرکہ قتال و جدال
گرم رہا لیکن پھر شب کو دونون لشکرون نے اپنے لشکرگاہ مین مراجعت کی اور غالب مغلوب دریافت نہوا اور دوسرے دن
آٹھوین ماہ جمادی الآخر کو شاہ شرقی نے کوچ کرکے راستہ جونپور کا لیا اور سلطان مبارک شاہ ہلکھات کے راستہ سے گوالیار
کیطرف گرم عنان ہوا اور وہانکے راجہ سے پیشکش لیکر بیانہ کیطرف پلٹ گیا اور محمد خان اوحدی نے جو آبکو قلعہ تک
پہونچا پایا تھا ہر چند دست و پا مارے کچھ کام نہ کیا اور اس سبب سے کہ سلطان شرقی کی کمک سے ناامید ہوا امان چاہ کر
ملازمت کی اور سلطان نے قلم معافی کا اُسکے ذوجرائم پر کھینچکر بجان و مال رخصت کیا تو جہان چاہے جاوے اور محمد خان
میوات کیطرف گیا اور سلطان مبارک شاہ نے محمود حسن کو واسطے ضبط قلعہ اور ولایت کے بیانہ مین چھوڑ کر خود مظفر اور
منصور شعبان کے پندرھوین تاریخ ۸۳۱ آٹھ سو اکتیس ہجری مین دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور ماہ شوال سنہ مذکور مین ملک
قدوی میواتی کو کہ شاہ شرقی سے پیوستہ تھا گرفتار کرکے بسزا سیاست فرمائی اور ملک سرور الملک وزیر کو بنظام ولایت
کیواسطے میوات مین بھیجا آدمی اس ولایت کے مواضع اپنے کو خالی اور ویران کرکے پہاڑ مین درآئے اور جلال خان
بھائی ملک قدوی اور احمد خان اور ملک فخرالدین قلعہ اندر مین آنکر جمع ہوئے اور ملک سرور الملک نے باج لیکر شہر
کیطرف معاودت کی اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین خبر پہونچی کہ جسرت نے کلانور کو محاصرہ کیا ہے ملک سکندر تحفہ حاکم لاہور
کا اُسکے سر پر گیا اور منہزم ہوکر لاہور مین آیا اور جسرت آب بیاہ سے عبور کرکے قلعہ جالندر کی تسخیر مین متوجہ ہوا اور جب
اُسپر قابو نہ پایا اُسکے نواح پر تاخت کرکے بہت آدمیونکو اسیر کیا اور پھر کلانور کیطرف راہی ہوا سلطان مبارک شاہ نے
حکم بھیجا کہ زیرک خان حاکم سمانہ اور سلام خان حاکم سرہند ملک سکندر تحفہ کے کمک کو جاوین اور ملک سکندر کمکیون کے
سے پیشتر راجہ کلانور کو متفق کرکے آب بیاہ تک گیا اور جسقدر غنیمت کہ جسرت وہانسے ہاتھ مین لایا تھا استرداد کرکے
پلٹ گیا اور ماہ محرم ۸۳۲ آٹھ سو بتیس ہجری مین ملک محمود حسن بیانہ کے فساد کو ساکن کرکے دہلی مین آیا اُسکے بعد

لائق بھیجی اور دھار کی طرف پھر امبارک شاہ نے آب چنبل کے کنارے توقف کیا اور خراج بموجب قانون مقدم اُس
دیار کے زمینداروں سے لیکر ماہ رجب سنہ ۸۲۷ آٹھ سو ستائیس ہجری مین دہلی مین آیا اور سنہ ۸۲۸ آٹھ سو اٹھائیس ہجری مین کھنیر
کے سمت حرکت کی نرسنگ راے کھنیر نے آب گنگ کے کنارے آنکر ملازمت کی اور بقایاے چند سالہ کے سبب
مقید ہوا اور مال واجب کے ادا کے بعد نجات پائی اور سلطان نے آب گنگ سے عبور کرکے متمردونکو پائمال کیا پھر
دہلی مین آیا اور اسی حال مین میواتیونکے طغیان کی خبر پہونچی سلطان نے اُسطرف نہضت فرمائی اور ہاتھ نہب و غارت مین
دراز کیا اور میواتی اپنی ولایت خالی کرکے کوہ جہرہ مین در آئے اور سلطان عسرت غلہ اور نایابی علف اور قلت جگہ کے
سبب سے مراجعت کرکے دہلی مین آیا اور امرا کو جاگیرون کیطرف رخصت دیکر عیش و عشرت مین مشغول ہوا اور سنہ ۸۲۹ آٹھ سو انتیس
ہجری مین پھر میوات کیطرف گیا اور بہادر ناہر کے پوتون جلو اور قدو مع اعوان و انصار اپنے کوہ الور کی طرف پناہ لیگئے اور ایک
مدت لشکر سلطان سے محاربہ کیا آخر کو عاجز آئے اور امان چاہ کر ملازمت کی اور جب چند روز کے بعد بھاگنے کا ارادہ کیا
قید ہوئے اور سلطان نے ولایات میوات کو تاراج کیا جب قحط برپا ہوا مراجعت فرمائی اور پھر چار مہینے کے بعد محرم کی گیارھوین
تاریخ سنہ ۸۳۰ آٹھ سو تیس ہجری مین میوات کیطرف گرم عنان ہوا اور وہانکے متمردون اور سرکشونکو سزا دیکر بیانہ کی سمت گیا
اور چونکہ امیر خان فوت ہوا تھا محمد خان اُسکے بھائی نے پہاڑ پر جا کر تحصن ڈھونڈھا اور پندرہ دن لڑائی کی اُسکے بعد
اکثر ہمراہی اُسکے بادشاہ کے شریک ہوئے پھر اُسنے از روے عجز و انکسار رسن گردن مین ڈالکر ملازمت کی اور گھوڑے
اور ہتھیار اور جو نفائس قلعہ مین رکھتا تھا سب پیشکش کیے بادشاہ مبارک شاہ نے عیال و اطفال اُسکے قلعہ سے آوردہ
کرکے دہلی مین بھیجے اور بیانہ کے قلعہ کو مقبل خان کے سپرد کیا اور سیکری کو جو اب تک فتحپور مشہور ہے ملک خیر الدین تحفہ
کے حوالہ کیا اور وہانسے گوالیار کیطرف جا کر وہانکے راجہ سے پیشکش لی اور دہلی مین آنکر ملتان اور اطراف اُسکا ملک حسن سے
تغیر کرکے ملک رجب نادری کو عنایت فرمایا اور حصار فیروزہ ملک حسن کو ارزانی رکھا اور کوشک جہان نما فیروز شاہی محمد خان
بن واحد دار کی سکونت کیواسطے تجویز کرکے فکر مین اُسکی تربیت کے ہوا لیکن محمد خان تعجیل کرکے مع زن و فرزند اور تابعین
کوشک جہان نما سے بھاگ کر میوات مین گیا پھر دوبارہ مردمان واقعہ طلب کو فراہم کیا اور جسوقت خبر پائی کہ مقبل خان ملک
ناصر الدین کو بیانہ کے قلعہ مین چھوڑ کر خود جہادون کیطرف گیا ہے زمینداروں کے اتفاق سے تاخت لیجا کر شہر بیانہ پر متصرف ہوا
اور ملک ناصر الدین جب قلعہ داری نکر سکا عاجز ہو کر امان چاہی اور قلعہ محمد خان کے سپرد کرکے دہلی کیطرف گیا سلطان مبارک شاہ
نے ملک مبارز کو بمہم بیانہ دیگر محمد خان کے دفع کیواسطے بھیجا اور محمد خان جو جنگ کی طاقت نرکھتا تھا قلعہ بند ہوا اور
ولایت ملک مبارز کے تصرف مین آئی محمد خان چند روز کے بعد قلعہ مردمان معتبر کے سپرد کرکے خود جریدہ بسبیل استعجال سلطان
ابراہیم شاہ شرقی کے پاس جو لشکر آراستہ بقصد تسخیر کالپی آیا تھا گیا قادر شاہ امیر کالپی نے ایلچی کمک اور امداد کی درخواست
مین دہلی کیطرف روانہ کیے بادشاہ مبارک شاہ مہم بیانہ موقوف کرکے سلطان ابراہیم کے مقابلہ کو روانہ ہوا
اور افواج شرقیہ نے بھوگانو کو تاخت کرکے قصد اُسطرف بداؤن کیا سلطان مبارک شاہ آب جون سے عبور
کرکے موضع جرتولی پر جو متعلق سیر بلاد مواس سے تھا تاخت لایا اور وہانسے اتروے کی طرف گیا اور جب اتروے

اُس حدود کا انتظام کرے اور ۸۲۶ھ آٹھ سو چھبیس ہجری مین سلطان مبارک شاہ نے منصب وزارت کا ملک سکندر
تحفہ سے لیکر سردار الملک کو دیا اور کفار متمرد کی تادیب و تنبیہ کیواسطے بھیجا اور خود بھی اُسکے پیچھے سے ولایت کھنتیر
مین داخل ہوا اور باج و خراج وہانکے مقدموں سے لیکر متمردون کو سزا دی اور اُس جگہ مہابت خان امیر بداؤن
نے کہ حصاری ہوکر خضر خان سے لڑا تھا ملازمت کی اور سلطان کے فرمان کے بموجب آب گنگ سے عبور کر کے
ولایت جماعت راٹھورون پر تاخت لایا اور بہت بندے دستگیر کیے اور جو راجہ اٹاوہ کہ خدمت مین سلطان مبارک شاہ کی
حاضر آیا تھا ساحل آب گنگ سے اُسوقت سے بھاگ کر ولایت اٹاوہ مین آیا اور سپاہ سلطانی نے اُسکا تعاقب
کیا اگرچہ اُسے نپایا لیکن ولایت اٹاوہ مین داخل ہوکر مراسم تاخت و تاراج سے کوئی دقیقہ نچھوڑا سلطان مبارک شاہ خود
کوچ کر کے بتعجیل تمام اٹاوہ کیطرف روانہ ہوا اور وہانکا راجہ بہت راجپوتون سے قلعہ مین در آیا سلطان مبارک شاہ اسکے
محاصرہ مین مصروف ہوا جب کام اُسپر تنگ آیا عاجز ہوکر دوسری مرتبہ اپنے فرزند کو ملازمت کیواسطے بھیجا اور پیشکش
وافر دیکر مبارک شاہ کو دہلی کیطرف روانہ کیا اس درمیان مین ملک محمود حسن خدمت مین پہونچکر ساتھ منصب بخشی گری کے
کہ اُس زمانہ مین عارضی کہتے تھے سرفراز اور ممتاز ہوا اور اس سال درمیان جسرت اور رائے بھیم کے جنگ واقع ہوئی
اور رائے بھیم قتل ہوا اور اُسکا مال و اسباب بہت جسرت کے ہاتھ آیا اور قریب دس بارہ ہزار کھکر کے اپنے پاس فراہم کیے
اور پھر بقصد بادشاہی لاہور اور دہلی کے متردد ہوا اور دیپالپور اور لاہور کے اطراف پر تاخت لاکر مال بہت قبضہ مین لایا
اور ملک سکندر تحفہ نے ارادہ اُسکے دفع کا کر کے آب چناب سے عبور کیا لیکن کچھہ کام اور تدبیر نہ بن آئی ناچار پلٹ آیا
اور جسرت ولایت کھکرون کے درمیان مین جاکر فیل و حشم کی ترتیب اور آراستگی مین مشغول ہوا اور امیر شیخ علی نے
ساتھ جو ایک امراے میرزا شاہرخ سے تھا اور کابل مین اقامت رکھتا تھا آشنائی اور خصوصیت کا طریقہ مسلوک
رکھکر اُسے سیوستان اور بھکر اور ٹھٹہ کے تاخت کیواسطے تحریص اور ترغیب کی کہ سب طرف سے زور شاہ دہلی پر پہونچا
خود اپنا مقصود حاصل کرے اُسوقت ملک علاء الدین حاکم ملتان نے وفات پائی اور آوازہ امیر شیخ علی کی آمد کا منتشر ہوا
سلطان مبارک شاہ نے بے توقف و درنگ ملک محمود حسن کو اقطاع ملتان اور بھکر اور سیوستان دیکر بالشکر آراستہ بطرف
بھیجا اور وہ وہان جاکر قلعہ ملتان کو جو امیر صاحبقران کے صدمہ سے خراب ہوا تھا مرمت کر کے لشکر اطراف و نواحی کو جمع
لایا اور مستعد جنگ مغل ہوا اور اسی سال جب سلطان ہوشنگ والی مالوہ نے بقصد تسخیر قلعہ گوالیار کو محاصرہ کیا سلطان
مبارک شاہ اس قلعہ کے باشندونکی حمایت کے واسطے روانہ ہوا اور جب بیانہ مین پہونچا معلوم ہوا کہ امیر خان بن داؤد خان
بن شمس خان حاکم بیانہ نے اپنے چچا مبارک خان کو قتل کر کے بیانہ کو خراب کیا ہی اور بقصد مخالفت پہاڑ پر قلعہ بند ہوا ہی مبارک شاہ
نے اس پہاڑ کے دامن مین نزول فرمایا الغرض بوسیلہ رسائل امیر خان نے بتعہد خراج ہر سالہ کر کے لوازم اطاعت بجالایا اور سلطان مبارک شاہ
وہانسے گوالیار کیطرف گیا اور سلطان ہوشنگ چنبل کے گھاٹ کو روک کر فروکش ہوا تھا اور مبارک شاہ نے دوسرا گھاٹ پیدا کر کے
عبور کیا اور بعضے امرا نے جو مقدمہ لشکر دہلی تھے سلطان مالوہ کے اطراف کے اردو کو غارت کیا اور ایک جماعت کثیر کو اسیر کیا اور
جو ہندی مسلمان تھے انکو مبارک شاہ نے زندان ستم سے رہائی بخشی اور جب سلطان ہوشنگ نے زنجیر صلح کو حرکت دے کر پیشکش

آٹھ سو تیئیس ہجری مین سارنگ خان جعلی کوہ سے برآمد ہوا اور بعد عہد و پیمان کے ملک طغان سے جا ملا اور ملک طغان ملک و مال اور دولت کی طمع سے اُسے ہلاک کرکے خضر خان سے باغی ہوا اور قلعہ سرہند کو محاصرہ کرکے تاخت و تاراج کیا اور سرحد منصور پور اور پایل تک پہونچا اور خضر خان نے ملک خیر الدین اور زیرک خان کو اسپر نامزد فرمایا اور ملک طغان نے جنگ کرکے شکست پائی اور لوہانہ کے قریب آب ستلج سے عبور کرکے ولایت جسرت بھائی شیخا کہکر مین در آیا زیرک خان نے ولایت جالندر جاگیر پائی ملک خیر الدین دہلی کیطرف پلٹ گیا اور ۸۲۳ھ آٹھ سو تیئیس ہجری مین خضر خان نے میوات کیطرف تاخت کی چنانچہ بعضے میواتیون نے آنکر ملازمت کی اور بعضے کوٹلہ بہادر ناہر مین متحصن ہوئے جب کام انپر سخت ہوا قلعہ سے برآمد ہوکر پہاڑون مین در آئے اور خضر خان نے قلعہ کوٹلہ کو لیکر ویران کیا اور اُسوقت تاج الملک نے وفات پائی وزارت اُنکی بڑے بیٹے ملک الشرق سکندر پر مقرر ہوئی اور خضر خان وہانسے گوالیار گیا اور پیشکش لیکر اٹاوہ کیطرف تاخت کی اور جو رائے سمیر مر گیا تھا اسکے بیٹے سے پیشکش لی اور مریض ہوکر ساتھ کوچ متواتر کے دہلی کیطرف پہونچا اور جمادی الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین دوسرونکی طرح اس جہان ناپائدار سے درگذرا مدت اسکی سلطنت کی سات برس اور چند مہینے تھی اور وہ بادشاہ عادل اور عاقل اور کریم اور صادق القول تھا خلائق اس سے راضی اور شاکر تھی اس سبب سے خورد و بزرگ نوکر اور غیر نوکر اُسکے ماتم مین بیٹھے اور جامہ سیاہ پہنا اور بروایت صحیح تین روز کے بعد ماتمی کپڑے دور کیے اور اُسکا بیٹا مبارک شاہ تخت سلطنت پر متمکن ہوا ذکر سلطنت بادشاہ معز الدین ابوالفتح مبارک شاہ بن خضر خان جب خضر خان نے اثنائے مرض مین دریافت کیا کہ مین اس عارضہ سے جانبر نہونگا فوت سے تین روز پیشتر اپنے فرزند ارجمند مبارک خان کو ولیعہد کیا اور مبارک خان نے اپنے باپ کی رحلت کے بعد اور ایک روایت مین تیسرے دن ساتھ اتفاق ملوک اور اکابر کے تخت پدر پر جلوس کیا اور اپنا نام معز الدین ابوالفتح سلطان مبارک شاہ رکھا امرا اور ملوک اور اکابر اور مشائخ کو جاگیرین اور وظیفے مقرر فرمائے اور بعضے کا مشاہرہ اضافہ کیا اور اپنے بھتیجے ملک بدر کو فیروزآباد اور ہانسی عنایت کرکے صاحب جاہ و حشمت کیا اور ملک رجب بن سدھوی نادری کو جو فیروزآباد اور ہانسی کا حاکم تھا دیپالپور اور پنجاب کا والی کیا اور ماہ جمادی الاول ۸۲۳ھ آٹھ سو تیئیس ہجری مین سلطان علی بادشاہ کشمیر ٹھٹھہ مین گیا اور مراجعت کے وقت جوکہ جمعیت قلیل اور متفرق تھی جسرت کہکر جو بعد قتل ہونے اپنے بھائی شیخا کہکر کے صاحب قبیلہ اور خویش ہوا تھا سد راہ اُسکا ہوا اور حرب اور ضرب کرکے علی بادشاہ کو زندہ دستگیر کیا اور غنیمت بیحساب دستیاب کرکے مغرور ہوا اور خلل نے اُسکے دماغ مین راہ پائی دہلی کی تسخیر کی فکر مین پڑا اور ملک طغان ترک کو کہ قبل اسکے صدمۂ سپاہ دہلی سے کوہستان مین بھاگا تھا اپنے پاس بلاکر امیر الامرا کرکے لاہور اور پنجاب پر متصرف ہوا اور لاہور کو ویران اور برباد کرکے آب ستلج سے عبور کیا اور قلعہ تلونڈی کو کہ رائے کمال سے تعلق رکھتا تھا غارت کیا اور رائے فیروز زمیندار وہانسے بھاگ کر جون کیطرف گیا اور جسرت لودیانہ کی طرف آیا اور روپر کی سرحد تک تاخت کرکے پھر آب ستلج سے عبور کیا اور جالندر کے قلعہ کو محصور کیا اور زیرک خان حاکم وہان کا متحصن ہوکر مجادلہ مین مشغول ہوا جسرت نے ازروے فریب دروازۂ صلح کا کھٹکھٹایا اور اقرار کیا کہ زیرک خان جالندر خالی کرکے طغان کے سپرد کرے اور طغان کے بیٹے کو مع پیشکش لائق مبارک شاہ

الیاس خان حاکم شہر نو المسمی بعروس جہان کہ بنا ہائے سلطان علاء الدین خلجی سے ہے ملازمت کرکے سرفراز ہوا
اور خضر خان گوالیار تک جاکر وہانکے راجاؤں سے مال مقرری لیکر بیانہ کیطرف آیا اور پھر کریم الملک یعنی شمس خان
اوحدی کے بھائی سے بھی خراج لیکر دہلی مین آیا اور سنہ ۸۲۰ آٹھ سو بیس ہجری مین خبر ملک طغانے ترک کی بغاوت کی
کہ ان دونون سردار قاتلان ملک سدھو رہوا تھا پہونچی زیرک خان حاکم سمانہ مع افواج کثیر انکی سرکوبی اور تدارک
کے واسطے تعین ہوا جب قریب پہونچا باغیون نے کہ قلعہ سرہند کو محاصرہ کیا تھا اپنے تئین پہاڑ کیطرف کھینچا اور
ملک کمال الدین جو قلعہ مین تھا نجات پاکر دہلی کے سمت گیا اور زیرک خان نے مخالفونکا پیچھا کیا جب قصبہ پائل مین
پہونچا ملک طغانے انقیاد کرکے پیشکش دینی قبول کی اور اپنے فرزند کو گرو دیکر ملک سدھو کے قاتلونکو کہ عمدہ اس
فساد کے تھے اپنے سے جدا کیا اور زیرک خان جالندر اسکے سپرد کرکے سمانہ کیطرف گیا اور ملک طغا کے بیٹے کو مع
پیشکش خضر خان کیخدمت مین روانہ کیا اور سنہ ۸۲۱ آٹھ سو اکیس ہجری مین خضر خان نے تاج الملک کو راے ہرسنگھ یعنی کٹھیر
کے راجہ کے تدارک کیواسطے بھیجا جب لشکر نے آب گنگ سے عبور کیا ہرسنگھ ولایت خالی کرکے جنگل آنولہ مین در آیا اور جب تھوڑے
لشکر شاہی نے جنگل مین اسکی تلاش کی بھاگ گیا اور گھوڑے اور ہتھیار اور تمام اسباب اسکا فوج کے ہاتھ آیا اور لشکر نے کمایون
تک اسکا پیچھا کیا اور غنیمت بہت دستیاب ہوئی پانچوین دن لشکر مین ملحق ہوے اور تاج الملک ولایت کٹھیر کو تاخت و تاراج
سے خراب کرکے بداؤن مین آیا اور آب گنگ سے عبور کیا اور مہابت خان حاکم بداون کو کہ ناصر الدین محمود شاہ کے امراے تزک سے
تھا رخصت دی اور خود اٹاوہ کیطرف آیا راے سمیر اٹاوہ مین متحصن ہوا اور تاج الملک نے ولایات اٹاوہ کو تاراج کیا آخر صلح برقرار دیکر
پیشکش لی اور دہلی مین آیا پھر سنہ مذکورہ مین خضر خان نے کٹھیر کے مفسدونکی تنبیہ کیواسطے عزیمت کی پہلے ولایت کول کو
کہ شمال دیکر آب گنگ سے عبور کیا اور پھر سنبھل کو خراب کرکے بازگشت کی اور ماہ ذیقعد سنہ مذکور مین بداون کیطرف عنان عزیمت
معطوف فرمائی اور بیتالی کے نزدیک آب گنگ سے عبور کیا اس سبب سے مہابت خان کے دلمین ایک ہراس نے راہ
پائی اور بداون مین متحصن ہوا اور چھہ مہینے مجادلہ اور محاربہ مین بسر کی اس درمیان مین بعضے امراے مثل قوام خان اور اختیار خان
لودھی اور خانہ زادان محمود شاہی نے جو دولت خان لودھی سے جدا ہو کر خضر خان کے شریک ہوئے تھے غدر کا اندیشہ کیا
خضر خان اس امر سے واقف ہو کر محاصرہ سے دستکش ہوا اور دہلی کیطرف پلٹ گیا اثناے راہ مین جمادی الاول کی آٹھوین
تاریخ سنہ ۸۲۲ آٹھ سو بائیس ہجری مین آب گنگ کے ساحل پر انھین کسی بہانہ سے ایک مجلس مین بلا کر سب کی گردن ماری
اور جب دہلی مین داخل ہوا یہ خبر سنی کہ باجوارہ کے قریب ایک شخص نے اپنے کو سارنگ خان ظاہر کیا ہے اور خلق کثیر اسکے
پاس فراہم ہوئی حالانکہ سارنگ خان ان دنونمین کہ جب امیر صاحبقران ہند مین آیا تھا فوت ہوا تھا خضر خان نے سلطان شاہ
لودھی الملقب باسلام خان کو جو حاکم سرہند کا تھا اسپر تعین کیا اور سارنگ خان جعلی نے استقبال کرکے حوالی سرہند مین
آتش حرب مشتعل کی اور شکست پاکر کوہستان مین در آیا سلطان شاہ لودھی اسکے تعاقب سے دستکش ہوا اور خضر خان کے
حکم کے موافق ملک طغاے ترک امیر جالندر اور زیرک خان امیر سمانہ اور ملک خیر الدین حاکم میان دوآب مع لشکر عظیم سلطان شاہ
کی کمک کو آئے چونکہ سارنگ خان جعلی قلب جگہ مین چھپا تھا لاچار پلٹ کر اپنے مقام مین ہر شخص نے قرار پکڑا اور کچھ

اپنے اوپر واجب جانی تاکہ ناظرین اوراق ہذا اور خلق اللہ پر خضر خان کی صحت نسب ظاہر ہوئے اول یہ کہ ملک سلیمان اُسکا باپ جسوقت کہ ملک مردان دولت کی خدمت مین رہتا تھا ایک مرتبہ سید السادات مخدوم سید جلال الدین بخاری قدس سرہ نے ملک مردان دولت کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اور جب طعام لائے ملک سلیمان جو قبل اُسکے کبھی دعوی سیادت کا کرتا تھا بطور اور خدمتگارون کے طشت اور آفتابہ ہاتھ دہونے کے واسطے لایا اُن سید نے فرمایا کہ اس سید کو اس خدمت مین رکھنا گستاخی ہی پس جب یہ بات اہل صلاح کی زبان پر گذری یقین ہی کہ وہ سید ہوگا دوسری یہ کہ اخلاق اور اطوار خضر خان کے مثل سخاوت اور شجاعت اور حلم و تواضع اور صلاح و تقوی اور صدق و رحم ساتھہ اخلاق اور اوصاف حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شباہت تمام رکھتے تھے اور یہ بھی دلیل سیادت کی ہی القصہ خضر خان نے ملک تحفہ کو تاج الملک خطاب دیکر منصب وزارت پر مقرر فرمایا اور عبدالرحیم منہہ بولے بیٹے ملک سلیمان کو ساتھہ علاء الملک کے مخاطب کرکے قطاع ملتان اور فتحپور عنایت فرمائے اور اختیار خان افغان کو شقداری میان دوآب کی دی اور سید سالم کو سرفراز کرکے سہانپور اور تبرہدہ اور دیگر قطاع خوب کرامت فرمائے اور اسیطرح سے اپنے جمیع اعوان و انصار کو ساتھہ خطاب اور القاب کے مخاطب کیا اور ابتدا مین سکا اور خطبہ امیر تیمور صاحبقران کے اسم مبارک سے ملتان اور دہلی مین بنام میرزا شاہرخ کے جاری رکھا لیکن آخر کو ایک خطبہ خضر خان کے نام کا بیجا کر دعا کرتے تھے اور اکثر سنوات مین پیشکش لائق میرزا شاہرخ کیواسطے بھیجتا تھا اور پہلے سال تاج الملک کو باسپاہ آراستہ کٹھیر کی طرف بھیجا اور اُسنے دریاے جون اور گنگ سے عبور کرکے ولایت کٹھیر پر تاخت کی اور راے نرسنگھہ وہانکا راجہ بھاگ کر کوہستان مین پناہ لیگیا پھر اُس نے پیشکش بہت دیکر رعیت ہونا اختیار کیا اور مہابت خان حاکم بداؤن نے بھی آن کر ملازمت کی اور تاج الملک نے وہان سے کھور اور کنپل اور چندوار مین جاکر مال و اسباب اور خراج چند سال کا لیا اور جالیسر کو چندوار کے راجپوتونکے تصرف سے برآوردہ کرکے اٹاوہ کے سمت گیا اور وہان کے مقدمون کو گوشمال اور تادیب قرار واقعی کی اور بانتظام اُس ممالک کا کرکے دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور جمادی الاول سنہ مذکور مین خبر پہونچی کہ جماعت ترکونکی جو قوم بیرم خان ترک بچہ سے تھی ملک سدہو کو کہ شاہزادہ مبارک خان کیطرف سے حاکم سرہند تھا قتل کرکے اُس حدود پر متصرف ہوئی ہی خضر خان نے زیرک خان اور ملک داؤد کو مع لشکر گران اُنکے سر پر تعین کیا اور جماعت ترکان آب ستلج سے عبور کرکے پہاڑ مین درآئی اور زیرک خان تعاقب کرکے پہاڑ پر پہونچا چونکہ تمام پہاڑ اس ولایت کے ساتھہ پہاڑون نگرکوٹ اور اُس نواحی کے متصل ہین اور قوت مین چند زمیندار غلبہ کرکے اُنپر متصرف ہوئے تھے اور قوت تمام پیدا کی تھی ناچار زیرک خان اور ملک داؤد نے ہر چند اُنکے اخراج مین کوشش کی کچھہ فائدہ نہوا اور سنہ ۸۱۹ھ آٹھسو انیس ہجری مین یہ خبر پہونچی کہ سلطان احمد شاہ گجراتی ناگور کیطرف آنکر اُسکی تسخیر کا ارادہ رکھتا ہی خضر خان ہمت اُسکی دفع پر تعین کرکے اُس طرف روانہ ہوا اور گجراتی اُسکے پہونچنے تک توقف مناسب دیکھکر مالوہ کیطرف راہی ہوا اور خضر خان بھی جہاین پہونچا

ہوا تھا محاصرہ کیا اور اختیار خان جو فیروز آباد میں رہتا تھا سلطان ناصر الدین محمود کا ادبار اس کے چہرہ حال سے
مشاہدہ کرکے خضر خان سے جاملا اور اُسے اُٹھاکر فیروز آباد کیطرف لے گیا اور ولایت میان دو آب کو ضبط کرکے
نہ چاہا کہ ایکدانہ غلہ اور آذوقہ کا دہلی میں پہونچے لیکن جو بادشاہت سلطان ناصر الدین محمود کے چند روز باقی تھے
اس مرتبہ بھی امساک باران ہوکر ایک قحط طرفہ ولایت دوآب کے درمیان ظاہر آیا اور خضر خان محاصرہ سے دستکش
ہوکر فتحپور کیطرف گیا اور سلطان ناصر الدین محمود ماہ رجب میں کیتھل کیطرف سوار ہوکر شکار میں مشغول ہوا
اور مراجعت کیوقت ذیقعدہ کے مہینے میں مرض الموت میں مبتلا ہوکر اسی مہینے میں مرگیا چنانچہ اُس تاریخ سے
دہلی کی بادشاہی ترکون کے سلسلہ سے جو غلام شہاب الدین غوری اور موالی اُسکے غلامونکے تھے منقرض ہوئی مدت
سلطنت ناصر الدین محمود شاہ باوصف اس تمام تزلزل اور انقلاب کے بیس برس اور دو مہینے تھی اور اُسکے
انتقال کے بعد امرا نے دولتخان لودھی سے بیعت کی خطبہ اور سکہ دہلی کا ماہ محرم سنہ ۸۱۶ھ آٹھ سو سولہ ہجری میں اُسکے
نام پڑھا گیا اور ملک ادریس اور مبارز خان خضر خان سے برگشتہ ہوکر اُس سے جاملے اور دولت خان لودھی اُسی
ماہ جلوس میں کٹیہر کیطرف سوار ہوا اور راے نرسنگھ اور تمام زمینداروں نے حاضر ہوکر ملازمت کی اور جب قصبہ پٹیالی
میں پہونچا مہابت خان بدایونی نے آکر دیکھا اور اس عرصہ میں خبر پہونچی کہ ابراہیم شاہ شرقی نے قادر خان بن
محمود خان کو کالپی میں محاصرہ کیا ہے جو قلت فوج کے سبب ابراہیم شاہ شرقی سے تاب مقاومت نہ رکھتا تھا دہلی
میں پلٹ آیا اور خضر خان جو ہمیشہ ایسے کمین گاہ کا جویا تھا عازم تسخیر دہلی ہوا اور ساٹھ ہزار سوار اطراف سے فراہم
کرکے ماہ ذیحجہ سنہ مذکور دہلی میں پہونچا اور دولت خان لودھی کو قلعہ سیری میں قلعہ بند کیا اور چار مہینے کے بعد
حصاری مضطرب ہوئے چنانچہ دولتخان لودھی نے ربیع الاول کی پندرھوین تاریخ سنہ ۸۱۷ھ آٹھ سو سترہ ہجری میں
قلعہ سے برآمد ہوکر خضر خان کی ملازمت کی اور گرفتار ہوکر فیروز آباد میں محبوس ہوا اور پھر قضاے آلہی سے مرگیا
مدت اُسکی سلطنت کی ایک برس اور تین مہینے تھی۔ ذکر ایالت سید خضر خان بن ملک سلیمان کا صاحب
طبقات محمود شاہی اور صاحب تاریخ مبارک شاہی خضر خان کو خاندان حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے منسوب کرکے سید کہتے ہین اور وہ بیٹا ملک سلیمان کا ہے اور ملک سلیمان مُنھ بولا بیٹا ملک مردان دولت کا تھا جو کہ
امراے کبار سلطان فیروز شاہ باربک سے ہے اور ملک مردان دولت جب حکومت ملتان میں فوت ہوا اور حکومت
وہانکی اُسکے پسر صلبی ملک شیخ کو مفوض ہوئی اور وہ بھی اسی عرصہ میں قضاے آلہی سے مرگیا ملک سلیمان جو دعوی
سیادت کا کرتا تھا حاکم ملتان ہوا اور اُسکے بعد خضر خان سلطان فیروز شاہ باربک کے حکم سے ملتان کی حکومت
پر سرفراز ہوا اور جیسا کہ گذرا جب سارنگ خان غالب آیا اور اُسے ملتان کی حکومت سے محروم کیا اور
وہ بعد فتح دہلی صاحبقران کیخدمت میں حاضر ہوا اور حسن اخلاق اور نیک عقیدت کے سبب سے پھر ملتان اور پنجاب
کی حکومت پر سرفراز ہوا اور آنحضرت کے مین عنایات سے آخر کو دہلی کی سلطنت پر فائز ہوا اور خلق اللہ سے حسن سلوک
مبذول کیے اور جو صاحب تاریخ مبارک شاہی نے دلیل قوی اُسکے سیادت پر لکھی ہے نقل اُسکی مصنف نے

تنفر تھے کثرت لشکر کشی سے بہ تنگ آکر بادشاہ کی بلا اجازت اپنے اپنے ملک کیطرف روانہ ہوئے اور سلطان ابراہیم شاہ شرقی نے یہ خبر سنکر آب گنگ سے عبور کیا اور قنوج کو لے کر دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور کوچ بکوچ جا تا تھا یہانتک کہ لب آب جون تک پہونچا اور چاہا کہ اس سے بھی عبور کرے اُس درمیان میں یہ خبر پہنچی کہ خان اعظم ظفر خان گجراتی نے الپ خان والی مندو کو گرفتار کر کے ملکت مالوہ پر قبضہ کیا اور اب جونپور کے تسخیر کی عزیمت رکھتا ہے ابراہیم شاہ شرقی نے اس عزیمت کو فسخ کر کے جونپور کیطرف معاودت کی اور ماہ رجب سنہ ۸۰۹ آٹھ سو نو میں ہجری میں درمیان دولت خان لودھی اور بیرم خان ترک بچہ کے سمانہ سے دو کوس پر جنگ ہوئی بیرم خان ترک بچہ نے شکست پائی اور شہر سرہند میں داخل ہوکر متحصن ہوا اور امان چاہ کر دولت خان لودھی کو دیکھا لیکن اُسی عرصہ میں خضر خان اس حدود پر مستقرف ہوا اور دولت خان لودھی دہلی میں آیا اور ماہ ذالقعدہ سنہ مذکور میں سلطان ناصر الدین محمود ملک میر ضیا کے سر پر جو ابراہیم شاہ شرقی کیطرف سے حاکم قصبہ برن ہوا تھا گیا اور ملک میر ضیا مستعد ہوکر مقابل ہوا اور اول ہی حملہ میں شکست کھا کر قلعہ میں بھاگا اور لشکریان بادشاہ ناصر الدین محمود بھی پیچھے اسکے قلعہ میں داخل ہوئے اور ملک میر ضیا قتل ہوا بادشاہ ناصر الدین محمود سنبھل کے سمت گیا اور تاتار خان نے بلا جنگ سنبھل کو چھوڑا اور قنوج کیطرف گیا سلطان ناصر الدین محمود اسد خان لودھی کو سنبھل میں چھوڑ کر دہلی کیطرف آیا اور سنہ ۸۱۱ آٹھ سو گیارہ ہجری میں بادشاہ ناصر الدین محمود قوام خان کے سر پر جو خضر خان کیطرف سے حاکم حصار فیروزہ تھا گیا اور وہ قلعہ فیروزہ میں حصاری ہوا چند روز کے بعد اسنے اپنے فرزند کو مع پیشکش بسیار بادشاہ کی خدمت میں بھیجکر عذر کیا پھر سلطان مراجعت کر کے دہلی کیطرف گیا اور خضر خان یہ خبر سنکر فتح آباد کی سمت آیا اور پرگنہ فتح آباد کو جو محمود شاہ سے پیوستہ تھے ایذا دیکر ملک تحفہ کو تعین کیا کہ دوآب پر جو سلطان کے تصرف میں تھا تاخت لائے اور خود سنہ مذکور میں رہتک کے راستہ سے دہلی میں آیا بادشاہ ناصر الدین محمود جو عقل اور شجاعت سے چنداں بہرہ نہ رکھتا تھا فیروز آباد میں حصاری ہوا اور خضر خان نے چند روز اُسکے محاصرہ میں قیام کیا پھر غلہ اور علف کی نایابی سے بغیر مفتوح ہوئے قلعہ کے فتحپور کیطرف گیا اور سنہ ۸۱۲ آٹھ سو بارہ ہجری میں بیرم خان ترک بچہ خضر خان ساتھ مخالفت کر کے دولت خان کے پاس ہو رہا اور اب دریا ہے جون کے کنارے مقیم تھا گیا اور اپنے اہل وعیال کو پہاڑ پر بھیجا اور خضر خان نے تعاقب کیا جب دریاے جون کے ساحل پر پہونچا بیرم خان پشیمان ہوکر اور روے عجز پھر خدمت میں خضر خان کے آیا اور اُنہیں گنوں پر کہ اُسکی جاگیر میں تھے پھر مقرر ہوا اور سنہ ۸۱۳ آٹھ سو تیرہ ہجری میں خضر خان ملک ادریس پر جو محمود شاہ کی طرف سے رہتک کا حاکم تھا گیا ملک ادریس نے قلعہ رہتک میں متحصن ہوکر چھ مہینے جنگ قائم رکھی آخر عاجز ہوکر اپنے بیٹے کو بھیجکر مبالغ پیشکش کر کے بیعت کی اور خضر خان سمانہ کے راستہ سے فتحپور گیا پھر سنہ ۸۱۴ آٹھ سو چودہ ہجری میں خضر خان رہتک کیطرف کہ منجملہ ولایات بادشاہ ناصر الدین محمود سے تھا روانہ ہوا ملک ادریس اور مبارز خان نے مل کر کے ملازمت کی انھیں نظر عنایات اور التفات گرامی سے سرفراز کر کے قصبہ نارنول کو جو اقلیم خان اور تصرف میں تھا غارت فرما کر دہلی میں آیا اور سیری کے قلعہ کو جسمیں سلطان ناصر الدین محمود قلعہ بند

سے منصوب تھا شہر بدر کیا اور شاہ ابراہیم نے جونپور کیطرف اور ملو اقبال خان نے دہلی کے سمت بازگشت کی اور در سنہ ۸۰۵
آٹھ سو پانچ ہجری مین ملو اقبال خان بجانب قلعہ گوالیار گیا جو صاحبقران کے فترات مین راجہ نرسنگھ کے تصرف مین آیا تھا
اور بعد فوت اُس کے اور اُسکے بیٹے کے برم دیو راجپوت کیطرف منتقل ہوا تھا لشکر کھینچا جو کہ وہ قلعہ نہایت استحکام
مین تھا اس کی نواح مین تاخت کر کے مراجعت کی اور چند عرصہ بعد پھر اس قلعہ پر لشکر لے گیا اور برم دیو قلعہ سے
برآمد ہو کر جنگ مین مشغول ہوا اور اول حملہ مین شکست کھا کر قلعہ مین داخل ہوا اور ملو اقبال خان بدستور سابق
تاخت کر کے دہلی کیطرف روانہ ہوا اور در سنہ آٹھ سو سات ہجری مین دوبارہ اٹاوہ کیطرف لشکر کھینچا اور رائے سمیر
اور گوالیار اور رائے بھالا وغیرہ جو اٹاوہ مین جمع ہوئے تھے انسے چار مہینے تک محاربہ کیا اور بعد اسکے پیشکش
لی اور کمال بیمروتی و بے انصافی سے قنوج کیطرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمود شاہ حصاری ہوا اور ملو اقبال خان
قلعہ کا محاصرہ کر کے ایک مدت ناصر الدین محمود شاہ سے لڑا کیا لیکن قلعہ کے استحکام سے اسکی تدبیر پیش رفت نہ گئی اور ماہ محرم
سنہ آٹھ سو آٹھ ہجری مین کوچ کر کے سمانہ کیطرف راہی ہوا اور بہرام خان ترک بچہ جو فیروز شاہی خانہ زادون مین تھا اور
سارنگ خان کے ساتھ مخالفت اختیار کی تھی اسوقت ملو اقبال خان کے خوف سے اپنا مقام کہ سمانہ سے تھا ہی چھوڑکر کوہ دہور
کیطرف راہی ہوا اور ملو اقبال خان نے تعاقب کیا اور اُس پہاڑ کے درے کے قریب پہونچکر فروکش ہوا آخر حضرت علیم الدین
نبیرہ سید جلال الدین بخاری نے درمیان مین آنکر صلح کروائی اور ملو اقبال خان بہرام خان ترک بچہ کو ہمراہ لیکر ملتان
کیطرف روانہ ہوا تو خضر خان کو دفع کر کے خطبہ اور سکہ دہلی کا اپنے نام جاری کرے جس وقت تلونڈی مین پہونچا رائے داؤد
کمال میستی اور رائے ہیو فرزند رائے رتی کو دستیاب کر کے مقید کیا اور عہد شکنی سے بہرام خان ترک بچہ کا پوست
کھچوایا اور جب اجودھن کے قریب فروکش ہوا خضر خان نے لشکر پنجاب اور دیپالپور اور ملتان کو جمع کر کے
استقبال کیا جمادی الاول کی اُنیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جنگ واقع ہوئی اور ملو اقبال خان کو شکست دی اور جو
شامت نقض عہود کی اُسکے شامل حال ہوئی تھی گھوڑا اُسکا زخمی ہو کر معرکہ سے باہر نہ آسکا اسلام خان لودھی
کے سپاہی اُس کا سر کاٹ کر خضر خان کے پاس لائے اور خضر خان نے وہ سر فتح پور کی طرف کہ اُسکا مسکن تھا
بھیجکر اُسکے دروازہ پر آویزان کیا بیت ؎ بنقض عہد دلیری مکن کہ چرخ فلک ٭ نتیجہ عملت زود در کنار نہد ٭ دولتخان
لودھی اور اختیار خان نے کہ دہلی مین تھے یہ خبر سنکر سلطان ناصر الدین محمود کو قنوج سے طلب کیا سلطان جمادی الاول سنہ مذکور
مین تھوڑے آدمیون سے دہلی مین آنکر تخت پر جلوہ گر ہوا اور چونکہ پادشاہی اور اقبال نے فیروز شاہ باربک کے خاندان سے منھ
موڑا تھا ناصر الدین محمود شاہ نے مہمات پنجاب اور ملتان اور پایہ تخت کو مستحصن نہ کر کے دولت خان لودھی کو
مع لشکر گران بیرم خان کے سر پر کہ وہ بھی ترک بچہ اور خانہ زاد فیروز شاہ باربک کا تھا اور بعد قتل ہونے
بہرام خان ترک بچہ کے سمانہ کو تصرف مین رکھتا تھا بھیجکر خود قنوج کی طرف گیا شاہ ابراہیم نے مقابل مین
آنکر چند روز معرکہ قتال و جدال کو گرم کیا آخر کو بادشاہ ناصر الدین محمود نے جب جانا کہ یہان کچھ
تدبیر پیش رفت نہ جاوے گی دہلی کی طرف معاودت فرمائی اور آدمی کہ بادشاہ کی اوضاع سے

اور نصرت شاہ تاب اُسکی مقاومت کی نہ لاکر میوات کیطرف بھاگا اور ملو قبال خان از سر نو دہلی خراب کا حاکم ہوا اور قلعہ سیری مین استقامت کی اور ایک جماعت مردمان دہلی سے کہ شمشیر جانستان عساکر صاحبقران کے خوف سے اطراف وجوانب مین بھاگ گئی تھی وطن کیطرف مراجعت کی اور حصار سیری کچھ آباد ہوا اور دہلی کہنہ اُسیوقت سے اس زمانے تک ویسی خراب اور ویران رہی اور نئی دہلی آبادان تر ہوئی اور ولایت میان دوآب ملواقبال خان کے تصرف مین آئی اور ممالک ودورست کو ہر شخص کہ جہان تھا اپنے قبضہ مین لایا جیسا کہ گجرات کو خان اعظم خان اور مالوہ کو دلاور خان اور قنوج اودھ اور کڑہ اور جونپور کو سلطان الشرق خواجہ جہان اور لاہور اور دیبال پور اور ملتان کو حکم صاحبقران سے خضر خان نے اور سمانہ کو غالب خان اور بیانہ کو شمس خان اوحدی نے اور کالپی اور مہوبہ کو محمد خان بن مالکزادہ فیروز نے اپنے زیر حکم کیا اور باہم ایک دوسرے پر تمادنہ کرکے اپنی جگہ پر دم استقلال مارتے تھے چنانچہ اکثر بادشاہ ازل اور ابد کے حکم سے دولت . اور سلطنت کو پہونچے شرح اسکی عنقریب رقمزدہ کلک تحقیق ہوگی اور جمادی الاولی کے مہینے سنہ آٹھ سو تین ہجری مین ملوقبال خان نے دارالخلافت دہلی سے بیانہ کیطرف لشکر کھینچا اور شمس خان سے جنگ کی اور غالب آیا دو ہاتھی اور سامان اُسکی شوکت کا قبضہ مین لاکر وہان سے کھیتر کیطرف گیا اور نرسنگھ سے پیشکش بہت لیکر دہلی کے سمت بازگشت کی اور سنا کہ سلطان الشرق خواجہ جہان جونپور مین فوت ہوا اور اُسکا منھ بولا بیٹا ملک اہل اپنا نام سلطان مبارک شاہ رکھکر اُس تمام مملکت پر متصرف ہوا پھر ملواقبال خان نے جمادی الاولی کے مہینے سنہ مذکور مین مبارک شاہ پر فوج کشی کی اور شمس خان حاکم بیانہ اور مبارک خان اور بہادر ناہر نے بھی اُسکی ہمراہی کی اور جب قصبہ بتیالی مین جو نہر گنگ کے کنارے واقع ہے پہونچا رائے سمیرا اور اسطرف کے تمام زمیندار اُسکے مقابلہ کو آئے اور حرب شدید کے بعد ہزیمت پائی اور ملو قبال خان نے قنوج مین جاکر چاہا کہ جونپور اور لکھنؤ مین در آوے لیکن اسطرف سے مبارک شاہ مع لشکر جنگ پر مستعد ہوا چونکہ درمیان دونون لشکر کے آب گنگ حائل تھا کسیکو مجال عبور نہوئی اور دو مہینے تک مقابل ایک دوسرے کے بیٹھے رہے آخر خیمے اکھاڑ کر ہر ایک اپنی ولایت کیطرف راہی ہوئے اور ملو قبال خان نے درمیان راہ کے شمس خان اور مبارک خان کو بدگمانی کے سبب سے قتل کیا اور سنہ آٹھ سو چار ہجری مین سلطان ناصر الدین محمود شاہ کہ ظفر خان کی بدسلوکی سے رنجیدہ ہوکر مالوہ کیطرف گیا تھا اُسوقت حسب التماس ملو قبال خان کے دہلی مین آیا اور بادشاہی سے روٹی کپڑے پر قناعت کرکے امور بادشاہی مین ملو اقبال خان کے خوف سے دخل نہ کیا اور جو اس سال مبارک شاہ نے جونپور مین وفات پائی ملو قبال خان ناصر الدین محمود شاہ کو ہمراہ لیکر پھر قنوج کی طرف لشکر کش ہوا شاہ ابراہیم یعنی برادر مبارک شاہ نے جونپور کے تخت پر اجلاس کیا تھا مع لشکر شرق ساتھ کمال شوکت وابہت کے استقبال کیا اور نہ چاہا کہ کچھ صدمہ سپاہ دہلی سے میری مملکت کو پہونچے اور ناصر الدین محمود شاہ اس خیال خام کہ جو شاہ ابراہیم خانہ زاد ہے مجھے بادشاہ بناکر خود میرے خدمتگاروں کے سلک مین منتظم ہوگا ایک شب کو شکار کے بہانہ سوار ہو کر شاہ ابراہیم کے پاس گیا اور شاہ ابراہیم نے جب معلوم کیا کہ سبب آنے کا کیا ہے عدم اصالت سے لوازم ضیافت بھی بجا نہ لایا اور ناصر الدین محمود شاہ جیسا کہ آیا تھا اسی طرح پلٹ گیا اور قنوج کی طرف جاکر اُس بلدہ پر متصرف ہوا اور وہانکے حاکم کو جو ابراہیم شاہ کی طرف

قلعہ کیطرف پہونچگئی اور الیاس خان اوغانی اور فرزند مولانا احمد تھانیسری اور ملک صفی کبیر جو کہ قلعہ مین تھے جنگ مین مصروف ہوے لیکن تھوڑے سے بہادران مغل نے سیڑھیان لگائین اور بعضے کمندین ڈالکر قلعہ پر چڑھ گئے اور قبل سرنگون کے پہونچنے سے قلعہ کو مفتوح کر کے امراے مذکور کو تہ تیغ کیا اور ایک متنفس کو زندہ نچھوڑا اور جب سرنگین تیار ہوئین تو ان مین آگ دیکر برج و دیوارہاے قلعہ اُڑا کر قلعہ بھٹنیر کے مانند اُسے بھی خاک سیاہ کیا اور جب ایسی فتح اس آسانی سے لشکر منصورہ کو میسر ہوئی صاحبقران کوہ سوالک کے دامن مین پہونچے اور ان ممالک کو بالکل تاخت و تاراج کر کے تہ و بالا کر دیا اور آب گنگ سے عبور کر کے اس مقام مین کہ جہان اسکا سرچشمہ ہر اور سلطان محمود غزنوی بھی وہان پہونچا تھا گیا اور کفار سے جہاد کر کے اُن کے زن و فرزند نکو اسیر کیا اور غنیمت بہت سپاہ کے ہاتھ آئی پھر معاودت کا عازم ہوا طی مسافت کے درمیان مین تن تام ایک زمیندار کو مغلوب کر کے سارد سلیب اسکا غارت کیا اور نواح جمو کے درہ و تنگ چند قلعہ اور فتح کیے اور جب جمو مین پہونچا وہانکا راجہ حرب پر آمادہ ہو کر مقابل آیا اُسے بھی بضرب شمشیر آبدار مجروح کر کے گرفتار کیا اور امیر صاحبقران کی نصیحت سے اُسنے مسلمان ہو کر گاے کا گوشت کھایا اور کہتے ہین شیخا کھکر نے اپنے چھوٹے بھائی حسرت کھکر کو کہ صاحبقران کے مقابلہ سے بھاگ کر اُس سے جا ملا تھا بندگان آنحضرت کے ساتھ مخالفت پر اسے سرزنش اور ملامت بہت کی اور سارنگ خان کے برعکس اپنی خواہش سے بلا توقف امیر صاحبقران کی ملازمت مین حاضر ہوا اور مجلس ہمایون مین راہ پائی اور نظر التفات اُسکے بارہ مین ساتھ اس حد کے پہونچی کہ جب لشکر منصور کسی انبوہ و جماعت کثیر پر پہونچے اور وہ لوگ اپنے آپ کو شیخا کھکر سے منسوب کرتے تو کسی شخص کو افراد عساکر منصور سے یہ مجال نہ تھی کہ متعرض ہو جب شیخا کھکر رخصت حاصل کر کے اپنے مقام مین گیا فرصت پا کر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا اور بے سبب جادۂ اطاعت اور اخلاص سے قدم باہر رکھا اور ہندو شاہ خازن سے جو راقم کتاب کے اجداد سے تھا اور مولانا عبد اللہ صدر سے جب یہ دونون ماوراءالنہر سے آتے تھے اُسنے سلوک غیر مرضی کیا اور اُسوقت امیر صاحبقران نواحی پنجاب مین پہونچے جب بھی سر اطاعت سے پھیر کر ملازمت مین حاضر نہوا اسواسطے شاہزادون اور امیرون نے قلعہ لاہور کو مسخر کر کے شیخا کھکر کو گرفتار کیا صاحبقران نے اُسکی گردن ماری اور لاہور اور دیپالپور اور ملتان کی حکومت خضر خان کے تفویض فرمائی اور خود راہ کابل سے عزیمت سمرقند کر کے بہ تعجیل روان ہوا اور دہلی اور میرٹھ دو مہینے تک خراب رہے قحط اور وبا بھی اس اطراف مین ظاہر ہوئی اور نصرت شاہ کہ ملو اقبال خان کے خوف سے دوآب کے درمیان تھا مع اپنے لشکر کے میرٹھ کیطرف گیا اور عادل خان مع اپنی جمیعت اور چار فیل کے اُس سے جا ملا اور نصرت خان جو کہ اُس سے مطمئن نہ تھا مقید کر کے اُسکے اسباب پر متصرف ہوا اور دو ہزار سوار سے فیروزآباد کیطرف آکر دہلی خراب کو اپنے قبضہ مین لایا اور شہاب خان اپنا لشکر اور دس ہاتھی لیکر اور ملک الماس مع اپنے آدمیونکے میوات سے اُسکے پاس آئے اور نصرت شاہ نے شہاب خان کو ملو اقبال خان کے قلع اور قمع کیواسطے برن کی طرف بھیجا اور اثناے راہ مین چند زمیندار ملو اقبال خان کے اغواء سے اُسپر شبخون لائے اور تیغ بیدریغ سے اُسے قتل کیا اور ملو اقبال خان تاخت کر کے شہاب خان مقتول کا مال اسباب لوٹکر دو بارہ قوی ہوا اور دہلی کی طرف لشکر کشی کی

جماعت اہل قلم سے دروازہ پر بیٹھی ہوئی توجیہ مال امانی کرتی تھی اور چند نفر امرا سے تفحص باغیان کے لیے شہر پناہ کے اندر پھرتے تھے اس سبب سے شور و غوغا برپا ہوا اور سپاہی جو کہ غلہ اور دوسرے مایحتاج کیواسطے شہر مین آے تھے سب نے ہاتھ غارت کا دراز کیا اور ہر چند کہ امرا منع کرتے تھے مفید نہوا اور جو صاحبقران عیش بجز وزہ مین مشغول تھا کسی کو یہ قدرت نہوئی کہ اس معنی کو معروض کرتا اور ہنود فوج فوج اپنے زن و فرزند کو جلا کر جنگ پر امادہ ہوے اور امرا نے ہقدر کیا کہ دروازے بند کیے تا کہ دوسری فوجین شہر پناہ مین قدم نرکھین لیکن ہقدر سپاہی شہر مین تھے کہ احتیاج مردم بیرون کی نہوئی اور صبح تک شہر کو تاراج کیا جب صبح ہوئی مردم بیرونی بھی ضبط اپنا نہ کر کے تمام شہر مین درآئے اور غارت عام ہوئی اہل لشکر کے ہر ایک شخص نے سو نفر سے زیادہ ہنود کو اسیر کیا تھا اور مال و اسباب کا حساب نہ تھا اور شرح انواع غنیمت سونا اور چاندی اور جواہر بالتخصیص الماس اور یاقوت اور مروارید چونکہ قیاس سے باہر تھی قلم انداز ہوئی اور ایک جماعت کثیر اور جم غفیر ہنود سے مسجد جامع مین جمع ہوکر جنگ کرتی تھی امیر شاہ ملک نے ایک جماعت بہادران سے وہان جا کر اُس مسجد کو اُس جماعت کے خبث وجود سے پاک کیا اور بعد وقوع اس قضایا کے جب صاحبقران مطلع ہوا عنان اختیار دست اقتدار سے جا چکی تھی اور تاریخ نظام الدین احمد وغیرہ مین مسطور ہی کہ ایک جماعت مال امانی تحصیل کرتی تھی مردم شہر انکی شاق طلبی اور سخت گیری سے سرکشی و انکار کرنے لگے اور چند نفر محصلون یعنی سزاولونکو قتل کیا اس سبب سے آتش غضب آنحضرت کی افروختہ ہوئی سادات اور علما اور مشائخ کے سوا حکم غارت اور اسیری کا نافذ فرمایا اُسوقت تک یہ امر کسی بادشاہان مغل کو میسر نہ ہوا تھا اور صاحبقران ایک سو بیس ہاتھی اور بارہ کرگدن یعنی گینڈہ اور دوسرے جانوران شکاری وغیرہ جو سلطان فیروز شاہ باربک سے دہلی مین تھے اُنپر متصرف ہوکر شہر مین داخل ہوا اور جو مسجد جامع دہلی کو سلطان محمد تغلق نے سنگ سے تراش کر تیار کروائی تھی مشاہدہ فرمایا اسکے دلمین گذرا کہ سمرقند مین اسکے مانند تیار کرے چنانچہ دہلی کے سنگتراشونکو سمرقند کیطرف لیجا کر ویسی مسجد تعمیر کروائی اور اُسکے بعد پندرہ روز تک دہلی مین وقف کیا پھر عازم مراجعت ہوا اور کوچ کیوقت ایک جماعت کو تعین فرمایا کہ سادات اور مشائخ اور علما کو مسجد جامع مین محافظت کرین اور خود ساتھ سعادت کے روان ہوکر فیروز آباد کیطرف آیا وہان بہادر نے دو طوطے سفید جنکو کاکاتوا کہتے ہین برسم تحفہ میوات سے بھیجکر اظہار اخلاص کیا اور سید شمس الدین ترمذی صاحبقران کیطرف سے جا کر بہادر ناہر کو ملازمت مین لایا اور خضر خان نے جو میوات کے پہاڑ مین پوشیدہ تھا درگاہ مین آ کر نوازش پائی اور وہ حضرت وہانسے راہی ہوکر جب پانی پت مین پہونچے امیر شاہ ملک اور ایک جماعت اور امرا کو قلعہ میرٹھ کی تسخیر کیواسطے جو مہمات قلاع ہند سے تھا بھیجا اُنھون نے وہان جا کر خبر بھیجی کہ اُس قلعہ کے رہنے والے جنگ پر آمادہ ہوکر کہتے ہین کہ ترمشین خان نے بھی اس قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا تھا لیکن فتح میسر نہ ہوئی امیر صاحبقران یہ کلام سنکر غضبناک ہوئے اور خود بہ نفس نفیس تاختت کی اور قلعہ کے نیچے گئے اور اُسی لحظہ بعضے جنگ مین اور بعضے سرنگ کھودتے مین مشغول ہوئے جیساکہ دوسرے دن ہر ایک طرف سے دس گز اور پندرہ گز نقب

پلٹ کر اپنے لشکر مین گیا اور قراول اُسکے تین سو آدمی جو اُسطرف تھے جنگ کیواسطے کھڑے ہوے اور سونجک بہادر اور الہداد نے بھی حسب الحکم اُنکے کمک کیلیے ساتھ دو قشونکے آب سے عبور کیا اور بہیئت اجتماعی تیراندازی مین مشغول ہوے اور ملوخان صلاح معاودت مین جانکر پلٹ آئے اور بہادرون نے تعاقب کر کے ایک جماعت کہ پیچھے رہی تھی اُنکے خون سے زمین رنگین کی اور وہ ہاتھی کہ مردمان دہلی کا پشت پناہ تھا اُسوقت دوا دوش کے صدمہ سے گر کر سقط ہوا اور امیر صاحبقران اس امر کو شگون نیک سمجھے دوسرے دن غزنی لونی سے کوچ کر کے شرقی لونی کے سمت جو دہلی کے مقابل ہے نزول اجلال و حلول اقبال فرمایا اور اس یورش مین جمیع شہزادے اور تمام سردار پایہ سریر اعلی کے قریب فراہم ہوے اور امیر جہان شاہ اور دوسرے امرانے عرض اقدس مین پہونچایا کہ لب آب سندھ سے یہانتک ایک لاکھ آدمی سے زیادہ عساکر منصورہ کے پنجہ قہر مین گرفتار ہوے ہین اور جس دن بادشاہ ناصر الدین محمود اور ملوقبال خان شہر سے برآمد ہوے تھے یہ بشاشت اور خوشحالی کرتے تھے مبادا بروز جنگ اتفاق کر کے ساتھ لشکر دہلی کے ملحق ہووین جواکثر کافر تھے حکم ہوا کہ جو ہندی پندرہ برس کا ہو اُسے زندہ نگاہ نہ رکھین اور جو کوئی اس حکم کی تعمیل مین تغافل کرے اُسکی بھی گردن مارین اور مال اُسکا اُس شخص کو ملے جو اُسکی عدول حکمی اور تقصیر کی خبر گذارش کرے اس صورت مین اُس دن امیر صاحبقران کے حکم سے لاکھ آدمی قتل ہوئے اور یہ بھی حکم نافذ ہوا کہ جنگ کے دن دس نفر سے ایک نفر اردو مین رہے اور ہنود کے زن و فرزند صغیر سن کی محافظت کرین القصہ افواج تیموری ماہ جمادی الاول کی پانچوین تاریخ کو آب جون سے عبور کر کے صحراے فیروزآباد مین فروکش ہوئی اور خندق عمیق اپنے روبرو کھدوا کر گاے اور بھینسونکی گردن اور پاؤن مین چرم خام باندھکر اُس خندق مین چھوڑا اور جو کید ار اسکے پیچھے شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوے اور ماہ مذکور کی ساتوین تاریخ کو باوجودیکہ منجم رضا سواری کی نہ دیتے تھے صاحبقران نے بسعادت و قبال سوار ہوکر برانغار و جرانغار و قول کو آراستہ کیا اور سلطان ناصر الدین محمود اور ملوقبال خان اس امر سے واقف ہوئے اور لشکر دہلی اور ایکسو تیس ہاتھی مجموع کو مسلح اور مکمل کر کے صاحبقران کیطرف متوجہ ہوے بہادران چغتائی ہاتھیون پر حملہ آور ہوے اور طرفۃ العین مین زخم تیر سے فیل اور فیلبانونکو نگونسار کیا اور ہندوستانیون نے آنکو مرد میدان اُن غازیون کا نپا کر راہ گریز پائی اور سلطان ناصر الدین محمود اور ملواقبال خان نے کچھ لوگون سے بہزار مشقت اپنے تئین شہر کیطرف روگردان کیا اور صاحبقران نے دروازہ تک تگاپیشی کر کے مظفر اور منصور ہوکر حوض خاص کے کنارہ نزول فرمایا سلطان ناصر الدین اور ملواقبال خان نے کہ تھوڑے آدمیونسے آپ کو شہر مین پہونچایا تھا اُس شب کو برآمد ہوکر سلطان ناصر الدین گجرات کی طرف روانہ ہوا اور ملواقبال خان بران کی طرف بھاگا امیر صاحبقران نے مطلع ہوکر ایک جماعت کو تعاقب مین بھیجا اور انھون نے کہ لنبلور راہ سریع السیر کے جاکر بہتونکو ہلاک کیا اور بیٹے ملواقبال خان کے کہ ایک سیف الدین نام رکھتا تھا اور دوسرا خداداد یہ دونون گرفتار ہوئے اور صاحبقران میدان عیدگاہ مین وارد ہوا سادات اور قضات اور اکابر اور اشراف دہلی ساتھ عزت بساط بوس کے فائز ہوے اور طلب امان کی عرض اُن کی درجہ قبول مین پہونچی جمعہ کے دن مسجد جامع دہلی مین خطبہ بنام مبارک آنحضرت کے پڑھا اور سولھوین ماہ مذکور کو ایک

امان چاہی اور رائے خلجی کا بیٹا قلعہ سے برآمد ہوکر پیشکش گران لایا اور دوسرے دن رائے خلجی بھی ساتھ اتفاق شیخ سعدالدین پوتے شیخ شکر گنج رح کے جو اجودہن سے بھاگ کر وہان آیا تھا برآمد ہوکر پابوس سے مشرف ہوا اور انواع جانوران شکاری اور تین سو گھوڑے عراقی اور اقسام اقمشہ ہند پیشکش گذرانا اور خلعت فاخرہ اور گران مایہ سے سربلند ہوا اور امیر سلیمان شہ اور امیر الہ داد واسطے ضبط دروازہ کے متعین ہوے کہ مردم اطراف کو جو کہ اُس قلعہ مین درآئے تھے نکالین اور جتنے مسافر کابلی کو جو میرزا پیر محمد جہانگیر کے آدمیون نے تھا قتل کیا ہو سزا کو پہونچادین اور باقیون نے مال امان لیکر رہا کرین چنانچہ جن مردم دیپالپور نے مسافر کابلی کو مع ہزار آدمی کے قتل کیا تھا حسب الحکم اُنمین سے پانسو آدمی اپنی سزائے اعمال کو پہونچے اور مسافر کابلی نام ایک شخص تھا الغرض اس سبب سے برادر رائے خلجی نے ابتدا فضولی کرکے ساتھ جنگ کی مبادرت کی اور صاحبقران نے رائے خلجی کو مقید کرکے سکنائے شہر سے جنگ کی پھر ایک جماعت درمیان آنکر امان طلب ہوئی اور امان پائی امیر شیخ نورالدین اور امیر الہ داد تحصیل زر امانی کیواسطے شہر مین داخل ہوے اور مردمان شہر مسلمان اور کافر نے سخت طلبی زر امانی کے سبب سے اپنے تمام دیہات مین آگ افروختہ کی اور اپنے زن و فرزند کو ذبح کرکے جنگ مین مبادرت کی اور لشکر منصور سے بہتونکو ہلاک کرکے آپ بھی قتل ہوے اور امیر صاحبقران نے اُس شہر کو خاک کیا اور سرستی مین آیا اور باشندگان سرستی کو جو بھاگ گئے تھے تعاقب کرکے سبکو قتل کیا اور تمام اثاثہ اُنکا لوٹ لیا پھر فتح آباد مین آیا چنانچہ وہانکے آدمیونکے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوا اور قلعہ رجب اور راہرنی اور توہنہ نے بھی حکم فتح آباد کا حاصل کیا اور اغراق کو سمانہ کیطرف روانہ کرکے خود بنفس نفیس اطراف کے جنگلون کی طرف متوجہ ہوا اور قوم جٹان سے جو شخص کہ راہزنی کرتا تھا تیغ بیدریغ سے اُسے زندہ نہ چھوڑا اور ایک جماعت سادات جو ایک موضع مین سکونت رکھتی تھی اُسپر رعایت فرمائی اور جب قریہ کیتھل مین کہ سمانہ سے پانچ کوس پرہے پہونچا تمام شاہزادہ اور امرا جو اطراف مین غارت کرنے گئے تھے راہ ہاے مختلف سے متوجہ ہوکر اُس موضع مین جمع ہوئے اور حکم ہوا کہ من بعد لشکر منصور تورہ و قاعدہ سے روان ہووے جب اُسکے بعد پانی پت مین آیا یہ ارشاد کیا کہ یہانسے ہماری فوجین زرہ پوش ہوکر چلین اور فراوانی علف کے سبب سے آب جون سے عبور کرکے دوآب کے درمیان مین آیا اور قلعہ لونی کو بجنگ لیکر ہندؤنکو قتل کیا اور یہ قلعہ لونی درمیان آب ہندن اور جون کے واقع ہوا ہے ہندن ایک آب عمیق ہے جس کو سلطان فیروز شاہ باربک مرحوم نے آب کالپی سے جدا کیا تھا اور اس مقام مین ساتھ آب جون کے اتصال دیا تھا اور اکثر باشندے وہانکے مجوس تھے القصہ اس فتح کے بعد ساحل آب جمنا کے کنارے عمارت جہان نما کے مقابلہ مین بخیر و سعادت نزول فرمایا اور گذر ہاے آب کی بنفس نفیس احتیاط فرمائی اور امیر سلیمان شہ اور امیر جہان شاہ کو تاخت و تاراج خوبی کیواسطے بھیجا اور خود سات سو سوار مکمل اور جرار لیکر شہر جون سے عبور کرکے جہان نما کی عمارات کے سیر مین مشغول ہوا اور گذرگاہ اور جاے جنگ کو ملاحظہ فرمایا کہ اس درمیان مین ناصرالدین محمود شاہ اور اقبال خان جب تھوڑے آدمی پانی کے اسطرف دیکھے پانچہزار سوار اور پیادے اور ستائیس ہاتھی لیکر شہر سے برآمد ہوئے اور امیر صاحبقران کے قراولون نے محمد یوسف کو کہ امراے معتبر دہلی سے تھا اور وہ بھی قراولی کیواسطے سنمکھ ہوا تھا گرفتار کر لاے اور حکم کے موافق اُسکی گردن ماری پھر صاحبقران

مین اسقدر غلہ تھا کہ جسقدر لشکر نے چاہا اُٹھایا اور باقی صاحبقران کے حکم سے جلایا اور تیسرے دن وہانسے کوچ کرکے آب بیاہ سے عبور کیا اور ولایت آبادا ور پُرعلف اور آذوقہ مین داخل ہوئے اور احوال میرزا پیر محمد جہانگیر کا ملتان کے لینے کے بعد یہ ہے کہ جب موسم برسات مین بارش کے سبب سے اکثر گھوڑے فوج کے سقط ہوئے شہزادہ ناچار ہوکر شہر مین داخل ہوا اور آپکو قلعہ کی پناہ مین کھینچا اور اطراف وجوانب کے باشندے شہزادہ کی سپاہ کی پریشانی پر مطلع ہوئے راتونکو شہر کے کنارے آتے تھے اور جو کچھ پاتے تھے لیجاتے تھے اور شہزادہ متالم اور متفکر تھا کسواسطے کہ لشکر کو وہانسے پیادہ نکالنا دشوار تھا ناگاہ صاحبقران گیتی ستان بسعادت و اقبال آب بیاہ کے ساحل پر وارد ہوئے شہزادہ ساتھ اپنے لشکر کے بعضے اُنمین سے گاؤسوار اور بعضے پیادے تھے اُردو کیطرف متوجہ ہوا اور جمعہ کے دن صفر کی چودھوین تاریخ کو آنحضرت کی سعادت ملازمت سے مشرف ہوا اور نفایس ہندوستان سے جو کچھ اُسکے ہاتھ آئے تھے نظر ہمایونمین گذرانے صاحبقران نے سب کو امرا پر تقسیم فرمایا اُسکے بعد صاحبقران نے تین ہزار گھوڑے ایکدن شہزادہ کے ہمراہیونکو مرحمت فرمائے اور چونکہ شہزادہ نے حاکم بھٹنیر کی شکایت کی تھی صاحبقران نے اُسکا دفع اہم جانکر دس ہزار آدمی انتخابی ہمراہ لیکر قصبہ اجودہن کیطرف یلغار فرمایا اور اجودہن کے آدمی تین گروہ ہوئے ایک جماعت حصار بھٹنیر مین پناہ لیگئی اور بعضون نے جلاء وطن کیا اور بعضون نے توکل کرکے قصبۂ اجودہن مین استقامت کی کسی طرف نہ گئے اور امیر تیمور صاحبقران نے اجودہن مین پہونچکر شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ کی زیارت حاصل کی اور وہان کے باشندون کو امان دیکر بعزم بھٹنیر روانہ ہوا اور آب اجودہن سے عبور کرکے خالص کول مین فروکش ہوا اور وہان سے بھٹنیر پچاس کوس کی مسافت رکھتا تھا یلغار کرکے ایک دن مین وہ راہ درانوردی کی اور چونکہ وہ قلعہ قلاع مشہورہ ہند سے تھا اور راہ سے دور واقع ہوا تھا اور کبھی لشکر بیگانہ وہان نہ پہونچا تھا اس سبب سے آدمی اجودہن اور دیپالپور اور اطراف واکناف کے اُس مقام مین پناہ لے گئے جسقدر کہ گنجایش رکھتا تھا قلعہ مین در آئے اور باقی خندق کے کنارے مقیم تھے پھر صاحبقران نے تاخت فرماکر وہ مسافت تمام ایک منزل مین قطع کی اول روز جو لوگ کہ قلعہ کے باہر تھے سب کو قتل کیا اور اموال اُنکا اولیائے دولت قاہرہ کے تصرف مین آیا اور رائے خلجی جو وہان کا حاکم صنادید کفار ہند سے تھا اور قواعد سرداری اور قلعہ داری مین اُس سے بہتر کوئی ہندوستان مین نہ تھا اور بہادر اپنا نام رکھا تھا کسواسطے کہ بہادر زبان ہندی مین رائے کو کہتے ہین قلعہ سے برآمد ہوکر شہر کے کنارے صف آرا ہوا اور سپاہ چغتائی اُسپر حملہ آور ہوئی اور اُسے شہر مین پسپا کیا اور صاحبقران نے خود سوار ہوکر شہر کے کنارے طرح جنگ کی ڈالی اور حرب صعب کے بعد فائق اور غالب آنکر مغرب کے وقت شہر کو لیا اور خلق انبوہ تہ تیغ ہوئی اور غنیمت بہت دستیاب کرکے قلعہ کیطرف متوجہ ہوا اور نقب کھودنی شروع کی رائے خلجی نے مضطرب ہوکر استغاثہ بلند کرکے عجز اظہار کیا اور ایک سید کو شفاعت کیواسطے بھیجکر ایکدن کی مہلت چاہی کہ دوسرے دن برآمد ہون گا صاحبقران نے التماس اُسکی قبول کرکے سراپردہ مین مراجعت فرمائی اور وہ دوسرے دن وعدہ خلاف ہوا لوگون نے حکم کے موافق اطراف وجوانب سے نقب کھودنی آغاز کی دوسری مرتبہ قلعہ بندون نے برج پر چڑھکر تضرع وزاری کرکے

امور سلطنت مین مشغول ہوا اور اس درمیانمین خبر پہونچی کہ امیر تیمور صاحبقران نے بقصد تسخیر ہندوستان آب سندھ سے عبور کیا **بیان امیر تیمور صاحبقران کا مملکت ہندوستان کیطرف آنے کا۔** امیر تیمور صاحبقران گیتی ستان آشوب اور فتنہ دہلی بلکہ تمام ہندوستان کا سنکر سنہ ۸۰۰ آٹھ سو ہجری مین سفر ہندوستان کا عازم ہوا اور آب سندھ سے عبور کرکے محرم کی بارھوین تاریخ سنہ ۸۰۱ آٹھ سو ایک ہجری مین چول جلالی کے کنارے اترا اور جبکہ چنگیز خان سے شکست کھا کر سلطان جلال الدین منکبرنی اُس چول مین داخل ہوا تھا اس نام سے مشہور ہوا اور بعضے زمینداران نے دامن کوہ سے اُس مقام مین آنکر ملازمت کی اور شہاب الدین مبارک جو آب بھٹ کے نواحی مین بعضے ولایات کے حفظ کیواسطے کہ تصرف مین رکھتا تھا اقامت پذیر تھا جب میرزادہ میرزا پیر محمد ملتان کیطرف جاتا تھا آنکر ملازمت کی اور باوجود رعایت کے پھر اظہار خلاف کیا اور اسوقت مین بھی صاحبقران کی اطاعت نہ کی اسلئے امیر شیخ نورالدین ساتھ اقوام اپنی کے اسکے دفع کیواسطے تعین ہوئے اور جبکہ وہ وہان پہونچا اول آدمی شہاب الدین مبارک کے پاس بھیجکر واسطے اطاعت اور انقیاد کے دلالت کی اور چونکہ اُسنے ایک قلعہ دریا کے کنارے تیار کیا تھا اور ایک خندق عمیق گرداگرد اسکے کھودکر آب سیلاب اسمین جاری کیا تھا فرمانبرداری اُسکی قبول نہ کی اور جنگ مین مشغول ہوا اور امیر شیخ نورالدین نے اول روز خندق سے عبور کرکے قلعہ کو محاصرہ کیا اور شہاب الدین مبارک بعزم شبخون قلعہ سے برآمد ہوا اور جنگ عظیم اور معرکہ شدید کیا عاقبت الامر شہاب الدین مبارک نے شکست فاحش کھائی اور اکثر آدمی اُسکے قتل ہوئے اور امیر شیخ نورالدین کی بھی سپاہ بہت مجروح ہوئی اور صاحبقران امیر شیخ نورالدین کی روانگی کے بعد خود بنفس نفیس بھی تاخت لایا اور اُس شب کی صباح کو پہونچا اور شہاب الدین مبارک شکست کے بعد دوسو کشتی کہ موجود رکھتا تھا مال اور عیال سے پر کرکے پایان آب مین روان ہوا اور امیر شیخ نورالدین ساحل کے کنارے جاتا تھا آخرش پلٹ آیا اور صاحبقران مہم شہاب الدین مبارک سے فارغ ہوکر پانی کا کنارہ پکڑکے روانہ ہوا یہانتک کہ اس مقام مین پہونچا کہ جہان نہر جہلم اور چناب یکجا ہوتے ہین اور ایک قلعہ محکم موسوم بہ تلبھنہ اس مقام مین تھا الغرض حکم ہوا کہ اُس نہر پر پل باندھکر عبور کرین اہلکار حکم کے موافق عمل مین لائے اور صحرا کے تلبھنہ لشکرگاہ ہوا اور مال امان کا اس بلدہ کے اہالی پر حوالہ کیا اور کچھ تحصیل ہوا لیکن جو لشکر ساتھ غلہ کے احتیاج رکھتا تھا آخر کو حکم ہوا کہ جہان غلہ پاوین اُٹھا لاوین اسیقدر حکم کافی ہوا یعنی ایک ساعت مین تمام شہر تاراج ہوگیا اور اکثر شہر کے باشندے مارے گئے دوسرے دن کوچ کرکے ظاہر موضع شاہنواز خیمہ گاہ عساکر منصور ہوا اور جو وہان غلہ تھا تمام لشکر نے آزوقہ اُٹھایا اور باقی کو حسب الحکم آتش دیکر جلادیا اور جبکہ یہ ثابت اور متحقق ہوا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر کے اس موضع مین پہونچنے کیوقت مردم تلبھنہ نے فرمانبرداری نہین کی امیر شاہ ملک شیخ محمد حکم کے موافق اس شہر مین داخل ہوئے اور لوازم قہر وغضب مین کوئی دقیقہ باقی نرکھا اور علما اور سادات اور مشائخ کے سوا کوئی آدمی سالم نرہا اور دوسرے دن وہانسے کوچ کرکے آب بیاہ کے کنارے ظاہر موضع شاہنواز مین نزول فرمایا اور اُس جگہ صاحبقران کو خبر پہونچی کہ جسرت بھائی شیخا کھکر نے دریا کے کنارے دو ہزار آدمی سے پائے ثبات کیا ہی فوراً غرق کو وہان چھوڑکر اسطرف روانہ ہوا بمجرد پہونچنے کے سپاہیون نے اطراف و جوانب سے لشیان اور بہتونکو بیجان کیا اور مال اطفال اُنکا دستیاب کیا اور موضع شاہنواز

کثیر ہندو اور مسلمان سے ان معرکوںمین کام آئی اور سنہ ۷۹۸ھ سات سو اٹھانوے ہجری مین سارنگ خان حاکم دیبالپور نے
خضر خان حاکم ملتان سے پرخاش آغاز کی اور سارنگ خان جنگ کے بعد غالب آیا اور ملتان پر متصرف اور قوی ہوا اور ۷۹۹ھ
سات سو ننانوے ہجری مین سمانہ کیطرف گیا اور وہانکے حاکم عالی خان کو وہی نکالکر مستقل ہوا اور نصرت شاہ نے یہ خبر سُن کر
تاتار خان حاکم پانی پت کو مع ملک الیاس اور لشکر گران سارنگ خان پر تعین کیا اور اوائل محرم سنہ ۸۰۰ھ آٹھ سو ہجری مین
سارنگ خان تاتار خان سے شکست کھاکر ملتان کیطرف بھاگا اور سُنا کہ میرزا پیر محمد جہانگیر پوتے امیر تیمور صاحبقران نے
آب سندھ پر کشتی سے پل باندھکر عبور کیا اور اوچہ کو محاصرہ مین لایا اسواسطے اُسنے ملک تاج الدین نائب اپنے کو مع امرا
دیگر اور لشکر برگزیدہ ملک علی حاکم اوچہ کی کمک کو روانہ کیا اور امیر زادہ نے اُنکے آنیسے واقف ہوکر آب بیاہ کے کنارے تک
استقبال کیا اور انھین غافل کر کے حملہ آور ہوا اور اُنکی جمعیت متفرق کی چنانچہ اُنمین کے اکثر آدمی ہنگام فرار قتل ہوئے اور
بعضے پانی مین ڈوب گئے اور ملک تاج الدین پریشان اور بدحال کچھ آدمیونسے ملتان کیطرف بھاگا اور جب میرزا پیر محمد جہانگیر
بطور تاخت ملتان مین پہونچا سارنگ خان مضطرب ہوکر حصاری ہوا اور چھ مہینے کے بعد قحط پڑا سارنگ خان امان طلب کرکے
قلعہ سے برآمد ہوا اور میرزا پیر محمد نے اُسے مع تمام لشکر مقید کر کے ملتان پر قبضہ کیا اور اُسی عرصہ مین سارنگ خان قیدخانہ سے
بھاگا اور ملتانیونکو مطیع اور منقاد کیا اور سنہ مذکور مین اقبال خان مقرب الملک مقرب خان سے رنجیدہ ہوکر ناصر الدین محمود شاہ
سے منحرف ہوا اور نصرت شاہ سے پیغام بھیجا کیا اور نصرت شاہ سوار ہوکر قلعہ سیری مین آیا اور دروازہ حظیرہ خواجہ بختیار کاکی
قدس سرہ مین مصحف مجید کو درمیانمین لاکر طرفین سے عہد باندھا اقبال خان نصرت شاہ کو مع لشکر و فیل قلعہ جہان پناہ کے
اندر لیگیا اور ناصر الدین محمود شاہ ساتھ مقرب الملک مقرب خان اور بہادر ناہر کے دہلی کہنہ مین تھا اور دو تین روز کے بعد اقبال خان
نے نصرت شاہ سے دل دگرگون کر کے غدر کا ارادہ کیا اور نصرت شاہ قلعہ سیری سے برآمد ہوا اقبال خان نے
پیچھا کیا اور اثاثہ بادشاہی کو قبضہ مین لایا اور نصرت شاہ کو فیروزآباد مین استقامت کی طاقت نرہی اپنے وزیر تاتار خان
کے پاس پانی پت مین گیا اور اقبال خان فیروزآباد کو اپنی تصرف مین لایا اور نہایت مستقل ہوا اور عزم مقرب الملک
مقرب خان کے دفع کا کیا چنانچہ قریب دو مہینے کے اُنکے درمیان جنگ قائم رہی آخر بادشاہ اور امرا درمیان مین آئے
اور قصر جہان پناہ مین اُنمین صلح کروائی اور اقبال خان انھین دنونمین مصلحت دنیوی کے باعث عہد توڑ کر قلعہ سیری سے
اچانک مکان پر مقرب الملک مقرب خان کے تاخت لیگیا اور اُسے گرفتار کر کے قتل کیا اسوقت سلطان ناصر الدین
محمود کو دست افراز کر کے ساتھ حکومت کے مشغول ہوا اور ایک نام کے سوا ساتھ اُسکے نہ چھوڑا اور اسی سال
قلعہ دہلی کو ساتھ اعوان و انصار اپنے کے سپرد کر کے بادشاہ کے ہمراہ تاتار خان کے دفع کیواسطے پانی پت کیطرف
روانہ ہوا اور تاتار خان ہاتھی اور اسباب حصار پانی پت مین چھوڑ کر دوسرے راستہ سے دہلی کیطرف گیا اور
محاصرہ کیا اقبال خان نے قلعہ پانی پت کو محاصرہ کر کے تین دن مین مفتوح کیا اور تاتار خان کے مال و دواب پر
متصرف ہوا اور مظفر اور منصور ہوکر دہلی کیطرف معاودت کی اور تاتار خان سے قلعہ دہلی کے استحکام کے سبب سے کچھ نہ
بن پڑا تھا اپنے باپ ظفر خان کے پاس گجرات مین گیا اور اقبال خان نہایت اطمینان سے دہلی مین خرم و دلخوش ہوکر

بھاگ کر لاہور مین آیا اور زن و فرزند اپنے ہمراہ لیکر کوہ جمو مین پناہ لے گیا اور سارنگ خان لاہور کو اپنے چھوٹے
بھائی عادل خان کے سپرد کرکے دیپالپور کیطرف گیا اور اسی عرصہ مین سلطان ناصر الدین محمود نے مقرب الملک
مقرب خان کو مع ایک سو زنجیر فیل اور ایک جمعیت خاصہ خیل دہلی مین چھوڑ کر خود گوالیار اور بیانہ کیطرف سواری نزول
اور سعادت خان باربک رکاب مین تھا اور جب گوالیار مین پہونچا مبارک خان یعنی فرزند ملک راجو اور ملو خان
برادر سارنگ خان اور ملک علاء الدین دھارنالہ نے سعادت خان باربک کو مار ڈالنے کا قصد کیا اور سعادت خان
اُن کے ارادہ سے آگاہ ہوا مبارک خان اور ملک علاء الدین کو قتل کیا اور ملو خان بھاگ کر دہلی مین پہونچا
اور سلطان ناصر الدین محمود اس فساد کے بعد دہلی مین آیا اور مقرب الملک مقرب خان استقبال کے واسطے
حاضر ہوکر شرف ملازمت سے مشرف ہوا لیکن طرح اور وضع مجلس بادشاہی سے اور بنا دینے اپنے سے ساتھ
ملو خان کے ایک خوف اور ہراس نے اسکے دل مین راہ پائی شہر کیطرف بھاگ کر حصاری ہوا اور جنگ شروع کی اور
تین مہینے کے عرصہ تک مبحث نے درازی پائی اکثر اوقات مردمان درونی اور بیرونی کے درمیان جنگ واقع
ہوتی تھی اور جو یہ صحبت سعادت خان باربک کی خاطر تھی ناصر الدین محمود شاہ ساتھ ترغیب اور تحریص مقربونکے
ہنگام فرصت ماہ محرم ۷۹۷ھ سات سو ستانوے ہجری مین شہر مین داخل ہوکر مقرب الملک مقرب خان سے جا ملا
دوسرے دن مردمان شہر نے ایک حشر برپا کیا اور سعادت خان باربک کے مقابلہ اور محاولہ کو شہر سے برآمد
ہوئے اور شکست کھاکر پھر شہر مین داخل ہوئے اور جب برسات کا موسم ہوگیا اور قلعہ دہلی کا نہایت سنگین اور
مستحکم تھا سعادت خان خیمہ اور خرگاہ اٹھا کر شہر فیروزآباد کیطرف گیا اور امرا کی صلاح سے نصرت خان بن
فتح خان بن فیروز شاہ کو کہ ولایت میوات مین رہتا تھا طلب کرکے بادشاہ بنایا اور ناصر الدین کو نصرت شاہ
لقب دیا اور خود متصدی اور متکفل امور بادشاہی ہوا نصرت شاہ کو نمونہ سلطنت کا رکھتا تھا امرا اور غلامان
فیروز شاہی بدسلوکی سعادت خان باربک سے آزردہ خاطر ہوے فیلبانونکو اس سے منحرف کیا اور نصرت شاہ کو بھی
اُس سے ساتھ مکر اور حیلہ کے متنفر کیا اور ہاتھی پر سوار کرکے سعادت خان باربک کے دفع کیواسطے متوجہ ہوئے
اور سعادت خان جو غافل تھا فرصت جنگ نہ پاکر بھاگا مصرع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود اور
مقرب الملک مقرب خان سے امان چاہ کر اسکے پاس گیا اور اُسی چند روز مین شمشیر غدر اسکے سے درگذرا اور
امراے فیروزآباد نے از سر نو نصرت شاہ سے بیعت کی اور بہت ولایتونپر متصرف ہوئے اور دہلی اور فیروزآباد مین دو بادشاہ
قائم ہوگئے اور امرا بھی دو طرف ہوگئے جیسا کہ تاتار خان بن خان اعظم ظفر خان گجراتی اور شہاب ناہر اور فضل اللہ بلخی المخاطب
بہ قتلغ خان نصرت شاہ کے شریک ہوئے اور مقرب الملک مقرب خان مع اور امرا سلطان ناصر الدین محمود کی ملازمت مین حاضر ہوئے
اور ملو خان المخاطب اقبال خان جو کہ قلعہ سیری کو تصرف مین رکھتا تھا اور بہادر ناہر جو دہلی کہنہ مین تھا کسیطرف نگرویدہ
ہوئے تشخیص معاملہ کے منتظر تھے اور تین برس ان دونون بادشاہونکے درمیان جنگ قائم رہی غالب مغلوب متمیز نہوتا تھا کبھی دہلوی
فیروزآباد تک پسپا کرتے تھے اور گاہے فیروزآبادی غلبہ کرکے دشمن کو دہلی کے قلعہ تک ہٹاتے تھے اور ایک جماعت

طغیان پر کمر کسکر بعضے مواضع دہلی کے غارت کرتا ہی بادشاہ باوجود مرض اور ضعف کے میوات کی طرف متوجہ ہوا جب کوتلہ
مین پہونچا اور ناہر نے مقابل ہوکر صف آراستہ کی اور شکست کھا کر کوتلہ مین آیا اور جو ٹھہرنے کی قدرت نہ رکھتا تھا
وہانسے بھاگ کر پنجر مین پوشیدہ ہوا سلطان اہتمام عمارت کیواسطے ویسی بیماری مین محمد آباد اور جالیسر کی طرف گیا اور
اور ربیع الاول کی پہلی تاریخ سنہ ۷۹۶ھ سات سو چھیانوے ہجری مین ہمایون خان کو کہ دہلی مین تھا واسطے تدارک اور دفع
شیخا کھکر کے کہ باغی ہوکر قلعہ لاہور پر متصرف ہوا تھا تعین فرمایا ابھی ہمایون خان دہلی سے برآمد نہوا تھا کہ سلطان
اس سرائے فانی سے عالم باقی کیطرف راہی ہوا اس واسطے کہ محمد آباد جالیسر مین بیماری اسکی زیادہ ہوئی روز بروز
ضعف کا زور رہا اور طاقت سلب ہوئی یہانتک کہ ماہ ربیع الاول کی سترھوین تاریخ سنہ مذکور مین داعی حق کو
لبیک اجابت کہا اور نعش اسکی دہلی مین لاکر حوض خاص کے کنارے پہلو مین اس کے باپ کے دفن کی مدت
اسکی سلطنت کی چھ برس اور سات مہینے تھی ذکر سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا ۔ جب
ناصر الدین محمد شاہ روضۂ جنت کیطرف سدھارا اسکا فرزند ہمایون خان انیسوین تاریخ شہر و سنہ صدر کو تخت شاہی
پر جلوہ گر ہوا اور لقب اپنا سکندر شاہ رکھا اور بدستور عہد پدر عمال اور حکام ولایات پر برقرار رکھے اسکے بعد کل ایک
مہینے سلطنت کی اور مرض سخت مین مبتلا ہوا اور ہر روز مرض ترقی مین تھا یہانتک کہ اسنے بھی اپنے باپ اور دادا
کے مانند حوض خاص کے کنارے خوابگاہ بنائی بیت تخت و دولت چہ شد ار یار شد اے خواجہ بدر ؎ نتوان خورد
ازین مائدہ جز قسمت خویش ؎ مدت اسکی سلطنت کی ایک مہینے اور پندرہ دن تھی ۔ ذکر سلطنت ناصر الدین
محمود شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ کا ۔ سکندر شاہ کے فوت کے بعد امرا کے درمیان بادشاہ کے تعین ہونے مین
گفتگو بہت ہوئی پندرہ روز تک امر بادشاہی مہمل رہا آخر خواجہ جہان کی کوشش سے ناصر الدین محمد شاہ کا
چھوٹا بیٹا کہ محمود نام رکھتا تھا سواد اعظم ہندوستان کے تخت پر جلوس فرما ہوا ناصر الدین لقب پایا اور تمام اکابر
اور امرا اس سے بیعت کر کے سر اسکے حلقۂ فرمان مین لائے اور خواجہ جہان بدستور منصب وزارت پر مقرر ہوا اور
مقرب الملک مقرب خان ہوکر وکیل السلطنت اور امیر الامرا ہوا اور سعادت خان نے باربکی پائی اور سارنگ خان
دیبالپور کا حاکم ہوا اور دولت خان منشی عارض ممالک ہوا اور سلطنت دہلی کے انقلاب سے استقامت سلطنت دہلی
زائل ہوئی تھی ولایت مین ہرج مرج نے ظہور کیا کفار اطراف نے سرکشی کو اپنا پیشہ کیا بالتخصیص ہنود شرقی نے
بہت سر اٹھایا اس سبب سے بادشاہ ناصر الدین محمود نے خواجہ جہان کو سلطان الشرق خطاب دیکر مع بیس زنجیر فیل اور
لشکر کثیر ہنود و قنوج اور بہار کیطرف روانہ کیا اور وہ اس ولایت مین جاکر آہستگی تمام سبکو عمل مین لایا اور جونپور تک گیا
اور حکام بنگالہ سے بھی مال مقرری چند سالہ اور ہاتھی متعلقہ ہر سال کے لیے اور سارنگ خان جو حاکم دیبالپور کا ہوا تھا
لشکر ملتان اور اسکے نواحی کا فراہم کر کے شیخا کھکر کیطرف متوجہ ہوا اور شیخا کھکر بھی مع سپاہ کثیر کہ اکثر اُن مین خویش اور
ہم قوم اسکے تھے اجودھن سے استقبال کر کے بارہ کوس لاہور سے مقابل مین پہونچا اور ایسی جنگ کہ مردان
شجاع اور بہادران کار آگاہ زبان ساتھ تعریف اور تحسین کے کھولین واقع ہوئی آخر کو شیخا کھکر

کہتے تھے کہ ہم اصیل ہین ناصر الدین محمد شاہ نے فرمایا جو کہ تمسے کھرا کھری کہے اصیل ہے اور غلام جسطور سے کہ بادشاہ چاہتا تھا تلفظ نکر سکتے تھے بلکہ مردم پورب اور بنگالہ کی بولی مین ادا کرتے تھے مارے جاتے تھے حتی بہت سے آدمی پورب کے کہ اصیل تھے اور زبان اُنکی خوب نہ تھی قتل ہوئے اُسکے بعد ناصر الدین محمد شاہ اپنے کام کے سرانجام مین مشغول ہوا اور اطراف و جوانب سے لشکر جمع کیا اور ہمایون خان بیٹا اُسکا جو سمانہ مین تھا مع جمعیت تمام دہلی مین آیا ناصر الدین محمد شاہ کو تقویت تمام حاصل ہوئی اور شاہزادہ ہمایون خان کو ساتھ اسلام خان اور عادل خان اور رائے کمال الدین اور رائے خلجی بہنیسی کے ابوبکر شاہ پر تعین فرمایا اور جب وہ لشکر کوٹلہ مین پہونچا محرم کے مہینے ۷۹۳ھ سات سو ترانوے ہجری مین ابوبکر شاہ باتفاق بہادر ناہر اور خانہ زادان فیروز شاہی کے ہمایون خان کی بیخبری مین اُردو پر تاخت لایا اور بیندرہ آدمیونکو مجروح کیا شاہزادہ پلے ثبات استوار کرکے جنگ مین مشغول ہوا اور اسلام خان بھی آپکو مستقل کرکے کمک کو پہونچا اور ابوبکر نے کچھ کام نہ کیا قلعہ کوٹلہ کیطرف پلٹ آیا اور ناصر الدین محمد شاہ یہ خبر سنتے ہی بکوچ متواترہ میوات کیطرف گیا ابوبکر شاہ اور بہادر ناہر نے بچارہ امان کے سوانہ دیکھا اسکی ملازمت کی ناصر الدین محمد شاہ نے بہادر ناہر کو رخصت انصراف دی اور ابوبکر شاہ کو ہمراہ لیکر منزل کھندری مین لایا اور وہان سے جدا کرکے قلعہ میرٹھ مین بھیجا اور وہ اُسی حبس مین فوت ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ نے جب دہلی مین مراجعت کی خبر پہونچی کہ ملک فرحتہ الملک حاکم گجرات باغی ہوا ہے اسواسطے ظفر خان بن فرحتہ الملک کو ساتھ اُس تفصیل کے کہ وقائع شاہان گجرات مین لکھا جاویگا باعزاز و احترام تمام گجرات کیطرف روانہ کیا اور ۷۹۴ھ سات سو چورانوے ہجری مین خبر تمردی رائے نرسنگھ اور سرادھن راٹھور اور بیر بہان مقدم بھیسنور کے جو عمدہ کفار تھے سنی بادشاہ نے اسلام خان کو رائے نرسنگھ کے دفع شر کیواسطے کہ عمدہ ترین شمروان سے تھا بھیجا رائے نرسنگھ نے جنگ کرکے شکست پائی اور آخر کو صلح کرکے اسلام خان کے ہمراہ دہلی مین آیا اور انھین دنونمین بادشاہ نے سنا کہ مقدمان اٹاوہ تمرد کرکے قصبہ بالارام اور دوسرے پرگنات پر تاخت لائے ہین بادشاہ نے خود بنفس نفیس فوج جرار سے اسطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور کفار حامی کو مستاصل کیا اور قلعہ اٹاوہ کو مسمار کرکے قنوج کیطرف روانہ ہوا اور اُس نواح پر بھی تاخت کرکے جالیسر مین آیا اور چو اُس زمین کو اپنے اوپر مبارک جانتا تھا قلعہ وہان تعمیر کرکے محمد آباد نام رکھا اور اُسوقت مین خواجہ جہان حاکم دہلی کی عرضی پہونچی کہ اسلام خان لاہور مین جاکر فساد برپا کیا چاہتا ہے ناصر الدین محمد شاہ بہ تعجیل تمام دہلی کیطرف راہی ہوا اور دہلی مین پہونچتے ہی اسلام خان کو طلب کرکے استفسار فرمایا اسلام خان نے انکار کیا جو نام ہندو اور اسلام خان کے بھتیجے نے کہ اُسکے دشمن تھے گواہی دروغ دی ناصر الدین محمد شاہ نے کہ اصل مین اس سے متوہم تھا اُسے گرفتار کرکے فوراً حکم اُسکے قتل کا نافذ فرمایا خواجہ جہان منصب وزارت پر سرفراز ہوا اور ملک مقرب الملک نے محمد آباد کی حکومت پائی اور اسطرف راہی ہوا اور ۷۹۵ھ سات سو پچانوے ہجری مین سردادھن راٹھور اور بیر بہان نے طغیان پر کمر باندھی اور ملک مقرب الملک نے حسب الحکم لشکر محمد آباد کا لیجاکر اُنکے شہر کے دفع کی تدبیر کی اور بادشاہ بھی شوال کے مہینے اُسی سنہ مین میوات کے سمت جاکر اُس ولایت پر تاخت لایا اور وہانسے محمد آباد اور جالیسر مین آکر بیمار ہوا اور جب سُنا کہ بہادر ناہر عصیان اور

ابوبکر شاہ نے تعاقب کر کے ناصر الدین محمد شاہ کا اُردو غارت کیا اور دہلی کیطرف معاودت فرمائی اور ہمایون خان
جو سمانہ مین تھا لشکر جمع لاکر دہلی کی اطراف مین روانہ ہوا اور ابوبکر شاہ نے ملک شاہین کو اُسکے حرب پر مامور کیا اور
پانی پت مین جنگ ہوئی اور ہمایون خان ہزیمت کھا کر سمانہ کیطرف راہی ہوا اور لشکر دہلی کو اگرچہ ہر بار فتح اور
نصرت منہود دکھائی تھی لیکن اس سبب سے کہ امرا اور ملوک فتنہ طلب پوشیدہ ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے موافق تھے
ابوبکر شاہ اس مدت مین دہلی کو چھوڑ کر تعاقب ناصر الدین محمد شاہ کا نکرتا تھا لیکن اس مرتبہ شکست ہمایون خان سے
دلیر ہو کر امرا کی تجویز سے ناصر الدین محمد شاہ کے دفع کیواسطے دہلی سے برآمد ہوا اور بیس کوس پر مقام کیا اور جالیسر کے
جانیکی فکر مین ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کوتوال اور امراے دہلی سے موافقت کر کے ساز و سلب اپنا جالیسر مین چھوڑ کر
مع چار ہزار سوار جرار مقابل لشکر ابوبکر شاہ کے روانہ ہوا اور اُسکے بعد جبکہ نزدیک ہوا راہ چپ سے دہلی کیطرف یلغار فرمایا اور ایک
جماعت کہ ابوبکر شاہ محافظت کے واسطے دروازہ پر چھوڑ گیا تھا جنگ مین مشغول ہوئی ناصر الدین محمد شاہ زور لاکر دروازہ
بداؤن کو آگ دیکر شہر مین داخل ہوا اور قصر ہمایون مین نزول کیا اور آدمی وضیع و شریف اُسکی خدمتمین حاضر ہو کر مبارکباد
دینے لگے ابوبکر شاہ خبر پاکر اُسی روز متعاقب ناصر الدین محمد شاہ کے شہر مین پہونچا اور ملک بہار الدین جنگی کو کہ ناصر الدین محمد شاہ
کیطرف سے نگہبانی دروازہ کی کرتا تھا قتل کر کے قصر ہمایون کیطرف متوجہ ہوا اور ناصر الدین محمد شاہ کہ لوگ اُسکے شہر مین
متفرق ہوئے تھے طاقت مقاومت اپنے سے مفقود دیکھکر دروازہ حوض خاص سے جالیسر کیطرف نکل گیا اور بعضے
امراے اُسکے سے مثل خلیل خان باربک اور آدم اسمعیل خواہر زادہ سلطان فیروز شاہ دستگیر ہو کر مقتول ہوئے اور بعضے
جنگ مین مارے گئے اور رمضان کے مہینے سنہ مذکور مین بشیر حاجب بادشاہی نے کہ خطاب اسلام خانی پایا تھا
اور غلامان فیروز شاہی مین اُس سے بزرگ تر کوئی نہ تھا ابوبکر شاہ سے رنجیدہ ہو کر ایک عریضہ مشتمل بر
اخلاص و طلب ناصر الدین محمد شاہ کو لکھکر اکثر غلامان فیروز شاہی کو ساتھ اپنے متفق کیا اور ابوبکر شاہ جب مطلع
ہوا کہ اکثر لشکر والے مخالف ہوئے ہین اور محمد شاہ نے اپنی جگہ سے جنبش کی ہر ناچار ایک جماعت مخصوصون کو لیکر
نزدیک بہادر ناہر کے میوات کیطرف گیا اور ملک شاہین اور صفدر خان اور ملک بحری کو دہلی مین چھوڑا اور ناصر الدین
محمد شاہ رمضان کی انیسوین سنہ مذکور مین دہلی مین پہونچکر صدر شاہی پر متمکن ہوا اور وزارت اسلام خان کے مفوض
ہوئی ناصر الدین محمد شاہ نے بعد چند روز کے جب کچھ قوت پکڑی وہ ہاتھی کہ غلامان فیروز شاہی کے تصرف مین
تھے اُنسے لیکر اپنے فیلبانون کے سپرد کئے اس سبب سے تمام غلام رنجیدہ خاطر ہوئے اور شب کو مع اہل و عیال بھاگکر
ابوبکر شاہ کے پاس گئے اور ناصر الدین محمد شاہ نے باقی غلامان فیروز شاہی کو جو تقلید غلامان مصر کرتے تھے دہلی سے
نکالدیا کسواسطے کہ ان سنوات مین مصر مین بھی یہی رسم تھی کہ غلام آپسمین مستقل و متفق ہو اکثر اپنے مالک کو قتل
کرتے تھے اور کام عجیب ظہور مین پہونچاتے تھے اور اسکی جگہ دوسرے کو بٹھاتے تھے اور مشہور ہے کہ ناصر الدین محمد شاہ
نے فرمایا کہ غلامان فیروز شاہی سے جو کہ تین روز سے زیادہ شہر مین رہیگا جان و مال اسکا تلف ہوگا پس اکثر انمین سے
تین روز مین شہر سے باہر گئے اور جو کہ نہ گئے دستیاب ہو کر علف تیغ خون آشام ہوئے اور بعضے خوف جان کی سے

اور اس سیاست سے اُسکی سلطنت نے قوت پکڑی لیکن ان دنونمین امیران صدہ سامانہ نے مخالفت پر کمر باندھی اپنے
حاکم ملک سلطان شاہ خوشدل کو کہ دولت خواہان ابوبکر شاہ سے تھا قتل کیا اور اُسکا سر ناصر الدین محمد شاہ کے پاس
نگرکوٹ مین بھیجکر التماس تشریف آوری کی ناصر الدین محمد شاہ جالندھر کے راستہ سے سامانہ مین گیا اور وہان تخت پر بیٹھکر
دہلی کیطرف لشکر کشی کی اور بعد ازانکہ چند مرتبہ شکست کھا کر مغلوب ہوا تھا آخر مین غالب آیا اور ابوبکر شاہ کو ذیحجہ کی
بیسوین تاریخ سنہ ۷۹۲ھ سات سو بانوے ہجریمین دار العدم کے قیدخانہ مین بھیجا اور تفصیل اُسکی واقعات ناصر الدین محمد شاہ
سے واضح ہوگی ابوبکر شاہ کی مدت شاہی ڈیڑھ برس تھی۔ **ذکر بادشاہی سلطان ناصر الدین محمد شاہ بن
سلطان فیروز شاہ باربک کا۔** پہلا جلوس اُسکا حیات پدر مین شعبان کی چھٹی تاریخ سنہ ۷۸۹ھ سات سو نواسی ہجریمین
ہوا تھا اور جب ملک سلطان شاہ خوشدل کو امیران صدہ نے سامانہ مین قتل کیا ناصر الدین محمد شاہ نے بکوچ متواتر قلعہ
نگرکوٹ سے سامانہ مین پہونچا پس جمیع امیران صدہ اور سامانہ اور مقدمان اس اطراف نے اُس سے بیعت کی اور
بعضے امرا اور مردم پایہ تخت دہلی سے ابوبکر شاہ سے سرتابی کرکے اُسکی خدمت مین حاضر ہوے اور اُسکے بعد بیس ہزار
سوار اُسکے ظل رایت مین فراہم ہوئے پھر وہ دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور جب دہلی کے حوالی مین پہونچا پچاس ہزار
سوار اُسکے پاس جمع ہوئے پھر ربیع الآخر کی پانچوین تاریخ سنہ مذکور کو بجبر و قہر شہر مین داخل ہوکر قصر جہان نما مین
وارد ہوا اور ابوبکر شاہ نے بھی فیروزآباد مین اپنے لشکر کو جنگ پر آمادہ کیا اور جمادی الاول کی دوسری تاریخ اُسی سنہ
کو کوچہہاے فیروزآباد مین ساتھ مردم ناصر الدین محمد شاہ کے بنیاد جنگ کی ڈالی اور اُسی روز بہادر ناہر بجمعیت تمام شہر
مین داخل ہوا اور ابوبکر شاہ مستظہر ہوکر دوسرے دن فیروزآباد سے برآمد ہوکر ساتھ ناصر الدین محمد شاہ کے ہم مصاف
ہوا اور غالب آیا اور ناصر الدین محمد شاہ دو ہزار سوار سے آب جون سے عبور کرکے درمیان دوآب کے گیا اور ہمایون
پسر میانی اپنے کو ساتھ ملک ضیاء الملک ابورجا اور راے کمال الدین اور راے خلجی بھٹی کو سامانہ کیطرف بھیجا اور خود
موضع جالیسر مین آب گنگ کے کنارے قرار پکڑا اور جادول سے آخر تک غلامان فیروزشاہی نے ساتھ ناصر الدین محمد شاہ
سے بدسلوکی کی تھی حکم کیا کہ جہان کہین دستیاب ہون تیغ بیدریغ سے قتل کرو اور اُنکا مال و متاع غارت کرو اس سبب سے
بہت سے غلام کہ ولایت مین متفرق اور پریشان ہوئے تھے رعایا وغیرہ کے ہاتھ سے ہلاک ہوے اور رعیت ابوبکر
شاہ سے منحرف ہوکر دشمن ہوگئی اور باج و خراج کے ادا کرنیسے انکار کیا جو ملک سرور شحنہ پیل اور ملک نصیر الملک حاکم ملتان
اور خواص الملک حاکم بہار اور راے سرور اور دوسرے راے اور امرا ناصر الدین محمد شاہ کے شریک ہوکر پچاس ہزار سوار سے
جمع ہوئے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک سرور کو وزارت دیکر خواجہ جہان کا خطاب عنایت فرمایا اور ملک نصیر الملک کو
امیر الامرا کرکے ساتھ خضر خان کے مخاطب کیا اور خواص الملک کو خواص خان اور راے سرور کو راے رایان خطاب دیا اور
باقی امرا کو بھی ساتھ خطاب اور القاب کے سرفراز اور خوشدل کرکے آہنگ دہلی کیا اور ابوبکر شاہ نے بھی لشکر جرار آراستہ کرکے
استقبال فرمایا اور موضع کندلی مین فریقین کا مقابلہ ہوا اور بعد حرب صعب کے چونکہ ابھی وقت نوبت سلطنت ناصر الدین محمد شاہ کا
کا نہ آیا تھا شکست پاکر جالیسر کیطرف گیا بقول شخصے بیت نادر نرسد عدہ ہر کار کہ ہست ؛ سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست

مین مشغول کیا اور اہل خدمت تمام مسجدون اور مدرسون اور خوانق اور حمام اور چاہ پر معین کرکے وظیفہ مقرر کیا کہ
تفصیل اُسکی دراز ہی پھر بادشاہ موصوف کہتا ہی کہ دو مرتبہ مجھے زہر دیا گیا مین نے دیدہ و دانستہ نوش کیا مجھے کچھ مضرت
نہ پہونچی اور جو کہ دوسرے وقائع اس رسالہ کے اس کتاب مین داخل ہوے ہ بسبب توارد اور تکرار کے قلم انداز کیا
لیکن جو کچھ تفصیل بنانے عمارات و بقایا لے خیر اُسکے پائی گئی تفصیل اُسکی یہ ہی بند جو بے پچاس عدد مسجد چالیس عدد
مدرسہ تیس عدد خانقاہ بیس عدد کوشک سو عدد دارالشفا پانچ عدد مقبرہ سو عدد حمام دس عدد چاہ آبکش پچاس عدد
پل سو عدد باغات عدد حصر سے افزون اور ہر ایک کیواسطے وقف نامے تحریر کیے اور موقوفات اُنپر مقرر کیے - ذکر

بادشاہی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ بن فتح خان بن سلطان فیروز شاہ باربک کا -

بعد فوت سلطان تغلق شاہ کے سلطان فیروز شاہ باربک قصر فیروز آباد مین تخت سلطنت پر جلوہ گر ہو کر ساتھ سلطان
غیاث الدین تغلق شاہ کے مخاطب ہوا امر بادشاہی مین استقلال پاکر خطبہ اور سکہ ہندوستان کا اُسکے نام ہوا اور ملک
فیروز علی پسر ملک تاج الدین برادر زادہ خان جہان ہو کر منصب وزارت پر منصوب ہوا اور غیاث الدین ترمذی کو سلاحداری
کی خدمت مفوض اور اقطاع گجرات بدستور سابق ساتھ فرحۃ الملک کے مقرر ہوے بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ نے
خانجہان اور بہادر ناہر کو مع لشکر گران سلطان ناصر الدین محمد کے دفع کیواسطے تعین کیا اور ناصر الدین محمد شاہ نے
سرحد مین آوازہ توجہ لشکر دہلی کا سنکر پہاڑ پر دم لیا اور اپنے اہل و عیال اور ملازمین اور متعلقین کو محکم کرکے لشکر غنیم
سے لڑا آخر کو شکست پائی اور جابجا استقبال کرتا ہوا قلعہ نگر کوٹ مین پہونچا جو قلعہ نگر کوٹ کا سنگین اور محکم تھا افواج
بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کی پلٹ آئی اور وہ بمقتضاے جوانی عیش کامرانی مین مشغول ہوا اور ظلم و فساد پر
کمر باندھی اور اپنے بھائی حقیقی کو جو سالار شاہ نام رکھتا تھا بشدت تمام مقید کیا اور اُسکے چچیرے بھائی ابوبکر شاہ
بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ نے بیم و ہراس سے گوشہ اختیار کیا اور فرصت پاکر ملک رکن الدین نائب وزیر
کو اور چند سردار ذی جاہ کو اپنا یار کرکے علم مخالفت کا بلند کیا چنانچہ غلامان فیروز شاہی جو عمدہ درگاہ تھے وہ بھی ساتھ اُسکے متفق ہو
دیوانخانہ مین گئے اور ملک مبارک کبیر کو جو امیر الامرا بادشاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا قتل کیا اور سلطان غیاث الدین
آگاہ ہو کر ہمراہ ملک فیروز علیخان جہان کے اُس دروازہ سے کہ جو جمنا کیطرف واقع تھا نکل گیا اور ملک رکن الدین
نائب وزیر نے خبردار ہو کر ساتھ ایک جماعت غلاموں کے پیچھا کیا اور راستے مع ملک فیروز علی خان جہان گرفتار کرکے
تہ تیغ کیا یہ واقعہ ماہ صفر کی اکیسوین [21] سنہ سات سو اکانوے [791] ہجری مین واقع ہوا تھا مدت سلطنت سلطان غیاث الدین
تغلق شاہ ثانی کی پانچ مہینے اور چند روز تھی ذکر

سلطنت ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن سلطان فیروز شاہ باربک کا

ارکان دولت اور اعیان حضرت جب اپنے خداوند کی سیاست سے فارغ ہوے ابوبکر شاہ کو سریر
سلطنت پر متمکن کیا اور ملک رکن الدین نائب وزیر ہو کر امور شاہی کا صاحب اختیار ہوا اور ارادہ کیا
کہ بادشاہ کو قتل کرکے خود تخت شاہی پر جلوس کرکے تاج سلطانی زیب فرق کرے ابوبکر شاہ نے اس امر سے
واقف ہو کر پوشیدہ سستی کی بیتی اُسنے ساتھ ایک جماعت غلاموں سلطان فیروز شاہ کے کہ جو اس ارادہ مین شریک تھے قتل کیا

کے آدمی دیانت دار اور خدا ترس تعین کرتا اور کسی شریر اور بدنفس کو خدمت نفرماتا اور حاکم اور امرا اور تمام خلائق بحکم الناس علی دین ملوکھم پیروی اپنے حاکم کی کرتے تھے اور خیرات اور مبرات اور انعامات اور ادرارات اسکے دوسرے بادشاہون ہند سے امتیاز تمام رکھتے تھے اور اوس معدلت آثار نے گنبد عالی پر کہ مسجد جامع فیروزآباد مین ہشت پہل بنائی ہے اور اسکے آٹھ طرف مضمون کتاب فتوحات فیروزشاہی اپنی تالیف جو مشتمل ہے اوپر فتوحات اُسکے کے اور مبنی ہے آٹھ فصل پر پتھر پر کندہ کی ہے کہ مین بمقتضاے کلام الملوک ملوک الکلام تیمناً اور تبرکاً قدرے اُسمین سے تحریر کرتا ہون تاکہ اوس بادشاہ فرشتہ صفات کی نیکی ذات اور پسندیدگی صفات ارباب بصیرت کو معلوم ہو فصل اول اوقات مسجد اور نصیحت اور وصیت اُسکے مصرف مین لکھے اور دوسری فصل مین کہتا ہے کہ زمانہ سابق مین خونریزی مسلمانون کی ساتھ تھوڑی جرمیہ کے باقسام تعذیب مثل کاٹنے ہاتھ اور پانون اور کان اور بینی اور کور کرنے آنکھ اور ٹھوکنے میخ آہنی اندر اعضا مین اور جلانے اندام زنی سے اور گاڑنے میخ آہنی ہاتھ اور پانون مین اور کھینچنے پوست اور دو پارہ کرنے آدمیون اور دوسرے انواع کی سیاست شیوع تمام رکھتی تھی حق سبحانہ تعالے نے مجھے ایک توفیق ایسی کرامت فرمائی اور وہ سزائین ظلم مین نے منسوخ کین اور نام نامی بادشاہان ماضیہ کو کہ بسبب کوشش انھون کے ہندوستان دار الاسلام ہوا ہے داخل خطبہ کیے تو اُس تقریب سے فاتحہ اُنکی آمرزش کا دوام ہوتا ہے اور تحصیل مال مین جو لوگ وجوہات نامعقول اور بیحساب کو ساتھ ظلم کے داخل مال واجبی کر کے ہر سال بجبر لیتے تھے مثل چرائی اور گل فروشی اور نیلگون اور ماہی فروشی اور ندافی اور ریسمان فروشی اور نخود بریان گری اور دوکانانہ اور خمارخانہ اور دادبیگی اور کوتوالی ان سب کو مین نے برطرف کیا اور مین نے کہا بیت دل دوستان جمع بہتر کہ گنج :: خزینہ تہی بہ کہ مردم برنج اور مین نے مقرر رکھا کہ جو مال خلاف سنت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے نہ لیوین اور قبل اسکے رسم تھی کہ مال غنیمت سے پانچوان حصہ سپاہ کو دیتے تھے اور چار حصے دیوان مین لیتے تھے مین نے شریعت پاک کے موافق پانچوان حصہ دیوان کا قرار دیا اور مین نے بدمذہبون اور ملحدون اور اہل بدعات کو جو سبب اضلال خلائق تھے سب کو اپنی ولایت سے نکالدیا اور رسوم اور عادات اُنکے کتب کے مندرس کیے اور ریشمی کپڑا پہننا اور استعمال سونا اور چاندی کا نامردان روزگار کی عادت ہوئی تھی سب کو ایک قلم دفع کیا اور احکام شریعت کے موافق حکم دیا اور عورات مسلمہ اور کافرہ مزارات اور بتخانون مین جاتی تھین اور سر منشاء اقسام فساد کی ہوتی تھین سب کو منع کیا اور بتخانونکے عوض مسجدین تعمیر کین اور مین نے مکانات خیر بادشاہان ماضیہ کے جیسے مسجدین اور خانقاہ اور مدرسے اور چاہ اور حوض اور پل اور مقبرے کہ بوسیدہ اور مسمار ہوئے تھے از سر نو تعمیر کر کے اوقات مقرر کیے اور مین نے ایک جماعت کو جنکے میرے خداوند سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم نے سیاست کیواسطے گرفتار کیکے قطع اعضا کیے تھے زن اور فرزند اور ورثہ اُنکے سے جو میرے ہاتھ آئے ساتھ انعام اور وظیفہ کے خوشدل کیا اور خط براے ذمہ سلطان مرحوم اُنسے لیکر اور ساتھ مہر اکابر اور اشراف کے مزین کر کے بادشاہ تغلق شاہ مبرور کے مقبرہ مین رکھا اور ماورا اسکے جس جگہ کہ خبر کسی گوشہ نشین یا فقیر کی مین نے سُنی اُسکی خدمت مین جا کر مراعات کی اور علاوہ اسکے اُنھین ساتھ نصیحت اور مواعظت کے مناہی سے توبہ کرا کے وظیفہ اُنکا مقرر کر کے کار آخرت

ناصر الدین کے ستھے موافقت کر کے مخالفت مین یکجہت ہوے اور غلامان فیروز شاہی کو کہ بقول صاحب تاریخ مبارک شاہی جمعیت اُنکی ایک لاکھ تھی اپنا شریک کیا اور ایکبارگی ناصر الدین محمد شاہ سے روگردان ہوے ناصر الدین محمد شاہ نے ملک ظہیر الدین لاہوری کو اُس فتنہ کی تسکین کیواسطے بھیجا جو قت کہ ملک ظہیر الدین اُس میدان مین کہ لشکر فیروز شاہی جمع تھا پہونچا لشکریون نے اُسے سنگ سے مجروح کیا اور وہ اس حال سے ناصر الدین محمد شاہ کے روبرو آیا بادشاہ ناصر الدین محمد شاہ جمعیت کر کے اُنکے سر پر گیا اور حرب صعب کے بعد فائق آیا اور اُنھون نے بھاگ کر فیروز شاہ کے پاس پناہ لی اور اُس کا دربار ہاتھ مین لا کر دوسری مرتبہ ناصر الدین محمد شاہ کی جنگ مین قیام کیا اور دار الملک مین فتنہ عظیم قائم ہوا اور دو روز غالب مغلوب سے متمیز نہوتا تھا تیسرے دن غلامان مذکور خواہ مخواہ بادشاہ کو حرم سرا سے برآمد کر کے پالکی مین بٹھا کر میدان رزم مین لائے لشکر محمد شاہی اور فیلبانان بادشاہی نے جب چتر اور اثاثہ فیروز شاہی کو دیکھا گمان اُسکے کہ سلطان لشکر اختیار سے جنگ ناصر الدین محمد شاہ کیطرف متوجہ ہوا ہے شاہزادہ سے منحرف ہو کر بادشاہ سے جا ملے ناصر الدین محمد شاہ نے جب احوال اسطرح دیکھا کوہ سرمور کیطرف روانہ ہوا اور ساز و سلب اُسکا تمام غارت ہوا جو بادشاہ کو غلبہ لشکر پیری اور تسلط سپاہ ضعف سے کچھ اختیار نرہا تھا غلامون کی صلاح دید کے بموجب تغلق شاہ ولد شاہزادہ فتح خان کو نبیرہ یوتا اُسکا ہوتا تھا ساتھ نام بادشاہی کے نامزد فرمایا اور امیر سید حسن داماد اپنے کو کہ سلطان ناصر الدین محمد شاہ کے ساتھ اتفاق کیا تھا غلامونکی تکلیف سے قتل کیا اور تغلق شاہ نے اپنے بڑے باپ کی حین حیات مین اول جو حکم کیا تھا وہ یہ ہے کہ جس جگہ ناصر الدین محمد شاہ کے ہواخواہونکو پاؤ قتل کرنا اور ملک سلطان شنہ خوشدل کو کہ وہ امراے فیروز شاہی سے تھا سمانہ کیطرف بھیجا تو وہانکے حاکم علیخان افغان کو کہ سلطان ناصر الدین شاہ کے موافقون اور رفیقون مین سے تھا گرفتار کر کے دربار مین لائے اور سمانہ محمد شاہ کے حوالہ کیے اور سلطان فیروز شاہ کہ نوے برس سے زیادہ تر عمر رکھتا تھا رمضان کی تیرھوین تاریخ سنہ ۷۹۰ سات سو نوے ہجری مین دار البقا کیطرف راہی ہوا اور مدت اُسکی سلطنت کی چالیس سال کے قریب تھی اور یہ بادشاہ فاضل اور عادل اور کریم اور رحیم اور حلیم تھا اور رعیت اُس سے راضی تھی اور کوئی شخص اُسکے عہد مین ظلم کا یارا نرکھتا تھا کتاب فتوحات فیروز شاہی اُسکی تصانیف سے ہے اور یہ پہلا بادشاہ بادشاہان دہلی سے ہے کہ تمام تربیت غلامان مین ہو کر برخلاف بادشاہون ماضی کے اعتماد اُنپر کر کے ان لوگونکو کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین امیران صدہ سے تھے امراے کبار کیا اور سر حد داری اُنکے سپرد فرمایا اور قبل اسکے انھین یہ مرتبہ اور یہ حالت نتھی اڑتیس برس اور نو مہینے بادشاہی ہندوستان کی اُسکے پاس ہی وفات فیروز تاریخ اُسکے فوت کی ہے اور تیمور صاحب قران کا معاصر تھا اور ضیاء برنی نے تاریخ فیروز شاہی اُسکے نام لکھی اور نظام الدین احمد نے اپنی تاریخ مین مسطور کیا کہ اُس بادشاہ سے ضوابط احسان اور قواعد امن و امان بہت خلائق کے درمیان رہے چنانچہ جملہ ضوابط سے تین ضابطہ عمدہ ہین ضابطہ پہلا یہ کہ اس شخص نے سیاست کر خرد و کلان بادشاہی منتہ ترک کر کے کسی مسلمان اور ذمی پر سیاست نہ کی بسبب کثرت انعامات اور ادرارات کے تالیف قلوب خلائق کے لیے محتاج سیاست کا نہوا ضابطہ دوسرا یہ کہ خراج موافق حاصل اور قوت رعایا کی طلب کرتا اور زمانہ اند توفیر معاف رکھتا اور بات کسی کی رعایا کے حق مین نسنتا یہ ضابطہ باعث آبادانی ملک اور آسودگی رعایا اور برایا کا ہے ضابطہ تیسرا یہ کہ واسطے حکومت ولایات

عہد آخر تک کوئی اُسکے نوکرون مین سے مصدر عصیان نہوا اور ۷۷۹ھ سات سو اناسی ہجری مین زمینداران و مقدمان
پرگنہ اٹاوہ نے بغاوت پر کمر باندھی بادشاہ غضبناک ہوا اور بہ نفس نفیس وہان گیا اور وہ بھی جنگ پر آمادہ ہوکر
مغرور ہوے اور بہت اُس جماعت میں سے اسیر اور دستگیر ہوے اور باقی اہل زشت کا انتقام [illegible] اور بادشاہ
نے اٹاوہ واکھل اور دتیلائی مین جس مقام مین وارد ہوا ایک قلعہ محکم تیار کرکے مردان کارگذار کے سپرد کیا اور بہ
سعادت و فیروزی مستقر دولت کیطرف مراجعت فرمائی اور ۷۸۱ھ سات سو اکاسی ہجری مین سامانہ کیطرف عزیمت فرمائی
اور جب جوناشہ خانجہان کہ حاکم اس ولایت کا تھا پیشکش لایق گذرانکر ساتھ مراسم فراوان کے مخصوص ہوا بادشاہ
انبالہ اور شاہ آباد سے گذر کرکے دامن کوہ سہارنپور مین آیا اور سرمور کے راے اور دوسرے راؤن نے پیشکش لایق لیکر
دہلی کیطرف معاودت کی اور سنا کہ مقدم کٹھر موسوم کھڑگو حاکم بداؤن نے سید علاء الدین اور سید محمود کو اپنے مکان مین [illegible]
کے بہانے سے طلب کرکے غفلت کیوقت ساتھ شمشیر غدر کے قتل کیا بادشاہ نے غضبناک ہوکر تیاری سفر [illegible]
کی کی اور ابتداے ۷۸۲ھ سات سو بیاسی ہجری مین دار الملک کو کوچ کیا جب کٹھر کا نواح محل نزول لشکر فیروزی ہوا
فوج نے حسب الحکم آتش نہیب و غارت اُس شہر کے متوطنون کے مکانون مین ماری اور قتل مین کفار شرار کے بقدر کوشش
کی کہ ارواح سادات شہید شفاعت کیواسطے آمین ہوا اسلئے کہ کھڑگو بھاگ کر کمایون کے پہاڑ پر گیا تھا [illegible] تاخت کا
صدمہ رعایا اُسطرف کو شامل ہوا قریب تئیس ہزار نفر کے حلقہ عبودیت مین گرفتار ہوے اور کھڑگو [illegible]

ملک مقبول خان خان جہان سنے اس دار فانی سے رحلت کی اور جوناشاہ اسکا بڑا بیٹا ساتھ اس خطاب کے بلند آوازہ ہوا اور سنہ ۷۷۵ ساتھ سو پچھتر ہجری مین ظفرخان گجرات مین فوت ہوا اسکے بڑے بیٹے دریا خان نے خطاب ظفرخانی پایا اور باپ کا جانشین ہوا اور صفر کی بارھوین تاریخ سنہ ۷۷۶ سات سو چھتر ہجری مین فلک نے بے مہری اور عناد اپنا ظاہر کر کے سلطان ملک فیروز باربک کو ساتھ مرگ فرزند دلبند اسکے فتح خان کے کہ شاہزادہ بیمثال تھا قرین رنج والم کیا اسکی پشت طاقت کو بارغم سے خم کیا اور جو صبر کے سوا کوئی علاج اسکے کف اختیار مین نہ تھا آخر کار غسل وکفن دیکر تابوت مین رکھا اور صندوق نعش اٹھا کر سبز زربفت کی چادر اوسپر ڈالی سرہانے کیطرف سہرا لٹکایا شامیانہ اوپر کھینچا داہنے بائین سیاہ بالباس سیاہ تلوارین کھینچے حال زبون نشان سب سرنگون فوج کے سرداریان خنجر گذار اُنکی پوشاک نیلگون آنکھین جیسے جیسے جوے خون جنازہ کے ساتھ ہوے آخر کار دل فگار جوان مرحبین کو اپنے حظیرہ مین پیوند زمین کیا جوان بیٹے کے مرنے کا سب کو غم ہوا بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ؛ این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد ؛ اسکی مان اور لونڈیون کے بیان کا زبان قلم کو یارا نہین بلواے عالم تھا قیامت کا قیام تھا خلاصہ یہ کہ مراسم تعزیت بجالایا اور کمال ملال کے سبب ہلال کیطرح کا ہیدہ پشت خمیدہ ہوا سایہ التفات امور سلطنت سے اٹھایا نہایت ملول ومغموم رہتا تھا اسکے ماتم مین آٹھ پہر گریہ وزاری کرتا تھا امرا اور اعیان درگاہ سر زمین پر رکھکر عرض گذار ہوے کہ رضا بقضا کے سوا اس واقعہ کا کچھ علاج نہین ہے اور امور شاہی مین بے التفاتی اس سے زیادہ مناسب نہین اس شاہ دانا نے مخلصان دولتخواہ کی التماس قبول کی احوال سلطنت مین مشغول ہوا اور رفع کلفت کیواسطے نشاط شکار کی رغبت کی اور نئی دہلی کے اطراف مین دو تین فرسنگ دو طرف دیوارین کھینچکر اشجار سایہ دار جھلاے اور اسے شکارگاہ مقرر کیا چنانچہ اس زمانے تک اثر اسکا باقی ہے اور سنہ ۷۷۸ سات سو اٹھتر ہجری مین خواجہ شمس الدین دامغانی نے عرض کیا کہ عمال گجرات کے اس ولایت کا حاصل قرار واقع دیوانی گماشتون سے اظہار نہین کرتے ہین اس صورت مین ترقی خراج سو فیل اور چالیس لاکھ تنکہ اور چار سو غلام حبشی اور ہندی اور دو سو گھوڑے تازی اور عراقی جمع گجرات پر اضافہ کر کے متعہد ہوتا ہے کہ ہر سال خزانہ عامرہ مین داخل کریگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر شمس الدین ابو رجا جو ظفر خان کا نائب ہے یہ اضافہ قبول کرے گجرات اسکے تفویض ہو جب اسنے قبول نہ کیا خواجہ شمس الدین دامغانی کو ٹیکا زرین اور چونڈول نقرہ مرحمت فرماکر بجاے ظفر خان گجرات کیطرف رخصت کیا اور جب وہ اُس اضافہ کے عہدے سے جو قبول کیا تھا عاجز ہوا اور اظہار خلاف کیا عمال گجرات نے کہ اس سے نہایت رنجیدہ تھے میران صدہ سے اتفاق کر کے اُسے قتل کیا اور سر اسکا جدا کر کے دربار مین بھیجا اور سلطان فیروزشاہ باربک کے عہد مین کوئی شخص حکام سے شمس الدین دامغانی کے سوا باغی نہوا اور اسکے قتل ہونیکے بعد گجرات کی حکومت بنام ملک مفرح جو مکمحواران اور پرورش یافتگان اُس دولت سے تھا مقرر ہوئی اور فرحت الملک خطاب پایا اور بادشاہ نے اس قضیہ کے بعد سرحدون کو امراے معتبر کے سپرد کر کے خاطر جمع کی چنانچہ کڑہ اور مہوبہ اور اطراف اسکے ملک شمس الدین سلیمان ابن ملک مردان دولت کو دیے اور قطاع بڑودہ اور سندیلہ اور کول کو حسام الملک کے حوالہ کیا اور قطاع جونپور اور ظفرآباد ملک بہروز کو مرحمت فرمایا اور پنجاب اور سرحد کابل براے حدودیت نصیر الملک ولد ملک مردان دولت کے مفوض کیا الغرض سلطان کے

انتظام رکھتا تھا بدیہہ یہ رباعی موزون کی رباعی شاہی کہ زحق و دولت پاینده گرفت ؛ اطراف جہان چو مہر تابنده گرفت
از بہر شکار فیل در جاج نگر ؛ دو فیل بکشت و سی و سہ زنده گرفت ؛ بادشاہ جب سنہ ۷۶۲ سات سو باسٹھ ہجری مین
سالماً غانماً دہلی مین پہونچا سنا کہ نزدیک ہروز کے ایک پہاڑ ہی کہ اُسکے درمیان سے پانی برآمد ہوتا ہی اور نہر ستلج مین گرتا ہی
اور اُس نہر کو سرستی کہتے ہین اور آب سرستی کے اُسطرف ایک ندی ہی کہ اسکو سلیم کہتے ہین اگر بڑا پشتہ کہ درمیان اُس آب
کے حائل ہی کھودین آب سرستی اس ندی مین گرے اور وہان سے سرہند اور منصور پور مین پہونچے وہانسے سنام مین آوے
اور ہمیشہ جاری رہے یہ سُنکر اسطرف سوار ہوا اور حکم کیا کہ پچاس ہزار بیلدار جمع ہوکر اُس پشتہ اور ندی کے کھودنے مین
مصروف ہوئے چنانچہ درمیان اُس پشتہ کے ہڈیان ہاتھی اور آدمیون کی ظاہر ہوئین اور ہڈیان آدمی کے ہاتھ کی تین گز
کی تھین کچھ اُنمین پتھر ہوگئی تھین اور کچھ اُنمین استخوان تھین اور اُسی وقت سرہند کو جو در اصل داخل سمانا تھا جدا کیا اور دس کوس سے
سمانہ تک داخل سرہند کرکے ملک ضیاء الملک اور شمس الدین ابورجا کے حوالہ کیا اور وہان ایک قلعہ تعمیر کرکے فیروز پور نام رکھا پھر نگر کوٹ
کیطرف متوجہ ہوا جب دامن کوہ مین پہونچا لوگ برف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ جسوقت ہمارے خداوند نعمت سلطان محمد تغلق شاہ
مرحوم نے یہان نزول اجلال فرمایا تھا اور شربت برف اُسکے واسطے لائے تھے جو مین حاضر نہ تھا آپنے بھی شربت کیطرف
میل نہ کیا تھا اسلئے حکم دیا کہ چند فیل و شتر بار مصری جو کہ ہمراہ ہی شربت برف کرکے بیاد سلطان محمد تغلق شاہ تمام لشکر مین
تقسیم کرو پھر راجہ نگر کوٹ کا بعد محاربہ اور مجادلہ کے مع توابعین خدمت مین حاضر ہوا اور زمین بوس خدمت کا دوش
پر اُٹھایا بادشاہ نے اُسپر نوازش فرمائی اور نگر کوٹ کو بنام سلطان محمد تغلق شاہ مرحوم ساتھ محمد آباد کے موسوم کیا اور
اُسوقت بادشاہ کے عرض مین پہونچا کہ سکندر ذوالقرنین جسوقت کہ یہان آیا تھا برہمنون نے نوشابہ کی صورت بنا کر اپنے
مکان مین رکھی ہی اور اب وہ معبود اس دیار کے باشندون کی ہی اور ایک ہزار اور تین سو کتاب براہمہ سے اس بتخانہ مین ہین کہ
ساتھ جوالا مکھی کے اشتہار رکھتی ہی بادشاہ نے اُس گروہ کے علما طلب کرکے اُنمین سے بعضے کتب کا ترجمہ کیا از انجملہ
اعز الدین خالد خانی نے کہ شعراے اُس عصر سے تھا ایک کتاب حکمت طبعی اور شگون اور فالون مین سے سلک نظم مین
کھینچکر دلائل فیروز شاہی نام رکھا ہی اور قسم ہی خدا کی وہ ایک کتاب ہی متضمن اقسام حکمت علمی اور عملی کی اور بعضے کتب مین مسطور
ہی کہ سلطان فیروز شاہ باربک نے نگر کوٹ کے تمام بت توڑے اور گوشت مادہ گاو کا توبڑہ مین کرکے براہمہ کی گردنون مین
باندھکر ان دو مین پھرایا اور صورت نوشابہ کی مع ایک لاکھ تنگہ کے مدینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین بھیجی
تو اُس صورت کو زائرون کے شارع مین پیوند زمین کی اور زر نقد مجاورون اور مستحقونکو تقسیم کیا اور بادشاہ نگر کوٹ کے
بعد فتح عزیمت ولایت سندھ کرکے ٹھٹھہ کیطرف متوجہ ہوا اور جام مالی مین جام عفرہ نے جو ہمیشہ شاہ دہلی کا مطیع
تھا باغی ہوکر قلعہ کو مضبوط کیا اور بادشاہ نے چند مدت اُسکا محاصرہ فرمایا جب غلہ اور علف نے قیمت جواہر پیدا کی
اور موسم برسات کا قریب ہوا گجرات کیطرف گیا اور برسات وہان بسر کی اور ظفر خان کو گجرات کی امارت پر سرفراز
کیا پھر کوچ متواترہ سے ٹھٹھہ مین آیا جام مذکور نے اس مرتبہ امان طلب کیکے ملازمت حاصل کی بادشاہ اُسے مع جمیع
مقدمون ٹھٹھہ کے دہلی مین لے گیا اور ایک مدت کے بعد پھر اُسپر ترحم کرکے ٹھٹھہ مین بھیجا اور سنہ ۷۷۲ سات سو چہتر مین

سرخ اور ہاتھی نامی دیگر خطبہ اُسکے نام پڑھا اور زر سکہ پر اُسکا نام جاری کیا اور اُسکے واسطے بارگاہ علیحدہ تیار کیکے
فراشخانہ اور چتر لعل اور تمام اہلشہ سلطنت کے دیگر امرا اور منصب دار بہت اُسکے مطیع کیے اور اتالیق اور آتابک اور
قاعدہ دان اُسپر مقرر کیے وہ شاہزادہ باوجود صغرسن کے لہو و لعب اور تمام لوازم طفلی سے پرہیز کرکے صبح سے چاشت
تک اور شام سے ایک پہر رات تک لکھنے پڑھنے مین مشغول رہتا تھا اور درمیان سواری اور مجلس داری کے نہایت
تمکنت اور وقار ظاہر کرتا تھا اور کارہاے معظم کا ارباب دخل اُسکی خدمتمین معروض رکھتے تھے ساتھ حسن وجہ کے فیصل
دیتا تھا جیسا کہ سبب حیرت ذوی العقول کا ہوتا تھا ایکدن خواب نے اُسپر غلبہ کیا چاہا کہ مکتب سے اُٹھکر محل خاص مین
جاوے اور آسایش کرے اُسوقت ایک پیرزال نے سر راہ آنکر عرض کی کہ میرا شوہر اور بیٹا ستارگاؤن سے قدرے متاع خرید
کرکے برسم تجارت اردوے سلطانی مین آتے تھے رہزنون نے آنکر انکو نقل کالا سے سکبار کیا اور جب یہ بیچارے بحال
غارت زدگی نکے اطراف لشکر مین پہونچے مردمان شاہی نے بعلت جاسوسی انھین گرفتار کرکے محبس مین مقید کیا ہے اور جہان کو
اُنکی مفارقت سے مجھپر تنگ و تاریک کیا شاہزادہ نیکبخت نے اُس ضعیفہ کے سوز و گداز پر نظر ترحم مبذول فرمائی اور
ارشاد کیا اگر تو اس قول پر صادق ہے وہ شخص بے غرض لاؤ تو گواہی دیوین کہ وہ سوداگر تھے نہ جاسوس ضعیفہ نے کہا گواہ بہت
ہین لیکن میرے آنے جانے مین عرصہ ہوگا اور دوسری مرتبہ شاہزادہ کیخدمت مین رسائی مشکل ہوگی شاہزادہ ہنسا اور
فرمایا مین یہان کھڑا ہون تو جا اپنے گواہونکو لا کتے ہین کہ مقربان شاہزادہ کی ایک جماعت نے ضعیفہ کے جانے کے بعد
عرض کی کہ آفتاب مین ایستادہ ہونا مناسب نہین ہے سایہ مین فلان درخت کے کہ نزدیک ہے چلکر استراحت سے بیٹھیے شاہزادہ نے جواب دیا
کہ مینے اُس ضعیفہ سے وعدہ کیا ہے کہ مین تیری مراجعت تک یہان ایستادہ رہونگا وعدہ خلافی ہرگز نہین کرسکتا الغرض اسقدر آفتاب
مین ایستادہ رہا کہ پیرزن آئی اور گواہ مقبول الشہادت گذرانے اُسوقت پیرزال کو ہمراہ لیکر باپ کے دربار مین گیا دیکھا بادشاہ
استراحت فرماتا ہے دیوانخانہ مین بیٹھکر اسقدر انتظار کیا کہ بادشاہ خواب سے بیدار ہوا تب سرگذشت ضعیفہ کے تظلم کی اور
گواہونکی کیفیت مسامع قدسی مجامع مین پہونچائی اور اُسکے شوہر اور فرزند کو آزاد کیا اُسکے بعد اپنی منزل مین تشریف لیجاکر
طعام چاشت عصر کے وقت تناول فرمایا اور جب سلطان فیروز شاہ ظفرآباد سے بندوہ کیطرف پہونچا سکندر خان اپنے
باپ کے طور اکدالہ مین قلعہ بند ہوا اور جب وہ عاجز اور تنگ ہوا اڑتالیس زنجیر فیل اور تحف و نفائس بیشمار پیشکش کرکے
التماس صلح کی جو درجہ مقبول ہوئی اور بادشاہ جونپور کیطرف روانہ ہوا اور دوسری برسات وہان آخرہ کی پھر جاج نگر کی
طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی جب سنکرہ مین پہونچا اُس ولایت کو تاخت و تاراج کیا والی اُس ولایت کا راے
سرمن مقام دور دست کیطرف بھاگا اُسکی بیٹی شنکر خاتون نام گرفتار ہوئی بادشاہ نے اُسے اپنی دختر کہکر فرزندی
مین لیا اور محافظت فرمائی جب دم کہ آب مہندری سے عبور کرکے شہر بنارس مین کہ راے جاج نگر کا مسکن تھا پہونچا
راے وہانکا تلنگ کے سمت بھاگ گیا بادشاہ نے علم معاودت بلند کیا راے بیربھان دیو نے کہ جو گذر قافیہ پر واقع ہوا
تھا سینتیس زنجیر فیل مع تحف نفیسہ ارسال کرکے امان چاہی بادشاہ اُسطرف سے پھرکر جب پداوتی مین کہ جنگل ہاتھی کا ہے
پہونچا تینتیس ہاتھی زندہ گرفتار کیے اور دو ہاتھی کہ زندہ دستیاب نہوتے تھے ہلاک کیے اور ملک ضیاء الدین مشہدی نے جو سلک امراے

لگے ایک جماعت کثیر اسیر ہوئی اور سلطان نے دوسرے دن وہان مقام کرکے حکم دیا کہ اسیران بدو لکھنوتی [illegible]
جو موسم برسات آپہونچا تھا اور ولایت بنگالہ مین بارش اسقدر ہوتی ہے کہ اُس فصل مین لشکر کشی سے [illegible]
ہوتے ہین بادشاہ نے فرمایا جو مین نے فتح کرکے اسباب اُسکی سلطنت کا لیا دوسرے سال [illegible]
گونددریان مین اکر اور اسیران بلاد لکھنوتی کو رہا کرکے علم معاودت کا دہلی کیطرف بلند کیا اور سنہ سات سو [illegible]
قریب دہلی کے شہر فیروزآباد کنارے نہر جون کے احداث کیا اور شعبان کی بارھوین تاریخ سنہ سات سو [illegible]
دیپالپور کیطرف شکار کے واسطے گیا اور ایک نہر بڑی آب ستلج سے کھود کر جھجر تک کہ اڑتالیس کروہ [illegible]
سات سو ستاون ہجری مین [illegible] سندری اور سرمور کیطرف دریا جون سے ایک ندی کھود کر کے سات نہرین [illegible]
ہانسی مین پہونچائین اور وہانسے ابسین کیطرف لیجا کر ایک قلعہ مستحکم بنا کیا اور نام اُس قلعہ کا فیروزہ رکھا اور [illegible]
نیچے ایک تالاب کھود کر آب نہر سے بھر دیا اور ایک ندی اور آب گھگر سے کھینچکر ہمارستی سے گذران [illegible]
اور ایک شہر وہان بناکر کے فیروزآباد نام کیا اور ایک نہر اور جون سے کھینچکر اُس شہر کے تالاب مین [illegible]
مین خلعت اور فرمان خلیفہ عباسی معتضد بالحاکم بامر اللہ ابوالفتح ابوبکر بن ابی الربیع سلیمان متضمن [illegible]
اور سفارش بادشاہان بہمنیہ دکن کے آیا اور اسی مہینے مین ایلچی حاجی الیاس الملقب شمس الدین [illegible] لکھنوتی [illegible]
سے پہونچا اور ہدایا اور تحف اور نفایس بہت درگاہ مین لائے اور صلح کی درخواست کی [illegible]

تو ابعین سر ہاے محلوق یعنی مونڈے ہوئے برہنہ کرکے اور پگڑیان گردنین ڈالکر ملازمت مین پہونچا بادشاہ نے احمد ایاز
کو ہانسی کے کوتوال کو تفویض کیا اور ملک خطاب کو جو اعوان سے تھا سرہند کیطرف بھیجا اور شیخ زادہ بسطامی کو اخراج فرماکر
دوسری تاریخ ۷۵۲ھ سات سو باون ہجری مین خود بدولت نے دولت و سعادت سے قدم تخت بادشاہی پر رکھکر عدل و احسان
کا مژدہ خاص و عام کو پہونچایا چنانچہ تمام رعایا و برایا کے فائز المرام ہونیسے رفاہیت اور آسودگی ادنی و اعلی مین پیدا ہوئی
نظم چہ پرتو است کہ اقبال در جہان فگند ٭ چہ غلغلست کہ دولت در آسمان فگند ٭ غبار موکب شاہیست یا نسیم بہشت ٭
کہ بوی امن و امان در مشام جان فگند ٭ امرا اور ارکان دولت کو ساتھ خطاب اور مناصب ارجمند کے سربلند کیا الشیخ
صدر الدین ولد شیخ بہاء الدین ذکریا کو خطاب شیخ الاسلامی دیا اور خداوند زادہ قوام الدین کو بہ خطاب خداوند خانی مخاطب
کرکے عہدہ وکیلدری تفویض فرمایا اور ملک تاتار خان کو نایب وکیلدر کیا اور سیف الملک کو شکار بیگی اور خداوند زادہ عماد الملک
کو سلاحداران کا سردار کیا اور اس عہد مین جو شخص کہ دودمان سلاطین غور سے تھا خطاب خداوند زادہ پاتا تھا اور جو کہ خاندان
خلفاے عباسی سے تھا ساتھ مخدوم زادہ کے ملقب ہوتا تھا اور عین الملک مشرف یعنی داروغہ دیوان ہوا اور ملک حسین
میر میران نے استیفاے کل پایا اور صفر کی پانچوین تاریخ ۷۵۳ھ سات سو ترپن ہجری کو بادشاہ نے بطریق سیر و شکار کوہ سرمور
کی طرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور اکثر اُسطرف کے زمینداردن نے ملازمت سے مشرف ہوکر حلقہ بندگی کا
زیب گوش کیا اور غاشیہ خدمت کا دوش پر اُٹھایا اور روز دوشنبہ یعنی تیسری جمادی الاول سنہ مذکور کو شہزادہ محمد خان دہلی
مین پیدا ہوا سلطان فیروز شاہ نے جشن کرکے خلائق کو ساتھ انعام اور الطاف کے بہرہ ور کیا اور ۷۵۴ھ سات سو چون
ہجری مین دامن کوہ کلانور مین شکار کرکے ہنگام معاودت عمارات عالیہ لب آب سرستی پر بنا فرمائی اور ماہ شوال
سنہ مذکور مین خان جہان کے تئین اختیار تمام دیکر شہر مین چھوڑا اور خود مع لشکر گران لکھنوتی کی عزیمت کی اور
اس سفر سے غرض یہ تھی کہ حاجی الیاس کا فتنہ کہ وہ شمس الدین شاہ نام اپنا رکھکر حد بنارس تک متصرف ہوا تھا
دفع کرے جسوقت گورکھپور کے قریب پہونچا اودے سنگھ مقدم وہانکا خدمت مین آیا اور پیشکش لائق مع دو زنجیر فیل
گذران کر مورد انعام خاقانی اور مصدر مراحم سلطانی ہوا اور راے گورکھپور نے بھی خراج چند سالہ داخل کیا
اور دونون سلطان کی ملازمت مین روانہ ہوئے اور جب حدود بندھوہ مین کہ محل قرار حاکم بنگالہ تھا پہونچا الیاس
حاجی اُسے چھوڑکر کدالہ کی طرف کہ ایک موضع نہایت استحکام مین واقع ہے اور وہ ایک جانب آب اور دوسری طرف
جنگل رکھتا ہے اُسمین جاکر پناہ لیگیا بادشاہ نے بندھوہ کے باشندون کو مضرت نہ پہونچائی اور وہانسے آگے بڑھا اور
ربیع الاول کی ساتوین تاریخ کو کدالہ مین پہونچا اور اسی روز جنگ عظیم واقع ہوئی اور بیسوین شہر مزبور کو لشکر سلطان
شہر سے جدا ہوکر آب گنگ کے کنارے فرودگش ہوا ربیع الآخر کی پانچوین تاریخ کو عفونت ارود کے سبب سے چاہتا تھا کہ
تغیر منزل کرے جو بہ نفس نفیس سوار ہوکر جستجوے جاے مناسب کرتا تھا حاجی الیاس المخاطب بہ شمس الدین شاہ ساتھ
خیال اُسکے کہ سلطان بعزم معاودت سوار ہوا ہے اسواسطے بقصد جنگ حصار سے برآمد ہوکر صف آراستہ کی اور حرکت مذبوحی کرکے
پھر قلعہ مین بھاگا اور چوالیس زنجیر فیل اور چتر اور علم اور اسباب شاہی اور حشم اُسکا سلطان کے ہاتھ آیا اور پیادہ بہت مارے

حضور مین حاضر ہوکر انعام اور احسان کے منتظر تھے ہر ایک کو حسب قدر مراتب انعامات دیکر پھر رخصت مراجعت اوطان دی اور
خداوندزادہ عماد الملک اور امیر علی غوری کو طغی طاغی کے تدارک کو روانہ کرکے خود اُچھ کیطرف متوجہ ہوا اور وہان کے
ائمہ اور اہالی کو بھی رہین احسان کرکے وظیفے مقرر کیے ناگاہ خبر پہونچی کہ احمد ایاز المخاطب بخواجہ جہان نے جو سلطان
محمد تغلق شاہ سے نسبت خویشی رکھتا تھا اور عمر اُسکی نوے برس سے متجاوز تھی دہلی مین چھ برس کے لڑکے مجہول النسب
کو ساتھ سلطان محمد کے نسبت دی اور بادشاہ غیاث الدین محمد نام رکھکر بادشاہ بنایا ہے اور ایک خلق کو اطاعت کیواسطے
دعوت مین فراہم کیا ہے اور معرکہ بہم پہونچایا ہے سلطان فیروز نے اس بات کا گمان اُسکی خرافت اور حماقت پر کرکے سیف الدین
شحنہ پیل کو مع فرمان عفو و نصیحت اُسکے پاس بھیجا اور وہانسے کوچ کرکے جب دیپالپور مین آیا خلق کی آسایش کیواسطے چند روز
توقف فرمایا اور وہانسے بھی باہستگی تمام اجودہن مین پہونچکر زیارت مزار شیخ فرید الدین قدس سرہ مین سرفراز ہوا اور اُسکے
خانوادون کی بہت تعظیم کی اور مجاورون اور مستحقون اس بقعہ کو نوازشین کین اور جب اجودہن سے راہی ہوا ملک قبول عماد الملک
وزیر الممالک نے اپنے علاقہ سے آنکر ملازمت کی اور ساتھ خلعت مرصع کے مخصوص ہوکر منصب وزارت کل ممالک پر منصوب ہوا
اور خطاب خانجہانی پاکر کنگرہ اُسکے مرتبہ کا فلک الافلاک سے گذرا اور جب بادشاہ اطراف ہانسی مین پہونچا احمد ایاز نے سید
جلال الدین ترمذی اور ملک حمید الدین کھیچی اور مولانا نجم الدین اور اپنے خانہ زاد داؤد خان کو برسم رسالت فیروز شاہ کے پاس
بھیجکر پیغام دیا کہ ابتک سلطنت سلطان محمد تغلق شاہ کے خاندان مین برقرار ہے اگر وہ خداوند تخت و تاج ساتھ ابن سلطان
مرحوم کے رجوع کرکے خود ساتھ رسم نیابت کے پرداخت امور ملکی کرے پسند طبائع مستقیمہ ہوگا فیروز شاہ نے جمیع اعیان
درگاہ سلطان محمد تغلق شاہ کو حاضر کرکے کہا کہ تم سلطان محمد کے محرمون اور نزدیکون سے تھے اگر اُس سے کوئی فرزند
باقی رہا ہے کہو تو اُسے تخت پر بٹھاکر ہم اُسکی اطاعت مین مشغول ہون سب متفق اللفظ و المعنی بولے کہ سلطان محمد تغلق شاہ کا کوئی
فرزند نہین اور ارث اور وصیت کے موافق سلطنت اور بادشاہی تغلق کی ساتھ خداوند نعمت کے راجح ہوئی اور جب
مشائخ اور علما سے مثل شیخ محمد امیر الدین اودھی اور کمال الدین سمانہ اور مولانا شمس الدین باخرزی کے اس مجلس مین
حاضر تھے استفسار کیا تو مولانا کمال الدین نے کہا جس شخص نے اس کام کو اول شروع کیا ہے اولی تر ہے بس اس صورت مین
مولف کہتا ہے کہ اس جواب سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ وہ لڑکا سلطان محمد تغلق شاہ کا تھا کسواسطے کہ علما نے گواہی ساتھ سلب اولاد
ذکور کے نہین دی اور اس سبب سے ساکت ہوکر مسئلہ درمیان نہین لائے علی ای حال بادشاہ نے رسولان احمد ایاز کو نگاہ رکھا اور داؤد خانہ زاد
اور مولانا زادہ کو جو جملہ رسولون سے تھے اُسکے پاس بھیجکر ساتھ کلام نصیحت آمیز کے ہدایت فرمائی اور بعد رہیدن داؤد خانہ زاد کے
جو اکثر امرا مثل ملک تتھو حاجب اور ملک حسن ملتانی وغیرہ کہ احمد ایاز سے موافقت کرکے زر خطیر اپنے تصرف مین لائے تھے
بادشاہ کے استقبال کیواسطے دوڑکر لشکر شاہی مین جا ملے اور اسیوقت خبر قتل ملک طغی کہ طغیان کرکے گجرات کیطرف بھاگا تھا
پہونچی اور اُسی چند روز مین شہزادہ فتح خان ولد مرح فتح آباد مین پیدا ہوا اور سب طرف سے آثار اقبال اور فیروزی اُسکے ظاہر ہوتے
لگے احمد ایاز سمجھا کہ کوئی کام پیش نجائیگا پس اندوے عجز و اضطرار ارادہ ملازمت کرکے اشرف الملک جلیلی اور محمد حسین میر
میران کو درخواست عفو گناہ کیواسطے بادشاہ کے حضور مین روانہ کیا اور بادشاہ نے جان کی امان دی احمد ایاز مع اپنے

ہر ایک کو خلعت و انعام دیکر اجازت مراجعت دی اور فرمایا کہ یہ وقت مناسب نہین ہی مبادا تمھارے اور لشکر ہندوستان
کے درمیان غبار نزاع مرتفع ہوکر ساتھ فساد کے منجر ہووے اولی وہ ہی کہ قبل ہمارے کوچ کرنیسے تم اُدھر سے برآمد ہوکر روانہ ہو
التون بہادر کو یہ بات پسند آئی اسیوقت خیمہ اور خرگاہ اکھاڑا اور کوچ کرکے پانچ کوس کے فاصلہ پر فروکش ہوا اور امیر
نوروز گرگین داماد ترمشرین خان مغل کہ سلطان محمد تغلق شاہ کے عہد مین ہند مین آیا اور امراے کبار کے سلک مین
منتظم ہوا تھا کفران نعمت اور کورنمکی پر کمر باندھی اپنے اور آدمیونکے ہمراہ کوچ کیا اور التون بہادر کے پاس وارد ہوا اور کہا
بادشاہ ہندوستان فوت ہوا اور لشکر بے سر و سامان ہی اور ابتک کوئی تخت پر نہین بیٹھا اور لوگ دل پریشان رکھتے ہین
پس راہ سپاہ گری کی وہ ہی کہ کل جب لشکر کوچ کرے ہم خزانہ پر جا پڑین اور نقد و اور جواہر سے جو کچھ دستیاب ہو لیکر
اپنی ولایت کیطرف روانہ ہون پس اسیطرح بادشاہ کی وفات کے دوسرے دن کہ لشکر قافلہ کے مانند بے سر و سامان
جاتا تھا اُدھر تاخت لاکر چند صندوق خزانہ کے کہ اونٹون پر بار تھے متصرف ہوے اور لڑکے اور لڑکیان بہت اسیر
کرکے لوازم غارتگری مین تقصیر نہ کی اور امراے سلطان محمد نے بہزار ترس و بیم اردو کو سیوستان معروف بسہوان مین
پہونچا کر نزول کیا اور اُس شبکو صبح تک شرائط ہوشیاری مین مشغول ہوکر خواب و آرام اپنے اوپر حرام کیا لیکن دوسرے
دن مخدوم زادہ عباسی اور شیخ الشیوخ شیخ نصیر الدین محمود اودھی الملقب بچراغ دہلی اور دوسرے علما اور مشائخ اور امرا
کبار اور ارباب دخل سب اتفاق کرکے ملک فیروز باربک کے مکان پر گئے اور عرض کی کہ جو بادشاہ مرحوم نے ولیعہدی آپکو
تفویض فرمائی دوسرا اس امر عظیم الشان کے شایستہ نہین ہی مناسب یہ کہ آپ مہمات سلطنت کو معطل نفرمایئے اور سریر
سلطنت پر جلوس کیجیے ملک فیروز باربک نے اظہار عذر سفر حجاز اور زیارت حرمین شریفین کیا اور ہر چند انکار کیا مفید نہوئے
آخر ناچار ہوا محرم کی تیئیسوین تاریخ سنہ مذکور کو جبکہ پچاس اور چند مرحلہ عمر شریف آپکی سے طے ہوے تھے تخت جہانداری پر
جلوس فرمایا **نظم** مخالف شکن شاہ فیروز بخت ٭ بفیروز فالی برآمد بہ تخت ٭ ز فیروزی دولت کامگار ٭ نشانہا فزو بخت
در روزگار ٭ پہلے دن جلوس مین کئی ہزار نفس کہ مفسدان ٹھٹھہ اور مغل کی قید مین پڑے تھے خرید کیے اور تیسرے دن
نہایت شوکت و شان اور تزک و تجمل سے سوار ہوا اور جسطرف سے کہ سواران مغل اور مفسدان ٹھٹھہ دست اندازی کیواسطے
آتے تھے دستگیر ہوتے تھے یا جان سے مارے جاتے تھے چنانچہ کئی شخص سرداران مغل سے گرفتار ہوکر سزاے اعمال کو پہونچے
نظم ہمای چتر ہمایون او چو بال کشاد ٭ از این سپس نکند جغد دعوی بازی ٭ جہان بساخت بما زا ہولے معدلتش ٭
کہ از طبیعت ضد او رفتہ ناسازی ٭ امیر نوروز گرگین اور التون بہادر اور دوسرے مغلون نے صلاح توقف مین
نہ دیکھکر از روے استعجال اپنے ملک کی طرف دوڑے اور مردم ٹھٹھہ جو طفنی کی تحریک سے فتنہ اور فساد مین تقصیر نکرتے تھے یہ بھی اپنی حد سے
و النستہ قدم اندازہ سے باہر نہ رکھتے تھے اور خلائق پر جلوس سلطان فیروز شاہ کا مبارک ہوا احسان جان اور مال کا اثر ثابت ہوا اور اسکے بعد
ساتھ کوچ متواترہ کے سیوستان سے قلعہ بھکر مین آیا امرا اور ملوک اور مشائخ اور علما کو ساتھ انعام اسپ و خلعت و شمشیر اور ٹنکے کے نوازا
اور اسی طور سے سیوستان اور بھکر کے باشندونکو بھی انعام فراوان عنایت فرمایا اور مشاہرہ بادشاہان ماضیہ کی مقرر رکھکر اسکے جاری
کرنے کیواسطے فرامین صادر فرمائے اور وہ لوگ کہ جو قندھار اور سیستان اور خراسان اور عراق اور مصر اور بغداد سے درگاہ سلطان

پندرہ کوس تپ مرض مین مبتلا ہوا اور قبل اسکے کہ گونڈل مین پہونچے بسبب اسکے کہ ملک کبیر نے دہلی مین وفات پائی تھی خواجہ جہان اور عماد الملک نائب وزیر الممالک کو دہلی کیطرف بھیجا اور خداوندزادہ اور مخدوم زادہ اور دوسرے معارفون کو دہلی سے گونڈل کیطرف طلب فرمایا اور جب سلطان گونڈل مین پہونچا وہ تمام لوگ مع حرمون اور جمعیت ہاے ملوکانہ کے پہونچے اور بادشاہ کی خدمت مین بہت سے لشکر آراستہ ہوئے اور مرض سے بھی صحت پائی اُسکے بعد دیپالپور اور ملتان اور اوچھ اور سیوستان سے کشتیان ٹھٹھہ کیطرف طلب کین اور گونڈل سے روانہ ہوکر دریا کے کنارہ پہونچا اور طغی کے دفع کیواسطے مع لشکر اور فیل کے دریا سے عبور کرکے دوسرے ساحل پر فروکش ہوا اُسوقت مین التون بہادر مع پانچہزار سوار مغل کے کہ امیر قرغن نے سلطان محمد تغلق شاہ کی کمک کو بھیجا تھا پہونچا بادشاہ نے اُنکے حق مین انواع مراحم اور الطاف خسروانہ مبذول فرمائے اور وہانسے بقصد اخراج ایک گروہ سودرہ کے کہ طغی حرامخور پناہ ساتھ اُنکے لے گیا تھا ٹھٹھہ کیطرف نہضت فرمائی جب ٹھٹھہ سے تیس کوس مسافت طے کی روز عاشورہ تھا روزہ رکھا اور وقت افطار مچھلی کھائی مرض تپ نے کہ قبل اس سے رکھتا تھا عود کیا اور باوجود اسکے کشتی مین سوار ہوکر ساتھ کوچ متواتر کے چودہ کوس ٹھٹھہ کے پہونچکر مقام کیا اور مرض لحظہ بلحظہ ترقی کرتا تھا اور اضطراب اور تلاطم عظیم پیدا ہوا غرضکہ تاریخ اکیسوین ماہ محرم سنہ ۷۵۲ سات سو باون ہجری مین کنارے آب سندھ کے پہونچا اور اُسی مقام مین روزنامہ اُسکی حیات کا ساتھ رقم کل نفس ذائقۃ الموت کے مرقوم ہوا اور ایسا جبار قہار امیر خاک ہوکر پیوند زمین ہوا نظم زروزگار اگر کام خویش برداری ⁂ بہ آفتاب اگر نام خویش بنگاری ⁂ اگر بہ ثروت سامانیان رسی وکیان ⁂ دگر بچرخ فرازی علم زجباری ⁂ چہ سود عاقبتش بسپری وبسپاری ⁂ درنگ کا خزان بگذری وبگذاری ⁂ اور یہ مرثیہ اُسکے فوت مین کہا گیا مرثیہ ایکہ زہرست شرب عالم را ⁂ میوہ مرگست تخم آدم را ⁂ لب حرایت عدم قدم زدند ⁂ کم زدن این عالم کم از کم را ⁂ صبح محشر دمید کو بیدار ⁂ ہمگنون نوبت خفتگان عالم را ⁂ ہان کہ فرش فنا بگستردند ⁂ در نوردید این بساط خرم را ⁂ رستخیز است وخبر باز مگذار ⁂ ستغفر نغمہ ہاے ملازم را ⁂ شہ محمد بخفت در خاک ⁂ نیلگون کن لباس ماتم را ⁂ پس بدست خروش ورتن دہر ⁂ چاک زن ایدین باے معلم را ⁂ اور یہ بیتین سلطان محمد نے حالت نزع مین موزون کی تھین نظم بسیار درین جہان طپیدیم ⁂ بسیار نعیم وناز دیدیم ⁂ اسپان بلند بر نشستیم ⁂ ترکان گران بہا خریدیم ⁂ کردیم بسے نشاط آخر ⁂ چون قامت ماہ نو خمیدیم ⁂ مدت اُسکی سلطنت کی ستائیس برس تھی۔

ذکر وقائع سلطنت بادشاہ معظم مہذب فیروز شاہ بن سالار رجب کہتے ہین ملک فیروز باربک بھتیجا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا تھا اور سلطان محمد اُسکے مقدمہ مین نظر استخلاف اور ولیعہدی کی رکھتا تھا جب وہ بادشاہ کی بیماری مین تیمارداری اور شرائط حق خدمتگذاری بجا لایا اُس حال مین عنایت اور شفقت بادشاہ کی اُسکے بارہ مین ایک حصہ سے ہزار درجہ ہوئی ہنگام رحلت کے وصیت کی کہ ولیعہد یہ ہو اور یہ بیت پڑھی بیت تو سر سبز باشی بشاہنشہی ⁂ کہ من کردم سر زبالین تہی ⁂ سلطان محمد تغلق شاہ کی بعد وفات لشکر مین فتور اور برہمی بسیار واقع ہوئی ملک فیروز باربک نے بعضے امرا کو ضبط خلائق پر تعین کرکے متکفل مہمات ہوا اور صلاح وقت کے موافق اول التون بہادر اور وہ امرا جو امیر قرغن کے پاس سے مدد کیواسطے آئے تھے ملکی قدر مراتب

رہ گئے تھے اسیر ہوئے اور بادشاہ کے حکم سے سیاست کو پہونچے یعنی قتل ہوئے بادشاہ نے یوسف بغرا کے بیٹے کو
مع لشکر انبوہ طغی کے تعاقب مین بھیجا ابن یوسف نے رات کو راہ مین توقف کیا اور طغی نے فرصت پاکر اہل وعیال
اور دوسرے باغیونکو نہر والہ سے برآوردہ کرکے آب رن سے عبور کیا اور ولایت کچھ کے راستے سے کنتہ کیطرف بھاگا
سلطان تین روز کے بعد نہر والہ مین داخل ہوا اور حوض سہنسک کے کنارے نزول فرمایا اور ولایت گجرات کی آبادی مین
مشغول ہوا مقدم اور راے گجرات کے جو ہر طرف سے آتے تھے اور پیشکش گذرانتے تھے انھین خلعت اور انعام کرامت فرماتا
تھا اور بادشاہ کے مساعی جمیلہ سے گجرات کی پریشانی ساتھ صلاح کے مبدل ہوئی اور چندکس معارف لشکر طغی سے کہ
جدا ہوکر رانا مندل کی پناہ مین آئے تھے اُسنے اُنکے سر تن سے جدا کرکے بادشاہ کیخدمت مین روانہ کیے ابھی بادشاہ گجرات
کی تعمیر مین مصروف تھا کہ دکن سے خبر پہونچی کہ امیران صدہ نے کہ قبل اسکے شکست کھاکر متفرق ہوئے تھے اب یکجا جمع ہوکر حسن
کانکو کے سرکردگی سے عماد الملک سر تیز کو قتل کیا اور خداوند زادہ قوام الدین اور ملک جوہر اور ظہیر الجیوش اور تمام امراے بادشاہی
کو اس مملکت سے مالوہ کیطرف بھگا دیا اور اسمٰعیل مخ بھی قلعہ دولت آباد سے برآمد ہوکر اُنسے جا ملا اور دولت آباد اُنکے تصرف
مین آیا جب اسمٰعیل نے سلطنت سے استعفا دیا جمیع امیران صدہ نے اُسکی تجویز سے حسن کانکو کو بادشاہ کرکے سلطان علاء الدین
خطاب دیا بادشاہ یہ خبر حیرت اثر سنکر غمگین ہوا اور بعد تامل فراوان کے سمجھا کہ یہ تمام فساد جو بہم اُٹھتے ہین سیاست کی
کثرت سے واقع ہوتے ہین بادشاہ یہ اندیشہ کرکے چند روز سیاست سے دستکش ہوا اور ملک فیروز اور خواجہ جہان اور
ملک غزنین اور صدر جہان اور امیر رفعیہ کو مع لشکر ہمراہی اُنکے دہلی سے طلب کیا تو حسن کانکو کے تدارک کو روانہ کرے اور
جن دنون مین کہ یہ خدمت مین پہونچے خبر متواتر پہونچی کہ حسن کے پاس جمعیت بیشمار فراہم ہوئی بادشاہ نے ان کی
روانگی موقوف رکھی اور یہ قصد کیا کہ مہم گجرات اور تسخیر کرنال سے جو ساتھ جونہ گڑھ کے شہرت رکھتا ہے خاطر جمع کرکے
خود حسن کانکو کے دفع مین مشغول ہوئے اسواسطے اسنے دو برس گجرات مین بسر کیے پہلے سال سرانجام اور استعداد لشکر مین مصروف
رہا اور دوسرے برس حصار کرنال کی تسخیر مین مشغول ہوا اور جمیع مقدم اور راے اُس نواح نے حلقہ اطاعت کا اپنے زیب گوش
کیا اور خدمتین سلطانکی حاضر ہوئے اور کنکار جو ولایت کچھ کا راجہ تھا وہ دربار سلطانی مین حاضر ہوا اور بحوالے عبارت تاریخ
نظام الدین احمد سے ایسا واضح ہوتا ہے کہ حصار کرنال مسخر سلطان محمد تغلق شاہ سے ہوا لیکن ظاہر یہ ہے کہ وہ قلعہ سواے محمود شاہ
گجراتی کے کسی سے مفتوح نہین ہوا اور سلطان تغلق نے ساتھ اطاعت وہانکے راجہ کے اکتفا کیا الغرض ضیا برنی کہتا ہے
کہ بادشاہ نے اس حال مین مجھسے فرمایا کہ میری مملکت نے امراض متضادہ بہم پہونچائے ہین اگر ایک مرض کا علاج
کرتا ہون دوسرا مرض غالب ہوتا ہے اور تو نے کتب تواریخ بہت پڑھی ہین اس بارہ مین تیرے دلمین کیا پہونچتا ہے ضیا برنی
کہتا ہے مینے عرض کیا کہ ایک کتب تاریخ سے مینے دیکھا ہے کہ اگر بادشاہ سے خلائق متنفر ہو فساد متعدد حادث ہون علاج یہی ہے
کہ وہ بادشاہ اپنے بیٹے یا بھائی کو جو شایان سلطنت ہو اپنا قائم مقام کرے اور خود گوشہ گیری اختیار کرے اور اگر یہ نہ کرے
ترک اُن اعمال کو کہ جو موجب تنفر خلائق ہوئے ہین فرماوے بادشاہ نے فرمایا میرا اس طور کا فرزند کہ قائم مقام ہو نہین ہے اور مین
سیاست ترک کرنے والا بھی نہین ہون جو کچھ ہونیوالا ہے ہو مصرعہ شود شود نہ شود گر شود چہ خواہد شد ٭ بادشاہ کو منزل مین جو کرنال سے

انکے تخمیناً چار ہزار سوار نے ایکبارگی وادی کیطرف ہزیمت کھائی اور رات نے درمیانمین پردۂ ظلمانی ڈالا ساتھ اس
طریق کے کہ طرفین ایک دوسرے کے حال سے خبر رکھتے تھے اور میدان جالنستان کے قریب فروکش ہوئے تھے
اسمٰعیل مخ اور تمام امیران صدہ نے قرعۂ مشورت کا درمیانمین ڈالا اور بہتری اسمین دیکھی کہ اسمٰعیل مخ مع ایک جماعت
کے جو قلعہ کی محافظت کیواسطے بہ ضرور ہے قلعہ دولت آباد مین داخل ہوے اور باقی امرا گلبرگہ مین جا کر اپنی جاگیر وان کی
محافظت کرین اور جب سلطان دکن سے نکلجاوے پھر دولت آباد مین فراہم ہو کر اپنے کام مین مشغول ہووین پھر اسمٰعیل مخ
قلعہ دھارا گڈھ مین جو غلہ اور تمام مایحتاج سے مملو تھا داخل ہوا اور دوسرا امیر کہ حسن کانکو بھی انہین سے تھا اول قرار کے موافق
اپنی جاگیر قصبین دوڑے اور سلطان نے عماد الملک مثیر کو کہ قبل اسکے ایلچپور مین رہا تھا اور تاب مقاومت امیران صدہ نہ لاکر
سلطانپور کیطرف بھاگا تھا ساتھ ایک جماعت امرا کے باغیونکے دفع کیواسطے گلبرگہ کیطرف بھیجا اور خود دولت آباد کے کوشک
خاص مین سکونت کی وہانکے باشندونکو ہمراہ امیر نوروز گرگین کے دہلی کیطرف روانہ کیا اور فتحنامہ لکھا کہ اسے دہلی کے منبر پر
پڑھکر نقارے خوشی کے بجاوین پھر بنام تسخیر قلعہ دھارا گڈھ جو اسوار و پیادے بیشمار اسکے محاصرہ کیواسطے مامور کیے چنانچہ ہر روز
جنگ بلاناغہ واقع ہوتی تھی اور اندر اور باہر کی جماعت کثیر قتل ہوتی تھی غرضکہ تین مہینے اسی نہج پر گذرے ناگاہ گجرات سے خبر
پہونچی کہ ملک طغی غلام صفدر الملک کہ وہ بھی غلام احمد ایاز خواجہ جہانکا تھا فساد برپا کرکے امیران صدہ کو جو کوہستان مین فیروز آباد
کی تجویز سے رہتے تھے ساتھ اپنے متفق کیا اور مظفر الدین اکر ملک مظفر کو کہ نائب شیخ معز الدین حاکم گجرات تھا قتل کیا اور شیخ معز الدین
کو مع اسکے ہمراہیونکے قید کیا ہے اور کنبایت کو غارت کرکے اب قلعہ بھڑونچ کو محاصرہ کیا ہے بادشاہ یہ خبر سننے سے مضطرب ہوا خداوندزادہ
قوام الدین کو مع چند امراے بزرگ مثل ملک جوہر اور شیخ برہان الدین بلگرامی اور ظہیر الجیوش کو مع لشکر کثیر دولت آباد کے محاصرہ
کیواسطے چھوڑ کر خود بہ تعجیل تمام گجرات کیطرف روانہ ہوا اور ساکنان دولت آباد سے جو شخص گر رہا تھا ہمراہ لیگیا چنانچہ بہ تفصیل مذکور ہوگا
اور دکنیون نے لشکر سلطان کا تعاقب کرکے چند فیل اور خزانہ لیا اور بہتونکو قتل کیا جب سلطان بھڑونچ مین پہونچا آب نربدہ کے
کنارے نزول فرمایا طغی ترک بھڑونچ سے کوچ کرکے کنبایت گیا بادشاہ نے ملک یوسف بغرا کو اسکے تعاقب مین تعین فرمایا پھر
کنبایت کی حوالی مین حرب واقع ہوئی یوسف بغرا مع اکثر مردم معتبر مقتول ہوا اور بقیۃ السیف بادشاہ کے پاس بھاگ آئے
اور طغی نے اپنی جگہ مین مضبوط ہو کر شیخ معز الدین اور دوسرے اہلکاران سلطانی کو کہ حبس مین رکھتا تھا مقتول کیا اور بادشاہ
غضبناک کنبایت کیطرف روانہ ہوا طغی بھاگ کر اساول مین کہ اب ساتھ احمد آباد کے مشہور ہے گیا بادشاہ بھی اسکے اثر پر
راہی ہوا طغی نہروالہ کیطرف بھاگا اور بادشاہ نے شدت باران کے سبب ایک مہینہ اساول مین توقف کیا اس
درمیانمین خبر پہونچی کہ طغی جمعیت بہم پہونچا کر نہروالہ سے اساول کیطرف تاخت لاکر ایک گڑھی مین فروکش ہوا ہے اور عزم
رزم رکھتا ہے اور صفوف جنگ آراستہ کیا چاہتا ہے بادشاہ بھی عین بارش مین اساول سے روانہ ہو کر گڑھی مین آیا
اور گڑھی مین فریقین کا مقابلہ ہوا طغی اور اسکے ہمراہی شراب پیکر فدائیون کے دستور سے بادشاہ کی فوج خاص پر
تاخت لائے اور چونکہ فیل کوہ تمثیل آگے مانع اور سد راہ تھے محروم اور ناکام بھاگے اور درختون کے
انبوہ مین جو وہانسے قریب تھے داخل ہوئے اور وہان سے نہروالہ گئے اور بادشاہ آدھی طغی کیطرف کے جو پیچھے

کے ملاحظہ سے اُنھین تاراج اور خراب کیا شر انکا گجرات سے بالکل دفع ہوا اور عماد الملک نے چند روز آب نربدہ کے
کنارے توقف کیا اور سلطان کے حکم کے موافق اکثر امیران صدہ کو قتل کیا اور ایک جماعت شمشیر کے تلے سے بھاگ کر
اطراف مین آوارہ ہوئی پھر بادشاہ نے چند روز بھروچ مین نزول اجلال فرمایا اموال بھروچ اور کنبایت اور تمام بلاد
گجرات کا کہ آدمیونکے پاس رہا تھا بشدت تمام وصول کر کے خزانہ مین داخل کیا اور ان لوگونکو کہ فی الجملہ شریک فساد تھے مقتول
کر کے فتنۂ خوابیدہ کے بیدار کرنیمین مشغول ہوا زین الدین زند کو جو مجد الدین خطاب رکھتا تھا اور ابن رکن الدین تھانیسری
کو جو شریران روزگار سے تھے دولت آباد مین بھیجا تو وہانکے اہل فساد امیران صدہ وغیرہ کو گرفتار کر کے سیاست کو پہونچاوین
پھر چند روز کے بعد سلطان نے اس حکم سے پشیمان ہوکر چاہا کہ اُس جماعت کو اپنے روبرو بلاکر قتل کرے پھر اُنکے پیچھے ملک
علی سر جامدار اور ملک احمد لاچین کو جو امیر خسرو کے عزیزون سے تھے عالم الملک برادر قتلغخان کے روبرو بھیجکر فرمان لکھا
کہ امیران صدہ کو جو وہان معروف و مشہور ہین حضور مین بھیجے اور ڈیڑھ ہزار سوار انکے ہمراہ کیے اور حکم دیا کہ ہمراہ ان
دو امیرونکے درگاہ سلطانی مین روانہ کرے اور عالم الملک نے امیران صدہ رائچور اور مدکل اور گلبرگہ اور بیجاپور اور
گنجوتی اور رائی باغ اور کلہر اور میکری اور برار اور رامگیر وغیرہ کو دولت آباد مین طلب کیا اور جب امیرون نے
سیاست سلطان کی خبر سنی زود تر حاضر نہ ہوئے ملک علی جامدار اور ملک احمد لاچین کو مع ڈیڑھ ہزار سوار بر سبیل
تعجیل اُس حدود مین روانہ کیا اُنھون نے نہایت کوشش کر کے امیران صدہ کو مانند نصیر الدین تغلچی اور قزلباش
حاجب اور حسام الدین اور اسمٰعیل مخ اور حسن کانگو اور نور الدین کے گلبرگہ مین جمع کر کے دولت آباد کیطرف روانہ کیے
اور عین الملک نے انھین بادشاہ کیخدمت مین روانہ کیا اور جب درہ مانک دون مین جو مابین قصبہ بیج اور دون کے
واقع ہے پہونچے امیران صدہ سیاست سلطان سے خائف اور ہراسان ہوئے اور آپسمین مشورہ کر کے اقرار کیا کہ ہماری
طلب سے سوائے قتل اور سیاست کے کوئی امر دوسرا نہین ہے لائق یہ ہے کہ ہم مثل گوسفندان دست و بستہ کے اپنے تئین
قصاب خونخوار بیرحم کے حوالہ نہ کرین انسب ہے کہ یہانسے پلٹ کر علم مخالفت بلند کرین پس اتفاق کر کے کوچ کیوقت امرائے محصل
پر تاخت لائے اور ملک احمد لاچین کو قتل کر کے اُسکا تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور ملک علی جامدار جس طرف سے آیا تھا
اُدھر مفرور ہوا اور امیران صدہ نے دولت آباد مین تاخت کر کے عالم الملک کو محاصر کیا اور قلعہ کی فوج سے موافقت کر کے چند روز مین
قلعہ پر متصرف ہوئے اور عالم الملک کو کہ حسن سلوک اُسکے سے راضی تھے جان کی امان دی اور باقی عاملان سلطانی کو ساتھ
ابن رکن الدین تھانیسری کے قتل کیا اور دولت آباد کا خزانہ آپسمین تقسیم کیا اور امیران صدہ گجرات بھی کہ گوشے اور کنارے
کراس اور مواس مین پوشیدہ تھے سب اُنکے شریک ہوئے اور اسمٰعیل مخ برادر ملک افغان نے کہ وہ بھی امیران صدہ سے تھا
اور وفور عقل و مروت سے اتصاف رکھتا تھا اپنے تئین بادشاہ کر کے اپنا نصیر الدین خطاب کیا بیت سمٰعیل مخ تا در آن دار و گیر
بشاہی بخواندند نامش نصیر جب اُس فساد کی خبر بھروچ مین بادشاہ کو پہونچی بسبیل استعجال بھروچ سے کوچ پر کوچ کر کے دولت آباد
مین آیا اور امیران صدہ نے افواج آراستہ کر کے صفوف جدال سے اور آثار جوانمردی اور بہادری کے اسطرح سے ظہور مین
پہونچائے کہ میمنہ اور میسرہ بادشاہ کے متفرق اور پسپا ہوئے اور قریب تھا کہ چشم زخم پہونچے ناگاہ انکا سردار مقدمہ قتل ہوا اور

سمت گیا بادشاہ یہ خبر سنکر غضب ناک ہوا گجرات کی روانگی کا ارادہ کیا اور قتلغخان نے ضیاء برنی کے ہاتھ جو مؤلف تاریخ
فیروزشاہی کا ہی پیغام کیا کہ فساد امیران صدہ دیوی اور بروده کا اس قبیل سے نہین ہی کہ بادشاہ خود بہ نفس نفیس اُنکے
دفع کیواسطے نہضت فرماوے اور حضرت کے اقبال دولت سے دعاگو کو بھی اسقدر استعداد اور لشکر ہی کہ تعہد تسکین
اس فساد کا کرے اور بادشاہ بنفس خود کی نہضت سے احتمال ہی کہ اور بھی فساد پیدا ہوون بادشاہ نے اُسکی التماس
قبول نفرمائی فوج کی تیاری کا حکم نافذ کیا ملک فیروز اپنے چچیرے بھائی کو نیابۃً مع خان جہان اور ملک کبیر کے
دہلی مین چھوڑا اور خود ۷۴۸ھ سات سوڑتالیس ہجری مین دہلی سے برآمد ہوا اور قصبہ سلطانپور مین کہ پندرہ کوس شہر سے ہی نزول فرمایا تو لشکر
جمع ہوے اور اس درمیان مین عریضہ عزیز خمار کا پہونچا کہ جا امیران صدہ بیوفا اور پروردہ فتنہ انگیزی ہین اور قدمی اُنسے بہت قریب تھا
شہر دھارا کی فوج کو آراستہ کر کے انکے دفع کیواسطے روانہ ہوا سلطان نے اندیشناک ہو کر فرمایا کہ عزیز خمار ناکردہ کار ہی اور
طریقہ حرب کا نہین جانتا ہی عجب نہین کہ مارا جاوے بعد اسکے خبر پہونچی کہ جب عزیز خمار باغیون کے مقابل ہوا بدحواس
ہو کر گھوڑے سے گرا باغیون نے اُسے گرفتار کر کے بدترین عذاب سے ہلاک کیا بادشاہ بھی سلطانپور سے روانہ ہوا اثناے
راہ مین ایک دن ضیاء برنی سے کہا اگرچہ لوگ کہتے ہین کہ اکثر فساد بادشاہ کی کثرت سیاست سے حادث ہوتے ہین
اور مین ہرگز سیاست کو ترک نہ کرونگا اُسکے بعد فرمایا کہ تو کتب خواندہ ہی بتا کہ بادشاہونکو سیاست کس کس مقام مین مناسب
ہی عرض کی کہ تاریخ کسروی مین مذکور ہی کہ بادشاہ کو سات محل مین سیاست لازم ہی اول وہ شخص کہ دین حق سے پھرے
اسپر سیاست لازم آوے دوسرے وہ کہ عمداً خون ناحق کرے تیسرے وہ کہ مرد زن دار ساتھ عورت شوہر دار کے زنا کرے
چوتھے وہ کہ ساتھ سلطان کے اندیشہ غدر کا کرے پانچوین وہ کہ بانی فساد ہووے اور مبادرت ساتھ فتنہ کے کرے چھٹے
وہ کہ اہل رعایا سے ہووے اور ساتھ باغیونکے موافقت کرے اور زر اور اسلحہ رسانی مین معاونت کرے ساتوین وہ کہ بادشاہ
کا حکم خوار رکھے اور کسیوجہ سے فرمانبرداری نکرے پھر پوچھا کہ ان سیاستون مین کتنی قسم حدیث شریف کے موافق ہین عرض کی ان
سیاست ہفتگانہ مین تین مقام پر حدیث وارد ہی اور وہ یہ ہی ارتداد اور قتل مسلم اور زناے محصنا اور چار سیاست صلاح ملک
کیواسطے مخصوص بادشاہونکو ہین بادشاہ نے فرمایا کہ زمانہ سابق مین خلائق راست کردار اور صدق گفتار تھی اور اس زمانے مین
افساد زمانہ سے مجھے ایسی ہی سیاست پر ضرور ہی یہانتک کہ یا تو خلق راست روی اور نیک چلنی اختیار کر کے بغاوت اور فساد کو
ترک کرے یا مین درمیان سے برخاستہ ہوون اور میرے پاس ایسا وزیر کامل نہین ہی کہ ساتھ حسن تدبیر اور عمل نیک کے سرانجام
ملک کرے کہ احتیاج خونریزی کی نہووے اور جب پہاڑ آبو پر جو گجرات کی سرحد مین واقع ہی پہونچا شیخ معزالدین کو کہ ایک امراے
معتبر سے تھا باغیونکی سرکوبی کیواسطے رخصت کیا وہ جب دیوی کے اطراف مین پہونچا خان جہان بھی اُسکا شریک ہوا جب
باغیونکے سر پر پہونچے دیوی کے اطراف مین جنگ عظیم واقع ہوئی باغی شکست فاحش کھا کر آوارہ دشت ادبار ہوے بادشاہ
آبو سے معاودت کر کے بھروچ مین آیا اور وہان مقیم ہوا اور ملک قبول اور عماد الملک وزیر ممالک کو مع امراے صدہ بھروچ
مغرور کے تعاقب مین بھیجا عماد الملک آب نربدہ کے کنارے اُنسے ملاقی ہوا اور انہین کے اکثرون کو تہ تیغ کیا اور انکی
اولاد اور اتباع کو دستگیر کیا بعضے جو زندہ رہے ماندیو بگلانہ کے ضابطہ یعنی حاکم کے پاس پناہ لیگئے اور ماندیو نے سلطان